(ٹائٹل بار اول)

قادر کے کاروبار نمودار ہوگئے - کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہوگئے

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ۔ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ
وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ۔ (سورہ صافات)

وَكَفَانِي مِمَّا أُوحِيَ إِلَيَّ هَذَا الْوَحْيُ الْمُبَشِّرُ

قال ربك انه نازل من السماء ما يرضيك۔ وما تتنزل الا بامر ربك۔
ما ارسل نبي الا اخزى به الله قوما لا يؤمنون۔ ان الله مع الذين اتقوا
والذين هم محسنون۔ وبشر الذين آمنوا ان لهم الفتح۔ والله متم نوره
ولو كره الكافرون۔ كتب الله لاغلبن انا ورسلي۔ لا تخف اني لا يخاف
لدي المرسلون۔

حقیقۃ الوحی

خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ یہ کتاب جامع جسمیں ہر ایک قسم
کے حقائق اور معارف اور بہت سے آسمانی نشان درج ہیں محض
اسی کے فضل اور کرم اور خاص اسکی توفیق اور تائید سے مرتب و تالیف ہوکر

مطبع میگزین قادیان میں باہتمام منیجر مطبع کے چھپی

تعداد ایک ہزار جلد — تاریخ اشاعت ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء

اِس کتاب کا اثر کیا ہے؟

یاد رہے کہ یہ کتاب کہ جو جامع جمیع دلائل و حقائق ہے اس کا اثر صرف اس حد تک ہی محدود نہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے اس عاجز کا مسیح موعود ہونا اس میں دلائل بینہ سے ثابت کیا گیا ہے بلکہ اس کا یہ بھی اثر ہے کہ اس میں اسلام کا زندہ اور سچا مذہب ہونا ثابت کر دیا ہے اگرچہ ہر ایک قوم اپنے منہ سے کہہ سکتی ہے کہ ہم بھی خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک سمجھتے ہیں جیسا کہ برہمو یہی دعوے کرتے ہیں اور ایسا ہی آریہ بھی باوجود اسکے کہ قدامت میں ذرہ ذرہ کو خدا تعالیٰ کا شریک اور انادی بنا رکھا ہے توحید کے مدعی ہیں لیکن یہ تمام قومیں زندہ خدا کی ہستی کا کوئی یقینی ثبوت نہیں دے سکتیں اور خدا کے وجود پر انکے دل تسلی پذیر نہیں ہیں* اسلئے انکے یہ دعوے کہ ہم خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک سمجھتے ہیں صرف دعوے ہی دعوے ہیں۔ لہٰذا ان کے ایسے اقرار حقیقی توحید کا رنگ ان کے دلوں پر نہیں چڑھا سکتے اور خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک ماننا تو کیا دراصل ان لوگوں کو اسقدر بھی نصیب نہیں کہ یقینی طور پر خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان رکھتے ہوں بلکہ انکے دل زنگ میں پڑے ہیں یاد رہے کہ انسان اس خدائے غیب الغیب کو ہرگز اپنی قوت سے شناخت نہیں کر سکتا جب تک وہ خود اپنے تئیں اپنے نشانوں سے شناخت نہ کراوے اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا جب تک وہ تعلق خاص خدا تعالیٰ کے ذریعہ سے پیدا نہ ہو اور نفسانی آلائشیں ہرگز نفس میں سے نکل نہیں سکتیں جب تک خدائے قادر کی طرف سے ایک چمکتی ہوئی تجلی نازل نہ ہو اور دیکھو کہ میں اس شہادت رویت کو پیش کرتا ہوں کہ وہ تعلق محض قرآن کریم کی پیروی سے حاصل ہوتا ہے دوسری کتابوں میں ایک ذرہ زندگی کی روح نہیں اور آسمان کے نیچے صرف ایک ہی کتاب ہے جو اس محبوب حقیقی کا چہرہ دکھلاتی ہے یعنی قرآن شریف۔

اور میرے پر جو میری قوم طرح طرح کے اعتراض پیش کرتی ہے مجھے انکے اعتراضوں کی کچھ بھی پروا نہیں اور سخت بے ایمانی ہوگی اگر میں ان سے ڈر کر سچائی کی راہ کو چھوڑ دوں اور خود انکو سوچنا چاہیئے کہ ایک شخص کو خدا نے اپنی طرف سے بصیرت عنایت فرمائی ہے اور آپ اسکو راہ دکھلا دی ہے اور اسکو اپنے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف فرمایا ہے اور ہزارہا نشان اسکی تصدیق کیلئے دکھلائے ہیں کیونکر ایک مخالف کی ظنیات کو کچھ چیز سمجھ کر اس آفتاب صداقت سے منہ پھیر سکتا ہے۔ اور مجھے اس بات کی بھی پروا نہیں کہ اندرونی اور بیرونی مخالف میری عیب جوئی میں مشغول ہیں کیونکہ اس سے بھی میری کرامت ہی ثابت ہوتی ہے وجہ یہ کہ اگر میں ہر قسم کا عیب اپنے اندر رکھتا ہوں اور بقول انکے میں عہد شکن اور کذاب اور دجال اور مفتری اور خائن ہوں اور حرام خور ہوں اور قوم میں پھوٹ ڈالنے والا اور فتنہ انگیز ہوں اور فاسق اور فاجر ہوں اور خدا پر قریباً تیس برس سے افترا کرنے والا ہوں اور نیکوں اور راستبازوں کو گالیاں دینے والا ہوں اور میری روح میں بجز شرارت اور بدی اور بدکاری اور نفس پرستی کے اور کچھ نہیں اور محض دنیا کے ٹھگنے کیلئے میں نے یہ ایک دوکان بنائی ہے اور نعوذ باللہ بقول انکے میرا خدا پر بھی ایمان نہیں اور دنیا کا کوئی عیب نہیں جو مجھ میں نہیں مگر باوجود ان باتوں کے جو تمام دنیا کے عیب مجھ میں موجود ہیں اور ہر ایک قسم کا ظلم میرے نفس میں بھرا ہوا ہے اور بہتوں کے میں نے بیجا طور پر مال کھائے اور بہتوں کو میں نے جو فرشتوں کی طرح پاک تھے گالیاں دی ہیں اور ہر ایک بدی اور ٹھگ بازی میں سب سے زیادہ حصہ لیا تو پھر اس کا کیا بھید کہ بد اور بدکار اور خائن اور کذاب تو میں تھا مگر میرے مقابل پر ہر ایک شخص جب آیا تو وہی مارا گیا جس نے مباہلہ کیا وہی تباہ ہوا جس نے میرے پر بددعا کی وہ بددعا اسی پر پڑی جس نے میرے پر کوئی مقدمہ عدالت میں دائر کیا اسی نے شکست کھائی چنانچہ بطور نمونہ اسی کتاب میں ان باتوں کا ثبوت مشاہدہ کرو گے کیا چاہئے تو یہ تھا کہ ایسے مقابلہ کے وقت میں ہی ہلاک ہوتا میرے پر ہی بجلی پڑتی بلکہ کسی کے مقابل پر کھڑا ہونے کی بھی ضرورت نہ تھی کیونکہ مجرم کا خود قہر الٰہی دشمن ہے پس آخر سوچو کہ یہ الٹا اثر کیوں ظاہر ہوا کیوں میرے مقابل پر نیک مارے گئے اور ہر ایک مقابلہ میں خدا نے مجھے بچایا کیا اس سے میری کرامت ثابت نہیں ہوتی؟ پس یہ شکریہ کا مقام ہے کہ جو عیب میری طرف منسوب کیے جاتے ہیں وہ بھی میری کرامت ہی ثابت کرتے ہیں

راقم میرزا غلام احمد مسیح موعود۔ قادیانی

* عیسائیوں کے ذکر کی اس جگہ ضرورت نہیں کیونکہ ان کا خدا مثل انکی دوسری کلوں اور مشینوں کے خود اپنا ایجاد کردہ ہے جس کا صحیفہ فطرت میں کچھ پتہ نہیں ملتا اور نہ اسکی طرف سے انا الموجود کی آواز آتی ہے اور نہ اس نے کوئی خدائی کام دکھلائے جو دوسرے نبی دکھلا نہ سکے اور اسکی قربانی کے اثر سے ایک مرغ کی قربانی کا اثر زیادہ محسوس ہوتا ہے جس کے گوشت کی یخنی سے فی الفور ایک کمزور ناتوان قوت پکڑ سکتا ہے پر افسوس ہے ایسی قربانی پر جو ایک مرغ کی قربانی سے تاثیر میں کمتر ہے۔ منہ

زلزلے کے متعلق پیش گوئی

مندرجہ چشمۂ مسیحی

دوستو جاگو کہ اب پھر زلزلہ آنیکو ہے ۔ پھر خدا قدرت کو اپنی جلد دکھلانیکو ہے
وہ جو ماہ فروری میں تم نے دیکھا زلزلہ ۔ تم یقیں سمجھو کہ وہ اک زجر سمجھانیکو ہے
آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اسکا علاج ۔ آسماں اے غافلو اب آگ برسانیکو ہے
کیوں نہ آویں زلزلے تقویٰ کی رہ گم ہو گئی ۔ اک مسلماں بھی مسلماں صرف کہلانیکو ہے
کس نے مانا مجھکو ڈر کر کس نے چھوڑا بغض و کیں ۔ زندگی اپنی تو اُن سے گالیاں کھانیکو ہے
کافر و دجال اور فاسق مجھے سب کہتے ہیں ۔ کون ایماں صدق اور اخلاص سے لانیکو ہے
جسکو دیکھو بدگمانی میں ہی حد سے بڑھ گیا ۔ گر کوئی پوچھے تو سو سو عیب بتلانیکو ہے
چھوڑتے ہیں دیں کو اور دنیا سے کرتے ہیں پیار ۔ سو کریں وعظ و نصیحت کون پچھتانیکو ہے
ہاتھ سے جاتا ہے دل دیں کی مصیبت دیکھکر ۔ پر خدا کا ہاتھ اب اس دل کو ٹھہرانیکو ہے
اسلئے اب غیرت اسکی کچھ تمہیں دکھلائیگی ۔ ہر طرف یہ آفت جاں ہاتھ پھیلانیکو ہے*
موت کی رہ سے ملیگی اب تو دیں کو کچھ مدد ۔ ورنہ دیں اے دوستو اک روز مرجانیکو ہے
یا تو اک عالم تھا قرباں اُسپہ یا آئے یہ دن ۔ ایک عبدالعبد بھی اس دیں کو جھٹلانیکو ہے

مشتہرہ ۔ ۱۰ ۔ مارچ ۱۹۰۶ء

* یعنی ہر ایک ملک میں زلزلے آئیں گے اور طاعون پھیلیگی اور کئی قسم کے موت کے اسباب ظاہر ہوں گے ۔ منہ

نظم

پھر چلے آتے ہیں یارو زلزلہ آنے کے دن
تم تو ہو آرام میں - پر اپنا قصّہ کیا کہیں
کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو!
غیر کیا جانے کہ غیرت اسکی کیا دکھلائے گی
وہ چمک دکھلائیگا اپنے نشاں کی پنجبار
طالبو! تم کو مبارک ہو کہ اب نزدیک ہیں
وہ گھڑی آتی ہے جب عیسیٰ پکاریں گے مجھے
اے مرے پیارے یہی میری دعا ہے روز و شب
کرمِ خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
اے میرے یارِ یگانہ اے میری جاں کی پناہ
پھر بہارِ دیں کو دکھلا اے مرے پیارے قدیر
دن چڑھا ہے دشمنانِ دیں کا ہم پر رات ہے
دل گھٹا جاتا ہے ہر دم جاں بھی ہے زیر و زبر
چہرہ دکھلا کر مجھے کر دیجئے غم سے رہا
کچھ خبر لے تیرے کوچہ میں یہ کس کا شور ہے
ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آ مرے اے ناخدا!
تیرے ہاتھوں سے مرے پیارے اگر کچھ ہو تو ہو
اک نشاں دکھلا کہ اب دیں ہو گیا ہے بے نشاں
میرے دل کی آگ نے آخر دکھایا کچھ اثر
جب سے میرے ہوش غم سے دیں کے ہیں جاتے رہے
چاند اور سورج نے دکھلائے ہیں دو داغِ کسوف
کون روتا ہے کہ جس سے آسماں بھی رو پڑا
صبر کی طاقت جو تھی مجھ میں وہ پیارے اب نہیں
دوستو! اُس یار نے دیں کی مصیبت دیکھ لی
اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
دن بہت ہیں سخت اور خوف و خطر درپیش ہے
دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے
چھوڑ دو وہ راگ جس کو آسماں گاتا نہیں
خدمتِ دیں کا تو کھو بیٹھے ہو بغض و کیں سے وقت

زلزلہ کیا اس جہاں سے کوچ کر جانے کے دن
پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے سخت گھبرانیکے دن
ہو گئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن
خود بتائے گا انہیں وہ یار بتلانے کے دن
یہ خدا کا قول ہے سمجھو گے سمجھانے کے دن
اس مرے محبوب کے چہرہ کے دکھلانے کے دن
اب تو تھوڑے رہ گئے دجال کہلانے کے دن
گودیں تیری ہوں ہم اس خونِ دل کھانیکے دن
فضل کا پانی پلا اُس آگ برسانے کے دن
کر وہ دن اپنے کرم سے دیں کے پھیلانیکے دن
کب تلک دیکھیں گے ہم لوگوں کے بہکانیکے دن
اے میرے سورج دکھا اس دین کے چمکانیکے دن
اک نظر فرما کہ جلد آئیں تیرے آنے کے دن
کب تلک لمبے چلے جائیں گے ترسانے کے دن
کیا مِرے دلدار تو آئے گا مر جانے کے دن
آ گئے اس باغ پر اے یار مُرجھانے کے دن
ورنہ دیں میت ہے اور یہ دن ہیں دفنانیکے دن
دل چلا ہے ہاتھ سے لا جلد ٹھہرانیکے دن
آ گئے ہیں اب زمیں پر آگ بھڑکانیکے دن
طورِ دنیا کے بھی بدلے ایسے دیوانے کے دن
پھر زمیں بھی ہو گئی بیتاب تھرّانے کے دن
لرزہ آیا اس زمیں پر اسکے چلّانے کے دن
میرے دلبر اب دکھا اس دل کے بہلانے کے دن
آئیں گے اس باغ کے اب جلد لہرانیکے دن
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن
پر یہی ہیں دوستو! اس یار کے پانے کے دن
اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن
اب تو ہیں اے دل کے اندھو! دیں کے گن گانیکے دن
اب نہ جائیں ہاتھ سے لوگو! یہ پچھتانے کے دن

(مشتہرہ پیسہ اخبار - ۳۱ - مارچ ۱۹۰۷ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر رسلہ محمد
وآلہ واصحابہ اجمعین

بعد ہذا واضح ہو کہ مجھے اس رسالہ کے لکھنے کے لئے یہ ضرورت پیش آئی ہے کہ اس زمانہ میں جس طرح اور صدہا طرح کے فتنے اور بدعتیں پیدا ہو گئی ہیں اسی طرح یہ بھی ایک بزرگ فتنہ پیدا ہو گیا ہے کہ اکثر لوگ اس بات سے بیخبر ہیں کہ کس درجہ اور کس حالت میں کوئی خواب یا الہام قابل اعتبار ہو سکتا ہے اور کن حالتوں میں یہ اندیشہ ہے کہ وہ شیطان کا کلام ہو نہ خدا کا۔ اور حدیث النفس ہو نہ حدیث الرب؂ یاد رکھنا چاہیئے کہ شیطان انسان کا سخت دشمن ہے وہ طرح طرح کی راہوں سے انسان کو ہلاک کرنا چاہتا ہے اور ممکن ہے کہ ایک خواب سچی بھی ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو اور ممکن ہے کہ ایک الہام سچا ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو کیونکہ اگرچہ شیطان بڑا جھوٹا ہے لیکن کبھی سچی بات بتلا کر دھوکا دیتا ہے تا ایمان چھین لے ہاں وہ لوگ جو اپنے صدق اور وفا اور عشق الٰہی میں کمال کے درجہ پر پہنچ جاتے ہیں اُن پر شیطان تسلط نہیں پا سکتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انّ عبادی لیس لک علیھم سلطان سو اُن کی یہ نشانی ہے کہ خدا کے فضل کی بارشیں اُن پر ہوتی ہیں اور خدا کی قبولیت کی ہزارہا علامتیں اور نمونے انہیں پائے جاتے ہیں جیسا کہ ہم اس رسالہ میں انشاء اللہ ذکر کرینگے۔ لیکن افسوس کہ اکثر لوگ ایسے ہیں کہ ابھی شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہیں مگر پھر بھی اپنی خوابوں اور الہاموں پر بھروسہ کر کے اپنے نا راست اعتقادوں اور ناپاک مذہبوں کو انخوابوں اور الہاموں سے فروغ دینا چاہتے ہیں بلکہ بطور شہادت ایسی خوابوں اور الہاموں کو پیش کرتے ہیں اور یا یہ نیت رکھتے ہیں کہ ایسی خوابوں اور الہاموں کو پیش کر کے سچے مذہب کی ان سے تحقیر کریں۔

؂ جس طرح جبکہ ایک تو آفتاب پر بادل محیط ہو اور دوسرے ساتھ اسکے گرد و غبار بھی اُٹھا ہوا ہو تو اس صورت میں آفتاب کی روشنی صاف طور سے زمین پر نہیں پڑ سکتی اسی طرح جب نفس پر اپنی ذاتی تاریکی اور شیطان کا غلبہ ہو تو روحانی آفتاب کی روشنی صاف طور ...

یا لوگوں کی نظر میں خدا کے پاک نبیوں کو معمولی انسانوں کی طرح دکھا دیں اور یا یہ دکھا دیں کہ اگر خوابوں اور الہاموں کے ذریعہ سے کسی مذہب کی سچائی ثابت ہو سکتی ہے تو پھر ہمارے مذہب اور طریق کو سچا مان لیا جائے۔ اور بعض ایسے بھی ہیں کہ وہ اپنی خوابوں اور الہاموں کو اپنے مذہب کی سچائی کے لئے پیش نہیں کرتے۔ اور ان کا ایسی خوابوں اور الہاموں کے بیان کرنے سے صرف یہ مطلب ہوتا ہے کہ خواب اور الہام کسی سچے مذہب یا سچے انسان کی شناخت کیلئے معیار نہیں ہیں اور بعض محض فضولی اور فخر کے طور پر اپنی خوابیں سناتے ہیں۔ اور بعض ایسے بھی ہیں کہ چند خوابیں یا الہام ان کے جو اُن کے نزدیک سچے ہو گئے ہیں انکی بنا پر وہ اپنے تئیں اماموں یا پیشواؤں یا رسولوں کے رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ یہ وہ خرابیاں ہیں جو اس ملک میں بہت بڑھ گئی ہیں اور ایسے لوگوں میں بجائے دینداری اور راستبازی کے بیج تکبر اور غرور پیدا ہو گیا ہے اسلئے مَیں نے مناسب سمجھا کہ حق اور باطل میں فرق کرنے کیلئے یہ رسالہ لکھوں۔ کیونکہ مَیں دیکھتا ہوں کہ بعض کم فہم لوگ ایسے لوگوں کی وجہ سے ابتلا میں پڑتے ہیں خصوصاً جب وہ دیکھتے ہیں کہ مثلاً زید اپنی خواب اور الہام پر بھروسہ کر کے بکر کو جو اس کے مقابل پر ایک دوسرا ملہم ہے کافر ٹھہراتا ہے اور خالد جو ایک تیسرا ملہم ہے دونوں پر کفر کا فتویٰ لگاتا ہے اور عجب تر یہ کہ تینوں اپنی خوابوں اور الہاموں کے سچا ہونیکا دعویٰ بھی کرتے ہیں اور بعض اپنی پیشگوئیوں کی نسبت یہ شہادتیں بھی پیش کرتے ہیں کہ وہ سچی بھی ہو گئیں تو ایسے تناقض اور باہمی تکذیب اور انکار کو دیکھ کر وہ لوگ سخت ٹھوکر کھاتے ہیں کیونکہ جب خدا ایک ہے تو کیونکر ممکن ہے کہ وہ زید کو ایک الہام کرے اور پھر بکر کو اسکے مخالف کہے اور پھر خالد کو کچھ اور ہی سُنائے۔ اس سے تو نادانوں کو خدا کے وجود میں ہی شک پڑتا ہے۔ غرض یہ امور عام لوگوں کیلئے گھبراہٹ کی جگہ ہیں اور ان کی نظر میں سلسلہ نبوت اس سے مشتبہ ہو جاتا ہے اور اس مقام میں عام لوگوں کو حیرت میں ڈالنے والا ایک اور امر بھی ہے اور وہ یہ کہ بعض فاسق اور فاجر اور زانی اور ظالم اور غیر متدین اور چور اور حرامخور اور خدا کے احکام کے مخالف چلنے والے بھی ایسے دیکھے گئے ہیں کہ انکو بھی کبھی کبھی سچی خوابیں آتی

ہیں ۔ اور یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ بعض عورتیں جو قوم کی چوہڑی یعنی بھنگن تھیں جنکا پیشہ مردار کھانا اور ارتکاب جرائم کام تھا اُنہوں نے ہمارے روبرو بعض خوابیں بیان کیں اور وہ سچی نکلیں ۔ اس سے بھی عجیب تر یہ کہ بعض زانیہ عورتیں اور قوم کے کنجر جن کا دن رات زناکاری کام تھا انکو دیکھا گیا کہ بعض خوابیں اُنہوں نے بیان کیں اور وہ پوری ہوگئیں ۔ اور بعض ایسے ہندوؤں کو بھی دیکھا کہ جو نجاست شرک سے ملوث اور اسلام کے سخت دشمن ہیں بعض خوابیں انکی جیسا کہ دیکھا تھا ظہور میں آگئیں ۔ چنانچہ میں اس رسالہ کی تحریر کے وقت ایک قادیان کا ہندو میرے پاس آیا جو قوم کا کھتری تھا اُس نے بیان کیا کہ فلاں سب پوسٹ ماسٹر کو میں نے دیکھا تھا کہ تبدیلی اسکی ہو کر پھر ملتوی رہگئی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اُس ہندو نے مختلف وقتوں میں میرے پاس بیان کیا کہ کئی اور خوابیں بھی میری سچی ہوگئی ہیں مجھے معلوم نہیں کہ ایسے بیانات سے اسکی کیا غرض تھی اور کیوں وہ بار بار اپنی خوابیں مجھے سناتا تھا کیونکہ وید کی رُو سے تو خوابوں اور الہاموں پر مہر لگ گئی ہے ایسا ہی ایک بڑا بدذات چور اور زانی بھی جو ہندو تھا اور قید میں ڈالا گیا تھا جیل سے رہائی پا کر کسی اتفاق سے مجھے ملا اور مجھے یاد ہے کہ کسی جرم سرقہ وغیرہ میں اسکو کئی سال قید ہوئی تھی ۔ اُس کا بیان ہو کہ جس صبح کو عدالت سے قید کی سزا کا حکم مجھے دیا جانا تھا جس حکم کی بظاہر کچھ بھی اُمید نہ تھی رات کو خواب میں میرے پر ظاہر کیا گیا کہ مَیں قید کیا جاؤں گا سو ایسا ہی ظہور میں آیا اور اُسی دن مَیں جیل خانہ میں داخل کیا گیا ۔ اسی طرح امریکہ میں ایک شخص ان دنوں میں موجود ہے جس کا نام ڈوئی ہے اور اس کا ایک اخبار بھی نکلتا ہے اور وہ حضرت عیسیٰؑ کو خدا سمجھتا ہے اور الیاس نبی کا اوتار اپنے تئیں خیال کرتا ہے اور ملہم یعنی الہامی ہونے کا مدعی ہے ۔ اور اپنی خوابیں اور الہام لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے اس دعوے سے کہ سچے نکلے ہیں اور اعتقاد اس کا جیسا کہ مَیں نے بیان کیا یہ ہے کہ وہ ایک عاجز انسان کو رب العالمین سمجھتا ہے اور اسکے چال چلن کی نسبت یہ کہنا کافی ہے کہ اسکی ماں ایک زانیہ عورت تھی اور اسکو خود اقرار ہے کہ وہ ولد الزنا ہے اور قوم کا موچی ہے اور ایک بھائی اُس کا آسٹریلیا میں موچی کا کام کرتا ہے

اور یہ باتیں صرف دعوئی نہیں بلکہ وہ تمام اخبارات اور چٹھیات ہمارے پاس موجود ہیں جن سے اس کی یہ خاندانی حالت ثابت ہوتی ہے۔

اب خلاصہ کلام یہ کہ جبکہ ایسی خوابیں اور ایسے الہام مختلف قسم کے لوگوں کو ہوتے رہتے ہیں بلکہ کبھی کبھی سچے بھی ہو جاتے ہیں۔ اور ایسے آدمی اس ملک میں پچاس سے بھی زیادہ ہیں جو الہام اور وحی کے مدعی ہیں اور ان لوگوں کا ایسا وسیع دائرہ ہے کہ کوئی شرط سچے مذہب اور نیک چلنی کی بھی نہیں تو اس صورت میں کوئی ایسا عقلمند نہ ہوگا کہ اس عقدہ کو حل کرنے کے لئے اپنے دل میں ضرورت محسوس نہ کرے کہ مابہ الامتیاز کیونکر قائم ہو بالخصوص جبکہ اس بات کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ باوجود اختلاف مذہب اور عقیدہ کے ہر ایک فرقہ کے لوگوں کو خوابیں اور الہام ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کو اپنی خوابوں اور الہاموں کے ذریعہ سے جھوٹا بھی قرار دیتے ہیں اور بعض خوابیں ہر ایک فرقہ کی سچی بھی ہو جاتی ہیں تو اس صورت میں ظاہر ہے کہ حق کے طالبوں کی راہ میں یہ ایک خطرناک پتھر ہے اور خاصکر ایسے لوگوں کے لئے یہ ایک زہر قاتل ہے جو خود مدعی الہام ہیں اور اپنے تئیں منجانب اللہ ملہم خیال کرتے ہیں اور در اصل خدا تعالیٰ سے اُن کا کوئی تعلق نہیں اور وہ اس دھوکے سے جو کوئی خواب انکی سچی ہو جاتی ہے اپنے تئیں کچھ چیز سمجھتے ہیں۔ اور اس طرح پر وہ سچائی کی طلب کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں بلکہ سچائی کو تحقیر اور توہین کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ پس یہی وہ امر ہے جس نے مجھے اس بات پر آمادہ کیا کہ میں اس فرق کو حق کے طالبوں پر ظاہر کروں۔ سو میں اس کتاب کو چار باب پر منقسم کرتا ہوں۔ باب اوّل ان لوگوں کے بیان میں جنکو بعض سچی خوابیں آتی ہیں یا بعض سچے الہام ہوتے ہیں لیکن انکو خدا تعالیٰ سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ باب دوئم ان لوگوں کے بیان میں جنکو بعض اوقات سچی خوابیں آتی ہیں یا سچے الہام ہوتے ہیں اور ان کو خدا تعالیٰ سے کچھ تعلق تو ہے لیکن بڑا تعلق نہیں۔ باب سوئم ان لوگوں کے بیان میں جو خدا تعالیٰ سے اکمل اور اصفٰی طور پر وحی پاتے ہیں اور کامل طور پر شرف مکالمہ اور مخاطبہ ان کو حاصل ہے اور خوابیں بھی ان کو فلق الصبح کی طرح سچی آتی ہیں اور خدا تعالیٰ سے اکمل اور اتم اور اصفٰی تعلق

رکھتے ہیں جیسا کہ خدا تعالیٰ کے پسندیدہ نبیوں اور رسولوں کا تعلق ہوتا ہے۔ باب چہارم اپنے حالات کے بیان میں یعنی اس بیان میں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم نے مجھے ان اقسام ثلٰثہ میں سے کس قسم میں داخل فرمایا ہے۔ اب ہم اس مضمون کو ذیل کے ہر چار باب میں لکھتے ہیں۔ وما توفیقی الا باللّٰہ۔ ربنا اھدنا صراطک المستقیم۔ وھب لنا من عندک فھم الذین العویص وعلمنا من لدنک علماً۔ (آمین)

باب اوّل

[اُن لوگوں کے بیان میں جن کو بعض سچّی خوابیں آتی ہیں یا بعض سچّے الہام ہوتے ہیں لیکن انکو خدا تعالیٰ سے کچھ بھی تعلّق نہیں اور اس روشنی سے انکو ایک ذرّہ حصّہ نہیں ملتا جو اہل تعلّق پاتے ہیں اور نفسانی قالب اُن کا تعلّق نور سے ہزارہا کوس دُور ہوتا ہے]

واضح ہو کہ چونکہ انسان اس مطلب کیلئے پیدا کیا گیا ہے کہ اپنے پیدا کرنیوالے کو شناخت کرے اور اس کی ذات اور صفات پر ایمان لانے کیلئے یقین کے درجہ تک پہنچ سکے اسلئے خدا تعالیٰ نے انسانی دماغ کی بناوٹ کچھ ایسی رکھی ہے کہ ایک طرف تو معقولی طور پر ایسی قوتیں اس کو عطا کی گئی ہیں جن کے ذریعہ سے انسان مصنوعات باریتعالیٰ پر نظر کر کے اور ذرّہ ذرّہ عالم میں جو جو حکمت کاملہ حضرت باری عزّ اسمہٗ کے نقوش لطیفہ موجود ہیں اور جو کچھ ترکیب ابلغ اور محکم نظام عالم میں پائی جاتی ہے اُسکی تہ تک پہنچکر پوری بصیرت سے اس بات کو سمجھ لیتا ہے کہ یہ اتنا بڑا کارخانہ زمین و آسمان کا بغیر صانع کے خود بخود موجود نہیں ہو سکتا بلکہ ضرور ہے کہ اس کا کوئی صانع ہو۔ اور پھر دوسری طرف رُوحانی حواس اور روحانی قوتیں بھی اس کو عطا کی گئی ہیں تا وہ قصور اور کمی جو خدا تعالیٰ کی معرفت میں معقولی قوتوں سے رہ جاتی ہے رُوحانی قوتیں اس کو پورا کردیں۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ محض معقولی قوتوں کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی شناخت کامل طور پر نہیں ہو سکتی وجہ یہ کہ معقولی قوتیں

جو انسان کو دی گئی ہیں اُن کا تو صرف اس حد تک کام ہے کہ زمین و آسمان کے فرد فرد یا ان کی ترتیب محکم اور ابلغ پر نظر کر کے یہ حکم دیں کہ اس عالم جامع الحقائق اور پُر حکمت کا کوئی صانع ہونا چاہیئے۔ یہ تو ان کا کام نہیں ہے کہ یہ حکم بھی دیں کہ فی الحقیقت وہ صانع موجود بھی ہے لیکن ظاہر ہے کہ بغیر اسکے کہ انسان کی معرفت اس حد تک پہنچ جائے کہ درحقیقت وہ صانع موجود ہے۔ صرف ضرورت صانع کو محسوس کرنا کامل معرفت نہیں کہلا سکتی کیونکہ یہ قول کہ ان مصنوعات کا کوئی صانع ہونا چاہیئے اس قول سے ہرگز برابر نہیں ہو سکتا کہ وہ صانع جس کی ضرورت تسلیم کی گئی ہے فی الحقیقت موجود بھی ہے لہٰذا حق کے طالبوں کو اپنا سلوک تمام کرنے کیلئے اور اس فطرتی تقاضا کو پُورا کرنے کیلئے جو معرفت کاملہ کے لئے ان کی طبائع میں مرکوز ہے اس بات کی ضرورت ہوئی کہ علاوہ معقولی قوتوں کے رُوحانی قویٰ بھی ان کو عطا ہوں تا اگر اُن روحانی قوتوں سے پورے طور پر کام لیا جائے اور درمیان میں کوئی حجاب نہ ہو تو وہ اس محبوب حقیقی کا چہرہ ایسے صاف طور پر دکھلا سکیں جس طور سے صرف عقلی قوتیں اس چہرہ کو دکھلا نہیں سکتیں۔ پس وہ خدا جو کریم و رحیم ہے جیسا کہ اس نے انسانی فطرت کو اپنی کامل معرفت کی بھوک اور پیاس لگا دی ہے ایسا ہی اُس نے اس معرفت کاملہ تک پہنچانے کیلئے انسانی فطرت کو دو قسم کے قویٰ عنایت فرمائے ہیں ایک معقولی قوتیں جن کا منبع دماغ ہے اور ایک رُوحانی قوتیں جن کا منبع دل ہے اور جنکی صفائی دل کی صفائی پر موقوف ہے اور جن باتوں کو معقولی قوتیں کامل طور پر دریافت نہیں کر سکتیں رُوحانی قوتیں ان کی حقیقت تک پہنچ جاتی ہیں اور رُوحانی قوتیں صرف انفعالی طاقت اپنے اندر رکھتی ہیں یعنی ایسی صفائی پیدا کرنا کہ مبدءِ فیض کے فیوض انمیں منعکس ہو سکیں سو ان کیلئے یہ لازمی شرط ہے کہ حصول فیض کے لئے مستعد ہوں اور حجاب اور روک درمیان نہ ہو تا خدا تعالیٰ سے معرفت کاملہ کا فیض پا سکیں اور صرف اس حد تک انکی شناخت محدود نہ ہو کہ اس عالم پُر حکمت کا کوئی صانع ہونا چاہیئے بلکہ اس صانع سے شرف مکالمہ مخاطبہ کامل طور پر پاکر اور بلا واسطہ اُس کے بزرگ نشان دیکھ کر اس کا چہرہ دیکھ لیں اور یقین کی آنکھ سے مشاہدہ کر لیں کہ فی الحقیقت وہ صانع موجود ہے۔ لیکن چونکہ اکثر انسانی فطرتیں حجاب سے خالی نہیں اور دنیا کی محبت

اور دنیا کے لالچ اور تکبر اور نخوت اور عُجب اور ریاکاری اور نفس پرستی اور دوسرے اخلاقی رزائل اور حقوق اللہ اور حقوق عباد کی بجا آوری میں عمداً قصور اور تساہل اور شرائط صدق و ثبات اور دقائق محبت اور وفا سے عمداً انحراف۔ اور خدا تعالیٰ سے عمداً قطع تعلق اکثر طبائع میں پایا جاتا ہے اسلئے وہ طبیعتیں بباعث طرح طرح کے حجابوں اور پردوں اور روکوں کے اور نفسانی خواہشوں اور شہوات کے اس لائق نہیں کہ قابل قدر فیضان مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا ان پر نازل ہو جس میں قبولیت کے انوار کا کوئی حصّہ ہو٭ ہاں عنایت ازلی نے جو انسانی فطرت کو ضائع کرنا نہیں چاہتی تخم ریزی کے طور پر اکثر انسانی افراد میں یہ عادت اپنی جاری کر رکھی ہے کہ کبھی کبھی سچی خوابیں یا سچے الہام ہو جاتے ہیں تا وہ معلوم کر سکیں کہ ان کے لئے آگے قدم رکھنے کے لئے ایک راہ کھلی ہے لیکن انکی خوابوں اور الہاموں میں خدا کی قبولیت اور محبت اور فضل کے کچھ آثار نہیں ہوتے اور نہ ایسے لوگ نفسانی نجاستوں سے پاک ہوتے ہیں اور خوابیں محض اسلئے آتی ہیں کہ تا اُن پر خدا کے پاک نبیوں پر ایمان لانے کے لئے ایک حجت ہو کیونکہ اگر وہ سچی خوابوں اور سچے الہامات کی حقیقت سمجھنے سے قطعاً محروم ہوں اور اس بارے میں کوئی ایسا علم جس کو علم الیقین کہنا چاہئے ان کو حاصل نہ ہو تو خدا تعالیٰ کے سامنے انکا عذر ہو سکتا ہے کہ وہ نبوت کی حقیقت کو سمجھ نہیں سکتے تھے کیونکہ اس کوچہ سے بکلی ناآشنا تھے اور وہ کہہ سکتے ہیں کہ نبوت کی حقیقت سے ہم محض بیخبر تھے اور اسکے سمجھنے کے لئے ہماری

٭حاشیہ۔ یاد رہے کہ جسمانی خواہشیں اور شہوات انبیاءؑ اور رسل میں بھی ہوتی ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ وہ پاک لوگ پہلے خدا تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کیلئے تمام خواہشوں اور جذبات نفسانیہ سے الگ ہو جاتے ہیں اور اپنے نفس کو خدا کے آگے ذبح کر دیتے ہیں اور پھر جو خدا کیلئے کھوتے ہیں فضل کے طور پر ان کو واپس دیا جاتا ہے اور سب کچھ ان پر وارد ہوتا ہے اور وہ درماندہ نہیں ہوتے مگر جو لوگ خدا تعالیٰ کے لئے اپنا نفس ذبح نہیں کرتے انکے شہوات انکے لئے بطور پردہ کے ہو جاتے ہیں آخر نجاست کے کیڑے کی طرح گند میں مرتے ہیں پس انکی اور خدا کے پاک لوگوں کی مثال یہ ہے کہ جیسے ایک ہی جیلخانہ میں داروغہ جیل بھی رہتا ہے اور قیدی بھی رہتے ہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ داروغہ قیدیوں کی طرح ہی مقید

فطرت کو کوئی نمونہ نہیں دیا گیا تھا پس ہم اس مخفی حقیقت کو کیونکر سمجھ سکتے اسلئے سنت اللہ قدیم سے اور جب سے دنیا کی بناڈالی گئی اس طرح پر جاری ہے کہ نمونہ کے طور پر عام لوگوں کو قطع نظر اس سے کہ وہ نیک ہوں یا بد ہوں اور صالح ہوں یا فاسق ہوں اور مذہب میں سچے ہوں یا جھوٹا مذہب رکھتے ہوں کسی قدر سچی خوابیں دکھلائی جاتی ہیں یا سچے الہام بھی دیئے جاتے ہیں تا اُن کا قیاس اور گمان جو محض نقل اور سماع سے حاصل ہے علم الیقین تک پہنچ جائے * اور تا روحانی ترقی کیلئے انکے ہاتھ میں کوئی نمونہ ہو۔ اور حکیم مطلق نے اس مدعا کو پورا کرنے کیلئے انسانی دماغ کی بناوٹ ہی ایسی رکھی ہے اور ایسے روحانی قویٰ اس کو دیئے ہیں کہ وہ بعض سچی خوابیں دیکھ سکتا ہے اور بعض سچے الہام پا سکتا ہے مگر وہ سچی خوابیں اور سچے الہام کسی وجاہت اور بزرگی پر دلالت نہیں کرتے بلکہ وہ محض نمونہ کے طور پر ترقی کیلئے ایک راہیں ہوتی ہیں۔ اور اگر ایسی خوابوں اور ایسے الہاموں کو کسی بات پر کچھ دلالت ہے تو صرف اسبات پر کہ ایسے انسان کی فطرت صحیح ہے بشرطیکہ جذبات نفسانیہ کی وجہ سے انجام بد نہ ہو اور ایسی فطرت سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ اگر درمیان میں روکیں اور حجاب پیش نہ آجائیں تو وہ ترقی کر سکتا ہے جیسے مثلاً ایک زمین ہو جسکی نسبت بعض علامات سے یہ معلوم ہو گیا ہو کہ اسکے نیچے پانی ہے مگر وہ پانی زمین کی کئی تہوں کے نیچے دبا ہوا ہے اور کئی قسم کا کیچڑ اس کے ساتھ ملا ہوا ہے اور جب تک ایک پوری مشقت سے کام نہ لیا جائے اور زمین کو بہت دنوں تک کھودا نہ جائے تب تک وہ پانی جو شفاف اور شیریں اور قابل استعمال ہے نکل نہیں سکتا۔ پس یہ کمال شقوت اور نادانی اور بدبختی ہے کہ یہ سمجھ لیا جائے کہ انسانی کمال بس اسی پر ختم ہے کہ کسی کو کوئی سچی خواب آجائے یا سچا الہام ہو جائے بلکہ انسانی کمال کیلئے اور بہت سے لوازم اور شرائط ہیں اور جبتک وہ متحقق نہ ہوں تب تک یہ خوابیں اور الہام بھی مکر اللہ میں داخل ہیں خدا انکے شر سے

---

* علم تین قسم پر ہوتا ہے (۱) ایک علم الیقین۔ جیسا کہ کوئی دور سے دھواں دیکھ کر یہ قیاس کرے کہ اس جگہ ضرور آگ ہوگی۔ (۲) دوسرا عین الیقین۔ جیسا کہ کوئی اس آگ کو اپنی آنکھ سے دیکھ لے (۳) تیسرا حق الیقین جیسا کہ کوئی اس آگ میں ہاتھ ڈال کر اسکی گرمی محسوس کرے۔ منہ

ہر ایک سالک کو محفوظ رکھے۔

اس جگہ پر الہام کے فریفتہ کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ وحی دو قسم کی ہے وحی الابتلا۔ وحی الاصطفا۔ وحی الابتلا بعض اوقات موجب ہلاکت ہوجاتی ہے جیسا کہ بلعم اسی وجہ سے ہلاک ہؤا۔ مگر صاحب وحی الاصطفا کبھی ہلاک نہیں ہوتا۔ اور وحی الابتلا بھی ہر ایک کو حاصل نہیں ہوتی بلکہ بعض انسانی طبیعتیں ایسی بھی ہیں کہ جیسے جسمانی طور پر بہت سے لوگ گونگے اور بہرے اور اندھے پیدا ہوتے ہیں ایسا ہی بعض کی رُوحانی قوتیں کالعدم ہوتی ہیں۔ اور جیسے اندھے دوسروں کی رہنمائی سے اپنا گزارہ کرسکتے ہیں ایسا ہی یہ لوگ بھی کرتے ہیں لیکن بوجہ عام شہادت کے جو بداہت کا حکم رکھتی ہے انکو ان واقعات حقہ سے انکار نہیں ہوسکتا اور نہیں کہہ سکتے کہ دوسرے تمام لوگ بھی انکی طرح اندھے ہی ہیں جیسا کہ ہر روز مشاہدہ میں آتا ہے کہ کوئی اندھا اس بات پر جھگڑا نہیں کرسکتا کہ سوجاکھا ہونیکا دعویٰ کرنیوالے جھوٹے ہیں اور نہ اس سے انکار کرسکتا ہے کہ بجز اس کے ہزاروں آدمیوں کی آنکھیں موجود ہیں کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ وہ لوگ اپنی آنکھوں سے کام لیتے ہیں اور وہ کام کرسکتے ہیں جو اندھا نہیں کرسکتا ہاں اگر کوئی ایسا زمانہ آتا جس میں سب لوگ اندھے ہی اندھے ہوتے اور ایک بھی سوجاکھا نہ ہوتا تب اس بحث کے پیدا ہونے کے وقت کہ گذشتہ زمانوں میں سے کوئی ایسا زمانہ بھی تھا کہ اسمیں سوجاکھے ہی پیدا ہوتے تھے اندھوں کو انکار اور لڑائی جھگڑے کی بہت گنجائش تھی بلکہ میرے خیال میں ہے کہ انجام کار اس بحث میں اندھوں کی ہی فتح ہوتی۔ کیونکہ جو شخص صرف گذشتہ زمانہ ہی کا حوالہ دیتا ہے اور جن انسانی طاقتوں اور کمالات کا اس کو دعویٰ ہے وہ کسی انسان میں دکھلا نہیں سکتا اور کہتا ہے کہ وہ قوتیں اور طاقتیں آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہیں ایسا شخص تو تحقیق کی رو سے آخر کار جھوٹا ہی ٹھہرتا ہے کیونکہ جس حالت میں فیاض مطلق نے جو کچھ انسانی فطرت کے جسمانی حصّہ کو قوتیں عطا کی تھیں جیسے قوت باصرہ۔ سامعہ شامہ۔ لامسہ۔ حافظہ۔ متفکرہ وغیرہ وہ ابتک انسانوں میں پائی جاتی ہیں پھر کیونکر خیال کیا جائے کہ جو رُوحانی قوتیں انسانوں میں پہلے زمانوں میں تھیں اس زمانہ میں وہ تمام قوتیں ان کی فطرت سے

مفقود ہو گئی ہیں حالانکہ وہ قوتیں جسمانی قوتوں کی نسبت تکمیل نفس انسان کیلئے زیادہ تر ضروری ہیں اور کیونکر انکار ہو سکتا ہے جس حالت میں کہ مشاہدہ ثابت کر رہا ہے کہ وہ مفقود نہیں ہوئیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ کس قدر وہ مذہب سچائی سے دُور ہیں کہ یہ تو انکو اقرار ہے کہ انسانی فطرت کی جسمانی اور عقلی قوتیں اب بھی ایسی ہی ہیں جیسا کہ پہلے تھیں مگر اس سے وہ منکر ہیں کہ انسانوں میں رُوحانی قوتیں اب بھی ایسی ہی پائی جاتی ہیں جیسا کہ پہلے تھیں۔

اس تمام تقریر سے ہمارا مدعا یہ ہے کہ کسی شخص کا محض سچی خوابوں کا دیکھنا یا بعض سچے الہامات کا مشاہدہ کرنا یہ امر اس کے کسی کمال پر دلیل نہیں ہے جبتک کہ اسکے ساتھ دوسرے علامات نہ ہوں جو ہم انشاء اللہ القدیر تیسرے باب میں بیان کرینگے بلکہ یہ صرف دماغی بناوٹ کا ایک نتیجہ ہے اسی وجہ سے اسمیں نیک یا راستباز ہونیکی شرط نہیں اور نہ مومن اور مسلمان ہونا اس کیلئے ضروری ہے اور جس طرح محض دماغی بناوٹ کی وجہ سے بعض کو سچی خوابیں آجاتی ہیں یا الہام کے رنگ میں کچھ معلوم ہو جاتا ہے اسی طرح دماغی بناوٹ کی وجہ سے بعض کی طبیعت معارف اور حقائق سے مناسبت رکھتی ہے اور لطیف لطیف باتیں اُن کو سوجھتی ہیں لیکن دراصل وہ لوگ اس حدیث صحیح کا مصداق ہوتے ہیں کہ اٰمن شعرہ وکفر قلبہ یعنی اس کا شعر ایمان لایا مگر اس کا دل کافر ہے۔ اسی لئے صادق کو شناخت کرنا ہر ایک سادہ لوح کا کام نہیں ؎ اے بسا ابلیس آدم روئے ہست۔ پس بہر دستے نباید داد دست۔ اور پھر ساتھ اسکے یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اس درجہ کے لوگوں کی جو خوابیں یا الہامات ہوتے ہیں وہ بہت سی تاریکی کے اندر ہوتے ہیں اور ایک شاذ و نادر کے طور پر سچائی کی چمک انمیں ہوتی ہے اور خدا کی محبت اور قبولیت کا کوئی اُنکے ساتھ نشان نہیں ہوتا اور اگر غیب کی بات ہو تو صرف ایسی ہوتی ہے جس میں کروڑ ہا انسان شریک ہوتے ہیں اور ہر ایک شخص اگر چاہے تو بطور خود تحقیقات کر سکتا ہے کہ ایسی خوابوں اور الہامات میں ہر ایک فاسق و فاجر اور کافر اور بدمعاش یہاں تک کہ زانیہ عورتیں بھی شریک ہوتی ہیں پس وہ شخص عقلمند نہیں ہے جو اس قسم کی خوابوں اور الہاموں پر خوش اور فریفتہ ہو جائے اور سخت دھوکا میں پڑا ہوا وہ شخص ہے کہ جو فقط اس درجہ کی خوابوں اور الہاموں کا نمونہ اپنے اندر پا کر اپنے تئیں کچھ چیز سمجھ بیٹھے بلکہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس درجہ کا انسان فقط اس انسان کی طرح ہے کہ جو ایک اندھیری رات میں دُور سے ایک آگ کا دھواں دیکھتا ہے

مگر اس آگ کی روشنی کو نہیں دیکھ سکتا اور نہ اسکی گرمی سے اپنی سردی اور افسردگی دور کرسکتا ہے یہی خبر ہو کہ خدا تعالیٰ کی خاص برکتوں اور نعمتوں سے ایسے لوگوں کو کوئی حصہ نہیں ملتا اور نہ کوئی قبولیت انہیں پیدا ہوتی ہے اور نہ کوئی ایک ذرہ خدا سے تعلق ہوتا ہے اور نہ شعلۂ نور سے بشریت کی آلائشیں جلتی ہیں اور چونکہ خدا تعالیٰ سے انکو سچی دوستی پیدا نہیں ہوتی۔ اسلئے باعث نہ ہونے قربت رحمانی کے شیطان ان کے ساتھ رہتا ہے اور حدیث النفس انپر غالب رہتی ہے اور جس طرح ہجوم بادل کی حالت میں اکثر آفتاب چھپا رہتا ہے اور کبھی کبھی کوئی کنارہ اس کا نظر آجاتا ہے اسی طرح انکی حالت اکثر تاریکی میں رہتی ہے اور انکی خوابوں اور الہاموں میں شیطانی دخل بہت ہوتا ہے ٭

باب دوم

[ان لوگوں کے بیان میں جن کو بعض اوقات سچی خوابیں آتی ہیں یا سچے الہام ہوتے ہیں اور ان کو خدا تعالیٰ سے کچھ تعلق بھی ہے لیکن کچھ بڑا تعلّق نہیں اور نفسانی قالب ان کا شعلۂ نور سے جل کر نیست و نابود نہیں ہوتا اگرچہ کسی قدر اس کے نزدیک آجاتا ہے۔]

دنیا میں بعض ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں کہ وہ کسی حد تک زہد اور عفت کو اختیار کرتے ہیں اور علاوہ اس بات کے کہ ان میں رویا اور کشف کے حصول کے لئے ایک فطرتی استعداد ہوتی ہے اور دماغی بناوٹ اس قسم کی واقع ہوتی ہے کہ خواب و کشف کا کسیقدر رنگ ان پر ظاہر ہو جاتا ہے وہ اپنی اصلاح نفس کیلئے بھی کسیقدر کوشش کرتے ہیں اور ایک سطحی نیکی اور راستبازی ان میں پیدا ہو جاتی ہے جسکی آمیز ایک محدود دائرہ تک رؤیا صادقہ اور کشوف صحیحہ کے انوار انمیں پیدا ہو جاتے ہیں مگر تاریکی سے خالی نہیں ہوتے بلکہ انکی بعض دعائیں بھی منظور ہو جاتی ہیں مگر عظیم الشان کاموں میں نہیں کیونکہ انکی راستبازی کامل نہیں ہوتی بلکہ اس شفاف پانی کی طرح ہوتی ہے جو اوپر سے تو شفاف نظر آتا ہو مگر نیچے اسکے گوبر اور گند ہو اور چونکہ انکا

تزکیہ نفس پُورا نہیں ہوتا اور انکے صدق و صفا میں بہت کچھ نقصان ہوتا ہے اسلئے کسی ابتلا کے وقت وہ ٹھوکر کھا جاتے ہیں اور اگر خدا تعالیٰ کا رحم انکے شامل حال ہو جائے اور اسکی ستاری انکا پردہ محفوظ رکھے تب تو بغیر کسی ٹھوکر کے دُنیا سے گزر جاتے ہیں اور اگر کوئی ابتلا پیش آجاوے تو اندیشہ ہوتا ہے کہ بلعم کی طرح انکا انجام بد نہ ہو اور ملہم بننے کے بعد کتے سے تشبیہ نہ دیئے جائیں کیونکہ انکی علمی اور عملی اور ایمانی حالت کے نقصان کی وجہ سے شیطان انکے دروازے پر کھڑا رہتا ہے اور کسی ٹھوکر کھانے کے وقت فی الفور انکے گھر میں داخل ہو جاتا ہے وہ دُور سے روشنی کو دیکھ لیتے ہیں مگر اس روشنی کے اندر داخل نہیں ہوتے اور نہ اُسکی گرمی سے کافی حصہ انکو ملتا ہے اسلئے انکی حالت ایک خطرہ کی حالت ہوتی ہے خدا نور ہے جیسا کہ اُس نے فرمایا اللّٰہ نور السمٰوات والارض پس وہ شخص جو اس نور کے لوازم کو دیکھتا ہے وہ اُس شخص کی مانند ہے جو دُور سے ایک دھواں دیکھتا ہے مگر آگ کی روشنی نہیں دیکھتا اسلئے وہ روشنی کے فوائد سے محروم ہے اور نیز اسکی گرمی سے بھی جو بشریت کی آلودگی کو جلاتی ہے۔ پس وہ لوگ جو صرف منقولی یا معقولی دلائل یا ظنی الہامات سے خدا تعالیٰ کے وجود پر دلیل پکڑتے ہیں جیسے ملا ظاہری یا جیسے فلسفی لوگ اور یا ایسے لوگ جو صرف اپنے روحانی قویٰ سے جو استعداد کشوف اور رؤیا ہے خدا تعالیٰ کی ہستی کو مانتے ہیں مگر خدا کے قرب کی روشنی سے بے نصیب ہیں وہ اُس انسان کی مانند ہیں جو دُور سے آگ کا دھواں دیکھتا ہے مگر آگ کی روشنی کو نہیں دیکھتا اور صرف دھوئیں پر غور کرنے سے آگ کے وجود پر یقین کر لیتا ہے ایسا شخص اس بصیرت سے محروم ہوتا ہے جو بذریعہ روشنی حاصل ہوتی ہے لیکن وہ شخص جو اس نور کی روشنی کو دُور سے تو دیکھتا ہے مگر اُس نور کے اندر داخل نہیں ہوتا اس شخص کی مثال یہ ہے کہ جیسے ایک شخص اندھیری رات میں آگ کی روشنی کو دیکھتا ہے اور اسکی رہنمائی سے راہ راست بھی پا لیتا ہے لیکن بوجہ دُور ہونے کے اپنی سردی کو اُس آگ سے دُور نہیں کر سکتا اور نہ آگ اُس کے نفسانی قالب کو جلا سکتی ہے۔ ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ اگر ایک اندھیری رات میں اور سخت سردی کے وقت دُور سے آگ کی روشنی نظر آجاوے تو صرف اس روشنی کا دیکھنا ہی ہلاکت سے نہیں بچا سکتا بلکہ ہلاکت سے وہ بچے گا کہ ایسا آگ کے قریب چلا جائے کہ جو کافی طور پر اسکی سردی کو دُور کر سکے لیکن جو شخص صرف دُور سے اس

نور کو دیکھتا ہے اسکی یہی نشانی ہے کہ اگرچہ راہ راست کی بعض علامات اُسمیں پائی جاتی ہیں لیکن خاص
فضل کی کوئی علامت اسمیں پائی نہیں جاتی اور اسکی قبض جو کمی توکل اور نفسانی خواہشوں کی وجہ سے ہے
دُور نہیں ہوتی اور اُس کا نفسانی قالب جلکر خاک نہیں ہوتا کیونکہ شعلۂ نور سے بہت دُور ہے اور وہ رسولوں
اور نبیوں کا کامل طور پر وارث نہیں ہوتا اور اسکی بعض اندرونی آلائشیں اُسکے اندر مخفی ہوتی اور اسکا تعلق
خدا تعالیٰ سے ہے کچھ کدورت اور خامی سے خالی نہیں ہوتا کیونکہ وہ دُور سے خدا تعالیٰ کو اپنی دھندلی نظر کے
ساتھ دیکھتا ہے مگر اسکی گود میں نہیں ہے ایسے آدمی جو نفسانی جذبات انکے اندر ہیں بعض اوقات انکے
نفسانی جذبات انکی خوابوں میں اپنا جوش اور طوفان دکھلاتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ جوش انکا خدا تعالےٰ
کی طرف سے ہے حالانکہ وہ جوش محض نفس امارہ کی طرف سے ہوتا ہے مثلاً ایک شخص خواب میں کہتا ہے کہ فلاں شخص
کی میں ہرگز اطاعت نہیں کروں گا ئیں اس سے بہتر ہوں تو اس سے نتیجہ نکالتا ہے کہ درحقیقت وہ بہتر ہے
حالانکہ نفس کے جوش سے وہ کلام ہوتا ہے اسی طرح نفس کے جوش سے خواب میں اور کئی قسم کے کلام کرتا ہے
اور جہالت سے سمجھتا ہے کہ گویا وہ کلام خدا کی مرضی کے موافق ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے اور چونکہ اُسنے خدا تعالیٰ کی
طرف پوری حرکت نہیں کی اور اپنی تمام طاقت اور تمام صدق اور تمام وفاداری کے ساتھ اسکو اختیار نہیں کیا
اسلئے خدا تعالیٰ کی طرف سے بھی پورے طور پر تجلّیٔ رحمت اس پر نہیں ہوتی اور وہ اُس بچہ کی طرح ہوتا ہے جس میں
جان تو پڑ گئی ہے لیکن ابھی وہ مشیمہ سے باہر نہیں آسکا اور عالم روحانی کے کامل نظارہ سے ہنوز اسکی آنکھ
بند ہے اور ہنوز اس نے اپنی ماں کے چہرہ کو بھی نہیں دیکھا جسکے رحم میں اس نے پرورش پائی۔ اور بقول مشہور کہ
نیم ملا خطرۂ ایمان۔ وہ اپنی معرفت ناقصہ کی وجہ سے خطرہ کی حالت میں ہے ہاں ایسے لوگوں کو بھی کسیقدر کچھ معارف
اور حقائق معلوم ہو جاتے ہیں مگر اس دودھ کی طرح جسمیں کچھ پیشاب بھی پڑا ہو اور اس پانی کی طرح جسمیں
کچھ نجاست بھی ہو اور اس درجہ کا آدمی اگرچہ بہ نسبت درجہ اول کے اپنی خوابوں اور الہامات میں
شیطانی دخل اور حدیث النفس سے کسی قدر محفوظ ہوتا ہے لیکن چونکہ اسکی فطرت میں ابھی شیطان کا
حصہ باقی ہے اس لئے شیطانی القاء سے بچ نہیں سکتا اور چونکہ نفس کے جذبات بھی دامنگیر ہیں اسلئے
حدیث النفس سے بھی محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اصل بات یہ ہے کہ وحی اور الہام کی کمال صفائی نفس پر موقوف ہے

جن کے نفس میں ابھی کچھ گند باقی ہے اُن کی وحی اور الہام میں بھی گند باقی ہے۔

باب سوم

اُن لوگوں کے بیان میں جو خدا تعالیٰ سے اکمل اور اصفٰی طور پر وحی پاتے ہیں اور کامل طور پر شرف مکالمہ اور مخاطبہ ان کو حاصل ہے اور خوابیں بھی اُن کو فلق الصبح کی طرح سچی آتی ہیں اور خدا تعالیٰ سے اکمل اور اتم طور پر محبت کا تعلق رکھتے ہیں اور محبت الٰہی کی آگ میں داخل ہو جاتے ہیں اور نفسانی قالب اُن کا شعلۂ نور سے جلکر بالکل خاک ہو جاتا ہے

جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نہایت کریم و رحیم ہے جو شخص اس کی طرف صدق و صفا سے رجوع کرتا ہے وہ اس سے بڑھکر اپنا صدق و صفا اس سے ظاہر کرتا ہے۔ اس کی طرف صدق دل سے قدم اُٹھانے والا ہرگز ضائع نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ میں بڑے بڑے محبت اور وفاداری اور فیض اور احسان اور کرشمۂ خدائی دکھلانے کے اخلاق ہیں مگر وہی ان کو پورے طور پر مشاہدہ کرتا ہے جو پورے طور پر اس کی محبت میں محو ہو جاتا ہے اگرچہ وہ بڑا کریم و رحیم ہے مگر غنی اور بے نیاز ہے اس لئے جو شخص اس کی راہ میں مرتا ہے وہی اس سے زندگی پاتا ہے اور جو اس کے لئے سب کچھ کھوتا ہے اسی کو آسمانی انعام ملتا ہے۔

خدا تعالیٰ سے کامل تعلّق پیدا کرنیوالے اُس شخص سے مشابہت رکھتے ہیں جو اول دُور سے آگ کی روشنی دیکھے اور پھر اُس سے نزدیک ہو جائے یہانتک کہ اس آگ میں اپنے تئیں داخل کردے اور تمام جسم جل جائے اور صرف آگ ہی باقی رہ جائے اسی طرح کامل تعلق والا دن بدن خدا تعالیٰ کے نزدیک ہوتا جاتا ہے یہانتک کہ محبت الٰہی کی آگ میں تمام وجود اُس کا پڑجاتا ہے اور شعلۂ نور سے قالب نفسانی جلکر خاک ہو جاتا ہے اور اُسکی جگہ آگ لے لیتی ہے یہ انتہا اس مبارک محبت کا ہے جو خدا سے ہوتی ہے یہ امر کہ خدا تعالےٰ سے کسی کا کامل تعلق ہے اسکی بڑی علامت یہ ہے کہ صفات الٰہیہ اسمیں پیدا ہو جاتی ہیں اور بشریت کے رذائل

شعلۂ نور سے جلکر ایک نئی ہستی پیدا ہوتی ہے اور ایک نئی زندگی نمودار ہوتی ہے جو پہلی زندگی سے بالکل مغائر ہوتی ہے اور جیسا کہ لوہا جب آگ میں ڈالا جائے اور آگ اسکے تمام رگ و ریشہ میں پورا غلبہ کرے تو وہ لوہا بالکل آگ کی شکل پیدا کر لیتا ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ آگ ہے گو خواص آگ کے ظاہر کرتا ہے اسی طرح جس کو شعلۂ محبت الٰہی سرسے پیر تک اپنے اندر لیتا ہے وہ بھی مظہر تجلیات الٰہیہ ہو جاتا ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ خدا ہے بلکہ ایک بندہ ہے جسکو اس آگ نے اپنے اندر لے لیا ہے اور اس آگ کے غلبہ کے بعد ہزارہا علامتیں کامل محبت کی پیدا ہو جاتی ہیں کوئی ایک علامت نہیں ہے تا وہ ایک نیک کا ور طالب حق پر مشتبہ ہو سکے بلکہ وہ تعلق صدہا علامتوں کے ساتھ شناخت کیا جاتا ہے*۔ منجملہ ان علامات کے یہ بھی ہے کہ خدائے کریم اپنا فصیح اور لذیذ کلام وقتاً فوقتاً اسکی زبان پر جاری کرتا رہتا ہے جو الٰہی شوکت اور برکت اور غیب گوئی کی کامل طاقت اپنے اندر رکھتا ہے اور ایک نور اسکے ساتھ ہوتا ہے جو بتلاتا ہے کہ یہ یقینی امر ہے ظنی نہیں ہے اور ایک ربانی چمک اسکے اندر ہوتی ہے اور کدورتوں سے پاک ہوتا ہے اور بسا اوقات اور کثر اور اغلب طور پر وہ کلام کسی زبردست پیشگوئی پر مشتمل ہوتا ہے اور اسکی پیشگوئیوں کا حلقہ نہایت وسیع اور عالمگیر ہوتا ہے اور وہ پیشگوئیاں کیا باعتبار کمیّت اور کیا باعتبار کیفیّت بے نظیر ہوتی ہیں کوئی انکی نظیر پیش نہیں کر سکتا اور ہیبت الٰہی انمیں بھری ہوئی ہوتی ہے اور قدرت تامہ کی وجہ سے خدا کا چہرہ انمیں نظر آتا ہے اور اسکی پیشگوئیاں نجومیوں کی طرح نہیں ہوتیں بلکہ انمیں محبوبیت اور قبولیت کے آثار ہوتے ہیں اور ربانی تائید اور نصرت سے بھری ہوئی ہوتی ہیں اور بعض پیشگوئیاں اسکے اپنے نفس کے متعلق ہوتی ہیں اور بعض اپنی اولاد کے متعلق اور بعض اسکے دوستوں کے متعلق اور بعض اسکے دشمنوں کے متعلق اور بعض عام طور پر تمام دنیا کیلئے اور بعض اسکی بیویوں اور خویشوں کے متعلق ہوتی ہیں اور وہ احوال اس پر ظاہر ہوتے ہیں جو دوسروں پر ظاہر نہیں ہوتے اور وہ غیب کے دروازے اسکی پیشگوئیوں پر کھولے جاتے ہیں جو دوسروں پر نہیں کھولے جاتے خدا کا کلام اس پر اسی طرح نازل ہوتا ہے جیسا کہ خدا کے پاک نبیوں اور رسولوں پر نازل ہوتا ہے اور وہ ظن سے پاک اور یقینی ہوتا ہے۔ یہ شرف تو اسکی زبان کو دیا جاتا ہے کہ کیا باعتبار کمیت اور کیا باعتبار کیفیت ایسا بے مثل کلام اسکی زبان پر جاری کیا جاتا ہے کہ دنیا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور اسکی آنکھ کو کشفی قوت

* ایک بڑی علامت کامل تعلق کی یہ ہوتی ہے کہ جس طرح خدا ہر ایک چیز پر غالب ہے اسی طرح وہ ہر ایک دشمن اور مقابلہ کرنیوالے پر غالب رہیگا۔ کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی۔ منہ

عطا کی جاتی ہے جس سے وہ مخفی در مخفی خبروں کو دیکھ لیتا ہے اور بسا اوقات لکھی ہوئی تحریریں اس کی نظر کے سامنے پیش کی جاتی ہیں اور مُردوں سے زندوں کی طرح ملاقات کر لیتا ہے اور بسا اوقات ہزاروں کوس کی چیزیں اسکی نظر کے سامنے ایسی آجاتی ہیں گویا وہ پیروں کے نیچے پڑی ہیں۔

ایسا ہی اس کے کان کو بھی مُغیبات کے سننے کی قوت دی جاتی ہے اور اکثر اوقات وہ فرشتوں کی آواز کو سُن لیتا ہے اور بیقراریوں کے وقت انکی آواز سے تسلّی پاتا ہے۔ اور عجیب تر یہ کہ بعض اوقات جمادات اور نباتات اور حیوانات کی آواز بھی اسکو پہنچ جاتی ہے۔ فلسفی کہ منکر حنانہ است۔ از حواس انبیاء بیگانہ است۔ اسی طرح اس کی ناک کو بھی غیبی خوشبو سونگھنے کی ایک قوت دی جاتی ہے اور بسا اوقات وہ بشارت کے امور کو سونگھ لیتا ہے اور مکروہات کی بدبو اسکو آجاتی ہے علیٰ ہذا القیاس اس کے دل کو قوتِ فراست عطا کی جاتی ہے اور بہت سی باتیں اسکے دل میں پڑجاتی ہیں اور وہ صحیح ہوتی ہیں علیٰ ہذا القیاس شیطان اس پر تصرف کرنے سے محروم ہو جاتا ہے کیونکہ اُسمیں شیطان کا کوئی حصہ نہیں رہتا اور بباعث نہایت درجہ فنافی اللہ ہونیکے اُسکی زبان ہر وقت خدا کی زبان ہوتی ہے اور اس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہوتا ہے اور اگرچہ اُسکو خاص طور پر الہام بھی نہ ہو تب بھی جو کچھ اس کی زبان پر جاری ہوتا ہے وہ اُس کی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے کیونکہ نفسانی ہستی اُسکی بکلی جل جاتی ہے اور سفلی ہستی پر ایک موت طاری ہو کر ایک نئی اور پاک زندگی اُس کو ملتی ہے جس پر ہر وقت انوارِ الٰہیہ منعکس ہوتے رہتے ہیں۔

اسی طرح اس کی پیشانی کو ایک نور عطا کیا جاتا ہے جو بجز عشاق الٰہی کے اور کسی کو نہیں دیا جاتا اور بعض خاص وقتوں میں وہ نور ایسا چمکتا ہے کہ کافر بھی اس کو محسوس کر سکتا ہے۔ بالخصوص ایسی حالت میں جبکہ وہ لوگ ستائے جاتے اور نصرت الٰہی حاصل کرنے کیلئے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ پس وہ اقبال علی اللہ کا وقت ان کیلئے ایک خاص وقت ہوتا ہے اور خدا کا نور اُن کی پیشانی میں اپنا جلوہ ظاہر کرتا ہے۔

ایسا ہی اُنکے ہاتھوں میں اور پیروں میں اور تمام بدن میں ایک برکت دی جاتی ہے جسکی وجہ سے

اُن کا پہنا ہُوا کپڑا بھی متبرک ہو جاتا ہے اور اکثر اوقات کسی شخص کو چھُونا یا اُس کو ہاتھ لگانا اس کے امراض رُوحانی یا جسمانی کے ازالہ کا موجب ٹھیرتا ہے۔

اسی طرح ان کے رہنے کے مکانات میں بھی خدائے عزّوجل ایک برکت رکھ دیتا ہے۔ وہ مکان بلاؤں سے محفوظ رہتا ہے خدا کے فرشتے اُس کی حفاظت کرتے ہیں۔

اسی طرح ان کے شہر یا گاؤں میں بھی ایک برکت اور خصوصیت دی جاتی ہے اسی طرح اس خاک کو بھی کچھ برکت دی جاتی ہے جس پر اُن کا قدم پڑتا ہے

اسی طرح اس درجہ کے لوگوں کی تمام خواہشیں بھی اکثر اوقات پیشگوئی کا رنگ پیدا کر لیتی ہیں یعنی جب کسی چیز کے کھانے یا پینے یا پہننے یا دیکھنے کی بشدّت ان کے اندر خواہش پیدا ہوتی ہے تو وہ خواہش ہی پیشگوئی کی صورت پکڑ لیتی ہے۔ اور جب قبل از وقت اضطرار کے ساتھ ان کے دل میں ایک خواہش پیدا ہوتی ہے تو وہ چیز میسر آجاتی ہے۔

اسی طرح ان کی رضامندی اور ناراضگی بھی پیشگوئی کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہے پس جس شخص پر وہ شدت سے راضی اور خوش ہوتے ہیں اس کے آئندہ اقبال کیلئے یہ بشارت ہوتی ہے اور جس پر وہ بشدّت ناراض ہوتے ہیں اُس کے آئندہ ادبار اور تباہی پر دلیل ہوتی ہے کیونکہ باعث فنافی اللہ ہونے کے وہ سرا ئے حق میں ہوتے ہیں اور ان کی رضا اور غضب خدا کا رضا اور غضب ہوتا ہے اور نفس کی تحریک سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے یہ حالات اُن میں پیدا ہوتے ہیں۔

اسی طرح ان کی دعا اور ان کی توجہ بھی معمولی دعاؤں اور توجہات کی طرح نہیں ہوتی بلکہ اپنے اندر ایک شدید اثر رکھتی ہے اور اس میں شک نہیں ہے کہ اگر قضاء مبرم اور اٹل نہ ہو اور ان کی توجّہ اپنی تمام شرائط کے ساتھ اُس بلا کے دُور کرنے کیلئے مصروف ہو جائے تو خدا تعالیٰ اُس بلا کو دُور کر دیتا ہے گو ایک فرد واحد یا چند کس پر وہ بلا نازل ہو یا ایک ملک پر وہ بلا نازل ہو یا ایک بادشاہ وقت پر وہ بلا نازل ہو۔ اس میں اصل یہ ہے کہ وہ اپنے

وجود سے فانی ہوتے ہیں اس لئے اکثر اوقات ان کے ارادہ کا خداتعالیٰ کے ارادہ سے توارد ہو جاتا ہے پس جب شدت سے ان کی توجہ کسی بلا کے دُور کرنے کیلئے مبذول ہو جاتی ہے اور جیسا کہ وردِ دل کے ساتھ اقبال علی اللہ چاہیئے میسر آجاتا ہے تو سنّۃ اللہ اسی طرح پر واقع ہے کہ خدا ان کی سُنتا ہے اور ایسا ہی ہوتا ہے کہ خدا اُن کی دعا کو رد نہیں کرتا۔ اور کبھی انکی عبودیت ثابت کرنے کیلئے دعا سنی نہیں جاتی تا جاہلوں کی نظر میں خدا کے شریک نہ ٹھیر جائیں اور اگر ایسا اتفاق ہو کہ بلا وارد ہو جائے جس سے موت کے آثار ظاہر ہو جائیں تو اکثر عادت اللہ یہی ہے کہ اس بلا میں تاخیر نہیں ہوتی اور ایسے وقت میں خدا کے مقبولوں کا ادب یہی ہے کہ دعا کو ترک کردیں اور صبر سے کام لیں۔ بہتر وقت دعا کا یہی ہے کہ ایسے وقت میں دعا ہو جب اسباب یاس اور نومیدی بکلی ظاہر نہ ہوں اور ایسی علامات نمودار نہ ہوں جن سے صاف طور پر نظر آتا ہو کہ اب بلا دروازہ پر ہے اور ایک طور پر اس کا نزول ہو چکا ہے کیونکہ اکثر سنت یہی ہے کہ جب خداتعالیٰ نے ایک عذاب کے نازل کرنے میں اپنے ارادہ کو ظاہر کر دیا تو وہ اپنے ارادہ کو واپس نہیں لیتا۔

یہ بالکل سچ ہے کہ مقبولین کی اکثر دعائیں منظور ہوتی ہیں بلکہ بڑا معجزہ انکا استجابت دعا ہی ہے جب ان کے دلوں میں کسی مصیبت کے وقت شدت سے بیقراری ہوتی ہے اور اس شدید بیقراری کی حالت میں وہ اپنے خدا کی طرف توجہ کرتے ہیں تو خدا اُنکی سُنتا ہے اور اس وقت ان کا ہاتھ گویا خدا کا ہاتھ ہوتا ہے خدا ایک مخفی خزانہ کی طرح ہے۔ کامل مقبولوں کے ذریعہ سے وہ اپنا چہرہ دکھلاتا ہے خدا کے نشان تبھی ظاہر ہوتے ہیں جب اسکے مقبول ستائے جاتے ہیں اور جب حد سے زیادہ اُن کو دکھ دیا جاتا ہے تو سمجھو کہ خدا کا نشان نزدیک ہے بلکہ دروازہ پر۔ کیونکہ یہ وہ قوم ہے کہ کوئی اپنے پیارے بیٹے سے ایسی محبت نہیں کریگا جیسے کہ خدا ان لوگوں سے کرتا ہے جو دل و جان سے اُسکے ہو جاتے ہیں وہ ان کیلئے عجائب کام دکھلاتا ہے اور ایسی اپنی قوت دکھلاتا ہے کہ جیسا ایک سوتا ہوا شیر جاگ اُٹھتا ہے

خدا مخفی ہے اور اس کے ظاہر کرنے والے یہی لوگ ہیں۔ وہ ہزاروں پردوں کے اندر ہے اور اس کا چہرہ دکھلانے والی یہی قوم ہے۔

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ خیال کہ مقبولین کی ہر ایک قبول ہو جاتی ہے یہ سراسر غلط ہے۔ بلکہ حق بات یہ ہے کہ مقبولین کے ساتھ خدا تعالیٰ کا دوستانہ معاملہ ہے کبھی وہ ان کی دعائیں قبول کرلیتا ہے اور کبھی وہ اپنی مشیت ان سے منوانا چاہتا ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ دوستی میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ بعض وقت ایک دوست اپنے دوست کی بات کو مانتا ہے اور اس کی مرضی کے موافق کام کرتا ہے اور پھر دوسرا وقت ایسا بھی آتا ہے کہ اپنی بات اس سے منوانا چاہتا ہے اسی کی طرف اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اشارہ فرماتا ہے جیسا کہ ایک جگہ قرآن شریف میں مومنوں کی استجابت دعا کا وعدہ کرتا ہے اور فرماتا ہے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ یعنی تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کرونگا اور دوسری جگہ اپنی نازل کردہ قضا وقدر پر خوش اور راضی رہنے کی تعلیم کرتا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔

وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ط وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ۝

پس ان دونوں آیتوں کو ایک جگہ پڑھنے سے صاف معلوم ہو جائے گا کہ دعاؤں کے بارے میں کیا سُنّت اللہ ہے اور رب اور عبد کا کیا باہمی تعلق ہے۔

میں پھر مکرر لکھنا مناسب سمجھتا ہوں کہ کوئی نادان یہ خیال نہ کرے کہ جو کچھ تیسرے درجہ کے کامل الایمان اور کامل المحبت لوگوں کی نسبت اس رسالہ میں بیان کیا گیا ہے ان میں سے اکثر امور میں دوسرے لوگ بھی شریک ہو جاتے ہیں جیسا کہ دوسروں کو بھی خوابیں آتی ہیں۔ کشف بھی معلوم ہوتے ہیں۔ الہام بھی پاتے ہیں تو مابہ الامتیاز کیا ہوا۔

ان وساوس کا جواب اگرچہ ہم بار ہا دے چکے ہیں مگر پھر ہم کہتے ہیں کہ مقبولوں اور غیر مقبولوں میں فرق تو بہت ہے جو کسی قدر اس رسالہ میں بھی تحریر ہو چکا ہے لیکن آسمانی نشانوں

کے رو سے ایک عظیم الشان یہ فرق ہے کہ خدا کے مقبول بندے جو انوارِ سماوی میں غرق کئے جاتے اور آتشِ محبت سے اُن کی ساری نفسانیت جلائی جاتی ہے وہ اپنے ہر شان میں کیا باعتبار کمیت اور کیا باعتبار کیفیت غیروں پر غالب ہوتے ہیں اور غیر معمولی طور پر خدا کی تائید اور نصرت کے نشان اس کثرت سے ان کے لئے ظاہر ہوتے ہیں کہ دنیا میں کسی کو مجال نہیں ہوتی کہ ان کی نظیر پیش کر سکے کیونکہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں خدا جو مخفی ہے اُس کا چہرہ دکھلانے کے لئے وہ کامل مظہر ہوتے ہیں وہ دنیا کے آگے پوشیدہ خدا کو دکھلاتے ہیں اور خدا انہیں دکھلاتا ہے۔

اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ آسمانی نشانوں سے حصہ لینے والے تین قسم کے آدمی ہوتے ہیں اول وہ جو کوئی ہنر اپنے اندر نہیں رکھتے اور کوئی تعلق خدا تعالیٰ سے اُن کا نہیں ہوتا صرف دماغی مناسبت کی وجہ سے ان کو بعض سچی خوابیں آجاتی ہیں اور سچے کشف ظاہر ہو جاتے ہیں جن میں کوئی مقبولیت اور محبوبیت کے آثار ظاہر نہیں ہوتے اور ان سے کوئی فائدہ اُن کی ذات کو نہیں ہوتا اور ہزاروں شریر اور بدچلن اور فاسق و فاجر ایسی بدیہی خوابوں اور الہاموں میں ان کے شریک ہوتے ہیں۔ اور اکثر دیکھا جاتا ہے کہ باوجود ان خوابوں اور کشفوں کے ان کا چال چلن قابلِ تعریف نہیں ہوتا کم سے کم یہ کہ ان کی ایمانی حالت نہایت کمزور ہوتی ہے اس قدر کہ ایک سچی گواہی بھی نہیں دے سکتے اور جس قدر دنیا سے ڈرتے ہیں خدا سے نہیں ڈرتے اور شریر آدمیوں سے قطع تعلق نہیں کر سکتے اور کوئی ایسی سچی گواہی نہیں دے سکتے جس سے بڑے آدمی کے ناراض ہو جانے کا اندیشہ ہو اور دینی امور میں نہایت درجہ کسل اور سستی ان میں پائی جاتی ہے اور دنیا کے ہموم و غموم میں دن رات غرق رہتے ہیں اور دانستہ جھوٹ کی حمایت کرتے اور سچ کو چھوڑتے ہیں اور ہر ایک قدم میں خیانت پائی جاتی ہے اور بعض میں اس سے بڑھ کر یہ عادت بھی پائی گئی ہے کہ وہ فسق و فجور سے بھی پرہیز نہیں کرتے اور دنیا کمانے کیلئے ہر ایک ناجائز کام کر لیتے ہیں اور بعض کی اخلاقی حالت

بھی نہایت خراب ہوتی ہے اور حسد اور بخل اور عُجب اور تکبر اور غرور کے پتلے ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک کمینگی کے کام اُن سے صادر ہوتے ہیں اور طرح طرح کی قابل شرم خباثتیں اُنمیں پائی جاتی ہیں۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ بعض ان میں ایسے ہیں کہ ہمیشہ بد خوابیں ہی ان کو آتی ہیں اور وہ سچی بھی ہو جاتی ہیں۔ گویا ان کے دماغ کی بناوٹ صرف بد اور منحوس خوابوں کے لئے مخلوق ہے نہ اپنے لئے کوئی بہتری کے خواب دیکھ سکتے ہیں جس سے اُنکی دنیا درست ہو اور ان کی مرادیں حاصل ہوں نہ اوروں کیلئے کوئی بشارت کی خواب دیکھتے ہیں۔ ان لوگوں کے خوابوں کی حالت اقسام ثلٰثہ میں سے اس جسمانی نظارہ سے مشابہ ہے جب کہ ایک شخص دُور سے صرف ایک دھواں آگ کا دیکھتا ہے مگر آگ کی روشنی نہیں دیکھتا اور نہ آگ کی گرمی محسوس کرتا ہے کیونکہ یہ لوگ خدا سے بالکل بے تعلق ہیں اور روحانی امور سے صرف ایک دھواں ان کی قسمت میں ہے جس میں کوئی روشنی حاصل نہیں ہوئی۔

پھر دوسری قسم کے خواب بین یا ملہم وہ لوگ ہیں جن کو خدا تعالیٰ سے کسی قدر تعلق ہے مگر کامل تعلق نہیں ان لوگوں کی خوابوں یا الہاموں کی حالت اس جسمانی نظارہ سے مشابہ ہے جبکہ ایک شخص اندھیری رات اور شدید البرودات میں دُور سے ایک آگ کی روشنی دیکھتا ہے اس دیکھنے سے اتنا فائدہ تو اُسے حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ ایسی راہ پر چلنے سے پرہیز کرتا ہے جس میں بہت سے گڑھے اور کانٹے اور پتھر اور سانپ اور درندے ہیں مگر اس قدر روشنی اس کو سردی اور ہلاکت سے بچا نہیں سکتی۔ پس اگر وہ آگ کے گرم حلقہ تک پہنچ نہ سکے تو وہ بھی ایسا ہی ہلاک ہو جاتا ہے جیسا کہ اندھیرے میں چلنے والا ہلاک ہو جاتا ہے۔

پھر تیسری قسم کے ملہم اور خواب بین وہ لوگ ہیں جن کے خوابوں اور الہاموں کی حالت اس جسمانی نظارہ سے مشابہ ہے جب کہ ایک شخص اندھیری اور شدید البرود رات میں نہ صرف آگ کی کامل روشنی ہی پاتا ہے اور اس میں چلتا ہے بلکہ اس کے گرم حلقہ میں داخل

ہو کر بکلی سردی کے ضرر سے محفوظ ہو جاتا ہے اس مرتبہ تک وہ لوگ پہنچتے ہیں جو شہوات نفسانیہ کا چولہ آتش محبت الٰہی میں جلا دیتے ہیں اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کر لیتے ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں جو آگے موت ہے اور دوڑ کر اس موت کو اپنے لئے پسند کر لیتے ہیں۔ وہ ہر ایک درد کو خدا کی راہ میں قبول کرتے ہیں اور خدا کے لئے اپنے نفس کے دشمن ہو کر اور اس کے برخلاف قدم رکھ کر ایسی طاقت ایمانی دکھلاتے ہیں کہ فرشتے بھی ان کے اس ایمان سے حیرت اور تعجب میں پڑ جاتے ہیں۔ وہ روحانی پہلوان ہوتے ہیں اور شیطان کے تمام حملے ان کی رُوحانی قوت کے آگے ہیچ ٹھیرتے ہیں وہ سچے وفادار اور صادق مرد ہوتے ہیں کہ نہ دنیا کے لذات کے نظارے انہیں گمراہ کر سکتے ہیں اور نہ اولاد کی محبت اور نہ بیوی کا تعلق اُن کو اپنے محبوب حقیقی سے برگشتہ کر سکتا ہے۔ غرض کوئی تلخی اُن کو ڈرا نہیں سکتی اور کوئی نفسانی لذت اُن کو خدا سے روک نہیں سکتی۔ اور کوئی تعلق خدا کے تعلق میں رخنہ انداز نہیں ہو سکتا۔

یہ تین روحانی مراتب کی حالتیں ہیں جن میں سے پہلی حالت علم الیقین کے نام سے موسوم ہے اور دوسری حالت عین الیقین کے نام سے نامزد ہے اور تیسری مبارک اور کامل حالت حق الیقین کہلاتی ہے اور انسانی معرفت کامل نہیں ہو سکتی اور نہ کدورتوں سے پاک ہو سکتی ہے جب تک حق الیقین تک نہیں پہنچتی کیونکہ حق الیقین کی حالت صرف مشاہدات پر موقوف نہیں بلکہ یہ بطور حال کے انسان کے دل پر وارد ہو جاتی ہے اور انسان محبت الٰہی کی بھڑکتی ہوئی آگ میں پڑ کر اپنے نفسانی وجود سے بالکل نیست ہو جاتا ہے اور اس مرتبہ پر انسانی معرفت پہنچ کر قال سے حال کی طرف انتقال کرتی ہے اور سفلی زندگی بالکل جل کر خاک ہو جاتی ہے اور ایسا انسان خدا تعالیٰ کی گود میں بیٹھ جاتا ہے اور جیسا کہ ایک لوہا آگ میں پڑ کر بالکل آگ کے رنگ میں آجاتا ہے اور آگ کی صفات اس سے ظاہر ہونی شروع ہو جاتی ہیں ایسا ہی اس درجہ کا آدمی صفات الٰہیہ سے ظلّی طور پر متصف ہو جاتا ہے اور اس قدر طبعاً

مرضات الٰہیہ میں فنا ہو جاتا ہے کہ خدا میں ہو کر بولتا ہے اور خدا میں ہو کر دیکھتا ہے اور خدا میں ہو کر سنتا ہے اور خدا میں ہو کر چلتا ہے گویا اُس کے جبّہ میں خدا ہی ہوتا ہے۔ اور انسانیت اس کی تجلیات الٰہیہ کے نیچے مغلوب ہو جاتی ہے۔ چونکہ یہ مضمون نازک ہے اور عام فہم نہیں اس لئے ہم اس کو اسی جگہ چھوڑتے ہیں۔

اور ایک دوسرے پیرایہ میں ہم اس مرتبہ ثالثہ کی جو اعلیٰ اور اکمل مرتبہ ہے اس طرح پر تصویر کھینچتے ہیں کہ وہ وحی کامل جو اقسام ثلاثہ میں سے تیسری قسم کی وحی ہے جو کامل فرد پر نازل ہوتی ہے اُس کی یہ مثال ہے کہ جیسے سورج کی دُھوپ اور شعاع ایک مصفّا آئینہ پر پڑتی ہے جو عین اس کے مقابل پر پڑا ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اگرچہ سورج کی دھوپ ایک ہی چیز ہے لیکن بوجہ اختلاف مظاہر کے اس کے ظہور کی کیفیت میں فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ پس جب سورج کی شعاع زمین کے کسی ایسے کثیف حصہ میں پڑتی ہے جس کی سطح پر ایک شفاف اور مصفّا پانی موجود نہیں بلکہ سیاہ اور تاریک خاک ہے اور سطح بھی مستوی نہیں تب شعاع نہایت کمزور ہوتی ہے خاص کر اس حالت میں جب کہ سورج اور زمین میں کوئی بادل بھی حائل ہو۔ لیکن جب وہی شعاع جس کے آگے کوئی بادل حائل نہیں ایک شفاف پانی پر پڑتی ہے جو ایک مصفّا آئینہ کی طرح چمکتا ہے۔ تب وہی شعاع ایک سے وہ چند ہو کر ظاہر ہوتی ہے جسے آنکھ بھی برداشت نہیں کر سکتی۔

پس اسی طرح جب نفس تزکیہ یافتہ پر جو تمام کدورتوں سے پاک ہو جاتا ہے وحی نازل ہوتی ہے تو اُس کا نور فوق العادت نمایاں ہوتا ہے۔ اور اُس نفس پر صفات الٰہیہ کا انعکاس پورے طور پر ہو جاتا ہے اور پورے طور پر چہرۂ حضرت احدیّت ظاہر ہوتا ہے۔ اس تحقیق سے ظاہر ہے کہ جیسے آفتاب جب نکلتا ہے تو ہر ایک پاک ناپاک جگہ پر اس کی روشنی پڑتی ہے یہاں تک کہ ایک پاخانہ کی جگہ بھی جو نجاست سے پُر ہے اُس سے حصّہ لیتی ہے۔ تاہم پورا فیض اُس روشنی کا اُس آئینہ صافی یا آب صافی کو حاصل

ہوتا ہے جو اپنی کمال صفائی سے خود سورج کی تصویر کو اپنے اندر دکھلا سکتا ہے۔ اسی طرح بوجہ اس کے کہ خدا تعالیٰ بخیل نہیں ہے اس کی روشنی سے ہر ایک فیضیاب ہے مگر تاہم وہ لوگ جو اپنی نفسانی حیات سے مر کر خدا تعالیٰ کی ذات کا مظہر اتم ہو جاتے ہیں اور ظلّی طور پر خدا تعالیٰ اُن کے اندر داخل ہو جاتا ہے ان کی حالت سب سے الگ ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ اگرچہ سورج آسمان پر ہے لیکن تاہم جب وہ ایک نہایت شفاف پانی یا مصفّا آئینہ کے مقابل پر پڑتا ہے تو یوں دکھائی دیتا ہے کہ وہ اس پانی یا آئینہ کے اندر ہے لیکن دراصل وہ اس پانی یا آئینہ کے اندر نہیں ہے بلکہ پانی یا آئینہ نے اپنی کمال صفائی اور آب و تاب کی وجہ سے لوگوں کو یہ دکھلا دیا ہے کہ گویا وہ پانی یا آئینہ کے اندر ہے۔

غرض وحی الٰہی کے انوار اکمل اور اتم طور پر وہی نفس قبول کرتا ہے جو اکمل اور اتم طور پر تزکیہ حاصل کر لیتا ہے اور صرف الہام اور خواب کا پانا کسی خوبی اور کمال پر دلالت نہیں کرتا۔ جب تک کسی نفس کو بوجہ تزکیہ تام کے یہ انعکاسی حالت نصیب نہ ہو اور محبوب حقیقی کا چہرہ اس کے نفس میں نمودار نہ ہو جائے کیونکہ جس طرح فیض عام حضرت احدیّت نے ہر ایک کو بجز شاذ و نادر لوگوں کے جسمانی صورت میں آنکھ اور ناک اور کان اور قوت شامہ اور دوسری تمام قوتیں عطا فرمائی ہیں اور کسی قوم سے بخل نہیں کیا اسی طرح روحانی طور پر بھی اُس نے کسی زمانہ اور کسی قوم کے لوگوں کو روحانی قوتوں کی تخم ریزی سے محروم نہیں رکھا۔ اور جس طرح تم دیکھتے ہو کہ سورج کی روشنی ہر ایک جگہ پڑتی ہے اور کوئی لطیف یا کثیف جگہ اس سے باہر نہیں ہے۔ یہی قانون قدرت رُوحانی آفتاب کی روشنی کے متعلق ہے کہ نہ کثیف جگہ اُس روشنی سے محروم رہ سکتی ہے اور نہ لطیف جگہ ہاں مصفّٰی اور شفاف دلوں پر وہ نور عاشق ہے۔ جب وہ آفتاب رُوحانی مصفّٰی چیزوں پر اپنا نور ڈالتا ہے تو اپنا کل نور ان میں ظاہر کر دیتا ہے یہاں تک کہ اپنے چہرہ کی تصویر اُن میں کھینچ دیتا ہے جیسا کہ

تم دیکھتے ہو کہ ایک مصفا پانی یا مصفا آئینہ کے مقابل پر جب سورج آتا ہے تو اپنی تمام صورت اس میں ظاہر کر دیتا ہے یہاں تک کہ جیسا کہ آسمان پر سورج نظر آتا ہے ویسا ہی بغیر کسی فرق کے اس مصفا پانی یا آئینہ میں نظر آتا ہے۔

پس رُوحانی طور پر انسان کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی کمال نہیں کہ وہ اس قدر صفائی حاصل کرے کہ خدا تعالیٰ کی تصویر اس میں کھینچی جائے۔ اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً یعنی میں زمین پر اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔ یہ ظاہر ہے کہ تصویر ایک چیز کی اصل صورت کی خلیفہ ہوتی ہے یعنی جانشین۔ اور یہی وجہ ہے کہ جس جس موقعہ پر اصل صورت میں اعضا واقع ہوتے ہیں اور خط وخال ہوتے ہیں اُسی اُسی موقعہ پر تصویر میں بھی ہوتے ہیں۔ اور حدیث شریف اور نیز توریت میں بھی ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو اپنی صورت پر بنایا۔ پس صورت سے مراد یہی رُوحانی تشابہ ہے اور پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ جب مثلاً ایک نہایت صاف آئینہ پر آفتاب کی روشنی پڑتی ہے تو صرف اسی قدر نہیں ہوتا کہ آفتاب اسکے اندر دکھائی دیتا ہے بلکہ وہ شیشہ آفتاب کی صفات بھی ظاہر کرتا ہے اور وہ یہ کہ اس کی روشنی انعکاسی طور پر دوسرے پر بھی پڑ جاتی ہے۔ پس یہی حال روحانی آفتاب کی تصویر کا ہوتا ہے کہ جب ایک قلب صافی اُس سے ایک انعکاسی شکل قبول کر لیتا ہے تو آفتاب کی طرح اُسمیں سے بھی شعاعیں نکل کر دوسری چیزوں کو منور کرتی ہیں گویا تمام آفتاب اپنی پوری شوکت کے ساتھ اُس میں داخل ہو جاتا ہے۔

اور پھر اس جگہ ایک اور نکتہ قابل یادداشت ہے اور وہ یہ کہ تیسری قسم کے لوگ بھی جن کا خدا تعالیٰ سے کامل تعلق ہوتا ہے اور کامل اور مصفا الہام پاتے ہیں قبول فیوض الٰہیہ میں برابر نہیں ہوتے اور ان سب کا دائرۂ استعداد فطرت باہم برابر نہیں ہوتا بلکہ کسی کا دائرۂ استعداد فطرت کم درجہ پر وسعت رکھتا ہے اور کسی کا زیادہ وسیع

ہوتا ہے اور کسی کا بہت زیادہ اور کسی کا اس قدر جو خیال و گمان سے برتر ہے اور کسی کا
خدا تعالیٰ سے رابطۂ محبت قوی ہوتا ہے اور کسی کا اقویٰ۔ اور کسی کا اس قدر کہ دنیا
شناخت نہیں کر سکتی اور کوئی عقل اس کے انتہا تک نہیں پہنچ سکتی اور وہ اپنے محبوب
ازلی کی محبت میں اس قدر محو ہوتے ہیں کہ کوئی رگ و ریشہ انکی ہستی اور وجود کا باقی نہیں
رہتا اور یہ تمام مراتب لوگ بموجب آیت کُلٌّ فِی فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ اپنے دائرۂ استعداد
فطرت سے زیادہ ترقی نہیں کر سکتے۔ اور کوئی اُن میں سے اپنے دائرہ فطرت سے بڑھ کر
کوئی نور حاصل نہیں کر سکتا اور نہ کوئی گدلا ذرہ تصویر آفتاب نورانی کی اپنی فطرت کے دائرہ سے بڑھ
کر اپنے اندر لے سکتا ہے اور خدا تعالیٰ ہر ایک کی استعداد فطرت کے موافق اپنا چہرہ اس کو
دکھا دیتا ہے اور فطرتوں کی کمی بیشی کی وجہ سے وہ چہرہ کہیں چھوٹا ہو جاتا ہے اور کہیں بڑا
جیسے مثلاً ایک بڑا چہرہ ایک آرسی کے شیشہ میں نہایت چھوٹا معلوم ہوتا ہے لیکن وہی چہرہ ایک
بڑے شیشہ میں بڑا دکھائی دیتا ہے مگر شیشہ خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا چہرہ کے تمام اعضاء اور نقوش
دکھا دیتا ہے صرف یہ فرق ہے کہ چھوٹا شیشہ پورا مقدار چہرہ کا دکھلا نہیں سکتا۔ سو جس طرح چھوٹے
اور بڑے شیشہ میں یہ کمی بیشی پائی جاتی ہے اسی طرح خدا تعالیٰ کی ذات اگرچہ قدیم اور غیر متبدل
ہے مگر انسانی استعداد کے لحاظ سے اس میں تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں اور اس قدر فرق نمودار
ہو جاتے ہیں کہ گویا اظہار صفات کے لحاظ سے جو زید کا خدا ہے اس سے بڑھ کر وہ خدا ہے جو
بکر کا خدا ہے اور اس سے بڑھ کر وہ خالد کا خدا ہے مگر خدا تین نہیں خدا ایک ہی ہے صرف
تجلیات مختلفہ کی وجہ سے اس کی شانیں مختلف طور پر ظاہر ہوتی ہیں جیسا کہ موسیٰ اور عیسیٰ
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا ایک ہی ہے تین خدا نہیں مگر مختلف تجلیات کی رُو
سے اسی ایک خدا کی تین شانیں ظاہر ہو گئیں چونکہ موسیٰ کی ہمت صرف بنی اسرائیل اور
فرعون تک ہی محدود تھی اس لئے موسیٰ پر تجلی قدرت الٰہی اُسی حد تک محدود رہی اور اگر موسیٰ
کی نظر اس زمانہ اور آئندہ زمانوں کے تمام بنی آدم پر ہوتی تو توریت کی تعلیم بھی ایسی

محدود اور ناقص نہ ہوتی جو اب ہے۔

ایسا ہی حضرت عیسیٰ کی ہمت صرف یہود کے چند فرقوں تک محدود تھی جو ان کی نظر کے سامنے تھے اور دوسری قوموں اور آئندہ زمانہ کے ساتھ ان کی ہمدردی کا کچھ تعلق نہ تھا اس لئے قدرت الٰہی کی تجلی بھی اُن کے مذہب میں اُسی حد تک محدود رہی جسقدر ان کی ہمت تھی اور آئندہ الہام اور وحی الٰہی پر مہر لگ گئی اور چونکہ انجیل کی تعلیم بھی صرف یہود کی عملی اور اخلاقی خرابیوں کی اصلاح کے لئے تھی تمام دنیا کے مفاسد پر نظر نہ تھی اس لئے انجیل بھی عام اصلاح سے قاصر ہے بلکہ وہ صرف ان یہودیوں کی موجودہ بد اخلاق کی اصلاح کرتی ہے جو نظر کے سامنے تھے۔ اور جو دوسرے ممالک کے رہنے والے یا آئندہ زمانہ کے لوگ ہیں ان کے حالات سے انجیل کو کچھ سروکار نہیں اور اگر انجیل کو تمام فرقوں اور مختلف طبائع کی اصلاح مدنظر ہوتی تو اس کی یہ تعلیم نہ ہوتی جو اب موجود ہے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ ایک طرف تو انجیل کی تعلیم ہی ناقص تھی اور دوسری طرف خود عیسائیوں نے بڑا نقصان پہنچایا جو ایک عاجز انسان کو خواہ نخواہ خدا بنایا گیا اور کفارہ کا من گھڑت مسئلہ پیش کرکے عملی اصلاحوں کی کوششوں کا یک لخت دروازہ بند کر دیا گیا۔

اب عیسائی قوم دوگونہ بدقسمتی میں مبتلا ہے ایک تو ان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ وحی اور الہام مدد نہیں مل سکتی کیونکہ الہام پر جو مہر لگ گئی اور دوسری یہ کہ وہ عملی طور پر آگے قدم نہیں بڑھا سکتی کیونکہ کفارہ نے مجاہدات اور سعی اور کوشش سے روک دیا مگر جس کامل انسان پر قرآن شریف نازل ہوا اس کی نظر محدود نہ تھی اور اسکی عام غمخواری اور ہمدردی میں کچھ قصور نہ تھا بلکہ کیا باعتبار زمان اور کیا باعتبار مکان اس کے نفس کے اندر کامل ہمدردی موجود تھی۔ اس لئے قدرت کی تجلیات کا پورا اور کامل حصہ اس کو ملا اور وہ خاتم الانبیاء بنے۔ مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا۔

اور اس کی اُمت کے لئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا اور بجز اُس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کیلئے اُمتی ہونا لازمی ہے۔ اور اس کی ہمت اور ہمدردی نے اُمت کو ناقص حالت پر چھوڑنا نہیں چاہا* اور ان پر وحی کا دروازہ جو حصول معرفت کی اصل جڑھ ہے۔ بند رہنا گوارا نہیں کیا۔ ہاں اپنی ختم رسالت کا نشان قائم رکھنے کے لئے یہ چاہا کہ فیض وحی آپ کی پیروی کے وسیلہ سے ملے اور جو شخص اُمتی نہ ہو اس پر وحی الٰہی کا دروازہ بند ہو۔ سو خدا نے ان معنوں سے آپ کو خاتم الانبیاء ٹھیرایا۔ لہذا قیامت تک یہ بات قائم ہوئی کہ جو شخص سچی پیروی سے اپنا امتی ہونا ثابت نہ کرے اور آپ کی متابعت میں اپنا تمام وجود محو نہ کرے ایسا انسان قیامت تک نہ کوئی کامل وحی پا سکتا ہے اور نہ کامل ملہم ہو سکتا ہے کیونکہ مستقل نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی ہے مگر ظلی نبوت جس کے معنے ہیں کہ محض فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو اور تا یہ نشان دنیا سے مٹ نہ جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت نے قیامت تک یہی چاہا ہے کہ مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کے دروازے کھلے رہیں اور معرفت الٰہیہ جو مدار نجات ہے مفقود نہ ہو جائے۔

کسی حدیث صحیح سے اس بات کا پتہ نہیں ملے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آنیوالا ہے جو اُمتی نہیں یعنی آپ کی پیروی سے فیضیاب نہیں اور اسی جگہ

* حاشیہ۔ اس جگہ یہ سوال طبعاً ہو سکتا ہے کہ حضرت موسیٰ کی امت میں بہت سے نبی گذرے ہیں پس اس حالت میں موسیٰ کا افضل ہونا لازم آتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جس قدر نبی گذرے ہیں اُن سب کو خدا نے براہ راست چن لیا تھا حضرت موسیٰ کا اس میں کچھ بھی دخل نہیں تھا۔ لیکن اس اُمت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو اُمتی بھی ہے اور نبی بھی۔ اس کثرت فیضان کی کسی نبی میں نظیر نہیں مل سکتی۔ اسرائیلی نبیوں کو الگ کر کے باقی تمام لوگ اکثر موسوی اُمت میں ناقص پائے جاتے ہیں۔ رہے انبیاء سو ہم بیان کر چکے ہیں کہ اُنہوں نے حضرت موسیٰ سے کچھ نہیں پایا

بلکہ وہ براہ راست نبی کئے گئے۔ مگر اُمت محمدیہ میں ہزارہا لوگ محض پیروی کی وجہ سے ولی کئے گئے۔ منہ

سے اُن لوگوں کی غلطی ثابت ہوتی ہے جو خواہ نخواہ حضرت عیسےٰ کو دوبارہ دنیا میں لاتے ہیں اور
وہ حقیقت جو الیاس نبی کی دوبارہ آنے کی تھی جو خود حضرت عیسیٰ کے بیان سے کھل گئی ✤
اس سے کچھ عبرت نہیں پکڑتے بلکہ جس آنیوالے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ لگتا ہے اُس
کا اُنہیں حدیثوں میں یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی بھی ہوگا اور اُمتی بھی مگر کیا مریم کا بیٹا
اُمتی ہو سکتا ہے؟ کون ثابت کرے گا کہ اُس نے براہ راست نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی پیروی سے درجہ نبوت پایا تھا۔ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ۔ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ
أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ
اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ۔ اور ہزار کوشش کی جائے اور تاویلیں کی جائیں یہ بات بالکل غیر معقول
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آنیوالا ہے کہ جب لوگ نماز کیلئے مساجد کی
طرف دوڑیں گے تو وہ کلیسیا کی طرف بھاگے گا۔ اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ
انجیل کھول بیٹھے گا اور جب لوگ عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کریں گے تو وہ بیت
المقدس کی طرف متوجہ ہوگا اور شراب پئے گا اور سُور کا گوشت کھائیگا۔ اور اسلام کے حلال و
حرام کی کچھ پروا نہیں رکھے گا۔ کیا کوئی عقل تجویز کر سکتی ہے کہ اسلام کیلئے یہ مصیبت کا دن بھی
باقی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی بھی آئیگا کہ جو مستقل نبوت کی وجہ سے
آپ کی ختم نبوت کی مہر کو توڑ دے گا اور آپ کی فضیلت خاتم الانبیاء ہونے کی چھین لیگا۔

✤ حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آنے کا مسئلہ عیسائیوں نے محض اپنے فائدہ کے لئے گھڑا تھا کیونکہ ان کی پہلی
آمد میں ان کی خدائی کا کوئی نشان ظاہر نہ ہوا۔ ہر دفعہ مار کھاتے رہے۔ کمزوری دکھلاتے رہے۔ پس یہ
عقیدہ پیش کیا گیا کہ آمد ثانی میں وہ خدائی کا جلوہ دکھائیں گے اور پہلی کسریں نکالیں گے تا اس طرح پہلی
آمد کے حالات کی پردہ پوشی کی جائے مگر اب وہ زمانہ آتا جاتا ہے کہ خود عیسائی ایسے عقائد سے منحرف
ہوتے جاتے ہیں۔ میں یقین کرتا ہوں کہ جب انکی عقلیں ترقی کریں گی تو وہ بہت آسانی سے اس
عقیدہ کو چھوڑیں گے۔ اور جیسا کہ بچہ پورا طیار ہو کر پھر رحم میں نہیں رہ سکتا اسی طرح مشیمۂ حجاب
اور جہل سے باہر آجائیں گے۔ منہ

اور آپ کی پیروی سے نہیں بلکہ براہ راست مقام نبوت حاصل رکھتا ہوگا اور اسکی عملی حالتیں شریعت محمدیہ کے مخالف ہونگی اور قرآن شریف کی صریح مخالفت کرکے لوگوں کو فتنہ میں ڈالیگا اور اسلام کی ہتک عزت کا موجب ہوگا۔ یقیناً سمجھو کہ خدا ہرگز ایسا نہیں کرے گا۔ ✤ بیشک حدیثوں میں مسیح موعود کے ساتھ نبی کا نام موجود ہے مگر ساتھ اسکے اُمتی کا نام بھی تو موجود ہے اور اگر موجود بھی نہ ہوتا تو مفاسد مذکورہ بالا پر نظر کرکے ماننا پڑتا کہ ہرگز ایسا ہو نہیں سکتا کہ کوئی مُستقل نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آوے کیونکہ ایسے شخص کا آنا صریح طور پر ختم نبوت کے منافی ہے۔ اور یہ تاویل کہ پھر اس کو اُمتی بنایا جائیگا اور وہی نبی مسیح موعود کہلائیگا۔ یہ طریق عزت اسلام سے بہت بعید ہے جس حالت میں حدیثوں سے ثابت ہے کہ اسی اُمت میں سے یہود پیدا ہوں گے تو افسوس کی بات ہے کہ یہود تو پیدا ہوں اس اُمت میں سے اور مسیح باہر سے آوے کیا ایک خدا ترس کیلئے یہ ایک مشکل بات ہے کہ جیسا کہ اسکی عقل اس بات پر تسلی پکڑتی ہے کہ اس اُمت میں بعض لوگ ایسے پیدا ہوں گے جن کا نام یہود رکھا جائیگا ایسا ہی اسی اُمت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام عیسےٰ اور مسیح موعود رکھا جائیگا کیا ضرورت ہے کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اُتارا جائے اور اس کی مستقل نبوت کا جامہ اُتار کر اُمتی بنایا جائے۔ اگر کہو کہ یہ کارروائی بطور سزا کے ہوگی کیونکہ ان کی اُمت نے ان کو خدا بنایا تھا تو یہ جواب بھی بیہودہ ہے کیونکہ اس میں حضرت عیسیٰ کا کیا قصور ہے۔

✤ حاشیہ: یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ کا دوبارہ دنیا میں آنا اجماعی عقیدہ ہے یہ سراسر افترا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع صرف اس آیت پر ہوا تھا کہ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ۔ پھر بعد ان کے اُمت میں طرح طرح کے فرقے پیدا ہو گئے چنانچہ معتزلہ ابتک حضرت عیسیٰ کی وفات کے قائل ہیں اور بعض اکابر صوفیہ بھی ان کی موت کے قائل ہیں اور مسیح موعود کے ظہور سے پہلے اگر اُمت میں سے کسی نے یہ خیال بھی کیا کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں صرف اجتہادی خطا ہے جو اسرائیلی نبیوں سے بھی بعض پیشگوئیوں کے سمجھنے میں ہوتی رہی ہے۔ منہ

مَیں یہ باتیں کسی قیاس اور ظن سے نہیں کہتا بلکہ مَیں خدا تعالیٰ سے وحی پاکر کہتا ہوں۔ اور مَیں اُس کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ اُسی نے مجھے یہ اطلاع دی ہے۔ وقت میری گواہی دیتا ہے۔ خدا کے نشان میری گواہی دیتے ہیں۔

ماسوا اس کے جبکہ قرآن شریف سے قطعی طور پر حضرت عیسیٰ کا وفات پاجانا ثابت ہے تو پھر ان کے دوبارہ آنے کا خیال بدیہی البطلان ہے۔ کیونکہ جو شخص آسمان پر مع جسم عنصری زندہ موجود ہی نہیں وہ کیونکر زمین پر دوبارہ آسکتا ہے۔

اگر کہو کہ کن آیات قرآن شریف سے قطعی طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہوتی ہے تو مَیں نمونہ کے طور پر اس آیت کی طرف آپ لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں جو قرآن شریف میں ہے یعنی یہ کہ۔ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ الخ۔ اس جگہ اگر توفی کے معنی مع جسم عنصری آسمان پر اٹھانا تجویز کیا جائے تو یہ معنی تو بدیہی البطلان ہیں کیونکہ قرآن شریف کی انہی آیات سے ظاہر ہے کہ یہ سوال حضرت عیسیٰ سے قیامت کے دن ہوگا۔ پس اس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ موت سے پہلے اُس رفع جسمانی کی حالت میں ہی خدا تعالیٰ کے سامنے پیش ہو جائیں گے اور پھر کبھی نہیں مریں گے کیونکہ قیامت کے بعد موت نہیں اور ایسا خیال بداہت باطل ہے۔

علاوہ اس کے قیامت کے دن یہ جواب اُن کا کہ اُس روز سے کہ مَیں مع جسم عنصری آسمان پر اُٹھایا گیا مجھے معلوم نہیں کہ میرے بعد میری اُمت کا کیا حال ہؤا۔ یہ اس عقیدہ کی رو سے صریح دروغ بے فروغ ٹھیرتا ہے جبکہ یہ تجویز کیا جائے کہ قیامت سے پہلے دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ کیونکہ جو شخص دوبارہ دنیا میں آئے اور اپنی اُمت کی مشرکانہ حالت کو دیکھ لے بلکہ اُن سے لڑائیاں کرے اور انکی صلیب توڑے اور اُن کے خنزیر کو قتل کرے وہ کیونکر قیامت کے روز کہہ سکتا ہے کہ مجھے اپنی اُمت کی کچھ بھی خبر نہیں۔

اور خود یہ دعویٰ کہ توفی کا لفظ جب حضرت عیسیٰ کی نسبت قرآن شریف میں آتا ہے۔

تو اس کے یہی معنے ہوتے ہیں کہ مع جسم آسمان پر اُٹھائے جانا۔ مگر دوسروں کے لئے یہ معنی نہیں ہوتے یہ دعویٰ بھی عجیب دعویٰ ہے گویا تمام دنیا کے لئے تو توفّی کے لفظ کے یہ معنی ہیں کہ قبض رُوح کرنا نہ قبض جسم۔ مگر حضرت عیسٰی کے لئے خاص طور پر یہ معنی ہیں کہ مع جسم آسمان پر اُٹھا لینا۔ یہ معنی خوب ہیں جن سے ہمارے سیّد و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حصّہ نہیں ملا۔ اور تمام مخلوقات میں سے حضرت عیسٰے کیلئے ہی یہ معنی مخصوص ہیں اور اس بات پر زور دینا کہ اس بات پر اتفاق ہو چکا ہے کہ حضرت عیسٰے دوبارہ دنیا میں آئیں گے یہ عجیب افترا ہے جو سمجھ نہیں آتا۔ اگر اتفاق سے مراد صحابہ کا اتفاق ہے تو یہ اُن پر تہمت ہے ان کی تو بلا کو بھی اس مستحدث عقیدہ کی خبر نہیں تھی کہ حضرت عیسٰی دوبارہ دنیا میں آجائیں گے اور اگر ان کا یہ عقیدہ ہوتا تو اس آیت کے مضمون پر رد و کد کیوں اتفاق کیا جاتا۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ ۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک انسان رسول تھے خدا تو نہیں تھے اور ان سے پہلے سب رسول دنیا سے گذر گئے ہیں۔ پس اگر حضرت عیسٰی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک دنیا سے نہیں گذرے تھے اور اُن کو اُس وقت تک ملک الموت چھو نہیں گیا تھا۔ تو اس آیت کے سننے کے بعد کیونکر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس عقیدہ سے رجوع کر لیا کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ ہر ایک کو معلوم ہے۔ کہ یہ آیت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس دن تمام صحابہ کو مسجد نبوی میں پڑھ کر سنائی تھی جس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تھی اور وہ پیر کا دن تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابھی دفن نہیں کئے گئے تھے اور عائشہ صدیقہ رضی کے گھر میں آپ کی میت مطہر تھی کہ شدت درد فراق کی وجہ سے بعض صحابہ کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت میں فوت نہیں ہوئے بلکہ غائب ہو گئے ہیں اور پھر دنیا میں آئینگے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس فتنہ کو خطرناک سمجھ کر اسی وقت تمام صحابہ کو جمع کیا اور

اتفاق حسنہ سے اُس دن کل صحابہ رضی اللہ عنہم مدینہ میں موجود تھے تب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور فرمایا کہ میں نے سُنا ہے کہ بعض ہمارے دوست ایسا ایسا خیال کرتے ہیں مگر سچ بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں اور ہمارے لئے یہ کوئی خاص حادثہ نہیں ہے۔ اس سے پہلے کوئی نبی نہیں گذرا جو فوت نہیں ہؤا۔ پھر حضرت ابوبکر نے یہ آیت پڑھی۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف انسان رسول تھے خدا تو نہیں تھے ✤ سو جیسے پہلے اس سے سب رسول فوت ہو چکے ہیں آپ بھی فوت ہو گئے۔

تب اس آیت کو سُن کر تمام صحابہ چشم پُر آب ہو گئے اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ اور آیت نے اُن کے دلوں میں ایسی تاثیر کی کہ گویا اسی روز نازل ہوئی تھی۔ چنانچہ بعد اس کے **حسّان بن ثابت** نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ مرثیہ بنایا۔

کُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِیْ　　فَعَمِیَ عَلَیْکَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَکَ فَلْیَمُتْ　　فَعَلَیْکَ کُنْتُ اُحَاذِرُ

یعنی تو میری آنکھوں کی پتلی تھا۔ میں تو تیری موت سے اندھا ہو گیا۔ اب بعد اس کے جو چاہے مرے مجھے تو تیرے ہی مرنے کا خوف تھا۔ اس شعر میں حسان بن ثابت نے تمام نبیوں کی موت کی طرف اشارہ کیا ہے گویا وہ کہتا ہے کہ ہمیں اسکی کیا پرواہ ہے کہ موسیٰ مر گیا ہو یا عیسیٰ مر گیا ہو ہمارا ماتم تو اس نبی محبوب کے لئے ہے جو آج ہم سے علیحدہ ہو گیا اور آج ہماری آنکھوں سے پوشیدہ ہو گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہ اس غلط عقیدہ میں بھی مبتلا تھے کہ گویا حضرت عیسےٰ دوبارہ دنیا میں آئیں گے مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آیت قد خلت من قبلہ الرسل پیش کر کے یہ غلطی دُور کر دی اور اسلام میں یہ پہلا اجماع تھا کہ سب نبی فوت ہو چکے ہیں۔

✤ جو شخص حضرت عیسےٰ کو آیت قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ سے باہر رکھتا ہے اسکو اقرار کرنا پڑیگا کہ عیسیٰ انسان نہیں ہے اور نیز ظاہر ہے کہ اس صورت میں حضرت ابوبکر رضہ کا اس آیت سے استدلال صحیح نہیں ٹھیرتا کیونکہ جبکہ حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ مع جسم عنصری موجود ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تو اس آیت سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو کونسی تسلی ہو سکتی تھی۔ منہ

غرض اس مرثیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض کم تدبر کرنے والے صحابی جن کی درایت اچھی نہیں تھی (جیسے ابو ہریرہ) وہ اپنی غلط فہمی سے عیسیٰ موعود کے آنے کی پیشگوئی پر نظر ڈال کر یہ خیال کرتے تھے کہ حضرت عیسیٰ ہی آجائیں گے جیسا کہ ابتدا میں ابوہریرہ کو بھی یہی دھوکا لگا ہوا تھا۔ اور اکثر باتوں میں ابوہریرہ بوجہ اپنی سادگی اور کمی درایت کے ایسے دھوکوں میں پڑ جایا کرتا تھا۔ چنانچہ ایک صحابی کے آگ میں پڑنے کی پیش گوئی میں بھی اس کو یہی دھوکہ لگا تھا اور آیت وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ کے ایسے اُلٹے معنی کرتا تھا جس سے سننے والے کو ہنسی آتی تھی کیونکہ وہ اس آیت سے یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ حضرت عیسیٰ کی موت سے پہلے سب اس پر ایمان لے آئیں گے۔ حالانکہ دوسری قرأت اس آیت میں بجائے قَبْلَ مَوْتِهٖ کے قَبْلَ مَوْتِهِمْ موجود ہے اور یہ عقیدہ کھلے طور پر قرآن شریف کے مخالف ہے کہ کوئی زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ سب لوگ حضرت عیسیٰ کو قبول کرلیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے:۔ يٰعِيْسٰۤى إِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ یعنی اے عیسیٰ میں تجھے موت دوں گا اور پھر موت کے بعد مومنوں کی طرح اپنی طرف تجھے اُٹھاؤں گا اور پھر تمام تہمتوں سے تجھے بری کروں گا اور پھر قیامت تک تیرے متبعین کو تیرے مخالفوں پر غالب رکھوں گا۔ اب ظاہر ہے کہ اگر قیامت سے پہلے تمام لوگ حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آئیں گے تو پھر وہ کون سے مخالف ہیں جو قیامت تک رہیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک اور مقام میں فرماتا ہے:۔ وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ یعنی یہود اور نصاریٰ میں قیامت تک عداوت رہیگی۔ پس ظاہر ہے کہ اگر تمام یہود قیامت سے پہلے ہی حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آویں گے تو قیامت تک عداوت رکھنے والا کون رہے گا۔

ماسوا اس کے ایسا خیال کہ تمام یہودی حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آئینگے اس طور سے

بھی بیہودہ اور خلاف عقل ہے کہ یہ اعتقاد واقعات کے برخلاف ہے کیونکہ حضرت عیسٰی
کے زمانہ کو قریباً دو ہزار برس گذرتا ہے اور کسی پر یہ امر پوشیدہ نہیں کہ اس عرصہ میں کروڑہا
یہودی حضرت عیسٰے سے منکر اور ان کو گالیاں دینے والے اور کافر ٹھیرانے والے دُنیا
سے گذر گئے ہیں۔ پھر یہ قول کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ ہر ایک یہودی ان پر ایمان
لے آئیگا۔ اس دو ہزار برس کی ذرا میزان تو لگاؤ کہ کس قدر یہودی بے ایمانی کی حالت
میں مر گئے کیا اُن کی نسبت رضی اللہ عنہم کہہ سکتے ہیں۔

غرض تمام صحابہ کا اجماع حضرت عیسٰی کی موت پر تھا بلکہ تمام انبیاء کی موت پر
اجماع ہو گیا تھا اور یہی پہلا **اجماع** تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد
ہوا۔ اسی اجماع کی وجہ سے تمام صحابہ حضرت عیسٰے کی موت کے قائل تھے اور اسی وجہ
سے حسان بن ثابت نے مذکورہ بالا مرثیہ بنایا تھا جس کا ترجمہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں
یہ ہے۔ کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تُو تو میری آنکھوں کی پتلی تھا میں تو تیرے مرنے سے اندھا
ہو گیا۔ اَب تیرے بعد جو شخص چاہے مرے عیسٰی ہو یا موسٰی مجھے تو تیرے ہی مرنیکا خوف تھا۔
اور درحقیقت صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق تھے اور انکو کسی طرح
یہ بات گوارا نہ تھی کہ عیسٰی جس کا وجود شرک عظیم کی جڑھ قرار دیا گیا ہے زندہ ہو اور آپ فوت ہو جائیں پس
اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت انکو یہ معلوم ہوتا کہ حضرت عیسٰے آسمان پر مع جسم عنصری زندہ
بیٹھے ہیں اور انکا برگزیدہ نبی فوت ہو گیا تو وہ مارے غم کے مرجاتے کیونکہ انکو ہرگز اس بات کی برداشت
نہ تھی کہ کوئی اور نبی زندہ اور انکا پیارا نبی قبر میں داخل ہو جائے اللھم صل علی محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔

اور خدا تعالیٰ کے اس کلام سے کہ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ یہ معنی نکالنا کہ حضرت عیسٰی
مع جسم عنصری دوسرے آسمان پر حضرت یحیٰی کے پاس جا بیٹھے کس قدر نافہمی اور نادانی
ہے کیا خدائے عزّ و جلّ دوسرے آسمان پر بیٹھا ہوا ہے۔ اور کیا قرآن میں رَفَعَ اِلَى اللّٰهِ
کے معنی کسی اور محل میں بھی یہ آئے ہیں کہ آسمان پر جسم عنصری اُٹھا لینا اور کیا

قرآن شریف میں اس کی کوئی نظیر ہے کہ جسم عنصری بھی آسمان کی طرف اُٹھایا جاتا ہے۔
اور اس آیت کے مشابہ دوسری آیت بھی قرآن شریف میں موجود ہے اور وہ یہ کہ:-
یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ۔ پس کیا اس کے معنی یہ
ہیں کہ اے نفس مطمئنہ مع جسم عنصری دوسرے آسمان پر چلا جا! اور خدا تعالیٰ قرآن شریف
میں بلعم باعور کی نسبت فرماتا ہے کہ ہم نے اپنی طرف اس کا رفع چاہا مگر وہ زمین کی طرف
جھک گیا۔ کیا اس آیت کے بھی یہی معنے ہیں کہ خدا تعالیٰ بلعم باعور کو مع جسم عنصری آسمان
پر اُٹھانا چاہتا تھا مگر بلعم نے زمین پر رہنا ہی پسند کیا۔ افسوس کس قدر قرآن شریف کی
تحریف کی جاتی ہے۔ یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ
موجود ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر اُٹھائے گئے ہیں مگر ہر ایک عقلمند
سمجھ سکتا ہے کہ کسی شخص کا نہ مقتول ہونا نہ مصلوب ہونا اس بات کو مستلزم نہیں کہ وہ مع
جسم عنصری آسمان پر اُٹھایا گیا ہو اگلی آیت میں یہ صریح لفظ موجود ہیں کہ لٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ
یعنی یہودی قتل کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے۔ مگر ان کو شبہ میں ڈالا گیا کہ ہم نے قتل کر دیا
ہے۔ پس شبہ میں ڈالنے کے لئے اس بات کی کیا ضرورت تھی کہ کسی اور مومن کو مصلوب کر کے
لعنتی بنایا جائے ✠ یا خود یہودیوں میں سے کسی کو حضرت عیسیٰ کی شکل بنا کر صلیب پر چڑھایا
جائے۔ کیونکہ اس صورت میں ایسا شخص اپنے تئیں حضرت عیسیٰ کا دشمن ظاہر کر کے اور اپنے اہل و عیال
کے پتے اور نشان دیکر ایک دم میں مخلصی حاصل کر سکتا تھا اور کہہ سکتا تھا کہ عیسیٰ نے جادو سے مجھے اپنی
شکل پر بنا دیا ہے یہ کس قدر مجنونانہ توہمات ہیں کیوں لٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ کے معنی یہ نہیں کرتے
کہ حضرت عیسیٰ صلیب پر فوت نہیں ہوئے مگر غشی کی حالت ان پر طاری ہو گئی تھی۔ بعد

حاشیہ

✠ یہ عجیب بات ہے کہ اسلام کے ائمہ تعبیر جہاں حضرت عیسیٰ کی رؤیت کی تعبیر کرتے ہیں وہاں یہ لکھتے ہیں کہ جو
شخص حضرت عیسیٰ کو خواب میں دیکھے وہ کسی بلا سے نجات پا کر کسی اور ملک کی طرف چلا جائیگا اور ایک
زمین سے دوسری زمین کی طرف ہجرت کریگا۔ یہ نہیں لکھتے کہ وہ آسمان پر چڑھ جائیگا۔ دیکھو کتاب تعطیر الانام
اور دوسرے ائمہ کی کتابیں۔ پس عقلمند پر حقیقت ظاہر ہونے کیلئے یہ بھی ایک پہلو ہے۔ منہ

ہیں دو تین روز تک ہوش میں آ گئے اور مرہم عیسٰی کے استعمال سے (جو آج تک صدہا طبّی کتابوں میں موجود ہے جو حضرت عیسٰے کیلئے بنائی گئی تھی) ان کے زخم بھی اچھے ہو گئے۔

پھر ایک اور بد قسمتی ہے کہ وہ ان آیتوں کے شان نزول کو نہیں دیکھتے قرآن شریف یہود و نصاریٰ کے اختلافات کو دُور کرنے کیلئے بطور حکم کے تھا تا ان کے اختلافات کا فیصلہ کرے اور اُس کا فرض تھا کہ ان کے متنازعہ فیہ امور کا فیصلہ کرتا پس منجملہ متنازعہ فیہ امور کے ایک یہ امر بھی متنازعہ فیہ تھا کہ یہود کہتے تھے کہ ہماری توریت میں لکھا ہے کہ جو کاٹھ پر لٹکایا جاوے وہ لعنتی ہوتا ہے۔ اس کی روح مرنے کے بعد خدا کی طرف نہیں جاتی پس چونکہ حضرت عیسٰے صلیب پر مر گئے اس لئے وہ خدا کی طرف نہیں گئے اور آسمان کے دروازے ان کے لئے نہیں کھولے گئے۔ اور عیسائیوں نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے وقت میں عیسائی تھے اپنا یہ عقیدہ مشہور کیا تھا چنانچہ آجتک وہی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسٰے صلیب پر جان دیکر لعنتی تو بن گئے مگر یہ لعنت اَوروں کو نجات دینے کے لئے اُنہوں نے خود اپنے سر پر لے لی تھی اور آخر وہ نہ جسم عنصری کے ساتھ بلکہ ایک نئے اور ایک جلالی جسم کے ساتھ جو خون اور گوشت اور ہڈی اور زوال پذیر ہونیوالے مادّہ سے پاک تھا۔ خدا کی طرف اُٹھائے گئے✤ خدا تعالٰے نے قرآن شریف میں ان دونوں متخاصمین کی نسبت یہ فیصلہ دیا کہ یہ بات بالکل خلاف واقعہ ہے کہ عیسٰی کی صلیب پر جان نکلی یا وہ قتل ہوا تا اس سے یہ نتیجہ نکالا جائے کہ وہ بموجب حکم توریت لعنتی ہے بلکہ وہ صلیبی موت سے بچایا گیا اور مومنوں کی طرح اُس کا خدا کی طرف رفع ہوا اور جیسا کہ ہر ایک مومن ایک جلالی جسم خدا سے پاکر خدائے عزّوجل کی طرف اُٹھایا جاتا ہے وہ بھی اُٹھائے گئے۔ اور ان نبیوں میں جا ملے جو اُن سے پہلے گذر چکے تھے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے اس بیان سے سمجھا جاتا ہے کہ جو آپ نے معراج سے واپس آکر بیان فرمایا کہ جیسے اور نبیوں کے مقدس اجسام دیکھے ویسا ہی حضرت عیسٰی کو بھی اُنہیں کے رنگ میں پایا اور اُن کے ساتھ پایا۔ کوئی نرالا

✤ اگر آیت بل رفعه الله الیه کے یہ معنی ہیں کہ حضرت عیسٰے مع جسم عنصری آسمان پر اُٹھائے گئے تو ہمیں کوئی دکھلاوے کہ قرآن شریف میں وہ آیت کہاں ہے جو امر متنازعہ فیہ کا فیصلہ کرتی ہے یعنی جس میں یہ لکھا ہے کہ حضرت عیسٰی کا بعد موت مومنوں کی طرح خدا کی طرف رفع ہوگا اور وہ مرنیکے بعد یحییٰ وغیرہ انبیاء کے ساتھ جا ملیں گے۔ کیا نعوذ باللہ خدا کو یہ دھوکہ لگا کہ یہود کی طرف سے انکار تو تھا انکی رفع روحانی کا جو مومن کا بعد موت ہوتا ہے اور خدا نے کچھ اور سمجھ لیا نعوذ باللہ من هذا الافتراء على الله سبحان الله تبارك وتعالى۔ منه

جسم نہیں دیکھا۔

پس یہ مسئلہ کیسا صاف اور صریح تھا کہ یہودیوں کا انکار محض رفع روحانی سے تھا کیونکہ وہی رفع ہے جو لعنت کے مفہوم کے برخلاف ہے مگر مسلمانوں نے محض اپنی ناواقفیت کی وجہ سے رفع رُوحانی کو رفع جسمانی بنا دیا یہودیوں کا ہرگز یہ اعتقاد نہیں کہ جو شخص مع جسم عنصری آسمان پر نہ جائے وہ مومن نہیں بلکہ وہ تو آجتک اسی بات پر زور دیتے ہیں کہ جس کا رفع روحانی نہ ہو اور اس کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں وہ مومن نہیں ہوتا جیسا کہ قرآن شریف بھی فرماتا ہے لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ یعنی کافروں کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے۔ مگر مومنوں کے لئے فرماتا ہے۔ مُفَتَّحَةً لَّهُمُ الْأَبْوَابُ۔ یعنی مومنوں کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے۔ پس یہودیوں کا یہی جھگڑا تھا کہ نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کافر ہیں اس لئے خدا تعالیٰ کی طرف اُن کا رفع نہیں ہوا۔ یہودی اب تک زندہ ہیں مر تو نہیں گئے۔ ان کو پوچھ کر دیکھ لو کہ جو صلیب پر لٹکایا گیا اس کا یہ نتیجہ ہے کہ وہ مع جسم عنصری آسمان پر نہیں جاتا اور اس کے جسم کا خدا تعالیٰ کی طرف رفع نہیں ہوتا۔ جہالت بھی ایک عجیب بلا ہے۔ مسلمانوں نے اپنی نافہمی سے کہاں کی بات کہاں تک پہنچادی اور ایک فوت شدہ انسان کے دوبارہ آنے کے منتظر ہو گئے حالانکہ حدیثوں میں حضرت عیسیٰ کی عمر ایک سو بیس برس مقرر ہو چکی ہے۔ کیا وہ ایک سو بیس برس اب تک نہیں گذرے۔

ایسا ہی اُنہوں نے اپنی نافہمی سے قرآن شریف اور احادیث میں تناقض پیدا کر دیا کیونکہ قرآن شریف اس شخص کو جس کا نام حدیثوں میں دجّال ہے شیطان قرار دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ شیطان کی طرف سے حکایت کر کے فرماتا ہے قَالَ أَنْظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ قَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ۔ یعنی شیطان نے جناب الٰہی میں عرض کی کہ میں اس وقت تک ہلاک نہ کیا جاؤں جب تک کہ وہ مردے جن کے دل مر گئے ہیں دوبارہ زندہ ہوں۔ خدا نے

کہا کہ میں نے تجھے اُسوقت تک مہلت دی۔ سو وہ دجّال جس کا حدیثوں میں ذکر ہے وہ شیطان ہی ہے جو آخر زمانہ میں قتل کیا جائے گا۔ جیسا کہ دانیال نے بھی یہی لکھا ہے اور بعض حدیثیں بھی یہی کہتی ہیں۔ اور چونکہ مظہر اتم شیطان کا نصرانیت ہے اس لئے سورہ فاتحہ میں دجّال کا تو کہیں ذکر نہیں مگر نصاریٰ کے شر سے خدا تعالیٰ کی پناہ مانگنے کا حکم ہے۔ اگر دجّال کوئی الگ مفسد ہوتا تو قرآن شریف میں بجائے اس کے کہ خدا تعالیٰ یہ فرماتا وَلَا الضَّآلِّیْنَ یہ فرمانا چاہیئے تھا کہ وَلَا الدَّجَّال۔ اور آیت اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ سے مراد جسمانی بعث نہیں کیونکہ شیطان صرف اس وقت تک زندہ ہے جبتک کہ بنی آدم زندہ ہیں۔ ہاں شیطان اپنے طور سے کوئی کام نہیں کرتا بلکہ بذریعہ اپنے مظاہر کے کرتا ہے سو وہ مظاہر یہی انسان کہ خدا بنانیوالے ہیں اور چونکہ وہ گروہ ہے اس لئے اُس کا نام دجّال رکھا گیا ہے۔ کیونکہ عربی زبان میں دجّال گروہ کو بھی کہتے ہیں۔ اور اگر دجّال کو نصرانیت کے گمراہ واعظوں سے الگ سمجھا جائے تو ایک محذور لازم آتا ہے وہ یہ کہ جن حدیثوں سے یہ پتہ لگتا ہے کہ آخری دنوں میں دجال تمام زمین پر محیط ہو جائے گا انہیں حدیثوں سے یہ پتہ بھی لگتا ہے کہ آخری دنوں میں کلیسیا کی طاقت تمام مذاہب پر غالب آجائیگی۔ پس یہ تناقض بجز اس کے کیونکر دُور ہو سکتا ہے کہ یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں۔

علاوہ اس کے خدا تعالیٰ جو عالم الغیب ہے نصرانیت کے فتنہ کی نسبت قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ قریب ہے کہ اس سے آسمان پھٹ جائیں اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں مگر دجّال جو بقول ہمارے مخالفوں کے بڑے زور و شور سے خدائی کا دعوےٰ کرے گا اور دنیا کے تمام فتنوں سے اس کا فتنہ بڑا ہوگا۔ اس کی نسبت قرآن شریف میں اتنا بھی ذکر نہیں کہ اس کے فتنہ سے ایک چھوٹا پہاڑ بھی پھٹ سکتا ہے۔ تعجب ہے کہ قرآن شریف تو عیسائیت کے فتنہ کو سب سے بڑا ٹھیرادے اور ہمارے مخالف کسی اور دجّال کیلئے شور مچادیں۔

اور حضرات عیسائیوں کی غلطی کو بھی دیکھو کہ ایک طرف تو حضرت عیسیٰ کو خدا بنا دیا اور دوسری طرف اس کے ملعون ہونیکا بھی اعتقاد ہے حالانکہ تمام اہل لغت کے اتفاق سے

لعنت ایک رُوحانی امر ہے اور ملعون راندہ درگاہ الٰہی کو کہتے ہیں یعنی جس کا خدا کی طرف رفع نہ ہو اور جس کے دل کا کوئی تعلق محبت اور اطاعت کا خدا سے باقی نہ رہے اور خدا اُس سے بیزار ہو جائے اور وہ خدا سے بیزار ہو جائے اسی لئے شیطان کا نام لعین ہے۔ پس کیا کوئی عقلمند تجویز کر سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کے دل کا تعلق خدا تعالیٰ سے بالکل ٹوٹ گیا تھا اور خدا تعالیٰ اُن سے بیزار ہو گیا تھا۔ اور عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو حضرات عیسائیان انجیلوں کے حوالہ سے یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کے اس واقعہ کو یونسؑ کے واقعہ اور اسحاقؑ کے واقعہ سے مشابہت تھی اور پھر آپ ہی اس مشابہت کے برخلاف عقیدہ رکھتے ہیں کیا وہ ہمیں بتلا سکتے ہیں کہ یونس نبی مچھلی کے پیٹ میں مردہ ہونے کی حالت میں داخل ہوا تھا۔ اور مردہ ہونے کی حالت میں اس کے اندر دو یا تین دن تک رہا۔ پس یونسؑ سے یسوع کی مشابہت کیا ہوئی۔ زندہ کو مردہ سے کیا مشابہت؟ اور کیا حضرات عیسائیان ہمیں بتلا سکتے ہیں کہ اسحاق حقیقت میں ذبح ہو کر پھر زندہ کیا گیا تھا اور اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر یسوع کے واقعہ کو اسحاق کے واقعہ سے کیا مشابہت۔

پھر یسوع مسیح انجیل میں کہتا ہے کہ اگر تم میں رائی کے دانہ جتنا بھی ایمان ہو تو تم اگر پہاڑ کو یہ کہو کہ یہاں سے وہاں چلا جا تو ایسا ہی ہو گا مگر یسوع کی تمام دعا جو اپنی جان بچانے کے لئے کی گئی تھی بیکار گئی۔ اب دیکھو کہ انجیل کی رُو سے یسوع کے ایمان کا کیا حال ہے یہ ہرگز درست نہیں ہے کہ یسوع کی یہ دعا تھی کہ مَیں صلیب پر مر جاؤں مگر گھبراہٹ نہ ہو۔ کیا باغ والی دعا صرف گھبراہٹ دُور کرنے کیلئے تھی؟ اگر یہی بات تھی تو صلیب پر لٹکائے جانے کے وقت کیوں کہا تھا کہ ایلی ایلی لما سبقتنی کیا یہ فقرہ دلالت کرتا ہے کہ اس وقت گھبراہٹ دُور ہو چکی تھی بناوٹ کی بات کہاں تک چل سکتی ہے۔ یسوع کی دعا میں صاف یہ لفظ ہیں کہ یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے سو خدا نے وہ پیالہ ٹال دیا اور ایسے اسباب پیدا کر دیئے کہ جو جان بچ جانے کے لئے کافی تھے جیسے یہ امر کہ یسوع مسیح معمول کے مطابق چھ سات دن صلیب

پر نہیں رکھا گیا بلکہ اُسی وقت اُتار لیا گیا اور جیسے کہ یہ امر کہ اسکی ہڈیاں نہیں توڑی گئیں جس طرح کہ اور لوگوں کی ہمیشہ توڑی جاتی تھیں۔ اور یہ خلاف قیاس امر ہے کہ اس قدر خفیف سی تکلیف سے جان نکل جائے۔

ہمارے مخالفوں کا یہ اعتقاد کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب سے محفوظ رہکر آسمان پر مع جسم عنصری چڑھ گئے۔ یہ ایسا اعتقاد ہے جس سے قرآن شریف سخت اعتراض کا نشانہ ٹھیراتا ہے کیونکہ قرآن شریف ہر ایک جگہ عیسائیوں کے ایسے دعاوی کو جن سے حضرت عیسیٰ کی خدائی ثابت کی جاتی ہے ردّ کرتا ہے جیسا کہ قرآن شریف نے حضرت عیسیٰ کا بغیر باپ پیدا ہونا (جس سے انکی خدائی پر دلیل پیش کی جاتی تھی) یہ کہہ کر ردّ کیا کہ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ پھر اگر حضرت عیسےٰ درحقیقت مع جسم عنصری آسمان پر چڑھ گئے تھے اور پھر نازل ہونیوالے ہیں تو یہ تو ان کی ایسی خصوصیت تھی کہ بے باپ ہونے سے زیادہ دھوکہ میں ڈالتی تھی۔ پس جواب دو کہ کہاں قرآن شریف نے اسکی کوئی نظیر پیش کرکے اس کو ردّ کیا ہے کیا خدا تعالےٰ اس خصوصیت کے توڑنے سے عاجز رہا۔

پھر ہم بیان سابق کی طرف رجوع کرکے کہتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا جس بات پر اجماعی طور سے عقیدہ تھا وہ یہی بات تھی کہ تمام انبیاء علیہم السلام فوت ہو چکے ہیں اور کوئی زندہ نہیں اسی عقیدہ پر تمام صحابہ فوت ہوئے اور یہ عقیدہ قرآن شریف کی نص صریح کے مطابق تھا۔

پھر بعد صحابہ کے یہ دعوےٰ کرنا کہ کسی وقت اس اُمت کا اس بات پر اجماع ہوا تھا٭ کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر مع جسم عنصری زندہ موجود ہیں اس سے زیادہ کوئی جھوٹ نہیں ہوگا۔ اور ایسے شخص پر امام احمد حنبل صاحب کا یہ قول صادق آتا ہے کہ جو شخص بعد صحابہ کے کسی مسئلہ میں اجماع کا دعوےٰ کرے وہ کذّاب ہے۔

٭ یاد رہے کہ یہ بات بھی کسی آیت قطعیۃ الدلالت یا حدیث صحیح مرفوع متصل سے ثابت نہیں کہ حضرت عیسیٰ درحقیقت مع جسم عنصری آسمان پر اُٹھائے گئے تھے پس جبکہ اُٹھایا جانا ثابت نہیں اُسکی دوبارہ آمد کی توقع رکھنا محض طمع خام ہے۔ اول حضرت عیسےٰ کا آسمان پر جانا کسی آیت قطعیۃ الدلالت یا حدیث صحیح مرفوع متصل سے ثابت کرو ورنہ بے اصل مخالفت تقویٰ سے بعید ہے۔ منہ

بلکہ اصل بات یہ ہے کہ قرون ثلاثہ کے بعد اُمت مرحومہ تہتر فرقوں پر منقسم ہو گئی اور صدہا مختلف قسم کے عقائد ایک دوسرے کے مخالف انمیں پھیل گئے۔ یہاں تک کہ یہ عقاید کہ مہدی ظاہر ہوگا اور مسیح آئیگا ان میں بھی ایک بات پر متفق نہ رہے چنانچہ شیعوں کا مہدی تو ایک غار میں پوشیدہ ہے جسکے پاس اصل قرآن شریف ہے وہ اسوقت ظاہر ہوگا جبکہ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی نئے سرے زندہ کئے جاویں گے اور وہ اُن سے غضب خلافت کا انتقام لیگا۔ اور سنیوں کا مہدی بھی بقول انکے قطعی طور پر کسی خاص خاندان میں سے پیدا ہونیوالا نہیں۔ اور نہ قطعی طور پر عیسیٰ کے زمانہ میں ظاہر ہونیوالا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ بنی فاطمہ میں سے پیدا ہوگا۔ اور بعض کا قول ہے کہ بنی عباس میں سے ہوگا۔ اور بعض کا بموجب ایک حدیث کے یہ خیال ہے کہ اُمت میں سے ایک آدمی ہے۔ پھر بعض کہتے ہیں کہ مہدی کا آنا وسط زمانہ میں ضرور ہے اور مسیح موعود بعد اس کے آئیگا اور اس پر احادیث پیش کرتے ہیں اور بعض کا یہ قول ہے کہ مسیح اور مہدی دو جُدا جُدا آدمی نہیں بلکہ وہی مسیح مہدی ہے اور اس قول پر لا مھدی الا عیسٰی کی حدیث پیش کرتے ہیں۔ پھر دجّال کی نسبت بعض کا خیال ہے کہ ابن صیاد ہی دجّال٭ ہے اور وہ مخفی ہے اخیر زمانہ میں ظاہر ہوگا حالانکہ وہ بیچارہ مسلمان ہو چکا اور اسکی موت اسلام پر ہوئی اور مسلمانوں نے اُس کا جنازہ پڑھا۔ اور بعض کا قول ہے کہ دجال کلیسیا میں قید ہے یعنی کسی گرجا میں محبوس ہے اور آخر اسی میں سے نکلیگا۔ یہ آخری قول تو صحیح تھا مگر افسوس کہ اسکے معنی باوجود واضح ہونیکے بگاڑ دیئے گئے۔ اسمیں کیا شک ہے کہ دجّال جس سے مراد عیسائیت کا بھوت ہے ایک مدت تک گرجا میں قید رہا ہے اور اپنے دجالی تصرفات سے روکا رہا ہے مگر اب آخری زمانہ میں اس نے قید سے پوری رہائی پائی ہے اور اُسکی مشکیں کھولی گئی ہیں تا جو جو حملے کرنا اسکی تقدیر میں ہے کر گذرے۔ اور بعض کا خیال ہے کہ دجال نوع انسان میں سے نہیں بلکہ شیطان کا نام ہے٭٭ اور بعض حضرت عیسٰی کی نسبت خیال رکھتے ہیں کہ وہ زندہ آسمان پر موجود ہے اور بعض فرقے مسلمانوں کے جنہیں معتزلہ کہتے ہیں حضرت عیسٰے کی موت کے قائل ہیں۔ اور بعض صوفیوں کا قدیم سے

٭ ابن صیاد کا حج کرنا بھی ثابت ہے اور مسلمان بھی تھا مگر باوجود حج کرنے اور مسلمان ہونیکے دجّال کے نام سے بچ نہ سکا۔ منہ

٭٭ اس شیطان کا نام دوسرے لفظوں میں عیسائیت کا بھوت ہے یہ بھوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عیسائی گرجا میں قید تھا اور صرف جساسہ کے ذریعہ سے اسلامی اخبار معلوم کرتا تھا پھر قرون ثلاثہ کے بعد بموجب خبر انبیا علیہم السلام کے اس بھوت نے رہائی پائی اور ہر روز اسکی طاقت بڑھتی گئی یہاں تک کہ تیرھویں صدی میں ہجری میں بڑے زور سے اُس نے خروج کیا اسی بھوت کا نام دجّال ہے جس نے سمجھنا ہو سمجھے اور اسی بھوت سے خدا تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ کے اخیر میں ولا الضالین کی دعا میں ڈرایا ہے۔ منہ

یہ مذہب ہے کہ مسیح آنیوالے سے مراد کوئی اُمتی انسان ہے کہ جو اسی اُمت میں سے پیدا ہوگا۔ اب ذرا غور کر کے دیکھو لو کہ مسیح اور مہدی اور دجّال کے بارے میں کس قدر اس اُمت میں اختلاف موجود ہے اور بموجب آیت كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ہر ایک اپنے عقیدہ کی نسبت اجماع کا دعویٰ کر رہا ہے پس اصل بات یہ ہے کہ جب کسی شریعت میں بہت سے اختلاف پیدا ہو جائیں تو وہی اختلافات طبعاً چاہتے ہیں کہ ان کے تصفیہ کے لئے کوئی شخص خدا کی طرف سے آوے کیونکہ یہی قدیم سے سنت اللہ ہے۔ جب یہودیوں میں بہت سے اختلاف پیدا ہوئے تو ان کے لئے حضرت عیسےٰ حَکَم بن کر آئے اور جب عیسائیوں اور یہودیوں کے باہمی تنازعات بڑھ گئے تو ان کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی طرف سے حَکَم مقرر ہو کر مبعوث ہوئے۔

اب اس زمانہ میں دنیا اختلافات سے بھر گئی ایک طرف یہودی کچھ کہتے ہیں اور عیسائی کچھ ظاہر کرتے ہیں اور اُمت محمدیہ میں الگ باہمی اختلافات ہیں اور دوسرے مشرکین سب کے برخلاف رائیں ظاہر کرتے ہیں اور اس قدر نئے مذاہب اور نئے عقائد پیدا ہوگئے ہیں کہ گویا ہر ایک انسان ایک خاص مذہب رکھتا ہے۔ اس لئے بموجب سنت اللہ کے ضروری تھا کہ ان سب اختلافات کا تصفیہ کرنے کے لئے کوئی حَکَم آتا سو اُسی حَکَم کا نام مسیح موعود اور مہدی مسعود رکھا گیا یعنی باعتبار خارجی تنازعوں کے تصفیہ کے اس کا نام مسیح ٹھیرا اور باعتبار اندرونی جھگڑوں کے فیصلہ کرنے کے اسکو مہدی معہود کر کے پکارا گیا۔ اگرچہ اس بارے میں سنت اللہ اس قدر متواتر تھی کہ کچھ ضرور نہ تھا کہ حدیثوں کے ذریعہ سے یہ ظاہر کیا جاتا کہ ایک شخص حَکَم ہو کر آئیگا جس کا نام مسیح ہوگا لیکن حدیثوں میں یہ پیشگوئی موجود ہے کہ وہ مسیح موعود جو اسی اُمت میں سے ہوگا وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے حَکَم ہوگا یعنی جس قدر اختلافات داخلی اور خارجی موجود ہیں انکو دُور کرنے کیلئے خدا اُسے بھیجے گا اور وہی عقیدہ سچا ہوگا جس پر وہ قائم کیا جائیگا۔ کیونکہ خدا اُسے راستی پر قائم کریگا اور وہ جو کچھ کہیگا بصیرت سے کہیگا۔ اور کسی فرقہ کا حق نہیں ہوگا کہ اپنے عقیدے

کے اختلاف کی وجہ سے اس سے بحث کرے کیونکہ اس زمانہ میں مختلف عقائد کے باعث منقولی مسائل جنکی قرآن شریف میں تصریح نہیں مشتبہ ہو جائیں گے اور بباعث کثرت اختلافات تمام اندرونی طور پر جھگڑنیوالے یا بیرونی طور پر اختلاف کرنیوالے ایک حکم کے محتاج ہونگے جو آسمانی شہادت سے اپنی سچائی ظاہر کریگا جیسا کہ حضرت عیسےٰ کے وقت میں ہوا اور پھر بعد اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہوا سو آخری موعود کے وقت میں بھی ایسا ہی ہوگا۔

اس جگہ اس سنت اللہ کو بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو کوئی پیش گوئی کسی عظیم الشان مرسل کے آنے کیلئے ہوتی ہے اس میں ضرور بعض لوگوں کے لئے ایک ابتلا بھی مخفی ہوتا ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ کے لئے یہود کی کتابوں میں پیشین گوئی کی گئی تھی کہ وہ اُس وقت آئیگا جبکہ الیاس نبی دوبارہ آسمان سے نازل ہوگا۔ یہ پیشگوئی ملاکی نبی کی کتاب میں اب تک موجود ہے۔ پس یہ پیشگوئی یہودیوں کے لئے بڑی ٹھوکر کا باعث ہوئی اور وہ اب تک منتظر ہیں کہ الیاس نبی آسمان سے نازل ہوگا۔ اور ضرور ہے کہ وہ پہلے نازل ہو اور پھر انکا سچا مسیح آئیگا مگر اب تک نہ الیاس دوبارہ زمین پر نازل ہوا اور نہ ایسا مسیح آیا جو اس شرط کو پوری کرتا۔

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت توریت میں یہ پیشگوئی تھی کہ وہ یہودیوں کے خاندان یعنی ابراہیم کی اولاد میں سے پیدا ہوں گے اور انہیں میں سے اور انہیں کے بھائیوں میں سے ان کا ظہور ہوگا۔ اور تمام نبیوں نے جو بنی اسرائیل میں آتے اس پیشگوئی کے یہی معنے سمجھے تھے کہ وہ آخر الزمان نبی بنی اسرائیل میں سے پیدا ہوگا مگر آخر وہ نبی بنی اسمٰعیل میں سے پیدا ہو گیا اور یہ امر یہودیوں کیلئے سخت ٹھوکر کا باعث ہوا۔ اگر توریت میں صریح طور پر یہ الفاظ ہوتے کہ وہ نبی بنی اسمٰعیل میں سے آئیگا اور اس کا مولد مکہ ہوگا اور اس کا نام محمدؐ ہوگا صلی اللہ علیہ وسلم اور اسکے باپ کا نام عبد اللہ ہوگا تو یہ فتنہ یہودیوں میں ہرگز نہ ہوتا۔

پس جبکہ اس امر کیلئے دو مثالیں موجود ہیں کہ ایسی پیشگوئیوں میں خدا تعالیٰ کو اپنے بندوں کا کچھ ابتلا بھی منظور ہوتا ہے تو پھر تعجب کہ کس طرح ہمارے مخالف باوجود بہت سے

اختلافات کے جو مسیح موعود کے بارے میں ہر ایک فرقہ کی حدیثوں میں پائے جاتے ہیں اور بالاتفاق اسکو اُمتی بھی قرار دیا گیا ہے اس بات پر مطمئن ہیں کہ ضرور مسیح آسمان سے ہی نازل ہوگا حالانکہ آسمان سے نازل ہونا خود غیر معقول اور خلاف نص قرآن ہے۔* خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا۔ پس اگر بشر کے جسم عنصری کا آسمان پر چڑھنا عادت اللہ میں داخل تھا تو اس جگہ کفار قریش کو کیوں انکار کے ساتھ جواب دیا گیا کیا عیسیٰ بشر نہیں تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں۔ اور کیا خدا تعالیٰ کو حضرت عیسےٰ کو آسمان پر چڑھانے کے وقت وہ وعدہ یاد نہ رہا کہ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا اَحْيَآءً وَّ اَمْوَاتًا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آسمان پر چڑھنے کا جب سوال کیا گیا تو وہ وعدہ یاد آگیا اور جس کو علم کتاب اللہ ہے وہ خوب جانتا ہے کہ قرآن شریف نے اپنے قول سے حضرت عیسیٰ کی وفات کی گواہی دیدی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے فعل سے یعنی اپنی رویت کے ساتھ اسی شہادت کو ادا کر دیا ہے یعنی بیان کر دیا ہے کہ آپ نے حضرت مسیح کو وفات شدہ انبیاء کی جماعت میں دیکھا۔ پھر باوجود ان دو گواہیوں کے تیسری گواہی خدا کے الہام پاک میری ہے اگر میرے لئے خدا کے نشان ظاہر نہیں ہوئے اور آسمان اور زمین نے میری گواہی نہیں دی تو میں جھوٹا ہوں۔ لیکن اگر میرے لئے خدا کے نشان ظاہر ہوئے ہیں اور نیز زمانہ نے میری ضرورت کو ظاہر کر دیا ہے تو میرا انکار تیز تلوار کی دھار پر ہاتھ مارنا ہے۔

میرے ہی زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں کسوف خسوف ہوا۔ میرے ہی زمانہ میں ملک پر موافق احادیث صحیحہ اور قرآن شریف اور پہلی کتابوں کے طاعون آئی اور میرے ہی زمانہ میں نئی سواری یعنی ریل جاری ہوئی۔ اور میرے ہی زمانہ میں میری پیشگوئیوں کے مطابق خوفناک زلزلے آئے تو پھر کیا تقویٰ کا مقتضا نہ تھا کہ میری تکذیب پر دلیری نہ کی جاتی؟ دیکھو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہزاروں نشان میری تصدیق کے ظاہر ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں اور آئندہ ہوں گے اگر یہ انسان کا منصوبہ ہوتا تو اسقدر تائیدات اور نصرت

* کسی حدیث صحیح مرفوع متصل سے ثابت نہیں کہ عیسیٰ آسمان سے نازل ہوگا۔ رہا نزول کا لفظ سو وہ اکرام اور اعزاز کے لئے آتا ہے جیسا کہ کہتے ہیں کہ فلاں لشکر فلاں جگہ اُترا ہے اسی لئے نزیل مسافر کو کہتے ہیں۔ پس صرف نزول کے لفظ سے آسمان سمجھ لینا یہ سخت درجہ کی سادگی ہے۔ منہ

اسکی ہرگز نہ ہوتی اور یہ امر انصاف اور ایمان کے برخلاف ہے کہ ہزاروں نشانوں میں سے جو ظہور میں آچکے صرف ایک یا دو امر لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے پیش کرنا کہ فلاں فلاں پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اے نادانو! اور عقل کے اندھو! اور انصاف اور دیانت سے دور رہنے والو! ہزارہا پیشگوئیوں میں سے اگر ایک یا دو پیشگوئیوں کا پورا ہونا تمہاری سمجھ میں نہیں آسکا تو کیا تم اس عذر سے خدا تعالیٰ کے سامنے معذور ٹھیر جاؤ گے✤ توبہ کرو کہ خدا کے دن نزدیک ہیں اور وہ نشان ظاہر ہونے والے ہیں جو زمین کو ہلا دیں گے۔

یہ تو خدا کے نشان ہیں جو مَیں پیش کرتا ہوں۔ مگر تم سوچو کہ اس مخالفت میں تمہارے ہاتھ میں کونسی دلیل ہے؟ بجز اسکے کہ ایسی حدیثیں پیش کرتے ہو جنکی مخالف قرآن شریف گواہی دیتا ہے اور جن کے مخالف حدیثیں بھی موجود ہیں اور جنکے مخالف واقعات اپنا چہرہ دکھلا رہے ہیں۔ وہ دجال کہاں ہے؟ جس سے تم ڈرتے ہو مگر وَلَا الضَّآلِّیْنَ والا دجال دن بدن دنیا میں ترقی کر رہا ہے اور قریب ہے کہ آسمان و زمین اسکے فتنہ سے پھٹ جائیں۔ پس اگر تمہارے دلوں میں خدا کا خوف ہوتا تو سورہ فاتحہ پر غور کرنا ہی تمہارے لئے کافی تھا۔ کیا یہ ممکن نہ تھا کہ جو کچھ تم نے مسیح موعود کی پیشگوئی کے معنی سمجھے ہیں وہ صحیح نہ ہوں۔ کیا ان غلطیوں کے نمونے یہود اور نصاریٰ میں موجود نہیں ہیں پھر تم کیونکر غلطی سے بچ سکتے ہو۔ اور کیا خدا کی یہ عادت نہیں ہے کہ کبھی وہ ایسی پیشگوئیوں سے اپنے بندوں کا امتحان بھی لیا کرتا ہے جیسا کہ توریت اور ملاکی نبی کی پیشگوئی سے اور انجیل کی پیشگوئی سے یہود و نصاریٰ کو امتحان میں ڈالا گیا۔ سو تقویٰ کے دائرہ سے باہر قدم مت رکھو کیا جیسا کہ یہود نے اور ان کے نبیوں نے سمجھا تھا آخری نبی بنی اسرائیل میں سے آیا یا الیاس نبی دوبارہ زمین پر آگیا؟ ہرگز نہیں بلکہ یہود نے دونو جگہ غلطی کھائی۔ پس تم ڈرو کیونکہ خدا تعالیٰ تمہیں سورہ فاتحہ میں ڈراتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ تم یہود بن جاؤ۔ یہود بھی تمہارے دعوے کی طرح ظاہر الفاظ کتاب اللہ سے متمسک تھے۔ مگر بوجہ اس کے کہ حَکَم کی بات کو انہوں نے نہ مانا اور اسکے نشانوں سے کچھ فائدہ نہ اٹھایا مواخذہ میں آگئے اور اُن کا کوئی عذر سُنا نہ گیا۔

✤ اگر خدا تعالیٰ کے نشانوں کو جو میری تائید میں ظاہر ہو چکے ہیں آج کے دن تک شمار کیا جائے تو وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہوں گے پھر اگر صدہا نشانوں میں سے دو تین نشان کسی کی سمجھ میں نہ آئیں تو کیا اس سے خدا تعالیٰ کے نشان باطل ہو جائیں گے۔ منصفہ بیں (؟) وہ تو ہمیشہ ٹھوکر کھاتا اور اس قدر نشانوں سے فائدہ نہ اٹھاتا۔ ایسا ہی ان لوگوں کا نمونہ ہے کیا ابن مریم کی پیشگوئیوں میں اس کی نظیر نہیں پائی جاتی۔

یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لایق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ساتویں صدی پر مبعوث ہوئے تھے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے دیکھا کہ ساتویں صدی تک بہت سی گمراہی عیسائیوں اور یہودیوں میں پیدا ہو گئی تھی سو خدا تعالیٰ نے دونوں قوموں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور حَکَم مبعوث فرمایا۔ مگر جو مسلمانوں کیلئے حَکَم مقدر تھا اُس کے ظہور کی میعاد پہلی میعاد سے دوچند کی گئی یعنی چودھویں صدی۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ عیسائی تو صرف ساتویں تک بگڑ گئے مگر مسلمانوں کی حالت میں اس مدت کے دو حصہ میں پہنچکر فتور آئے گا اور چودھویں صدی کے سر پر اُن کا حَکَم ظاہر ہوگا۔

پھر ہم اپنے پہلے بیان کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہیں کہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ وحی کے اقسام ثلاثہ میں سے اکمل اور اتم وہ وحی ہے جو علم کی تیسری قسم میں داخل ہے۔ جس کا پانیوالا انوار سبحانی میں سراپا غرق ہوتا ہے اور وہ تیسری قسم حق الیقین کے نام سے موسوم ہے اور ابھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ پہلی قسم وحی یا خواب کی محض علم الیقین تک پہنچاتی ہے جیسا کہ ایک شخص اندھیری رات میں ایک دُھواں دیکھتا ہے اور اس سے ظنی طور پر استدلال کرتا ہے کہ اس جگہ آگ ہوگی اور وہ استدلال ہرگز یقینی نہیں ہوتا کیونکہ ممکن ہے کہ وہ دھواں نہ ہو بلکہ ایسی غبار ہو جو دھوئیں سے مشابہ ہو یا دُھواں تو ہو مگر وہ ایک ایسی زمین سے نکلتا ہو جس میں کوئی مادہ آتشی موجود ہو۔ پس یہ علم ایک عقلمند کو اس کے ظنون سے رہائی نہیں بخش سکتا اور اس کو کوئی ترقی نہیں دے سکتا بلکہ صرف ایک خیال ہے جو اپنے ہی دماغ میں پیدا ہوتا ہے۔ پس اس علم کی حد تک ان لوگوں کی خوابیں اور الہام ہیں جو محض دماغی بناوٹ کی وجہ سے اُن کو آتی ہیں کوئی عملی حالت اُن میں موجود نہیں یہ تو علم الیقین کی مثال ہے اور جس شخص کی خواب اور الہام کا سرچشمہ یہی درجہ ہے اُس کے دل پر اکثر شیطان کا تسلّط رہتا ہے اور اس کو گمراہ کرنے کیلئے وہ شیطان بعض اوقات ایسی خوابیں یا الہام پیش کر دیتا ہے جنکی وجہ سے وہ اپنے تئیں قوم کا پیشوا یا رسول کہتا ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے

جیسا کہ جموں کے رہنے والا بد قسمت چراغ دین جو پہلے میری جماعت میں داخل تھا اسی وجہ سے ہلاک ہوا اور اس کو شیطانی الہام ہوا کہ وہ رسول ہے اور مرسلین میں سے ہے اور حضرت عیسٰی نے اس کو ایک عصا دیا ہے کہ تا دجّال کو اُس سے قتل کرے اور مجھے اُس نے دجّال ٹھیرایا آخر اس پیشگوئی کے مطابق جو رسالہ دافع البلاء و معیار اہل الاصطفاء میں درج ہے مع اپنے دونوں لڑکوں کے طاعون سے جوانا مرگ مرا۔ اور موت کے دنوں کے قریب اس نے یہ مضمون بھی مباہلہ کے طور پر میرا نام لیکر شائع کیا کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے خدا اس کو ہلاک کرے سو وہ تو ۴۔ اپریل ۱۹۰۶ء کو مع اپنے دونوں لڑکوں کے طاعون سے ہلاک ہوگیا۔ فاتقوا اللہ یا معشر الملہمین۔

دوسری حالت وہ ہے کہ جیسے انسان اندھیری رات کے وقت اور سخت سردی کے وقت ایک روشنی کو دُور سے مشاہدہ کرتا ہے اور وہ روشنی اس کو اگرچہ راہ راست کے دیکھنے میں مدد دیتی ہے مگر سردی کو دور نہیں کر سکتی۔ اس درجہ کا نام عین الیقین ہے اور اس درجہ کا عارف خدا تعالیٰ سے تعلق تو رکھتا ہے مگر وہ تعلق کامل نہیں ہوتا۔ اس مذکورہ بالا درجہ پر شیطانی الہامات بکثرت ہوتے ہیں کیونکہ ابھی ایسے شخص کو جس قدر شیطان سے تعلق ہوتا ہے خدا تعالیٰ سے تعلق نہیں ہوتا۔

تیسری حالت وہ ہے کہ جب انسان اندھیری رات اور سخت سردی کے وقت میں نہ صرف آگ کی روشنی پاتا ہے بلکہ اُس آگ کے حلقہ کے اندر داخل ہو جاتا ہے اور اس کو محسوس ہو جاتا ہے کہ درحقیقت آگ یہ ہے اور اس سے اپنی سردی کو دُور کرتا ہے یہ وہ کامل درجہ ہے جس کے ساتھ ظن جمع نہیں ہو سکتا اور یہی وہ درجہ ہے جو بشریت کی سردی اور قبض کو بکلی دُور کرتا ہے اس حالت کا نام حق الیقین ہے اور یہ مرتبہ محض کامل افراد کو حاصل ہوتا ہے جو تجلیاتِ الٰہیہ کے حلقہ کے اندر داخل ہو جاتے ہیں اور علمی اور عملی دونوں حالتیں انکی درست ہو جاتی ہیں اس درجہ سے پہلے نہ علمی حالت کمال کو پہنچتی ہے اور نہ عملی حالت مکمل ہوتی ہے اور اس درجہ کو پانیوالے وہی لوگ ہوتے ہیں جو خدا تعالیٰ سے کامل تعلق رکھتے ہیں اور حقیقت میں وحی کا لفظ

انہیں کی وحی پر اطلاق پاتا ہے کیونکہ وہ شیطانی تصرفات سے پاک ہوتی ہے اور وہ ظن کے درجہ پر نہیں ہوتی بلکہ یقینی اور قطعی ہوتی ہے۔ اور وہ نور ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اُن کو ملتا ہے اور ہزارہا برکات ان کے ساتھ ہوتی ہیں اور بصیرت صحیحہ اُن کو حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ دُور سے نہیں دیکھتے بلکہ نور کے حلقہ کے اندر داخل کئے جاتے ہیں۔ اور ان کے دل کو خدا سے ایک ذاتی تعلق ہوتا ہے۔ اسی لئے جس طرح خدا تعالیٰ اپنے لئے یہ امر چاہتا ہے کہ وہ شناخت کیا جائے ایسا ہی ان کے لئے بھی یہی چاہتا ہے کہ اُس کے بندے ان کو شناخت کرلیں۔ پس اسی غرض سے وہ بڑے بڑے نشان اُن کی تائید اور نصرت میں ظاہر کرتا ہے۔ ہر ایک جو اُن کا مقابلہ کرتا ہے ہلاک ہوتا ہے۔ ہر ایک جو ان سے عداوت کرتا ہے آخر خاک میں ملایا جاتا ہے۔ اور خدا اُن کی ہر بات میں اور حرکات میں اور اُن کے لباس میں اور مکان میں برکتیں رکھ دیتا ہے اور اُن کے دوستوں کا دوست اور دشمنوں کا دشمن بن جاتا ہے۔ اور زمین اور آسمان کو ان کی خدمت میں لگا دیتا ہے اور جیسا کہ زمین اور آسمان کی مخلوقات پر نظر ڈال کر ماننا پڑتا ہے کہ ان مصنوعات کا ایک خدا ہے ایسا ہی ان تمام نصرتوں اور تائیدوں اور نشانوں پر نظر ڈال کر جو ان کے لئے خدا تعالےٰ ظاہر فرماتا ہے قبول کرنا پڑتا ہے کہ وہ مقبول الٰہی ہیں پس وہ ان تائیدوں اور نصرتوں اور نشانوں سے شناخت کئے جاتے ہیں کیونکہ وہ اس کثرت اور اس صفائی سے ہوتے ہیں کہ ان میں کوئی دوسرا شریک ان کا ہو ہی نہیں سکتا۔

ماسوا اس کے جس طرح خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اپنے صفات اخلاقیہ سے دلوں میں اپنی محبت جما دے ایسا ہی ان کی صفات اخلاقیہ میں اسقدر معجزانہ تاثیر رکھ دیتا ہے کہ دل ان کی طرف کھنچے جاتے ہیں۔ وہ ایک عجیب قوم ہے کہ مرنے کے بعد زندہ ہوتے ہیں اور کھونے کے بعد پاتے ہیں اور اس قدر زور سے صدق اور وفا کی راہوں پر چلتے ہیں کہ ان کے ساتھ خدا کی ایک الگ عادت ہو جاتی ہے گویا ان کا خدا ایک الگ خدا ہے جس سے دنیا

دنیا بے خبر ہے اور ان سے خدا تعالیٰ کے وہ معاملات ہوتے ہیں جو دوسروں سے وہ ہرگز نہیں کرتا جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام چونکہ صادق اور خدا تعالیٰ کا وفادار بندہ تھا اس لئے ہر ایک ابتلا کے وقت خدا نے اس کی مدد کی جبکہ وہ ظلم سے آگ میں ڈالا گیا خدا نے آگ کو اس کے لئے سرد کر دیا۔ اور جب ایک بدکردار **بادشاہ** اُن کی بیوی سے بد ارادہ رکھتا تھا تو خدا نے اس کے اُن ہاتھوں پر بلا نازل کی جن کے ذریعہ سے وہ اپنے پلید ارادہ کو پورا کرنا چاہتا تھا۔ پھر جبکہ ابراہیم نے خدا کے حکم سے اپنے پیارے بیٹے کو جو اسمٰعیل تھا ایسی پہاڑیوں میں ڈال دیا جن میں نہ پانی نہ دانہ تھا تو خدا نے غیب سے اس کے لئے پانی اور سامان خوراک پیدا کر دیا۔

اور ظاہر ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ ظالم لوگ ان کو ہلاک کر دیتے ہیں اور آگ میں ڈالتے اور پانی میں غرق کر دیتے ہیں اور کوئی مدد خدا تعالیٰ کی طرف سے اُن کو نہیں پہنچتی گو وہ نیک بھی ہوتے ہیں۔ اور کئی لوگ ایسے ہیں کہ بدذات لوگ انکی عورتوں سے زنا بالجبر کرتے ہیں اور کئی ایسے لوگ ہیں جن کی اولاد کسی جنگل میں پانی سے ترستی ترستی مر جاتی ہے اور ان کیلئے غیب سے کوئی آب زمزم پیدا نہیں ہوتا۔ پس اس سے سمجھا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا معاملہ ہر ایک شخص سے بقدر تعلق ہوتا ہے اور گو محبوبین الٰہی پر مصائب بھی پڑتی ہیں مگر نصرت الٰہی نمایاں طور پر اُن کے شامل حال ہوتی ہے اور غیرت الٰہی ہرگز ہرگز گوارا نہیں کرتی کہ اُن کو ذلیل اور رُسوا کرے اور اُس کی محبت گوارا نہیں کرتی کہ اُن کا نام دنیا سے مٹا دے۔

اور کرامات کی اصل بھی یہی ہے کہ جب انسان اپنے تمام وجود کے ساتھ خدا کا ہو جاتا ہے اور اُس میں اور اس کے رب میں کوئی حجاب باقی نہیں رہتا اور وفا اور صدق کے تمام ان مراتب کو پورے کر کے دکھلاتا ہے جو حجاب سوز ہیں تب وہ خدا کا اور اسکی قدرتوں کا وارث ٹھیرایا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ طرح طرح کے نشان اس کیلئے ظاہر کرتا ہے جو بعض بطور دفع شرّ

ہوتے ہیں اور بعض بطور افاضۂ خیر اور بعض اُس کی ذات کے متعلق ہوتے ہیں اور بعض اُسکے اہل و عیال کے متعلق اور بعض اس کے دشمنوں کے متعلق اور بعض اس کے دوستوں کے متعلق اور بعض اس کے اہل وطن کے متعلق۔ اور بعض عالمگیر اور بعض زمین سے اور بعض آسمان سے غرض کوئی نشان ایسا نہیں ہوتا جو اس کے لئے دکھلایا نہیں جاتا۔ اور یہ مرحلہ دقّت طلب نہیں اور کسی بحث کی اس جگہ ضرورت نہیں کیونکہ اگر درحقیقت کسی شخص کو یہ تیسرا درجہ نصیب ہوگیا ہے جو بیان ہوچکا ہے تو دنیا ہرگز اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ ہر ایک جو اُس پر گرے گا وہ پاش پاش ہوجائیگا اور جس پر وہ گریگا اسکو ریزہ ریزہ کردیگا کیونکہ اُس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ اور اس کا منہ خدا کا منہ ہے اور اس کا وہ مقام ہے جس تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ یہ ظاہر ہے کہ اگرچہ درہم و دینار اکثر لوگوں کے پاس (جو مالدار ہیں) ہوتے ہیں لیکن اگر وہ گستاخی کرکے بادشاہ کا مقابلہ کریں جس کے خزائن مشرق و مغرب میں پڑے ہوئے ہیں تو ایسے مقابلہ کا انجام بجز ذلّت کے کیا ہوگا؟ ایسے لوگ ہلاک ہونگے اور وہ تھوڑے سے درہم و دینار ان کے بھی ضبط کئے جائیں گے۔

عزیز خدا کا نام ہے وہ اپنی عزت کسی کو نہیں دیتا مگر اُنہیں کو جو اسکی محبت میں کھوئے گئے ہیں۔ ظاہر خدا کا نام ہے وہ اپنا ظہور کسی کو نہیں بخشتا مگر انہیں کو جو اس کے لئے بمنزلہ اس کی توحید اور تفرید کے ہیں اور ایسے اس کی دوستی میں محو ہوتے ہیں جو اب بمنزلہ اس کی صفات کے ہیں وہ ان کو نور دیتا ہے اپنے نور میں سے اور علم دیتا ہے اپنے علم میں سے تب وہ اپنے سارے دل اور ساری جان اور ساری محبت سے اس یار یگانہ کی پرستش کرتے ہیں اور اُس کی رضا کو ایسا چاہتے ہیں جیسا کہ وہ خود چاہتا ہے۔

انسان خدا کی پرستش کا دعویٰ کرتا ہے مگر کیا پرستش صرف بہت سے سجدوں اور رکوع اور قیام سے ہوسکتی ہے یا بہت مرتبہ تسبیح کے دانے پھیرنے والے پرستارِ الٰہی کہلا سکتے ہیں بلکہ پرستش اس سے ہوسکتی ہے جس کو خدا کی محبت اس درجہ پر کھینچے کہ اُس کا

اپنا وجود درمیان سے اُٹھ جائے اوّل خدا کی ہستی پر پورا یقین ہو اور پھر خدا کے حسن و احسان پر پوری اطلاع ہو اور پھر اس سے محبت کا تعلّق ایسا ہو کہ سوزشِ محبت ہر وقت سینہ میں موجود ہو اور یہ حالت ہر ایک دم چہرہ پر ظاہر ہو اور خدا کی عظمت دل میں ایسی ہو کہ تمام دنیا اس کی ہستی کے آگے مردہ متصوّر ہو اور ہر ایک خوف اُسی کی ذات سے وابستہ ہو اور اسی کی درد میں لذت ہو اور اُسی کی خلوت میں راحت ہو اور اس کے بغیر دل کو کسی کے ساتھ قرار نہ ہو۔ اگر ایسی حالت ہو جائے تو اس کا نام پرستش ہے مگر یہ حالت بجز خدا تعالیٰ کی خاص مدد کے کیونکر پیدا ہو۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے یہ دعا سکھلائی اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ یعنی ہم تیری پرستش تو کرتے ہیں مگر کہاں حق پرستش ادا کر سکتے ہیں جب تک تیری طرف سے خاص مدد نہ ہو خدا کو اپنا حقیقی محبوب قرار دیکر اس کی پرستش کرنا یہی ولایت ہے جس سے آگے کوئی درجہ نہیں مگر یہ درجہ بغیر اس کی مدد کے حاصل نہیں ہو سکتا اس کے حاصل ہونے کی یہ نشانی ہے کہ خدا کی عظمت دل میں بیٹھ جائے خدا کی محبت دل میں بیٹھ جائے اور دل اُسی پر توکّل کرے اور اُسی کو پسند کرے اور ہر ایک چیز پر اسی کو اختیار کرے اور اپنی زندگی کا مقصد اسی کی یاد کو سمجھے۔ اور اگر ابراہیم کی طرح اپنے ہاتھ سے اپنی عزیز اولاد کے ذبح کرنے کا حکم ہو یا اپنے تئیں آگ میں ڈالنے کے لئے اشارہ ہو تو ایسے سخت احکام کو بھی محبت کے جوش سے بجا لائے اور رضا جوئی اپنے آقائے کریم میں اس حد تک کوشش کرے کہ اس کی اطاعت میں کوئی کسر باقی نہ رہے یہ بہت تنگ دروازہ ہے اور یہ شربت بہت ہی تلخ شربت ہے۔ تھوڑے تھوڑے لوگ ہیں جو اس دروازہ میں سے داخل ہوتے اور اس شربت کو پیتے ہیں زنا سے بچنا کوئی بڑی بات نہیں اور کسی کو ناحق قتل نہ کرنا بڑا کام نہیں اور جھوٹی گواہی نہ دینا کوئی بڑا ہنر نہیں۔ مگر ہر ایک چیز پر خدا کو اختیار کر لینا اور اس کے لئے سچی محبت اور سچے جوش سے دنیا کی تمام تلخیوں کو اختیار کرنا بلکہ اپنے ہاتھ سے تلخیاں پیدا کر لینا یہ وہ مرتبہ ہے کہ بجز صدیقوں کے کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہی وہ عبادت ہے جس کے ادا کرنے کیلئے انسان مامور ہے

اور جو شخص یہ عبادت بجالاتا ہے تب بھی اس کے اس فعل پر خدا کی طرف سے بھی ایک فعل مترتب ہوتا ہے جس کا نام انعام ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے یعنی یہ دعا سکھلاتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یعنی اے ہمارے خدا ہمیں اپنی سیدھی راہ دکھلا اُن لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا ہے اور اپنی خاص عنایات سے مخصوص فرمایا ہے۔ حضرت احدیت میں یہ قاعدہ ہے کہ جب خدمت مقبول ہو جاتی ہے تو اُس پر ضرور کوئی انعام مترتب ہوتا ہے۔ چنانچہ خوارق اور نشان جن کی دوسرے لوگ نظیر پیش نہیں کرسکتے یہ بھی خدا تعالیٰ کے انعام ہیں جو خاص بندوں پر ہوتے ہیں۔

اے گرفتارِ ہوا در ہمہ اوقاتِ حیوٰۃ	با چنیں نفسِ سیہ چوں بُسدت زدعونے
گر تو آں صدق بورزی کہ بورزید کلیم	عجبے نیست اگر غرق شود فرعونے

اب خلاصہ اس تمام کلام کا یہ ہے کہ کسی کو بجز درجہ ثالثہ کے پاک اور مطہر وحی کا انعام نہیں مل سکتا اور اس انعام کو پانے والے وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنی ہستی سے مر جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے ایک نئی زندگی پاتے ہیں اور اپنے نفس کے تمام تعلّقات توڑ کر خدا تعالیٰ سے کامل تعلّق پیدا کر لیتے ہیں۔ تب ان کا وجود مظہر تجلّیات الٰہیہ ہو جاتا ہے۔ اور خدا ان سے محبت کرتا ہے اور وہ ہزار اپنے تئیں پوشیدہ کریں مگر خدا تعالیٰ ان کو ظاہر کرنا چاہتا ہے اور وہ نشان ان سے ظاہر ہوتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ ان سے محبت کرتا ہے دنیا ان کا کسی بات میں مقابلہ نہیں کرسکتی کیونکہ ہر ایک راہ میں خدا اُن کے ساتھ ہوتا ہے اور ہر ایک میدان میں خدا کا ہاتھ ان کو مدد دیتا ہے۔ ہزارہا نشان ان کی تائید اور نصرت میں ظاہر ہوتے ہیں اور ہر ایک جو ان کی دشمنی سے باز نہیں آتا آخر وہ بڑی ذلّت کے ساتھ ہلاک کیا جاتا ہے کیونکہ خدا کے نزدیک اُن کا دشمن خدا کا دشمن ہے۔ خدا علیم ہے اور آہستگی سے کام کرتا ہے لیکن ہر ایک جو ان کی دشمنی سے باز نہیں آتا اور عمداً ایذا پر

کمربستہ ہے خدا اس کے استیصال کیلئے ایسا حملہ کرتا ہے کہ جیسا کہ ایک مادہ شیر جبکہ کوئی اس کے بچہ کو مارنے کیلئے قصد کرے، غضب اور جوش کے ساتھ اُس پر حملہ کرتی ہے اور نہیں چھوڑتی جب تک اس کو ٹکڑے ٹکڑے نہ کردے۔ خدا کے پیارے اور دوست ایسی مصیبتوں کے وقت میں ہی شناخت کئے جاتے ہیں۔ جب کوئی اُن کو دُکھ دینا چاہتا ہے اور اُس ایذا پر اصرار کرتا ہے اور باز نہیں آتا تب خدا صاعقہ کی طرح اس پر گرتا ہے اور طوفان کی طرح اپنے غضب کے حلقہ میں اس کو لے لیتا ہے اور بہت جلد ظاہر کر دیتا ہے کہ وہ اس کے ساتھ ہے جس طرح تم دیکھتے ہو کہ آفتاب کی روشنی اور کرم شب چراغ کی روشنی میں کوئی اشتباہ نہیں ہو سکتا اسی طرح وہ نور جو اُنکو دیا جاتا ہے اور وہ نشان جو ان کیلئے ظاہر کئے جاتے ہیں اور وہ روحانی نعمتیں جو ان کو عطا ہوتی ہیں اُن کے ساتھ کسی کا اشتباہ واقع نہیں ہو سکتا اور انکی نظیر کسی فرد میں پائی نہیں جاتی۔ خدا ان پر نازل ہوتا ہے اور خدا کا عرش اُن کا دل ہو جاتا ہے اور وہ ایک اور چیز بن جاتے ہیں جس کی تہ تک دنیا نہیں پہنچ سکتی۔

اور یہ سوال کہ کیوں خدا اُن سے ایسا تعلّق پکڑ لیتا ہے؟ اس کا یہ جواب ہے کہ خدا نے انسان کی ایسی فطرت رکھی ہے کہ وہ ایک ایسے ظرف کی طرح ہے جو کسی قسم کی محبت سے خالی نہیں رہ سکتا اور خلا یعنی خالی رہنا اس میں محال ہے پس جب کوئی ایسا دل ہو جاتا ہے کہ نفس کی محبت اور اُس کی آرزوؤں اور دنیا کی محبت اور اسکی تمنّاؤں سے بالکل خالی ہو جاتا ہے اور سفلی محبتوں کی آلایشوں سے پاک ہو جاتا ہے تو ایسے دل کو جو غیر کی محبت سے خالی ہو چکا ہے خدا تعالیٰ تجلّیاتِ حسن و جمال کے ساتھ اپنی محبت سے پُر کر دیتا ہے تب دنیا اُس کی دشمنی کرتی ہے کیونکہ دنیا شیطان کے سایہ کے نیچے چلتی ہے اس لئے وہ راستباز سے پیار نہیں کر سکتی۔ مگر خدا اس کو ایک بچّہ کی طرح اپنے کنارِ عاطفت میں لے لیتا ہے اور اس کے لئے ایسی ایسی طاقتِ الوہیت کے کام دکھلاتا ہے جس سے ہر ایک دیکھنے والے کی آنکھ کو چہرہ خدا کا نظر آجاتا ہے۔ پس اُس کا وجود خدا نما ہوتا ہے جس سے پتہ لگتا ہے کہ خدا موجود ہے

اور یاد رہے کہ جیسا کہ تیسری قسم کے لوگوں کی خوابیں نہایت صاف ہوتی ہیں اور پیشگوئیاں ان کی تمام دنیا سے بڑھ کر صحیح نکلتی ہیں اور نیز وہ عظیم الشان امور کے متعلق ہوتی ہیں۔ اور اس قدر ان کی کثرت ہوتی ہے کہ گویا ایک سمندر ہے۔ ایسا ہی انکے معارف اور حقائق بھی کیفیت اور کمیت میں تمام بنی نوع انسان سے بڑھ کر ہوتے ہیں۔ خدا کے کلام کے متعلق وہ معارف صحیحہ ان کو سوجھتے ہیں جو دوسروں کو نہیں سوجھ سکتے۔ کیونکہ وہ روح القدس سے مدد پاتے ہیں اور جس طرح ان کو ایک زندہ دل دیا جاتا ہے اسی طرح ان کو ایک زبان عطا کی جاتی ہے۔ اور ان کے معارف حال کے چشمہ میں سے نکلتے ہیں نہ محض قال کے گندہ کیچڑ سے اور انسانی فطرت کی تمام عمدہ شاخیں اُن میں پائی جاتی ہیں اور اسی کے مقابل پر تمام قسم کی نصرت بھی ان کو عطا ہوتی ہے۔ اُن کے سینے کھولے جاتے ہیں اور ان کو خدا کی راہ میں ایک غیر معمولی شجاعت بخشی جاتی ہے وہ خدا کے لئے موت سے نہیں ڈرتے اور آگ میں جل جانے سے خوف نہیں کرتے۔ اُن کے دودھ سے ایک دنیا سیراب ہوتی ہے اور کمزور دل قوت پکڑتے ہیں۔ خدا کی رضا جوئی کے لئے اُن کے دل قربان ہوتے ہیں وہ اُسی کے ہو جاتے ہیں اسی لئے خدا ان کا ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ اپنے سارے دل سے خدا کی طرف جھکتے ہیں تو خدا اسی طرح ان کی طرف جھکتا ہے کہ ہر ایک کو پتہ لگ جاتا ہے کہ ہر میدان میں خدا ان کی پاسداری کرتا ہے۔ درحقیقت خدا کے لوگوں کو کوئی شناخت نہیں کر سکتا۔ مگر وہی قادر خدا جس کی دلوں پر نظر ہے پس جس دل کو وہ دیکھتا ہے کہ سچ مچ اس کی طرف آگیا اس کے لئے عجیب عجیب کام دکھلاتا ہے اور اس کی مدد کے لئے ہر ایک راہ میں کھڑا ہو جاتا ہے۔ وہ اس کیلئے وہ قدرتیں دکھلاتا ہے جو دنیا پر مخفی ہیں۔ اور اس کے لئے ایسا غیرت مند ہو جاتا ہے کہ کوئی خویش اپنے خویش کے لئے ایسی غیرت دکھلا نہیں سکتا اپنے علم میں سے اس کو علم دیتا ہے اور اپنی عقل میں سے اس کو عقل بخشتا ہے اور اسکو اپنے لئے ایسا محو کر دیتا ہے کہ دوسرے

تمام لوگوں سے اس کے تعلقات قطع ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگ خدا کی محبت میں مر کر ایک نیا تولد پاتے ہیں اور فنا ہو کر ایک نئے وجود کے وارث بنتے ہیں۔ خدا اُن کو غیروں کی آنکھ سے ایسا ہی پوشیدہ رکھتا ہے جیسا کہ وہ آپ پوشیدہ ہے مگر پھر بھی اپنے چہرہ کی چمک ان کے منہ پر ڈالتا ہے اور اپنا نور اُن کی پیشانی پر برساتا ہے جس سے وہ پوشیدہ نہیں رہ سکتے۔ اور اُن پر جب کوئی مصیبت آوے تو وہ اس سے پیچھے نہیں ہٹتے بلکہ آگے قدم بڑھاتے ہیں۔ اور اُن کا آج کا دن کل کے دن سے جو گذر گیا معرفت اور محبت میں زیادہ ہوتا ہے اور ہر ایک دم محبتانہ تعلق ان کا ترقی میں ہوا کرتا ہے اور اُن کی شدت محبت اور توکل اور تقویٰ کی وجہ سے اُن کی دعائیں رد نہیں ہوتیں اور وہ ضائع نہیں کی جاتیں کیونکہ وہ خدا کی رضا جوئی میں گم ہو جاتے ہیں اور اپنی رضا ترک کر دیتے ہیں اس لئے خدا بھی ان کی رضا جوئی کرتا ہے۔ وہ نہاں در نہاں ہوتے ہیں۔ دنیا ان کو شناخت نہیں کر سکتی کیونکہ وہ دنیا سے بہت دُور چلے جاتے ہیں اور ان کے بارے میں سرسری رائیں نکالنے والے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ نہ دوست ان کی حقیقت تک پہنچ سکتا ہے نہ کوئی دشمن کیونکہ وہ احدیت کی چادر کے اندر مخفی ہوتے ہیں۔ کون اُن کی پُوری حقیقت جانتا ہے مگر وہی جس کے جذبات محبت ہیں وہ سرمست ہیں۔ وہ ایک قوم ہے جو خدا نہیں مگر خدا سے ایک دم بھی الگ نہیں۔ وہ سب سے زیادہ خدا سے ڈرنیوالے۔ سب سے زیادہ خدا سے وفا کرنیوالے۔ سب سے زیادہ خدا کی راہ میں صدق اور استقامت دکھلانیوالے۔ سب سے زیادہ خدا پر توکل کرنیوالے سب سے زیادہ خدا کی رضا کو ڈھونڈنے والے۔ سب سے زیادہ خدا کا ساتھ اختیار کرنیوالے۔ سب سے زیادہ اپنے ربّ عزیز سے محبت کرنیوالے ہیں اور تعلّق باللہ میں ان کا اس جگہ تک قدم ہے جہاں تک انسانی نظریں نہیں پہنچتیں اس لئے خدا ایک ایسی خارق عادت نصرت کے ساتھ ان کی طرف دوڑتا ہے کہ گویا وہ اور ہی خدا ہے۔ اور وہ کام ان کے لئے دکھلاتا ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی کسی غیر کے لئے اس نے دکھلائے نہیں۔

باب چہارم

اپنے حالات کے بیان میں یعنی اس بات کے بیان میں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم نے مجھے ان اقسام ثلاثہ میں سے کس قسم میں داخل فرمایا ہے۔

خدا تعالیٰ اس بات کو جانتا ہے اور وہ ہر ایک امر پر بہتر گواہ ہے کہ وہ چیز جو اُس کے راہ میں مجھے سب سے پہلے دی گئی وہ قلب سلیم تھا یعنی ایسا دل کہ حقیقی تعلق اُس کا بجز خدائے عزّوجلّ کے کسی چیز کے ساتھ نہ تھا۔ میں کسی زمانہ میں جوان تھا اور اب بوڑھا ہوا۔ مگر میں نے کسی حصہ عمر میں بجز خدائے عزّوجلّ کسی کے ساتھ اپنا حقیقی تعلق نہ پایا گویا رومی مولوی صاحب نے میرے لئے ہی یہ دو شعر بنائے تھے :۔

من زہر جمعیتے نالاں شدم ۔۔۔ جفتِ خوشحالاں و بدحالاں شدم
ہر کسے از ظنّ خود شد یارِ من ۔۔۔ واز درونِ من نجست اسرارِ من

اگرچہ خدا نے کسی چیز میں میرے ساتھ کمی نہیں رکھی اور اس درجہ تک ہر ایک نعمت اور راحت مجھے عطا کی کہ میرے دل اور زبان کو یہ طاقت ہرگز نہیں کہ میں اُس کا شکر ادا کر سکوں تاہم میری فطرت کو اُس نے ایسا بنایا ہے کہ میں دنیا کی فانی چیزوں سے ہمیشہ دل برداشتہ رہا ہوں۔ اور اس زمانہ میں بھی جبکہ میں اس دنیا میں ایک نیا مسافر تھا اور میرے بالغ ہونے کے ایام ابھی تھوڑے تھے میں اس تپش محبت سے خالی نہیں تھا جو خدائے عزّوجلّ سے ہونی چاہئے اور اسی تپش محبت کی وجہ سے میں ہرگز کسی ایسے مذہب پر راضی نہیں ہوا جس کے عقاید خدا تعالیٰ کی عظمت اور وحدانیت کے برخلاف تھے یا کسی قسم کی توہین کو مستلزم

تھے یہی وجہ ہے کہ عیسائی مذہب مجھے پسند نہ آیا کیونکہ اس کے ہر ایک قدم میں خدائے عزّ و جلّ کی توہین ہے ایک عاجز انسان جو اپنے نفس کی بھی مدد نہ کر سکا اسکو خدا ٹھیرایا گیا۔ اور اسی کو خالق السمٰوات والارض سمجھا گیا۔ دنیا کی بادشاہت جو آج ہے اور کل نابود ہو سکتی ہے اس کے ساتھ ذلّت جمع نہیں ہو سکتی۔ پھر خدا کی حقیقی بادشاہی کے ساتھ اتنی ذلّتیں کیوں جمع ہو گئیں کہ وہ قید میں ڈالا گیا اس کو کوڑے لگے۔ اور اس کے منہ پر تھوکا گیا۔ اور آخر بقول عیسائیوں کے ایک لعنتی موت اس کے حصہ میں آئی جس کے بغیر وہ اپنے بندوں کو نجات نہیں دے سکتا تھا۔* کیا ایسے کمزور خدا پر کچھ بھروسہ ہو سکتا ہے اور کیا خدا بھی ایک فانی انسان کی طرح مرجاتا ہے اور پھر صرف جان نہیں بلکہ اس کی عصمت اور اُس کی ماں کی عصمت پر بھی یہودیوں نے ناپاک تہمتیں لگائیں اور کچھ بھی اس خدا سے نہ ہو سکا کہ زبردست طاقتیں دکھلا کر اپنی بریّت ظاہر کرتا پس ایسے خدا کا ماننا عقل تجویز نہیں کر سکتی۔ جو خود مصیبت زدہ ہو کر تنگی حالت میں مر گیا اور یہودیوں کا کچھ بھی بگاڑ نہ سکا۔ اور یہ کہنا کہ اس نے عمداً اپنے تئیں صلیب پر چڑھایا تا اسکی اُمت کے گناہ بخشے جائیں اس سے زیادہ کوئی بیہودہ خیال نہیں ہوگا جس شخص نے تمام رات اپنی جان بچانے کے لئے رو رو کر ایک باغ میں دعا کی اور وہ بھی منظور نہ ہوئی اور پھر گھبراہٹ اس قدر اس پر غالب آئی کہ صلیب پر چڑھنے کے وقت ایلی ایلی لما سبقتنی کہکر اپنے خدا کو خدا کر کے پکارا اور اس شدت بیقراری میں باپ کرنا بھی بھول گیا۔ کیا اس کی نسبت کوئی خیال کر سکتا کہ اس نے اپنی مرضی سے جان دی۔ عیسائیوں کے اس متناقض بیان کو کون سمجھ سکتا ہے کہ ایک طرف تو یسوع کو خدا ٹھیرایا جاتا ہے۔ پھر وہی خدا کسی اور خدا کے آگے رو رو کر دعا کرتا ہے جبکہ تینوں خدا یسوع کے اندر ہی موجود تھے اور وہ اُن سب کا مجموعہ تھا۔ اس نے کس کے آگے رو رو کر دعا کی۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیوں کے نزدیک ان تین خداؤں کے علاوہ کوئی اور بھی زبردست خدا ہے جو اُن سے الگ اور ان پر حکمران ہے جس کے آگے تینوں خداؤں کو رونا پڑا۔

* یہ بات کہ اس لعنتی موت پر مسیح خود راضی ہو گیا تھا اس دلیل سے رد ہو جاتی ہے کہ مسیح نے باغ میں رو رو کر دعا کی کہ یہ پیالہ اس سے ٹل جائے اور پھر صلیب پر کھینچنے کے وقت چیخ مار کر کہا کہ ایلی ایلی لما سبقتنی یعنی اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا اگر وہ اس صلیبی موت پر راضی تھا تو اس نے کیوں دعائیں کیں اور یہ خیال کہ مسیح کی صلیبی موت خدا تعالیٰ کی طرف سے مخلوق پر ایک رحمت تھی اور خدا نے جوش ہو کر ایسا کام کیا تھا تا دنیا مسیح کے خون سے نجات پاوے تو یہ وہم اس دلیل سے رد ہو جاتا ہے کہ اگر درحقیقت اُس دن رحمت الٰہی جوش میں آئی تھی تو کیوں اُس دن سخت زلزلہ آیا یہاں تک کہ ہیکل کا پردہ پھٹ گیا اور کیوں سخت آندھی آئی اور سورج تاریک ہو گیا اس سے تو صریح معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ مسیح کی مصیبت پر سخت [illegible] جسکی وجہ سے چالیس برس تک خدا نے یہودیوں کا پیچھا نہ چھوڑا اور وہ طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا رہے اور سخت طاعون سے ہلاک ہوئے اور آخر طیطوس [illegible] کے ہاتھ ہزاروں یہودی مارے گئے۔

پھر جس غرض کیلئے خودکشی اختیار کی گئی وہ غرض بھی تو پوری نہ ہوئی ٭ غرض تو یہ تھی کہ یسوع کو ماننے والے گناہ اور دنیا پرستی اور دنیا کے لالچوں سے باز آجائیں۔ مگر نتیجہ برعکس ہوا۔ اس خودکشی سے پہلے تو کسی قدر یسوع کے ماننے والے رو بخدا بھی تھے مگر بعد اس کے جیسے جیسے خودکشی اور کفارہ کے عقیدہ پر زور دیا گیا اسی قدر دنیا پر اور دنیا کے لالچ اور دنیا کی خواہش اور شراب خوری اور قمار بازی اور بدنظری اور ناجائز تعلقات عیسائی قوم میں بڑھ گئے کہ جیسے ایک خونخوار اور تیز رو دریا پر ایک بند لگا یا گیا تھا وہ بند یک دفعہ ٹوٹ جائے اور اردگرد کے تمام دیہات اور زمین کو تباہ کر دے۔ یہ بھی یاد رہے کہ صرف گناہ سے پاک ہونا انسان کے لئے کمال نہیں ہزاروں کیڑے مکوڑے اور چرند و پرند ہیں کہ کوئی گناہ نہیں کرتے۔ پس کیا ان کی نسبت ہم خیال کر سکتے ہیں کہ وہ خدا تک پہنچ گئے ہیں۔ پس سوال یہ ہے کہ مسیح نے روحانی کمالات حاصل کرنے کے لئے کونسا کفارہ دیا۔ انسان خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے دو چیزوں کا محتاج ہے۔ اوّل بدی سے پرہیز کرنا۔ دوم نیکی کے اعمال کو حاصل کرنا اور محض بدی کو چھوڑنا کوئی ہنر نہیں ہے۔ پس اصل بات یہ ہے کہ جب سے انسان پیدا ہوا ہے یہ دونوں قوتیں اسکی فطرت کے اندر موجود ہیں۔ ایک طرف تو جذبات نفسانی اس کو گناہ کی طرف مائل کرتے ہیں اور دوسری طرف محبت الٰہی کی آگ جو اس کی فطرت کے اندر مخفی ہے وہ اس گناہ کے خس و خاشاک کو اس طرح پر جلا دیتی ہے جیسا کہ ظاہری آگ ظاہری خس و خاشاک کو جلاتی ہے مگر اس روحانی آگ کا افروختہ ہونا جو گناہوں کو جلاتی ہے مگر اس روحانی آگ کا افروختہ ہونا جو گناہوں کو جلاتی ہے معرفت الٰہی پر موقوف ہے کیونکہ ہر ایک چیز کی محبت اور عشق اسکی معرفت سے وابستہ ہے۔ جس چیز کے حسن اور خوبی کا ہمیں علم نہیں ہم اس پر عاشق نہیں ہو سکتے۔ پس خدائے عزّ وجلّ کی خوبی اور حسن و جمال کی معرفت اسکی محبت پیدا کرتی ہے اور محبت کی آگ سے گناہ جلتے ہیں مگر سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ وہ معرفت عام لوگوں کو نبیوں

٭ افسوس کہ قرون ثلاثہ کے بعد بعض مسلمانوں کے فرقوں کا یہ مذہب ہوگیا کہ گویا حضرت عیسےٰ علیہ السلام صلیب سے محفوظ رہ کر آسمان پر زندہ چلے گئے اور اب تک وہیں مع جسم عنصری بیٹھے ہیں اب تک موت نہیں آئی اور اس طرح پر نادان مسلمانوں نے عیسائی مذہب کو بڑی مدد دی ہے اور کہتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ کی موت پر قرآن میں کہیں ذکر نہیں حالانکہ قرآن شریف کے کئی مقامات میں بتصریح انکی موت کا ذکر ہے۔ مثلاً آیت فلما توفیتنی کیسی صاف تصریح سے انکی موت پر دلالت کرتی ہے اور کہتے ہیں کہ آیت وما قتلوہ وما صلبوہ حضرت عیسیٰ کی حیات پر دلالت کرتی ہے انکی ایسی سمجھ پر رونا آتا ہے کیا جو شخص مصلوب نہیں ہوتا وہ مرتا نہیں؟ میں نے بارہا بیان کیا ہے کہ قرآن شریف میں نفی صلیب اور رفع عیسےٰ کا ذکر اسلئے نہیں کہ خدا تعالیٰ حضرت عیسےٰ کی حیات ثابت کرے بلکہ اس لئے یہ ذکر ہے کہ تا یہ ثابت کرے کہ عیسےٰ لعنتی موت سے نہیں مرا اور مومنوں کی طرح اس کا رفع روحانی ہوا ہے اس میں یہود کا رد مقصود ہے کیونکہ وہ ان کے رفع ہونے کے منکر ہیں۔ منہ

کی معرفت ملتی ہے اور ان کی روشنی سے وہ روشنی حاصل کرتے ہیں اور جو کچھ ان کو دیا گیا وہ انکی پیروی سے سب کچھ پالیتے ہیں۔

مگر افسوس کہ عیسائی مذہب میں معرفت الٰہی کا دروازہ بند ہے کیونکہ خدا تعالےٰ کی ہمکلامی پر مہر لگ گئی ہے اور آسمانی نشانوں کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ پھر تازہ بتازہ معرفت کس ذریعہ سے حاصل ہو۔ صرف قصوں کو زبان سے چاٹو۔ ایسے مذہب کو ایک عقلمند کیا کرے جس کا خدا ہی کمزور اور عاجز ہے اور جس کا سارا مدار قصوں اور کہانیوں پر ہے۔

اسی طرح ہندو مذہب جس کی ایک شاخ آریہ مذہب ہے وہ سچائی کی حالت سے بالکل گرا ہوا ہے ان کے نزدیک اس جہان کا ذرہ ذرہ قدیم ہے جن کا کوئی پیدا کرنے والا نہیں۔ پس ہندوؤں کو اُس خدا پر ایمان نہیں جس کے بغیر کوئی چیز ظہور میں نہیں آئی اور جس کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی۔ اور کہتے ہیں کہ ان کا پرمیشر کسی کے گناہ معاف نہیں کرسکتا گویا اس کی اخلاقی حالت انسان کی اخلاقی حالت سے بھی گری ہوئی ہے جبکہ ہم اپنے گنہگاروں کے گناہ معاف کرسکتے ہیں اور اپنے نفوس میں ہم یہ قوت پاتے ہیں کہ جو شخص سچے دل سے اپنے قصور کا اعتراف کرے اور اپنے فعل پر سخت نادم ہو اور آئندہ کے لئے اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کرے اور تذلل اور انکسار سے ہمارے سامنے توبہ کرے تو ہم خوشی کے ساتھ اس کے گناہ معاف کرسکتے ہیں بلکہ معاف کرنے سے ہمارے اندر ایک خوشی پیدا ہوتی ہے تو پھر کیا وجہ کہ وہ پرمیشر جو خدا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے جس کے پیدا کردہ گنہگار ہیں اور ان کے گناہ کرنے کی طاقتیں بھی اسی کی طرف سے ہیں اسمیں عمدہ خلق نہیں اور جبتک کروڑوں سال تک ایک گناہ کی سزا نہ دے خوش نہیں ہوتا۔ ایسے پرمیشر کے ماتحت رہکر کیونکر کوئی نجات پاسکتا ہے اور کیونکر کوئی ترقی حاصل کرسکتا ہے۔

غرض میں نے خوب غور سے دیکھا کہ یہ دونوں مذہب راستبازی کے مخالف ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی راہ میں جس قدر ان مذاہب میں روکیں اور نومیدی پائی جاتی ہے میں سب کو

اس رسالہ میں لکھ نہیں سکتا۔ صرف بطور خلاصہ لکھتا ہوں کہ وہ خدا جس کو پاک روحیں تلاش کرتی ہیں اور جس کو پانے سے انسان اسی زندگی میں سچی نجات پا سکتا ہے اور اُس پر انوار الٰہی کے دروازے کھُل سکتے ہیں۔ اور اس کی کامل معرفت کے ذریعہ سے کامل محبت پیدا ہو سکتی ہے۔ اُس خدا کی طرف یہ دونوں مذہب رہبری نہیں کرتے اور ہلاکت کے گڑھے میں ڈالتے ہیں ایسا ہی ان کے مشابہ دنیا میں اور مذاہب بھی پائے جاتے ہیں مگر یہ سب مذاہب خدائے واحد لاشریک تک نہیں پہنچا سکتے اور طالب کو تاریکی میں چھوڑتے ہیں۔

یہ وہ تمام مذاہب ہیں جن میں غور کرنے کیلئے میں نے ایک بڑا حصہ عمر کا خرچ کیا اور نہایت دیانت اور تدبّر سے ان کے اصول میں غور کی۔ مگر سب کو حق سے دور اور مہجور پایا۔ ہاں یہ مبارک مذہب جس کا نام اسلام ہے وہی ایک مذہب ہے جو خدا تعالیٰ تک پہنچاتا ہے اور وہی ایک مذہب ہے جو انسانی نظرت کے پاک تقاضاؤں کو پورا کر نیوالا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ انسان کی ایک ایسی فطرت ہے کہ وہ ہر ایک بات میں کمال کو چاہتا ہے۔ پس چونکہ انسان خدا تعالیٰ کے تعبد ابدی کیلئے پیدا کیا گیا ہے اس لئے وہ اس بات پر راضی نہیں ہو سکتا کہ وہ خدا جس کی شناخت میں اس کی نجات ہے اُسی کی شناخت کے بارے میں صرف چند بیہودہ قصوں پر حصر رکھے اور وہ اندھا رہنا نہیں چاہتا بلکہ چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفات کاملہ کے متعلق پورا علم پاوے گویا اسکو دیکھ لے سو یہ خواہش اسکی محض اسلام کے ذریعہ سے پوری ہو سکتی ہے۔ اگرچہ بعض کی یہ خواہش نفسانی جذبات کے نیچے چھپ گئی ہے اور جو لوگ دنیا کی لذات کو چاہتے ہیں اور دنیا سے محبت کرتے ہیں وہ بوجہ سخت محجوب ہونیکے نہ خدا کی کچھ پروا رکھتے ہیں اور نہ خدا کے وصال کے طالب ہیں کیونکہ دنیا کے بُت کے آگے وہ سرنگون ہیں۔ لیکن اسمیں کچھ شک نہیں کہ جو شخص دنیا کے بُت سے رہائی پائے اور دائمی اور سچی لذت کا طالب ہو وہ صرف قصوں والے مذہب پر خوش نہیں ہو سکتا اور نہ اُس سے کچھ تسلی پا سکتا ہے۔ ایسا شخص محض اسلام میں اپنی تسلی پائیگا اسلام کا خدا

کسی پر اپنے فیض کا دروازہ بند نہیں کرتا بلکہ اپنے دونوں ہاتھوں سے بلا رہا ہے کہ میری طرف آؤ۔ اور جو لوگ پورے زور سے اس کی طرف دوڑتے ہیں ان کے لئے دروازہ کھولا جاتا ہے۔

سو مَیں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصّہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر مَیں اپنے سیّد و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللّٰہ علیہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو مَیں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا اور مَیں اپنے سچّے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے۔ اور مَیں اس جگہ یہ بھی بتلاتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے کہ سچی اور کامل پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب باتوں سے پہلے دل میں پیدا ہوتی ہے سو یاد رہے کہ وہ قلب سلیم ہے یعنی دل سے دنیا کی محبت نکل جاتی ہے اور دل ایک ابدی اور لازوال لذت کا طالب ہو جاتا ہے۔ پھر بعد اس کے ایک مصفّٰی اور کامل محبت الٰہی بباعث اس قلب سلیم کے حاصل ہوتی ہے اور یہ سب نعمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے بطور وراثت ملتی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ یعنی ان کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے بلکہ یک طرفہ محبت کا دعوےٰ بالکل ایک جھوٹ اور لاف وگزاف ہے جب انسان سچّے طور پر خدا تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تو خدا بھی اس سے محبت کرتا ہے تب زمین پر اس کے لئے ایک قبولیت پھیلائی جاتی ہے اور ہزاروں انسانوں کے دلوں میں ایک سچی محبت اس کی ڈال دی جاتی ہے اور ایک قوّت جذب اس کو عنایت ہوتی ہے اور ایک نور اسکو دیا جاتا ہے جو ہمیشہ اسکے ساتھ ہوتا ہے۔ جب ایک انسان سچّے دل سے خدا سے

محبت کرتا ہے اور تمام دنیا پر اس کو اختیار کر لیتا ہے اور غیر اللہ کی عظمت اور وجاہت اس کے دل میں باقی نہیں رہتی بلکہ سب کو ایک مرے ہوئے کیڑے سے بھی بدتر سمجھتا ہے۔ تب خدا جو اس کے دل کو دیکھتا ہے ایک بھاری تجلّی کے ساتھ اس پر نازل ہوتا ہے اور جس طرح ایک صاف آئینہ میں جو آفتاب کے مقابل پر رکھا گیا ہے آفتاب کا عکس ایسے پورے طور پر پڑتا ہے کہ مجازاً اور استعارہ کے رنگ میں کہہ سکتے ہیں کہ وہی آفتاب جو آسمان پر ہے اس آئینہ میں بھی موجود ہے۔ ایسا ہی خدا ایسے دل پر اُترتا ہے اور اسکے دل کو اپنا عرش بنا لیتا ہے یہی وہ امر ہے جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے پہلی کتابوں میں جو کامل راستبازوں کو خدا کے بیٹے کرکے بیان کیا گیا ہے اس کے بھی یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ درحقیقت خدا کے بیٹے ہیں۔ کیونکہ یہ تو کفر ہے اور خدا بیٹوں اور بیٹیوں سے پاک ہے بلکہ یہ معنے ہیں کہ ان کامل راستبازوں کے آئینۂ صافی میں عکسی طور پر خدا نازل ہوا تھا اور ایک شخص کا عکس جو آئینہ میں ظاہر ہوتا ہے استعارہ کے رنگ میں گویا وہ اُس کا بیٹا ہوتا ہے کیونکہ جیسا کہ بیٹا باپ سے پیدا ہوتا ہے ایسا ہی عکس اپنے اصل سے پیدا ہوتا ہے پس جبکہ ایسے دل میں جو نہایت صافی ہے اور کوئی کدورت اس میں باقی نہیں رہی تجلیات الٰہیہ کا انعکاس ہوتا ہے تو وہ عکسی تصویر استعارہ کے رنگ میں اصل کیلئے بطور بیٹے کے ہو جاتی ہے۔ اسی بناء پر توریت میں کہا گیا ہے کہ یعقوب میرا بیٹا بلکہ میرا پہلوٹا بیٹا ہے۔ اور عیسٰی ابن مریم کو جو انجیلوں میں بیٹا کہا گیا۔ اگر عیسائی لوگ اسی حد تک کھڑے رہتے کہ جیسے ابراہیم اور اسحاق اور اسمٰعیل اور یعقوب اور یوسف اور موسٰی اور داؤد اور سلیمان وغیرہ خدا کی کتابوں میں استعارہ کے رنگ میں خدا کے بیٹے کہلاتے ہیں ایسا ہی عیسٰی بھی ہے تو اُن کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ کیونکہ جیسا کہ استعارہ کے رنگ میں ان نبیوں کو پہلے نبیوں کی کتابوں میں بیٹا کرکے پکارا ہے۔ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بعض پیشگوئیوں میں خدا کرکے پکارا گیا ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ وہ تمام

نبی خدا تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا ہیں۔ بلکہ یہ تمام استعارات ہیں محبت کے پیرایہ میں۔ ایسے الفاظ خدا تعالیٰ کی کلام میں بہت ہیں جب انسان خدا تعالیٰ کی محبت میں ایسا محو ہوتا ہے جو کچھ بھی نہیں رہتا۔ تب اسی فنا کی حالت میں ایسے الفاظ بولے جاتے ہیں۔ کیونکہ اس حالت میں ان کا وجود درمیان نہیں ہوتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا۔ یعنی ان لوگوں کو کہہ اے میرے بندو خدا کی رحمت سے نومید مت ہو خدا تمام گناہ بخش دے گا۔ اب دیکھو اس جگہ یَا عِبَادَ اللّٰہِ کی جگہ یَا عِبَادِیْ کہہ دیا گیا حالانکہ لوگ خدا کے بندے ہیں نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بندے مگر استعارہ کے رنگ میں بولا گیا۔

ایسا ہی فرمایا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ یعنی جو لوگ تیری بیعت کرتے ہیں وہ درحقیقت خدا کی بیعت کرتے ہیں یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ اب ان تمام آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ٹھیرایا گیا۔ مگر ظاہر ہے کہ وہ خدا کا ہاتھ نہیں ہے۔

ایسا ہی ایک جگہ فرمایا۔ فَاذْکُرُوا اللّٰهَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا۔ پس تم خدا کو یاد کرو جیسا کہ تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو۔ پس اس جگہ خدا تعالیٰ کو باپ کے ساتھ تشبیہ دی اور استعارہ بھی صرف تشبیہ کی حد تک ہے۔

ایسا ہی خدا تعالیٰ نے یہودیوں کا ایک قول بطور حکایت عن الیہود قرآن شریف میں ذکر فرمایا ہے اور وہ قول یہ ہے کہ نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ یعنی ہم خدا کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔ اس جگہ ابناء کے لفظ کا خدا تعالیٰ نے کچھ رد نہیں کیا کہ تم کفر بکتے ہو بلکہ یہ فرمایا کہ اگر تم خدا کے پیارے ہو تو پھر وہ تمہیں کیوں عذاب دیتا ہے اور ابناء کا دوبارہ ذکر بھی نہیں کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہودیوں کی کتابوں میں خدا کے پیاروں کو

بیٹا کرکے بھی پکارتے تھے۔

اب اس تمام بیان سے ہماری غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا کسی کے ساتھ پیار کرنا اس بات سے مشروط کیا ہے کہ ایسا شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی پیروی کرے ٭ چنانچہ میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپ سے محبت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے۔ اس طرح پر کہ خود اس کے دل میں محبت الٰہی کی ایک سوزش پیدا کر دیتا ہے۔ تب ایسا شخص ہر ایک چیز سے دل برداشتہ ہو کر خدا کی طرف جھک جاتا ہے اور اس کا اُنس و شوق صرف خدا تعالیٰ سے باقی رہ جاتا ہے تب محبت الٰہی کی ایک خاص تجلّی اُس پر پڑتی ہے اور اس کو ایک پورا رنگ عشق اور محبت کا دیکر قوی جذبہ کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ تب جذبات نفسانیہ پر وہ غالب آجاتا ہے اور اسکی تائید اور نصرت میں ہر ایک پہلو سے خدا تعالیٰ کے خارق عادت افعال نشانوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔

یہ تو کسب اور سلوک کی ہم نے ایک مثال بیان کی ہے لیکن بعض اشخاص ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے مدارج میں کسب اور سلوک اور مجاہدہ کو کچھ دخل نہیں بلکہ ان کی شکم مادر میں ہی ایک ایسی بناوٹ ہوتی ہے کہ فطرتاً بغیر ذریعہ کسب اور سعی اور مجاہدہ کے وہ خدا سے محبت کرتے ہیں اور اس کے رسول یعنی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا ان کو روحانی تعلق ہو جاتا ہے جس سے بڑھکر ممکن نہیں اور پھر جیسا جیسا ان پر زمانہ گزرتا ہے وہ اندرونی آگ عشق اور محبت الٰہی کی بڑھتی جاتی ہے اور ساتھ ہی محبت رسول کی آگ ترقی پکڑتی ہے۔ اور ان تمام امور میں خدا ان کا متولی اور متکفل ہوتا ہے اور جب وہ محبت اور عشق کی آگ انتہا تک پہنچ جاتی ہے تب وہ نہایت بیقراری اور دردمندی سے چاہتے ہیں کہ خدا کا جلال زمین پر ظاہر ہو اور اسی میں انکی لذّت اور یہی ان کا آخری مقصد ہوتا ہے۔ تب اُن کیلئے زمین پر خدا تعالیٰ کے نشان ظاہر ہوتے ہیں اور

٭ اگر کوئی کہے کہ غرض تو اعمال صالحہ بجا لانا ہے تو پھر ناجی اور مقبول بننے کیلئے پیروی کی کیا ضرورت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اعمال صالحہ کا صادر ہونا خدا تعالیٰ کی توفیق پر موقوف ہے۔ پس جبکہ خدا تعالیٰ نے ایک کو اپنی عظیم الشان مصلحت سے امام اور رسول مقرر فرمایا اور اس کی اطاعت کیلئے حکم دیا۔ تو جو شخص اس حکم کو پاکر میری پیروی نہیں کرتا اس کو اعمال صالحہ کی توفیق نہیں دی جاتی

× خدا تعالیٰ کسی پر اپنے غیب عظیم الشان

نشان ظاہر نہیں کرتا اور کسی کو آئندہ زمانہ کی عظیم الشان خبریں نہیں دیتا۔ مگر انہیں کو جو اُس کے عشق اور محبت میں محو ہوتے ہیں اور اُسکی توحید اور جلال کے ظاہر ہونیکے ایسے خواہاں ہوتے ہیں جیسا کہ وہ خود ہوتا ہے۔ یہ بات اُنہیں سے مخصوص ہے کہ حضرت الوہیت کے خاص اسرار اُن پر ظاہر ہوتے ہیں اور غیب کی باتیں کمال صفائی سے اُن پر منکشف کی جاتی ہیں اور یہ خاص عزّت دوسرے کو نہیں دی جاتی۔

شاید ایک نادان خیال کرے کہ بعض عام لوگوں کو کبھی کبھی سچی خوابیں آجاتی ہیں۔ بعض مرد یا عورتیں دیکھتے ہیں کہ کسی کے گھر میں لڑکی یا لڑکا پیدا ہوا تو وہی پیدا ہو جاتا ہے اور بعض کو دیکھتے ہیں کہ وہ مر گیا تو وہ مر بھی جاتا ہے یا بعض ایسے ہی چھوٹے چھوٹے واقعات دیکھ لیتے ہیں تو وہ ایسے ہی ہو جاتے ہیں تو میں اس وسوسہ کا پہلے ہی جواب دے آیا ہوں کہ ایسے واقعات کچھ چیز ہی نہیں ہیں اور نہ کسی نیک بختی کی ان میں شرط ہے بہت سے خبیث طبع اور بدمعاش بھی ایسی خوابیں اپنے لئے یا کسی اور کیلئے دیکھ لیتے ہیں۔ لیکن وہ امور جو خاص طور کے غیب ہیں وہ خدا تعالیٰ کے خاص بندوں سے مخصوص ہیں وہ لوگ عام لوگوں کی خوابوں اور الہاموں سے چار طور کا امتیاز رکھتے ہیں۔ ایک یہ کہ اکثر اُن کے مکاشفات نہایت صاف ہوتے ہیں اور شاذ و نادر مشتبہ ہوتا ہے مگر دوسرے لوگوں کے مکاشفات مکدّر اور مشتبہ ہوتے ہیں اور شاذ و نادر کوئی صاف ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ عام لوگوں کی نسبت اس قدر کثیر الوقوع ہوتے ہیں کہ اگر مقابلہ کیا جائے تو وہ مقابلہ ایسا فرق رکھتا ہے جیسا کہ ایک بادشاہ اور ایک گدا کے مال کا مقابلہ کیا جائے۔ تیسرے ان سے ایسے عظیم الشان نشان ظاہر ہوتے ہیں کہ دوسرا شخص انکی نظیر پیش نہیں کرسکتا۔ چوتھے ان کے نشانوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں پائی جاتی ہیں اور محبوب حقیقی کی محبت اور نصرت کے آثار اُن میں نمودار ہوتے ہیں اور صریح دکھائی دیتا ہے کہ وہ ان نشانوں کے ذریعہ سے اُن مقبولوں کی عزّت اور قربت کو دنیا پر ظاہر کرنا چاہتا ہے اور انکی وجاہت دلوں میں بٹھانا چاہتا ہے

مگر جن کا خدا سے کامل تعلق نہیں ان میں یہ بات پائی نہیں جاتی۔ بلکہ انکی بعض خوابیں یا الہام اُن کی سچائی اُن کیلئے ایک بلا ہوتی ہے کیونکہ اس سے انکے دلوں میں تکبّر پیدا ہوتا ہے اور تکبّر سے وہ مرتے ہیں اور اُس جڑھ سے مخالفت پیدا کرتے ہیں جو شاخ کی سرسبزی کا موجب ہوتی ہے۔ اے شاخ یہ مانا کہ تو سرسبز ہے اور یہ بھی قبول کیا کہ تجھے پھول اور پھل آتے ہیں مگر جڑھ سے الگ مت ہو کر اس سے تو خشک ہو جائیگی اور تمام برکتوں سے محروم کی جائیگی۔ کیونکہ تو جزو ہی کل نہیں ہے اور جو کچھ تجھ میں ہے وہ تیرا نہیں بلکہ وہ سب جڑھ کا فیضان ہے *

اب مَیں بموجب آیہ کریمہ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اپنی نسبت بیان کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اُس تیسرے درجہ میں داخل کر کے وہ نعمت بخشی ہے کہ جو میری کوشش سے نہیں بلکہ شکم مادر میں ہی مجھے عطا کیگئی ہے۔ میری تائید میں اس نے وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ آج کی تاریخ سے جو ۱۶۔ جولائی ۱۹۰۶ء ہے اگر مَیں انکو فرداً فرداً شمار کروں تو مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔ اور اگر کوئی میری قسم کا اعتبار نہ کرے تو مَیں اسکو ثبوت دے سکتا ہوں۔ بعض نشان اس قسم کے ہیں جن میں خدا تعالیٰ نے ہر ایک محل پر اپنے وعدہ کے موافق مجھ کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھا اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جن میں ہر محل میں اپنے وعدہ کے موافق میری ضرورتیں اور حاجتیں اُس نے پوری کیں۔ بعض نشان اس قسم کے ہیں جن میں اُس نے بموجب اپنے وعدہ اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَكَ کے میرے پر حملہ کرنیوالوں کو ذلیل و رسوا کیا۔ اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جو مجھ پر مقدمات دائر کرنیوالوں پر اُس نے اپنی پیشگوئیوں کے مطابق مجھ کو فتح دی۔ اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جو میری مدت بعثت سے پیدا ہوتے ہیں کیونکہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے یہ مدت دراز کسی کاذب کو نصیب نہیں ہوئی۔ اور بعض نشان زمانہ کی حالت دیکھنے سے پیدا ہوتے ہیں یعنی یہ کہ زمانہ کسی امام کے پیدا ہونے کی ضرورت تسلیم کرتا ہے۔ اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جنمیں دوستوں کے حق میں میری دعائیں منظور ہوئیں اور بعض نشان اس قسم میں ہیں جو شریر دشمنوں پر

* یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جب آسمان سے مقرر ہو کر ایک نبی یا رسول آتا ہے تو اس نبی کی برکت سے عام طور پر ایک نور حسب مراتب استعدادات آسمان سے نازل ہوتا ہے اور انتشار روحانیت ظہور میں آتا ہے تب ہر ایک شخص خوابوں کے دیکھنے میں ترقی کرتا ہے اور الہام کی استعداد رکھنے والے الہام پاتے ہیں اور روحانی امور میں عقلیں بھی تیز ہو جاتی ہیں کیونکہ جیسا کہ جب بارش ہوتی ہے ہر ایک زمین کچھ نہ کچھ

میری بد دعا کا اثر ہوا۔ اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جو میری دعا سے بعض خطرناک بیماروں نے شفا پائی اور انکی شفا کی پہلے خبر دی گئی۔ اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جو میرے لئے اور میری تصدیق کے لئے عام طور پر خدا نے حوادث ارضی یا سماوی ظاہر کئے۔ اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جو میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے ممتاز لوگوں کو جو مشاہیر فقراء میں سے تھے خوابیں آئیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا جیسے سجادہ نشین صاحب العلم سندھ جن کے مرید ایک لاکھ کے قریب تھے اور جیسے خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں والے اور بعض نشان اس قسم کے ہیں کہ ہزارہا انسانوں نے محض اس وجہ سے میری بیعت کی کہ خواب میں ان کو بتلایا گیا کہ یہ سچا ہے اور خدا کی طرف سے ہے اور بعض نے اس وجہ سے بیعت کی کہ آنحضرت کو خواب میں دیکھا اور آپ نے فرمایا کہ دنیا ختم ہونے کو ہے اور یہ خدا کا آخری خلیفہ اور مسیح موعود ہے اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جو بعض اکابر نے میری پیدائش یا بلوغ سے پہلے میرا نام لیکر میرے مسیح موعود ہونے کی خبر دی جیسے نعمت اللہ ولی اور میاں گلاب شاہ ساکن جمالپور ضلع لدھیانہ اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جن کا دامن ہر ایک قوم کے مقابل پر اور ہر ایک ملک تک اور ہر ایک زمانہ تک وسیع چلا گیا ہے اور وہ سلسلہ مباہلات ہے جس کے بہت سے نمونے دنیا نے دیکھ لئے ہیں اور میں کافی مقدار دیکھنے کے بعد مباہلہ کی رسم کو اپنی طرف سے ختم کر چکا ہوں لیکن ہر ایک جو مجھے کذاب سمجھتا ہے اور ایک مکّار اور مفتری خیال کرتا ہے اور میرے دعوے مسیح موعود کے بارہ میں میرا مکذب ہے اور جو کچھ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوئی اسکو میرا افترا خیال کرتا ہے وہ خواہ مسلمان کہلاتا ہو یا ہندو یا آریہ یا کسی اور مذہب کا پابند ہو اس کو بہر حال اختیار ہے کہ اپنے طور پر مجھے مقابل پر رکھ کر تحریری مباہلہ شائع کرے٭ یعنی خدا تعالیٰ کے سامنے یہ اقرار چند اخباروں میں شائع کرے کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے یہ بصیرت کامل طور پر حاصل ہے کہ یہ شخص (اس جگہ تصریح سے میرا نام لکھے) جو مسیح موعود ہونے کا دعوے کرتا ہے درحقیقت کذاب ہے اور یہ الہام جن میں سے بعض اس نے اس کتاب میں لکھے ہیں

٭ جیسا کہ مصنف مولوی غلام دستگیر قصوری کی کتاب کو دیکھو کہ کس طرح اس نے اپنے طور پر میرے ساتھ مباہلہ کیا اور اپنی کتاب فتح رحمانی میں اسکو شائع کر دیا اور پھر اس سے صرف چند روز بعد فوت ہو گیا اور کس طرح چراغدین جموں نے اپنے طور سے مباہلہ کیا اور لکھا کہ ہم دونوں میں سے جھوٹے کو خدا ہلاک کرے اور پھر اس سے صرف چند روز بعد طاعون سے مع اپنے دونوں لڑکوں کے ہلاک ہو گیا۔ منہ

یہ خدا کا کلام نہیں ہے بلکہ سب اُس کا افترا ہے اور مَیں اس کو در حقیقت اپنی کامل بصیرت اور کامل غور کے بعد اور یقین کامل کے ساتھ مفتری اور کذّاب اور دجّال سمجھتا ہوں۔ پس اے خدائے قادر اگر تیرے نزدیک یہ شخص صادق ہے اور کذّاب اور مفتری اور کافر اور بیدین نہیں ہے تو میرے پر اس تکذیب اور توہین کی وجہ سے کوئی عذاب شدید نازل کر ورنہ اس کو عذاب میں مبتلا کر **آمین**۔

ہر ایک کے لئے کوئی تازہ نشان طلب کرنے کے لئے یہ دروازہ کھلا ہے۔ اور مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اگر اس دعائے مباہلہ کے بعد جس کو عام طور پر مشتہر کرنا ہوگا اور کم سے کم تین نامی اخباروں میں درج کرنا ہوگا۔ ایسا شخص جو اس تصریح کے ساتھ قسم کھا کر مباہلہ کرے اور آسمانی عذاب سے محفوظ رہے تو پھر مَیں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔ اس مباہلہ میں کسی میعاد کی ضرورت نہیں یہ شرط ہے کہ کوئی ایسا امر نازل ہو جس کو دل محسوس کرلیں۔

اب چند الہام الٰہی ذیل میں مع ترجمہ لکھے جاتے ہیں٭ جن کے لکھنے سے غرض یہ ہے کہ ایسے مباہلہ کرنیوالے کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ وہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر ان تمام میرے الہامات کو اپنے اس مضمون مباہلہ میں (جسکو شائع کرے) لکھے اور ساتھ ہی یہ اقرار بھی شائع کرے کہ یہ تمام الہامات انسان کا افترا ہے خدا کا کلام نہیں ہے اور یہ بھی لکھے کہ ان تمام الہامات کو مَیں نے غور سے دیکھ لیا ہے۔ مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ انسان کا افترا ہے یعنی اس شخص کا افترا ہے اور اس پر کوئی الہام خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل نہیں ہوا بالخصوص عبد الحکیم خاں نام ایک شخص جو اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ ہے جو بیعت توڑ کر مرتد ہو گیا ہے خاص طور پر اس جگہ مخاطب ہے اب ہم وہ الہامات بطور نمونہ ذیل میں لکھتے ہیں اور وہ یہ ہیں

٭ ان الہامات کی ترتیب بوجہ بار بار کی تکرار کے مختلف ہے کیونکہ یہ فقرے وحی الٰہی کے کبھی کسی ترتیب سے کبھی کسی ترتیب سے نازل ہوتے ہیں اور بعض فقرے ایسے ہیں کہ شاید سو سو دفعہ یا اس سے بھی زیادہ دفعہ نازل ہوئے ہیں پس اس وجہ سے انکی قرأت ایک ترتیب سے نہیں اور شاید آئندہ بھی یہ ترتیب محفوظ نہ رہے کیونکہ عادت اللہ اسی طرح سے واقع ہے کہ اسکی پاک وحی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زبان پر جاری ہوتی اور دل سے جوش مارتی ہے پھر خدا تعالیٰ ان متفرق ٹکڑوں کی ترتیب آپ کرتا ہے اور کبھی ترتیب کے وقت پہلے فکرہ کو عبارت کے پیچھے لگا دیتا ہے اور یہ ضروری سنت ہے کہ وہ تمام فقرے کسی ایک ہی خاص ترتیب پر نہیں رکھے جاتے بلکہ ترتیب کے لحاظ سے انکی قرأت مختلف طور پر کی جاتی ہے اور بعض فقرے مکرر وحی میں پہلے الفاظ سے کچھ بدلائے جاتے ہیں یہ عادت صرف خدا تعالیٰ کی خاص ہے وہ اپنے اسرار بہتر جانتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یا احمد بَارَكَ اللّٰه فِیْكَ ۔ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ

اے احمد خدا نے تجھ میں برکت رکھ دی ہے جو کچھ تو نے چلایا وہ تو نے نہیں چلایا

وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی ۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۔ لِتُنْذِرَ

بلکہ خدا نے چلایا خدا نے تجھے قرآن سکھلایا یعنی اسکے صحیح معنی تجھ پر ظاہر کئے تاکہ تو ان

قَوْمًا مَّا اُنْذِرَ اٰبَاءُهُمْ وَلِتَسْتَبِیْنَ سَبِیْلُ

لوگوں کو ڈراوے جنکے باپ دادے ڈرائے نہیں گئے اور تاکہ مجرموں کی راہ کھل جائے یعنی معلوم

الْمُجْرِمِیْنَ ۔ قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔

ہو جائے کہ کون تجھ سے برگشتہ ہوتا ہے۔ کہہ میں خدا کی طرف سے مامور ہوں اور میں سب سے پہلے ایمان لانیوالا ہوں

قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۔ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ

کہہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا اور باطل بھاگنے والا ہی تھا

زَهُوْقًا ۔ کُلُّ بَرَکَةٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ۔

ہر ایک برکت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے

فَتَبَارَكَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ ۔ وَقَالُوْا اِنْ هٰذَا اِلَّا

پس بڑا مبارک وہ ہے جس نے تعلیم دی اور جس نے تعلیم پائی اور کہیں گے کہ یہ وحی نہیں ہے یہ کلمات تو اپنی

اخْتِلَاقٌ ۔ قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ یَلْعَبُوْنَ

طرف سے بنائے ہیں اُن کو کہہ وہ خدا ہی ہے جس نے یہ کلمات نازل کئے پھر انکو لہو و لعب کے خیالات میں چھوڑ دے

قُلْ اِنِ افْتَرَیْتُهٗ فَعَلَیَّ اِجْرَامٌ شَدِیْدٌ ۔

انکو کہہ کہ اگر یہ کلمات میرا افترا ہے اور خدا کا کلام نہیں تو پھر میں سخت سزا کے لائق ہوں

وَمَنْ اَظلم ممّن افتریٰ علی اللّٰہ کذبًا ؕ

اور اس انسان سے زیادہ تر کون ظالم ہے جس نے خدا پر افترا کیا اور جھوٹ باندھا

ھوالذی ارسل رسولہ بالھدٰی ودین

خدا وہ خدا ہے جس نے اپنا رسول اور اپنا فرستادہ اپنی ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا

الحقّ لیظھرہٗ علی الدّین کلّہٖ ۔ لامبدّل لکلماتہٖ ؕ

تا اس دین کو ہر قسم کے دین پر غالب کرے خدا کی باتیں پوری ہوکر رہتی ہیں کوئی انکو بدل نہیں سکتا

یقولون انّٰی لک ھٰذا ان ھٰذا الّا قول البشر ؕ

اور لوگ کہیں گے کہ یہ مقام تجھے کہاں سے حاصل ہوا جو الہام کرکے بیان کیا جاتا ہے یہ تو انسان کا قول ہے

واعانہ علیہ قومٌ اٰخرون ؕ افتأتون السّحر

اور دوسروں کی مدد سے بنایا گیا ہے اے لوگو! کیا تم ایک فریب میں دیدہ دانستہ

وانتم تبصرون ؕ ھیھات ھیھات لما توعدون ؕ

پھنستے ہو جو کچھ تمہیں یہ شخص وعدہ دیتا ہے اس کا ہونا کب ممکن ہے

مِنْ ھٰذا الّذی ھُو مھین جاھل او مجنون ۔

پھر ایسے شخص کا وعدہ جو حقیر اور ذلیل ہے یہ تو جاہل ہے یا دیوانہ ہے جو بے ٹھکانے باتیں کرتا ہے

قل عندی شھادۃٌ مِن اللّٰہ فھل انتم مُسْلمون ؕ

ان کو کہہ کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم قبول کروگے یا نہیں

قل عندی شھادۃ من اللّٰہ فھل انتم مؤمنون ؕ

پھر ان کو کہہ کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم ایمان لاؤ گے یا نہیں

ولقد لبثت فیکم عمرًا من قبلہ افلا تعقلون ؕ ھٰذا من رحمۃ

اور میں پہلے اس سے ایک مدت تک تم میں ہی رہتا تھا کیا تم سمجھتے نہیں یہ مرتبہ

ربّك بيتم نعمتهٗ عليك - فبشرى وما انت بنعمة ربّك

تیرے رب کی رحمت سے ہے وہ اپنی نعمت تیرے پر پوری کریگا پس تو خوشخبری لے اور خدا کے فضل سے تو دیوانہ

بمجنون لك درجة في السّماء وفي الّذين هم يبصرون

نہیں ہے تیرا آسمان پر ایک درجہ اور ایک مرتبہ ہے اور نیز ان لوگوں کی نگہ میں جو دیکھتے ہیں

ولك نُرِي آيات ونهدم ما يعمرون - الحمد للّٰه الّذى

اور تیرے لئے ہم نشان دکھائیں گے اور جو عمارتیں بناتے ہیں ہم ڈھا دینگے - اس خدا کی تعریف ہے جس نے

جعلك المسيح ابن مريم لا يُسئل عمّا يفعل وهم

تجھے مسیح ابن مریم بنایا وہ ان کاموں سے پوچھا نہیں جاتا جو کرتا ہے اور لوگ اپنے کاموں

يُسئلون - وقالوا اتجعل فيها من يفسد فيها

سے پوچھے جاتے ہیں اور انہوں نے کہا کہ کیا تو ایسے شخص کو خلیفہ بناتا ہے جو زمین پر فساد کرتا ہے

قال انّي اعلم ما لا تعلمون - انّي مهين من اراد

اُس نے کہا کہ اس کی نسبت جو کچھ میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے میں اس شخص کی اہانت کروں گا جو تیری

اهانتك - انّي لا يخاف لدىّ المرسلون - كتب اللّٰه

اہانت کا ارادہ کریگا میرے قرب میں میرے رسول کسی دشمن سے نہیں ڈرا کرتے خدا نے لکھ چھوڑا ہے

لاغلبنّ انا ورسلي - وهم من بعد غلبهم سيغلبون ٭

کہ میں اور میرے رسول غالب رہیں گے اور وہ مغلوب ہونیکے بعد جلد غالب ہو جائیں گے

انّ اللّٰه مع الذين اتقوا والذين هم محسنون -

خدا ان کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور وہ نیکو کار ہیں

اريك زلزلة السّاعة - انّي احافظ كلّ من في الدّار

قیامت کے مشابہ ایک زلزلہ آئیوالا ہے جو تمہیں دکھاؤنگا اور میں ہر ایک کو جو اس گھر میں ہے بچا رکھوں گا -

⁕ خدا تعالیٰ کا پاک کلام جو میری کتاب براہین احمدیہ کے بعض مقامات میں لکھا گیا ہے اسمیں خدا تعالیٰ نے بتصریح ذکر کر دیا ہے کہ کس طرح اس نے مجھے عیسیٰ بن مریم ٹھیرایا - اس کتاب میں پہلے خدا نے میرا نام مریم رکھا اور بعد اسکے ظاہر کیا کہ اس مریم میں خدا کی طرف سے رُوح پھونکی گئی اور پھر فرمایا کہ رُوح پھونکنے کے بعد مریمی مرتبہ عیسوی مرتبہ کی طرف منتقل ہوگیا اور اس طرح مریم سے عیسیٰ پیدا ہو کر ابن مریم کہلایا پھر دوسرے مقام میں اسی مرتبہ کے متعلق فرمایا - فاجاءہ المخاض الی جذع النخلة قال یا لیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیًا منسیا - اسجگہ خدا تعالیٰ ایک استعارہ کے رنگ میں فرماتا ہے کہ جب اس ماموریں مریمی مرتبہ سے عیسوی مرتبہ کا تولد ہؤا اور اس لحاظ سے یہ مامور ابن مریم بننے لگا تو تبلیغ کی ضرورت جو درد زہ سے مشابہت رکھتی ہے اس کو قوم کی خشک جذع کے سامنے لائی جن میں ایمان اور تقویٰ کا پھل نہیں تھا اور وہ طیار تھے کہ ایسا دعویٰ سن کر افترا کی تہمتیں لگاویں اور دکھ دیں اور طرح طرح کی باتیں اسکے حق میں کریں تب اُس نے اپنے دل میں کہا کہ کاش میں اس سے پہلے مرجاتا اور

٭ اسی طرح الہی میں خدا نے میرا نام رسل رکھا کیونکہ جیسا کہ براہین احمدیہ میں لکھا گیا ہے خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھیرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں میں آدم ہوں میں شیث ہوں میں نوح ہوں میں ابراہیم ہوں میں اسحٰق ہوں میں اسمٰعیل ہوں میں یعقوب ہوں میں یوسف ہوں میں موسیٰ ہوں میں داؤد ہوں میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کا میں مظہر اتم ہوں یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں ۰ منہ

وامتازوا الیوم ایھا المجرمون - جاء الحق وزھق

اے مجرمو! آج تم الگ ہو جاؤ حق آیا اور باطل

الباطل ۔ ھذا الذی کنتم بہ تستعجلون ۔

بھاگ گیا یہ وہی ہے جس کے بارے میں تم جلدی کرتے تھے

بشارۃ تلقاھا النبیون ۔ انت علیٰ بینۃ من ربک ۔

یہ وہ بشارت ہے جو نبیوں کو ملی تھی تو خدا کی طرف سے کھلی کھلی دلیل کے ساتھ ظاہر ہوا ہے

کفیناک المستھزئین ۔ ھل انبئکم علیٰ من تنزل

وہ لوگ جو تیرے پر ہنسی ٹھٹھا کرتے ہیں ان کیلئے ہم کافی ہیں - کیا میں تمہیں بتلاؤں کہ کن لوگوں پر شیطان اترا

الشیاطین - تنزل علیٰ کل افاک اثیم - ولا تیئس

کرتے ہیں ہر ایک کذاب بدکار پر شیطان اُترتے ہیں اور تو خدا کی

من روح اللہ ۔ الا ان روح اللہ قریب ۔ الا ان نصر

رحمت سے نومید مت ہو خبردار ہو کہ خدا کی رحمت قریب ہے خبردار ہو کہ خدا کی مدد

اللہ قریب ۔ یاتیک من کل فج عمیق ۔

قریب ہے وہ مدد ہر ایک دور کی راہ سے تجھے پہنچے گی اور ایسی راہوں سے پہنچیگی کہ وہ راہ لوگوں کے

یاتون من کل فج عمیق ۔

بہت چلنے سے جو تیری طرف آئینگے گہری ہو جائینگے اس کثرت سے لوگ تیری طرف آئیں گے کہ جن راہوں پر وہ چلیں گے وہ عمیق ہو جائینگے

ینصرک اللہ من عندہ ۔ ینصرک رجال نوحی الیھم

خدا اپنی طرف سے تیری مدد کرے گا تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم اپنی

من السماء ۔ لا مبدل لکلمات اللہ ۔ قال ربک

طرف سے الہام کریں گے خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں تیرا رب فرماتا ہے

انہ نازل من السماء مایرضیک ۔ انا فتحنا لک
کہ ایک ایسا امر آسمان سے نازل ہوگا جس سے تو خوش ہو جائے گا ۔ ہم ایک کھلی فتح تجھ کو

فتحاً مبیناً ۔ فتح الولی فتح وقربناہ نجیاً ۔
عطا کریں گے ۔ ولی کی فتح ایک بڑی فتح ہے اور ہم نے اسکو ایک ایسا قرب بخشا کہ ہمراز اپنا بنا دیا

اشجع الناس ۔ ولو کان الایمان معلقاً بالثریّا
وہ تمام لوگوں سے زیادہ بہادر ہے اور اگر ایمان ثریا سے معلّق ہوتا تو وہ وہیں جاکر اس کو لے لیتا

لنالہ ۔ انار اللہ برھانہ ۔ کنت کنزاً مخفیاً
خدا اس کی حجت روشن کریگا ۔ میں ایک خزانہ پوشیدہ تھا

فاحببت ان اعرف ۔ یا قمر یا شمس انت منی وانا
پس میں نے چاہا کہ ظاہر کیا جاؤں ۔ اے چاند اور اے سورج تو مجھ سے ظاہر ہوا اور میں

منک ۔ اذا جاء نصر اللہ وانتھٰی امر الزمان الینا
تجھ سے ۔ جب خدا کی مدد آئے گی اور زمانہ ہماری طرف رجوع کرے گا

وتمت کلمۃ ربک ۔ الیس ھٰذا بالحق ۔ ولا تصعّر
تب کہا جائیگا کہ کیا یہ شخص جو بھیجا گیا حق پر نہ تھا ۔ اور چاہیئے کہ تو مخلوق الٰہی کے ملنے کے

لخلق اللہ ولا تسئم من الناس ۔ ووسّع مکانک
چیں بر جبیں نہ ہو ۔ اور چاہیئے کہ تو لوگوں کی کثرت ملاقات سے تھک نہ جائے ۔ اور تجھے لازم ہے کہ اپنے مکان کو وسیع

وبشر الذین اٰمنوا انّ لھم قدم صدق عند ربھم ۔
اور ایمان والوں کو خوشخبری دے کہ خدا کی حضور میں ان کا قدم صدق پر ہے

واتل علیھم ما اُوحی الیک من ربک ۔ اصحاب الصفّۃ ۔
اور جو کچھ تیرے رب کی طرف سے تیرے پر وحی نازل کی گئی ہے وہ ان لوگوں کو سنا ۔ جو تیری جماعت میں داخل ہونگے صفہ کے رہنے والے

وما ادرٰک ما اصحاب الصّفّۃ۔ ترٰی اعینھم

اور تو کیا جانتا ہے کہ کیا ہیں صفہ کے رہنے والے تو دیکھے گا کہ ان کی آنکھوں سے

تفیض من الدّمع۔ یصلّون علیک۔ ربّنا انّنا سمعنا

آنسو جاری ہوں گے وہ تیرے پر درود بھیجیں گے اور کہیں گے کہ اے ہمارے خدا

منادیًا ینادی للایمان۔ وداعیًا الی اللّٰہ وسراجًا منیرًا۔

ہم نے ایک منادی کرنے والے کی آواز سنی ہے جو ایمان کی طرف بلاتا ہے اور خدا کی طرف بلاتا ہے اور ایک چمکتا ہوا چراغ ہے

یا احمد فاضت الرحمۃ علٰی شفتیک۔ انّک باعیننا۔

اے احمد تیرے لبوں پر رحمت جاری کی گئی تو میری آنکھوں کے سامنے ہے

سمّیتک المتوکّل۔ یرفع اللّٰہ ذکرک۔ ویتمّ نعمتہٗ

میں نے تیرا نام متوکل رکھا خدا تیرا ذکر بلند کرے گا اور اپنی نعمت دنیا

علیک فی الدنیا والاٰخرۃ۔ بورکت یا احمد۔

اور آخرت میں تیرے پر پوری کرے گا اے احمد تو برکت دیا گیا۔

وکان ما بارک اللّٰہ فیک حقًا فیک۔ شانک عجیب۔

اور جو کچھ تجھے برکت دی گئی وہ تیرا ہی حق تھا تیری شان عجیب ہے

واجرک قریب۔ الارض والسماء معک کما ھو معی۔

اور تیرا اجر قریب ہے آسمان اور زمین تیرے ساتھ ہیں جیسے کہ وہ میرے ساتھ ہیں

انت وجیہ فی حضرتی اخترتک لنفسی۔

تو میری درگاہ میں وجیہ ہے میں نے تجھے اپنے لئے چنا

سبحان اللّٰہ تبارک وتعالٰی زاد مجدک

خدائے پاک بڑا برکتوں والا اور بڑا بزرگ ہے وہ تیری بزرگی کو زیادہ کرے گا

ینقطع اٰباءک ویبدء منک ؁

تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع ہو جائیگا اور تیرے بعد سلسلہ خاندان کا تجھ سے شروع ہوگا۔

وما کان اللّٰہ لیترکک حتّٰی یمیز الخبیث من الطیّب

اور خدا ایسا نہیں کہ تجھ کو چھوڑدے جبتک کہ پاک اور پلید میں فرق کرکے نہ دکھلاوے

اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح وتمّت کلمۃ ربّک ۔ ھٰذا

اور جب خدا تعالیٰ کی مدد اور فتح آئے گی اور خدا کا وعدہ پورا ہوگا تب کہا جائیگا کہ یہ

الّذی کنتم بہ تستعجلون ۔ اردت ان استخلف فخلقتُ

وہی امر ہے جس کے لئے تم جلدی کرتے تھے میں نے ارادہ کیا کہ اپنا خلیفہ بناؤں سو میں نے

اٰدم ۔ دنٰی فتدلّٰی فکان قاب قوسین او ادنٰی ۔

اس آدم کو پیدا کیا وہ خدا سے نزدیک ہوا پھر مخلوق کی طرف جھکا اور خدا اور مخلوق کے درمیان ایسا ہو گیا جیسا کہ

یحیی الدّین ویقیم الشریعۃ ۔ یا اٰدم اسکن انت

دین کو زندہ کرے گا اور شریعت کو قائم کرے گا اے آدم تو اور تیرے دوست

وزوجک الجنّۃ ۔ یا مریم اسکن انت وزوجک الجنّۃ

بہشت میں داخل ہو اے مریم تو اور تیرے دوست بہشت میں داخل ہو

؁ یاد رہے کہ ظاہری بزرگی اور وجاہت کے لحاظ سے اس خاکسار کا خاندان بہت شہرت رکھتا تھا بلکہ اس زمانہ تک بھی کہ خاندان کی دنیوی شوکت زوال کے قریب قریب تھی۔ میرے دادا صاحب کے اس نواح میں بیاسی گاؤں اپنی ملکیت کے تھے اور پہلے اس سے وہ والیان ملک کے رنگ میں بسر کرتے تھے اور کسی سلطنت کے ماتحت نہ تھے اور پھر رفتہ رفتہ حکمت اور مشیت ایزدی سے سکھوں کے زمانہ میں چند لڑائیوں کے بعد سب کچھ کھو بیٹھے اور صرف چھ گاؤں اُن کے قبضہ میں رہے اور دو گاؤں اور ہاتھ سے جاتے رہے اور صرف چار گاؤں رہ گئے

یا احمد اسکن انت وزوجک الجنّة - نُصِرتَ

اے احمد تو اور تیرے دوست بہشت میں داخل ہو تجھے مدد دی جائیگی

وقالوا لات حین مناص - ان الذین کفروا

اور مخالف کہیں گے کہ اب گریز کی جگہ نہیں وہ لوگ جو کافر ہوئے

وصدّوا عن سبیل اللہ ردّ علیھم رجل من فارسؔ

اور خدا کے راہ کے مانع ہوئے ان کا ایک فارسی الاصل آدمی نے رد کیا

شکر اللہ سعیہٗ ام یقولون نحن جمیع منتصرؔ

خدا اس کی کوشش کا شکرگذار ہے۔ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایک زبردست جماعت تباہ کرنیوالے ہیں

بقیہ حاشیہ

اور اس طرح پر دنیوی شوکت جو کسی کے ساتھ وفا نہیں کرتی زوال پذیر ہوگئی بہرحال یہ خاندان اس نواح میں بہت شہرت رکھتا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ نے نہ چاہا کہ یہ عزت صرف دنیوی حیثیت تک محدود رہے کیونکہ دنیا کی عزتوں کا بجز بیجا مشیخت اور تکبر اور غرور کے اور کوئی ماحصل نہیں اس لئے اب خدا تعالیٰ اپنی پاک وحی میں عذ دیتا ہے اور مجھ مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ اب یہ خاندان اپنا رنگ بدل لیگا اور اس خاندان کا سلسلہ تم سے شروع ہوگا اور پہلا ذکر منقطع ہو جائیگا اور اس وحی الٰہی میں کثرت نسل کی طرف بھی اشارہ ہے یعنی نسل بہت ہو جائیگی اور جیسا کہ بظاہر سمجھا گیا ہے یہ خاندان مغلیہ خاندان کے نام سے شہرت رکھتا ہے لیکن خدائے عالم الغیب نے جو دانائے حقیقت حال ہے بار بار اپنی وحی مقدس میں ظاہر فرمایا ہے جو یہ فارسی خاندان ہے اور مجھ کو ابناء فارس کر کے پکارا ہے جیسا کہ وہ میری نسبت فرماتا ہے **ان الذین کفروا وصدّوا عن سبیل اللہ ردّ علیھم رجل من فارس شکر اللہ سعیہ** یعنی جو لوگ کافر ہو کر خدا تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں ایک فارسی الاصل نے ان کا رد لکھا ہے خدا اسکی اس کوشش کا شکرگذار ہے پھر وہ ایک اور وحی میں میری نسبت فرماتا ہے **لو کان الایمان معلّقا بالثریا لنالہ**

سیہزم الجمع ویولّون الدّبر۔ انّک الیوم لدینا
یہ سب لوگ بھاگ جائیں گے اور پیٹھ پھیر لیں گے تو ہمارے نزدیک آج صاحب مرتبہ

مکین امین۔ وان علیک رحمتی فی الدّنیا والدّین۔
امین ہے اور تیرے پر میری رحمت دنیا اور دین میں ہے

وانّک من المنصورین۔ یحمدک اللہ ویمشی الیک۔
اور تو ان لوگوں میں سے ہے جنکے شامل نصرت الٰہی ہوتی ہے خدا تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چل رہا ہے

سبحان الذی اسرٰی بعبدہٖ لیلا۔ خلق اٰدم فاکرمہ۔
وہ پاک ذات وہی خدا ہے جس نے ایک رات میں تجھے سیر کرا دیا اُس نے اس آدم کو پیدا کیا اور پھر اسکو عزت دی

بقیہ حاشیہ

رجل من فارس۔ یعنی اگر ایمان ثریا کے ساتھ معلق ہوتا تو ایک فارسی الاصل انسان وہاں بھی اس کو پا لیتا۔ پھر اپنی ایک اور وحی میں مجھ کو مخاطب کرکے فرماتا ہے خذوا التوحید التوحید یا ابناء الفارس یعنی توحید کو پکڑو توحید کو پکڑو اے فارس کے بیٹو۔ ان تمام کلمات الٰہیہ سے ثابت ہے کہ اس عاجز کا خاندان دراصل فارسی ہے نہ مغلیہ نہ معلوم کس غلطی سے مغلیہ خاندان کے ساتھ مشہور ہو گیا اور جیسا کہ ہمیں اطلاع دیگئی ہے میرے خاندان کا شجرہ نسب اس طرح پر ہے کہ میرے والد کا نام مرزا غلام مرتضٰی تھا اور انکے والد کا نام مرزا عطا محمد۔ میرزا عطا محمد کے والد میرزا گل محمد۔ میرزا گل محمد کے والد میرزا فیض محمد کے والد میرزا محمد قائم۔ میرزا محمد قائم کے والد میرزا محمد اسلم۔ میرزا محمد اسلم کے والد میرزا دلاور۔ میرزا دلاور کے والد میرزا الہ دین۔ میرزا الہ دین کے والد میرزا جعفر بیگ۔ میرزا جعفر بیگ کے والد میرزا محمد بیگ۔ میرزا محمد بیگ کے والد میرزا عبد الباقی۔ میرزا عبد الباقی کے والد میرزا محمد سلطان۔ میرزا محمد سلطان کے والد میرزا ہادی بیگ۔ معلوم ہوتا ہے کہ میرزا اور بیگ کا لفظ کسی زمانہ میں بطور خطاب کے انکو ملا تھا جس طرح خان کا نام بطور خطاب کے دیا جاتا ہے بہرحال جو کچھ خدا نے ظاہر فرمایا ہے وہی درست ہے انسان ایک ادنیٰ سی لغزش سے غلطی میں پڑ سکتا ہے مگر خدا سہو اور غلطی سے پاک ہے۔ منہ ✣

✣ حاشیہ در حاشیہ۔ میرے خاندان کی نسبت ایک اور وحی الٰہی ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا میری نسبت فرماتا ہے سلمان منا اھل البیت (ترجمہ) سلمان یعنی یہ عاجز جو دو صلح کی بنیاد ڈالتا ہے ہم میں سے ہے اہل بیت میں سے ہے۔ یہ وحی الٰہی اس مشہور واقعہ کی تصدیق کرتی ہے جو میری بعض دادیاں سادات میں سے تھیں اور دو صلح سے مراد یہ ہے کہ خدا نے ارادہ کیا ہے کہ ایک صلح میرے ہاتھ سے اور میرے ذریعہ سے اسلام کے اندرونی فرقوں میں ہوگی اور بہت کچھ تفرقہ اٹھ جائیگا اور دوسری صلح اسلام کے بیرونی دشمنوں کے ساتھ ہوگی کہ بہتوں کو اسلام کی حقانیت کی سمجھ دی جائیگی اور وہ اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔ منہ

جَرِی اللّٰہ فی حُلَلِ الانبیاءِ۔ بشریٰ لک یا احمدی۔

یہ رسول خدا ہے تمام نبیوں کے پیرایہ میں یعنی ہر ایک نبی کی ایک خاص صفت اس میں موجود ہے۔ تجھے بشارت ہو اے میرے احمد

اَنْتَ مُرَادِیْ وَمَعِیْ۔ سِرُّکَ سِرِّیْ۔ اِنِّیْ نَاصِرُکَ۔

تو میری مراد اور میرے ساتھ ہے تیرا بھید میرا بھید ہے مَیں تیری مدد کروں گا۔

انی حافظک۔ انی جاعلک للنّاس اماما۔ اکان

مَیں تیرا نگہبان رہوں گا مَیں لوگوں کے لئے تجھے امام بناؤں گا تو ان کا رہبر ہوگا اور وہ تیرے پیرو۔ کیا

للنّاس عجبا۔ قل ھو اللّٰہ عجیب۔ لا یُسْئل عمّا یفعل

ان لوگوں کو تعجب آیا کہ خدا ذوالعجائب ہے وہ اپنے کاموں سے پوچھا نہیں جاتا

وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ۔ وتلک الایّام نُدَاوِلُھَا بَیْنَ النّاس۔

اور لوگ پوچھے جاتے ہیں اور یہ دن ہم لوگوں میں پھیرتے رہتے ہیں

وقالُوْا ان ھٰذا الا اختلاق۔ قل ان کنتم تحبّون

اور کہیں گے کہ یہ تو صرف ایک بناوٹ ہے کہہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو

اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ۔ اذا نصر اللّٰہ المؤمن

تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت رکھے۔ جب خدا تعالیٰ مومن کی مدد کرتا ہے

جعل لہ الحاسدین فی الارض۔ ولا رادّ لفضلہ۔

تو زمین پر اس کے کئی حاسد مقرر کر دیتا ہے اور اس کے فضل کو کوئی رد نہیں کر سکتا

فالنّار موعدھم۔ قل اللّٰہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون۔

پس جہنم ان کے وعدہ کی جگہ ہے، کہہ خدا نے یہ کلام اتارا ہے پھر ان کو لہو و لعب کے خیالات میں چھوڑ دے

واذا قیل لھم اٰمنوا کما اٰمن النّاس قالوا انؤمن

اور جب ان کو کہا جائے کہ ایمان لاؤ جیسا کہ لوگ ایمان لائے کہتے ہیں کیا ہم

كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا

بے وقوفوں کی طرح ایمان لائیں خبردار رہو کہ درحقیقت وہی لوگ بیوقوف ہیں مگر اپنی نادانی پر

يَعْلَمُوْنَ ۞ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ ۙ

مطلع نہیں اور جب ان کو کہا جائے کہ زمین پر فساد مت کرو

قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۞ قُلْ جَآءَكُمْ نُوْرٌ مِّنَ اللّٰهِ فَلَا

کہتے ہیں کہ بلکہ ہم اصلاح کرنیوالے ہیں کہ تمہارے پاس خدا کا نور آیا ہے پس اگر

تَكْفُرُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۞ اَمْ تَسْئَلُهُمْ مِّنْ خَرْجٍ فَهُمْ

مومن ہو تو انکار مت کرو کیا تو ان سے کچھ خراج مانگتا ہے پس وہ

مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ۞ بَلْ اٰتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ فَهُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُوْنَ

اس چٹی کی وجہ سے ایمان لانیکا بوجھ اُٹھا نہیں سکتے بلکہ ہم نے انکو حق دیا اور وہ حق لینے سے کراہت کرتے ہیں

تلطف بالناس وترحم عليهم ۞ انت فيهم بمنزلة موسٰى ۞ واصبر

لوگوں کے ساتھ لطف اور رحم کے ساتھ پیش آ۔ تو ان میں بمنزلہ موسیٰ کے ہے اور انکی

عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ ۞ لعلك باخع نفسك الا يكونوا مؤمنين ۞

باتوں پر صبر کر کیا تو اس لئے اپنے تئیں ہلاک کرے گا کہ وہ کیوں ایمان نہیں لاتے

لا تقف ما ليس لك به علم ۞ ولا تخاطبني في الذين ظلموا

اس بات کے پیچھے مت پڑ جس کا تجھے علم نہیں اور ان لوگوں کے بارہ میں جو ظالم ہیں مجھ سے گفتگو مت کر

انهم مغرقون ۞ واصنع الفلك باعيننا ووحينا.

کیونکہ وہ سب غرق کئے جائیں گے اور ہماری آنکھوں کے روبرو کشتی تیار کر۔ اور ہمارے اشارے سے وہ لوگ

ان الذين يبايعونك انما يبايعون الله ۞ يد الله فوق ايديهم ۞

جو تیرے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں وہ خدا کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے

✤

وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْ کَفَّرَ۔ اَوْقِدْ لِیْ یَا ھَامَانُ۔

اور یاد کر وہ وقت جب تجھ سے وہ شخص مکر کرنے لگا جس نے تیری تکفیر اور تجھے کافر ٹھیرایا اور کہا اے ہامان

لَعَلِّیْ اَطَّلِعُ عَلٰی اِلٰہِ مُوْسٰی وَاِنِّیْ لَاَظُنُّہٗ مِنَ الْکَاذِبِیْنَ

میرے لئے آگ بھڑکا تا میں موسیٰ کے خدا پر اطلاع پاؤں اور میں اُس کو جھوٹا سمجھتا ہوں

تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَھَبٍ وَّتَبَّ ※ مَا کَانَ لَہٗ اَنْ یَّدْخُلَ

ہلاک ہو گئے دونوں ہاتھ ابی لہب کے اور وہ آپ بھی ہلاک ہو گیا اس کو نہیں چاہئے تھا کہ اس معاملہ میں دخل

فِیْھَا اِلَّا خَائِفًا۔ وَمَا اَصَابَکَ فَمِنَ اللّٰہِ۔ اَلْفِتْنَۃُ ھٰھُنَا

دیتا مگر ڈرتے ڈرتے اور جو کچھ تجھے رنج پہنچے گا وہ تو خدا کی طرف سے ہے اس جگہ ایک فتنہ برپا ہوگا

فَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ۔ اَلَا اِنَّھَا فِتْنَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ۔

پس صبر کر جیسا کہ اولو العزم نبیوں نے صبر کیا وہ فتنہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوگا۔

لِیُحِبَّ حُبًّا جَمًّا۔ حُبًّا مِّنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْاَکْرَمِ۔

تا وہ تجھ سے محبت کرے وہ اس خدا کی محبت ہے جو بہت غالب اور بہت بزرگ ہے

شَاتَانِ تُذْبَحَانِ۔ وَکُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ۔ وَلَا تَھِنُوْا

دو بکریاں ذبح کی جائیں گی اور ہر ایک جو زمین پر ہے آخر وہ فنا ہوگا تم کچھ غم مت کرو

وَلَا تَحْزَنُوْا۔ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ۔ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ

اور اندوہگیں مت ہو کیا خدا اپنے بندے کے لئے کافی نہیں کیا تو نہیں جانتا کہ خدا

عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ وَاِنْ یَّتَّخِذُوْنَکَ اِلَّا ھُزُوًا۔

ہر ایک چیز پر قادر ہے اور تجھے انہوں نے ٹھٹھے کی جگہ بنا رکھا ہے وہ ہنسی کی راہ سے کہتے

اَھٰذَا الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰہُ۔ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ

ہیں کیا یہی ہے جس کو خدا نے مبعوث فرمایا ان کو کہہ کہ میں تو ایک انسان ہوں

✤ مکفر سے مراد مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی ہے کیونکہ اُس نے استفتا لکھ کر نذیر حسین کے سامنے پیش کیا اور اس ملک میں تکفیر کی آگ بھڑکانے والا نذیر حسین ہی تھا۔ علیہ ما یستحقہٗ۔ منہ

※ اس جگہ ابولہب سے مراد ایک دہلوی مولوی ہے جو فوت ہو چکا ہے اور پیشگوئی ۲۵ برس کی ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے اور یہ اس زمانہ میں شائع ہو چکی ہے جبکہ میری نسبت تکفیر کا فتویٰ ابھی ان مولویوں کی طرف سے نکلا تھا۔ تکفیر کے فتویٰ کا بانی بھی یہی دہلی کا مولوی تھا جس کا نام خدا تعالیٰ نے ابولہب رکھا اور تکفیر سے ایک مدت دراز پہلے یہ خبر دیدی جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔ منہ

یوحٰی الیّ انما الٰھکم الٰہٌ واحدٌ والخیر کلّہٗ فی القراٰنؕ

میری طرف یہ وحی ہوئی ہے کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے اور تمام بھلائی اور نیکی قرآن میں ہے

لایمسّہٗ الّا المطھّرون۔ قل انّ ھدی اللہ ھو

کسی دوسری کتاب میں نہیں اسکے اسرار تک وہی پہنچتے ہیں جو پاک دل ہیں کہ ہدایت دراصل خدا کی ہدایت ہی ہے

الھُدٰیؕ وقالوا لولا نُزّل علٰی رجل من قریتین

اور کہیں گے کہ یہ وحی الٰہی کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہیں ہوئی جو دو شہروں میں سے

عظیمٍ٭ؕ وقالوا انّٰی لک ھٰذاؕ انّ ھٰذا لمکر مکرتموہ

کسی ایک شہر کا باشندہ ہے اور کہیں گے کہ تجھے یہ مرتبہ کہاں سے حاصل ہو گیا یہ تو ایک مکر ہے جو تم لوگوں نے

فی المدینۃؕ ینظرون الیک وھم لا یبصرونؕ

مل کر بنایا یہ لوگ تیری طرف دیکھتے ہیں مگر تو انہیں دکھائی نہیں دیتا

قل ان کنتم تحبّون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ؕ عسٰی

ان کو کہہ کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔ خدا

ربّکم ان یرحمکمؕ وان عدتم عُدناؕ وجعلنا جھنم

نے چاہا ہے تا تم پر رحم کرے اور اگر تم پھر شرارت کی طرف عود کرو گے تو ہم بھی عذاب دینے کی طرف عود کرینگے

للکافرین حصیرا۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمینؕ

اور ہمنے جہنم کو کافروں کیلئے قیدخانہ بنایا ہے۔ اور ہم نے تجھے تمام دنیا پر رحمت کرنے کے لئے بھیجا ہے

قل اعملوا علٰی مکانتکم انی عاملؕ فسوف تعلمونؕ

انکو کہہ کہ تم اپنے مکانوں پر اپنے طور پر عمل کرو اور میں اپنے طور پر عمل کر رہا ہوں پھر تھوڑی دیر کے بعد دیکھ لوگے کہ کس کی

لایقبل عملٌ مثقال ذرۃ من غیر التقوٰی انّ اللہ مع

خدا مدد کرتا ہے کوئی عمل بغیر تقویٰ کے ایک ذرہ قبول نہیں ہو سکتا خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے

٭ یعنی اس شخص کو عیسیٰ موعود ہونیکا دعویٰ ہے جو چھوٹے سے ایک گاؤں قادیان کا رہنے والا ہے۔ کیوں عیسیٰ موعود کسی مدینہ یا مکہ میں مبعوث نہ ہوا جو مرکز اسلام ہے ٭

الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ قل ان افتریتہ

جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور ان کے ساتھ نیک کاموں میں مشغول ہیں کہہ اگر میں نے افترا کیا ہے

فعلیّ اجرامی۔ ولقد لبثت فیکم عمرًا من قبلہٖ افلا تعقلون

تو میری گردن پر میرا گناہ ہے اور میں پہلے اس سے ایک مدت تک تم ہی میں رہتا تھا کیا تم کو سمجھ نہیں

الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ۔ ولنجعلہٗ اٰیۃً للنّاس

کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے اور ہم اس کو لوگوں کے لئے ایک نشان

ورحمۃً منّا وکان امرًا مقضیًّا۔ قول الحق الذی فیہ

اور ایک نمونہ رحمت بنائیں گے اور یہ ابتدا سے مقدر تھا یہ وہی امر ہے جس میں تم

تمترون۔ سلام علیک جعلت مبارکا۔ انت مبارک فی

شک کرتے تھے۔ تیرے پر سلام تو مبارک کیا گیا تو دنیا اور آخرت

الدنیا والاخرۃ۔ امراض النّاس وبرکاتہٗ۔ بخرام کہ وقتِ

میں مبارک ہے تیرے ذریعہ سے مریضوں پر برکت نازل ہوگی*

تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد

پاک محمد مصطفےٰ نبیوں کا سردار۔ خدا تیرے سب کام درست کردیگا

حاشیہ: یہ خدا کا قول کہ تیرے ذریعہ سے مریضوں پر برکت نازل ہوگی روحانی اور جسمانی دونو قسم کے مریضوں پر مشتمل ہے روحانی طور پر اسلئے کہ میں دیکھتا ہوں کہ میرے ہاتھ پر ہزار ہا لوگ بیعت کرنیوالے ایسے ہیں کہ پہلے ان کی عملی حالتیں خراب تھیں اور پھر بیعت کرنیکے بعد ان کے عملی حالات درست ہوگئے اور طرح طرح کے معاصی سے انہوں نے توبہ کی اور نماز کی پابندی اختیار کی اور میں صدہا ایسے لوگ اپنی جماعت میں پاتا ہوں کہ جنکے دلوں میں یہ سوزش اور تپش پیدا ہوگئی ہے کہ کس طرح وہ جذبات نفسانیہ سے

اور تیری ساری مرادیں تجھے دیگا۔ ربّ الافواج اس طرف توجہ کریگا اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں

يا عيسى انّي متوفّيك ورافعك اليّ وجاعل الذين
اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا اور تجھے اپنی طرف اُٹھاؤں گا اور میں تیرے

اتبعوك فوق الذين كفروا الى يوم القيامة ؕ
تابعین کو تیرے منکروں پر قیامت تک غالب رکھوں گا

پاک ہوں اور جسمانی امراض کی نسبت میں نے بارہا مشاہدہ کیا ہے کہ اکثر خطرناک امراض والے میری دعا اور توجہ سے شفایاب ہوئے ہیں۔ میرا لڑکا مبارک احمد قریباً ۲ برس کی عمر میں ایسا بیمار ہوا کہ حالت یاس ظاہر ہوگئی اور ابھی میں دعا کر رہا تھا کہ کسی نے کہا کہ لڑکا فوت ہوگیا ہے یعنی اب بس کرو دعا کا وقت نہیں مگر میں نے دعا کرنا بس نہ کیا اور جب میں نے اسی حالت توجہ الی اللہ میں لڑکے کے بدن پر ہاتھ رکھا تو معاً مجھے اُس کا دم آتا محسوس ہوا اور ابھی میں نے ہاتھ اس سے علیحدہ نہیں کیا تھا کہ صریح طور پر لڑکے میں جان محسوس ہوئی اور چند منٹ کے بعد ہوش میں آکر بیٹھ گیا۔

اور پھر طاعون کے دنوں میں جبکہ قادیان میں طاعون زور پر تھا میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہوا اور ایک سخت تپ محرقہ کے رنگ میں چڑھا جس سے لڑکا بالکل بیہوش ہوگیا اور بیہوشی میں دونوں ہاتھ مارتا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ اگرچہ انسان کو موت سے گریز نہیں مگر اگر لڑکا ان دنوں میں جو طاعون کا زور ہے فوت ہوگیا تو تمام دشمن اس تپ کو طاعون ٹھیرائیں گے اور خدا تعالیٰ کی اُس پاک وحی کی تکذیب کرینگے کہ جو اُس نے فرمایا ہے انی احافظ کل من فی الدار یعنی میں ہر ایک کو جو تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہے طاعون سے بچاؤں گا۔ اس خیال سے میرے دل پر وہ صدمہ وارد ہوا کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ قریباً رات کے بارہ بجے کا وقت تھا کہ جب لڑکے کی حالت ابتر ہوگئی اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ یہ معمولی تپ نہیں یہ اور ہی بلا ہے تب میں کیا بیان کروں کہ میرے دل

ثُلَّۃٌ من الاوّلین ۝ وثُلَّۃٌ من الاٰخرین - میں اپنی
ان میں سے ایک پہلا گروہ ہو اور ایک پچھلا
چمکار دکھلاؤں گا - اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو
اٹھاؤنگا - دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول
نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں

بقیہ حاشیہ

کی کیا حالت تھی کہ خدانخواستہ اگر لڑکا فوت ہوگیا تو ظالم طبع لوگوں کو حق پوشی کے لئے بہت کچھ سامان ہاتھ آجائیگا - اسی حالت میں مَیں نے وضو کیا اور نماز کیلئے کھڑا ہوگیا اور معًا کھڑا ہونے کے ساتھ ہی مجھے وہ حالت میسر آگئی جو استجابت دعا کے لئے ایک کھلی کھلی نشانی ہے اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ابھی میں شاید تین رکعت پڑھ چکا تھا کہ میرے پر کشفی حالت طاری ہوگئی اور مَیں نے کشفی نظر سے دیکھا کہ لڑکا بالکل تندرست ہے تب وہ کشفی حالت جاتی رہی اور مَیں نے دیکھا کہ لڑکا ہوش کے ساتھ چارپائی پر بیٹھا ہے اور پانی مانگتا ہے اور مَیں چار رکعت پوری کر چکا تھا فی الفور اس کو پانی دیا اور بدن پر ہاتھ لگا کر دیکھا کہ تپ کا نام و نشان نہیں اور ہذیان اور بیتابی اور بیہوشی بالکل دور ہو چکی تھی اور لڑکے کی حالت بالکل تندرستی کی تھی - مجھے اس خدا کی قدرت کے نظارہ نے الٰہی طاقتوں اور دعا قبول ہونے پر ایک تازہ ایمان بخشا۔

پھر ایک مدت کے بعد ایسا اتفاق ہؤا کہ نواب سردار **محمد علیخاں رئیس مالیر کوٹلہ** کا لڑکا قادیان میں سخت بیمار ہوگیا اور آثار یاس اور نومیدی کے ظاہر ہوگئے اُنہوں نے میری طرف دعا کیلئے التجا کی مَیں نے اپنے بیت الدعا میں جا کر ان کے لئے دعا کی اور دعا کے بعد معلوم ہؤا کہ گویا تقدیر مبرم ہے اور اس وقت دعا کرنا عبث ہے - تب مَیں نے کہا کہ یا الٰہی اگر دعا قبول نہیں ہوتی

سے اُس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔ انت منی بمنزلۃ توحیدی

تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید

وتفریدی۔ فحان ان تعان وتعرف بین النّاس ط

اور تفرید پس وہ وقت آتا ہے کہ تو مدد دیا جائیگا اور دنیا میں مشہور کیا جائے گا

انت منی بمنزلۃ عرشی۔ انت منی بمنزلۃ ولدی ٭

تو مجھ سے بمنزلہ میرے عرش کے ہے تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے

انت منی بمنزلۃ لا یعلمھا الخلق ط۔ نحن اولیاؤکم

تو مجھ سے بمنزلہ اس انتہائی قرب کے ہے جس کو دنیا نہیں جان سکتی ہم تمہارے متولی اور

بقیہ حاشیہ

تو مَیں شفاعت کرتا ہوں کہ میرے لئے اسکو اچھا کر دے یہ لفظ میرے منہ سے نکل گئے مگر بعد میں مَیں بہت نادم ہوا کہ ایسا مَیں نے کیوں کہا اور ساتھ ہی مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ وحی ہوئی من ذا الذی یشفع عندہٗ الا باذنہٖ یعنی کس کو مجال ہو کہ بغیر اذن الٰہی شفاعت کرے۔ مَیں اس وحی کو سُن کر چپ ہو گیا اور ابھی ایک منٹ نہیں گذرا ہو گا کہ پھر یہ وحی الٰہی ہوئی کہ انک انت المجاز یعنی تجھے شفاعت کرنیکی اجازت دی گئی۔ بعد میں پھر مَیں نے دعا پر زور دیا اور مجھے محسوس ہوا کہ اب یہ دعا خالی نہیں جائیگی چنانچہ اُسی دن بلکہ اُسی وقت لڑکے کی حالت رو بصحت ہو گئی گویا وہ قبر میں سے نکلا۔ مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ معجزات احیائے موتیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے زیادہ نہ تھے۔ مَیں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ اس قسم کے احیائے موتیٰ بہت سے میرے ہاتھ سے ظہور میں آچکے ہیں۔ اور ایک دفعہ بشیر احمد میرا لڑکا آنکھوں کی بیماری سے بیمار ہو گیا اور مدت تک علاج ہوتا رہا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ تب اس کی اضطراری حالت دیکھ کر مَیں نے جناب الٰہی میں دعا کی تو یہ الہام ہوا بَرَّقَ طِفْلِی بشیر یعنی میرے لڑکے بشیر نے آنکھیں کھول دیں تب اُسی دن خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے اسکی آنکھیں اچھی ہو گئیں۔ اور ایک مرتبہ مَیں خود بیمار ہو گیا یہاں تک کہ قرب اجل سمجھ کر تین مرتبہ مجھے سورۃ یٰسٓ

٭ خدا تعالیٰ بیٹوں سے پاک ہے اور یہ کلمہ بطور استعارہ کے ہے چونکہ اس زمانہ میں ایسے ایسے الفاظ سے نادان عیسائیوں نے حضرت عیسےٰ کو خدا ٹھیرا رکھا ہے اسلئے مصلحت الٰہی نے یہ چاہا کہ اس سے بڑھکر الفاظ اس عاجز کیلئے استعمال کرے تا عیسائیوں کی آنکھیں کھلیں اور وہ سمجھیں کہ وہ الفاظ جن سے مسیح کو خدا بناتے ہیں اس اُمت میں بھی ایک ہے جسکی نسبت اس سے بڑھ کر ایسے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ منہ

فی الحیوۃ الدُّنیا والاٰخرۃ۔ اذا غضبتَ غضبتُ۔

متکفل دنیا اور آخرت میں ہیں جس پر تو غضبناک ہو میں غضبناک ہوتا ہوں

وکلما اَحْبَبْتَ اَحْبَبْتُ۔ من عادیٰ ولیًّالی فقد اٰذنتہٗ

اور جس سے تو محبت کرے میں بھی محبت کرتا ہوں۔ اور جو شخص میرے ولی سے دشمنی رکھے میں لڑنے کیلئے اسکو

للحرب۔ انّی مع الرّسول اقومُ۔ والوم من یلومُ۔

متنبہ کرتا ہوں میں اس رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔ اور اس شخص کو ملامت کرونگا کہ اسکو ملامت کرے

واُعطیك ما یدوم۔ یاْتیك الفرج۔ سلام علیٰ ابراھیمْ۔

اور تجھے وہ چیز دوں گا جو ہمیشہ رہیگی کشائش تجھے ملے گی اس ابراہیم پر سلام

سنائی گئی مگر خدا تعالیٰ نے میری دعا کو قبول فرما کر بغیر ذریعہ کسی دوا کے مجھے شفا بخشی اور جب میں صبح اُٹھا تو بالکل شفا تھی اور ساتھ ہی یہ وحی الٰہی ہوئی وان کنتم فی ریب مما نزلنا علے عبدنا فاتوا بشفاء من مثلہ۔ یعنی اگر تم اس رحمت کے بارہ میں شک میں ہو جو ہم نے اپنے بندہ پر نازل کی تو اس شفا کی کوئی نظیر پیش کرو۔ اسی طرح بہت سی ایسی صورتیں پیش آئیں جو محض دعا اور توجہ سے خدا تعالیٰ نے بیماروں کو اچھا کر دیا جن کا شمار کرنا مشکل ہے۔ ابھی ۸ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء کے دن سے جو پہلی رات تھی میرا لڑکا مبارک احمد خسرہ کی بیماری سے سخت گھبراہٹ اور اضطراب میں تھا۔ ایک رات تو شام سے صبح تک تڑپ تڑپ کر اُس نے بسر کی اور ایک دم نیند نہ آئی اور دوسری رات میں اس سے سخت تر آثار ظاہر ہوئے اور بیہوشی میں اپنی بوٹیاں توڑتا تھا اور ہذیان کرتا تھا اور ایک سخت خارش بدن میں تھی۔ اسوقت میرا دل دردمند ہوا اور الہام ہوا ادعونی استجب لکم تب معاً دعا کے ساتھ مجھے کشفی حالت میں معلوم ہوا کہ اسکے بستر پر چوہوں کی شکل پر بہت سے جانور پڑے ہیں اور وہ اسکو کاٹ رہے ہیں اور ایک شخص اٹھا اور اس نے تمام وہ جانور اکٹھے کر کے ایک چادر میں باندھ دیئے اور کہا کہ اسکو باہر پھینک آؤ اور پھر وہ کشفی حالت جاتی رہی

صافیناہ ونجیناہ من الغم۔ تفردنا بذلک۔ فاتخذوا
ہم نے اس سے صاف دوستی کی اور غم سے نجات دی ہم اس امر میں اکیلے ہیں سو تم

من مقام ابراھیم مصلّے۔ انا انزلناہ قریبا من القادیان۔
اس ابراہیم کے مقام سے عبادت کی جگہ بناؤ یعنی اس نمونہ پر چلو ہم نے اسکو قادیان کے قریب اتارا ہے

وبالحق انزلناہ وبالحق نزل۔ صدق اللہ ورسولہ۔
اور وہ عین ضرورت کے وقت اتارا ہے اور ضرورت کے وقت اترا ہے۔ خدا اور اسکے رسول کی پیشگوئی پوری ہوئی

وکان امر اللہ مفعولا۔ الحمد للہ الذی جعلک المسیح
اور خدا کا ارادہ پورا ہونا ہی تھا اس خدا کی تعریف ہے جس نے تجھے مسیح

اور میں نہیں جانتا کہ پہلے وہ کشفی حالت دور ہوئی یا پہلے مرض دور ہوگئی اور لڑکا آرام سے فجر تک سویا رہا اور چونکہ خدا تعالیٰ نے اپنی طرف سے یہ خاص معجزہ مجھ کو عطا فرمایا ہے اسلئے میں یقیناً کہتا ہوں کہ اس معجزہ شفاء الامراض کے بارے میں کوئی شخص روئے زمین پر میرا مقابلہ نہیں کرسکتا اور اگر مقابلہ کا ارادہ کرے تو خدا اسکو شرمندہ کریگا۔ کیونکہ یہ خاص طور پر مجھ کو موہبت الٰہی ہے جو معجزہ نشان دکھلانے کیلئے عطا کی گئی ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ ہر ایک بیمار اچھا ہو جائیگا بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ اکثر بیماروں کو میرے ہاتھ پر شفا ہوگی۔

اور اگر کوئی چالاکی اور گستاخی سے اس معجزہ میں میرا مقابلہ کرے اور یہ مقابلہ ایسی صورت سے کیا جائے کہ مثلاً قرعہ اندازی سے بیس بیمار میرے حوالہ کئے جائیں اور بیس اس کے حوالے کئے جائیں تو خدا تعالیٰ ان بیماروں کو جو میرے حصہ میں آئیں شفایابی میں صریح طور پر فریق ثانی کے بیماروں سے زیادہ رکھے گا۔ اور یہ نمایاں معجزہ ہوگا۔ افسوس کہ اس مختصر رسالہ میں گنجائش نہیں ورنہ نظیر کے طور پر بہت سے عجیب واقعات بیان کئے جاتے۔ منہ

ابن مریمؑ لایُسئل عما یفعل وھم یسئلون۔ اٰثرک اللّٰہ
ابن مریم بنایا ہے وہ اپنے کاموں سے پوچھا نہیں جاتا اور لوگ پوچھے جاتے ہیں خدا نے تجھے
علیٰ کلّ شیءٍ۔ آسمان سے کئی تخت اُترے پر تیرا
ہر ایک چیز میں سے چن لیا دنیا میں کئی تخت اُترے پر تیرا
تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔ یریدون ان یطفؤا
تخت سب سے اوپر بچھایا گیا ارادہ کریں گے کہ خدا کے نور کو بجھاویں
نوراللّٰہ الا انّ حزب اللّٰہ ھم الغالبون۔ لاتخف
خبردار ہو کہ انجام کار خدا کی جماعت ہی غالب ہوگی کچھ خوف مت کر
انک انت الاعلیٰ۔ لاتخف انّی لایخاف لدیّ
تو ہی غالب ہوگا کچھ خوف مت کر کہ میرے رسول میرے قرب میں کسی سے
المرسلون۔ یریدون ان یطفؤا نوراللّٰہ بافواھھم
نہیں ڈرتے دشمن ارادہ کریں گے کہ اپنے منہ کی پھونکوں سے خدا کے نور کو بجھاویں
واللّٰہ متم نورہ ولوکرہ الکافرون۔ نُنزّل علیک
اور خدا اپنے نور کو پورا کرے گا اگرچہ کافر کراہت ہی کریں ہم آسمان سے تیرے پر
اسرارًا من السماءِ ونمزق الاعداء کلّ ممزق۔
کئی پوشیدہ باتیں نازل کریں گے اور دشمنوں کے منصوبوں کو ٹکڑے ٹکڑے کردیں گے
ونری فرعون وھامان وجنودھما ماکانوا یحذرون۔
اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر کو وہ باتھ دکھاویں گے جس سے وہ ڈرتے ہیں
فلا تحزن علی الذی قالوا ان ربّک لبالمرصاد۔
پس ان کی باتوں سے کچھ غم مت کر کہ تیرا خدا ان کی تاک میں ہے

ما أرسل نبی الّا أخزی به اللّٰه قوماً لا یؤمنون ۔

کوئی نبی نہیں بھیجا گیا جس کے آنے کے ساتھ خدا نے ان لوگوں کو رسوا نہیں کیا جو اس پر ایمان نہیں لائے تھے

سننجیک ۔ سنعلیک ۔ سأکرمک اکراماً عجباً ۔ أریحک

ہم تجھے نجات دیں گے ہم تجھے غالب کرینگے اور میں تجھے ایسی بزرگی دونگا جس سے لوگ تعجب میں پڑینگے میں تجھے

ولا أجیحک وأخرج منک قوماً ۔ ولک نری آیات و

آرام دونگا اور تیرا نام نہیں مٹاؤں گا اور تجھ سے ایک بڑی قوم پیدا کرونگا اور تیرے لئے ہم بڑے بڑے نشان دکھاوینگے

نھدم ما یعمرون ۔ انت الشیخ المسیح الذی لا یضاع

اور ہم ان عمارتوں کو ڈھادیں گے جو بنائی جاتی ہیں تو وہ بزرگ مسیح ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا

وقتہ ۔ کمثلک دُرٌّ لا یضاع ۔ لک درجۃ فی السماء و

جائیگا اور تیرے جیسا موتی ضائع نہیں ہو سکتا ۔ آسمان پر تیرا بڑا درجہ ہے اور

فی الذین ھم یبصرون ۔ یبدی لک الرحمٰن شیئاً ۔

نیز ان لوگوں کی نگہ میں جن کو آنکھیں دیگئی ہیں خدا ایک کرشمہ قدرت تیرے لئے ظاہر کرے گا ۔

یخرون علی المساجد یخرون علی الاذقان ۔ ربنا اغفر لنا

اس سے منکر لوگ سجدہ گاہوں میں گر پڑیں گے اور اپنی ٹھوڑیوں پر گر پڑیں گے یہ کہتے ہوئے کہ اے ہمارے

ذنوبنا انا کنا خاطئین ۔ تاللّٰه لقد اٰثرک اللّٰه علینا و

خدا ہمارے گناہ بخش ہم خطا پر تھے اور پھر تجھے مخاطب کرکے کہیں گے کہ خدا کی قسم خدا نے ہم

ان کنا لخاطئین ۔ لا تثریب علیکم الیوم ۔ یغفر اللّٰه

سب میں سے تجھے چن لیا اور ہماری خطا تھی جو ہم برگشتہ رہے تب کہا جائیگا کہ آج جو تم ایمان لائے تم پر کچھ سرزنش نہیں

لکم وھو ارحم الراحمین ۔ یعصمک اللّٰه من العدا

خدا نے تمہارے گناہ بخش دیئے اور وہ ارحم الراحمین ہے خدا تجھے دشمنوں کے شر سے بچائے گا ۔

ویبسطوا بکلّ من سطا۔ ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون۔

اور اس شخص پر حملہ کریگا جو تیرے پر حملہ کرتا ہو کیونکہ وہ لوگ حد سے نکل گئے ہیں اور نافرمانی کی راہوں پر قدم رکھا ہے

الیس اللہ بکاف عبدہٗ۔ یا جبال اوّبی معہ والطیر۔

کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے اے پہاڑو اور اے پرندو میرے اس بندہ کے ساتھ وجد اور رقت سے میری یاد کرو۔

سلامٌ قولًا من ربّ رحیم۔ وامتازوا الیوم ایّھا

تم سب پر اس خدا کا سلام جو رحیم ہے اور اے مجرمو! آج تم الگ

المجرمون۔ انّی مع الروح معک ومع اھلک۔ لاتخف

ہو جاؤ میں اور روح القدس تیرے ساتھ ہیں اور تیرے اہل کے ساتھ مت ڈر

انّی لایخاف لدیّ المرسلون۔ انّ وعد اللہ اتیٰ۔

میرے قرب میں میرے رسول نہیں ڈرتے خدا کا وعدہ آیا

ورکل ورکٰی فطوبیٰ لمن وجد ورأی۔ امم یسّرنا لھم

اور زمین پر ایک پاؤں مارا اور خلل کی اصلاح کی پس مبارک وہ جس نے پایا اور دیکھا بعض نے ہدایت

الھُدیٰ۔ وامم حقّ علیھم العذاب۔ وقالوا لست مرسلًا۔

پائی اور بعض مستوجب عذاب ہو گئے اور کہیں گے کہ یہ خدا کا فرستادہ نہیں

قل کفیٰ باللہ شھیدًا بینی وبینکم ومن عندہٗ علم الکتاب۔

کہہ میری سچائی پر خدا گواہی دے رہا ہے اور وہ لوگ گواہی دیتے ہیں جو کتاب اللہ کا علم رکھتے ہیں

ینصرکم اللہ فی وقت عزیز۔ حکم اللہ الرحمٰن لخلیفۃ

خدا ایک عزیز وقت میں تمہاری مدد کرے گا خدائے رحمٰن کا حکم ہے اس کے خلیفہ کیلئے

اللہ السلطان۔ یؤتیٰ لہ الملک العظیم وتُفتح علیٰ یدہٖ *

جس کی آسمانی بادشاہت ہے اس کو ملک عظیم دیا جائے گا اور خزینے اس کے لئے

* کسی آئندہ زمانہ کی نسبت یہ پیشگوئی ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کشفی رنگ میں کنجیاں دی گئی تھیں مگر ان کنجیوں کا ظہور حضرت عمر فاروق کے ذریعہ سے ہوا۔ خدا جب اپنے ہاتھ سے ایک قوم بناتا ہے تو پسند نہیں کرتا کہ ہمیشہ ان کو لوگ پاؤں کے نیچے کچلتے رہیں آخر بعض بادشاہ اُن کی جماعت میں داخل ہو جاتے ہیں اور اس طرح وہ ظالموں کے ہاتھ سے نجات پاتے ہیں جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ہوا۔ منہ

الخزاین ۔ ذٰلک فضل اللّٰہ وفی اعینکم عجیب ۔ قل یا ایّھا

کھولے جائیں گے ۔ یہ خدا کا فضل ہے اور تمہاری آنکھوں میں عجیب ۔ کہہ اے

الکفّار انّی من الصّادقین ۔ فانتظروا اٰیاتی حتّٰی حین ۔

منکرو میں صادقوں میں سے ہوں پس تم میرے نشانوں کا ایک وقت تک انتظار کرو

سنریھم اٰیاتنا فی الاٰفاق وفی انفسھم حجۃ قائمۃ وفتح

ہم عنقریب ان کو اپنے نشان ان کے اردگرد اور انکی ذاتوں میں دکھائیں گے اس دن حجت قائم ہوگی اور کھلی کھلی

مبین ۔ انّ اللّٰہ یفصل بینکم ۔ انّ اللّٰہ لا یھدی من ھو مسرف

فتح ہو جائیگی خدا اس دن تم میں فیصلہ کر دیگا خدا اس شخص کو کامیاب نہیں کرتا جو حد سے نکلا ہوا اور

کذّاب ۔ وضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک وقطع

کذاب ہے اور ہم وہ بھار تیرا اٹھالیں گے جس نے تیری کمر توڑ دی اور ہم اس

دابر القوم الذین لا یؤمنون * ۔ قل اعملوا علٰی مکانتکم انی

قوم کو جڑھ سے کاٹ دینگے جو ایک حق الامر پر ایمان نہیں لاتے ۔ انکو کہہ کہ تم اپنے طور پر اپنی کامیابی کیلئے عمل میں مشغول رہو

عامل فسوف تعلمون ۔ انّ اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون

اور میں بھی عمل میں مشغول ہوں پھر دیکھو گے کہ کس کے عمل میں قبولیت پیدا ہوتی ہے خدا انکے ساتھ ہوگا جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور

ھل اتٰک حدیث الزلزلۃ ۔ اذا زلزلت الارض زلزالھا ۔

کیا تجھے آئیوالے زلزلہ کی خبر نہیں ملی یاد کر جب کہ سخت طور پر زمین ہلائی جائے گی

واخرجت الارض اثقالھا ۔ وقال الانسان مالھا ۔ یومئذٍ

اور زمین جو کچھ اس کے اندر ہے باہر پھینک دیگی اور انسان کہے گا کہ زمین کو کیا ہو گیا کہ یہ غیر معمولی بلا

تحدّث اخبارھا ۔ بانّ ربّک اوحٰی لھا ۔ احسب النّاس

اسمیں پیدا ہو گئی اس دن زمین اپنی باتیں بیان کریگی کہ کیا اس پر گذرا خدا اس کیلئے اپنے رسول پر وحی نازل کریگا کہ یہ مصیبت پیش آئی ہے کیا لوگ

* یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ وقت آتا ہے کہ حق کھل جائیگا اور تمام جھگڑے طے ہو جائیں گے اور یہ فیصلہ آسمانی نشانوں کے ساتھ ہوگا زمین بگڑ گئی ہے اب آسمان اس کے ساتھ جنگ کرے گا ۔ منہ

ان یترکوا۔ وما یاتیھم الا بغتۃ۔ یسئلونک احق ھو۔

خیال کرتے ہیں کہ یہ زلزلہ نہیں آئیگا ضرور آئیگا اور ایسے وقت آئیگا کہ وہ بالکل غفلت میں ہونگے اور ہر ایک اپنے دنیا کے

کام میں مشغول ہوگا کہ زلزلہ اس کو پکڑ لیگا۔ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا ایسے زلزلہ کا آنا سچ ہے

قل ای وربی انہ لحق۔ ولا یُرد عن قوم یعرضون۔

کہ خدا کی قسم اس زلزلہ کا آنا سچ ہے . . . اور خدا سے برگشتہ ہونیوالے کسی مقام میں اس سے بچ نہیں سکتے۔

الرحی یدور وینزل القضاء۔ لم یکن الذین کفروا من

یعنی کوئی مقام ان کو پناہ نہیں دے سکتا بلکہ اگر گھر کے دروازہ میں بھی کھڑے ہیں تو توفیق نہ پائیں گے جو اس سے باہر ہو جائیں

اھل الکتب والمشرکین منفکین حتی تاتیھم البینۃ۔

گر اپنی عمل سے ایک چکی گردش میں آئیگی اور قضا نازل ہوگی جو لوگ اہل کتاب اور مشرکوں میں سے حق کے منکر ہو گئے وہ بجز

اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔ اُریک زلزلۃ

اس نشان عظیم کے باز آنیوالے نہ تھے اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا میں تجھے قیامت والا زلزلہ

الساعۃ۔ یریکم اللّٰہ زلزلۃ الساعۃ۔ لمن الملک الیوم۔

دکھاؤں گا خدا تجھے قیامت والا زلزلہ دکھائے گا اس دن کہا جائیگا آج کس کا ملک ہے

للّٰہ الواحد القھار۔ چمک دکھلاؤں گا تم کو اس نشان کی

کیا اس خدا کا ملک نہیں جو سب پر غالب ہے اور میں اس زلزلہ کے نشان کی پنج مرتبہ تم کو چمک دکھلاؤں گا

پنج بار۔ اگر چاہوں تو اس دن خاتمہ*۔ انی احافظ

اگر چاہوں تو اس دن دنیا کا خاتمہ کر دوں میں ہر ایک کو جو تیرے

کل من فی الدار۔ اُریک ما یُرضیک۔ رفیقوں کو کہہ دو

گھر میں ہوگا اس کی حفاظت کرونگا اور میں تجھے وہ کرشمۂ قدرت دکھلاؤنگا جس سے تو خوش ہو جائیگا رفیقوں کو کہدو

کہ عجائب در عجائب کام دکھلانے کا وقت آگیا ہے۔

کہ عجائب در عجائب کام دکھلانے کا وقت آگیا ہے

* اس وحی الٰہی سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ زلزلے آئیں گے اور پہلے چار زلزلے کسی قدر ہلکے اور خفیف ہونگے اور دنیا اُن کو معمولی سمجھے گی اور پھر پانچواں زلزلہ قیامت کا نمونہ ہوگا کہ لوگوں کو سودائی اور دیوانہ کر دیگا یہاں تک کہ وہ تمنا کرینگے کہ وہ اس دن سے پہلے مر جاتے۔ اب یاد رہے کہ اس وحی کے بعد اس وقت تک جو ۱۲ جولائی ۱۹۰۶ء ہے اس ملک میں تین زلزلے [illegible]

اِنَّا فتحنا لک فتحًا مبینًا ۔ لیغفر لک اللّٰہ ما تقدّم من ذنبک

میں ایک عظیم فتح تجھ کو عطا کروں گا جو کھلی کھلی فتح ہوگی تا کہ تیرا خدا تیرے تمام گناہ بخش دے جو پہلے ہیں

وما تأخّر ٭ انّی انا التوّاب ۔ من جاءک جاءنی ۔ سلام

اور پچھلے ہیں ۔ میں توبہ قبول کرنے والا ہوں جو شخص تیرے پاس آئیگا وہ گویا میرے پاس آئیگا ۔ تم پر

علیکم طبتم ۔ نحمدک ونصلّی ۔ صلوٰۃ العرش الی الفرش

سلام ۔ تم پاک ہو ۔ ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں عرش سے فرش تک تیری پر درود ہے

نزلت لک ولک نُرِی اٰیات ۔ الامراض تُشاع ۔ والنفوس

میں تیرے لئے اُترا ہوں اور تیرے لئے اپنے نشان دکھلاؤں گا ۔ ملک میں بیماریاں پھیلیں گی اور بہت جانیں

تُضاع ۔ وما کان اللّٰہ لیغیّر ما بقوم حتّٰی یغیّروا ما

ضائع ہونگی ۔ اور خدا ایسا نہیں ہے جو اپنی تقدیر کو بدل دے جو ایک قوم پر نازل کی جبتک وہ قوم اپنے

بانفسہم ۔ انّہ اوی القریۃ ٭ لولا الاکرام لہلک المقام

دلوں کے خیالات کو نہ بدل ڈالیں وہ اس قادیان کو کسی قدر بلا کے بعد اپنی پناہ میں لیگا اگر مجھے تیری عزت کا پاس نہ ہوتا تو

انّی احافظ کل من فی الدار ۔ ما کان اللّٰہ لیعذبہم

میں ہر ایک کو جو اس گھر کی چار دیوار کے اندر ہے بچالوں گا ۔ کوئی ان میں سے طاعون یا بھونچال سے

وانت فیہم ۔ امن است در مکان محبت سرائے ما ٭

نہیں مریگا خدا ایسا نہیں ہے کہ جن میں تو ہے ان کو عذاب کرے ہماری محبت کا گھر امن کا گھر ہے

بھونچال آیا اور شدت سے آیا زمین تہ و بالا کر دی ۔ یوم

ایک زلزلہ آئیگا اور بڑی سختی سے آئے گا اور زمین کو زیر و زبر کر دے گا

تأتی السماء بدخان مبین ٭ وتری الارض یومئذ خامدۃ

اس دن آسمان سے ایک کھلا کھلا دھواں نازل ہوگا اور اسدن زمین زرد پڑجائیگی یعنی سخت قحط کے

٭ ظالم انسان کا قاعدہ ہے کہ وہ خدا کے رسولوں اور نبیوں پر ہزار ہا نکتہ چینیاں کرتا ہے اور طرح طرح کے عیب اُن میں نکالتا ہے گویا دنیا کے تمام عیبوں اور خرابیوں اور جرائم اور معاصی اور خیانتوں کا وہی مجموعہ ہیں اب ان وساوس کا کہاں تک جواب دیا جائے جو نفس کی شرارت کے ساتھ مخلوط ہیں اس لئے یہ سنت اللہ ہے کہ آخر ان تمام جھگڑوں کو اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے اور کوئی ایسا عظیم الشان نشان ظاہر کرتا ہے جس سے اُس نبی کی بریت ظاہر ہوتی ہے پس لیغفر لک اللّٰہ کے یہی معنے ہیں ۔ منہ

ان تمام گاؤں کو ہی ہلاک کر دیتا ۔

٭ اوی کا لفظ عرب کی زبان میں اس موقعہ پر استعمال پاتا ہے جبکہ کسی قدر تکلیف کے بعد کسی شخص کو اپنی پناہ میں لیا جائے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے الم یجدک یتیمًا فآوی اور جیسا کہ فرماتا ہے واٰویناہما الی ربوۃ ذات قرار و معین ۔ منہ ٭٭ یعنی اس زلزلہ کے بعد جو قیامت کا نمونہ ہوگا یہ علامتیں ہیں کہ کچھ دن پہلے اس سے سخت قحط پڑیگا اور زمین خشک رہ جائیگی نہ معلوم کہ معًا اسکے بعد یا کچھ دیر کے بعد زلزلہ آئیگا ۔

مصفرّۃ۔ اکرمک بعد توہینک ٭ یریدون ان لا یتمّ

آثار ظاہر ہونگے یعنی بعد اس کے جو مخالف تیری توہین کریں تجھے عزت دونگا اور تیرا اکرام کرونگا وہ ارادہ کرینگے جو

امرک۔ واللہ یأبی الا ان یتمّ امرک۔ انی انا الرحمٰن ساجعل

تیرا کام ناتمام رہے۔ اور خدا نہیں چاہتا جو تجھے چھوڑے جبتک تیرے تمام کام پورے نہ کرے میں رحمان ہوں ہر ایک

لک سہولۃ فی کل امر۔ اریک برکات من کلّ طرف۔

امر میں تجھے سہولت دونگا ہر ایک طرف سے تجھے برکتیں دکھلاؤں گا

نزلت الرحمۃ علیٰ ثلٰث۔ العین وعلی الاخریین۔ ترد الیک

میری رحمت تیرے تین عضو پر نازل ہے ایک آنکھیں اور دو اور عضو ہیں یعنی انکو سلامت رکھوں گا اور جوانی

انوار الشباب۔ ترٰی نسلًا بعیدًا۔ انا نبشرک بغلام مظہر

کے نور تیری طرف عود کرینگے اور تو اپنی ایک دور کی نسل کو دیکھیگا ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں

الحق والعلٰی کان اللّٰہ نزل من السماء۔ انا نبشرک بغلام

جس کے ساتھ حق کا ظہور ہوگا گویا آسمان سے خدا اترے گا ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے

نافلۃ لک۔ سبحٰنک اللّٰہ ورافاک۔ وعلّمک ما لم تعلم

ہیں جو تیرا پوتا ہوگا خدا نے ہر ایک عیب سے تجھے پاک کیا اور تجھ سے موافقت کی اور وہ معارف تجھے سکھلائے

انہ کریم تمشّی امامک وعادیٰ لک من عادیٰ۔ وقالوا

جن کا تجھے علم نہ تھا وہ کریم ہے وہ تیرے آگے آگے چلا اور تیرے دشمنوں کا وہ دشمن ہوا اور کہیں گے

ان ھٰذا الّا اختلاق۔ الم تعلم ان اللّٰہ علٰی کل شیءٍ قدیر۔

کہ یہ تو ایک بناوٹ ہے اے معترض کیا تو نہیں جانتا کہ خدا ہر ایک بات پر قادر ہے

یلقی الروح علٰی من یشاء من عبادہٖ۔ کل برکۃ من محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم

جس پر اپنے بندوں میں سے چاہتا ہے اپنی روح ڈالتا ہے یعنی منصب نبوت اسکو بخشتا ہے اور یہ تو تمام برکت محمد صلعم سے ہے

٭ یہ خدا تعالیٰ کی وحی یعنی ترٰی نسلًا بعیدًا قریبًا تیس سال کی ہے۔ منہ ٭ یعنی وہ بڑے نشان جو دنیا میں ظاہر ہونگے۔ ضرور ہے جو پہلے ان سے توہین کی جائے اور طرح طرح کی بُری باتیں کہی جائیں اور الزام لگائے جائیں۔ تب بعد اس کے آسمان سے خوفناک نشان ظاہر ہونگے یہی سنت اللہ ہے کہ پہلی نوبت منکروں کی ہوتی ہے اور دوسری خدا کی۔

فتبارك من علّم و تعلّم۔ خدا کی فیلنگ اور خدا کی

پس بہت برکتوں والا ہے جس نے اس بندہ کو تعلیم دی اور بہت برکتوں والا جس نے تعلیم پائی۔ خدا نے وقت کی ضرورت محسوس

مُہر نے کتنا بڑا کام کیا۔* انی معك و مع اھلك

کی اور اسکے محسوس کرنے اور نبوت کی مہر نے جسمیں بشرت قوت کا فیضان ہے بڑا کام کیا یعنی تیرے مبعوث ہونیکے دو باعث

ومع کل من احبك۔ تیرے لئے میرا نام

میں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے اہل کے ساتھ اور ہر ایک کے ساتھ جو تجھ سے پیار کرتا ہے۔ تیرے لئے میرے نام نے اپنی

چمکا۔ رُوحانی عالم تیرے پر کھولا گیا۔ فبصرك الیوم

چمک دکھلائی رُوحانی عالم تیرے پر کھولا گیا پس آج نظر تیری

حدید۔ اطال اللہ بقاءك۔ اسّی یا اُسپر پانچ چار زیادہ

تیز ہے خدا تیری عمر دراز کرے گا اسّی برس یا پانچ چار زیادہ

یا پانچ چار کم۔ مَیں تجھے بہت برکت دونگا۔ یہاں تک کہ

یا پانچ چار کم

بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ تیری لئے میرا نام

چمکا۔ پچاس یا ساٹھ نشان اور دکھاؤں گا خدا کے مقبولوں

میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں۔ اور ان کی تعظیم

یعنی زمانہ کا خدا کا ضرورت کو محسوس کرنا اور آنحضرت صلعم کی مہر نبوت کا فیضان

*حاشیہ۔ وحی الٰہی کہ خدا کی فیلنگ اور خدا کی مہر نے کتنا بڑا کام کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ خدا نے اس زمانہ میں محسوس کیا کہ یہ ایسا فاسد زمانہ آگیا ہے جسمیں ایک عظیم الشان مصلح کی ضرورت ہے اور خدا کی مہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنیوالا اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ اُمتی ہے اور ایک پہلو

ملوک اور ذوی الجبروت کرتے ہیں۔ اور وہ سلامتی کے
شہزادے کہلاتے ہیں۔ فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے
آگے ہے ✖ پر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا
نہ جانا۔ برہمن اوتار سے مقابلہ کرنا اچھا نہیں۔

بقیہ حاشیہ

سے بنی کیونکہ اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو صاحب خاتم بنایا۔
یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اسی وجہ سے
آپ کا نام خاتم النبیین ٹھیرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ
رُوحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی یہی معنے اس حدیث کے
ہیں کہ علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علماء
بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہوں گے اور بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے مگر
ان کی نبوت موسیٰؑ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا۔ بلکہ وہ نبوتیں براہ راست خدا کی ایک موہبت
تھیں حضرت موسیٰؑ کی پیروی کا اس میں ایک ذرہ کچھ دخل نہ تھا اسی وجہ سے میری طرح
ان کا یہ نام نہ ہوا کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی بلکہ وہ انبیاء مستقل نبی
کہلائے اور براہ راست اُن کو منصب نبوت ملا۔ اور ان کو چھوڑ کر جب اور بنی اسرائیل
کا حال دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان لوگوں کو رشد اور صلاح اور تقویٰ سے بہت
ہی کم حصہ ملا تھا اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی امت اولیاء اللہ کے وجود سے
عموماً محروم رہی تھی اور کوئی شاذ و نادر ان میں ہوا تو وہ حکم معدوم کا رکھتا ہے بلکہ اکثر

✖ یہ پیشگوئی ایک ایسے شخص کے بارہ میں ہے جو مرید بن کر پھر مرتد ہوگیا اور بہت شوخیاں دکھلائیں اور گالیاں دیں اور
زبان درازی میں آگے سے آگے بڑھا۔ پس خدا فرماتا ہے کہ کیوں آگے بڑھتا ہے کیا فرشتوں کی تلواریں نہیں دیکھتا۔ منہ

رب فرق بین صادق وکاذب ۔ انت تری کل مصلح

اے خدا سچے اور جھوٹے میں فرق کرکے دکھلا تو ہر ایک مصلح اور صادق کو

وصادق ۔ رب کل شیٔ خادمک رب فاحفظنی ۔ وانصرنی ۔

جانتا ہے اے میرے خدا ہر ایک چیز تیری خادم ہے اے میری خدا شر کی شرارت سے مجھے نگہ رکھ اور میری مدد کر

وارحمنی ۔ خدا قاتل تو باد ۔ ومرا از شر تو محفوظ دارد ۔

اور مجھ پر رحم کر اے دشمن تو جو تباہ کرنیکا ارادہ رکھتا ہے خدا تجھے تباہ کرے اور تیرے شر سے مجھے نگہ رکھے

زلزلہ آیا اُٹھو نمازیں پڑھیں اور قیامت کا نمونہ دیکھیں

یعنی وہ بھونچال جو وعدہ دیا گیا ہے جلد آنیوالا ہے اسوقت خدا کے بندے قیامت کا نمونہ دیکھ کر نمازیں پڑھیں گے

بقیہ حاشیہ

ان میں سرکش فاسق فاجر دنیا پرست ہوتے رہے ہیں اور اسی وجہ سے ان کی نسبت حضرت موسیٰؑ یا حضرت عیسیٰؑ کی قوت تاثیر کا توریت اور انجیل میں اشارہ تک نہیں ہے توریت میں جابجا حضرت موسیٰؑ کے صحابہ کا نام ایک سرکش اور سخت دل اور مرتکب معاصی اور مفسد قوم لکھا ہے جن کی نافرمانیوں کی نسبت قرآن شریف میں بھی یہ بیان ہے کہ ایک لڑائی کے موقعہ کے وقت میں اُنہوں نے حضرت موسیٰؑ کو یہ جواب دیا تھا فاذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون یعنی تو اور تیرا رب دونو جا کر دشمنوں سے لڑائی کرو۔ ہم تو اسی جگہ بیٹھیں گے یہ حال تھا ان کی فرمانبرداری کا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے دلوں میں وہ جوش عشق الٰہی پیدا ہوا اور توجہ قدسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ تاثیر ان کے دلوں میں ظاہر ہوئی کہ انہوں نے خدا کی راہ میں بھیڑوں اور بکریوں کی طرح سر کٹا دیے۔ کیا کوئی پہلی اُمت میں ہمیں دکھا سکتا ہے یا نشان دے سکتا ہے کہ اُنہوں نے بھی صدق اور صفائی دکھلایا یہ تو حضرت موسیٰ کے صحابہ کا حال تھا۔ اب حضرت مسیح کے صحابہ کا حال سنو کہ ایک نے تو جس کا نام یہودا اسکریوطی تھا تیس روپیہ لیکر حضرت مسیح کو گرفتار کرا دیا

یظھرک اللّٰہ ویمشی علیک ۔ لولاک لما خلقت الافلاک*

خدا تجھے غالب کریگا اور تیری تعریف لوگوں میں شائع کر دیگا۔ اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا

ادعونی استجب لکم ۔ دست تو دعائے تو ترحم ز خدا ۔

مجھ سے مانگو میں تمہیں دوں گا تیرا ہاتھ ہے اور تیری دعا اور خدا کی طرف سے رحم ہے

زلزلہ کا دھکا ۔ عفت الدیار محلھا و مقامھا ۔

زلزلہ کا دھکا جس سے ایک حصہ عمارت کا مٹ جائیگا مستقل سکونت کی جگہ اور عارضی سکونت کی جگہ

تتبعھا الرادفۃ ۔ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی ۔

سب مٹ جائینگی اسکے بعد ایک اور زلزلہ آئیگا ۔ بہار جب دوبارہ آئے گی تو پھر ایک اور زلزلہ آئے گا

اور پطرس حواری جس کو بہشت کی کنجیاں دی گئی تھیں اس نے حضرت مسیح کے روبرو ان پر لعنت بھیجی اور باقی جس قدر حواری تھے وہ مصیبت کا وقت دیکھ کر بھاگ گئے اور ایک نے بھی استقامت نہ دکھلائی اور ثابت قدم نہ رہے اور بزدلی ان پر غالب آگئی ۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے تلواروں کے سایہ کے نیچے وہ استقامتیں دکھلائیں اور اس طرح مرنے پر راضی ہوئے جن کی سوانح پڑھنے سے رونا آتا ہے ۔ پس وہ کیا چیز تھی جس نے ایسی عاشقانہ روح ان میں پھونک دی اور وہ کونسا ہاتھ تھا جس نے ان میں اسقدر تبدیلی کر دی یا تو جاہلیت کے زمانہ میں وہ حالت ان کی تھی کہ وہ دنیا کے کیڑے تھے اور کوئی معصیت اور ظلم کی قسم نہیں تھی جو ان سے ظہور میں نہیں آئی تھی اور یا اُس نبی کی پیروی کے بعد ایسے خدا کی طرف کھینچے گئے کہ گویا خدا ان کے اندر سکونت پذیر ہو گیا ۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ وہی توجہ اس پاک نبی کی تھی جو ان لوگوں کو سفلی زندگی سے ایک پاک زندگی کی طرف کھینچ کر لے آئی اور جو لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہوئے اس کا سبب تلوار نہیں تھی بلکہ وہ اس تیرہ سال کی آہ وزاری اور دعا اور تضرع کا اثر تھا ۔

*حاشیہ ۔ ہر ایک عظیم الشان مصلح کے وقت میں رُوحانی طور پر نیا آسمان اور نئی زمین بنائی جاتی ہے یعنی ملائک کو اسکے مقاصد کی خدمت میں لگایا جاتا ہے اور زمین پر مستعد طبیعتیں پیدا کی جاتی ہیں پس یہ اسی کی طرف اشارہ ہے ۔

پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن ۔ ربّ اخّر وقت

پھر بہار جب بار سوم آئیگی تو اسوقت اطمینان کے دن آجائینگے اور اسوقت بحکم خدا ایک نشان ظاہر کریگا اے خدا بزرگ زلزلہ

ھٰذا ۔ اخّرہ اللّٰہ الیٰ وقت مسمّیٰ ✻ تریٰ نصرًا عجیبًا

کے ظہور میں کسی قدر تاخیر کرنے خدا نمونہ قیامت کے زلزلہ کے ظہور میں ایک وقت مقررہ تک تاخیر کردیگا تب تو ایک عجیب مدد دیکھیگا

ویخرون علی الاذقان ۔ ربنا اغفر لنا ذنوبنا انّا کنّا

اور تیرے مخالف ٹھوڑیوں پر گریں گے یہ کہتے ہوئے کہ اے خدا ہمیں بخش اور ہمارے گناہ بخش کہ ہم خطا پر تھے

خاطئین ۔ یا نبی اللّٰہ کنت لا اعرفک ۔ لا تثریب علیکم الیوم

اور زمین کہے گی کہ اے خدا کے نبی میں تجھے شناخت نہیں کرتی تھی اے خطاکارو! آج تم پر

بقیہ حاشیہ

جو مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے رہے اور مکہ کی زمین بول اٹھی کہ میں اس مبارک قدم کے نیچے ہوں جس کے دل نے اس قدر توحید کا شور ڈالا جو آسمان اس کی آہ و زاری سے بھر گیا خدا بے نیاز ہے اس کو کسی ہدایت یا ضلالت کی پروا نہیں پس یہ نور ہدایت جو خارق عادت طور پر عرب کے جزیرہ میں ظہور میں آیا ۔ اور پھر دنیا میں پھیل گیا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دلی سوزش کی تاثیر تھی ۔ ہر ایک قوم توحید سے دور اور مہجور ہوگئی مگر اسلام میں چشمۂ توحید جاری رہا یہ تمام برکتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا نتیجہ تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔ لعلک باخع نفسک الّا یکونوا مؤمنین ۔ یعنی کیا تو اس غم میں اپنے تئیں ہلاک کردیگا جو یہ لوگ ایمان نہیں لاتے ۔ پس پہلے نبیوں کی اُمت میں جو اس درجہ کی صلاح و تقویٰ پیدا نہ ہوئی اس کی یہی وجہ تھی کہ اس درجہ کی توجہ اور دلسوزی اُمت کے لئے اُن نبیوں میں نہیں تھی افسوس کہ حال کے نادان مسلمانوں نے اپنے اس نبی مکرم کا کچھ قدر نہیں کیا اور ہر ایک بات میں ٹھوکر کھائی وہ ختم نبوت کے ایسے معنے کرتے ہیں جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو نکلتی ہے نہ تعریف ۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس پاک میں افاضہ اور تکمیل نفوس کیلئے کوئی قوت نہ تھی اور وہ صرف

✻ پہلے یہ وحی الٰہی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جو نمونہ قیامت ہوگا بہت جلد آنیوالا ہے اور اس کیلئے یہ نشان دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمد لدھیانوی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اس زلزلہ کے ظہور کیلئے ایک نشان ہوگا اسلئے اس کا نام بشیر الدولہ ہوگا کیونکہ وہ ہماری ترقی سلسلہ کیلئے بشارت دیگا اسی طرح اس کا نام عالم کباب ہوگا کیونکہ اگر لوگ توبہ نہیں کرینگے تو بڑی بڑی آفتیں دنیا میں آئیں گی ۔ ایسا ہی اس کا نام کلمۃ اللہ اور کلمۃ العزیز ہوگا کیونکہ وہ خدا کا کلمہ ہوگا جو وقت پر ظاہر ہوگا اور اسکے لئے اور نام بھی ہونگے مگر بعد اسکے میں نے دعا کی کہ اس زلزلہ نمونہ قیامت میں کچھ تاخیر ڈالدی جائے اس دعا کا اللہ تعالیٰ نے اسی وحی میں خود ذکر فرمایا اور جواب بھی دیا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے ۔ ربّ اخّر وقت ھٰذا ۔ اخّرہ اللّٰہ الیٰ وقت مسمّیٰ یعنی خدا نے دعا قبول کرکے اس زلزلہ کو کسی اور وقت پر ڈال دیا ہے اور یہ وحی الٰہی قریباً چار ماہ سے اخبار بدر اور الحکم میں چھپکر شائع ہو چکی ہے اور چونکہ زلزلہ نمونہ قیامت آنے میں تاخیر ہوگئی اسلئے ضرور تھا کہ لڑکا پیدا ہونے میں بھی تاخیر ہوتی (دیکھو صفحہ ۱۰۱)

یغفر اللّٰہ لکم وھو ارحم الراحمین - تلطف بالناس

کوئی ملامت نہیں خدا تمہارے گناہ بخش دیگا وہ ارحم الراحمین ہے - لوگوں کے ساتھ لطف اور مدارات

وترحم علیھم انت فیھم بمنزلۃ موسٰی - یاتی علیک زمن

سے پیش آ تو مجھ سے بمنزلہ موسیٰ کے ہے تیرے پر موسیٰ کے زمانہ کی طرح

کمثل زمن موسٰی - انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم

ایک زمانہ آئے گا ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے اسی رسول

کما ارسلنا الٰی فرعون رسولا - آسمان سے بہت دودھ

کی مانند جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا آسمان سے بہت دودھ

بقیہ حاشیہ

خشک شریعت کو سکھلانے آئے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس اُمت کو یہ دعا سکھلاتا ہے:- اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم - پس اگر یہ اُمت پہلے نبیوں کی وارث نہیں اور اس انعام میں سے ان کو کچھ حصہ نہیں تو یہ دعا کیوں سکھلائی گئی - افسوس کہ تعصب اور نادانی کے جوش سے کوئی اس آیت میں غور نہیں کرتا - بڑا شوق رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ آسمان سے نازل ہو مگر خدا کا کلام قرآن شریف گواہی دیتا ہے کہ وہ مرگیا اور اس کی قبر سری نگر کشمیر میں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واٰوینٰھما الٰی ربوۃ ذات قرار و معین یعنی ہم نے عیسےٰ اور اسکی ماں کو یہودیوں کے ہاتھ سے بچا کر ایک ایسے پہاڑ میں پہنچا دیا جو آرام اور خوشحالی کی جگہ تھی اور مُصفّٰی پانی کے چشمے اس میں جاری تھے سو وہی کشمیر ہے اسی وجہ سے حضرت مریم کی قبر زمین شام میں کسی کو معلوم نہیں اور کہتے ہیں کہ وہ بھی حضرت عیسےٰ کی طرح مفقود ہے یہ کسقدر ظلم ہے جو ناحق مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت مکالمات الٰہیہ سے بے نصیب ہے اور خود حدیثیں پڑھتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہونگے اور ایک ایسا ہوگا کہ ایک پہلو سے نبی ہوگا اور ایک پہلو سے اُمتی وہی مسیح موعود کہلائیگا۔ منہ

بقیہ حاشیہ - لہٰذا میر منظور محمد کے گھر میں ۱۷ - جولائی ۱۹۰۶ء میں بروز سہ شنبہ لڑکی پیدا ہوئی اور یہ دعا کی قبولیت کا ایک نشان ہے اور نیز وحی الٰہی کی سچائی کا ایک نشان ہے جو لڑکی پیدا ہونے سے قریباً چار ماہ پہلے شائع ہو چکی تھی مگر یہ ضرور ہوگا کہ کم درجہ کے زلزلے آتے رہیں گے اور ضروری ہے کہ زمین نمونہ قیامت زلزلہ سے رُکی رہے جب تک وہ موعود لڑکا پیدا ہو۔ یاد رہے کہ یہ خدا تعالیٰ کی بڑی رحمت کی نشانی ہے کہ لڑکی پیدا کرکے آئندہ بلا یعنی زلزلہ نمونہ قیامت کی نسبت تسلی دیدی کہ اس میں بموجب وعدہ اخرہ اللّٰہ الٰی وقتٍ مسمّٰی ابھی تاخیر ہے اور اگر ابھی لڑکا پیدا ہو جاتا تو ہر ایک زلزلہ اور ہر ایک آفت کے وقت سخت غم اور اندیشہ دامنگیر ہوتا کہ شاید وہ وقت آگیا اور تاخیر کا کچھ اعتبار نہ ہوتا اور اب تو تاخیر ایک شرط کے ساتھ مشروط ہو کر معین ہو گئی +

اُترا ہے محفوظ رکھو۔ انی انرتک واخترتک ۔ تیری

اُترا ہے یعنی معارف اور حقائق کا دودھ — میں نے تجھے روشن کیا اور چن لیا — اور تیری

خوش زندگی کا سامان ہوگیا ہے۔ واللہ خیر من کل شیءٍ

خوش زندگی کا سامان ہوگیا ہے — خدا ہر چیز سے بہتر ہے

عندی حسنۃ ھی خیر من جبل ۔ بہت سے سلام میرے تیرے پر

میرے قرب میں ایک نیکی ہے جو وہ ایک پہاڑ سے زیادہ ہے — تیرے پر بکثرت میرے سلام

ہوں۔ انّا اعطیناک الکوثر۔ انّ اللہ مع الذین اھتدوا

ہیں — ہم نے کثرت سے تجھے دیا ہے — خدا ان کے ساتھ ہے جو راہ راست اختیار کرتے ہیں

والذین ھم صادقون ۔ انّ اللہ مع الّذین اتقوا والذین ھم

اور جو صادق ہیں — خدا ان کے ساتھ ہے — جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں

محسنون۔ اراد اللہ ان یبعثک مقاماً محموداً ۔ دو

اور نیکو کار ہیں — خدا نے ارادہ کیا ہے جو تجھے وہ مقام بخشے جس میں تو تعریف کیا جائیگا — دو

نشان ظاہر ہوں گے۔ وامتازوا الیوم ایھا المجرمون ۔

نشان — ظاہر ہوں گے — اور اے مجرمو! آج تم الگ ہوجاؤ

یکاد البرق یخطف ابصارھم ۔ ھذا الذی کنتم بہ تستعجلون ۔

خدا کے نشانوں کی بجلی ان کی آنکھیں اچک کرے جائیگی — یہ وہی بات ہے جس کیلئے جلدی کرتے تھے

یا احمد فاضت الرحمۃ علیٰ شفتیک ۔ کلامٌ افصحت من

اے احمد تیری لبوں پر رحمت — جاری ہے — تیرا کلام خدا کی طرف سے

لدن ربّ کریم ۔ در کلام تو چیزے ست کہ شعرا را دراں

فصیح کیا گیا ہے — تیرے کلام میں ایک چیز ہے — جس میں شاعروں کو

دخلٌ نیت۔ ربّ علّمنی ما ھو خیرٌ عندک۔ یعصمک اللہ من

دخل نہیں اے میرے خدا مجھے وہ سکھلا جو تیرے نزدیک بہتر ہے تجھے خدا دشمنوں سے

العدا و یسطوا بکل من سطا۔ برّزوا ما عندھم من الرماح۔ انّی

بچائیگا اور حملہ کرنیوالوں پر حملہ کر دے گا اُنہوں نے جو کچھ انکے پاس ہتھیار تھے سب ظاہر کر دیئے

ساخبرہ فی اٰخر الوقت۔ انک لست علی الحق۔ ان اللہ رؤف

مَیں مولوی محمد حسین بٹالوی کو آخر وقت میں خبر دیدوں گا کہ تو حق پر نہیں ہے خدا رؤف و رحیم ہے

رحیم۔ انا النّا لک الحدید۔ انی مع الافواج اٰتیک

ہم نے تیرے لئے لوہے کو نرم کر دیا مَیں فوجوں کے ساتھ ناگہانی طور پر آؤں گا

بغتۃ۔ انی مع الرسول اُجیب اُخطیٔ و اُصیب۔ وقالوا انّی لک

مَیں رسول کے ساتھ ہو کر جواب دونگا اپنے ارادہ کو کبھی چھوڑ بھی دونگا اور کبھی ارادہ پورا کر دونگا* اور کہیں گے

ھٰذا۔ قل ھو اللہ عجیب۔ جاءنی ائل** واختار۔ وادار اصبعہ

کہ تجھے یہ مرتبہ کہاں سے حاصل ہوا کہ خدا ذو العجائب ہے میرے پاس آئل آیا اور اُس نے مجھے چن لیا اور اپنی انگلی کو گردش دی

واشار۔ ان وعد اللہ اتی۔ فطوبٰی لمن وجد و رأی۔ الامراض

اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آگیا پس مبارک وہ جو اس کو پاوے اور دیکھے طرح طرح کی بیماریاں

تشاع والنفوس تضاع۔ انی مع الرسول اقوم

پھیلائی جائیں گی اور کئی آفتوں سے جانوں کا نقصان ہوگا میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا

حاشیہ

* اس وحی الٰہی کے ظاہری الفاظ یہ معنے رکھتے ہیں کہ مَیں خطا بھی کروں گا اور صواب بھی یعنی جو مَیں چاہوں گا کبھی کرونگا اور کبھی نہیں میرا ارادہ پورا ہوگا اور کبھی نہیں ایسے الفاظ خدا تعالیٰ کی کلام میں آجاتے ہیں۔ جیسا کہ احادیث میں لکھا ہے کہ مَیں مومن کی قبض روح کے وقت تردّد میں پڑتا ہوں۔ حالانکہ خدا تردّد سے پاک ہے اسی طرح یہ وحی الٰہی کہ کبھی میرا ارادہ خطا ہو جاتا ہے اور کبھی پورا ہو جاتا ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ کبھی مَیں اپنی تقدیر اور ارادہ کو منسوخ کر دیتا ہوں اور کبھی وہ ارادہ جیسا کہ چاہا ہوتا ہے۔ منہ

** اس جگہ آئل خدا تعالیٰ نے جبرئیل کا نام رکھا ہے اس لئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔

وافطر و اصوم۔ ولن ابرح الارض الی الوقت المعلوم۔

میں افطار کروں گا اور روزہ بھی رکھوں گا اور ایک وقت مقرر تک میں اس زمین میں علیحدہ نہیں ہوں گا

واجعل لک انوار القدوم۔ واقصدک وادوم۔ واعطیک

اور تیرے لئے اپنے آنے کے نور عطا کروں گا اور تیری طرف قصد کروں گا اور وہ چیز تجھے دونگا

ما یدوم۔ انا نرث الارض نأکلھا من اطرافھا۔ نقلوا

جو تیرے ساتھ ہمیشہ رہیگی۔ ہم زمین کے وارث ہونگے اور اطراف سے اسکو کھاتے آئیں گے کئی لوگ قبروں

الی المقابر۔ ظفر من اللہ وفتح مبین۔ ان ربی قوی قدیر۔

کی طرف نقل کریں گے اس دن خدا کی طرف سے کھلی فتح ہوگی میرا رب زبردست قدرت والا ہے

انہ قوی عزیز۔ حلّ غضبہ علی الارض۔ انی صادق

اور وہ قوی اور غالب ہے اس کا غضب زمین پر نازل ہوگا میں صادق ہوں

انی صادق ویشھد اللہ لی۔ اے ازلی ابدی خدا بیڑیوں

میں صادق ہوں اور خدا میری گواہی دیگا اے ازلی ابدی خدا میری

کو پکڑ کے آ۔ ضاقت الارض بما رحبت۔ رب انی مغلوب فانتصر

مدد کے لئے آ زمین باوجود فراخی کے مجھ پر تنگ ہو گئی ہے اے میرے خدا میں مغلوب ہوں میرا انتقام دشمنوں سے لے

فسحقھم تسحیقا۔ زندگی کے فیشن سے دور جا پڑے ہیں۔

پس ان کو پیس ڈال کہ وہ زندگی کی وضع سے دور جا پڑے ہیں

حاشیہ: ظاہر ہے کہ خدا روزہ رکھنے اور افطار سے پاک ہے اور یہ الفاظ اپنے اصلی معنوں کی رو سے اسکی طرف منسوب نہیں ہو سکتے پس یہ صرف ایک استعارہ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ کبھی میں اپنا قہر نازل کرونگا اور کبھی کچھ مہلت دونگا اس شخص کی مانند جو کبھی کھاتا ہے اور کبھی روزہ رکھ لیتا ہے اور اپنے تئیں کھانے سے روکتا ہے اور اس قسم کے استعارات خدا کی کتابوں میں بہت ہیں جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کو خدا کہے گا کہ میں بیمار تھا۔ میں بھوکا تھا۔ میں ننگا تھا۔ الخ منہ

انما امرک اذا اردت شیئًا ان تقول لہ کن فیکون۔ تو در منزل ما چو بار بار آئی۔

تو جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ تیرے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہے ۔ اے میرے بندے چونکہ تو میری فرودگاہ میں

خدا ابر رحمت بباریدیا نے۔ انا امتنا اربعۃ عشر دوابًّا ذٰلک

بار بار آتا ہے اس لئے اب تو خود دیکھ لے کہ تیرے پر رحمت کی بارش ہوئی یا نہ ۔ ہم نے چودہ چارپایوں کو ہلاک کر دیا کیونکہ

بما عصوا وکانوا یعتدون ۔ سرانجام جاہل جہنم بود۔

وہ نافرمانی میں حد سے گذر گئے تھے ۔ جاہل کا انجام جہنم ہے

کہ جاہل نکو عاقبت کم بود۔ میری فتح ہوئی میرا غلبہ ہوا۔

جاہل کا خاتمہ بالخیر کم ہوتا ہے ۔ میری فتح ہوئی ۔ میرا غلبہ ہوا

انی اُمرتُ من الرحمٰن فاتونی۔ انی حمی الرحمٰن۔ انی لاجد

میں خدا کی طرف سے خلیفہ کیا گیا ہوں پس تم میری طرف آجاؤ ۔ میں خدا کا چراگاہ ہوں۔ اور مجھ کو گم گشتہ یوسف

ریح یوسف لولا ان تفنّدون ۔ الم تر کیف فعل

کی خوشبو آ رہی ہے ۔ اگر تم یہ نہ کہو کہ یہ شخص بہک رہا ہے ۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے

ربک باصحاب الفیل۔ الم یجعل کیدھم فی تضلیل۔

اصحاب فیل کے ساتھ کیا کیا ۔ کیا اس نے ان کے مکر کو الٹ کر ۔ انہیں پر نہیں مارا

وہ کام جو تم نے کیا خدا کی مرضی کے موافق نہیں ہوگا*

وہ کام جو تم نے کیا ۔ خدا کی مرضی کے موافق ۔ نہیں ہوگا

انّا عفونا عنک۔ لقد نصرکم اللّٰہ ببدر وانتم اذلۃ۔

ہم نے تجھے معاف کیا ۔ خدا نے بدر میں یعنی اس چودھویں صدی میں تمہیں ذلت میں پاکر تمہاری مدد کی

وقالوا ان ھذا الا اختلاق۔ قل لو کان من عند غیر اللّٰہ

اور کہیں گے کہ یہ تو ایک بناوٹ ہے ۔ ان کو کہہ کہ اگر یہ کاروبار بجز خدا کے کسی اور کا ہوتا

* اس کی تصریح نہیں کی گئی۔ واللّٰہ اعلم۔ منہ

لوجدتم فیہ اختلافا کثیرا۔ قل عندی شہادۃ من اللّٰہ

تو اس میں بہت اختلاف تم دیکھتے ان کو کہہ کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے

فھل انتم مؤمنون۔ یأتی قمر الانبیاء۔ وامرک یتأتّٰی۔

پس کیا تم ایمان لاؤگے یا نہیں نبیوں کا چاند آئے گا اور تیرا کام پورا ہو جائیگا

وامتازوا الیوم ایہا المجرمون۔ بھونچال آیا اور شدت آیا

اور آج اے مجرمو! تم الگ ہو جاؤ بڑی شدت سے زلزلہ آئے گا

زمین تہ و بالا کردی۔ ھٰذا الذی کنتم بہٖ تستعجلون۔

اور اُوپر کی زمین نیچے کردیگا یہ وہی وعدہ ہے جس کی تم جلدی کرتے تھے

انی احافظ کل من فی الدار۔ سفینۃ وسکینۃ۔ انی معک

میں ہر ایک کو جو اس گھر میں ہے زلزلہ سے بچاؤں گا کشتی اور آرام ہے میں تیرے ساتھ

ومع اھلک۔ اریدُ ما تریدون۔ پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری

اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں میں وہی ارادہ کرونگا جو تمہارا ارادہ ہے بنگالہ کی نسبت پیشگوئی ہے جو تقسیم بنگالہ سے

کیا گیا تھا اب ان کی دلجوئی ہوگی۔

اہل بنگالہ کی دل آزاری کی گئی خدا فرماتا ہے کہ پھر وہ وقت آتا ہے کہ پھر کسی پیرایہ میں اہل بنگالہ کی دلجوئی کی جائے گی۔

---

* حاشیہ

اس بارہ میں خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے جیسا کہ یسعیاہ نبی کے زمانہ میں ہوا کہ اس نبی کی پیشگوئی کے مطابق پہلے ایک عورت مسمات حلمہ کو لڑکا پیدا ہوا۔ پھر بعد اس کے حزقیاہ بادشاہ نے فقہ پر فتح پائی اسی طرح اس زلزلہ سے پیر منظور محمد لدھیانوی کی بیوی کو جس کا نام محمدی بیگم ہے لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اس بڑے زلزلہ کیلئے نشان ہوگا جو قیامت کا نمونہ ہوگا مگر ضروری ہے کہ اس سے پہلے اور زلزلے بھی آویں اس لڑکے کے مفصلہ ذیل نام ہونگے۔ بشیر الدولہ کیونکہ وہ ہماری فتح کیلئے نشان ہوگا۔ کلمۃ اللّٰہ خاں یعنی خدا کا کلمہ عالم کباب۔ ورڈ۔ شادی خان۔ کلمۃ العزیز وغیرہ کیونکہ وہ خدا کا کلمہ ہوگا جس سے حق کا غلبہ ہوگا۔ تمام دنیا خدا کے ہی کلمے ہیں اس لئے اس کا نام کلمۃ اللّٰہ رکھنا غیر معمولی بات نہیں ہے وہ لڑکا اب کی دفعہ پیدا نہیں ہوا کیونکہ خدا نے فرمایا اخرہ اللّٰہ الیٰ وقتٍ مسمّٰی یعنی وہ زلزلۃ الساعۃ جس کیلئے وہ لڑکا

ء نشانی ہوگا ہم نے اس کو ایک اور وقت پر ڈال دیا۔

الحمد للّٰہ الذی جعل لکم الصھر والنسب۔ الحمد للّٰہ الذی اذھب

اس خدا کو تعریف ہے جس نے دامادی اور نسب کی رو سے تیرے پر احسان کیا اس خدا کو تعریف ہے جس نے میرا غم

عنی الحزن۔ واٰتانی مالم یؤت احد من العالمین۔ یٰس۔ انک

دور کیا اور مجھ کو وہ چیز دی جو اس زمانہ کے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دی گئی اے سردار تو خدا کا

لمن المرسلین۔ علٰی صراط مستقیم۔ تنزیل العزیز الرحیم۔

مرسل ہے راہ راست پر اس خدا کی طرف سے جو غالب اور رحم کرنیوالا ہے

اردت ان استخلف فخلقت اٰدم۔ یحیی الدین ویقیم الشریعۃ

میں نے ارادہ کیا کہ اس زمانہ میں اپنا خلیفہ مقرر کروں سو میں نے اس آدم کو پیدا کیا وہ دین کو زندہ کریگا اور شریعت کو قائم کرے گا

چو دور خسروی آغاز کردند • مسلماں را مسلماں باز کردند

جب مسیح السلطان کا دور شروع کیا گیا تو مسلمانوں کو جو صرف رسمی مسلمان تھے دوبارہ مسلمان بنائے گئے

انّ السمٰوات والارض کانتا رتقًا ففتقنٰھما۔ قرب اجلک

آسمان اور زمین ایک گٹھڑی کی طرح بند تھے تو ہم نے ان دونوں کو کھول دیا یعنی زمین نے اپنی پوری قوت ظاہر کی اور آسمان نے بھی

المقدّر۔ انّ ذا العرش یدعوک۔ ولا نُبقی لک من المخزیات

اب تیرا وقت موت قریب آگیا۔ ذوالعرش تجھے بلاتا ہے اور ہم تیرے لئے کوئی رسوا کنندہ امر نہیں چھوڑیں گے۔

ذکرا۔ قلّ میعاد ربّک۔ ولا نبقی لک من المخزیات شیئًا۔

تیرے رب کا وعدہ کم رہ گیا ہے اور ہم تیرے لئے کوئی امر رسوا کنندہ باقی نہیں چھوڑیں گے

بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں اُس دن خدا کی طرف سے

زندگی کے دن بہت تھوڑے رہ گئے ہیں اس دن سب جماعت دل برداشتہ

سب پر اُداسی چھا جائے گی۔ یہ ہوگا۔ یہ ہوگا۔ یہ ہوگا۔

اور اداس ہو جائے گی کئی واقعات کے ظہور کے بعد پھر تیرا واقعہ

* یعنی خدا نے تجھ پر یہ احسان کیا کہ ایک شریف اور معزز اور شہرت یافتہ اور باوجاہت خاندان سے تجھے پیدا کیا اور دوسرے یہ احسان کیا کہ ایک معزز دہلی کے سادات کے خاندان سے تیری بیوی آئی۔ منہ

* خدا تعالیٰ کی کتابوں میں مسیح آخر الزمان کو بادشاہ کے نام سے یاد کیا گیا ہے اس سے مراد آسمانی بادشاہی ہے یعنی وہ آسمانی سلسلہ کا ایک بادشاہ ہوگا اور بڑے بڑے اکابر اس کے پیرو ہوں گے۔

پھر تیرا واقعہ ہوگا۔ تمام عجائبات قدرت دکھلانے کے

قدرت الٰہی کے کئی عجائب کام پہلے دکھلائے جائیں گے پھر ظہور میں آئے گا

بعد تمہارا حادثہ آئے گا۔ جاء وقتک ونبقی لک الاٰیات

تمہاری موت کا واقعہ ظہور میں آئیگا تیرا وقت آگیا ہے اور ہم تیرے لئے روشن نشان چھوڑینگے

باھرات۔ جاء وقتک ونبقی لک الاٰیات بیّنات۔

تیرا وقت آگیا ہے اور ہم تیرے لئے کھلے نشان باقی رکھیں گے

ربّ توفّنی مسلما والحقنی بالصّالحین۔ اٰمین۔

اے میرے خدا اسلام پر مجھے وفات دے اور نیکوکاروں کے ساتھ مجھے ملادے۔ آمین

خاتمہ

بعض معترضین کے اعتراضات کے جواب میں

چونکہ اس پُر آشوب زمانہ میں مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی پیدا ہوگئے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور آپ کی پیروی کرنا نجات کیلئے ضروری نہیں سمجھتے اور صرف خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک ماننا بہشت میں داخل ہونے کے لئے کافی خیال کرتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ محض افترا اور ظلم کے طور پر یا اپنی غلط فہمی سے میرے پر طرح طرح کے بیجا اعتراض کرتے ہیں جن اعتراضوں سے بعض کا مطلب تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تا لوگوں کو اس سلسلہ سے بیزار کریں اور بعض ایسے بھی ہیں کہ دقائق دین کے سمجھنے سے ان کی طبیعتیں قاصر ہیں اور ان کی طبیعت میں شر نہیں مگر فہم رسا بھی نہیں اور نہ وسعت علمی ہے جس سے وہ خود بخود حقیقت حال دریافت کرسکیں اس لئے میں نے قرین مصلحت سمجھا کہ اس خاتمہ میں ان سب کے شبہات کا ازالہ کیا جاوے۔

کچھ ضرورت نہ تھا کہ میں ان شبہات کے دُور کرنے کیلئے توجہ کرتا کیونکہ میری بہت سی کتابوں کے منتفرق مقامات میں ان بیہودہ اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ لیکن ان دنوں میں **عبد الحکیم خان** نام ایک شخص جو پٹیالہ کی ریاست میں اسسٹنٹ سرجن ہے جو پہلے اس سے ہمارے سلسلہ بیعت میں داخل تھا مگر باعث کمی ملاقات اور قلت صحبت دینی حقائق سے محض بے خبر اور محروم تھا اور تکبر اور جہل مرکب اور رعونت اور بدظنی کی مرض میں مبتلا تھا اپنی بدقسمتی سے مرتد ہو کر اس سلسلہ کا دشمن ہو گیا ہے اور جہاں تک اس سے ہو سکا خدا کے نور کو معدوم کرنے کے لئے اپنی جاہلانہ تحریروں میں زہریلی پھونکوں سے کام لے رہا ہے تا اس شمع کو بجھا دے جو خدا کے ہاتھ سے روشن ہے اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ اختصار کے لحاظ سے بعض اس کے ایسے اعتراضات کا جواب لکھ دیا جائے جو عوام کو مطلع کرنے کیلئے قابل جواب ہیں کیونکہ عوام پر یہ امر باعث غفلت اور مشغولی دنیا کے البتہ مشکل ہے کہ تمام میری کتابیں تلاش کر کے ان میں سے یہ جواب معلوم کرلیں۔

سو پہلے وہ امر لکھنے کے لائق ہے جس کی وجہ سے عبد الحکیم خان ہماری جماعت سے علیحدہ ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کا یہ عقیدہ ہے کہ نجات اُخروی حاصل کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر **ایمان** لانے کی ضرورت نہیں بلکہ ہر ایک جو خدا کو واحد لاشریک جانتا ہے (گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکذب ہے) وہ **نجات** پائیگا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اسکے نزدیک ایک شخص اسلام سے **مرتد** ہو کر بھی نجات پا سکتا ہے اور ارتداد کی سزا دینا اس کو ظلم ہے۔ مثلاً حال میں ہی جو ایک شخص عبد الغفور نام مرتد ہو کر آریہ سماج میں داخل ہوا اور دھرم پال نام رکھایا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور تکذیب میں دن رات کمربستہ ہے وہ بھی عبد الحکیم خان کے نزدیک سیدھا بہشت میں جائیگا کیونکہ آریہ لوگ بت پرستی سے دستکش ہیں مگر ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ ایسے عقیدہ کی رو سے **انبیاء** علیہم السلام کا مبعوث ہونا محض بیہودہ اور لغو کام ٹھیریگا کیونکہ جب ایک شخص انبیاء علیہم السلام کا مکذب اور دشمن ہو کر بھی خدا کو ایک جاننے سے نجات پا سکتا ہے

تو پھر اس صورت میں گویا انبیاء صرف عبث طور پر دنیا میں بھیجے گئے ✠ ورنہ اُن کے بغیر بھی کام چل سکتا تھا اور ان کے وجود کی کوئی بڑی بھاری ضرورت نہ تھی۔ اور اگر یہ سچ تھا کہ صرف خدا کو واحد لاشریک کہنا ہی کافی ہے تو گویا یہ بھی ایک شرک کی قسم ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ساتھ محمد رسول اللہ لازمی طور پر ملایا گیا اور درحقیقت اس خیال کے لوگ محمد رسول اللہ کہنا شرک ہی سمجھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی کامل توحید اسی میں تصور کرتے ہیں کہ اس کے ساتھ کسی کا نام نہ ملایا جائے اور ان کے نزدیک دین اسلام سے خارج ہونا نجات سے مانع نہیں۔ اور اگر مثلاً ایک ہی دن میں سب کے سب مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے انکار کرکے گمراہ فلسفیوں کی طرح مجرد توحید کو کافی سمجھیں اور اپنے تئیں قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے مستغنی خیال کرلیں اور مکذب ہو جائیں تو اُن کے نزدیک یہ سب لوگ باوجود مرتد ہونے کے نجات پا جائیں گے اور بلاشبہ بہشت میں داخل ہوں گے۔

مگر یہ بات کسی ادنیٰ عقل والے پر بھی پوشیدہ نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے ہمارے اس زمانہ تک تمام اسلامی فرقوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اسلام کی حقیقت یہی ہے کہ جیسا کہ ایک شخص خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک سمجھتا ہے اور اس کی ہستی اور وجود اور وحدانیت پر ایمان لاتا ہے ایسا ہی اس کے لئے ضروری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایمان لاوے اور جو کچھ قرآن شریف میں مذکور و مسطور ہے سب پر ایمان رکھے یہی وہ امر ہے جو ابتدا سے مسلمانوں کے ذہن نشین کر دیا گیا ہے۔ اور اسی پر محکم عقیدہ رکھنے کی وجہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی جانیں دیں اور کئی صادق مسلمان جو کفار کے ہاتھ میں عہد نبوی میں گرفتار ہو گئے تھے ان کو بار بار یہ فہمایش کی گئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منکر ہو جاؤ تو تم ہمارے ہاتھ سے رہائی پاؤ گے لیکن اُنہوں نے انکار نہ کیا اور اسی راہ میں جان دی یہ باتیں اسلام کے واقعات میں ایسی مشہور ہیں کہ جو شخص ایک ادنیٰ واقفیت بھی اسلامی تاریخ کی رکھتا ہوگا اس کو ہمارے اس بیان سے انکار نہیں ہوگا۔

✠ اگر یہ بات سچ ہو کہ وہ لوگ جو انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کرنیوالے اور ان کے دشمن ہیں محض اپنی خیالی توحید سے نجات پا جائیں گے تو بجائے اس کے کہ ان کفار کو قیامت میں کوئی عذاب ہو انبیاء خود ایک قسم کے عذاب میں مبتلا ہو جائیں گے جبکہ وہ اپنے سخت دشمنوں اور مکذبوں اور اہانت کرنیوالوں کو بہشت کے تختوں پر بیٹھے دیکھیں اور اپنی طرح ہر ایک قسم کی ناز و نعمت میں انکو پائینگے اور ممکن ہے کہ اس وقت بھی وہ لوگ ٹھٹھا کر کے نبیوں کو کہیں کہ تمہاری تکذیب اور توہین نے ہمارا کیا بگاڑا اب بہشت میں رہنا نبیوں کو تلخ ہو جائیگا۔ منہ

اور پھر یہ بھی یاد رہے کہ اگرچہ اسلامی لڑائیاں مدافعت کے طور پر تھیں یعنی ابتدا ان کی کفار کی طرف سے تھی۔ اور کفار عرب اپنے حملوں سے باز نہیں آتے تھے اس خوف سے کہ مبادا دین اسلام جزیرہ عرب میں پھیل جائے اور اسی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کے ساتھ رہنے کا حکم ہوا تھا تا مظلوموں کو اُن فرعونوں کے ہاتھ سے رہائی بخشیں۔ مگر اس میں بھی کچھ شبہ نہیں کہ پھر بھی اگر کفار کو یہ پیغام دیا جاتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی **نبوّت** کا ماننا کچھ ضروری نہیں اور آنجناب پر ایمان لانا کچھ شرط نجات نہیں صرف اپنے طور پر خدا کو واحد لاشریک سمجھو گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکذب اور مخالف اور دشمن رہو اور اس بات کی ضرورت نہیں کہ ان کو اپنا سردار اور پیشوا سمجھ لو تو اس سے اسقدر خونریزی کی نوبت نہ آتی بالخصوص یہودی جو خدا کو واحد لاشریک سمجھتے تھے **کیا وجہ** کہ اُن سے لڑائیاں کی گئیں یہاں تک کہ بعض موقعوں میں کئی ہزار یہودی گرفتار کر کے ایک ہی دن میں قتل کئے گئے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر صرف توحید نجات کے لئے کافی تھی تو یہودیوں سے خواہ نخواہ لڑائیاں کرنا اور اُن میں سے ہزاروں کو قتل کرنا یہ فعل سراسر ناجائز اور حرام تھا۔ پھر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس فعل کے کیوں مرتکب ہوئے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کا علم نہ تھا۔

اور اگر خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں کو غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ **تمام نبی** یہی سکھلاتے آئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک مانو اور ساتھ اس کے ہماری رسالت پر بھی ایمان لاؤ اسی وجہ سے اسلامی تعلیم کا ان دو فقروں میں **خلاصہ** تمام اُمت کو سکھلایا گیا کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

یہ بھی یاد رہے کہ خدا کے **وجود** کا پتہ دینے والے اور اس کے واحد لاشریک ہونے کا علم لوگوں کو سکھلانے والے صرف انبیاء علیہم السلام ہیں۔ اور اگر یہ مقدس لوگ دنیا میں نہ آتے تو صراط مستقیم کا یقینی طور پر پانا ایک ممتنع اور **محال امر تھا** اگرچہ زمین و آسمان پر غور کر کے اور انکی ترتیب ابلغ اور محکم پر نظر ڈال کر ایک صحیح الفطرت اور سلیم العقل انسان دریافت

کرسکتا ہے کہ اس کارخانہ پُر حکمت کا بنانیوالا کوئی ضرور ہونا چاہیئے لیکن اس فقرہ میں کہ ضرور ہونا چاہیئے اور اس فقرہ میں کہ واقعی وہ موجود ہے **بہت فرق** ہے واقعی وجود پر اطلاع دینے والے صرف **انبیاء** علیہم السلام ہیں جنہوں نے ہزارہا نشانوں اور معجزات سے دنیا پر ثابت کر دکھایا کہ وہ ذات جو مخفی در مخفی اور تمام طاقتوں کی جامع ہے درحقیقت موجود ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اس قدر عقل بھی کہ نظام عالم کو دیکھ کر صانع حقیقی کی ضرورت محسوس ہو۔ یہ مرتبہ عقل بھی نبوت کی شعاعوں سے ہی مستفیض ہے اگر انبیاء علیہم السلام کا وجود نہ ہوتا تو اس قدر عقل بھی کسی کو حاصل نہ ہوتی۔ اس کی مثال یہ ہے کہ اگرچہ زمین کے نیچے پانی بھی ہے مگر اس پانی کا بقا اور وجود آسمانی پانی سے وابستہ ہے۔ جب کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ آسمان سے پانی نہیں برستا تو زمینی پانی بھی خشک ہو جاتے ہیں اور جب آسمان سے پانی برستا ہے تو زمین میں بھی پانی جوش مارتا ہے۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے آنے سے عقلیں تیز ہو جاتی ہیں اور عقل جو زمینی پانی ہے اپنی حالت میں ترقی کرتی ہے اور پھر جب ایک مدت دراز اس بات پر گذرتی ہے کہ کوئی نبی مبعوث نہیں ہوتا تو عقلوں کا زمینی پانی گندہ اور کم ہونا شروع ہو جاتا ہے اور دنیا میں بُت پرستی اور شرک اور ہر ایک قسم کی بدی پھیل جاتی ہے پس جس طرح آنکھ میں ایک روشنی ہے اور وہ باوجود اس روشنی کے پھر بھی آفتاب کی محتاج ہے اسی طرح دنیا کی عقلیں جو آنکھ سے مشابہ ہیں ہمیشہ آفتاب نبوت کی محتاج رہتی ہیں اور جبھی کہ وہ آفتاب پوشیدہ ہو جائے ان میں فی الفور کدورت اور تاریکی پیدا ہو جاتی ہے کیا تم صرف آنکھ سے کچھ دیکھ سکتے ہو؟ ہرگز نہیں اسی طرح تم بغیر نبوت کی روشنی کے بھی کچھ نہیں دیکھ سکتے۔

اور چونکہ قدیم سے اور جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے **خدا کا شناخت** کرنا نبی کے شناخت کرنے سے وابستہ ہے اس لئے یہ خود غیر ممکن اور محال ہے کہ بجز ذریعہ نبی کے توحید مل سکے۔ نبی خدا کی صورت دیکھنے کا آئینہ ہوتا ہے اسی آئینہ کے ذریعہ سے خدا کا چہرہ نظر آتا ہے جب خدا تعالیٰ اپنے تئیں دنیا پر ظاہر کرنا چاہتا ہے تو نبی کو جو اُسکی قدرتوں کا مظہر ہے دنیا میں

بھیجتا ہے اور اپنی وحی اُس پر نازل کرتا ہے اور اپنی ربوبیت کی طاقتیں اُس کے ذریعہ سے دکھلاتا
ہے تب دنیا کو پتہ لگتا ہے کہ خدا موجود ہے۔ پس جن لوگوں کا وجود ضروری طور پر خدا کے قدیم
قانون ازلی کے رو سے خدا شناسی کے لئے ذریعہ مقرر ہو چکا ہے ان پر ایمان لانا توحید کی
ایک جزء ہے اور بجز اس ایمان کے توحید کامل نہیں ہو سکتی کیونکہ ممکن نہیں کہ بغیر ان آسمانی
نشانوں اور قدرت نما عجائبات کے جو نبی دکھلاتے ہیں اور معرفت تک پہنچاتے ہیں وہ خالص
توحید جو چشمہ یقین کامل سے پیدا ہوتی ہے میسر آ سکے وہی ایک قوم ہے جو خدا نما ہے جن کے
ذریعہ سے وہ خدا جس کا وجود دقیق در دقیق اور مخفی در مخفی اور غیب الغیب ہے ظاہر ہوتا ہے
اور ہمیشہ سے وہ کنز مخفی جس کا نام خدا ہے نبیوں کے ذریعہ سے ہی شناخت کیا گیا ہے ورنہ
وہ توحید جو خدا کے نزدیک توحید کہلاتی ہے جس پر عملی رنگ کامل طور پر چڑھا ہوا ہوتا
ہے اُس کا حاصل ہونا بغیر ذریعہ نبی کے جیسا کہ خلاف عقل ہے ویسا ہی خلاف تجارب
سالکین ہے۔

بعض نادانوں کو جیسا وہم گذرتا ہے کہ گویا نجات کے لئے صرف توحید کافی ہے نبی پر ایمان
لانے کی ضرورت نہیں گویا وہ روح کو جسم سے علیحدہ کرنا چاہتے ہیں یہ وہم سراسر دل کی کوری پر مبنی
ہے صاف ظاہر ہے کہ جبکہ توحید حقیقی کا وجود ہی نبی کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور بغیر اس کے
ممتنع اور محال ہے تو وہ بغیر نبی پر ایمان لانے کے میسر کیونکر آ سکتی ہے اور اگر نبی کو جو چشمہ توحید
کی ہے ایمان لانے میں علیحدہ کر دیا جائے تو توحید کیونکر قائم رہیگی توحید کا موجب اور توحید کا
پیدا کرنیوالا اور توحید کا باپ اور توحید کا سرچشمہ اور توحید کا مظہر اتم صرف نبی ہی ہوتا ہے اسی کے
ذریعہ سے خدا کا مخفی چہرہ نظر آتا ہے اور پتہ لگتا ہے کہ خدا ہے بات یہ ہے کہ ایک طرف تو
حضرت احدیت جل شانہ کی ذات نہایت درجہ استغنا اور بے نیازی میں پڑی ہے اس کو
کسی کی ہدایت اور ضلالت کی پروا نہیں اور دوسری طرف وہ بالطبع یہ بھی تقاضا فرماتا ہے
کہ وہ شناخت کیا جائے اور اس کی رحمت ازلی سے لوگ فائدہ اٹھاویں پس وہ ایسے دل پر

جو اہل زمین کے تمام دلوں میں سے محبت اور قرب او سبحانہ کا حاصل کرنے کے لئے کمال درجہ پر فطرتی طاقت اپنے اندر رکھتا ہے اور نیز کمال درجہ کی ہمدردی بنی نوع کی اس کی فطرت میں ہے تجلی فرماتا ہے اور اس پر اپنی ہستی اور صفات ازلیہ ابدیہ کے انوار ظاہر کرتا ہے اور اس طرح وہ خاص اور اعلیٰ فطرت کا آدمی جس کو دوسرے لفظوں میں **نبی** کہتے ہیں اس کی طرف کھینچا جاتا ہے پھر وہ نبی بوجہ اس کے کہ ہمدردی بنی نوع کا اس کے دل میں کمال درجہ پر جوش ہوتا ہے اپنی روحانی توجہات اور تضرع اور انکسار سے یہ چاہتا ہے کہ وہ خدا جو اس پر ظاہر ہوا ہے دوسرے لوگ بھی اس کو شناخت کریں اور نجات پاویں اور وہ دلی خواہش سے اپنے وجود کی قربانی خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کرتا ہے اور اس تمنا سے کہ لوگ زندہ ہو جائیں کئی موتیں اپنے لئے قبول کر لیتا ہے اور بڑے مجاہدات میں اپنے تئیں ڈالتا ہے جیسا کہ اس آیت میں اشارہ ہے۔ لعلک باخعٌ نفسک الّا یکونوا مومنین * تب اگرچہ خدا مخلوق سے بے نیاز اور مستغنی ہے مگر اس کے دائمی غم اور حزن اور کرب و قلق اور تذلل اور نیستی اور نہایت درجہ کے صدق اور صفا پر نظر کر کے مخلوق کے مستعد دلوں پر اپنے نشانوں کے ساتھ اپنا چہرہ ظاہر کر دیتا ہے اور اُسکی پُر جوش دعاؤں کی تحریک سے جو آسمان پر ایک صعقہ کی شور ڈالتی ہیں خدا تعالیٰ کے نشان زمین پر بارش کی طرح برستے ہیں اور عظیم الشان خوارق دنیا کے لوگوں کو دکھلائے جاتے ہیں جن سے دنیا دیکھ لیتی ہے کہ خدا ہے اور خدا کا چہرہ نظر آ جاتا ہے۔ لیکن اگر وہ پاک نبی اس قدر دعا اور تضرع اور ابتہال سے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ نہ کرتا اور خدا کے چہرہ کی چمک دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے اپنی قربانی نہ دیتا اور ہر ایک قدم میں صد ہا موتیں قبول نہ کرتا تو خدا کا چہرہ دنیا پر ہرگز ظاہر نہ ہوتا کیونکہ خدا تعالیٰ بوجہ استغناء ذاتی کے بے نیاز ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے واللّٰہ غنی عن العٰلمین۔ اور والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سُبلنا یعنی خدا تو تمام دنیا سے بے نیاز ہے اور جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں اور ہماری طلب میں کوشش کی انتہا تک پہنچ جاتے ہیں اُنہیں کیلئے ہمارا یہ قانون قدرت ہے کہ ہم اُن کو اپنی راہ دکھلا دیا کرتے ہیں سو خدا کی راہ میں سب سے اوّل قربانی دینے والے نبی ہیں۔ ہر ایک اپنے لئے

* (ترجمہ) یعنی کیا تو اس غم میں اپنے تئیں ہلاک کر دیگا کہ یہ کافر لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے۔ منہ

کوشش کرتا ہے مگر انبیاء علیہم السلام دوسروں کے لئے کوشش کرتے ہیں لوگ سوتے ہیں اور وہ اُن کے لئے جاگتے ہیں اور لوگ ہنستے ہیں اور وہ اُن کے لئے روتے ہیں۔ اور دنیا کی رہائی کے لئے ہر ایک مصیبت کو بخوشی اپنے پر وارد کر لیتے ہیں یہ سب اس لئے کرتے ہیں کہ تا خدا کچھ ایسی تجلی فرماوے کہ لوگوں پر ثابت ہو جاوے کہ خدا موجود ہے اور مستعد دلوں پر اس کی ہستی اور اس کی توحید منکشف ہو جاوے تا کہ وہ نجات پائیں۔ پس وہ جانی دشمنوں کی ہمدردی میں مر رہتے ہیں اور جب انتہا درجہ پر ان کا درد پہنچتا ہے اور ان کی دردناک آہوں سے (جو مخلوق کی رہائی کے لئے ہوتی ہیں) آسمان پر ہو جاتا ہے۔ تب خدا تعالیٰ اپنے چہرہ کی چمک دکھلاتا ہے اور زبردست نشانوں کے ساتھ اپنی ہستی اور اپنی توحید لوگوں پر ظاہر کرتا ہے پس اس میں شک نہیں کہ توحید اور خدا دانی کے متاع رسول کے دامن سے ہی دنیا کو ملتی ہے بغیر اس کے ہرگز نہیں مل سکتی اور اس امر میں سب سے اعلیٰ نمونہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھلایا کہ ایک قوم جو نجاست پر بیٹھی ہوئی تھی ان کو نجاست سے اُٹھا کر گلزار میں پہنچا دیا اور وہ جو روحانی بھوک اور پیاس سے مرنے لگے تھے اُن کے آگے رُوحانی اعلیٰ درجہ کی غذائیں اور شیریں شربت رکھ دیئے۔ ان کو وحشیانہ حالت سے انسان بنایا۔ پھر معمولی انسان سے مہذب انسان بنایا پھر مہذب انسان سے کامل انسان بنایا اور اس قدر ان کے لئے نشان ظاہر کئے کہ اُن کو خدا دکھلا دیا اور ان میں ایسی تبدیلی پیدا کر دی کہ انہوں نے فرشتوں سے ہاتھ جا ملائے۔ یہ تاثیر کسی اور نبی سے اپنی اُمت کی نسبت ظہور میں نہ آئی کیونکہ ان کے صحبت یاب ناقص رہے۔ پس میں ہمیشہ تعجب کی نگہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام **محمدؐ** ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس **عالی مرتبہ کا نبی** ہے اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں+ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا **وہ توحید** جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی

+ حاشیہ: یہ عجیب بات ہے کہ دنیا ختم ہونے کو ہے مگر اس کامل نبی کے فیضان کی شعاعیں ابتک ختم نہیں ہوئیں اگر خدا کا کلام قرآن شریف مانع نہ ہوتا تو فقط یہی نبی تھا جس کی نسبت ہم کہہ سکتے تھے کہ وہ اب تک مع جسم عنصری زندہ آسمان پر موجود ہے کیونکہ ہم اس کی زندگی کے صریح آثار پاتے ہیں اس کا دین زندہ ہے اس کی پیروی کرنے والا زندہ ہو جاتا ہے اور اس کے ذریعہ سے زندہ خدا مل جاتا ہے ہم نے دیکھا ہے کہ خدا اس سے اور اس کے دین سے اور اس کے محب سے محبت کرتا ہے اور یاد رہے کہ درحقیقت وہ زندہ ہے اور آسمان پر سب سے اس کا مقام برتر ہے لیکن یہ جسم عنصری جو فانی ہے یہ نہیں ہے بلکہ ایک اور نورانی جسم کے ساتھ جو لازوال ہے اپنے خدائے مقتدر کے پاس آسمان پر ہے۔ منہ

میں اس کی جان گداز ہوئی اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اسکو تمام انبیاء اور تمام **اوّلین و آخرین** پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اسکے کے کسی فضیلت کا دعوی کرتا ہے۔ وہ انسان نہیں ہے بلکہ **ذریّت شیطان** ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اس کامل نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں **اسی بزرگ نبی** کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اسی وقت تک ہم منوّر رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔

وہ لوگ جو اس غلط خیال پر جمے ہوئے ہیں کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لاوے یا مرتد ہو جائے اور توحید پر قائم ہو اور خدا کو واحد لاشریک جانتا ہو وہ بھی نجات پا جائے گا اور ایمان نہ لانے یا مرتد ہونے سے اُس کا کچھ حرج نہ ہوگا جیسا کہ عبدالحکیم خان کا مذہب ہے۔ ایسے لوگ درحقیقت توحید کی حقیقت سے ہی بےخبر ہیں ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ یوں تو شیطان بھی خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک سمجھتا ہے مگر صرف واحد سمجھنے سے نجات نہیں ہو سکتی بلکہ نجات تو دو امر پر موقوف ہے۔

(۱) ایک یہ کہ یقین کامل کے ساتھ خدا تعالیٰ کی ہستی اور وحدانیت پر ایمان لاوے

(۲) دوسرے یہ کہ ایسی کامل محبت حضرت احدیت جلشانہٗ کی اسکے دل میں جاگزین ہو کہ جس کے استیلا اور غلبہ کا یہ نتیجہ ہو کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت میں اسکی راحت جان ہو جس کے بغیر وہ جی ہی نہ سکے اور اسکی محبت تمام اغیار کی محبتوں کو پامال اور معدوم کر دے یہی توحید حقیقی ہے

کہ بجز متابعت ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے حاصل ہی نہیں ہو سکتی۔ کیوں حاصل نہیں ہو سکتی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ خدا کی ذات غیب الغیب اور وراء الوراء اور نہایت مخفی واقع ہوئی ہے جس کو عقول انسانیہ محض اپنی طاقت سے دریافت نہیں کر سکتیں اور کوئی برہان عقلی اس کے وجود پر قطعی دلیل نہیں ہو سکتی کیونکہ عقل کی دوڑ اور سعی صرف اس حد تک ہے کہ اس عالم کی صنعتوں پر نظر کر کے صانع کی ضرورت محسوس کرے مگر ضرورت کا محسوس کرنا اور شے ہے اور اس درجہ عین الیقین تک پہنچنا کہ جس خدا کی ضرورت تسلیم کی گئی ہے وہ درحقیقت موجود بھی ہے یہ اور بات ہے اور چونکہ عقل کا طریق ناقص اور ناتمام اور مشتبہ ہے اس لئے ہر ایک فلسفی محض عقل کے ذریعہ سے خدا کو شناخت نہیں کر سکتا بلکہ اکثر ایسے لوگ جو محض عقل کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کا پتہ لگانا چاہتے ہیں آخر کار دہریہ بن جاتے ہیں اور مصنوعات زمین و آسمان پر غور کرنا کچھ بھی اُن کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ اور خدا تعالیٰ کے کاملوں پر ٹھٹھا اور ہنسی کرتے ہیں اور اُن کی یہ حجت ہے کہ دنیا میں ہزارہا ایسی چیزیں پائی جاتی ہیں جن کے وجود کا ہم کوئی فائدہ نہیں دیکھتے اور جن میں ہماری عقلی تحقیق سے کوئی ایسی صنعت ثابت نہیں ہوتی جو صانع پر دلالت کرے بلکہ محض لغو اور باطل طور پر اُن چیزوں کا وجود پایا جاتا ہے۔ افسوس وہ نادان نہیں جانتے کہ عدم علم سے عدم شے لازم نہیں آتا۔ اس قسم کے لوگ کئی لاکھ زمانہ میں پائے جاتے ہیں جو اپنے تئیں اوّل درجہ کے عقلمند اور فلسفی سمجھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے وجود سے سخت منکر ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ اگر کوئی عقلی دلیل زبردست اُن کو ملتی تو وہ خدا تعالیٰ کے وجود کا انکار نہ کرتے اور اگر وجود باری جل شانہٗ پر کوئی برہان یقینی عقلی ان کو ملزم کرتی تو وہ سخت بے حیائی اور ٹھٹھے اور ہنسی کے ساتھ خدا تعالیٰ کے وجود سے منکر نہ ہو جاتے۔ پس کوئی شخص فلسفیوں کی کشتی پر بیٹھ کر طوفان شبہات سے نجات نہیں پا سکتا بلکہ ضرور غرق ہوگا اور ہرگز ہرگز شربت توحید خالص اس کو میسر نہیں آئے گا۔ اب سوچو کہ یہ خیال کس قدر باطل اور بدبودار ہے کہ بغیر وسیلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کہ توحید میسر آسکتی ہے اور اس سے انسان نجات پا سکتا ہے۔ اے نادانو! جبتک خدا کی ہستی پر یقین کامل نہ ہو اُسکی توحید پر کیونکر یقین ہو سکے۔ پس یقیناً سمجھو کہ توحید یقینی محض نبی کے ذریعہ سے ہی مل سکتی ہے جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے دہریوں اور بد مذہبوں کو ہزارہا آسمانی نشان دکھلا کر خدا تعالیٰ کے وجود کا قائل کر دیا اور اب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور کامل پیروی کرنیوالے اُن نشانوں کو دہریوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ بات یہی سچ ہے کہ جبتک زندہ خدا کی زندہ طاقتیں انسان مشاہدہ نہیں کرتا شیطان اُس کے دل میں سے نہیں نکلتا اور نہ سچی توحید اس کے دل میں داخل ہوتی ہے اور نہ یقینی طور پر خدا کی ہستی کا قائل ہو سکتا ہے اور یہ پاک اور کامل توحید صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ملتی ہے

اور وہ زبردست نشان جو نبی کے ذریعہ سے ظاہر ہوتے ہیں جیسا کہ وہ خدا تعالیٰ کی ہستی اور وحدانیت کو ثابت کرتے ہیں اسی طرح خدا تعالیٰ کی صفات جمالی اور جلالی کو اکمل اور اتم طور پر ثابت کر کے اس کی عظمت اور محبت دلوں میں بٹھاتے ہیں اور جب ان نشانوں سے جن کی جڑھ زبردست اور اقتداری پیشگوئیاں ہیں خدا تعالیٰ کی ہستی اور وحدانیت اور اسکے صفات جمالیہ اور جلالیہ پر یقین آجاتا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کو اسکی ذات اور جمیع صفات میں واحد لاشریک جانتا ہے اور اس کی خوبیوں اور روحانی حسن و جمال پر نظر ڈال کر اس کی محبت میں کھویا جاتا ہے اور پھر اس کی عظمت اور جلال اور بے نیازی پر نظر ڈال کر اُس سے ڈرتا رہتا ہے اور اس طرح پر وہ دن بدن خدا تعالیٰ کی طرف کھینچا جاتا ہے یہاں تک کہ تمام سفلی تعلقات توڑ کر روح محض رہ جاتا ہے اور تمام صحن سینہ اس کا محبت الٰہی سے بھر جاتا ہے اور خدا کے وجود کے مشاہدہ سے اس کے وجود پر ایک موت وارد ہو جاتی ہے اور وہ موت کے بعد ایک نئی زندگی پاتا ہے تب اس فنا کی حالت میں کہا جاتا ہے کہ اُس کو توحید حاصل ہو گئی ہے پس جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں وہ کامل توحید جو سرچشمۂ نجات ہے بجز نبی کامل کی پیروی کے حاصل ہو ہی نہیں سکتی۔

اب اس تقریر سے ظاہر ہے کہ خدا کے رسول کو ماننا توحید کے ماننے کے لئے علت موجبہ کی طرح ہے اور ان کے باہمی ایسے تعلقات ہیں کہ ایک دوسرے سے جدا ہو ہی نہیں سکتے اور جو شخص بغیر پیروی رسول کے توحید کا دعویٰ کرتا ہے اس کے پاس صرف ایک خشک ہڈی ہے جس میں مغز نہیں اور اس کے ہاتھ میں محض ایک مردہ چراغ ہے جس میں روشنی نہیں ہے اور ایسا شخص کہ جو یہ خیال کرتا ہے کہ اگر کوئی شخص خدا کو واحد لاشریک جانتا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مانتا ہو وہ نجات پائیگا یقیناً سمجھو کہ اس کا دل **مجذوم** ہے اور وہ اندھا ہے اور اُس کو توحید کی کچھ بھی خبر نہیں کہ کیا چیز ہے اور ایسی توحید کے اقرار میں شیطان اس سے بہتر ہے کیونکہ اگرچہ شیطان عاصی اور نافرمان ہے لیکن وہ اس بات پر تو یقین رکھتا ہے کہ خدا موجود ہے* مگر اس شخص کو تو خدا پر یقین بھی نہیں۔

اب خلاصہ کلام یہ کہ جو لوگ ایسا عقیدہ رکھتے ہیں کہ بغیر اس کے کہ کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے صرف توحید کے اقرار سے اس کی نجات ہو جائیگی ایسے لوگ پوشیدہ مرتد ہیں اور درحقیقت وہ اسلام کے دشمن ہیں اور اپنے لئے ارتداد کی ایک راہ نکالتے ہیں۔ ان کی حمایت کرنا کسی دیندار کا کام نہیں ہے۔ افسوس کہ ہمارے مخالف باوجود مولوی اور اہل علم کہلانے کے ان لوگوں کی ایسی حرکات سے خوش ہوتے ہیں دراصل یہ بیچارے ہمیشہ اسی تلاش میں رہتے ہیں کہ کوئی سبب ایسا پیدا ہو جاوے کہ جس سے میری ذلت اور اہانت ہو مگر اپنی بدقسمتی سے آخر نامراد ہی رہتے ہیں۔ پہلے ان لوگوں نے میرے پر کفر کا فتویٰ تیار کیا۔ اور قریباً دو سو مولوی نے اس پر مہریں لگائیں اور ہمیں کافر ٹھیرایا گیا۔ اور اُن فتووں میں

* حاشیہ۔ اگر کوئی کہے کہ جس حالت میں شیطان کو خدا تعالیٰ کی ہستی اور وحدانیت پر یقین ہے تو پھر وہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی کیوں کرتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی نافرمانی انسان کی نافرمانی کی طرح نہیں ہے بلکہ وہ اسی عادت پر انسان کی آزمائش کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور یہ ایک راز ہے جس کی تفصیل انسان کو نہیں دی گئی۔ اور انسان کی خاصیت اکثر اور اغلب طور پر یہی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی نسبت علم حاصل کرنے سے ہدایت پا لیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء۔ ہاں جو لوگ شیطانی سرشت رکھتے ہیں وہ اس قاعدہ سے باہر ہیں۔ منہ

یہاں تک تشدد کیا گیا کہ بعض علماء نے یہ بھی لکھا کہ یہ لوگ کفر میں یہود اور نصاریٰ سے بھی بدتر ہیں اور عام طور پر یہ بھی فتوے دیئے کہ ان لوگوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کرنا چاہئے اور ان لوگوں کے ساتھ سلام اور مصافحہ نہیں کرنا چاہئے۔ اور ان کے پیچھے نماز درست نہیں۔ کافر جو ہوئے بلکہ چاہئے کہ یہ لوگ مساجد میں داخل نہ ہونے پاویں کیونکہ کافر ہیں مسجدیں ان سے پلید ہو جاتی ہیں اور اگر داخل ہو جائیں تو مسجد کو دھو ڈالنا چاہئے۔ اور ان کا مال چرانا درست ہے اور یہ لوگ واجب القتل ہیں کیونکہ مہدی خونی کے آنے سے انکاری اور جہاد سے منکر ہیں۔ مگر باوجود ان فتووں کے ہمارا ایک بال بیکا نہ کر سکے۔ جن دنوں میں یہ فتویٰ ملک میں شائع کیا گیا ان دنوں میں دس آدمی بھی میری بیعت میں نہ تھے۔ مگر آج خدا تعالیٰ کے فضل سے تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں اور حق کے طالب بڑے زور سے اس جماعت میں داخل ہو رہے ہیں۔ کیا مومنوں کے مقابل پر کافروں کی مدد خدا ایسی ہی کیا کرتا ہے پھر اس جھوٹ کو تو دیکھو کہ ہمارے ذمہ یہ الزام لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے بیس کروڑ مسلمان اور کلمہ گو کو کافر ٹھہرایا حالانکہ ہماری طرف سے تکفیر میں کوئی سبقت نہیں ہوئی۔ خود ہی ان کے علماء نے ہم پر کفر کے فتوے لکھے اور تمام پنجاب اور ہندوستان میں شور ڈالا کہ یہ لوگ کافر ہیں اور نادان لوگ ان فتووں سے ایسے ہم سے متنفر ہو گئے کہ ہم سے سیدھے منہ سے کوئی نرم بات کرنا بھی ان کے نزدیک گناہ ہو گیا۔ کیا کوئی مولوی یا کوئی اور مخالف یا کوئی سجادہ نشین یہ ثبوت دے سکتا ہے کہ پہلے ہم نے ان لوگوں کو کافر ٹھہرایا تھا۔ اگر کوئی ایسا کاغذ یا اشتہار یا رسالہ ہماری طرف سے ان لوگوں کے فتوائے کفر سے پہلے شائع ہوا ہے جس میں ہم نے مخالف مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہو تو وہ پیش کریں ورنہ خود سوچ لیں کہ یہ کس قدر خیانت ہے کہ کافر تو ٹھیراویں آپ اور پھر ہم پر یہ الزام لگادیں کہ گویا ہم نے تمام مسلمانوں کو کافر ٹھیرایا ہے اس قدر خیانت اور جھوٹ اور خلاف واقعہ تہمت کس قدر دل آزار ہے۔ ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے۔ اور پھر جبکہ ہمیں اپنے فتووں کے ذریعہ سے کافر ٹھیرا چکے اور آپ ہی اس بات کے قائل بھی ہو گئے

کہ جو شخص مسلمان کو کافر کہے تو کفر الٹ کر اُسی پر پڑتا ہے تو اس صورت میں کیا ہمارا حق نہ تھا کہ بموجب انہیں کے اقرار کے ہم ان کو کافر کہتے۔

غرض ان لوگوں نے چند روز تک اس جھوٹی خوشی سے اپنا دل خوش کر لیا کہ یہ لوگ کافر ہیں اور پھر جب وہ خوشی باسی ہو گئی اور خدا نے ہماری جماعت کو تمام ملک میں پھیلا دیا تو پھر کسی اور منصوبہ کی تلاش میں لگے۔

تب انہیں دنوں میں میری پیش گوئی کے مطابق پنڈت لیکھرام آریہ سماجی کو میعاد کے اندر کسی نے ہلاک کر دیا مگر افسوس کہ کسی مولوی کو یہ خیال نہ آیا کہ پیش گوئی پوری ہوئی اور اسلامی نشان ظاہر ہوا بلکہ بعض نے ان میں سے بار بار گورنمنٹ کو توجہ دلائی کہ کیوں گورنمنٹ پیشگوئی کرنیوالے کو نہیں پکڑتی مگر اس آرزو میں بھی نامراد اور خائب و خاسر رہے اور پھر کچھ دنوں کے بعد ڈاکٹر پادری مارٹن کلارک نے ایک خون کا مقدمہ میرے پر دائر کیا۔ پھر کیا کہنا تھا اس قدر خوشی ان لوگوں کو ہوئی کہ گویا پھولے اپنے جامہ میں نہ سماتے تھے اور بعض مسجدوں میں سجدے کر کے میرے لئے اس مقدمہ میں پھانسی وغیرہ کی سزا مانگتے تھے اور اس آرزو میں اُنہوں نے اسقدر سجدے رو رو کے کئے تھے کہ ان کی ناکیں بھی گھس گئیں مگر آخر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق جو پہلے شائع کیا گیا تھا بڑی عزت سے میں بری کیا گیا اور اجازت دی گئی کہ اگر چاہو تو ان عیسائیوں پر نالش کرو۔ مختصر یہ کہ اس آرزو میں بھی ہمارے مخالف مولوی اور انکے زیر اثر نامراد ہی رہے۔

پھر کچھ دنوں بعد کرم دین نام ایک مولوی نے فوجداری مقدمہ گورداسپور میں میرے نام دائر کیا اور میرے مخالف مولویوں نے اس کی تائید میں آتمارام اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کی عدالت میں جا کر گواہیاں دیں اور ناخنوں تک زور لگایا اور ان کو بڑی اُمید ہوئی کہ اب کی دفعہ ضرور کامیاب ہونگے اور ان کو جھوٹی خوشی پہنچانے کے لئے ایسا اتفاق ہوا کہ آتمارام نے اس مقدمہ میں اپنی نافہمی کی وجہ سے پوری غور نہ کی اور مجھ کو سزائے قید دینے کیلئے مستعد ہو گیا اسوقت خدا نے میرے پر ظاہر کیا کہ وہ آتمارام کو اُس کی اولاد کے ماتم میں مبتلا کریگا چنانچہ یہ کشف مَیں نے اپنی جماعت کو

سُنا دیا اور پھر ایسا ہؤا کہ قریباً بیس پچیس دن کے عرصہ میں دو بیٹے اُس کے مر گئے اور آخر یہ اتفاق ہؤا کہ آتما رام سزائے قید تو مجھ کو نہ دے سکا اگرچہ فیصلہ لکھنے میں اس نے قید کرنے کی بنیاد بھی باندھی مگر آخیر پر خدا نے اس کو اس حرکت سے روک دیا لیکن تاہم اُس نے سات سو روپیہ جرمانہ کیا۔ پھر ڈویژنل جج کی عدالت سے عزت کے ساتھ مَیں بری کیا گیا✣ اور کرم دین پر سزا قائم رہی اور میرا جرمانہ واپس ہؤا مگر آتما رام کے دو بیٹے واپس نہ آئے۔

پس جس خوشی کے حاصل ہونے کی کرم دین کے مقدمہ میں ہمارے مخالف مولویوں کو تمنا تھی وہ پوری نہ ہو سکی اور خدا تعالیٰ کی اس پیشگوئی کے مطابق جو میری کتاب مواہب الرحمان میں پہلے سے چھپکر شائع ہو چکی تھی مَیں بری کیا گیا اور میرا جرمانہ واپس کیا گیا اور حاکم مجوز کو منسوخی حکم کے ساتھ یہ تنبیہ ہوئی کہ یہ حکم اس نے بیجا دیا۔ مگر کرم دین کو جیسا کہ مَیں مواہب الرحمان میں شائع کر چکا تھا سزا مل گئی اور عدالت کی رائے سے اس کے کذاب ہونے پر مہر لگ گئی اور ہمارے تمام مخالف مولوی اپنے مقاصد میں نامراد رہے افسوس کہ میرے مخالفوں کو باوجود اسقدر متواتر نامرادیوں کے میری نسبت کسی وقت محسوس نہ ہؤا کہ اس شخص کے ساتھ درپردہ ایک ہاتھ ہے جو ان کے ہر ایک حملہ سے اس کو بچاتا ہے۔ اگر بدقسمتی نہ ہوتی تو ان کے لئے یہ ایک معجزہ تھا کہ انکے ہر ایک حملہ کے وقت خدا نے مجھکو ان کے شر سے بچایا اور نہ صرف بچایا بلکہ پہلے اس سے خبر بھی دیدی کہ وہ بچائیگا۔ اور ہر ایک دفعہ اور ہر ایک مقدمہ میں خدا تعالیٰ مجھے خبر دیتا رہا کہ مَیں تجھے بچاؤں گا۔ چنانچہ وہ اپنے وعدہ کے موافق مجھے محفوظ رکھتا رہا۔ یہ میرے خدا کے اقتداری نشان کہ ہر ایک طرف تمام دنیا ہمارے ہلاک کرنیکے لئے جمع ہے اور ایک طرف وہ ذات ہے کہ ان کے ہر ایک حملہ سے مجھے بچاتا ہے۔

پھر ایک اور خوشی کا موقعہ ہمارے مخالفوں کو پیش آیا کہ جب چراغ دین جموں والا جو میرا مرید تھا مرتد ہو گیا اور بعد ارتداد مَیں نے رسالہ دافع البلاء و معیار اہل الاصطفا میں اسکی نسبت خدا تعالیٰ سے یہ الہام پاکر شائع کیا کہ وہ غضب الٰہی میں مبتلا ہو کر ہلاک کیا جائیگا۔ تو بعض مولویوں نے محض میری ضد سے اسکی رفاقت اختیار کی اور اس نے ایک کتاب بنائی جس کا نام منارۃ المسیح

✣ ڈویژنل جج امرتسر جو ایک انگریز تھا پوری تحقیق سے اس مقدمہ میں کام لیا اور جیسا کہ شرط انصاف ہے وہ فیصلہ کیا جو کامل تحقیقات و عدالت کی رو سے چاہیے تھا اور اپنے فیصلہ میں انہی الفاظ میں لکھا کہ جو الفاظ اپیلانٹ مستغاث علیہ نے کرم دین ریسپانڈنٹ مستغیث کے حق میں استعمال کئے تھے جو موجب ازالہ حیثیت عرفی سمجھے گئے۔ یعنی کذاب اور لئیم کا لفظ اگر اپیلانٹ ان الفاظ سے بڑھ کر کرم دین کے حق میں استعمال کرتا تو بھی کرم دین ان الفاظ کا مستحق تھا۔ منہ

✗ یہ تمام پیشگوئیاں قبل از وقت شائع ہو چکی تھیں۔ ہمارے مخالفوں کو خدا کے سامنے یہ جواب دینا ہوگا کہ وہ کیوں ان سب نشانوں کو بھول گئے ✣

رکھا اور اس میں مجھے دجال قرار دیا اور یہ الہام شائع کیا کہ میں رسول ہوں اور خدا کے مرسلوں میں سے ایک مرسل ہوں اور حضرت عیسیٰ نے مجھے ایک عصا دیا ہے کہ تا میں اس عصا سے اس دجال کو (یعنی مجھ کو) قتل کروں چنانچہ منارۃ المسیح میں قریب نصف کے یہی بیان ہے کہ یہ شخص دجال ہے۔ اور میرے ہاتھ سے تباہ ہوگا۔ اور بیان کیا کہ یہی خبر مجھے خدا نے اور عیسیٰ نے بھی دی ہے مگر آخر کار جو ہوا لوگوں نے سنا ہوگا کہ یہ شخص ۴۔ اپریل ۱۹۰۶ء کو مع اپنے دونوں بیٹوں کے طاعون سے فوت ہو کر میری پیشگوئی کی تصدیق کر گیا اور بڑی نومیدی سے اس نے جان دی اور مرنے سے چند دن پہلے ایک مباہلہ کا کاغذ اس نے لکھا جس میں اپنا اور میرا نام ذکر کر کے خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ ہلاک ہو۔ خدا کی قدرت کہ وہ کاغذ ابھی کاتب کے ہاتھ میں ہی تھا اور وہ کاپی لکھ رہا تھا کہ چراغ دین مع اپنے دونوں بیٹوں کے اُسی دن ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گیا فاعتبروا یا اولی الابصار یہ ہیں میرے مخالف الہاموں کا دعویٰ کرنے والے جو مجھے دجّال ٹھیراتے ہیں کوئی شخص ان کے انجام پر غور نہیں کرتا۔ القصہ حضرات مولوی صاحبان چراغ دین مرتد کا ساتھ دیکر بھی اپنی مراد کو نہ پہنچ سکے۔

پھر بعد اس کے ایک اَور چراغ دین پیدا ہوا یعنی ڈاکٹر عبد الحکیم خاں یہ شخص بھی مجھے دجّال ٹھیراتا ہے اور پہلے چراغ دین کی طرح اپنے تئیں مرسلین میں سے شمار کرتا ہے مگر معلوم نہیں کہ پہلے چراغ دین کی طرح میرے قتل کرنے کے لئے اس کو بھی حضرت عیسےٰ نے عصا دیا ہے یا نہیں* تکبر اور غرور میں تو پہلے چراغ دین سے بھی بہت بڑھ کر ہے اور گالیاں دینے میں بھی اُس سے زیادہ مشق ہے اور افترا میں اس سے بڑھ کر قدم ہے اس مشتعل طبع مشت خاک کی ارتداد سے بھی ہمارے مخالف مولویوں کو بہت خوشی ہوئی گویا ایک خزانہ مل گیا مگر اُن کو چاہیئے کہ اتنا

---

* حضرت عیسےٰ نے جو میرے قتل کرنے کیلئے چراغ دین کو عصا دیا معلوم نہیں کہ یہ جوش اور غضب کیوں انکے دل میں پیدا ہوا اگر اسلئے ناراض ہو گئے کہ میں نے انکا مرنا دنیا میں شائع کیا ہے تو یہ انکی غلطی ہے یہ میں نے شائع نہیں کیا بلکہ اس نے شائع کیا ہے جسکی مخلوق ہماری طرح حضرت عیسےٰ بھی ہیں۔ اگر شک ہو تو یہ آیت دیکھیں وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل اور نیز یہ آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم۔ اور تعجب کہ جس کو وہ میرے ہلاک کرنے کیلئے عصا دیتے ہیں وہ آپ ہی ہلاک ہو جاتا ہے یہ خوب عصا ہے۔ سنا ہے کہ دوسرے چراغ دین یعنی عبد الحکیم خاں نے بھی میری موت کے بارے میں پیشگوئی پہلے چراغ دین کی طرح کی ہے مگر معلوم نہیں کہ اُس میں کوئی عصا کا بھی ذکر ہے یا نہیں۔ منہ

خوش نہ ہوں اور پہلے چراغ دین کو یاد کریں وہ خدا جس نے ہمیشہ ان کو ایسی خوشیوں سے نامراد رکھا وہی خدا اب بھی ہے اور اس کی پیشگوئی نے جیسا کہ پہلے چراغ دین کے انجام سے خبر دی تھی اسی طرح اس علیم خبیر نے اس دوسرے چراغ دین یعنی عبد الحکیم کے انجام کی خبر دی ہے پھر خوشی کا کیا مقام ہے ذرا صبر کریں اور انجام دیکھیں۔ اور پھر تعجب کا مقام ہے کہ ایک نادان مرتد کے ارتداد سے اس قدر کیوں خوشی کی جاتی ہے خدا تعالیٰ کا ہم پر فضل ہے کہ اگر ایک بدقسمتی سے مرتد ہوتا ہے تو اُس کی جگہ ہزار آتا ہے۔

اور پھر ماسوا اس کے کیا کسی مرتد کے ارتداد سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ وہ سلسلہ جس میں سے یہ مرتد خارج ہوا حق نہیں ہے کیا ہمارے مخالف علماء کو خبر نہیں کہ کئی بدبخت حضرت موسیٰ کے زمانہ میں اُن سے مرتد ہو گئے تھے پھر کئی لوگ حضرت عیسےٰ سے مرتد ہوئے اور پھر کئی بدبخت اور بدقسمت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں آپ سے مرتد ہو گئے۔ چنانچہ مسیلمہ کذاب بھی مرتدین میں سے ایک تھا۔ پس عبد الحکیم مرتد کے ارتداد سے خوش ہونا اور اس کو سلسلہ حقہ کے بطلان کی ایک دلیل قرار دینا ان لوگوں کا کام ہے جو محض نادان ہیں۔ ہاں یہ لوگ چند روز کے لئے ایک جھوٹی خوشی کا موجب ضرور ہو جاتے ہیں۔ مگر وہ خوشی جلد زائل ہو جاتی ہے۔

یہ وہی عبد الحکیم خاں ہے جس نے اپنی کتاب میں میرا نام لیکر یہ لکھا ہے کہ ایک شخص اُن کے دعویٰ مسیح موعود ہونے سے منکر تھا تب مجھ کو خواب میں دکھایا گیا کہ یہ منکر طاعون سے مر جائیگا چنانچہ وہ طاعون سے مر گیا۔ مگر اب خود گستاخی سے مرتد ہو کر گالیاں دیتا اور سخت بد زبانی کرتا اور جھوٹی تہمتیں لگاتا ہے کیا اب طاعون کا وقت جاتا رہا!!

یہ تو ہم بیان کر چکے کہ وہ امر جس کا نام توحید ہے اور جو مدار نجات ہے اور جو شیطانی توحید سے ایک علیحدہ امر ہے وہ بجز اس کے کہ وقت کے نبی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا جائے اور ان کی اطاعت کی جائے میسر نہیں آسکتا۔ اور صرف توحید خشک بجز اطاعت

رسول کے کچھ چیز نہیں بلکہ اس مردہ کی طرح ہے جس میں رُوح نہیں - اب یہ بیان کرنا رہ گیا کہ کیا قرآن شریف نے ہمارے بیان کے مطابق انسانی نجات کو اطاعت رسول کے ساتھ وابستہ فرمایا ہے یا اس کے برخلاف قرآنی تعلیم ہے۔ سو اس حقیقت کے سمجھانے کے لئے ہم آیات ذیل پیش کرتے ہیں:-

(۱) قولہٗ تعالیٰ۔ قل اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول (الجزو ۱۸ سورۃ نور)

ترجمہ۔ کہ خدا کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ اور یہ مسلّم اور بدیہی امر ہے کہ خدا کے احکام سے تخلف کرنا معصیت اور موجب دخول جہنم ہے اور اس مقام میں جس طرح خدا اپنی اطاعت کے لئے حکم فرماتا ہے ایسا ہی رسول کی اطاعت کے لئے حکم فرماتا ہے سو جو شخص اس کے حکم سے منہ پھیرتا ہے وہ ایسے جرم کا ارتکاب کرتا ہے جس کی سزا جہنم ہے۔

(۲) قولہٗ تعالیٰ۔ یاایھا الذین اٰمنوا لا تقدموا بین یدی اللّٰہ ورسولہ واتقوا اللّٰہ ان اللّٰہ سمیع علیم (الجزو ۲۶ سورۃ حجرات)

ترجمہ۔ اے ایمان والو خدا اور رسول کے حکم سے بڑھ کر کوئی بات نہ کرو۔ یعنی ٹھیک ٹھیک احکام خدا اور رسول پر چلو اور نافرمانی میں خدا سے ڈرو۔ خدا سُنتا بھی ہے اور جانتا بھی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جو شخص محض اپنی خشک توحید پر بھروسہ کر کے (جو درحقیقت وہ توحید بھی نہیں) رسول سے اپنے تئیں مستغنی سمجھتا ہے اور رسول سے قطع تعلق کرتا ہے اور اُس سے بالکل اپنے تئیں علیحدہ کر دیتا ہے اور گستاخی سے قدم آگے رکھتا ہے وہ خدا کا نافرمان ہے اور نجات سے بے نصیب۔

(۳) قولہٗ تعالیٰ۔ من کان عدوًّا للّٰہ وملئکتہ ورسلہ وجبریل ومیکال فان اللّٰہ عدوٌّ للکافرین (الجزو ۱ سورہ بقرہ)

ترجمہ۔ یعنی جو شخص خدا اور اُس کے فرشتوں اور اس کے پیغمبروں اور جبریل اور میکائیل کا دشمن ہو تو خدا ایسے کافروں کا خود دشمن ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جو شخص توحید خشک کا تو قائل ہے مگر آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کا مکذب ہے وہ درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے لہذا بموجب منشاء اس آیت کے خدا اس کا دشمن ہے اور وہ خدا کے نزدیک کافر ہے تو پھر اس کی نجات کیونکر ہو سکتی ہے۔

(۴) قولہ تعالیٰ۔ یا ایھا الذین اٰمنوا اٰمنوا باللہ ورسولہ والکتاب الذی نزل علیٰ رسولہ والکتاب الذی انزل من قبل ؕ ومن یکفر باللہ وملٰئکتہ ورسلہ والیوم الاٰخر فقد ضل ضلالاً بعیداً (الجزو ۵ سورۃ نساء)

ترجمہ۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو خدا پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول پر اور اس کی اس کتاب پر جو اس رسول پر نازل ہوئی ہے یعنی قرآن شریف پر اور اس کتاب پر ایمان لاؤ جو پہلے نازل ہوئی یعنی توریت وغیرہ پر اور جو شخص خدا پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں لائیگا وہ حق سے بہت دور جا پڑا یعنی نجات سے محروم رہا۔

(۵) قولہ تعالیٰ۔ وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امراً ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ؕ ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالاً مبیناً (الجزو ۲۲ سورۃ احزاب)

ترجمہ۔ کسی مومن یا مومنہ کو جائز نہیں ہے کہ جب خدا اور اس کا رسول کوئی حکم کرے تو ان کو اس حکم کے رد کرنے میں اختیار ہو اور جو شخص خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ حق سے بہت ہی دور جا پڑا ہے یعنی نجات سے بے نصیب رہا۔ کیونکہ نجات اہل حق کیلئے ہے۔

(۶) قولہ تعالیٰ۔ ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ ناراً خالداً فیھا ولہ عذاب مھین (الجزو ۴ سورۃ نساء)

ترجمہ۔ جو شخص خدا اور رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی حدوں سے باہر ہو جائے خدا اس کو جہنم میں داخل کریگا اور وہ جہنم میں ہمیشہ رہیگا اور اس پر ذلیل کرنیوالا عذاب نازل ہوگا۔

اب دیکھو کہ رسول سے قطع تعلق کرنے میں اس سے بڑھکر اور کیا وعید ہوگا کہ خدائے عزوجل فرماتا ہے کہ جو شخص رسول کی نافرمانی کرے اس کیلئے دائمی جہنم کا وعدہ ہے مگر میاں عبد الحکیم کہتے ہیں کہ جو شخص نبی کریم کا مکذب اور نافرمان ہو اگر وہ توحید پر قائم ہو تو وہ بلاشبہ بہشت میں

جائیگا۔ مجھے معلوم نہیں کہ ان کے پیٹ میں کس قسم کی توحید ہے کہ باوجود نبی کریم کی مخالفت اور نافرمانی کے جو توحید کا سرچشمہ ہے بہشت تک پہنچ سکتی ہے لعنت اللہ علی الکاذبین۔

(۷) قولہ تعالےٰ۔ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ (الجزو۵ سورۃ نساء)

ترجمہ۔ یعنی ہر ایک نبی ہم نے اس لئے بھیجا ہے کہ تا خدا کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔ اب ظاہر ہے کہ جبکہ بمنشاء اس آیت کے نبی واجب الاطاعت ہے پس جو شخص نبی کی اطاعت سے باہر ہو وہ کیونکر نجات پا سکتا ہے۔

(۸) قولہ تعالےٰ۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم۔ قل اطیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکافرین (الجزو۳ سورۃ آل عمران) ترجمہ۔ اُن کو کہہ کہ اگر خدا سے تم محبت کرتے ہو پس آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے اور تمہارے گناہ بخشے اور خدا غفور و رحیم ہے انکو کہہ کہ خدا اور رسول کی اطاعت کرو پس اگر وہ اطاعت سے منہ پھیر لیں تو خدا کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔ ان آیات سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ گناہوں کی مغفرت اور خدا تعالیٰ کا پیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے وابستہ ہے اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے وہ کافر ہیں۔

(۹) قولہ تعالےٰ۔ ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذٰلک سبیلا۔ اولٰئک ھم الکافرون حقا۔ واعتدنا للکافرین عذابا مھینا۔ والذین اٰمنوا باللہ ورسلہ ولم یفرقوا بین احد منھم اولٰئک سوف یؤتیھم اجورھم (الجزو۶ سورۃ نساء)

ترجمہ۔ وہ لوگ جو خدا اور رسول سے منکر ہیں اور ارادہ رکھتے ہیں کہ خدا اور اس کے رسولوں میں تفرقہ ڈال دیں اور کہتے ہیں کہ بعض پر ہم ایمان لائینگے اور بعض پر نہیں یعنی صرف خدا کا ماننا یا صرف بعض رسولوں پر ایمان لانا کافی ہے یہ ضروری نہیں کہ خدا کے ساتھ رسول پر بھی ایمان لاویں یا

سب نبیوں پر ایمان لاویں اور چاہتے ہیں کہ خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر بین بین مذہب اختیار کریں وہی پکے کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے ذلیل کرنیوالا عذاب مہیا کر رکھا ہے۔ اور وہ لوگ جو خدا اور رسول پر ایمان لاتے ہیں اور خدا اور اس کے رسولوں میں تفرقہ نہیں ڈالتے یعنی یہ تفرقہ اختیار نہیں کرتے کہ صرف خدا پر ایمان لاویں مگر اس کے رسولوں پر ایمان نہ لاویں اور نہ یہ تفرقہ پسند کرتے ہیں کہ بعض رسولوں پر تو ایمان لاویں اور بعض سے برگشتہ رہیں ان لوگوں کو خدا ان کا اجر دے گا۔

اب کہاں ہیں میاں عبد الحکیم خاں مرتد۔ جو میری اس تحریر سے مجھ سے برگشتہ ہو گیا۔ چاہئے کہ اب آنکھ کھول کر دیکھے کہ کس طرح خدا نے اپنی ذات پر ایمان لانا رسولوں پر ایمان لانے سے وابستہ کیا ہے اس میں راز یہ ہے کہ انسان میں توحید قبول کرنے کی استعداد اس آگ کی طرح رکھی گئی ہے جو پتھر میں مخفی ہوتی ہے اور رسول کا وجود چقماق کی طرح ہے جو اس پتھر پر ضرب توجہ لگا کر اس آگ کو باہر نکالتا ہے۔ پس ہرگز ممکن نہیں کہ بغیر رسول کی چقماق کے توحید کی آگ کسی دل میں پیدا ہو سکے توحید کو صرف رسول زمین پر لاتا ہے اور اسی کی معرفت یہ حاصل ہوتی ہے خدا مخفی ہے اور وہ اپنا چہرہ رسول کے ذریعہ دکھلاتا ہے۔ ✤

(۱۰) قولہ تعالیٰ۔ یا ایھا الناس قد جاء کم الرسول بالحق من ربکم فامنوا خیرا لکم و ان تکفروا فان للہ ما فی السمٰوات و ما فی الارض و کان اللہ علیما حکیما (الجزو ۶ سورۃ نساء) ترجمہ۔ اے لوگو! تمہارے پاس رسول حق کے ساتھ آیا ہے پس تم اس رسول پر ایمان لاؤ۔ تمہاری بہتری اسی میں ہے اور اگر تم کفر اختیار کرو تو خدا کو تمہاری کیا

✤ **حاشیہ** ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے میں ایک زمانہ تک مجھے بہت استغراق رہا کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں وہ بجز وسیلہ نبی کریم کے مل نہیں سکتیں جیسا کہ خدا بھی فرماتا ہے وابتغوا الیہ الوسیلۃ تب ایک مدت کے بعد کشفی حالت میں میں نے دیکھا کہ دو سقے یعنی ماشکی آئے اور ایک اندرونی راستے سے اور ایک بیرونی راہ سے میرے گھر میں داخل ہوئے ہیں اور ان کے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں ھذا بما صلیت علی محمد۔ منہ

پر وا ہے۔ زمین آسمان سب اُسی کا ہے اور سب اس کی اطاعت کر رہے ہیں اور خدا علیم اور حکیم ہے۔

(۱۱) قولہ تعالیٰ۔ کلّما اُلقیَ فیھا فوج سئلھم خزنتھا الم یاتکم نذیر۔ قالوا بلیٰ قد جاءنا نذیرٌ فکذّبنا وقلنا ما نزّل اللّٰہ من شیٔ۔ (الجزو ۲۹ سورۃ الملک)

ترجمہ۔ اور جب دوزخ میں کوئی فوج کافروں کی پڑیگی تو جو فرشتے دوزخ پر مقرر ہیں وہ دوزخیوں کو کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی نذیر نہیں آیا تھا وہ کہیں گے کہ ہاں آیا تو تھا مگر ہم نے اس کی تکذیب کی اور ہم نے کہا کہ خدا نے کچھ نہیں اُتارا۔ اب دیکھو ان آیات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ دوزخی دوزخ میں اس لئے پڑیں گے کہ وہ وقت کے نبیوں کو قبول نہیں کریں گے۔

(۱۲) قولہ تعالیٰ۔ انما المومنون الذین اٰمنوا باللّٰہ ورسولہ ثم لم یرتابوا (الجزو ۲۶ سورۃ الحجرات)

ترجمہ۔ سوا اس کے نہیں کہ مومن وہ لوگ ہیں جو خدا اور رسول پر ایمان لائے پھر بعد اسکے ایمان پر قائم رہے اور شکوک و شبہات میں نہیں پڑے۔ دیکھو ان آیات میں خدا تعالیٰ نے حصر کر دیا ہے کہ خدا کے نزدیک مومن وہی لوگ ہیں کہ جو صرف خدا پر ایمان نہیں لاتے بلکہ خدا اور رسول دونوں پر ایمان لاتے ہیں پھر بغیر ایمان بالرسول کے نجات کیونکر ہو سکتی ہے اور بغیر رسول پر ایمان لانے کے صرف توحید کس کام آسکتی ہے۔

(۱۳) قولہ تعالیٰ۔ وما منعھم ان تقبل منھم نفقاتھم الا انھم کفروا باللّٰہ ورسولہ۔ (الجزو ۱۰ سورۃ توبہ) **ترجمہ**۔ یعنی اس بات کا سبب جو کفار کے صدقات قبول نہیں کئے جاتے صرف یہ ہے کہ وہ خدا اور اس کے رسول سے منکر ہیں۔ اب دیکھو ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ جو لوگ رسول پر ایمان نہیں لاتے اُن کے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ خدا انکو قبول نہیں کرتا۔ اور پھر جب اعمال ضائع ہوئے تو نجات کیونکر ہو گی۔

(۱۴) قولہ تعالیٰ۔ والذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت واٰمنوا بما نزّل علیٰ محمّد وھو الحق من ربّھم کفّر عنھم سیّاٰتھم واصلح بالھم (الجزو ۲۶ سورۃ محمد)

ترجمہ۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اور وہ کلام جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اُس پر ایمان لائے اور وہی حق ہے ایسے لوگوں کے خدا گناہ بخش دیگا اور اُن کے دلوں کی اصلاح کریگا۔ اب دیکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانیکی وجہ سے کس قدر خدا تعالیٰ اپنی خوشنودی ظاہر فرماتا ہے کہ ان کے گناہ بخشتا ہے اور ان کے تزکیہ نفس کا خود متکفل ہوتا ہے۔ پھر کیسا بدبخت وہ شخص ہے جو کہتا ہے کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی ضرورت نہیں اور غرور اور تکبر سے اپنے تئیں کچھ سمجھتا ہے۔ سعدیؒ نے سچ کہا ہے:۔

محال ست سعدی کہ راہ صفا　　　تواں رفت جز در پئے مصطفےٰ
بر د مُزاں شاہ سوئے بہشت　　　حرام ست بر غیر بوئے بہشت

(۱۵) **قولہ تعالیٰ**۔ الم یعلموا انہ من یحادد اللہ ورسولہ یدخلہ نارًا خالدًا فیھا ذٰلک الخزی العظیم (الجزو ۱۰ سورۃ توبہ)

ترجمہ۔ کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ جو شخص خدا اور رسول کی مخالفت کرے خدا اس کو جہنم میں ڈالے گا اور وہ اس میں ہمیشہ رہیگا یہ ایک بڑی رسوائی ہے۔

اب بتلادیں میاں عبدالحکیم خاں کہ ان کی کیا رائے ہے کیا خدا کے اس حکم کو قبول کرینگے یا بہادری سے ان آیتوں کے وعید کو اپنے سر پر لے لیں گے۔

(۱۶) **قولہ تعالیٰ**۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْھَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ۔ (الجزو نمبر ۳) **ترجمہ**۔ اور یاد کر کہ جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں گا اور پھر تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئیگا جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کریگا تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی امداد کرنی ہوگی اور کہا کیا تم نے اقرار کر لیا اور اس عہد پر

استوار ہو گئے اُنھوں نے کہا کہ ہم نے اقرار کیا۔ تب خدا نے فرمایا کہ اب اپنے اقرار کے گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ اس بات کا گواہ ہوں۔

اب ظاہر ہے کہ انبیاء تو اپنے اپنے وقت پر فوت ہو گئے تھے یہ حکم ہر نبی کی اُمت کے لئے ہے کہ جب وہ رسول ظاہر ہو تو اس پر ایمان لاؤ ورنہ مواخذہ ہوگا۔ اب بتلاویں میاں عبد الحکیم خان نیم ملّا خطرہ ایمان! کہ اگر صرف توحید خشک سے نجات ہو سکتی ہے تو پھر خدا تعالیٰ ایسے لوگوں سے کیوں مواخذہ کریگا جو گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے مگر توحید باری کے قائل ہیں۔

علاوہ اس کے توریت استثنا باب ۱۸ میں ایک یہ آیت موجود ہے کہ جو شخص اُس آخرالزمان نبی کو نہیں مانیگا میں اس سے مطالبہ کرونگا۔ پس اگر صرف توحید ہی کافی ہے تو یہ مطالبہ کیوں ہوگا؟ کیا خدا اپنی بات کو بھول جائیگا۔ اور میں نے بقدر کفایت قرآن شریف میں سے یہ آیات لکھی ہیں ورنہ قرآن شریف اس قسم کی آیات سے بھرا ہوا ہے چنانچہ قرآن شریف انہیں آیات سے شروع ہوتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ؎ یعنی اے ہمارے خدا ہمیں رسولوں اور نبیوں کی راہ پر چلا جن پر تیرا انعام اور اکرام ہوا ہے۔

؎ حاشیہ: یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جب انسان سچے دین پر ہو تو اعمال صالحہ بجا لانے سے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک انعام پاتا ہے۔ اسی طرح سنت الٰہی واقع ہے کہ سچے دین والا صرف اس حد تک ٹھیرایا نہیں جاتا جس حد تک وہ اپنی کوشش سے چلتا ہے اور اپنی سعی سے قدم رکھتا ہے بلکہ جب اسکی کوشش حد تک پہنچ جاتی ہے اور انسانی طاقتوں کا کام ختم ہو جاتا ہے تب عنایت الٰہی اسکے وجود میں اپنا کام کرتی ہے اور ہدایت الٰہی اس حد تک اس کو علم اور عمل اور معرفت میں ترقی بخشتی ہے جس حد تک وہ اپنی کوشش سے نہیں پہنچ سکتا جیسا کہ ایک دوسرے مقام میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا یعنی جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ اختیار کرتے ہیں اور جو کچھ اُن سے اور ان کی قوتوں سے ہو سکتا ہے بجا لاتے ہیں تب عنایت حضرت احدیت ان کا ہاتھ پکڑتی ہے اور جو کام ان سے نہیں ہو سکتا تھا وہ آپ کر دکھاتی ہے۔ منہ

اب اس آیت سے کہ جو پنجوقت نمازوں میں پڑھی جاتی ہے ظاہر ہے کہ خدا کا رُوحانی انعام جو معرفت اور محبت الٰہی ہے صرف رسولوں اور نبیوں کے ذریعہ سے ہی ملتا ہے نہ کسی اور ذریعہ سے ہمیں معلوم نہیں کہ میاں عبدالحکیم خاں نماز بھی پڑھتے ہیں یا نہیں۔ اگر پڑھتے ہوتے تو ممکن نہ تھا کہ ان آیات کے معنوں سے بے خبر رہتے مگر جب ان کے نزدیک صرف توحید ہی کافی ہے تو پھر نماز کی کیا ضرورت ہے نماز تو رسول کا ایک طریق عبادت تلایا ہوا ہی جس کو رسول کی متابعت سے کچھ غرض نہیں اس کو نماز سے کیا غرض ہے اسکے نزدیک تو مُوحّد برہمو بھی نجات یافتہ ہیں کیا وہ نماز پڑھتے ہیں اور جبکہ اس کے نزدیک ایک شخص اسلام سے مرتد ہو کر بھی بوجہ اپنی خشک توحید کے نجات پاسکتا ہے☆ اور ایسا آدمی بھی نجات پا سکتا ہے جو یہود یا نصاریٰ یا آریوں میں سے مُوحّد ہے گو اسلام کا مکذب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے تو پھر اس کی یہی رائے ہوگی کہ نماز لاحاصل اور روزہ بے سود ہے۔ مگر ایک مومن کیلئے تو صرف یہی آیت کافی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ روحانی دولت کے مالک صرف انبیاء اور رُسل ہیں اور ہر ایک کو ان کی پیروی سے حصہ ملتا ہے۔

پھر سورہ بقرہ کے شروع میں یہ آیات ہیں:۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۚ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۙ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۙ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔ ترجمہ یہ کتاب جو شکوک و شبہات سے پاک ہے متقیوں کے لئے ہدایت نامہ ہے۔ اور متقی وہ لوگ ہیں جو خدا پر (جس کی ذات مخفی در مخفی ہے) ایمان لاتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور اپنے مالوں میں سے خدا کی راہ میں کچھ دیتے اور اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو تیرے پر نازل ہوئی اور نیز ان کتابوں پر ایمان لاتے ہیں جو تجھ سے پہلے نازل ہوئیں وہی لوگ خدا کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہی ہیں جو نجات پائیں گے۔

☆ عبدالحکیم خاں کے نزدیک جہاں تک اُس کی عبارت سے سمجھا جاتا ہے ارتداد کیلئے یہ بھی ایک عذر ہے کہ جس شخص کو اپنی رائے میں اسلام کی سچائی کے کافی دلائل نہیں ملے وہ اسلام سے مرتد ہو کر بھی نجات پا سکتا ہے کیونکہ اسلام کی حقانیت پر اس کو تسلی حاصل نہیں ہوئی مگر اس کو بیان کرنا تھا کہ کس حد تک اتمام حجت اس کے نزدیک ہے۔

اب اُٹھو اور آنکھ کھولو اے میاں عبد الحکیم مرتد! کہ خدا تعالیٰ نے ان آیات میں فیصلہ کر دیا ہے اور نجات پانا صرف اسی بات میں حصر کر دیا ہے کہ لوگ خدا تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لاویں اور اس کی بندگی کریں۔ خدا تعالیٰ کے کلام میں تناقض اور اختلاف نہیں ہو سکتا پس جبکہ اللہ جل شانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے نجات کو وابستہ کر دیا ہے تو پھر بے ایمانی ہے کہ ان آیات قطعیۃ الدلالت سے انحراف کر کے **متشابہات** کی طرف دوڑیں۔ متشابہات کی طرف وہی لوگ دوڑتے ہیں جن کے دل نفاق کی مرض سے بیمار ہوتے ہیں۔

اور ان آیات میں جو معرفت کا نکتہ مخفی ہے وہ یہ ہے کہ آیات ممدوحہ بالا میں خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ یعنی یہ وہ کتاب ہے جو خدا تعالیٰ کے علم سے ظہور پذیر ہوئی ہے اور چونکہ اس کا علم جہل اور نسیان سے پاک ہے اس لئے یہ کتاب ہر ایک شک وشبہ سے خالی ہے اور چونکہ خدا تعالیٰ کا علم انسانوں کی تکمیل کے لئے اپنے اندر ایک کامل طاقت رکھتا ہے اس لئے یہ کتاب متقین کے لئے ایک کامل ہدایت ہے ☆ اور ان کو اس مقام تک پہنچاتی ہے جو انسانی فطرت کی ترقیات کے لئے آخری مقام ہے اور خدا ان آیات میں فرماتا ہے کہ متقی وہ ہیں کہ جو پوشیدہ خدا پر ایمان لاتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور اپنے مالوں میں سے کچھ خدا کی راہ میں دیتے ہیں

☆ حاشیہ ۔ جب تک کسی کتاب کے علل اربعہ کامل نہ ہوں وہ کتاب کامل نہیں کہلا سکتی اس لئے خدا تعالیٰ نے ان آیات میں قرآن شریف کے علل اربعہ کا ذکر فرما دیا ہے اور وہ چار ہیں (۱) علت فاعلی (۲) علت مادی (۳) علت صوری (۴) علت غائی۔ اور ہر چہار کامل درجہ پر ہیں الٓمّٓ علت فاعلی کے کمال کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کے معنی ہیں انا اللّٰہ اعلم یعنی کہ مَیں جو خدائے عالم الغیب ہوں مَیں نے اس کتاب کو اتارا ہے پس چونکہ خدا اس کتاب کی علت فاعلی ہے اسلئے اس کتاب کا فاعل ہر ایک فاعل سے زبردست اور کامل ہے اور علت مادی کے کمال کی طرف اشارہ کرتا ہے یہ فقرہ کہ ذٰلک الکتٰب یعنی یہ وہ کتاب ہے جس نے خدا کے علم سے خلعت وجود پہنا ہے

اور قرآن شریف اور پہلی کتابوں پر ایمان لاتے ہیں وہی ہدایت کے سر پر ہیں اور وہی نجات پائینگے ان آیات سے یہ تو معلوم ہؤا کہ نجات بغیر نبی کریم پر ایمان لانے اور اسکی ہدایات نماز وغیرہ کے بجا لانے کے نہیں مل سکتی۔ اور جھوٹے ہیں وہ لوگ جو نبی کریم کا دامن چھوڑ کر محض خشک توحید سے نجات ڈھونڈتے ہیں مگر یہ عقدہ قابل حل رہا کہ جبکہ وہ لوگ ایسے راستباز ہیں کہ پوشیدہ خدا پر ایمان لاتے اور نماز بھی ادا کرتے اور روزہ بھی رکھتے ہیں اور اپنے مالوں میں سے خدا کے راہ میں کچھ دیتے ہیں اور قرآن شریف اور پہلی کتابوں پر ایمان بھی رکھتے ہیں تو پھر یہ فرمانا کہ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ یعنی ان کو یہ کتاب ہدایت دیگی اس کے کیا معنی ہیں وہ تو ان سب باتوں کو بجا لاکر پہلے ہی سے ہدایت یافتہ ہیں اور حاصل شدہ کو حاصل کرانا یہ تو ایک امر عبث معلوم ہوتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ وہ لوگ باوجود ایمان اور عمل صالح کے کامل استقامت اور کامل ترقی کے محتاج ہیں جس کی رہنمائی صرف خدا ہی کرتا ہے انسانی کوشش کا اس میں دخل نہیں۔ استقامت سے مراد یہ ہے کہ ایسا ایمان دل میں بیٹھ جائے کہ کسی ابتلاء کے وقت ٹھوکر نہ کھاویں اور ایسے طرز اور ایسے طور پر اعمال صالحہ صادر ہوں کہ ان میں لذت پیدا ہو اور مشقت اور تلخی محسوس نہ ہو اور ان کے بغیر جی ہی نہ سکیں گویا وہ اعمال رُوح کی غذا ہو جائیں اور اس کی روٹی بن جائیں اور اُس کا آب شیریں بن جائیں کہ بغیر اس کے زندہ نہ رہ سکیں غرض استقامت کے بارے میں ایسے حالات پیدا ہو جائیں جن کو انسان محض اپنی سعی سے پیدا نہیں کر سکتا بلکہ جیسا کہ رُوح کا خدا کی طرف سے فیضان ہوتا ہے وہ فوق العادت استقامت بھی خدا کی طرف سے پیدا ہو جائے۔

بقیہ حاشیہ — اور اس میں کچھ شک نہیں کہ خدا تعالیٰ کا علم تمام علوم سے کامل تر ہے اور علت صوری کے کمال کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ فقرہ لاریب فیہ یعنی یہ کتاب ہر ایک غلطی اور شک و شبہ سے پاک ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ جو کتاب خدا تعالیٰ کے علم سے نکلی ہے وہ اپنی صحت اور ہر ایک عیب سے مبرا ہونے میں بے مثل و بے مانند ہے اور لاریب ہونے میں اکمل اور اتم ہے اور علت غائی کے کمال کی طرف اشارہ کرتا ہے یہ فقرہ کہ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ یعنی یہ کتاب ہدایت کامل متقین کیلئے ہے اور جہانتک انسانی سرشت کیلئے زیادہ سے زیادہ ہدایت ہو سکتی ہے وہ اس کتاب کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔ منہ

اور ترقی سے مراد یہ ہے کہ وہ عبادت اور ایمان جو انسانی کوششوں کی انتہا ہے اس کے علاوہ وہ حالات پیدا ہو جائیں جو محض خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ یہ بات ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ پر ایمان لانے کے بارے میں انسانی سعی اور عقل صرف اس حد تک رہبری کرتی ہے کہ اُس پوشیدہ خدا پر جس کا چہرہ نہیں دیکھا گیا ایمان لایا جائے اسی وجہ سے شریعت جو انسان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف دینا نہیں چاہتی اس بات کیلئے مجبور نہیں کرتی کہ انسان اپنی طاقت سے ایمان بالغیب سے بڑھ کر ایمان حاصل کرے۔ ہاں راستبازوں کو اسی آیت ھُدًی للمتقین میں وعدہ دیا گیا ہے کہ جب وہ ایمان بالغیب پر ثابت قدم ہو جائیں اور جو کچھ وہ اپنی سعی سے کر سکتے ہیں کر لیں تب خدا ایمان کی حالت سے عرفان کی حالت تک ان کو پہنچا دیگا۔ اور ان کے ایمان میں ایک اور رنگ پیدا کر دیگا۔ قرآن شریف کی سچائی کی یہ ایک نشانی ہے کہ وہ جو اسکی طرف آتے ہیں ان کو اس مرتبہ ایمان اور عمل پر رکھنا نہیں چاہتا کہ جو وہ اپنی کوشش سے اختیار کرتے ہیں کیونکہ اگر ایسا ہو تو کیونکر معلوم ہو کہ خدا موجود ہے بلکہ وہ انسانی کوششوں پر اپنی طرف سے ایک ثمرہ مرتب کرتا ہے جس میں خدائی چمک اور خدائی تصرف ہوتا ہے مثلاً جیسا کہ میں نے بیان کیا انسان خدا پر ایمان لانے کے بارہ میں اس سے زیادہ کیا کر سکتا ہے کہ وہ اس پوشیدہ خدا پر ایمان لاوے جس کے وجود پر ذرہ ذرہ اس عالم کا گواہ ہے مگر انسان کی یہ تو طاقت ہی نہیں ہے کہ محض اپنے ہی قدموں اور اپنی ہی کوشش اور اپنے ہی زور بازو سے خدا کے انوار الوہیت پر اطلاع پاوے اور ایمانی حالت سے عرفانی حالت تک پہنچ جاوے اور مشاہدہ اور رویت کی کیفیت اپنے اندر پیدا کرے۔

اسی طرح انسانی سعی اور کوشش نماز کے ادا کرنے میں اس سے زیادہ کیا کر سکتی ہے کہ جہاں تک ہو سکے پاک اور صاف ہو کر اور نفی خطرات کر کے نماز ادا کریں اور کوشش کریں کہ نماز ایک گری ہوئی حالت میں نہ رہے اور اس کے جس قدر ارکان حمد و ثناء و حضرت عزت اور توبہ و استغفار اور دعا اور درود ہیں وہ دلی جوش سے صادر ہوں لیکن یہ تو انسان کے

اختیار میں نہیں ہے کہ ایک فوق العادت محبت ذاتی اور خشوع ذاتی اور محویت سے بھرا ہوا ذوق و شوق اور ہر ایک کدورت سے خالی حضور اس کی نماز میں پیدا ہو جائے گویا وہ خدا کو دیکھ لے اور ظاہر ہے کہ جب تک نماز میں یہ کیفیت پیدا نہ ہو وہ نقصان سے خالی نہیں اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ متقی وہ ہیں جو نماز کو کھڑی کرتے ہیں اور کھڑی وہی چیز کی جاتی ہے جو گرنے کے لئے مستعد ہے پس آیت یقیمون الصّلوٰۃ کے یہ معنی ہیں کہ جہاں تک اُن سے ہو سکتا ہے نماز کو قائم کرنے کیلئے کوشش کرتے ہیں اور تکلّف اور مجاہدات سے کام لیتے ہیں مگر انسانی کوششیں بغیر خدا تعالیٰ کے فضل کے بیکار ہیں اس لئے اُس کریم و رحیم نے فرمایا ھدًی للمتّقین یعنی جہاں تک ممکن ہو وہ تقویٰ کی راہ سے نماز کی اقامت میں کوشش کریں پھر اگر وہ میرے کلام پر ایمان لاتے ہیں تو میں ان کو فقط اُنہی کی کوشش اور سعی پر نہیں چھوڑوں گا بلکہ میں آپ اُنکی دستگیری کروں گا۔ تب انکی نماز ایک اور رنگ پکڑ جائیگی اور ایک اور کیفیت ان میں پیدا ہو جائے گی جو ان کے خیال و گمان میں بھی نہیں تھی۔ یہ فضل محض اس لئے ہوگا کہ وہ خدا تعالیٰ کے کلام قرآن شریف پر ایمان لائے اور جہاں تک ان سے ہو سکا اس کے احکام کے مطابق عمل میں مشغول رہے۔ غرض نماز کے متعلق جس زاید ہدایت کا وعدہ ہے وہ یہی ہے کہ اسقدر طبعی جوش اور ذاتی محبت اور خشوع اور کامل حضور میسّر آجائے کہ انسان کی آنکھ اپنے محبوب حقیقی کے دیکھنے کے لئے کھل جائے اور ایک خارق عادت کیفیت مشاہدہ جمال باری کی میسّر آجائے جو لذّات روحانیہ سے سراسر معمور ہو اور دنیوی رزایل اور انواع و اقسام کے معاصی قولی اور فعلی اور بصری اور سماعی سے دل کو متنفر کر دے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان الحسنات یذھبن السیّئات۔

ایسا ہی مالی عبادت جس قدر انسان اپنی کوشش سے کر سکتا ہے وہ صرف اس قدر ہے کہ اپنے اموال مرغوبہ میں سے کچھ خدا کے لئے دیوے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسی سورت میں فرمایا ہے ومما رزقنٰھم ینفقون اور جیسا کہ ایک دوسری جگہ فرمایا ہے لن تنالوا البرّ حتّٰی تنفقوا ممّا تحبّون لیکن ظاہر ہے کہ اگر مالی عبادت میں انسان صرف اسی قدر بجا لاوے کہ اپنے

اموال محبوبہ مرغوبہ میں سے کچھ خدا تعالیٰ کی راہ میں دیوے تو یہ کچھ کمال نہیں ہے کمال تو یہ ہے کہ ما سویٰ سے بکلّی دست بردار ہو جائے اور جو کچھ اس کا ہے وہ اس کا نہیں بلکہ خدا کا ہو جائے یہاں تک کہ جان بھی خدا تعالیٰ کی راہ میں فدا کرنے کے لئے تیار ہو کیونکہ وہ بھی مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ میں داخل ہے خدا تعالیٰ کا منشاء اُس کے قول مِمَّا رَزَقْنَا سے صرف درہم و دینار نہیں ہے بلکہ یہ بڑا وسیع لفظ ہے جس میں ہر ایک وہ نعمت داخل ہے جو انسان کو دی گئی ہے۔

غرض اس جگہ بھی ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ فرمانے سے خدا تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ جو کچھ انسان کو ہر ایک قسم کی نعمت مثلاً اُس کی جان اور صحت اور علم اور طاقت اور مال وغیرہ میں سے دیا گیا ہے اس کی نسبت انسان اپنی کوشش سے صرف مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ تک اپنا اخلاص ظاہر کر سکتا ہے اور اس سے بڑھ کر بشری قوتیں طاقت نہیں رکھتیں لیکن خدا تعالیٰ کا قرآن شریف پر ایمان لانیوالے کے لئے اگر وہ مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ کی حد تک اپنا صدق ظاہر کریگا بموجب آیت ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ کے یہ وعدہ ہے کہ خدا تعالیٰ اس قسم کی عبادات میں بھی کمال تک اس کو پہنچاویگا اور کمال یہ ہے کہ اس کو یہ قوت ایثار بخشی جائیگی کہ وہ شرح صدر سے یہ سمجھ لیگا کہ جو کچھ اُس کا ہے خدا کا ہے اور کبھی کسی کو محسوس نہیں کرائیگا کہ یہ چیزیں اس کی تھیں جس کے ذریعہ سے اُس نے نوع انسان کی خدمت کی مثلاً احسان کے ذریعہ سے کبھی انسان کسی کو محسوس کراتا ہے کہ اُس نے اپنا مال دوسرے کو دیا مگر یہ ناقص حالت ہے کیونکہ وہ تبھی محسوس کریگا کہ جب اُس چیز کو اپنی چیز سمجھے گا پس جب بموجب آیت ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ کے خدا تعالیٰ قرآن شریف پر ایمان لانیوالے کو اس مقام سے ترقی بخشے گا تو وہ یہاں تک اپنی تمام چیزوں کو خدا کی چیزیں سمجھنے گا کہ محسوس کرانیکی مرض بھی اس کے دل میں سے جاتی رہے گی اور نوع انسان کیلئے ایک مادری ہمدردی اس کے دل میں پیدا ہو جائیگی بلکہ اُس سے بھی بڑھ کر۔ اور کوئی چیز اُس کی اپنی نہیں رہیگی۔ بلکہ سب خدا کی ہو جائیگی اور یہ تب ہو گا کہ جب وہ سچے دل سے قرآن شریف اور نبی کریمؐ پر ایمان لائے گا بغیر اس کے نہیں۔ پس کس قدر گمراہ وہ لوگ ہیں جو بغیر متابعت

✽ حاشیہ۔ اس کا سبب یہ ہے کہ باعث ضعف بشریت انسان کی فطرت میں ایک بخل بھی ہے کہ اگر ایک پہاڑ سونے کا بھی اسکے پاس ہو تب بھی ایک حصہ بخل کا اسکے اندر رہتا ہے اور نہیں چاہتا کہ اپنا تمام مال اپنے ہاتھ سے چھوڑ دے لیکن جب بموجب آیت ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ایک دینی قوت اسکے شامل حال ہو جاتی ہے تو پھر ایسا انشراح صدر ہو جاتا ہے کہ تمام بخل اور سارا شحّ نفس دور ہو جاتا ہے تب خدا کی رضا جوئی ہر ایک مال سے زیادہ پیاری معلوم ہوتی ہے اور وہ نہیں چاہتا کہ زمین پر فانی خزانے جمع کرے بلکہ آسمان پر اپنا مال جمع کرتا ہے ۔ منہ

قرآن شریف اور رسول کریمؐ کے صرف خشک توحید کو موجب نجات ٹھیراتے ہیں بلکہ مشاہدہ ثابت کر رہا ہے کہ ایسے لوگ نہ خدا پر سچا ایمان رکھتے ہیں نہ دنیا کے لالچوں اور خواہشوں سے پاک ہو سکتے ہیں چہ جائیکہ وہ کسی کمال تک ترقی کریں اور یہ بات بھی بالکل غلط اور کورانہ خیال ہے کہ انسان خود بخود نعمت توحید حاصل کر سکتا ہے بلکہ توحید خدا کی کلام کے ذریعہ سے ملتی ہے اور اپنی طرف سے جو کچھ سمجھتا ہے وہ شرک سے خالی نہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانے کے بارے میں انسانی کوشش صرف اس حد تک ہے کہ انسان تقویٰ اختیار کرکے اسکی کتاب پر ایمان لاوے اور صبر سے اس کی پیروی کرے اس سے زیادہ انسان میں طاقت نہیں لیکن خدا تعالیٰ نے آیۃ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْن میں یہ وعدہ فرمایا ہے کہ اگر اس کی کتاب اور رسول پر کوئی ایمان لائیگا تو وہ مزید ہدایت کا مستحق ہوگا اور خدا اسکی آنکھ کھولیگا اور اپنے مکالمات و مخاطبات سے مشرف کریگا* اور بڑے بڑے نشان اسکو دکھائیگا۔ یہاں تک کہ وہ اسی دنیا میں اس کو دیکھ لے گا کہ اس کا خدا موجود ہے اور پوری تسلی پائے گا۔ خدا کا کلام کہتا ہے کہ اگر تو میرے پر کامل ایمان لاوے تو میں تیرے پر بھی نازل ہونگا اسی بنا پر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس اخلاص اور محبت اور شوق سے خدا کے کلام کو پڑھا کہ وہ الہامی رنگ میں میری زبان پر جاری ہو گیا۔ لیکن افسوس کہ لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے کہ مکالمات الٰہیہ کیا شے ہیں اور کس حالت میں کہا جائیگا کہ خدا کسی شخص سے مکالمہ فرماتا ہے بلکہ اکثر نادان لوگ شیطانی القا کو بھی خدا کا کلام سمجھنے لگتے ہیں۔ اور ان کو شیطانی اور رحمانی الہام میں تمیز نہیں۔ پس یاد رہے کہ رحمانی الہام اور وحی کے لئے اول شرط یہ ہے کہ انسان محض خدا کا ہو جائے اور شیطان کا کوئی حصہ اس میں نہ رہے کیونکہ جہاں مردار ہے ضرور ہے کہ وہاں کتے بھی جمع ہو جائیں اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ھَلْ اُنَبِّئُکُمْ عَلٰی مَنْ تَنَزَّلُ الشَّیَاطِیْنُ ۝ تَنَزَّلُ عَلٰی کُلِّ اَفَّاکٍ اَثِیْمٍ مگر جس میں شیطان کا حصہ نہیں رہا اور وہ سفلی زندگی سے ایسا دور ہوا کہ گویا مر گیا اور راستباز اور وفادار بندہ بن گیا اور خدا کی طرف آگیا اس پر شیطان حملہ نہیں کر سکتا۔

* در حقیقت کمال متابعت یہی ہے کہ نبی کے رنگ پکڑے اور وہی انوار دل پر وارد ہو جائیں۔ دخلت النار حتی صرت نارًا۔ منہ

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان عبادی لیس لک علیہم سلطان جو شیطان کے ہیں اور شیطان کی عادتیں اپنے اندر رکھتے ہیں انہیں کی طرف شیطان دوڑتا ہے کیونکہ وہ شیطان کے شکار ہیں۔

اور نیز یاد رہے کہ خدا کے مکالمات ایک خاص برکت اور شوکت اور لذّت اپنے اندر رکھتے ہیں اور چونکہ خدا سمیع و علیم و رحیم ہے اس لئے وہ اپنے متقی اور راستباز اور وفادار بندوں کو اُن کے معروضات کا جواب دیتا ہے اور یہ سوال و جواب کئی گھنٹوں تک طول پکڑ سکتے ہیں جب بندہ عجز و نیاز کے رنگ میں ایک سوال کرتا ہے تو اس کے بعد چند منٹ تک اس پر ایک ربودگی طاری ہو کر اس ربودگی کے پردہ میں اس کو جواب مل جاتا ہے پھر بعد اس کے بندہ اگر کوئی سوال کرتا ہے تو پھر دیکھتے دیکھتے اس پر ایک اور ربودگی طاری ہو جاتی ہے۔ اور بدستور اس کے پردہ میں جواب مل جاتا ہے اور خدا ایسا کریم اور رحیم اور حلیم ہے کہ اگر ہزار دفعہ بھی ایک بندہ کچھ سوالات کرے تو جواب مل جاتا ہے مگر چونکہ خدا تعالیٰ بے نیاز بھی ہے اور حکمت اور مصلحت کی بھی رعایت رکھتا ہے اس لئے بعض سوالات کے جواب میں اظہار مطلوب نہیں کیا جاتا اور اگر یہ پوچھا جائے کہ کیونکر معلوم ہو کہ وہ جوابات خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں نہ شیطان کی طرف سے اس کا جواب ہم ابھی دے چکے ہیں۔

ماسوا اس کے شیطان گنگا ہے اپنی زبان میں فصاحت اور روانگی نہیں رکھتا اور گنگے کی طرح وہ فصیح اور کثیر المقدار باتوں پر قادر نہیں ہو سکتا صرف ایک بدبودار پیرایہ میں فقرہ دو فقرہ دل میں ڈال دیتا ہے اس کو ازل سے یہ توفیق ہی نہیں دی گئی کہ لذیذ اور باشوکت کلام کر سکے اور یا چند گھنٹہ تک سلسلہ کلام کا سوالات کے جواب دینے میں جاری رکھ سکے اور وہ بہرہ بھی ہے ہر ایک سوال کا جواب نہیں دے سکتا اور وہ عاجز بھی ہے اپنے الہامات میں کوئی قدرت اور اعلیٰ درجہ کی غیب گوئی کا نمونہ دکھلا نہیں سکتا ٭ اور اُس کا گلا بھی بیٹھا ہوا ہے۔ پُرشوکت اور بلند آواز سے بول نہیں سکتا۔ مخنثوں کی طرح اسکی آواز دھیمی ہے انہیں علامات سے شیطانی وحی

٭ یہ سوال کہ آیا شیطانی خواب یا الہام میں کوئی غیبی خبر ہو سکتی ہے یا نہیں اسکا جواب یہ ہے کہ شیطانی خواب یا الہام میں جیسا کہ قرآن شریف سے ظاہر ہوتا ہے کبھی خبر غیب بھی ہو سکتی ہے مگر وہ تین علامتیں اپنے ساتھ رکھتی ہے (۱) اول یہ کہ وہ غیب کوئی اقتداری غیب نہیں ہوتا جیسا کہ خدا تعالیٰ کے کلام میں ہر قسم کے غیب ہوتے ہیں کہ فلاں شخص جو شرارت سے باز نہیں آتا ہم اسکو ہلاک کرینگے اور فلاں شخص

کہ شناخت کرو گے۔ لیکن خدا تعالیٰ گنگے اور بہرے اور عاجز کی طرح نہیں وہ سُنتا ہے اور برابر جواب دیتا ہے اور اس کے کلام میں شوکت اور ہیبت اور بلندی آواز ہوتی ہے اور کلام پُر اثر اور لذیذ ہوتا ہے اور شیطان کا کلام دھیما اور زنانہ اور مشتبہ رنگ میں ہوتا ہے اس میں ہیبت اور شوکت اور بلندی نہیں ہوتی اور نہ وہ بہت دیر تک چل سکتا ہے گویا جلدی تھک جاتا ہے اور اسمیں بھی کمزوری اور بزدلی ٹپکتی ہے مگر خدا کا کلام تھکنے والا نہیں ہوتا اور ہر ایک قسم کی طاقت اپنے اندر رکھتا ہے اور بڑے بڑے غیبی امور اور اقتداری وعدوں پر مشتمل ہوتا ہے اور خدائی جلال اور عظمت اور قدرت اور قدوسی کی اس سے بُو آتی ہے اور شیطان کے کلام میں یہ خاصیت نہیں ہوتی اور نیز خدا تعالیٰ کا کلام ایک قوی تاثیر اپنے اندر رکھتا ہے اور ایک میخ فولادی کی طرح دل میں دھنس جاتا ہے اور دل پر ایک پاک اثر کرتا ہے اور دل کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور جس پر نازل ہوتا ہے اُس کو مرد میدان کر دیتا ہے یہاں تک کہ اگر اس کو تیز تلوار کے ساتھ ٹکڑہ ٹکڑہ کر دیا جاوے یا اس کو پھانسی دیا جائے یا ہر ایک قسم کا دُکھ جو دنیا میں ممکن ہے پہنچایا جاوے اور ہر ایک قسم کی بے عزتی اور توہین کی جائے یا آتش سوزاں میں بٹھایا جائے یا جلایا جاوے وہ کبھی نہیں کہیگا کہ یہ خدا کا کلام نہیں جو میرے پر نازل ہوتا ہے کیونکہ خدا اس کو یقین کامل بخش دیتا ہے اور اپنے چہرہ کا عاشق کر دیتا ہے اور جان اور عزت اور مال اُس کے نزدیک ایسا ہوتا ہے جیسا کہ ایک تنکا وہ خدا کا دامن نہیں چھوڑتا اگرچہ تمام دنیا اسکو اپنے پیروں کے نیچے کچل ڈالے اور توکّل اور شجاعت اور استقامت میں بے مثل ہوتا ہے مگر شیطان سے الہام پانیوالے یہ قوت نہیں پاتے وہ بُزدل ہوتے ہیں کیونکہ شیطان بُزدل ہے۔

بالآخر ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ وہ امر جو عبد الحکیم خاں کی ضلالت کا باعث ہوا ہے جس کی وجہ سے اُس کو یہ خیال گذرا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ضرورت نہیں وہ قرآن شریف کی ایک آیت کی غلط فہمی ہے جو باعث کمی علم اور کمی تدبر کے اُس سے ظہور میں آئی اور وہ آیت یہ ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَادُوْا وَالنَّصٰرٰی

(بقیہ حاشیہ) اور ہم نے کل کا لفظ رحمانی خوابوں یا الہاموں کی نسبت اس لئے استعمال نہیں کیا کہ کبھی بعض الہام یا خواب متشابہات کے رنگ میں ہوتے ہیں یا اجتہادی طور پر کوئی غلطی ہو جاتی ہے اور جاہل نادان ایسی پیشگوئیوں کو جھوٹ سمجھ لیتے ہیں اور انکا وجود محض ابتلاء کیلئے ہوتا ہے اور بعض ربانی پیشگوئیاں وعید کی قسم سے ہوتی ہیں جن کا تخلف جائز ہوتا ہے۔ اور نیز یاد رہے کہ شیطانی الہام فاسق اور ناپاک آدمی سے مناسبت رکھتا ہے مگر رحمانی الہامات کی کثرت صرف اُن کو ہوتی ہے جو پاک دل ہوتے اور خدا تعالیٰ کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں۔ منہ

والصّابئین من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر وعمل صالحًا فلھم اجرھم عند ربّھم ولاخوف علیھم ولا ھم یحزنون ۰ (ترجمہ) یعنی جو لوگ اسلام میں داخل ہو چکے ہیں اور جو لوگ یہود و نصاریٰ اور ستارہ پرست ہیں جو شخص اُن میں سے اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لائیگا اور اعمال صالحہ بجالائے گا خدا اُسکو ضائع نہیں کریگا اور ایسے لوگوں کا اجر اُن کے ربّ کے پاس ہے اور اُن کو کچھ خوف نہیں ہوگا اور نہ غم ✤

یہ آیت ہے جس سے بباعث نادانی اور کج فہمی یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی کچھ ضرورت نہیں۔ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ یہ لوگ اپنے نفس امّارہ کے پیرو ہو کر محکمات اور بیّنات قرآنی کی مخالفت کرتے ہیں اور اسلام سے خارج ہونے کے لئے متشابہات کی پناہ ڈھونڈھتے ہیں۔ اُن کو یاد رہے کہ اس آیت سے وہ کچھ فائدہ نہیں اُٹھا سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور آخرت پر ایمان لانا اس بات کو مستلزم پڑا ہوا ہی کہ قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا جائے وجہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اللہ کے نام کی قرآن شریف میں یہ تعریف کی ہے کہ اللہ وہ ذات ہے جو ربّ العالمین اور رحمٰن اور رحیم ہے جس نے زمین اور آسمان کو چھ دن میں بنایا اور آدم کو پیدا کیا اور رسول بھیجے اور کتابیں بھیجیں اور سب کے آخر حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا جو خاتم الانبیاء اور خیر الرسل ہے۔ اور یوم آخر قرآن شریف کی رُو سے یہ ہے جس میں مردے جی اُٹھینگے اور پھر ایک فریق بہشت میں داخل کیا جائیگا جو جسمانی اور روحانی نعمت کی جگہ ہے۔ اور ایک فریق دوزخ میں داخل کیا جاویگا جو روحانی اور جسمانی عذاب کی جگہ ہے۔ اور خدا تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ اس یوم آخر پر وہی لوگ ایمان لاتے ہیں جو اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں۔

پس جبکہ اللہ تعالیٰ نے خود لفظ اللہ اور یوم آخر کے بتصریح ایسے معنی کر دیئے جو اسلام سے مخصوص ہیں تو جو شخص اللہ پر ایمان لائے گا اور یوم آخر پر ایمان لائے گا اُس کے لئے یہ لازمی امر ہوگا کہ قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاوے اور کسی کا

✤ اگر اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ صرف توحید کافی ہے تو پھر مفصلہ ذیل آیت سے یہ ثابت ہوگا کہ شرک وغیرہ سب گناہ بغیر توبہ کے بخشے جائینگے اور وہ آیت یہ ہے قل یا عبادی الذین اسرفوا علےٰ انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعًا حالانکہ ایسا ہرگز نہیں۔ منہ

اختیار نہیں ہے کہ ان معنوں کو بدل ڈالے۔ اور ہم اس بات کے مجاز نہیں ہیں کہ اپنی طرف سے
کوئی ایسے معنے ایجاد کریں کہ جو قرآن شریف کے بیان کردہ معنوں سے مغایر اور مخالف ہوں
ہم نے اول سے آخر تک قرآن شریف کو غور سے دیکھا ہے اور توجہ سے دیکھا اور بار بار
دیکھا اور اس کے معانی میں خوب تدبر کیا ہے۔ ہمیں بدیہی طور پر یہ معلوم ہؤا ہے کہ قرآن شریف
میں جس قدر صفات اور افعال الٰہیہ کا ذکر ہے ان سب صفات کا موصوف اسم اللہ ٹھہرایا گیا
ہے۔ مثلاً کہا گیا ہے الحمد للّٰہ رب العٰلمین الرّحمٰن الرّحیم ایسا ہی اس قسم کی اور
بہت سی آیات ہیں جن میں یہ بیان ہے کہ اللہ وہ ہے جس نے قرآن اُتارا۔ اللہ وہ ہے
جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو بھیجا۔ پس جبکہ قرآنی اصطلاح میں اللہ کے مفہوم میں
یہ داخل ہے کہ اللہ وہ ہے جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ
جو شخص اللہ پر ایمان لاوے تبھی اس کا ایمان معتبر اور صحیح سمجھا جائیگا جبکہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم پر ایمان لاوے۔ خدا تعالیٰ نے اس آیت میں یہ نہیں فرمایا کہ من اٰمن بالرحمٰن
یا من اٰمن بالرّحیم یا من اٰمن بالکریم بلکہ یہ فرمایا کہ من اٰمن باللہ اور اللہ
سے مراد وہ ذات ہے جو مستجمع جمیع صفات کاملہ ہے اور ایک عظیم الشان صفت اُسکی یہ ہے
کہ اُس نے قرآن شریف کو اُتارا۔ اس صورت میں ہم صرف ایسے شخص کی نسبت کہہ سکتے ہیں
کہ وہ اللہ پر ایمان لایا جبکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم پر بھی ایمان لایا ہو اور قرآن شریف
پر بھی ایمان لایا ہو۔ اگر کوئی کہے کہ پھر انّ الذین اٰمنوا کے کیا معنی ہوئے تو یاد رہے
کہ اسکے یہ معنی ہیں کہ جو لوگ محض خدا تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں اُن کا ایمان معتبر نہیں ہے۔
جب تک خدا کے رسول پر ایمان نہ لاویں یا جب تک اس ایمان کو کامل نہ کریں۔ اس بات
کو یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن شریف میں اختلاف نہیں ہے۔ پس یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ صدہا آیتوں
میں تو خدا تعالیٰ یہ فرماوے کہ صرف توحید کافی نہیں ہے بلکہ اس کے نبی پر ایمان لانا نجات کے
لئے ضروری ہے۔ بجز اس صورت کے کہ کوئی اس نبی سے بیخبر رہا ہو اور پھر کسی ایک آیت میں

برخلاف اس کے یہ بتلادے کہ صرف توحید سے ہی نجات ہو سکتی ہے قرآن شریف اور آنحضرت صلی علیہ وسلم پر ایمان لانے کی کچھ ضرورت نہیں اور طرفہ یہ کہ اس آیت میں توحید کا ذکر بھی نہیں۔ اگر توحید مراد ہوتی تو یوں کہنا چاہئے تھا کہ من اٰمن بالتوحید مگر آیت کا تو یہ لفظ ہے کہ من اٰمن باللّٰہ۔ پس اٰمن باللّٰہ کا فقرہ ہم پر یہ واجب کرتا ہے کہ ہم اس بات پر غور کریں کہ قرآن شریف میں اللہ کا لفظ کن معنوں پر آتا ہے۔ ہماری دیانت کا یہ تقاضا ہونا چاہیئے کہ جب ہمیں خود قرآن سے ہی یہ معلوم ہوا کہ اللہ کے مفہوم میں یہ داخل ہے کہ اللہ وہ ہے جس نے قرآن بھیجا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تو ہم اسی معنی کو قبول کر لیں جو قرآن شریف نے بیان کئے اور خودروی اختیار نہ کریں۔

ماسوا اس کے ہم بیان کر چکے ہیں کہ نجات حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کی ہستی پر کامل یقین پیدا کرے اور نہ صرف یقین بلکہ اطاعت کیلئے بھی کمربستہ ہو جائے اور اسکی رضامندی کی راہوں کو شناخت کرے۔ اور جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے یہ دونوں باتیں محض خدا تعالیٰ کے رسولوں کے ذریعہ سے ہی حاصل ہوتی آئی ہیں پھر کس قدر یہ لغو خیال ہے کہ ایک شخص توحید تو رکھتا ہو مگر خدا تعالیٰ کے رسول پر ایمان نہیں لاتا وہ بھی نجات پائیگا۔ اے عقل کے اندھے اور نادان! توحید بجز ذریعہ رسول کے کب حاصل ہو سکتی ہے۔ اسکی تو ایسی ہی مثال ہے کہ جیسے ایک شخص روز روشن سے تو نفرت کرے اور اُس سے بھاگے اور پھر کہے کہ میرے لئے آفتاب ہی کافی ہے دن کی کیا حاجت ہے وہ نادان نہیں جانتا کہ کیا آفتاب کبھی دن سے علیحدہ بھی ہوتا ہے۔ ہائے افسوس یہ نادان نہیں سمجھتے کہ خدا تعالیٰ کی ذات تو مخفی در مخفی اور غیب در غیب اور وراء الوراء ہے اور کوئی عقل اس کو دریافت نہیں کر سکتی جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ یعنی بصارتیں اور بصیرتیں اُسکو پا نہیں سکتیں اور وہ اُن کے انتہا کو جانتا ہے اور اُن پر غالب ہے۔ پس اس کی توحید محض عقل کے ذریعہ سے غیر ممکن ہے کیونکہ توحید کی حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ انسان آفاقی

باطل معبودوں سے کنارہ کرتا ہے یعنی بتوں یا انسانوں یا سورج یا چاند وغیرہ کی پرستش سے دستکش ہوتا ہے ایسا ہی انفسی باطل معبودوں سے پرہیز کرے یعنی اپنی رُوحانی جسمانی طاقتوں پر بھروسہ کرنے سے اور اُن کے ذریعہ سے عُجب کی بلاہیں گرفتار ہونے سے اپنے تئیں بچاوے پس اس صورت میں ظاہر ہے کہ بجز ترک خودی اور رسول کا دامن پکڑنے کے توحید کامل حاصل نہیں ہوسکتی۔ اور جو شخص اپنی کسی قوت کو شریک باری ٹھیراتا ہے وہ کیونکر مؤحد کہلا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے جابجا توحید کامل کو پیروی رسول سے وابستہ کیا ہے کیونکہ کامل توحید ایک نئی زندگی ہے اور بجز اس کے نجات حاصل نہیں ہوسکتی جبتک خدا کے رسول کا پیرو ہو کر اپنی سفلی زندگی پر موت وارد نہ کرے۔ علاوہ اس کے قرآن شریف میں بموجب قول ان ناد انوں کے تناقض لازم آتا ہے کیونکہ ایک طرف تو جابجا وہ یہ فرماتا ہے کہ بجز ذریعہ رسول توحید حاصل نہیں ہوسکتی اور نہ نجات حاصل ہوسکتی ہے۔ پھر دوسری طرف گویا وہ یہ کہتا ہے کہ حاصل ہوسکتی ہے حالانکہ توحید اور نجات کا آفتاب اور اسکو ظاہر کرنیوالا صرف رسول ہی ہوتا ہے اسی کی روشنی سے توحید ظاہر ہوتی ہے۔ پس ایسا تناقض خدا کی کلام کی طرف منسوب نہیں ہوسکتا۔

بڑی غلطی اس نادان کی یہ ہے کہ اُس نے توحید کی حقیقت کو بالکل نہیں سمجھا توحید ایک نور ہے جو آفاقی و انفسی معبودوں کی نفی کے بعد دل میں پیدا ہوتا ہے اور وجود کے ذرہ ذرہ میں سرایت کر جاتا ہے۔ پس وہ بجز خدا اور اس کے رسول کے ذریعہ کے محض اپنی طاقت سے کیونکر حاصل ہوسکتا ہے۔ انسان کا فقط یہ کام ہے کہ اپنی خودی پر موت وارد کرے اور اس شیطانی نخوت کو چھوڑ دے کہ مَیں علوم میں پرورش یافتہ ہوں اور ایک جاہل کی طرح اپنے تئیں تصوّر کرے اور دعا میں لگا رہے تب توحید کا نور خدا کی طرف سے اس پر نازل ہوگا اور ایک نئی زندگی اس کو بخشیگا۔

اخیر پر ہم یہ بیان کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر ہم فرض محال کے طور پر یہ مان لیں کہ اللہ کا لفظ ایک عام معنوں پر مشتمل ہے جس کا ترجمہ خدا ہے اور ان معنوں کو نظر انداز کر دیں جو قرآن شریف پر نظر تدبّر ڈال کر معلوم ہوتے ہیں یعنی یہ کہ اللہ کے مفہوم میں یہ داخل ہے کہ وہ وہ

ذات ہے جس نے قرآن شریف بھیجا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ تب بھی یہ آیۃ مخالف کو مفید نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کو ماننا نجات کیلئے کافی ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اللہ پر جو خدا تعالیٰ کا اسم اعظم ہے اور مستجمع جمیع صفات کاملہ حضرت عزت ہے ایمان لائے تو خدا اس کو ضائع نہیں کریگا اور کشاں کشاں اُسکو اسلام کی طرف لے آئیگا کیونکہ ایک سچائی دوسری سچائی میں داخل ہونیکے لئے مدد دیتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ پر خالص ایمان لانیوالے آخر حق کو پا لیتے ہیں۔

قرآن شریف میں یہ وعدہ ہے کہ جو شخص سچے دل سے خدا تعالیٰ پر ایمان لائے گا خدا اس کو ضائع نہیں کریگا اور حق اس پر کھول دیگا اور راہ راست اسکو دکھائیگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا

پس اس آیت کے یہ معنی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانیوالا ضائع نہیں کیا جاتا آخر اللہ تعالیٰ پوری ہدایت اس کو کر دیتا ہے چنانچہ صوفیوں نے صدہا مثالیں اس کی لکھی ہیں کہ بعض غیر قوم کے لوگ جب کمال اخلاص سے خدا تعالیٰ پر ایمان لائے اور اعمال صالحہ میں مشغول ہوئے تو خدا تعالیٰ نے اُن کو اُن کے اخلاص کا یہ بدلہ دیا کہ انکی آنکھیں کھول دیں اور خاص اپنی دستگیری سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اُن پر ظاہر کر دی۔ یہی معنی اس آیت کے آخری فقرہ کے ہیں۔ فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ خدا تعالیٰ کا اجر جبتک دنیا میں ظاہر نہیں ہوتا آخرت میں بھی ظاہر نہیں ہوتا پس دنیا میں خدا پر ایمان لانے کا یہ اجر ملتا ہے کہ ایسے شخص کو خدا تعالیٰ پوری ہدایت بخشتا ہے اور ضائع نہیں کرتا اسی کی طرف یہ آیت بھی اشارہ کرتی ہے۔ وان من اھل الکتب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ یعنی وہ لوگ جو درحقیقت اہل کتاب ہیں اور سچے دل سے خدا پر اور اس کی کتابوں پر ایمان لاتے اور عمل کرتے ہیں وہ آخر کار اس نبی پر ایمان لے آئیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ہاں خبیث آدمی جن کو اہل کتاب نہیں کہنا چاہئے وہ ایمان نہیں لاتے ایسا ہی سوانح اسلام میں اسکی بہت سی

مثالیں پائی جاتی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ایسا کریم و رحیم ہے کہ اگر کوئی ایک ذرہ بھی نیکی کرے تب بھی اس کی جزا میں اسلام میں اس کو داخل کر دیتا ہے جیسا کہ ایک حدیث میں بھی ہے کہ کسی صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ میں نے کفر کی حالت میں محض خدا تعالیٰ کے خوش کرنے کے لئے بہت کچھ مال مساکین کو دیا تھا کیا اس کا ثواب بھی مجھ کو ہوگا۔ تو آپ نے فرمایا کہ وہی صدقات ہیں جو تجھ کو اسلام کی طرف کھینچ لائے پس اسی طرح جو شخص کسی غیر مذہب میں خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک جانتا ہے اور اس سے محبت کرتا ہے تو خدا تعالیٰ بموجب آیت فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ آخر اس کو اسلام میں داخل کر دیتا ہے۔ یہی معاملہ **باوا نانک** کو پیش آیا جب اس نے بڑے اخلاص سے بُت پرستی کو چھوڑ کر توحید کو اختیار کیا اور خدا تعالیٰ سے محبت کی تو وہی خدا جس نے آیت ممدوحہ بالا میں فرمایا ہے۔ فلھم اجرھم عند ربھم اس پر ظاہر ہوا اور اپنے الہام سے اسلام کی طرف اس کو رہبری کی تب وہ مسلمان ہو گیا۔ اور حج بھی کیا۔

اور کتاب بحر الجواہر میں لکھا ہے کہ ابوالخیر نام ایک یہودی تھا جو پارسا طبع اور اتقیا آدمی تھا اور خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک جانتا تھا۔ ایک دفعہ وہ بازار میں چلا جاتا تھا تو ایک مسجد سے اس کو آواز آئی کہ ایک لڑکا قرآن شریف کی یہ آیت پڑھ رہا تھا:۔

الٓمٓ ۚ أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ۔

یعنی کیا لوگ گمان کرتے ہیں کہ یوں ہی وہ نجات پا جاویں گے صرف اس کلمہ سے کہ ہم ایمان لائے اور ابھی خدا کی راہ میں ان کا امتحان نہیں کیا گیا کہ کیا ان میں ایمان لانیوالوں کی سی استقامت اور صدق اور وفا بھی موجود ہے یا نہیں؟ اس آیت نے ابوالخیر کے دل پر بڑا اثر کیا اور اُس کے دل کو گداز کر دیا۔ تب وہ مسجد کی دیوار کے ساتھ کھڑا ہو کر زار زار رویا۔ رات کو حضرت سیدنا و مولنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسکی خواب میں آئے اور فرمایا۔ یا ابا الخیر اعجبنی ان مثلك مع كمال فضلك ينكر بنبوّتي یعنی اے ابوالخیر مجھے تعجب آیا کہ تیرے جیسا انسان باوجود اپنے کمال

فضل اور بزرگی کے میری نبوت سے انکار کرے پس صبح ہوتے ہی ابوالخیر مسلمان ہو گیا اور اپنے اسلام کا اعلان کر دیا۔

خلاصہ یہ کہ میں اس بات کو بالکل سمجھ نہیں سکتا کہ ایک شخص خدا تعالیٰ پر ایمان لاوے اور اس کو واحد لاشریک سمجھے اور خدا اس کو دوزخ سے تو نجات دے مگر نابینائی سے نجات نہ دے حالانکہ نجات کی جڑھ معرفت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی وَاَضَلُّ سَبِیْلًا یعنی جو شخص اس جہان میں اندھا ہے وہ دوسرے جہان میں بھی اندھا ہی ہوگا یا اس سے بھی بدتر یہ بات بالکل سچ ہے کہ جس نے خدا کے رسولوں کو شناخت نہیں کیا اس نے خدا کو بھی شناخت نہیں کیا۔ خدا کے چہرے کا آئینہ اس کے رسول ہیں ہر ایک جو خدا کو دیکھتا ہے اسی آئینہ کے ذریعہ سے دیکھتا ہے پس یہ کس قسم کی نجات ہے کہ ایک شخص دنیا میں تمام عمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مکذب اور منکر رہا اور قرآن شریف سے انکاری رہا اور خدا تعالیٰ نے اسکو آنکھیں نہ بخشیں اور دل نہ دیا اور وہ اندھا ہی رہا اور اندھا ہی مر گیا اور پھر نجات بھی پا گیا یہ عجیب نجات ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ جس شخص پر رحمت کرنا چاہتا ہے پہلے اس کو آنکھیں بخشتا ہے اور اپنی طرف سے اسکو علم عطا کرتا ہے۔ صدہا آدمی ہمارے سلسلہ میں ایسے ہونگے کہ وہ محض خواب یا الہام کے ذریعہ سے ہماری جماعت میں داخل ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ کی ذات وسیع الرحمت ہے اگر کوئی ایک قدم اسکی طرف آتا ہے تو وہ دو قدم آتا ہے اور جو شخص اس کی طرف جلدی سے چلتا ہے تو وہ اسکی طرف دوڑتا آتا ہے اور نابینا کی آنکھیں کھولتا ہے پھر کیونکر قبول کیا جائے کہ ایک شخص اسکی ذات پر ایمان لایا اور سچے دل سے اس کو وحدہ لاشریک سمجھا اور اُس سے محبت کی اور اس کے اولیا میں داخل ہوا۔ پھر خدا نے اس کو نابینا رکھا اور ایسا اندھا رہا کہ خدا کے نبی کو شناخت نہ کر سکا اسی کی مؤید یہ حدیث ہے کہ من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ یعنی جس شخص نے اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کیا وہ جاہلیت کی موت مر گیا اور صراط مستقیم سے بے نصیب رہا۔

اب ہم اُن چند وساوس کا جواب دیتے ہیں جنکا جواب بعض حق کے طالبوں نے مجھ سے دریافت کیا ہے اور اکثر اُن میں وہ وساوس ہیں کہ جو عبد الحکیم خاں اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ نے تحریراً یا تقریراً لوگوں کے دلوں میں ڈالے اور اپنے مرتد ہونے پر ایسی مہر لگادی کہ اب غالباً اس کا خاتمہ اسی پر ہوگا۔ مَیں نے ان چند وساوس کا جواب منشی برہان الحق صاحب شاہجہان پور کے اصرار سے لکھا ہے جو انہوں نے نہایت انکسار سے اپنے خط میں ظاہر کیا ہے چنانچہ مَیں ذیل میں منشی برہان الحق کے خط کی اصل عبارت ہر ایک سوال میں لکھ کر اس کا جواب دیتا ہوں وباللہ التوفیق۔

سوال (۱)

تریاق القلوب کے صفحہ ۱۵۷ میں (جو میری کتاب ہے) لکھا ہے اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ مَیں نے اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے۔ پھر ریویو جلد اول نمبر ۶ صفحہ ۲۵۷ میں مذکور ہے خدا نے اس اُمت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اُس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھکر ہے۔ پھر ریویو صفحہ ۴۷۸ میں لکھا ہے مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو مَیں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا۔ خلاصہ اعتراض یہ کہ ان دونوں عبارتوں میں تناقض ہے۔

الجواب۔ یاد رہے کہ اس بات کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھے ان باتوں سے نہ کوئی خوشی ہے نہ کچھ غرض کہ میں مسیح موعود کہلاؤں یا مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں بہتر ٹھیراؤں۔ خدا نے میرے ضمیر کی اپنی اس پاک وحی میں آپ ہی خبر دی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے:۔ قُلْ أُجَرِّدُ نَفْسِي مِنْ ضُرُوبِ الْخِطَابِ۔ یعنی ان کو کہہ دے کہ میرا تو یہ حال ہے کہ مَیں کسی خطاب کو اپنے لئے نہیں چاہتا یعنی میرا مقصد اور میری مراد ان خیالات سے برتر ہے اور کوئی خطاب دینا یہ خدا کا فعل ہے میرا اسمیں دخل نہیں ہے رہی یہ بات کہ ایسا کیوں لکھا گیا اور کلام میں یہ تناقض کیوں پیدا ہو گیا۔ سو اس بات کو توجہ کر کے سمجھ لو کہ یہ اسی قسم کا تناقض ہے کہ جیسے براہین احمدیہ

میں مَیں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنیوالا مسیح مَیں ہی ہوں۔ اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسٰی رکھا اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسٰی آسمان پر سے نازل ہونگے اس لئے مَیں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر حمل کرنا نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو براہین احمدیہ میں شائع کیا لیکن بعد اس کے اس بارہ میں بارش کی طرح وحی الٰہی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود جو آنیوالا تھا تو ہی ہے اور ساتھ اسکے صدہا نشان ظہور میں آئے اور زمین و آسمان دونوں میری تصدیق کیلئے کھڑے ہوگئے اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان میرے پر جبر کر کے مجھے اس طرف لے آئے کہ آخری زمانہ میں مسیح آنیوالا مَیں ہی ہوں ورنہ میرا اعتقاد تو وہی تھا جو مَیں نے براہین احمدیہ میں لکھ دیا تھا اور پھر مَیں نے اس پر کفایت نہ کرکے اس وحی کو قرآن شریف پر عرض کیا تو آیات قطعیۃ الدلالت سے ثابت ہوا کہ درحقیقت مسیح ابن مریم فوت ہوگیا ہے اور آخری خلیفہ مسیح موعود کے نام پر اسی اُمّت میں سے آئیگا اور جیسا کہ جب دن چڑھ جاتا ہے تو کوئی تاریکی باقی نہیں رہتی اسی طرح صدہا نشانوں اور آسمانی شہادتوں اور قرآن شریف کی قطعیۃ الدلالت آیات اور نصوص صریحہ حدیثیہ نے مجھے اس بات کیلئے مجبور کر دیا کہ میں اپنے تئیں مسیح موعود مان لوں۔ میرے لئے یہ کافی تھا کہ وہ میرے پر خوش ہو مجھے اس بات کی ہرگز تمنّا نہ تھی۔ میں پوشیدگی کے حجرہ میں تھا اور کوئی مجھے نہیں جانتا تھا اور نہ مجھے یہ خواہش تھی کہ کوئی مجھے شناخت کرے اُس نے گوشۂ تنہائی سے مجھے جبراً نکالا مَیں نے چاہا کہ مَیں پوشیدہ رہوں اور پوشیدہ مروں مگر اس نے کہا کہ مَیں تجھے تمام دنیا میں عزت کے ساتھ شہرت دوں گا پس یہ اس خدا سے پوچھو کہ ایسا تُو نے کیوں کیا؟ میرا اس میں کیا قصور ہے۔ اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو مَیں اسکو جزئی فضیلت قرار

دیا تھا مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی ✣۔ اور جیسا کہ میں نے نمونہ کے طور پر بعض عبارتیں خدا تعالیٰ کی وحی کی اس رسالہ میں بھی لکھی ہیں اُن سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح ابن مریم کے مقابل پر خدا تعالیٰ میری نسبت کیا فرماتا ہے۔ میں خدا تعالیٰ کی تئیس برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں۔ میں اُس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔ اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ مسیح ابن مریم آخری خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے اور میں آخری خلیفہ اُس نبی کا ہوں جو خیر الرسل ہے اس لئے خدا نے چاہا کہ مجھے اُس سے کم نہ رکھے میں خوب جانتا ہوں کہ یہ الفاظ میرے اُن لوگوں کو گوارا نہ ہوں گے جن کے دلوں میں حضرت مسیح کی محبت پرستش کی حد تک پہنچ گئی ہے۔ مگر میں اُن کی پروا نہیں کرتا۔ میں کیا کروں کس طرح خدا کے حکم کو چھوڑ سکتا ہوں اور کس طرح اُس روشنی سے جو مجھے دی گئی تاریکی میں آ سکتا ہوں خلاصہ یہ کہ میری کلام میں کچھ تناقض نہیں۔ میں تو خدا تعالیٰ کی وحی کی پیروی کرنے والا ہوں۔ جب تک مجھے اُس سے علم نہ ہوا میں وہی کہتا رہا جو اوائل میں میں نے کہا اور جب مجھ کو اس کی طرف سے علم ہوا تو میں نے اس کے مخالف کہا۔ میں انسان ہوں مجھے عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں۔ بات یہی ہے جو شخص چاہے قبول کرے یا نہ کرے۔ میں نہیں جانتا کہ خدا نے ایسا کیوں کیا ہاں میں اس قدر جانتا ہوں کہ آسمان پر خدا تعالیٰ کی غیرت عیسائیوں کے مقابل پر بڑا جوش مار رہی ہے اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مخالف وہ توہین کے الفاظ استعمال کئے ہیں کہ قریب ہے کہ ان سے آسمان پھٹ جائیں پس خدا دکھلاتا ہے کہ اس رسول کے ادنیٰ خادم اسرائیلی مسیح ابن مریم سے بڑھکر ہیں جس شخص کو اس فقرہ سے غیظ و غضب ہو اسکو اختیار ہے کہ وہ اپنے غیظ سے مر جائے مگر خدا نے جو چاہا ہے کیا اور خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے کیا انسان کا مقدور ہے کہ وہ اعتراض کرے کہ ایسا تو نے کیوں کیا۔

✣ یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعوے میں نبی کا نام سن کر دھوکہ کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا اس لئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی۔ اور میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظل ہے نہ کہ اصلی نبوت۔ اسی وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا ایسا ہی میرا نام اُمتی بھی رکھا ہے تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے۔ منہ

اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ جبکہ مجھ کو تمام دنیا کی اصلاح کیلئے ایک خدمت سپرد کی گئی ہے اس وجہ سے کہ ہمارا آقا اور مخدوم تمام دنیا کے لئے آیا تھا تو اس عظیم الشان خدمت کے لحاظ سے مجھے وہ قوتیں اور طاقتیں بھی دی گئی ہیں جو اس بوجھ کے اُٹھانے کیلئے ضروری تھیں اور وہ معارف اور نشان بھی دیئے گئے ہیں جن کا دیا جانا اتمام حجت کیلئے مناسب وقت تھا مگر ضروری نہ تھا کہ حضرت عیسٰی کو وہ معارف اور نشان دیئے جاتے✠ کیونکہ اسوقت ان کی ضرورت نہ تھی اس لئے حضرت عیسٰی کی سرشت کو صرف وہ قوتیں اور طاقتیں دی گئیں جو یہودیوں کے ایک تھوڑے سے فرقہ کی اصلاح کے لئے ضروری تھیں اور ہم قرآن شریف کے وارث ہیں جس کی تعلیم جامع تمام کمالات ہے اور تمام دنیا کے لئے ہے۔ مگر حضرت عیسٰے صرف توریت کے وارث تھے جس کی تعلیم ناقص اور مختص القوم ہے اسی وجہ سے انجیل میں ان کو وہ باتیں تاکید کے ساتھ بیان کرنی پڑیں جو توریت میں مخفی اور مستور تھیں لیکن قرآن شریف سے ہم کوئی امر زیادہ بیان نہیں کرسکتے کیونکہ اُس کی تعلیم اتم اور اکمل ہے اور وہ توریت کی طرح کسی انجیل کا محتاج نہیں۔

پھر جس حالت میں یہ بات ظاہر اور بدیہی ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السّلام کو اُسی قدر رُوحانی قوتیں اور طاقتیں دی گئی تھیں جو فرقہ یہود کی اصلاح کیلئے کافی تھیں تو بلاشبہ اُن کے کمالات بھی اسی پیمانہ کے لحاظ سے ہونگے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ۔ یعنی ہر ایک چیز کے ہمارے پاس خزانے ہیں مگر ہم قدر ضرورت سے زیادہ اُن کو نازل نہیں کیا کرتے۔ پس یہ حکمت الٰہیہ کے برخلاف ہے کہ ایک نبی کو اُمت کی اصلاح کیلئے وہ علوم دیئے جائیں جن علوم سے وہ اُمت مناسبت ہی نہیں رکھتی بلکہ حیوانات میں بھی خدا تعالیٰ کا یہی قانون قدرت پایا جاتا ہے مثلاً گھوڑے کو اس غرض کیلئے خدا نے پیدا کیا ہے

✠ حاشیہ۔ اگر کوئی کہے کہ حضرت عیسٰے علیہ السّلام مُردے زندہ کرتے تھے یہ کتنا بڑا نشان اُن کو دیا گیا اس کا یہ جواب ہے کہ واقعی طور پر مُردہ کا زندہ ہونا قرآن شریف کی تعلیم کے برخلاف ہے ہاں جو مُردہ کے طور پر بیمار تھے اگر اُن کو زندہ کیا تو اس جگہ بھی ایسے مُردے زندہ ہو چکے ہیں اور پہلے نبی بھی کرتے رہے ہیں جیسے الیاس نبی۔ مگر عظیم الشان نشان اور ہیں جن کو خدا دکھلا رہا ہے۔ منہ✠

کو قطع مسافت میں عمدہ کام دے اور ہر ایک میدان میں دوڑنے سے اپنے سوار کا حامی اور مددگار ہو۔ اس لئے ایک بکری ان صفات میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ کیونکہ وہ اس غرض کیلئے پیدا نہیں کی گئی۔ ایسا ہی خدا نے پانی کو پیاس بجھانے کیلئے پیدا کیا ہے اسلئے آگ اس کے قائم مقام نہیں ہو سکتی۔ انسانی سرشت بہت سی شاخوں پر مشتمل ہے اور کئی مختلف قوتیں خدا نے اسمیں رکھی ہیں لیکن انجیل نے صرف ایک ہی قوت عفو اور درگذر پر زور دیا ہے گویا انسانی درخت کی صدہا شاخوں میں سے صرف ایک شاخ انجیل کے ہاتھ میں ہے پس اس سے حضرت عیسٰی کی معرفت کی حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ وہ کہاں تک ہے۔ لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت انسانی فطرت کے انتہا تک پہنچی ہوئی ہے اس لئے قرآن شریف کامل نازل ہوا۔ اور یہ کچھ بُرا ماننے کی بات نہیں اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ یعنی بعض نبیوں کو ہم نے بعض پر فضیلت دی ہے اور ہمیں حکم ہے کہ تمام احکام میں اخلاق میں عبادات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں پس اگر ہماری فطرت کو وہ قوتیں نہ دی جاتیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات کو ظلی طور پر حاصل کر سکتیں تو یہ حکم ہمیں ہرگز نہ ہوتا کہ اس بزرگ نبی کی پیروی کرو کیونکہ خدا تعالیٰ فوق الطاقت کوئی تکلیف نہیں دیتا جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے۔ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا اور چونکہ وہ جانتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جامع کمالات تمام انبیاء کے ہیں اس لئے اس نے ہماری پنجوقتہ نماز میں ہمیں یہ دعا پڑھنے کا حکم دیا کہ اھدنا الصّراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ یعنی اے ہمارے خدا ہم سے پہلے جس قدر نبی اور رسول اور صدیق اور شہید گذر چکے ہیں ان سب کے کمالات ہم میں جمع کر۔ پس اس اُمت مرحومہ کی فطرت عالیہ کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس کو حکم ہوا ہے کہ تمام گذشتہ متفرق کمالات کو اپنے اندر جمع کرو۔ یہ تو عام طور پر حکم ہے اور خواص کے مدارج خاصّہ اسی سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ اسی وجہ سے اس اُمت کے باکمال صوفی اس پوشیدہ حقیقت تک پہنچ گئے ہیں کہ انسانی فطرتوں کے کمال کا دائرہ اسی اُمت نے پورا کیا ہے۔ بات یہ ہے کہ جس طرح ایک چھوٹا سا تخم زمین میں بویا جاتا ہے اور آہستہ آہستہ

وہ اپنے کمال کو پہنچ کر ایک بڑا درخت بن جاتا ہے اسی طرح انسانی سلسلہ نشوونما پاتا گیا اور انسانی قوتیں اپنے کمال میں بڑھتی گئیں یہاں تک کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں وہ اپنے کمال تام تک پہنچ گئیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ چونکہ میں ایک ایسے نبی کا تابع ہوں جو انسانیت کے تمام کمالات کا جامع تھا اور اس کی شریعت اکمل اور اتم تھی اور تمام دنیا کی اصلاح کیلئے تھی اسلئے مجھے وہ قوتیں عنایت کی گئیں جو تمام دنیا کی اصلاح کیلئے ضروری تھیں تو پھر اس امر میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ فطرتی طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں کیونکہ وہ ایک خاص قوم کیلئے آئے تھے اور اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت دی وھٰذا تحدیث نعمۃ اللّٰہ ولا فخر۔ جیسا کہ ظاہر ہے کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ آتے تو اس کام کو انجام نہ دے سکتے۔ اور اگر قرآن شریف کی جگہ توریت نازل ہوتی تو اس کام کو ہرگز انجام نہ دے سکتی جو قرآن شریف نے دیا انسانی مراتب پردۂ غیب میں ہیں اس بات میں بگڑنا اور منہ بنانا اچھا نہیں۔ کیا حق قادر مطلق نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا وہ ایسا ہی ایک اور انسان یا اس سے بہتر پیدا نہیں کرسکتا؟✠ اگر قرآن شریف کی کسی آیت سے ثابت ہوتا ہی تو وہ آیت پیش کرنی چاہئے۔ سخت مردود وہ شخص ہوگا جو قرآنی آیت سے انکار کرے۔ ورنہ میں اس پاک وحی کے مخالف کیونکر خلاف واقعہ کہہ سکتا ہوں جو تئیس برس سے مجھ کو تسلی دے رہی ہے اور ہزارہا خدا کی گواہیاں اور فوق العادت نشان اپنے ساتھ رکھتی ہے خدا تعالیٰ کے کام مصلحت اور حکمت سے خالی نہیں اُس نے دیکھا

✠ حاشیہ: خدائے تعالیٰ کے کاموں کا کوئی انتہا نہیں پا سکتا۔ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام عظیم الشان نبی گذرے ہیں جنکو خدا تعالیٰ نے توریت دی اور جنکی عظمت اور وجاہت کی وجہ سے بلعم باعور بھی ان کا مقابلہ کرکے تحت الثریٰ میں ڈالا گیا اور کتے کے ساتھ خدا نے اس کی مشابہت دی۔ یہی موسیٰ ہیں جس کو ایک بادیہ نشین شخص کے علوم ربّانیہ کے سامنے شرمندہ ہونا پڑا اور ان غیبی اسرار کا کچھ پتہ نہ لگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فوجدا عبدًا من عبادنا اٰتیناہ رحمۃً من عندنا وعلّمناہ من لدنّا علمًا۔ منہ

کہ ایک شخص کو محض بیوجہ خدا بنایا گیا ہے جس کی چالیس کروڑ آدمی پرستش کر رہے ہیں۔ تب اُس نے مجھے ایسے زمانہ میں بھیجا کہ جب اس عقیدہ پر غلو انتہا تک پہنچ گیا تھا اور تمام نبیوں کے نام میرے نام رکھے مگر مسیح ابن مریم کے نام سے خاص طور پر مجھے مخصوص کر کے وہ میرے پر رحمت اور عنایت کی گئی جو اس پر نہیں کی گئی تا لوگ سمجھیں کہ فضل خدا کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ اگر مَیں اپنی طرف سے یہ باتیں کرتا ہوں تو جھوٹا ہوں لیکن اگر خدا میری نسبت اپنے نشانوں کے ساتھ گواہی دیتا ہے تو میری تکذیب تقویٰ کے برخلاف ہے اور جیسا کہ دانیال نبی نے بھی لکھا ہے۔ میرا آنا خدا کے کامل جلال کے ظہور کا وقت ہے اور میرے وقت میں فرشتوں اور شیاطین کا آخری جنگ ہے۔ اور خدا اس وقت وہ نشان دکھائیگا جو اُس نے کبھی دکھائے نہیں گویا خدا زمین پر خود اُتر آئیگا جیسا کہ وہ فرماتا ہے یوم یاتی ربك فی ظلل من الغمام یعنی اُس دن بادلوں میں تیرا خدا آئیگا یعنی انسانی مظہر کے ذریعہ سے اپنا جلال ظاہر کریگا اور اپنا چہرہ دکھلائیگا۔ کفر اور شرک نے بہت غلبہ کیا اور وہ خاموش رہا اور ایک مخفی خزانہ کی طرح ہو گیا اب چونکہ شرک اور انسان پرستی کا غلبہ کمال تک پہنچ گیا اور اسلام اس کے پاؤں کے نیچے کچلا گیا اسلئے خدا فرماتا ہے کہ مَیں زمین پر نازل ہونگا اور وہ قہری نشان دکھلاؤنگا کہ جب سے نسل آدم پیدا ہوئی ہے کبھی نہیں دکھلائے۔ اس میں حکمت یہی ہے کہ مدافعت بقدر حملۂ دشمن ہوتی ہے پس جس قدر انسان پرستوں کو شرک پر غلو ہے وہ غلو بھی انتہا تک پہنچ گیا ہے اسلئے اب خدا آپ لڑیگا وہ انسانوں کو کوئی تلوار نہیں دیگا اور نہ کوئی جہاد ہوگا ہاں اپنا ہاتھ دکھلائیگا۔ یہودیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ دو مسیح ظاہر ہوں گے اور آخری مسیح (جس سے اس زمانہ کا مسیح مراد ہے) پہلے مسیح سے افضل ہوگا۔ اور عیسائی ایک ہی مسیح کے قائل ہیں مگر کہتے ہیں کہ وہی مسیح ابن مریم جو پہلے ظاہر ہوا آمد ثانی میں بڑی قوت اور جلال کے ساتھ ظاہر ہوگا اور دنیا کے فرقوں کا فیصلہ کریگا اور کہتے ہیں کہ اس قدر جلال کے ساتھ ظاہر ہوگا کہ آمد اول کو اس سے کچھ نسبت نہیں۔

بہرحال یہ دونوں فرقے قائل ہیں کہ آنیوالا مسیح جو آخری زمانہ میں آئے گا اپنے

جلال اور قوی نشانوں کے لحاظ سے پہلے مسیح یا پہلی آمد سے افضل ہے۔ اور اسلام نے بھی آخری مسیح کا نام حَکَم رکھا ہے اور تمام دنیا کے مذاہب کا فیصلہ کرنیوالا اور محض اپنے دم سے کفار کو مارنیوالا قرار دیا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ خدا اس کے ساتھ ہوگا اور اُس کی توجہ اور دعا بجلی کا کام کرے گی اور وہ ایسی اتمام حجت کریگا کہ گویا ہلاک کر دیگا غرض نہ اہل کتاب نہ اہل اسلام اس بات کے قائل ہیں کہ پہلا مسیح آنیوالے مسیح سے افضل ہے۔ یہود تو دو مسیح قرار دیکر آخری مسیح کو نہایت افضل سمجھتے ہیں اور جو لوگ اپنی غلط فہمی سے صرف ایک ہی مسیح مانتے ہیں وہ بھی دوسری آمد کو نہایت جلالی آمد قرار دیتے ہیں اور پہلی آمد کو اس کے مقابل پر کچھ بھی چیز نہیں سمجھتے۔ پھر جبکہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔ عزیزو! جبکہ میں نے یہ ثابت کر دیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہے اور آنیوالا مسیح مَیں ہوں تو اس صورت میں جو شخص پہلے مسیح کو افضل سمجھتا ہے اس کو نصوص حدیثیہ اور قرآنیہ سے ثابت کرنا چاہئے کہ آنیوالا مسیح کچھ چیز ہی نہیں نہ نبی کہلا سکتا ہے نہ حَکَم جو کچھ ہے پہلا ہے۔ خدا نے اپنے وعدہ کے موافق مجھے بھیجدیا اب خدا سے لڑو۔ ہاں مَیں صرف نبی نہیں بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی بھی تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ اور کمال فیضان ثابت ہو۔

سوال (۲)

حضور عالی نے سینکڑوں بلکہ ہزاروں جگہ لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے لئے تلوار نہیں اُٹھائی مگر عبدالحکیم کو جو خط تحریر فرمایا ہے اس میں یہ فقرہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین اسلام کی دعوت کیلئے زمین میں خون کی نہریں چلادیں اس کا کیا مطلب ہے۔

الجواب۔ مَیں اب بھی کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین اسلام کو جبراً نہیں پھیلایا اور جو تلوار اُٹھائی گئی وہ اس لئے نہیں تھی کہ دھمکی دیکر اسلام قبول کرایا جائے بلکہ اس میں دو امر

محفوظ تھے (۱) ایک تو بطور مدافعت یہ لڑائیاں تھیں کیونکہ جبکہ کفار نے حملہ کرکے تلوار کے ساتھ اسلام کو نابود کرنا چاہا تو بجز اس کے کیا چارہ تھا کہ اپنی حفاظت کیلئے تلوار اُٹھائی جاتی۔ (۲) دوسری قرآن شریف میں ان لڑائیوں سے ایک زمانہ پہلے یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ جو لوگ اس رسول کو نہیں مانتے خدا اُن پر نازل کریگا۔ چاہے تو آسمان سے اور چاہے تو زمین سے اور چاہے تو بعض کی تلوار کا مزہ بعض کو چکھادے۔ اسی طرح اس مضمون کی اور بھی پیشگوئیاں تھیں جو اپنے وقت پر پوری ہوئیں اب سمجھنا چاہئے کہ وہ خط جو میں نے عبد الحکیم خاں کو لکھا تھا اسمیں میرا یہی مطلب تھا کہ اگر رسول کا ماننا غیر ضروری ہے تو خدا تعالیٰ نے اس رسول کے لئے یہ اپنی غیرت کیوں دکھلائی کہ کفار کے خون کی نہریں چلادیں یہ سچ ہے کہ اسلام کیلئے جبر نہیں کیا گیا مگر چونکہ قرآن شریف میں یہ وعدہ موجود ہے کہ جو لوگ اس رسول کے مکذب اور منکر ہیں وہ عذاب سے ہلاک کئے جائینگے اس لئے ان کے عذاب کیلئے یہ تقریب پیش آئی کہ خود اُن کافروں نے لڑائیوں کے لئے سبقت کی تب جن لوگوں نے تلوار اُٹھائی وہ تلوار ہی سے مارے گئے۔ اگر رسول کا انکار کرنا خدا کے نزدیک ایک سہل امر تھا اور باوجود انکار کے نجات ہوسکتی تھی تو پھر اس عذاب کے نازل کرنے کی کیا ضرورت تھی جو ایسے طور سے نازل ہوا جسکی دنیا میں نظیر نہیں پائی جاتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان یک کاذبًا فعلیہ کذبہٗ وان یک صادقًا یصبکم بعض الذی یعدکم یعنی اگر یہ رسول جھوٹا ہے تو خود تباہ ہوجائیگا لیکن اگر سچا ہے تو تمہاری نسبت جو عذاب کے بعض وعدے کئے گئے ہیں وہ پورے ہوں گے۔*

اب غور کا مقام ہے کہ اگر خدا کے رسول پر ایمان لانا غیر ضروری ہے تو ایمان نہ لانے پر عذاب کا کیوں وعدہ دیا گیا ظاہر ہے کہ جبر سے اپنا دین منوانا اور تلوار سے مسلمان کرنا یہ اَور امر ہے مگر اس شخص کو سزا دینا جو سچے رسول کی نافرمانی کرتا ہے اور مقابلہ سے پیش آتا ہے اور اسکو دکھ دیتا ہے یہ اور بات ہے۔ سزا دینے کیلئے یہ امر شرط نہیں ہو کہ کوئی شخص مسلمان ہوجائے بلکہ انکار کے ساتھ مقابلہ کرنیوالے واجب القتل ہوچکے تھے اور پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے انکو یہ رعایت

* بعض کا لفظ اسلئے اختیار کیا گیا کہ وعید کی پیشگوئیوں میں یہ ضروری نہیں کہ وہ سب کی سب پوری ہو جائیں بلکہ بعض کا انجام معافی کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔ منہ

دی گئی تھی کہ اگر مشرف باسلام ہو جائیں تو وہ سزا معاف ہو جائیگی اور پھر ایک اور جگہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ انّ الذین کفروا بآیات اللہ لھم عذابٌ شدیدٌ واللہ عزیزٌ ذوانتقامٍ الجزو ۳ سورۃ آل عمران یعنی جو لوگ خدا تعالیٰ کی آیتوں سے منکر ہو گئے اُن کے لئے سخت عذاب ہے اور خدا غالب بدلہ لینے والا ہے۔ اب صاف ظاہر ہے کہ اس آیت میں بھی منکروں کے لئے عذاب کا وعدہ ہے لہٰذا ضرور تھا کہ اُن پر عذاب نازل ہوتا۔ پس خدا تعالیٰ نے تلوار کا عذاب ان پر وارد کیا۔ اور پھر ایک جگہ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ انّما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادًا ان یقتّلوا او یصلّبوا او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلافٍ او ینفوا من الارض ذٰلک لھم خزیٌ فی الدّنیا ولھم فی الاٰخرۃ عذابٌ عظیمٌ الجزو ۶ سورۃ المائدہ یعنی سوا اس کے نہیں کہ بدلا ان لوگوں کا کہ جو خدا اور رسول سے لڑتے اور زمین پر فساد کے لئے دوڑتے ہیں یہ ہے کہ وہ قتل کئے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف طرف سے کاٹے جائیں یا جلاوطن کرکے قید رکھے جائیں یہ رسوائی ان کی دنیا میں ہے اور آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے۔ پس اگر خدا کے نزدیک ہمارے رسول کریم کی عدول حکمی اور اُس کا مقابلہ کچھ چیز نہیں تھا تو ایسے منکروں کو جو موحد تھے (جیسا کہ یہودی) انکار اور مقابلہ کی وجہ سے اس قدر سخت سزا یعنی طرح طرح کے عذابوں سے موت کی سزا دینے کے لئے خدا تعالیٰ کی کتاب میں کیوں حکم لکھا گیا اور کیوں ایسی سخت سزائیں دی گئیں کیونکہ دونوں طرف مُوحّد تھے اُس طرف بھی اور کسی گروہ میں کوئی مشرک نہ تھا اور باوجود اس کے یہودیوں پر کچھ بھی رحم نہ آیا اور اُن مُوحّد لوگوں کو محض انکار اور مقابلہ رسول کی وجہ سے بُری طرح قتل کیا گیا یہاں تک کہ ایک دفعہ دس ہزار یہودی ایک ہی دن میں قتل کئے گئے حالانکہ اُنہوں نے صرف اپنے دین کی حفاظت کے لئے انکار اور مقابلہ کیا تھا اور اپنے خیال میں پکے مُوحّد تھے اور خدا کو ایک جانتے تھے۔

ہاں یہ بات ضرور یاد رکھو کہ بے شک ہزاروں یہودی قتل کئے گئے مگر اس غرض سے

نہیں کرتا وہ مسلمان ہو جائیں بلکہ محض اس غرض سے کہ خدا کے رسول کا مقابلہ کیا اس لئے وہ خدا کے نزدیک مستوجب سزا ہو گئے اور پانی کی طرح ان کا خون زمین پر بہایا گیا۔ پس ظاہر ہے کہ اگر توحید کافی ہوتی تو یہودیوں کا کوئی جرم نہ تھا وہ بھی تو مُوَحّد تھے وہ محض انکار اور مقابلۂ رسول کی وجہ سے کیوں خدا تعالیٰ کے نزدیک قابل سزا ٹھیرے۔

سوال (۳۱)

جناب عالی۔ عبد الحکیم کو جو آپ نے خط تحریر فرمایا ہے اس میں لکھا ہے کہ فطرتی ایمان ایک لعنتی چیز ہے اس کا مطلب بھی سمجھنے میں نہیں آیا۔

الجواب خلاصہ اور مدعا میری تحریر کا یہ ہے کہ جو ایمان خدا تعالیٰ کے رسول کے ذریعہ سے حاصل نہیں ہوتا اور محض انسانی فطرت خدا تعالیٰ کے وجود کی ضرورت محسوس کرتی ہے جیسا کہ فلسفیوں کا ایمان ہے اس کا آخری نتیجہ اکثر لعنت ہی ہوتا ہے کیونکہ ایسا ایمان تاریکی سے خالی نہیں ہوتا اس لئے وہ لوگ جلدی اپنے ایمان سے پھسل کر دہریہ بن جاتے ہیں۔ پہلے تو صحیفۂ فطرت اور قانون پر زور دیتے ہیں مگر چونکہ شمع رسالت کی روشنی ساتھ نہیں ہوتی جلد تاریکی میں پڑ کر گمراہ ہو جاتے ہیں۔ مبارک اور بے خطرہ وہ ایمان ہے جو خدا کے رسول کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ وہ ایمان صرف اس حد تک نہیں ہوتا کہ خدا کے وجود کی ایک ضرورت ہے بلکہ صدہا آسمانی نشان اس کو اس حد تک پہنچا دیتے ہیں کہ درحقیقت وہ خدا موجود ہے پس اصل بات یہ ہے کہ خدا پر ایمان مستحکم کرنے کیلئے انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا مثل میخوں کے ہے اور خدا پر اسی وقت تک ایمان قائم رہ سکتا ہے جبتک کہ رسول پر ایمان ہو اور جب رسول پر ایمان نہ رہے تو خدا پر ایمان لانے میں کوئی آفت آجاتی ہے اور خشک توحید انسان کو جلد گمراہی میں ڈالتی ہے اسی واسطے میں نے کہا کہ فطرتی ایمان لعنتی ہے یعنی جس کی مدد صرف صحیفۂ فطرت ہے اور جس کی بنا مجرد فطرت پر ہے اور رسول کی روشنی سے حاصل نہیں آخر وہ لعنتی خیال تک پہنچا دیتا ہے۔ غرض خدا کے رسول کو چھوڑ کر اور رسول کے معجزات کو چھوڑ کر محض فطرت کے لحاظ سے جس کا ایمان ہے

وہ ایک دیوار ریگ ہے وہ آج بھی تباہ ہوا اور کل بھی۔ ایمان درحقیقت وہی ایمان ہے جو خدا کے رسول کو شناخت کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے اس ایمان کو زوال نہیں ہوتا اور اس کا انجام بد نہیں ہوتا۔ ہاں جو شخص سرسری طور پر رسول کا تابع ہوگیا اور اس کو شناخت نہیں کیا۔ اور اس کے انوار سے مطلع نہیں ہوا اس کا ایمان بھی کچھ چیز نہیں اور آخر ضرور وہ مرتد ہوگا۔ جیسا کہ مسیلمہ کذاب اور عبد اللہ ابن ابی سرح اور عبید اللہ بن جحش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور یہودا اسکریوطی اور پانسو اور عیسائی مرتد حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں اور جموں والا چراغ دین اور عبد الحکیم خان ہمارے اس زمانہ میں مرتد ہوئے۔

سوال (۴)

پہلی کتابوں ازالہ اوہام وغیرہ میں لکھا ہے کہ یہ بھی کچھ کوئی پیشگوئیاں ہیں کہ زلزلے آئیں گے مری پڑے گی۔ لڑائیاں ہونگی قحط پڑیں گے لیکن اب کئی تحریروں میں دیکھا گیا ہے کہ انہیں پیشگوئیوں کو جناب والا نے عظیم الشان پیشگوئیاں قرار دیا ہے۔

الجواب۔ یہ بات صحیح نہیں ہے کہ میں نے انہیں پیشگوئیوں کو عظیم الشان قرار دیا ہے ہر ایک چیز کی عظمت یا عدم عظمت اس کی مقدار اور کیفیت سے اور نیز اسکے حالات خاصہ یا معمولی حالات سے ظاہر ہوتی ہے حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے جس ملک میں طاعون اور زلزلوں کی خبر دی تھی وہ ملک ایسا ہے کہ اکثر اسمیں طاعون کا دورہ رہتا ہے اور کشمیر کی طرح اسمیں زلزلے بھی آتے رہتے ہیں اور قحط بھی پڑتے ہیں اور لڑائیوں کا سلسلہ بھی جاری رہا ہے اور حضرت مسیح کی پیشگوئی میں نہ کسی خارق عادت زلزلہ کا ذکر ہے اور نہ کسی خارق عادت مری یعنی طاعون کا۔ اس صورت میں کوئی عقلمند ایسی پیشگوئیوں کو عظمت اور وقعت کی نظر سے نہیں دیکھ سکتا✠ مگر جس ملک کیلئے ⁂

✠ **حاشیہ**۔ ہاں ممکن ہو کہ اصل پیشگوئیوں میں تحریف ہوگئی ہو جبکہ ایک انجیل کی بیسیوں انجیلیں بن گئی ہیں تو کسی عبارت میں تحریف ہونا کونسا ایسا امر ہے جو بعید از عقل ہو سکے مگر ہمارا موجودہ انجیلوں پر اعتراض ہے اور خدا نے ان انجیلوں کو محرف مبدل قرار دیکر ہمیں ان اعتراضوں کا موقع دیا ہے۔ منہ

⁂ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت مسیح کی پیشگوئیوں میں جو انجیلوں میں پائی جاتی ہیں صرف معمولی اور نرم لفظ ہیں کسی شدید اور ہیبتناک زلزلہ یا ہیبتناک طاعون کا ان میں ذکر ہے مگر میری پیشگوئیوں میں ان دونوں واقعات کی نسبت ایسے لفظ ہیں جو ان کو خارق عادت قرار دیتے ہیں۔ منہ

مَیں نے طاعون کی خبر دی اور شدید زلزلوں سے اطلاع دی ہے وہ اس ملک کی حالت کے لحاظ سے درحقیقت عظیم الشان پیشگوئیاں ہیں۔ کیونکہ اگر اس ملک کے صدہا سال کی تاریخ دیکھی جائے تب بھی ثابت نہیں ہوتا کہ کبھی اس ملک میں طاعون پڑی ہے چہ جائیکہ ایسی طاعون جس نے تھوڑے ہی عرصہ میں لاکھوں انسانوں کو ہلاک کر دیا چنانچہ طاعون کی نسبت میری پیشگوئی کے الفاظ یہ ہیں کہ ملک کا کوئی حصہ طاعون سے خالی نہیں رہیگا اور سخت تباہی آئیگی اور وہ تباہی زمانہ دراز تک رہیگی۔ اب کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ جیسا کہ اب پیشگوئی کے مطابق یہ سخت تباہیاں طاعون سے ظہور میں آئیں پہلے اس ملک میں کبھی ظہور میں آیا تھا ہرگز نہیں۔ رہا زلزلہ وہ بھی میری طرف سے کوئی معمولی پیشگوئی نہیں تھی بلکہ پیشگوئی میں یہ الفاظ تھے کہ ایک حصہ ملک کا اس سے تباہ ہو جائیگا جیسا کہ ظاہر ہے کہ وہ تباہی جو اس زلزلہ سے کانگڑہ اور بھاگسو خاص جوالا مکھی پر آئی وہ ہزار برس تک اس کی نظیر نہیں ملتی کہ کبھی زلزلہ سے ایسا نقصان ہوا چنانچہ انگریز محققوں نے بھی یہی گواہی دی ہے۔ پس اس صورت میں میرے پر اعتراض کرنا محض جلد بازی ہے۔

سوال (۵)

جناب عالی نے متفرق طور پر بہت سے اشتہارات میں لکھا ہے کہ مذہب کی خرابی کی وجہ سے دنیا میں عذاب نازل نہیں ہوتا بلکہ شوخی اور شرارت اور مرسلین کے ساتھ استہزا کرنے سے عذاب آتا ہے۔ اب سان فرانسسکو وغیرہ میں جو زلزلے آئے ہیں جناب عالی نے اپنی تصدیق کا اُن کو نشان قرار دیا ہے۔ یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ یہ زلزلے آپ کی تکذیب کی وجہ سے آئے ہیں۔

الجواب۔ مَیں نے کبھی نہیں کہا کہ یہ تمام زلزلے جو سان فرانسسکو وغیرہ مقامات میں آئے ہیں یہ محض میری تکذیب کی وجہ سے آئے ہیں کسی اور امر کا اس میں دخل نہیں۔ ہاں مَیں کہتا ہوں کہ میری تکذیب ان زلزلوں کے ظہور کا باعث ہوئی ہے بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے تمام نبی اس بات پر متفق ہیں کہ عادت اللہ ہمیشہ سے اس طرح پر جاری ہے کہ جب دنیا ہر ایک قسم کے گناہ کرتی ہے اور بہت سے گناہ ان کے جمع ہو جاتے ہیں تب اس زمانہ میں خدا اپنی طرف سے کسی کو مبعوث فرماتا ہے

اور کوئی حصہ دنیا کا اس کی تکذیب کرتا ہے تب اس کا مبعوث ہونا شریر لوگوں کی سزا دینے کے لئے بھی جو پہلے مجرم ہو چکے ہیں ایک محرک ہو جاتا ہے اور جو شخص اپنے گذشتہ گناہوں کی سزا پاتا ہے اس کیلئے اس بات کا علم ضروری نہیں کہ اس زمانہ میں خدا کی طرف سے کوئی نبی یا رسول بھی موجود ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما کنّا معذّبین حتّٰی نبعث رسولا پس اس سے زیادہ میرا مطلب نہ تھا کہ ان زلزلوں کا موجب میری تکذیب ہو سکتی ہے یہی قدیم سے سنت اللہ ہے جس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ سوسان فرانسسکو وغیرہ مقامات کے رہنے والے جو زلزلہ اور دوسری آفات سے ہلاک ہو گئے ہیں۔ اگرچہ اصل سبب ان پر عذاب نازل ہونیکا اُن کے گذشتہ گناہ تھے مگر یہ زلزلے ان کو ہلاک کرنیوالے میری سچائی کا ایک نشان تھے کیونکہ قدیم سنت اللہ کے موافق شریر لوگ کسی رسول کے آنے کے وقت ہلاک کئے جاتے ہیں اور نیز اس وجہ سے کہ مَیں نے براہین احمدیہ اور بہت سی اپنی کتابوں میں یہ خبر دی تھی کہ میرے زمانہ میں دنیا میں بہت سے غیر معمولی زلزلے آئیں گے اور دوسری آفات بھی آئیں گی اور ایک دنیا اُن سے ہلاک ہو جائیگی۔ پس اس میں کیا شک ہے کہ میری پیشگوئیوں کے بعد دنیا میں زلزلوں اور دوسری آفات کا سلسلہ شروع ہو جانا میری سچائی کے لئے ایک نشان ہے۔ یاد رہے کہ خدا کے رسول کی خواہ کسی حصہّ زمین میں تکذیب ہو مگر اس تکذیب کے وقت دوسرے مجرم بھی پکڑے جاتے ہیں جو اور ملکوں کے رہنے والے ہیں جن کو اس رسول کی خبر بھی نہیں جیسا کہ نوحؑ کے وقت میں ہوا کہ ایک قوم کی تکذیب سے ایک دنیا پر عذاب آیا بلکہ پرند چرند بھی اس عذاب سے باہر نہ رہے۔

غرض عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ جب کسی صادق کی حد سے زیادہ تکذیب کی جائے یا اُس کو ستایا جائے تو دنیا میں طرح طرح کی بلائیں آتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کی تمام کتابیں یہی بیان فرماتی ہیں اور قرآن شریف بھی فرماتا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کی تکذیب کی وجہ سے مصر کے ملک پر طرح طرح کی آفات نازل ہوئیں۔ جوئیں برسیں

مینڈکیں برسیں، خون برسا اور عام قحط پڑا۔ حالانکہ ملک مصر کے دُور دُور کے باشندوں کو حضرت موسیٰ کی خبر بھی نہ تھی اور نہ ان کا اُس میں کچھ گناہ تھا۔ اور نہ صرف یہ بلکہ تمام مصریوں کے پہلوٹھے بچّے مارے گئے اور فرعون ایک مدّت تک ان آفات سے محفوظ تھا اور جو محض بے خبر تھے وہ پہلے مارے گئے۔ اور حضرت عیسٰے علیہ السّلام کے زمانہ میں جن لوگوں نے حضرت عیسٰے کو صلیب سے قتل کرنا چاہا تھا ان کا تو بال بینگا بھی نہ ہؤا اور وہ آرام سے زندگی بسر کرتے رہے۔ لیکن چالیس برس بعد جب وہ صدی گذرنے پر تھی تو طیطوس رومی کے ہاتھ سے ہزاروں یہودی قتل کئے گئے۔ اور طاعون بھی پڑی۔ اور قرآن شریف سے ثابت ہے کہ یہ عذاب محض حضرت عیسٰی کی وجہ سے تھا۔

ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں سات برس کا قحط پڑا اور اکثر اس قحط میں غریب ہی مارے گئے اور بڑے بڑے سردار فتنہ انگیز جو دُکھ دینے والے تھے مدت تک عذاب سے بچے رہے خلاصہ کلام یہ کہ سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ جب کوئی خدا کی طرف سے آتا ہے اور اس کی تکذیب کی جاتی ہے تو طرح طرح کی آفتیں آسمان سے نازل ہوتی ہیں جنمیں اکثر ایسے لوگ پکڑے جاتے ہیں جن کا اس تکذیب سے کچھ تعلق نہیں پھر رفتہ رفتہ ائمۃ الکفر پکڑے جاتے ہیں اور سب سے آخر بڑے شریروں کا وقت آتا ہے اسی کی طرف اللہ تعالیٰ اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے۔ انا نأتی الارض ننقصها من اطرافها یعنی ہم آہستہ آہستہ زمین کی طرف آتے جاتے ہیں۔ اس میرے بیان میں ان بعض نادانوں کے اعتراضات کا جواب آگیا ہے جو کہتے ہیں کہ تکفیر تو مولویوں نے کی تھی اور غریب آدمی طاعون سے مارے گئے اور کانگڑہ اور بھاگسو کے پہاڑ کے صدہا آدمی زلزلہ سے ہلاک ہو گئے اُن کا کیا قصور تھا۔ اُنہوں نے کونسی تکذیب کی تھی۔ سو یاد رہے کہ جب خدا کے کسی مرسل کی تکذیب کی جاتی ہے خواہ وہ تکذیب کوئی خاص قوم کرے یا کسی خاص حصّہ زمین میں ہو مگر خدا تعالیٰ کی غیرت عام عذاب نازل کرتی ہے اور آسمان سے عام طور پر بلائیں نازل ہوتی ہیں اور اکثر ایسا ہوتا ہے

کہ اصل شریر پیچھے سے پکڑے جاتے ہیں جو اصل مبدء فساد ہوتے ہیں جیسا کہ اُن قہری نشانوں سے جو حضرت موسیٰ نے فرعون کے سامنے دکھلائے فرعون کا کچھ نقصان نہ ہوا صرف غریب مارے گئے لیکن آخر کار خدا نے فرعون کو مع اس کے لشکر کے غرق کیا۔ یہ سنت اللہ ہے جس سے کوئی واقفکار انکار نہیں کر سکتا۔

سوال (۶)

حضور عالی نے ہزاروں جگہ تحریر فرمایا ہے کہ کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کافر کہنا کسی طرح صحیح نہیں ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ علاوہ ان مومنوں کے جو آپ کی تکفیر کر کے کافر بن جائیں۔ صرف آپ کے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہو سکتا۔ لیکن عبدالحکیم خاں کو آپ لکھتے ہیں کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اس بیان اور پہلی کتابوں کے بیان میں تناقض ہے۔ یعنی پہلے آپ تریاق القلوب وغیرہ میں لکھ چکے ہیں کہ میرے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوتا اور اب آپ لکھتے ہیں کہ میرے انکار سے کافر ہو جاتا ہے۔

الجواب۔ یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھیراتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا پر افترا کرنے والا سب کافروں سے بڑھ کر کافر ہے جیسا کہ فرماتا ہے۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ یعنی بڑے کافر دو ہی ہیں ایک خدا پر افترا کرنے والا٭ دوسرا خدا کے کلام کی تکذیب کرنے والا پس جبکہ میں نے ایک مکذب کے نزدیک خدا پر افترا کیا ہے اس صورت میں نہ میں صرف کافر بلکہ بڑا کافر ہوا اور اگر میں مفتری نہیں تو بلاشبہ وہ کفر اس پر پڑیگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خود فرمایا ہے۔ علاوہ اسکے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے۔ یعنی

٭ ظالم سے مراد اس جگہ کافر ہے اس پر قرینہ یہ ہے کہ مفتری کے مقابل پر مکذب کتاب اللہ کو ظالم ٹھیرایا ہے اور بلاشبہ وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے کلام کی تکذیب کرتا ہے کافر ہے سو جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ مجھے مفتری قرار دیکر مجھے کافر ٹھیراتا ہے اس لئے میری تکفیر کی وجہ سے آپ ہی کافر بنتا ہے۔ منہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے خبر دی تھی کہ آخری زمانہ میں میری اُمت میں سے ہی مسیح موعود آئیگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے یہ بھی خبر دی تھی کہ میں معراج کی رات میں مسیح ابن مریم کو اُن نبیوں میں دیکھ آیا ہوں جو اس دنیا سے گذر گئے ہیں اور یحییٰ شہید کے پاس دوسرے آسمان میں اُن کو دیکھا ہے اور خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں خبر دی کہ مسیح ابن مریم فوت ہوگیا ہے اور خدا نے میری سچائی کی گواہی کیلئے تین لاکھ سے زیادہ آسمانی نشان ظاہر کئے اور آسمان پر کسوف خسوف رمضان میں ہؤا اب جو شخص خدا اور رسول کے بیان کو نہیں مانتا اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے اور عمداً خدا تعالیٰ کے نشانوں کو رد کرتا ہے اور مجھ کو باوجود صدہا نشانوں کے مفتری ٹھیراتا ہے تو وہ مومن کیونکر ہو سکتا ہے اور اگر وہ مومن ہے تو مَیں بوجہ افترا کرنے کے کافر ٹھیرا کیونکہ مَیں اُن کی نظر میں مفتری ہوں اور اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے:۔

قالت الاعراب اٰمنّا۔ قل لم تؤمنوا ولٰکن قولوا اسلمنا ولمّا یدخل الایمان فی قلوبکم یعنی عرب کے دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ان سے کہدو کہ تم ایمان نہیں لائے ہاں یوں کہو کہ ہم نے اطاعت اختیار کرلی ہے اور ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہؤا۔ پس جبکہ خدا اطاعت کرنیوالوں کا نام مومن نہیں رکھتا۔ پھر وہ لوگ خدا کے نزدیک کیونکر مومن ہو سکتے ہیں جو کھلے کھلے طور پر خدا کے کلام کی تکذیب کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ہزارہا نشان دیکھ کر جو زمین اور آسمان میں ظاہر ہوئے پھر بھی میری تکذیب سے باز نہیں آتے۔ وہ خود اس بات کا اقرار رکھتے ہیں کہ اگر مَیں مفتری نہیں اور مومن ہوں تو اس صورت میں وہ میری تکذیب اور تکفیر کے بعد کافر ہوئے اور مجھے کافر ٹھیرا کر اپنے کفر پر مہر لگادی۔ یہ ایک شریعت کا مسئلہ ہے کہ مومن کو کافر کہنے والا آخر کافر ہو جاتا ہے پھر جبکہ قریباً دو سو مولوی نے مجھے کافر ٹھیرایا اور میرے پر کفر کا فتویٰ لکھا گیا اور انہیں کے فتوے سے یہ بات ثابت ہے کہ مومن کو کافر کہنے والا کافر ہو جاتا ہے اور کافر کو مومن کہنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے تو اب اس بات کا سہل علاج ہے کہ اگر دوسرے لوگوں میں تخم دیانت

اور ایمان ہے اور وہ منافق نہیں ہیں تو اُن کو چاہیئے کہ ان مولویوں کے بارے میں ایک لمبا اشتہار ہر ایک مولوی کے نام کی تصریح سے شائع کر دیں کہ یہ سب کافر ہیں کیونکہ اُنہوں نے ایک مسلمان کو کافر بنایا تب میں ان کو مسلمان سمجھ لوں گا۔ بشرطیکہ ان میں کوئی نفاق کا شبہ نہ پایا جاوے اور خدا کے کھلے کھلے معجزات کے مکذب نہ ہوں ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار یعنی منافق دوزخ کے نیچے کے طبقے میں ڈالے جائیں گے اور حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ ما زنا زانٍ وھو مؤمنٌ وما سرق سارق وھو مومنٌ یعنی کوئی زانی زنا کی حالت میں اور کوئی چور چوری کی حالت میں مومن نہیں ہوتا۔ پھر منافق نفاق کی حالت میں کیونکر مومن ہو سکتا ہے۔ اگر یہ مسئلہ صحیح نہیں ہے کہ کسی کو کافر کہنے سے انسان خود کافر ہو جاتا ہے تو اپنے مولویوں کا فتویٰ مجھے دکھلا دیں مَیں قبول کروں گا۔ اور اگر کافر ہو جاتا ہے تو دو سو مولوی کے کفر کی نسبت نام بنام ایک اشتہار شائع کر دیں بعد اس کے حرام ہوگا کہ میں ان کے اسلام میں شک کروں۔ بشرطیکہ کوئی نفاق کی سیرۃ اُن میں نہ پائی جائے*

سوال (۷)

دعوت پہنچ جانے سے کیا مراد ہے۔

الجواب۔ دعوت پہنچا دینے میں دو امر ضروری ہوتے ہیں۔ اوّل یہ کہ وہ شخص جو خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہے وہ لوگوں کو اطلاع دیدے کہ مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں اور ان کو ان کی غلطیوں پر متنبہ کرے کہ فلاں فلاں اعتقاد میں تم خطا پر ہو یا فلاں فلاں عملی حالت میں تم سست ہو۔ دوسرے یہ کہ آسمانی نشانوں اور دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے اپنا سچا ہونا ثابت کرے اور عادت اللہ اس طرح پر ہے کہ اول اپنے نبیوں اور رسولوں کو اسقدر مہلت دیتا ہے کہ دنیا کی بہت سے حصّہ میں ان کا نام پھیل جاتا ہے اور ان کے دعوے سے لوگ مطلع ہو جاتے ہیں اور پھر آسمانی نشانوں اور دلائل عقلیہ اور نقلیہ کے ساتھ لوگوں پر اتمام حجت کر دیتا ہے۔

* جیسا کہ مَیں نے بیان کیا کافر کو مومن قرار دینے سے انسان کافر ہو جاتا ہے کیونکہ جو شخص درحقیقت کافر ہے وہ اس کے کفر کی نفی کرتا ہے اور مَیں دیکھتا ہوں کہ جسقدر لوگ میرے پر ایمان نہیں لاتے وہ سب کے سب ایسے ہیں کہ ان تمام لوگوں کو وہ مومن جانتے ہیں جنہوں نے مجھ کو کافر ٹھیرایا ہے پس میں اب بھی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا لیکن جن میں خود انہیں کے ہاتھ سے ان کی وجہ کفر کی پیدا ہو گئی ہے انکو کیونکر مومن کہہ سکتا ہوں۔ منہ

اور دنیا میں خارق عادت طور پر شہرت دینا اور روشن نشانوں کے ساتھ اتمام حجّت کرنا خدا تعالیٰ کے نزدیک غیر ممکن نہیں جس طرح تم دیکھتے ہو کہ ایک دم میں آسمان کے ایک کنارہ سے بجلی چمکتی اور دوسرے کنارہ تک پھیل جاتی ہے اسی طرح خدا کے حکم سے خدا کے رسولوں کو شہرت دی جاتی ہے اور خدا کے فرشتے زمین پر اُترتے اور سعید لوگوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں کہ جن راہوں کو تم نے اختیار کر رکھا ہے وہ صحیح نہیں ہیں تب ایسے لوگ راہ راست کی تلاش میں لگ جاتے ہیں اور دوسری طرف خدا تعالیٰ ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے کہ اس کے امام وقت کی خبر ان لوگوں کو پہنچ جاتی ہے بالخصوص یہ زمانہ تو ایسا زمانہ ہے کہ چند دنوں میں ایک نامی ڈاکو کی بھی بدنامی کے ساتھ تمام دنیا میں شہرت ہو سکتی ہے تو کیا خدا تعالیٰ کے بندے جن کے ساتھ ہر وقت خدا ہے وہ اس دنیا میں شہرت نہیں پا سکتے اور مخفی رہتے ہیں اور خدا اُن کی شہرت پر قادر نہیں ہوتا۔✤ میں دیکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کا فضل ایسے طور سے میرے شامل حال ہے کہ میری اتمام حجت کیلئے اور اپنے نبی کریم کی اشاعت دین کیلئے خدا تعالیٰ نے وہ سامان مقرر کر رکھے ہیں کہ پہلے اس سے کسی نبی کو میسّر نہیں آئے تھے۔ چنانچہ میرے وقت میں ممالک مختلفہ کے باہمی تعلقات بباعث سواری ریل اور تار اور انتظام ڈاک اور انتظام سفر بحری اور برّی اسقدر بڑھ گئے ہیں کہ گویا اب تمام ممالک ایک ہی ملک کا حکم رکھتے ہیں بلکہ ایک ہی شہر کا حکم رکھتے ہیں اور ایک شخص اگر سیر کرنا چاہے تو تھوڑی مدّت میں تمام دنیا کا سیر کر کے آسکتا ہے ماسوا اس کے کتابوں کا لکھنا ایسا سہل اور آسان ہو گیا ہے کہ ایسی ایسی چھاپوں کی کلیں ایجاد ہو گئی ہیں کہ جس کسی ضخیم کتاب کے چند مجلد سو برس میں بھی نہیں لکھ سکتے تھے اس کے کئی لاکھ نسخے ایک دو برس میں لکھ سکتے ہیں اور تمام ملک میں شائع ہو سکتے ہیں اور ہر ایک پہلو سے تبلیغ کے لئے بھی اسقدر آسانیاں ہو گئی ہیں کہ ہمارے ملک میں آج سے سو برس پہلے اُن کا نام و نشان نہ تھا اور آج سے پہلے اگر پچاس برس پر نظر ڈالی جائے تو ثابت ہوگا کہ اکثر لوگ ناخواندہ اور جاہل تھے مگر اب بباعث کثرت مدارس کے جو دیہات میں بھی قائم کئے گئے ہیں اسقدر استعداد علمیت لوگوں کو حاصل ہو گئی

✤ آج سے پچیس۲۵ برس پہلے براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ کا یہ الہام میری نسبت موجود ہے یا اس زمانہ کا الہام ہے کہ جب میں ایک پوشیدہ زندگی بسر کرتا تھا اور بجز میرے والد صاحب کے چند تعارف رکھنے والوں کوئی مجھ کو جانتا بھی نہیں تھا اور وہ الہام یہ ہے انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی فحان ان تعان و تعرف بین الناس یعنی تو مجھ سے بمنزلہ میری توحید و تفرید کے ہے پس وہ وقت آگیا ہے کہ تجھے ہر ایک قسم کی مدد دی جائیگی اور دنیا میں عزت کے ساتھ تو شہرت دیا جائیگا۔ اور شہرت دینے کے وعدہ کو توحید اور تفرید کے ساتھ ذکر کرنا اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ جلال اور عزت کے ساتھ شہرت پانا اصل حق خدائے واحد لاشریک کا ہے پھر جس پر خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہو وہ اپنی نہایت محویت کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی توحید کے قائم مقام ہو جاتا ہے اور رنگ وہی اُس سے جاتا رہتا ہے۔ تب خدا تعالیٰ اسی طرح اسکی عزت اور جلال اور عظمت کے ساتھ شہرت دیتا ہے جیسا کہ وہ اپنے تئیں شہرت دیتا ہے کیونکہ توحید اور تفرید یہ حق پیدا کرتی ہے کہ وہ ایسی ہی عزّت حاصل کرے۔ منہ

ہے کہ وہ دینی کتابوں کو بڑی آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ اور میری طرف سے تبلیغ کی کارروائی یہ ہوئی ہے کہ مَیں نے پنجاب اور ہندوستان کے بعض شہروں جیسے امرتسر، لاہور، جالندھر سیالکوٹ اور دہلی اور لدھیانہ وغیرہ میں بڑے بڑے مجمعوں میں خود جا کر خدا تعالیٰ کے پیغام کو پہنچایا ہے اور ہزارہا انسانوں کے روبرو اسلامی تعلیم کی خوبیاں پیش کی ہیں اور ستر کے قریب کتابیں عربی اور فارسی اور اُردو اور انگریزی میں حقانیت اسلام کے بارہ میں جنکی جلدیں ایک لاکھ کے قریب ہونگی تالیف کر کے ممالک اسلام میں شائع کی ہیں اور اسی مقصد کیلئے کئی لاکھ اشتہار✽ شائع کیا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کی ہدایت سے تین لاکھ سے زیادہ لوگ میرے ہاتھ پر اپنے گناہوں سے آجتک توبہ کر چکے ہیں اور اس قدر سرعت سے یہ کارروائی جاری ہے کہ ہر ایک ماہ میں صدہا آدمی بیعت میں داخل ہوتے جاتے ہیں۔ اور ہمارے سلسلہ سے غیر ملکوں کے لوگ بیخبر نہیں ہیں بلکہ ممالک امریکہ اور یورپ کے دور دراز ملکوں تک ہماری دعوت پہنچ گئی ہے یہاں تک کہ امریکہ میں کئی لوگ ہماری جماعت میں داخل ہو چکے ہیں اور خود اُنہوں نے غیر معمولی زلزلوں کی پیشگوئیوں کو ہمارے نشانوں کا ثبوت دینے کیلئے امریکہ کے نامی اخباروں میں شائع کرایا ہے اور یورپ کے بعض لوگ بھی ہماری جماعت میں داخل ہیں اور اسلامی بلاد کا تو کیا ذکر کریں کہ اب تک جیسا کہ مَیں نے ابھی بیان کیا ہے کچھ زیادہ تین لاکھ سے اس جماعت میں داخل ہو چکے ہیں اور ہزارہا نشانوں سے لوگ اطلاع پا چکے ہیں اور اکثر ان میں صالح اور نیک بخت ہیں۔

✽ حاشیہ ✽ افسوس کہ ہماری جماعت کی ایمانداری اور اخلاص پر اعتراض کرنیوالے دیانت اور راستبازی سے کام نہیں لیتے اس جماعت میں بعض لوگوں نے اپنی استقامت کے وہ نمونے دکھائے ہیں جن کی اس زمانہ میں نظیر ملنا مشکل ہے مثلاً ایک خدا ترس اور منصف مزاج کو مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید کی استقامت پر نظر انصاف ڈالنی چاہیئے اور سوچنا چاہیئے کہ کیا اس سے بڑھ کر کوئی شخص دنیا میں استقامت کا نمونہ دکھا سکتا ہے مولوی صاحب موصوف ایک جلیل الشان فاضل علوم عربیہ میں تھے اور تمام عمر حدیث اور تفسیر کے درس میں بسر کی تھی اور ان کو اسی ہی ہوتا تھا دو پچاس ہزار کے قریب ان کے بہرہ اور شاگرد تھے۔

✽ ایک دفعہ سولہ ہزار [۱۶۰۰۰] اشتہار حقانیت اسلام کے بارے میں انگریزی میں ترجمہ کرا کر ممالک یورپ اور امریکہ میں مَیں نے شائع کیا تھا جو کئی انگریزی اخباروں میں بھی شائع ہو گیا تھا اور وہ اشتہارات ان مقامات یورپ اور امریکہ میں پہنچائے گئے تھے جہاں لوگ اسلامی خوبیوں سے بیخبر تھے اور ایک انگریز امریکہ کا رہنے والا ویب نام جو ابھی ان دنوں میں مسلمان نہیں ہوا تھا اس کو بھی وہ اشتہار پہنچے تھے جن کے بعد وہ مسلمان ہو گیا اور اب تک وہ مسلمان ہے۔ منہ

سوال (۸)

اگرچہ ہمارا ایمان ہے کہ نری خشک توحید مدار نجات نہیں ہو سکتی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے علیحدہ ہو کر کوئی عمل کرنا انسان کو ناجی نہیں بنا سکتا لیکن طمانیت قلب کے لئے عرض پرداز ہیں کہ عبد الحکیم خاں نے جو آیات لکھی ہیں ان کا کیا مطلب ہے۔ مثلاً اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَادُوْا وَالنَّصٰرٰی وَالصّٰبِـِٕیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ اور جیسا کہ آیت بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْھَہٗ لِلّٰہِ وَھُوَ مُحْسِنٌ فَلَہٗ اَجْرُہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ۔ اور جیسا کہ یہ آیت تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْـًٔا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ۔

الجواب۔ واضح ہو کہ قرآن شریف میں ان آیات کے ذکر کرنے سے یہ مطلب نہیں ہے کہ بغیر اس کے جو رسول پر ایمان لایا جائے نجات ہو سکتی ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ بغیر اسکے کہ خدائے واحد

بقیہ حاشیہ

اور دنیوی عزت بھی بہت رکھتے تھے یہاں تک کہ ریاست کابل کے امیروں کی نظر میں ایک بزرگوار اور شیخ الوقت تسلیم کئے گئے تھے اور گورنمنٹ انگریزی اور ریاست میں جاگیر رکھتے تھے اُنہوں نے میری سچائی ماننے پر اپنی جان دیدی ان کو بہت سمجھایا گیا کہ مجھ سے انکار کریں پر انہوں نے کہا کہ مَیں نادان نہیں مَیں بصیرت کی راہ سے ایمان لایا ہوں۔ میں ان کو ترک نہیں کر سکتا مگر جان کو ترک کرونگا۔ امیر نے کئی دفعہ ان کو سمجھایا کہ آپ بزرگوار ہیں لوگ شورش کرتے ہیں مصلحت وقت سمجھ لیں اُنہوں نے کہا کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھتا ہوں میں اپنا ایمان ضائع کرنا نہیں چاہتا۔ مَیں جانتا ہوں جس سے مَیں نے بیعت کی ہے وہ حق پر ہے اور تمام دنیا سے بہتر ہے اور آنیوالا مسیح یہی ہے اور عیسیٰ مر گیا تب مولویوں نے شور مچایا کہ کافر ہو گیا کیوں قتل نہ کیا جاوے مگر امیر نے پھر بھی قتل کرنے میں تاخیر کی۔ آخر یہ حجت پیش کی گئی کہ یہ لوگ جہاد کے منکر ہیں کہ اب غیر قوموں سے تلوار کے ساتھ دین کیلئے لڑنا نہیں چاہیے چنانچہ مولوی صاحب نے اس الزام سے انکار نہ کیا اور کہا کہ یہی وعدہ ہے کہ مسیح کو خدا آسمان سے مدد دیگا اب جہاد حرام ہے۔ اور پھر وہ نہایت بے رحمی سے سنگسار کئے گئے اور ان کے عیال گرفتار کر کے کسی دُور دراز گوشہ ریاست کابل میں پہنچائے گئے اور اُن کی جماعت کے آدمی اس سلسلہ میں داخل ہو گئے۔ اب حیا اور شرم سے سوچنا چاہیئے کہ ایک فاضل جلیل سے جو دنیا اور دین میں عزت رکھتا تھا جس نے میرے لئے جان دی عبد الحکیم کو کیا نسبت ہے اگر وہ مرتد ہو گیا تو ایسے آدمی کے ارتداد سے جو علوم عربیہ سے بالکل محروم ہے دین کو کیا نقصان پہنچا ایسا ہی عماد الدین جو مولوی کہلاتا تھا مرتد ہو کر عیسائی ہو گیا تھا اُس نے اسلام کا کیا بگاڑ لیا تھا تا یہ خیال کریں کہ یہ بھی کچھ بگاڑیگا۔ اسی طرح دھرم پال جو انہیں دنوں میں اسلام سے مرتد ہو گیا اس نے کیا بگاڑا۔

؎ مدد کارخانۂ عشق از کفر ناگزیر است ✦ آتش کرا بسوزد گر بولہب نباشد ✦ منہ

لا شریک اور یوم آخرت پر ایمان لایا جاوے نجات نہیں ہو سکتی۔ٌ اور اللہ پر پورا ایمان تبھی ہو سکتا ہے کہ اس کے رسولوں پر ایمان لاوے وجہ یہ کہ وہ اس کی صفات کے مظہر ہیں اور کسی چیز کا وجود بغیر وجود اس کی صفات کے بپایہ ثبوت نہیں پہنچتا۔ لہٰذا بغیر علم صفات باری تعالیٰ کے معرفت باری تعالیٰ ناقص رہ جاتی ہے کیونکہ مثلاً یہ صفات اللہ تعالیٰ کے کہ وہ بولتا ہے سُنتا ہے پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے رحمت یا عذاب کرنے پر قدرت رکھتا ہے بغیر اس کے کہ رسول کے ذریعہ سے اُن کا پتہ لگے کیونکر اُن پر یقین آسکتا ہے اور اگر یہ صفات مشاہدہ کے رنگ میں ثابت نہ ہوں تو خدا تعالیٰ کا وجود ہی ثابت نہیں ہوتا تو اس صورت میں اس پر ایمان لانے کے کیا معنی ہوں گے اور جو شخص خدا پر ایمان لاوے ضرور ہے کہ اس کے صفات پر بھی ایمان لاوے اور یہ ایمان اس کو نبیوں پر ایمان لانے کے لئے مجبور کرے گا۔ کیونکہ مثلاً خدا کا کلام کرنا اور بولنا بغیر ثبوت خدا کی کلام کے کیونکر سمجھ آسکتا ہے اور اس کلام کو پیش کرنیوالے مع اس کے ثبوت کے صرف نبی ہیں۔

پھر یہ بھی واضح ہو کہ قرآن شریف میں دو قسم کی آیات ہیں ایک محکمات اور بیّنات جیسا کہ یہ آیت انّ الّذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرّقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتّخذوا بین ذٰلک سبیلا۔ اولٰئک ھم الکٰفرون حقّا واعتدنا للکافرین عذابا مھینا۔ یعنی جو لوگ ایسا ایمان لانا نہیں چاہتے جو خدا پر بھی ایمان لاویں اور اُس کے رسولوں پر بھی اور چاہتے ہیں کہ خدا کو اس کے رسولوں سے علیحدہ کردیں اور کہتے ہیں کہ بعض پر ہم ایمان لاتے ہیں اور بعض پر نہیں یعنی خدا پر ایمان لاتے ہیں اور رسولوں پر نہیں یا بعض رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اور بعض پر نہیں اور ارادہ کرتے ہیں کہ بین بین راہ اختیار کرلیں یہی لوگ واقعی طور پر کافر اور پکے کافر ہیں اور ہم نے کافروں کیلئے ذلیل کرنیوالا عذاب مہیا کر رکھا ہے۔ یہ تو آیات محکمات ہیں جن کی ہم ایک بڑی تفصیل ابھی لکھ چکے ہیں۔

ٌ قرآن شریف میں عادۃ اللہ ہے کہ بعض جگہ تفصیل ہوتی ہے اور بعض جگہ اجمال سے کام لیا جاتا ہے اور پڑھنے والے کیلئے ضروری ہوتا ہے کہ اُس کے ایسے طور سے معنے کرے کہ آیات متعددہ سے مخالف نہ ہو جائیں مثلاً خدا تعالیٰ نے تصریح سے فرمادیا کہ شرک نہیں بخشا جائیگا مگر قرآن شریف کی یہ آیت کہ انّ اللہ یغفر الذنوب جمیعًا اس آیت سے مخالف معلوم ہوتی ہے جس میں لکھا ہے کہ شرک نہیں بخشا جائیگا پس یہ لحاظ ہوگا کہ اس آیت کے وہ معنی کئے جائیں کہ جو آیات محکمات بیّنات کے مخالف نہ ہوں۔

دوسری قسم کی آیات متشابہات ہیں جن کے معنی باریک ہوتے ہیں اور جو لوگ راسخ فی العلم ہیں ان لوگوں کو اُن کا علم دیا جاتا ہے اور جن لوگوں کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے وہ آیات محکمات کی کچھ پروا نہیں رکھتے اور متشابہات کی پیروی کرتے ہیں۔ اور محکمات کی علامت یہ ہے کہ محکمات آیات خدا تعالیٰ کے کلام میں بکثرت موجود ہیں اور خدا تعالیٰ کا کلام ان سے بھرا ہوا ہوتا ہے اور اُن کے معنی کھُلے کھُلے ہوتے ہیں اور اُن کے نہ ماننے سے فساد لازم آتا ہے۔ مثلاً اسی جگہ دیکھ لو کہ جو شخص محض خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور اس کے رسولوں پر ایمان نہیں لاتا اس کو خدا تعالیٰ کی صفات سے منکر ہونا پڑتا ہے۔ مثلاً ہمارے زمانہ میں برہمو جو ایک نیا فرقہ ہے جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ کو مانتے ہیں مگر نبیوں کو نہیں مانتے وہ خدا تعالیٰ کے کلام سے منکر ہیں اور ظاہر ہے کہ اگر خدا تعالیٰ سُنتا ہے تو بولتا بھی ہے۔ پس اگر اس کا بولنا ثابت نہیں تو سننا بھی ثابت نہیں اس طرح پر ایسے لوگ صفات باری سے انکار کرکے دہریوں کے رنگ میں ہو جاتے ہیں۔ اور صفات باری جیسے ازلی ہیں ویسے ابدی بھی ہیں اور اُن کو مشاہدہ کے طور پر دکھلانیوالے محض انبیاء علیہم السلام ہیں اور نفی صفات باری نفی وجود باری کو مستلزم ہے اس تحقیق سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کیلئے انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا کس قدر ضروری ہے کہ بغیر ان کے خدا پر ایمان لانا ناقص اور ناتمام رہ جاتا ہے اور نیز آیات محکمات کی ایک یہ بھی علامت ہے کہ ان کی شہادت نہ محض کثرت آیات سے بلکہ عملی طور پر بھی ملتی ہے یعنی خدا کے نبیوں کی متواتر شہادت ان کے بارہ میں پائی جاتی ہے جیسا کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے کلام قرآن شریف اور دوسری نبیوں کی کتابوں کو دیکھے گا اُسکو معلوم ہوگا کہ نبیوں کی کتابوں میں جس طرح خدا پر ایمان لانے کی تاکید ہے ایسا ہی اس کے رسولوں پر بھی ایمان لانے کی تاکید ہے۔ اور متشابہات کی یہ علامت ہے کہ ان کے ایسے معنے ماننے سے جو مخالف محکمات کے ہیں فساد لازم آتا ہے اور نیز دوسری آیات سے جو کثرت کے ساتھ ہیں مخالفت پڑتی ہیں خدا تعالیٰ کے کلام میں تناقض

ممکن نہیں اس لئے جو قلیل ہے بہرحال کثیر کے تابع کرنا پڑتا ہے اور مَیں لکھ چکا ہوں کہ اللہ کے لفظ پر غور کرنا اس وسوسہ کو مٹا دیتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کے کلام میں اُس کے اپنے بیان میں اللہ کے لفظ کی یہ تصریح ہے کہ اللہ وہ خدا ہے جس نے کتابیں بھیجی ہیں اور نبی بھیجے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا کہ وہ ان مدارج اور مراتب کو پالیں جو رسول کریم کی پیروی سے لوگوں کو ملیں گے کیونکہ جن منازل تک باعث پیروی نور رسالت پیروی کرنیوالے پہنچ سکتے ہیں محض اندھے نہیں پہنچ سکتے اور یہ خدا کا فضل ہے جس پر چاہے کرے۔ اور جبکہ خدا تعالیٰ نے اسم اللہ کو اپنے تمام صفات اور افعال کا موصوف ٹھیرایا ہے تو اللہ کے لفظ کے معنی کرنیکے وقت کیوں اس ضروری امر کو ملحوظ نہ رکھا جائے۔ ہمیں اس سے کچھ غرض نہیں کہ قرآن شریف سے پہلے عرب کے لوگ اللہ کے لفظ کو کن معنوں پر استعمال کرتے تھے مگر ہمیں اس بات کی پابندی کرنی چاہیے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اوّل سے آخر تک اللہ کے لفظ کو انہیں معنوں کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ وہ رسولوں اور نبیوں اور کتابوں کا بھیجنے والا اور زمین اور آسمان کا پیدا کرنیوالا اور فلاں فلاں صفت سے متصف اور وہ احد لاشریک ہے۔ ہاں جن لوگوں کو خدا تعالیٰ کا کلام نہیں پہنچا اور وہ بالکل بے خبر ہیں اُن سے اُن کے علم اور عقل اور فہم کے موافق مواخذہ ہوگا لیکن یہ ہرگز ممکن نہیں کہ وہ ان مدارج اور مراتب کو پالیں جو رسول کریم کی پیروی سے لوگوں کو ملیں گے کیونکہ جن منازل تک باعث پیروی نور رسالت پیروی کرنے والے پہنچ سکتے ہیں محض اندھے نہیں پہنچ سکتے اور یہ خدا کا فضل ہے جس پر چاہے کرے ✤

پھر اس ظلم کو تو دیکھو کہ باوجود اس کے کہ قرآن شریف کی صدہا آیتیں بلند آواز سے کہہ رہی ہیں کہ نری توحید موجب نجات نہیں ہو سکتی بلکہ اس کے ساتھ رسول کریم پر ایمان لانا شرط ہے پھر بھی میاں عبد الحکیم خاں ان آیات کی کچھ بھی پروا نہیں کرتے اور یہودیوں کی طرح ایک دو آیت جو مجمل طور پر واقع ہیں اُن کے اُلٹے معنی کرکے بار بار پیش کرتے ہیں۔ ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اگر ان آیات کے یہی معنے ہیں جو عبد الحکیم پیش کرتا ہے تب اسلام دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے

✤ اگر اس مجمل آیۃ کے یہ معنی کئے جائیں تو کیا وجہ کہ اس دوسری مجمل آیت یعنی ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا کی یہ معنے کئے جائیں کہ شرک بھی بخشا جائیگا ؟ منہ

اور جو کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام مثل نماز روزہ وغیرہ کے سکھلائے ہیں وہ سب کچھ بیہودہ اور لغو اور عبث ٹھیرتا ہے کیونکہ اگر یہی بات ہے کہ ہر ایک شخص اپنی خیالی توحید سے نجات پا سکتا ہے تو پھر نبی کی تکذیب کچھ بھی گناہ نہیں اور نہ مرتد ہوتا کسی کا کچھ بگاڑ سکتا ہے۔ پس یاد رہے کہ قرآن شریف میں کوئی بھی ایسی آیت نہیں کہ جو نبی کریم کی اطاعت سے لاپروا کرتی ہو اور اگر بالفرض وہ دو تین آیتیں ان صدہا آیتوں کے مخالف ہوتیں تب بھی چاہئے تھا کہ قلیل کو کثیر کے تابع کیا جاتا نہ کہ کثیر کو بالکل نظر انداز کر کے ارتداد کا جامہ پہن لیں اور اس جگہ آیات کلام اللہ میں کوئی تناقض بھی نہیں صرف اپنے فہم کا فرق اور اپنی طبیعت کی تاریکی ہے ہمیں چاہئے کہ اللہ کے لفظ کے وہ معنی کریں جو خدا تعالےٰ نے خود کئے ہیں نہ کہ اپنی طرف سے یہودیوں کی طرح اور معنی بناویں۔

ماسوا اس کے خدا تعالیٰ کے کلام اور اس کے رسولوں کی قدیم سے یہ سنت ہے کہ وہ ہر ایک سرکش اور سخت منکر کو اس پیرایہ سے بھی ہدایت کیا کرتے ہیں کہ تم صحیح اور خالص طور پر خدا پر ایمان لاؤ اُس سے محبت کرو اس کو واحد لاشریک سمجھو تب تمہاری نجات ہو جائے گی اور اس کلام سے مطلب یہ ہوتا ہے کہ اگر وہ پورے طور سے خدا پر ایمان لائیں گے تو خدا ان کو اسلام قبول کرنے کی توفیق دیدیگا۔ قرآن شریف کو یہ لوگ نہیں پڑھتے۔ اس میں صاف لکھا ہے کہ خدا پر سچا ایمان لانا اس کے رسول پر ایمان لانے کیلئے موجب ہو جاتا ہے اور ایسے شخص کا سینہ اسلام کو قبول کرنے کے لئے کھولا جاتا ہے۔ اس لئے میرا بھی یہی دستور ہے کہ جب کوئی آریہ یا برہمو یا عیسائی یا یہودی یا سکھ اور منکر اسلام کج بحثی کرتا ہے اور کسی طرح باز نہیں آتا تو آخر کہدیا کرتا ہوں کہ تمہاری اس بحث سے تمہیں کچھ فائدہ نہیں ہوگا تم خدا پر پورے اخلاص سے ایمان لاؤ۔ اس سے وہ تمہیں نجات دیگا۔ مگر اس کلمہ سے میرا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ بغیر متابعت نبی کریم کے نجات مل سکتی ہے بلکہ میرا یہ مطلب ہوتا ہے کہ جو شخص پورے صدق سے خدا پر ایمان لائیگا خدا اس کو توفیق بخش دیگا اور اپنے رسول پر ایمان لانے کیلئے اس کا سینہ کھول دیگا۔ ایسا ہی میں نے تجربہ سے دیکھا ہے

کہ ایک نیکی دوسری نیکی کی توفیق بخشتی ہے اور ایک نیک عمل دوسرے نیک عمل کی طاقت دیدیتا ہے تذکرۃ الاولیاء میں یہ ایک عجیب حکایت لکھی ہے کہ ایک بزرگ اہل اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ چند دن بارش رہی اور بہت مینہ برسا۔ مینہ تھم جانیکے بعد میں اپنے کوٹھے پر کسی کام کیلئے چڑھا اور میرا ہمسایہ ایک بڈھا آتش پرست تھا وہ اس وقت اپنے کوٹھے پر بہت سے دانے ڈال رہا تھا۔ میں نے سبب پوچھا تو اُس نے جواب دیا کہ چند روز سے بباعث بارش پرندے بھوکے ہیں مجھے ان پر رحم آیا اس لئے میں یہ دانے اُن کے لئے ڈال رہا ہوں تا مجھے ثواب ہو میں نے جواب دیا کہ اے بڈھے تیرا یہ خیال غلط ہے تو مشرک ہے اور مشرک کو کوئی ثواب نہیں ملتا کیونکہ تو آتش پرست ہے یہ کہہ کر میں نیچے اُتر آیا کچھ مدت کے بعد مجھے حج کرنے کا اتفاق ہوا اور میں مکہ معظمہ پہنچا اور جب میں طواف کر رہا تھا تو میرے پیچھے سے ایک طواف کرنے والے نے مجھے میرا نام لیکر آواز دی جب میں نے پیچھے کی طرف دیکھا تو وہی بڈھا تھا جو مشرف باسلام ہو کر طواف کر رہا تھا اُس نے مجھے کہا کہ کیا اُن دانوں کا جو میں نے پرندوں کو ڈالے تھے مجھے ثواب ملا یا نہ ملا؟ پس جبکہ پرندوں کو دانہ ڈالنا آخر کھینچکر اسلام کی طرف لے آتا ہے تو پھر جو شخص اُس سچے بادشاہ قادر حقیقی پر ایمان لاوے تو کیا وہ اسلام سے محروم رہیگا۔ ہرگز نہیں ؎

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد　　اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

یاد رہے کہ اول تو توحید بغیر پیروی نبی کریم کے کامل طور پر حاصل نہیں ہو سکتی جیسا کہ ابھی ہم بیان کر آئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی صفات جو اُس کی ذات سے الگ نہیں ہو سکتیں بغیر آئینہ وحی نبوت کے مشاہدہ میں آ نہیں سکتیں۔ اُن صفات کو مشاہدہ کے رنگ میں دکھلانے والا محض نبی ہوتا ہے۔ علاوہ اس کے اگر بفرض محال حصول اُن کا ناقص طور پر ہو جائے تو وہ شرک کی آلائش سے خالی نہیں جبتک کہ خدا اسی مغشوش متاع کو قبول کر کے اسلام میں داخل نہ کرے کیونکہ جو کچھ انسان کو خدا تعالیٰ سے اس کے رسول کی معرفت ملتا ہے وہ ایک آسمانی پانی ہے اس میں

اپنے فخر اور عجب کو کچھ دخل نہیں لیکن انسان اپنی کوشش سے جو کچھ حاصل کرتا ہے اس میں ضرور کوئی شرک کی آلائش پیدا ہو جاتی ہے۔ پس یہی حکمت تھی کہ توحید کو سکھلانے کے لئے رسول بھیجے گئے اور انسانوں کی محض عقل پر نہیں چھوڑا گیا تا توحید خالص رہے اور انسانی عجب کا شرک اسمیں مخلوط نہ ہو جائے اور اسی وجہ سے فلاسفر غالباً کو توحید خالص نصیب نہیں ہوئی کیونکہ وہ رعونت اور اور تکبر اور عجب میں گرفتار رہے اور توحید خالص نیستی کو چاہتی ہے اور وہ نیستی جب تک انسان سچے دل سے یہ نہ سمجھے کہ میری کوشش کا کچھ دخل نہیں یہ محض انعام الٰہی ہے حاصل نہیں ہو سکتی۔ مثلاً ایک شخص تمام رات جاگ کر اور اپنے نفس کو مصیبت میں ڈال کر اپنے کھیت کی آبپاشی کر رہا ہے اور دوسرا شخص تمام رات سوتا رہا اور ایک بادل آیا اور اس کے کھیت کو پانی سے بھر دیا۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ کیا وہ دونوں خدا کا شکر کرنے میں برابر ہوں گے؟ ہرگز نہیں بلکہ وہ زیادہ شکر کرے گا جس کے کھیت کو بغیر اس کی محنت کے پانی دیا گیا۔ اسی لئے خدا تعالیٰ کے کلام میں بار بار آیا ہے کہ اس خدا کا شکر کرو جس نے رسول بھیجے اور تمہیں توحید سکھائی۔

سوال (۹)

جن لوگوں نے نیک نیتی کے ساتھ آنحضرتؐ کے خلاف کیا کرتے ہیں یعنی آنجناب کی رسالت سے منکر ہیں اور توحید الٰہی کے قائل ہیں نیک عمل بجالاتے ہیں اور بد عملوں سے پرہیز کرتے ہیں اُن کی نسبت کیا عقیدہ رکھا جائے۔

الجواب۔ انسان کی نیک نیتی تسلی پانے پر ثابت ہوتی ہے پس جبکہ بجز اسلام کے کسی مذہب میں تسلی نہیں مل سکتی تو نیک نیتی کا ثبوت کیا ہوا۔ مثلاً عیسائی مذہب کا یہ حال ہے کہ وہ کھلے کھلے طور پر ایک انسان کو خدا بناتے ہیں اور انسان بھی وہ کہ جو تختہ مشق مصائب ہے* اور آریہ سماج والے اپنے پرمیشر کے وجود پر کوئی دلیل نہیں لائے کیونکہ اُن کے نزدیک وہ خالق نہیں تا مخلوق پر نظر کر کے خالق کی شناخت ہو اور ان کے مذہب کی رو سے خدا تعالیٰ معجزات نہیں دکھلاتا اور نہ وید کے زمانہ میں دکھلائے تا معجزوں کے ذریعہ سے پرمیشر کا ثبوت ملے

* پھوڑا جب تک سولی پر نہ چڑھا دیا۔ آریوں کا تو گویا خدا ہی نہیں انادی جو ہوئے کیا یہ ہدایت انسان کو کچھ تسلی دے سکتی ہے مگر اسلام وہ خدا پیش کرتا ہے جس پر انسانی فطرت اور تمام انبیاء کا اتفاق ہے جو اسلام کے کامل پرستاروں پر اپنی طاقتیں ظاہر کرتا ہے۔ منہ

اور ان کے پاس اس بات پر کوئی دلیل نہیں کہ وہ صفات جو پرمیشر کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں فی الحقیقت اُس میں موجود ہیں جیسے علم غیب اور سُننا اور بولنا اور قدرت رکھنا اور دیا لو ہونا۔ پس ان کا پرمیشر صرف فرضی پرمیشر ہے یہی عیسائیوں کا حال ہے ان کے خدا کے الہام پر بھی مہر لگ گئی ہے۔ پس ایسے پرمیشر یا خدا پر ایمان لانے سے تسلی کیونکر ہو اور جو شخص اپنے خدا پر کامل یقین نہیں رکھتا وہ کیونکر کامل طور پر خدا کی محبت کر سکے اور کیونکر شرک سے خالی ہو سکے۔ خدا نے اپنے رسول نبی کریم کی اتمام حجت میں کسر نہیں رکھی وہ ایک آفتاب کی طرح آیا اور ہر ایک پہلو سے اپنی روشنی ظاہر کی۔ پس جو شخص اس آفتاب حقیقی سے منہ پھیرتا ہے اس کی خیر نہیں ہم اس کو نیک نیت نہیں کہہ سکتے۔ کیا جو شخص مجذوم ہے اور جذام نے اس کے اعضاء کھا لئے ہیں وہ کہہ سکتا ہے کہ مَیں مجذوم نہیں یا مجھے علاج کی حاجت نہیں اور اگر کہے تو کیا ہم اسکو نیک نیت کہہ سکتے ہیں ماسوا اس کے اگر فرض کے طور پر کوئی ایسا شخص دنیا میں ہو کہ وہ باوجود پوری نیک نیتی اور ایسی پوری کوشش کے کہ جیسا کہ وہ دنیا کے حصول کے لئے کرتا ہے اسلام کی سچائی تک پہنچ نہیں سکا تو اس کا حساب خدا کے پاس ہے مگر ہم نے اپنی تمام عمر میں ایسا کوئی آدمی دیکھا نہیں* اس لئے ہم اس بات کو قطعاً محال جانتے ہیں کہ کوئی شخص عقل اور انصاف کی رو سے کسی دوسرے مذہب کو اسلام پر ترجیح دے سکے۔ نادان اور جاہل لوگ نفس امارہ کی تعلیم سے ایک بات سیکھ لیتے ہیں کہ صرف توحید کافی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ضرورت نہیں۔ مگر یاد رہے کہ توحید کی ماں نبی ہی ہوتا ہے جس سے توحید پیدا ہوتی ہے اور خدا کے وجود کا اسی سے پتہ لگتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ سے زیادہ اتمام حجت کو کون جانتا ہے۔ اُس نے اپنے نبی کریم کی سچائی ثابت کرنے کیلئے زمین آسمان نشانوں سے بھر دیا ہے اور اب اس زمانہ میں بھی خدا نے اس ناچیز خادم کو بھیجکر ہزارہا نشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کے لئے ظاہر فرمائے ہیں جو بارش کی طرح برس رہے ہیں تو پھر اتمام حجت میں کونسی کسر باقی ہے جس شخص کو مخالفت کرنے کی عقل ہے وہ کیوں موافقت کی راہ کو سوچ نہیں سکتا اور جو رات کو دیکھتا ہے کیوں اُس کو روز روشن میں نظر نہیں آتا۔

* اسلام ایک ایسا فطرت کے موافق مذہب ہے کہ اس کی سچائی ایک جاہل اور ناخواندہ ہندو کی بھی دو منٹ میں سمجھ آسکتی ہے۔ کیونکہ جو کچھ اس کے مقابل پر دوسری قوموں نے قبول کیا ہوا ہے وہ تمام عقائد قابل شرم اور ایک غمگین کے ہنسانے کا ذریعہ ہیں۔ منہ

حالانکہ تکذیب کی راہوں کی نسبت تصدیق کی راہ بہت سہل ہے ہاں جو شخص مسلوب العقل کی طرح ہے اور انسانی قوتوں سے کم حصہ رکھتا ہے اس کا حساب خدا کے سپرد کرنا چاہیئے۔ اس کے بارہ میں ہم کلام نہیں کر سکتے وہ ان انسانوں کی طرح ہے جو خورد سالی اور بچپن میں مر جاتے ہیں مگر ایک شریر مکذب یہ عذر نہیں کر سکتا کہ میں نیک نیتی سے تکذیب کرتا ہوں دیکھنا چاہیئے کہ اس کے حواس اس لائق ہیں یا نہیں کہ مسئلہ توحید اور رسالت کو سمجھ سکے۔ اگر معلوم ہوتا ہے کہ سمجھ سکتا ہے مگر شرارت سے تکذیب کرتا ہے تو وہ کیونکر معذور رہ سکتا ہے۔ اگر کوئی آفتاب کی روشنی کو دیکھ کر یہ کہے کہ دن نہیں بلکہ رات ہے تو کیا ہم اس کو معذور سمجھ سکتے ہیں اسی طرح جو لوگ دانستہ کج بحثی کرتے ہیں اور اسلام کے دلائل کو توڑ نہیں سکتے کیا ہم خیال کر سکتے ہیں کہ وہ معذور ہیں۔ اور اسلام تو ایک زندہ مذہب ہے جو شخص زندہ اور مردہ میں فرق کر سکتا ہے وہ کیوں اسلام کو ترک کرتا اور مردہ مذہب کو قبول کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس زمانہ میں بھی اسلام کی تائید میں بڑے بڑے نشان ظاہر کرتا ہے اور جیسا کہ اس بارہ میں مَیں خود صاحب تجربہ ہوں اور مَیں دیکھتا ہوں کہ اگر میرے مقابل پر تمام دنیا کی قومیں جمع ہو جائیں اور اس بات کا بالمقابل امتحان ہو کہ کس کو خدا غیب کی خبریں دیتا ہے اور کس کی دعائیں قبول کرتا ہے اور کس کی مدد کرتا ہے اور کس کے لئے بڑے بڑے نشان دکھاتا ہے تو مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں ہی غالب رہوں گا۔ کیا کوئی ہے؟!! کہ اس امتحان میں میرے مقابل پر آوے۔ ہزار ہا نشان خدا نے محض اس لئے مجھے دیئے ہیں کہ تا دشمن معلوم کرے کہ دین اسلام سچا ہے۔ مَیں اپنی کوئی عزت نہیں چاہتا بلکہ اُس کی عزت چاہتا ہوں جس کے لئے مَیں بھیجا گیا ہوں بعض نادان کہتے ہیں کہ فلاں فلاں پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور اپنی جہالت سے ایک دو پیش گوئیوں کا ذکر کرتے ہیں کہ وہ پوری نہیں ہوئیں جیسا کہ شریر آدمی پہلے نبیوں کے وقت میں ایسا ہی کرتے آئے ہیں مگر وہ آفتاب پر تھوکنا چاہتے ہیں۔ اور اپنے جھوٹ

* جو شخص بیدلیل ایک انسان کو خدا بنانا چاہتا یا بیدلیل خدا کو خالق ہونے سے جواب دیتا ہے کیا وہ اسلام کی سچائی کے صاف صاف دلائل سمجھ نہیں سکتا۔ منہ

اور افترا سے اپنی بات کو رنگ دیکر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں اُن کو خدا تعالیٰ کی سنت کی خبر نہیں ان کو خدا تعالیٰ کی کتابوں کا علم نہیں یا کسی کو علم ہے اور محض شرارت سے ایسا کہتا ہے۔ اُن کے نزدیک تو گویا یونس نبی بھی جھوٹا تھا جس کی قطعی پیشگوئی جس کے ساتھ کوئی شرط نہ تھی پوری نہ ہوئی۔ مگر میری وہ پیشگوئیاں جن کو وہ بار بار پیش کرتے ہیں یعنی آتھم اور احمد بیگ کے داماد کی نسبت وہ اپنے شرائط کے لحاظ سے پوری ہوگئی ہیں کیونکہ ان کے ساتھ شرطیں تھیں ان شرطوں کے لحاظ سے تاخیر ہوئی۔ ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ وعید کی پیشگوئیوں میں ضروری نہیں ہوتا کہ وہ پوری ہو جائیں اس پر تمام انبیاء کا اتفاق ہے اور میں اس بارہ میں زیادہ لکھنا نہیں چاہتا کیونکہ اس کی تفصیل میں میری کتابیں بھری پڑی ہیں۔ آتھم تو بموجب پیشگوئی کے فوت ہوگیا اور احمد بیگ بھی بموجب پیشگوئی کے فوت ہوگیا۔ اب اس کے داماد کی نسبت روتے ہیں اور وعید کی پیشگوئیوں کی نسبت جو سنت اللہ ہے اسکو بھول جاتے ہیں۔ اگر شرم اور حیا اور انصاف ہے تو دو فردیں بنا کر ایک فرد میں وہ پیشگوئیاں لکھیں جو انکی دانست میں پوری نہیں ہوئیں اور دوسری فرد میں وہ پیشگوئیاں ہم تحریر کرینگے جنکے کوئی انکار نہیں کر سکتا تب انکو معلوم ہوگا کہ وہ ایک دریا کے مقابل پر جو نہایت مصفا ہے ایک قطرہ پیش کرتے ہیں جو انکے نزدیک مصفا نہیں۔ غرض یہ امر سوچنے کے لائق ہے کہ صرف دو پیش گوئیوں پر ان کا اتنا ماتم اور سیاپا ہے مگر اس جگہ ہزارہا پیشگوئیاں پوری ہوگئی ہیں اور کئی لاکھ انسان ان کے گواہ ہیں۔ اگر ان کو خدا کا خوف ہے تو کیوں ان سے فائدہ نہیں اُٹھاتے اس طرح تو یہودی بھی اب تک لکھتے ہیں کہ اکثر پیشگوئیاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پوری نہیں ہوئیں جیسا کہ بارہ حواریوں کے بارہ تختوں کی پیشگوئی اور اسی زمانہ میں ان کے دوبارہ آنے کی پیشگوئی وغیرہ ✣

خلاصہ کلام یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حجت تمام دنیا پر پوری ہو چکی ہے اور آپ کے انوار سورج سے زیادہ چمک رہے ہیں پھر انکار کے ساتھ نیک نیتی کیونکر جمع ہو سکتی ہے اور جس شخص سے یہ بدعملی ظہور میں آئے کہ ایک کھلی کھلی سچائی کو رد کیا اسکی نسبت ہم کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ

✣ حضرت موسیٰ کی توریت میں یہ پیشگوئی تھی کہ وہ بنی اسرائیل کو ملک شام میں جہاں دودھ اور شہد کی نہریں بہتی ہیں پہنچائینگے مگر یہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی حضرت موسیٰ بھی راہ میں فوت ہوئے اور بنی اسرائیل راہ میں ہی مر گئے صرف اولاد انکی وہاں گئی۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ کی پیشگوئی کہ بارہ تخت اُن کے حواریوں کو ملیں گے وہ پیشگوئی بھی غلط نکلی اب موسیٰ اور عیسیٰ دونوں کی نبوت سے دستبردار ہو جاؤ۔ سید عبد القادر جیلانی فرماتے ہیں قد یُوعَدُ وَلَا یُوفیٰ یعنی کبھی وعدہ دیا جاتا ہے اور اس کا ایفا نہیں ہوتا پھر وعید کی شرطی پیشگوئیوں پر اسقدر شور مچانا کس قدر بے علمی پر دلالت کرتا ہے۔ منہ

وہ نیک اعمال بجالاتا ہے۔ تیرہ سو برس سے یہ منادی ہو رہی ہے اور ہزار ہا اہل کرامات وخوارق اپنے اپنے زمانہ میں حجت پوری کرگئے ہیں پس کیا اب تک حجت پوری نہیں ہوئی آخر منکر کسی حد تک معذور ہونیکے لائق ہوتا ہے نہ کہ ہزار ہا معجزات اور خوارق اور خدا کے نشان دیکھ کر اور تعلیم کو عمدہ پا کر اور خالص توحید اسلام میں[٭] دیکھ کر پھر کہتا جائے کہ ”ابھی میری تسلی نہیں ہوئی۔“

بالآخر ہم اس خاتمہ میں چند امور ضروریہ بیان کرکے اس رسالہ کو ختم کرتے ہیں۔ از انجملہ ایک یہ کہ ڈاکٹر عبد الحکیم خاں اپنے رسالہ المسیح الدجال وغیرہ میں میرے پر یہ الزام لگاتا ہے کہ گویا مَیں نے اپنی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ جو شخص میرے پر ایمان نہیں لائیگا گو وہ میرے نام سے بھی بے خبر ہوگا اور گو وہ ایسے ملک میں ہوگا جہاں تک میری دعوت نہیں پہنچی تب بھی وہ کافر ہو جائیگا اور دوزخ میں پڑیگا۔ یہ ڈاکٹر مذکور کا سراسر افترا ہے مَیں نے کسی کتاب یا کسی اشتہار میں ایسا نہیں لکھا اس پر فرض ہے کہ وہ ایسی کوئی میری کتاب پیش کرے جس میں یہ لکھا ہے۔ یاد رہے کہ اُس نے محض چالاکی سے جیسا کہ اُس کی عادت ہے یہ افترا میرے پر کیا ہے یہ تو ایسا امر ہے کہ بداہت کوئی عقل اس کو قبول نہیں کر سکتی۔ جو شخص بکلی نام سے بھی بے خبر ہے اُس پر مواخذہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ ہاں مَیں یہ کہتا ہوں کہ چونکہ میں مسیح موعود ہوں اور خدا نے عام طور پر میرے لئے آسمان سے نشان ظاہر کئے ہیں پس جس شخص پر میرے مسیح موعود ہونے کے بارہ میں خدا کے نزدیک اتمام حجت ہو چکا ہے اور میرے دعوے پر وہ اطلاع پا چکا ہے وہ قابل مواخذہ ہوگا کیونکہ خدا کے فرستادوں سے دانستہ منہ پھیرنا ایسا امر نہیں ہے کہ اس پر کوئی گرفت نہ ہو اس گناہ کا دادخواہ مَیں نہیں ہوں بلکہ ایک ہی ہے جسکی تائید کیلئے مَیں بھیجا گیا یعنی حضرت **محمد مصطفٰے** صلے اللہ علیہ وسلم جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ میرا نہیں بلکہ اس کا نافرمان ہے جس نے میرے آنے کی پیشگوئی کی۔

ایسا ہی عقیدہ میرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانیکے بارہ میں بھی یہی ہے کہ جس شخص کو

٭ افسوس عبد الحکیم خاں ایک اور کھلی کھلی ضلالت میں پھنسا ہوا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اسلام کے مفہوم میں یہ امر داخل نہیں ہے کہ کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاوے حالانکہ تمام مسلمانوں کے اتفاق سے اسلام تمام نہیں ہوتا جبتک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لایا جائے اسی وجہ سے قرآن شریف فرماتا ہے کہ ہر ایک اُمت سے بذریعہ اُن کے نبی کے یہ عہد لیا گیا تھا کہ جب حضرت خاتم الانبیاء پیدا ہوں تو اُنپر ایمان لانا اور اُنکی مدد کرنا۔ اور پھر اس پر ایک اور دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعوت اسلام کے خط اُسوقت کے عیسائی بادشاہوں کی طرف لکھے تھے یعنی قیصر اور (باقی بر صفحہ ۱۷۹)

٭٭ اہل یورپ کو کیونکر ہم بیخبر کہہ سکتے ہیں جنہوں نے قرآن شریف کے ترجمے کرکے شائع کئے اور آپ تفسیریں لکھیں اور حدیث کی بڑی بڑی کتابوں کے ترجمے کئے اور لغت عرب کی بڑی بڑی کتابیں تالیف کیں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ جسقدر اسلام کے کتب خانے یورپ میں موجود ہیں اسقدر مسلمانوں کے گھروں میں وہ کتابیں موجود نہیں۔ منہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پہنچ چکی ہے اور وہ آپ کی بعثت سے مطلع ہو چکا ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے بارہ میں اس پر اتمام حجت ہو چکا ہے وہ اگر کفر پر مر گیا تو ہمیشہ کی جہنم کا سزاوار ہو گا۔

اور اتمام حجت کا علم محض خدا تعالیٰ کو ہے ہاں عقل اس بات کو چاہتی ہے کہ چونکہ لوگ مختلف استعداد اور مختلف فہم پر مجبول ہیں اس لئے اتمام حجت بھی صرف ایک ہی طرز سے نہیں ہو گا۔ پس جو لوگ بوجہ علمی استعداد کے خدا کی براہین اور نشانوں اور دین کی خوبیوں کو بہت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں اور شناخت کر سکتے ہیں وہ اگر خدا کے رسول سے انکار کریں تو وہ کفر کے اول درجہ پر ہوں گے اور جو لوگ اس قدر فہم اور علم نہیں رکھتے مگر خدا کے نزدیک ان پر بھی ان کے فہم کے مطابق حجت پوری ہو چکی ہے اُن سے بھی رسول کے انکار کا مواخذہ ہو گا۔ مگر بہ نسبت پہلے منکرین کے کم۔ بہرحال کسی کے کفر اور اس پر اتمام حجت کے بارے میں فرد فرد کا حال دریافت کرنا ہمارا کام نہیں ہے یہ اس کا کام ہے جو عالم الغیب ہے ہم اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ خدا کے نزدیک جس پر اتمام حجت ہو چکا ہے اور خدا کے نزدیک جو منکر ٹھیر چکا ہے وہ مواخذہ کے لائق ہو گا۔ ہاں چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے اس لئے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے۔ اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ مواخذہ سے بری ہے اور کافر منکر کو ہی کہتے ہیں کیونکہ کافر کا لفظ مومن کے مقابل پر ہے۔ اور کفر دو قسم پر ہے۔

(اوّل) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ (دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں کیونکہ جو شخص باوجود شناخت کر لینے کے خدا اور رسول کے حکم

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۸) مقوقس اور حبش کے بادشاہ کی طرف اُس میں اسلم تسلم کا لفظ تھا یعنی اسلام لا اس سے تو سلامت رہیگا حالانکہ بعض ان عیسائی بادشاہوں میں سے موحّد تھے تثلیث کے قائل نہ تھے اور یہ ثابت شدہ امر ہے اور یہودی بھی تثلیث کے قائل نہ تھے پھر ان کو اسلام کی دعوت کیا معنے رکھتی تھی وہ تو پہلے ہی اسلام میں داخل تھے منہ

کو نہیں مانتا وہ بموجب نصوص صریحہ قرآن اور حدیث کے خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا اور اس میں شک نہیں کہ جس پر خدا تعالیٰ کے نزدیک اول قسم کفر یا دوسری قسم کفر کی نسبت اتمام حجت ہو چکا ہے وہ قیامت کے دن مواخذہ کے لائق ہوگا۔ اور جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا اور وہ مکذّب اور منکر ہے تو گو شریعت نے (جس کی بنا ظاہر پر ہے) اس کا نام بھی کافر ہی رکھا ہے اور ہم بھی اس کو باتباع شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں مگر پھر بھی وہ خدا کے نزدیک بموجب آیت لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا قابل مواخذہ نہیں ہوگا۔ ہاں ہم اس بات کے مجاز نہیں ہیں کہ ہم اس کی نسبت نجات کا حکم دیں اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ ہمیں اس میں دخل نہیں اور جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں یہ علم محض خدا تعالیٰ کو ہے کہ اُس کے نزدیک باوجود دلایل عقلیہ اور نقلیہ اور عمدہ تعلیم اور آسمانی نشانوں کے کس پر ابھی تک اتمام حجت نہیں ہوا۔ ہمیں دعویٰ سے کہنا نہیں چاہیئے کہ فلاں شخص پر اتمام حجت نہیں ہوا۔ ہمیں کسی کے باطن کا علم نہیں ہے۔ اور چونکہ ہر ایک پہلو کے دلائل پیش کرنے اور نشانوں کے دکھلانے سے خدا تعالیٰ کے ہر ایک رسول کا یہی ارادہ رہا ہے کہ وہ اپنی حجت لوگوں پر پوری کرے۔ اور اس بارے میں خدا بھی اُس کا موید رہا ہے اس لئے جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مجھ پر حجت پوری نہیں ہوئی وہ اپنے انکار کا ذمہ دار آپ ہے اور اس بات کا بار ثبوت اسی کی گردن پر ہے اور وہی اس بات کا جواب دہ ہوگا کہ باوجود دلائل عقلیہ اور نقلیہ اور عمدہ تعلیم اور آسمانی نشانوں اور ہر ایک قسم کی رہنمائی کے کیوں اس پر حجت پوری نہیں ہوئی یہ بحث محض فضول اور فرضی بکواس ہے کہ جس پر حجت پوری نہیں ہوئی وہ باوجود اس کے کہ اُس نے اسلام پر اطلاع پائی انکار کی حالت میں نجات پا جائے گا بلکہ ایسے تذکرہ میں خدا تعالیٰ کی ہتک ہے۔ کیونکہ جس قادر توانا نے اپنے رسول کو بھیجا اس کی اسمیں کسر شان ہی اور نیز تخلّف وعدہ لازم آتا ہے کہ باوجود اس کے کہ اس نے یہ وعدہ بھی کیا کہ میں اپنی حجت پوری کرونگا

✤ اس مقام میں یہ بھی تو دیکھنا چاہیئے کہ جس دین کو ایسا شخص اختیار کر رہا ہے وہ دین بمقابلہ اسلام کس قسم کی توحید اور عظمت حضرت باری پیش کرتا ہے عجیب بات ہے کہ ایسے لوگ جن کے دین میں نہ خدا کی عظمت ہے نہ خدا کی توحید نہ خدا کی شناخت کی کوئی راہ۔ وہ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ہم پر دین اسلام کی حجت پوری نہیں ہوئی۔ ایک عیسائی جو صرف ایک عاجز انسان کو خدا مانتا ہے یا ایک آریہ جس کے نزدیک خدا خالق ہی نہ تازہ نشانوں سے اپنا ثبوت دے سکتا ہے وہ کس منہ سے کہہ سکتا ہو کہ بہ نسبت اسلام میرا دین اچھا ہے کیا وہ اپنے مذہب کی خوبی دکھلانے کیلئے نیوگ کو پیش کریگا جس میں باوجود زندہ ہونے ایک عورت کے خاوند کے دوسرا شخص اُس سے ہم بستر ہو سکتا ہے۔ منہ

پھر بھی وہ مکذبین پر اپنی حجت پوری نہیں کر سکا اور انہوں نے اس کے رسول کی تکذیب بھی کی اور پھر نجات بھی پا گئے اور ہم جب خدا تعالیٰ کے نشانوں کو دیکھتے ہیں جو اُس نے دین اسلام کیلئے ظاہر کئے اور پھر ہم دلائل عقلیہ اور نقلیہ کو دیکھتے ہیں اور ہزارہا خوبیاں اسلام میں پاتے ہیں جو غیر قوموں کے مذاہب میں نہیں اور خدا تعالیٰ کی طرف ترقی کرنے کا دروازہ محض اسلام میں ہی کھلا دیکھتے ہیں اور دوسرے مذاہب کو ایسی حالت میں پاتے ہیں کہ وہ یا تو مخلوق پرستی میں گرفتار ہیں اور یا خدا تعالیٰ کو خالق الکل اور مبدء الکل اور سرچشمہ کل فیوض کا نہیں مانتے تو ہمیں ایسے لوگوں پر افسوس آتا ہے جو ان بیہودہ باتوں کو دنیا میں پھیلاتے ہیں کہ جو شخص اسلام پر اطلاع تو رکھتا ہو مگر اس پر اتمام حجت نہ ہو وہ نجات پائیگا یہ ظاہر ہے کہ صحیح واقعات کو نہ ماننا گو عمداً نہ ہو تب بھی وہ نقصان رسان ہوتا ہے۔ مثلاً طبیبوں نے یہ اشتہار دیا ہے کہ آتشک زدہ عورت کے نزدیک مت جاؤ اور ایک شخص نے ایسی عورت سے صحبت کی اب اس کا یہ کہنا بیفائدہ ہوگا کہ مَیں طبیبوں کے اس اشتہار سے بے خبر تھا مجھے کیوں آتشک ہوگئی باوا نانک صاحب نے سچ کہا ہے ؎ مندے کمّیں نانکا جدکد مندا ہو

اے نادانی! جبکہ خدا نے اپنی سُنّت کے موافق اپنے دین قویم کی حجت پُوری کر دی تو اب اس میں شبہات کو دخل دینا اور باوجود خدا کے اتمام حجت کے بیہودہ باتوں کو پیش کرنا کیا ضرورت ہے اگر درحقیقت خدا تعالیٰ کے علم میں کوئی ایسا ہوگا کہ اس پر اتمام حجت نہیں ہُوا تو اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے ہمیں اس بحث کی ضرورت نہیں ہاں جو اسلام سے محض بے خبر ہے اگر بے خبری میں مر جائے جیسے نابالغ بچے اور مجانین یا کسی ایسے ملک کے رہنے والے جہاں اسلام نہیں پہنچا وہ معذور ہیں۔

ازانجملہ یہ امر قابل تذکرہ ہے کہ عبدالحکیم خاں نے اپنے دوسرے ہم جنسوں کی پیروی کرکے میرے پر یہ الزام لگائے ہیں کہ مَیں جھوٹ بولتا رہا ہوں اور مَیں دجال ہوں اور حرام خور ہوں اور خائن ہوں اور اپنے رسالہ المسیح الدجال میں طرح طرح کی میری عیب شماری کی ہے چنانچہ

✤ یعنی اے نانک بُرے کاموں سے آخر بُرائی پیش آتی ہے۔

میرا نام شکم پرست نفس پرست متکبر دجال شیطان جاہل مجنون کذاب سست حرامخور عہد شکن خائن رکھا ہے اور دوسرے کئی عیب لگائے ہیں جو اس کی کتاب المسیح الدجال میں لکھے ہوئے ہیں اور یہی تمام عیب ہیں جو اب تک یہودی حضرت عیسٰی پر لگاتے ہیں۔ پس یہ خوشی کی بات ہے کہ اس اُمت کے یہودیوں نے بھی وہی عیب میرے پر لگائے مگر میں نہیں چاہتا کہ ان تمام الزاموں اور گالیوں کا جواب دوں بلکہ میں ان تمام باتوں کو خدا تعالیٰ کے حوالہ کرتا ہوں۔ اگر میں ایسا ہی ہوں جیسا کہ عبد الحکیم اور اس کے ہم جنسوں نے مجھے سمجھا ہے تو پھر خدا تعالیٰ سے بڑھکر میرا دشمن اور کون ہوگا۔ اور اگر میں خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا نہیں ہوں تو پھر میں یہی بہتر طریق سمجھتا ہوں کہ ان باتوں کا جواب خدا تعالیٰ پر چھوڑ دوں۔ ہمیشہ اسی طرح سنت اللہ ہے کہ جب کوئی فیصلہ زمین پر ہو نہیں سکتا تو اس مقدمہ کو جو اس کے کسی رسول کی نسبت ہوتا ہے خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے اور آپ فیصلہ کرتا ہے اور اگر مخالفوں میں سے کوئی غور کرے تو ان الزاموں سے بھی میری ایک کرامت ہی ثابت ہوتی ہے کیونکہ جبکہ میں ایک ایسا ظالم اور شریر آدمی ہوں کہ ایک طرف تو عرصہ پچیس سال سے خدا تعالیٰ پر جھوٹ بول رہا ہوں اور رات کو اپنی طرف سے دو چار باتیں بناتا ہوں اور صبح کہتا ہوں کہ خدا کا یہ الہام ہے اور پھر دوسری طرف خدا تعالیٰ کی مخلوق پر یہ ظلم کرتا ہوں کہ ہزارہا روپیہ ان کا بددیانتی سے کھالیا ہے عہد شکنی کرتا ہوں جھوٹ بولتا ہوں اور نفس پرستی کیلئے ان کا نقصان کر رہا ہوں اور تمام دنیا کے عیب اپنے اندر رکھتا ہوں پھر بجائے غضب کے خدا کی رحمت مجھ پر نازل ہوتی ہے۔ ہر ایک منصوبہ جو میرے لئے کیا جاتا ہے خدا دشمنوں کو اسمیں نامراد رکھتا ہے اور ان ہزارہا گناہوں اور افتراؤں اور ظلم اور حرامخوریوں کی وجہ سے نہ میرے پر کوئی بجلی گرتی ہے اور نہ میں زمین میں دھنسایا جاتا ہوں بلکہ تمام دشمنوں کے مقابل پر مجھے مدد ملتی ہے چنانچہ باوجود کئی انکے حملوں کے میں بچایا گیا٭ اور باوجود ہزاروں لوگوں کے کئی لاکھ تک میری جماعت خدا نے کردی پس اگر یہ کرامت نہیں تو اور کیا ہے اگر اسکی نظیر مخالفوں کے پاس موجود ہے تو وہ پیش کریں ورنہ بجز اس کے کیا کہیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کیا ان کے پاس

٭ کپتان ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں میرے پر خون کا مقدمہ دائر کیا گیا میں اُس سے بچایا گیا بلکہ بریت کی خبر پہلے سے مجھے دیدی گئی اور قانون ڈاک کے خلاف ورزی کا مقدمہ میرے پر چلایا گیا جس کی سزا چھ ماہ قید تھی اُس سے بھی میں بچایا گیا اور بریت کی خبر پہلے سے مجھے دیدی گئی۔ اسی طرح مسٹر ڈوئی ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں ایک فوجداری مقدمہ میرے پر چلایا گیا آخر اس میں بھی خدا نے مجھے رہائی بخشی اور دشمن اپنے مقصد میں نامراد رہے اور اس رہائی کی پہلے مجھے خبر دیگئی پھر ایک مقدمہ فوجداری جہلم کے ایک مجسٹریٹ سنسار چند نام کی عدالت میں کرم دین نام ایک شخص نے مجھ پر دائر کیا اس سے بھی میں بری کیا گیا اور بریت کی خبر پہلے سے خدا نے مجھے دیدی پھر ایک مقدمہ گورداسپور میں اُسی کرم دین نے فوجداری میں میرے نام دائر کیا اُس میں بھی میں بری کیا گیا اور بریت کی خبر پہلے سے خدا نے مجھے دی اسی طرح میرے دشمنوں نے آٹھ حملے میرے پر کئے اور آٹھوں میں ہی نامراد رہے، اور خدا کی وہ پیش گوئی پوری ہوئی جو آج سے پچیس۲۵ سال پہلے براہین احمدیہ میں درج ہے یعنی کہ ینصرک اللہ فی مواطن کیا یہ کرامت نہیں؟ منہ

پچیس ۲۵ سال کے مفتری کی کوئی نظیر ہے جسکو باوجود اس مدت کے افترا کے صدہا نشان تائید اور نصرت الٰہی کے دیئے گئے ہوں اور وہ دشمنوں کے ہر ایک حملہ سے بچایا گیا ہو۔ فأتوا بہا ان کنتم صادقین۔

خلاصہ کلام یہ کہ اب ہمارا اور مخالفوں کا جھگڑا انتہا تک پہنچ گیا ہے اور اب یہ مقدمہ وہ خود فیصلہ کریگا جس نے مجھے بھیجا ہے۔ اگر میں صادق ہوں تو ضرور ہے کہ آسمان میرے لئے ایک زبردست گواہی دے جس سے بدن کانپ جائیں اور اگر میں پچیس سالہ مجرم ہوں جس نے اس مدت دراز تک خدا پر افترا کیا تو میں کیونکر بچ سکتا ہوں۔ اس صورت میں اگر تم سب میرے دوست بھی بن جاؤ تب بھی میں ہلاک شدہ ہوں کیونکہ خدا کا ہاتھ میرے مخالف ہے۔ اے لوگو! تمہیں یاد رہے کہ میں کاذب نہیں بلکہ مظلوم ہوں اور مفتری نہیں بلکہ صادق ہوں میرے مظلوم ہونے پر ایک زمانہ گذر گیا ہے۔ یہ وہی بات ہے کہ آج سے ۲۵ برس پہلے خدا نے فرمائی جو براہین احمدیہ میں شائع ہوئی یعنی خدا کا یہ الہام کہ **دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا**۔ یہ اُس وقت کا الہام ہے جبکہ میری طرف سے نہ کوئی دعوت تھی اور نہ کوئی منکر تھا صرف پیشگوئی کے رنگ میں یہ الفاظ تھے جو مخالف مولویوں نے پورے کئے سو انہوں نے جو چاہا کیا اب اس پیشگوئی کے دوسرے فقرے کے ظہور کا وقت ہے یعنی یہ فقرہ کہ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردے گا۔

افسوس کہ جو خدا تعالیٰ کے نشان کھلے طور پر ظاہر ہوئے اُن سے انہوں نے کچھ فائدہ نہیں اُٹھایا اور جو بعض نشان سمجھ میں نہیں آئے اُن کو ذریعۂ اعتراض بنا دیا۔ اس لئے میں جانتا ہوں کہ اب اس فیصلہ میں دیر نہیں۔ آسمان کے نیچے یہ بڑا ظلم ہوا کہ ایک خدا کے مامور سے جو چاہا ان لوگوں نے کیا اور جو چاہا لکھا۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ عبد الحکیم خاں اپنے رسالہ

ذکر الحکیم کے پینتالیس صفحہ میں میری نسبت یہ لکھتا ہے۔ "مجھے آپ کی طرف سے کوئی لغزش نہیں ہوئی ایمان ہے کہ آپ مثیل مسیح ہیں۔ مسیح ہیں مثیل انبیاء ہیں۔" پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۲

میں سطرہ اسے لیکر سطر ۲۰ تک میری تصدیق میں اُسکی اپنی عبارت یہ ہے جو جلی قلم سے لکھی جاتی ہے :-

ایک مولوی محمد حسن بیگ میرے خالہ زاد بھائی تھے حضور کے سخت مخالف تھے ان کی نسبت خواب میں مجھے معلوم ہوا کہ اگر وہ مسیح الزمان کی مخالفت پر اڑا رہا تو پلیگ سے ہلاک ہو جائیگا اسکی سکونت بھی شہر سے باہر ایک ہوادار کشادہ مکان میں تھی یہ خواب مَیں نے اسکے حقیقی بھائی اور چچا اور دیگر عزیزوں کو سُنا دیا تھا۔ ایک سال بعد وہ پلیگ سے ہی فوت ہوا۔" دیکھو عبد الحکیم خان کا رسالہ ذکر الحکیم ۲۱ ؎

اب دیکھو کہ ایک طرف تو یہ شخص میرے مسیح موعود ہونیکا اقرار کرتا ہے اور نہ صرف اقرار بلکہ میری تصدیق کے بارہ میں ایک خواب بھی پیش کرتا ہے جو سچی نکلی۔

پھر اُسی کتاب کے آخر میں اور نیز اپنے رسالہ المسیح الدجال میں میرا نام دجّال اور شیطان بھی رکھتا ہے اور مجھے خائن اور حرامخور اور کذّاب ٹھیراتا ہے یہ عجیب بات ہے کہ عبد الحکیم خاں نے اپنے ان دونوں متناقض بیانوں میں چند روز کا بھی فرق نہیں رکھا ایک طرف تو مجھے مسیح موعود کہا اور اپنے خواب کے ساتھ میری تصدیق کی اور پھر ساتھ ہی دجال اور کذاب بھی کہہ دیا۔ مجھے اس بات کی پروا نہیں کہ ایسا کیوں کیا مگر ہر ایک کو سوچنا چاہیئے کہ اس شخص کی حالت ایک مخبط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھُلا کھُلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے ایک طرف تو مجھے سچا مسیح قرار دیتا ہے بلکہ میری تصدیق میں ایک سچی خواب پیش کرتا ہے جو پوری ہو گئی اور دوسری طرف مجھے سب کافروں سے بدتر سمجھتا ہے کیا اس سے بڑھکر کوئی اور تناقض ہوگا اور جن عیبوں کو وہ میری طرف منسوب کرتا ہے اس کو تو سوچنا چاہیئے تھا کہ جب خواب کی رو سے میری سچائی کی اس کو تصدیق ہو چکی تھی بلکہ میری تصدیق کے لئے خدا نے حسن بیگ کو طاعون سے ہلاک بھی کر دیا تھا تو کیا ایک دجّال کیلئے خدا نے اس کو مارا اور کیا خدا کو وہ عیب معلوم نہ تھے جو بیس سال کے بعد اسکو معلوم ہو گئے ٭ اور یہ عذر اُسکا قابل قبول نہ ہوگا کہ مجھ کو شیطانی خوابیں آتی ہیں اور یہ بھی ایک شیطانی خواب تھی کیونکہ یہ تو ہم قبول کر سکتے ہیں کہ اسکو بوجہ فطرتی مناسبت کے شیطانی خوابیں آتی ہونگی اور شیطانی الہام بھی ہوتے ہونگے مگر ہم قبول

+ یہ بھی عبد الحکیم کی مخبط الحواس ہونیکی نشانی ہے کہ اس اپنی خواب کو جس میں محمد حسن بیگ کی موت بتلائی گئی تھی اور اس کے موافق حسن بیگ مر بھی گیا تھا ایک شیطانی خواب قرار دیتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ جوش مخالفت نے اس شخص کی عقل ماردی ہے جبکہ خدا نے اسکے واقعات نے سچی کر کے دکھلا دیا اور اس کے منجانب اللہ ہونے پر مہر لگا دی وہ کیونکر جھوٹی ہو سکتی ہے۔ جھوٹی اور نفسانی خوابیں تو وہ ہیں جو اب اس کے مخالف آتی ہیں جنپر کوئی سچائی کی مہر نہیں مگر اس خواب میں شیطان کا ایک ذرہ دخل نہیں کیونکہ یہ ایک ہیبتناک واقعہ کے ساتھ پوری ہو گئی اور یحییٰ حمیت تو خدا کا نام ہے شیطان کا نام نہیں ہاں اس سچی خواب سے میاں عبد الحکیم کی کوئی فضیلت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ حضرت یوسف کے وقت میں فرعون کو بھی سچی خواب آگئی تھی اور بڑے بڑے کافروں کو بعض وقت سچی خوابیں آجاتی ہیں لہذا کے مقبول علم غیب کی کثرت اور ایک خاص نصرت سے شناخت کئے جاتے ہیں نہ محض ایک دو خواب سے۔ منہ

+ اب عبد الحکیم کے لئے لازم ہے کہ محمد حسن بیگ کی قبر پر جا کر رو دے کہ اے بھائی تو سچ مچ میں سچا تھا اور میں جھوٹا ہوں گناہ معاف کر اور خدا سے معلوم کر کے مجھے بتلا کہ اب دجال کیلئے کیوں اُس نے تجھے ہلاک کر دیا۔

٭ یہ بات بھی غور کے لائق ہے کہ جو شخص بیس سال تک تحریراً و تقریراً میری تائید کرتا رہا اور مخالفوں کے ساتھ جھگڑتا رہا۔ اب بیس سال کے بعد کونسی نئی بات اس کو معلوم ہوئی جو عیب اُس نے لکھے ہیں وہ تو وہی ہیں جن کا جواب آپ دیا کرتا تھا۔ منہ

نہیں کر سکتے کہ یہ شیطانی خواب ہے کیونکہ شیطان کو کسی کے ہلاک کرنے کیلئے قدرت نہیں دی گئی ہاں شیطانی خوابیں اور شیطانی الہام وہ ہیں جو اب میری مخالفت کی حالت میں اس کو ہوتے ہیں کیونکہ ان کے ساتھ کوئی نمونہ خدائی طاقت کا نہیں سو اس کو کوشش کرنی چاہئے کہ شیطان اس سے دُور ہو جائے

اور منجملہ امور قابل تذکرہ کے ایک یہ ہے کہ عبد الحکیم خاں نے اپنے رسالہ المسیح الدجال میں دوسرے مخالفوں کی طرح عوام کو یہ دھوکہ دینا چاہا ہے کہ گویا میری پیش گوئیاں غلط نکلتی رہی ہیں۔ چنانچہ جو پیشگوئی عبد اللہ آتھم کی نسبت تھی اور جو پیشگوئی احمد بیگ کے داماد کی نسبت تھی اور جو ایک پیشگوئی مولوی محمد حسین بٹالوی اور ان کے بعض رفیقوں کی نسبت تھی ان سب کو بیان کر کے یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ پوری نہیں ہوئیں مگر میں ان پیش گوئیوں کی نسبت بارہا لکھ چکا ہوں کہ وہ سنت اللہ کے موافق پوری ہو چکی ہیں۔ عبد اللہ آتھم کی نسبت اور نیز احمد بیگ اور اس کے داماد کی نسبت صدہا مرتبہ بیان کر چکا ہوں کہ یہ دونوں پیشگوئیاں شرطی تھیں۔ عبد اللہ آتھم کی نسبت پیشگوئی کے یہ لفظ تھے کہ وہ پندرہ مہینے میں ہلاک ہوگا۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ یہ لفظ نہیں تھے کہ بشرطیکہ ظاہری طور پر مسلمان بھی ہو جائے رجوع ایک ایسا لفظ ہے جو دل کے ساتھ تعلق رکھتا ہے ✤ سو اس نے اسی مجلس میں جس میں ساٹھ یا ستّر یا کچھ کم و بیش آدمی موجود تھے پیش گوئی سُننے کے بعد آثار رجوع ظاہر کئے یعنی جب میں نے پیش گوئی سُنا کر اس کو یہ کہا کہ تم نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی کتاب میں دجال کہا ہے اُس کی سزا میں یہ پیش گوئی ہے کہ پندرہ مہینے کے اندر تمہاری زندگی کا خاتمہ ہوگا تب اُس کا رنگ زرد ہو گیا اور اُس نے اپنی زبان باہر نکالی اور دونوں ہاتھ کانوں پر رکھے اور بلند آواز سے کہا کہ میں نے ہرگز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دجال نہیں رکھا۔ اس مجلس میں مسلمانوں میں سے ایک رئیس امرتسر کے بھی موجود تھے جن کا نام شاید یوسف شاہ تھا اور بہت سے عیسائی اور مسلمان تھے بالخصوص

✤ اگر کسی کی نسبت یہ پیش گوئی ہو کہ وہ پندرہ مہینہ تک مجذوم ہو جائیگا پس اگر وہ بجائے پندرہ کے بیسویں مہینہ میں مجذوم ہو جائے اور ناک اور تمام اعضا گر جائیں تو کیا وہ مجاز ہوگا کہ یہ کہے کہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی نفس واقعہ پر نظر چاہئے۔ منہ

عیسائیوں میں سے ڈاکٹر مارٹن کلارک بھی تھا جس نے بعد میں میرے پر خون کا مقدمہ دائر کیا تھا۔ ان سب کو حلف کے ساتھ پوچھنا چاہیئے کہ کیا یہ امر وقوع میں آیا تھا یا نہیں۔ اور اگر درحقیقت یہ الفاظ عبداللہ آتھم کے منہ سے نکلے تھے تو اب خود سوچنا چاہیئے کہ کیا یہ شوخی اور شرارت کے الفاظ تھے یا عجز و نیاز اور رجوع کے الفاظ تھے میں نے تو اس قسم کے عجز و نیاز کے الفاظ اپنی تمام عمر میں کسی عیسائی کے منہ سے نہیں سُنے بلکہ اکثر اُن کی کتابیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت گالیوں سے بھری ہوئی دیکھی ہیں۔ پھر جبکہ ایک مخالف شخص نے عین مباحثہ کے وقت میں اس قدر تذلل اور انکسار کے ساتھ دجّال کہنے سے انکار کیا اور بعد میں وہ پندرہ مہینہ تک خاموش رہا بلکہ روتا رہا تو پھر کیا وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک اس بات کا حق نہ رکھتا تھا کہ خدا تعالیٰ شرط کے موافق اس کو فائدہ پہنچاتا؟* پھر بہت مدت تک بھی اُس کی زندگی نہیں ہوئی بلکہ چند ماہ کے بعد فوت ہو گیا۔ اُس نے بعد اس کے کوئی شوخی نہیں دکھلائی اور جو کچھ اس کی طرف منسوب کیا جاتا ہے وہ عیسائیوں کا اپنا کرتب ہے۔ غرض نفس پیش گوئی تو اس کی موت تھی اس کے موافق وہ میری زندگی میں ہی مر گیا۔ خدا نے میری عمر بڑھا دی اور اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ اب اسی بات پر زور دینا کہ وہ میعاد کے اندر نہیں مرا کس قدر ظلم اور تعصب ہے۔

اے نادان کیا تو یونسؑ کے قصہ سے بھی بے خبر ہے جس کا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے۔ یونسؑ کی پیشگوئی میں کوئی شرط بھی نہیں تھی تب بھی توبہ و استغفار سے اسکی قوم بچ گئی حالانکہ اس کی قوم کی نسبت خدا تعالیٰ کا قطعی وعدہ تھا کہ وہ ضرور چالیس دن کے اندر ہلاک ہو جائے گی مگر کیا وہ

حاشیہ: * یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ عبداللہ آتھم کی نسبت بھی موت کی پیشگوئی تھی اور لیکھرام کی نسبت بھی موت کی پیشگوئی تھی مگر عبداللہ آتھم نے عجز و نیاز دکھلا دیا اسلئے اس کی موت میں اصل میعاد سے چند ماہ کی تاخیر واقع ہوئی اور لیکھرام نے پیشگوئی سُننے کے بعد شوخی ظاہر کی اور بازاروں اور مجمعوں میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا رہا اسلئے قبل اسکے کہ اسکی اصل میعاد بھی پوری ہوتی وہ پکڑا گیا اور ابھی ایک سال باقی رہتا تھا کہ وہ مارا گیا۔ عبداللہ آتھم سے خدا تعالیٰ نے اپنی جمالی صفت کو ظاہر کیا اور لیکھرام سے جلالی صفت کو وہ قادر ہے کم بھی کر سکتا ہے اور زیادہ بھی۔ منہ

* ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ عبداللہ آتھم نے دجال کہنے سے رجوع کر لیا تھا اور پیشگوئی کا اصل موجب یہی لفظ تھا۔ منہ

اس پیشگوئی کے مطابق چالیس دن کے اندر ہلاک ہوگئی۔ اگر چاہو تو "نور منشور" میں ان کا قصہ دیکھ لو یا یوحنا نبی کی کتاب بھی ملاحظہ کرو حد سے زیادہ کیوں شرارت دکھلاتے ہو کیا ایک دن مرنا نہیں۔ شوخی اور بددیانتی ایمان کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی۔

اور احمد بیگ کے داماد کی نسبت بھی ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ یہ پیشگوئی بھی شرطی تھی اور شرط کے الفاظ جو ہم اشتہارات میں پہلے سے شائع کر چکے ہیں یہ تھے۔ ایتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علٰی عقبک یہ الہامی الفاظ ہیں اور اس میں مخاطب اس عورت کی نانی ہے جس کی نسبت یہ پیشگوئی ہے۔ اور ایک مرتبہ میں نے یہ الہام مولوی عبداللہ صاحب کی اولاد میں سے ایک شخص کو بمقام ہوشیارپور قبل از وقت سنایا تھا شاید ان کا نام عبدالرحیم تھا یا عبدالواحد تھا۔ اس الہامی عبارت کا ترجمہ یہ ہے۔ اے عورت توبہ کر توبہ کر کیونکہ تیری لڑکی اور لڑکی کی لڑکی پر ایک بلا آنے والی ہے۔ اور اس پیش گوئی میں احمد بیگ اور اُس کے داماد کی خبر دی گئی تھی۔ چنانچہ احمد بیگ میعاد کے اندر مرگیا* اور اُس عورت کی لڑکی پر بلا آگئی کیونکہ وہ احمد بیگ کی بیوی تھی اور احمد بیگ کے مرنے سے بڑا خوف اُسکے اقارب پر غالب آگیا۔ یہاں تک کہ بعض نے اُن میں سے میری طرف عجز و نیاز کے ساتھ خط بھی لکھے کہ دعا کرو پس خدا نے اُن کے اس خوف اور اسقدر عجز و نیاز کی وجہ سے پیشگوئی کے وقوع میں تاخیر ڈال دی اور جو کچھ مولوی محمد حسین اور ان کے رفقا کی نسبت پیشگوئی خدا تعالیٰ کے الہام میں لکھی گئی تھی اُس کی نسبت کوئی تاریخ مقرر نہ تھی صرف میری دعا میں اپنے الفاظ تھے الہامی الفاظ نہ تھے۔

---

* حاشیہ۔ تعجب ہے کہ جو لوگ احمد بیگ کے داماد کا بار بار ذکر کرتے ہیں کبھی وہ یہ زبان پر نہیں لاتے کہ اس پیشگوئی کا ایک حصہ پورا ہو چکا ہے کیونکہ احمد بیگ میعاد کے اندر مرگیا ہے اگر ان میں کچھ دیانت ہوتی تو یوں کرنا چاہئے تھا کہ اس پیشگوئی کے دو حصوں میں سے ایک حصہ پورا ہو چکا ہے اور دو ٹانگوں میں سے ایک ٹانگ ٹوٹ گئی ہے مگر تعصب بھی ایک عجیب بلا ہے کہ انصاف کے لفظ کو زبان پر نہیں آنے دیتا۔

اور صرف میری طرف سے دعا تھی کہ اتنی مدت میں ایسا ہو سو خداوند تعالیٰ اپنی وحی کا پابند ہونا ہے اس پر فرض نہیں ہے کہ جو اپنی طرف سے التجا کی جائے بعینہٖ اس کو ملحوظ رکھے اس لئے پیش گوئی میں جو عربی میں شائع ہو چکی ہے کوئی مدت مقرر نہیں ہے کہ فلاں مہینہ یا برس میں رسوا کیا جائیگا اور یہ تو معلوم ہے کہ وعید کی پیشگوئیوں میں خدا تعالیٰ اختیار رکھتا ہے کہ ان کو کسی کے عجز و نیاز سے یا اپنی طرف سے ملتوی کر دے تمام اہل سنت بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کا اس پر اتفاق ہے کیونکہ وعید کی پیشگوئیوں میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک بلا کسی کیلئے مقدر ہوتی ہے جو صدقات خیرات اور توبہ و استغفار سے ٹل سکتی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ اس بلا کو صرف اپنے علم میں رکھے اور اپنی وحی کے ذریعہ سے کسی اپنے مرسل پر ظاہر نہ کرے تب تو وہ صرف بلائے مقدر کہلاتی ہے کہ جو خدا تعالیٰ کے ارادہ میں مخفی ہوتی ہے اور اگر اپنی وحی کے ذریعہ سے کسی اپنے رسول کو اس بلا کا علم دیدے تب وہ پیشگوئی ہو جاتی ہے۔ اور دنیا کی تمام قومیں اس بات پر اتفاق رکھتی ہیں کہ آنیوالی بلائیں خواہ وہ پیش گوئی کے رنگ میں ظاہر کی جائیں اور خواہ صرف خدا تعالیٰ کے ارادہ میں مخفی ہوں وہ صدقہ خیرات اور توبہ و استغفار سے ٹل سکتی ہیں۔ تبھی تو لوگ مصیبت کے وقت میں صدقہ خیرات دیا کرتے ہیں ورنہ بیفائدہ کام کون کرتا ہے اور تمام نبیوں کا اس پر اتفاق ہے کہ صدقہ۔ خیرات اور توبہ و استغفار سے رد بلا ہوتا ہے۔ اور میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ بسا اوقات خدا تعالیٰ میری نسبت یا میری اولاد کی نسبت یا میرے کسی دوست کی نسبت ایک آنیوالی بلا کی خبر دیتا ہے اور جب اسکے دفع کیلئے دعا کی جاتی ہے تو پھر دوسرا الہام ہوتا ہے کہ ہم نے اس بلا کو دفع کر دیا پس اگر اس طرح وعید کی پیشگوئی ضروری الوقوع ہے تو میں بیسیوں دفعہ جھوٹا بن سکتا ہوں اور اگر ہمارے مخالفوں اور بد اندیشوں کو اس قسم کی تکذیب کا شوق ہے اگر چاہیں تو میں اس قسم کی کئی پیشگوئیاں اور پھر انکی منسوخی کی انکو اطلاع دیدیا کروں۔ ہماری اسلامی تفسیروں میں اور نیز بائیبل میں بھی لکھا ہے کہ ایک بادشاہ

کی نسبت وقت کے نبی نے پیشگوئی کی تھی کہ اس کی عمر پندرہ دن رہ گئی ہے مگر وہ بادشاہ تمام رات روتا رہا۔ تب اُس نبی کو دوبارہ الہام ہؤا کہ ہم نے پندرہ دن کو پندرہ سال کے ساتھ بدل دیا ہے۔ یہ قصہ جیسا کہ مَیں نے لکھا ہے ہماری کتابوں اور یہود اور نصاریٰ کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔ اب کیا تم یہ کہوگے کہ وہ نبی جس نے بادشاہ کی عمر کے بارے میں صرف پندرہ دن بتلائے تھے اور پندرہ دن کے بعد موت بتلائی تھی وہ اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلا یہ خدا تعالیٰ کی رحمت ہے کہ وعید کی پیشگوئیوں میں منسوخی کا سلسلہ اُسکی طرف سے جاری ہے یہاں تک کہ جو جہنّم میں ہمیشہ رہنے کا وعید قرآن شریف میں کافروں کیلئے ہے۔ وہاں بھی یہ آیت موجود ہے۔ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ۔ یعنی کافر ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ لیکن اگر تیرا رب چاہے کیونکہ جو کچھ وہ چاہتا ہے اسکے کرنے پر وہ قادر ہے لیکن بہشتیوں کے لئے ایسا نہیں فرمایا کیونکہ وہ وعدہ ہے وعید نہیں ہے ✠

اخیر پر مَیں بڑے زور سے اور بڑے دعوے سے اور بڑی بصیرت سے یہ کہتا ہوں کہ جو جو اعتراض میری پیش گوئیوں پر ڈاکٹر عبد الحکیم خاں اور اسکے ہمجنس مولوی کرتے ہیں مَیں دکھلا سکتا ہوں کہ اولوالعزم نبیوں میں سے کوئی ایسا نبی نہیں جسکی کسی پیشگوئی پر انہیں اعتراضات کے مشابہ کوئی اعتراض نہ ہو اور صرف یونسؑ کا قصہ مَیں پیش نہیں کرونگا بلکہ حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح اور حضرت سیّد الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں میں یا خدا کی کلام میں اسکی نظیر دکھلاؤں گا مگر مَیں یہ سننا چاہتا ہوں کہ کیا اسوقت یہ تمام لوگ ان تمام نبیوں کو چھوڑنے کیلئے طیار ہیں اور کیا وہ اس بات کیلئے مستعد بیٹھے ہیں کہ اس ثبوت کے پیش کرنے کے بعد جیسا کہ وہ مجھے گالیاں دیتے ہیں اُنکو بھی گالیاں دینگے اور جیسا کہ مجھے کاذب ٹھیرایا ہے انہیں بھی کاذب ٹھیرادینگے۔ اے نادانو! اور آنکھوں کے اندھو! کیوں اپنی عاقبت خراب کرتے ہو۔ ہائے افسوس کیوں تم دانستہ آگ میں پڑتے ہو اور کیوں تم اسقدر ایمان اور تقویٰ سے دُور

✠ قرآن شریف میں کفار اور مشرکین کی سزا کیلئے بار بار ابدی جہنم کا ذکر ہے اور بار بار فرمایا ہو خالدین فیھا ابدًا اور پھر باوجود اس کے قرآن شریف میں دوزخیوں کے حق میں اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ بھی موجود ہے اور حدیث میں بھی ہے کہ یاتی علےٰ جہنّم زمان لیس فیھا احدٌ ونسیم الصبا تحرک ابوابھا یعنی جہنم پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ اس میں کوئی بھی نہ ہوگا اور نسیم صبا اس کے کواڑوں کو ہلائیگی اور بعض کتب میں زبان پارسی میں یہ حدیث لکھی ہے۔ ایں مشت خاک۔ را گر نہ بخشم چہ کنم۔ منہ

چلے گئے کہ تمہارے دل میں یہ خوف بھی نہیں رہا کہ یہ اعتراض کس کس پاک اور مقدس پر وارد ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ اِنْ یَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۔ یعنی اگر یہ نبی جھوٹا ہے تو خود تباہ ہو جائے گا کیونکہ خدا کذاب کے کام کو انجام تک نہیں پہنچاتا وجہ یہ کہ اس سے صادق اور کاذب کا معاملہ باہم مشتبہ ہو جائیگا اور اگر یہ رسول سچا ہے تو اسکی بعض وعید کی پیشگوئیاں ضروری وقوع میں آئیں گی پس اس آیت میں جو بعض کا لفظ ہے صریح طور پر اسمیں یہ اشارہ ہے کہ سچا رسول جو وعید کی پیشگوئیاں یعنی عذاب کی پیشگوئیاں کرتا ہے تو یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ سب کی سب ظہور میں آجائیں جیسا کہ یہ آیت فرما رہی ہے یصبکم بعض الذی یعدکم۔ اب آنکھ کھول کر دیکھو کہ وہ وعید کی چند پیشگوئیاں جو میری طرف سے شائع ہوئی تھیں اُنمیں سے کس قوت اور شان کے ساتھ لیکھرام کی نسبت پیشگوئی پوری ہوئی جس کی نسبت یہ بھی بتلایا گیا تھا کہ وہ معمولی موت سے نہیں مریگا بلکہ خدا کا غضب کسی حربہ سے اس کا کام تمام کریگا۔ اور یہ بھی بتلایا گیا تھا کہ عید کے متصل اسکی موت کا واقعہ ہوگا اور یہ بھی اشارہ کیا گیا تھا کہ اسکے واقعہ کے بعد ملک میں طاعون پڑیگی اور یہ بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ یہ صرف پیشگوئی نہیں بلکہ یہ واقعہ میری بد دعا کا ایک نتیجہ ہوگا کیونکہ اسکی زبان درازیاں انتہا تک پہنچ گئی تھیں پس وہ خدا جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو برباد کرنا نہیں چاہتا اس کا غضب لیکھرام پر نازل ہوا اور اسکو دردناک عذاب کے ساتھ ہلاک کیا۔

پھر سوچنا چاہیئے کہ احمد بیگ کی نسبت جو میری تکذیب کیلئے کمربستہ تھا اور دن رات ہنسی ٹھٹھا کرتا تھا کس صفائی سے پیشگوئی نے اپنا ظہور کیا اور وہ میعاد کے اندر محرقہ تپ سے ہوشیارپور کے شفاخانہ میں فوت ہوگیا اور اس کے اقارب میں اُس کی موت سے تہلکہ برپا ہوا۔ یہ وہی احمد بیگ ہے جس کے داماد کی نسبت ابتک ہمارے مخالف ماتم اور سیاپا کر رہے ہیں کہ کیوں نہیں مرتا اور نہیں جانتے کہ دو ٹانگ تھے اس پیشگوئی کی احمد بیگ ہی تھا جس نے اپنی جوانمرگ

مرنے سے ثابت کر دیا کہ پیشگوئی سچی ہے اور پھر جیسا کہ پیشگوئی میں لکھا تھا کہ احمد بیگ کی موت کے قریب اور موتیں بھی اُسکے عزیزوں کی ہونگی وہ امر بھی وقوع میں آگیا اور احمد بیگ کا ایک لڑکا اور دو ہمشیرہ انہیں ایام میں فوت ہو گئے۔ تو اب ہمارے مخالف بتلاویں کہ فقرہ آیۃ یصبکم بعض الذی یعدکم اس پر صادق آیا یا نہیں۔ پس جبکہ میری بعض وعید کی پیشگوئیوں کی نسبت اُن کو خود اقرار کرنا پڑتا ہے کہ کمال صفائی سے پوری ہو گئیں تو پھر باوجود اسلام کے دعوے کے کیوں یہ آیت ممدوحہ انکے مدنظر نہیں رہتی یعنی یصبکم بعض الذی یعدکم کیا پوشیدہ طور پر ارتداد کیلئے تیاری تو نہیں اور یہ کہنا کہ پیشگوئی کے بعد احمد بیگ کی لڑکی کے نکاح کیلئے کوشش کیگئی اور طمع دیگئی اور خط لکھے گئے یہ عجیب اعتراض ہیں۔ سچ ہے۔ انسان شدت تعصب کی وجہ سے اندھا ہو جاتا ہے کوئی مولوی اس بات سے بے خبر نہ ہوگا کہ اگر وحی الٰہی کوئی بات بطور پیشگوئی ظاہر فرماوے اور ممکن ہو کہ انسان بغیر کسی فتنہ اور ناجائز طریق کے اس کو پورا کر سکے تو اپنے ہاتھ سے اس پیشگوئی کا پورا کرنا نہ صرف جائز بلکہ مسنون ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خود اپنا فعل اس کے ثبوت کیلئے کافی ہے اور پھر حضرت عمرؓ کا ایک صحابی کو کڑے پہنانا دوسری دلیل ہے اور اسلام کی ترقی کیلئے بھی قرآن شریف میں ایک پیشگوئی تھی پھر کیوں اسلام کی ترقی کیلئے جان توڑ کر کوشش کی گئی تھی۔ یہاں تک کہ مؤلفۃ القلوب کیلئے کئی لاکھ روپیہ دیا گیا اور اس جگہ تو زمین وغیرہ کیلئے اصل تحریک خود احمد بیگ کی طرف سے تھی۔

پھر سوچنے کا مقام ہے کہ ایک طرف تو یہ دو تین پیشگوئیاں ہیں جو ہمارے مخالف اپنی نابینائی کی وجہ سے بار بار پیش کرتے ہیں جن کا پلید پس خوردہ عبد الحکیم کو بھی کھانا پڑا اور دوسری طرف میری تائید میں خدا تعالےٰ کے نشانوں کا ایک دریا بہ رہا ہے جس سے یہ لوگ بے خبر نہیں ہیں اور کوئی مہینہ شاذونادر ایسا گزرتا ہوگا کہ جس میں کوئی نشان ظاہر نہ ہو ان نشانوں پر کوئی نظر نہیں ڈالتا نہیں دیکھتے کہ خدا کیا کہہ رہا ہے۔ ایک طرف طاعون بزبان حال کہہ رہی ہے کہ قیامت کے دن نزدیک ہیں اور دوسری طرف خارق عادت زلزلے جو کبھی

اس طور سے اس ملک میں نہیں آئے تھے خبر دے رہے ہیں کہ خدا کا غضب زمین پر بھڑک رہا ہے٭ اور آئے دن ایسی نئی نئی آفات نازل ہوتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے طور بدل گئے ہیں اور ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کوئی بڑی آفت دکھلانی چاہتا ہے اور ہر ایک آفت جو ظاہر ہوتی ہے پہلے سے اسکی مجھے خبر دی جاتی ہے اور میں بذریعہ اخبار یا رسایل یا اشتہار کے اس کو شائع کر دیتا ہوں چنانچہ میں بار بار کہتا ہوں کہ توبہ کرو کہ زمین پر اسقدر آفات آنیوالی ہیں کہ جیسا کہ ناگہانی طور پر ایک سیاہ آندھی آتی ہے اور جیسا کہ فرعون کے زمانہ میں ہؤا کہ پہلے تھوڑے نشان دکھلائے گئے اور آخر وہ نشان دکھلایا گیا جس کو دیکھ کر فرعون کو بھی کہنا پڑا کہ اٰمَنْتُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِہٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ خدا عناصر اربعہ میں سے ہر ایک عنصر میں نشان کے طور پر ایک طوفان پیدا کریگا اور دنیا میں بڑے بڑے زلزلے آئیں گے یہاں تک کہ وہ زلزلہ آجائیگا جو قیامت کا نمونہ ہے تب ہر قوم میں ماتم پڑیگا کیونکہ انہوں نے اپنے وقت کو شناخت نہ کیا۔ یہی معنی خدا کے اس الہام کے ہیں۔ کہ **دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا** یہ پچیس۲۵ برس کا الہام ہے جو براہین احمدیہ میں لکھا گیا اور ان دنوں میں پُورا ہوگا جس کے کان سُننے کے ہیں وہ سُنے۔

یہ تو ہم نے وہ دو تین پیشگوئیاں لکھی ہیں جن پر ہمارے مخالف مولوی اور انہیں کا نیا چیلا عبد الحکیم خاں بار بار اعتراض کرتے ہیں اب ہم اُن کے مقابل یہ دکھلانا چاہتے تھے کہ خدا تعالیٰ کے آسمانی نشان ہماری شہادت کے لئے کس قدر ہیں لیکن افسوس کہ اگر وہ سب کے سب لکھے جائیں تو ہزار جزو کی کتاب میں بھی اُنکی گنجائش نہیں ہو سکتی اسلئے ہم محض بطور نمونہ کے ایک سو چالیس نشان ان میں سے لکھتے ہیں۔ انمیں سے بعض وہ پہلے نبیوں کی پیشگوئیاں ہیں جو میرے حق میں پوری ہوئیں اور بعض اسی اُمت کے اکابر کی پیشگوئیاں ہیں اور بعض وہ نشان

٭ خدا تعالیٰ نے مجھے صرف یہی خبر نہیں دی کہ پنجاب میں زلزلے وغیرہ آفات آئیں گی کیونکہ میں صرف پنجاب کے لئے مبعوث نہیں ہوا بلکہ جہانتک دنیا کی آبادی ہے ان سب کی اصلاح کیلئے مامور ہوں پس میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آخر یہ آفتیں اور زلزلے صرف پنجاب سے مخصوص نہیں بلکہ تمام دنیا ان آفات سے حصہ لے گی اور جیسا کہ امریکہ وغیرہ کے بعض حصے تباہ ہو چکے ہیں یہی نوبت کسی دن یورپ کیلئے درپیش ہے اور پھر یہ ہولناک دن پنجاب اور ہندوستان اور ہر ایک حصہ ایشیا کے لئے مقدر ہے جو شخص زندہ رہے گا وہ دیکھ لے گا۔ منہ

خدا تعالیٰ کے ہیں جو میرے ہاتھ پر ظہور میں آئے اور چونکہ میری پیشگوئیوں پر اُن پیشگوئیوں کو تقدم زمانی ہے اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ تحریری طور پر بھی انہیں کو مقدم رکھا جائے اور یہ تمام پیشگوئیاں ایک ہی سلسلہ میں نمبر وار لکھی جائینگی۔ اور وہ یہ ہیں:۔

۱۔ پہلا نشان۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ من یجدد لھا دینھا۔ رواہ ابو داؤد یعنی خدا ہر ایک صدی کے سر پر اس اُمت کیلئے ایک شخص مبعوث فرمائیگا جو اس کیلئے دین کو تازہ کریگا۔ اور اب اس صدی کا چوبیسواں سال جاتا ہے اور ممکن نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ میں تخلّف ہو اگر کوئی کہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو بارہ صدیوں کے مجدّدوں کے نام بتلا دیں۔ اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث علماء اُمت میں مسلّم چلی آئی ہے۔ اب اگر میرے دعوے کے وقت اس حدیث کو وضعی بھی قرار دیا جائے تو ان مولوی صاحبوں سے یہ بھی سچ ہے بعض اکابر محدّثین نے اپنے اپنے زمانہ میں خود مجدّد ہونے کا دعویٰ کیا ہے بعض نے کسی دوسرے کے مجدّد بنانے کی کوشش کی ہے۔ پس اگر یہ حدیث صحیح نہیں تو اُنہوں نے دیانت سے کام نہیں لیا۔ اور ہمارے لئے یہ ضروری نہیں کہ تمام مجدّدین کے نام ہمیں یاد ہوں یہ علم محیط تو خاصّہ خدا تعالیٰ کا ہے ہمیں عالم الغیب ہونیکا دعویٰ نہیں مگر اُسی قدر جو خدا بتلاوے ماسوا اسکے یہ اُمت ایک بڑے حصّہ دُنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور خدا کی مصلحت کبھی کسی ملک میں مجدّد پیدا کرتی ہے اور کبھی کسی ملک میں پس خدا کے کاموں کا کون پورا علم رکھ سکتا ہے اور کون اسکے غیب پر احاطہ کرسکتا ہے۔ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ حضرت آدم سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر ایک قوم میں نبی کتنے گزرے ہیں اگر تم یہ بتلا دوگے تو ہم مجدّد بھی بتلا دینگے ظاہر ہے کہ عدم علم سے عدم شَے لازم نہیں آتا اور یہ بھی اہل سنّت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدّد اس اُمت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے یا نہیں یہود و نصاریٰ دونوں قومیں اسپر اتفاق رکھتی ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے اگر چاہو تو پوچھکر دیکھو لو مری پڑ رہی ہے زلزلے آرہے ہیں۔

ہر ایک قسم کی خارق عادت تباہیاں شروع ہیں پھر کیا یہ آخری زمانہ نہیں؟ اور صلحاء اسلام نے بھی اس زمانہ کو آخری زمانہ قرار دیا ہے اور چودھویں صدی میں سے بھی تیئیس ۲۳ سال گزر گئے ہیں یہ قوی دلیل اس بات پر ہے کہ یہی وقت مسیح موعود کے ظہور کا وقت ہے اور میں ہی وہ ایک شخص ہوں جس نے اس صدی کے شروع ہونے سے پہلے دعویٰ کیا۔ اور میں ہی وہ ایک شخص ہوں جس کے دعوے پر پچیس ۲۵ برس گزر گئے اور اب تک زندہ موجود ہوں اور میں ہی وہ ایک ہوں جس نے عیسائیوں اور دوسری قوموں کو خدا کے نشانوں کے ساتھ ملزم کیا۔ پس جبتک میرے اس دعوے کے مقابل پر انہیں صفات کے ساتھ کوئی دوسرا مدعی پیش نہ کیا جائے تب تک میرا یہ دعویٰ ثابت ہے کہ وہ مسیح موعود جو آخری زمانہ کا مجدّد ہے وہ میں ہی ہوں زمانہ میں خدا نے دو ہی رکھی ہیں ایک وہ وقت تھا کہ خدا کے سچے مسیح کو صلیب نے توڑا اور اسکو زخمی کیا تھا اور آخری زمانہ میں یہ مقدر تھا کہ مسیح صلیب کو توڑیگا یعنی آسمانی نشانوں سے کفارہ کے عقیدہ کو دنیا سے اٹھا دیگا۔ عوض معاوضہ گلہ ندارد۔

۳۔ نشان۔ صحیح دارقطنی میں یہ ایک حدیث ہے کہ امام محمد باقر فرماتے ہیں۔ انّ لمھدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السمٰوات والارض۔ ینکسف القمر لاول لیلۃٍ من رمضان وتنکسف الشمس فی النّصف منہ۔ ترجمہ۔ یعنی ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں اور جب سے کہ زمین و آسمان خدا نے پیدا کیا یہ دو نشان کسی اور مامور اور رسول کے وقت میں ظاہر نہیں ہوئے انمیں سے ایک یہ ہے کہ مہدی معہود کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں چاند کا گرہن اسکی اول رات میں ہوگا یعنی تیرھویں تاریخ میں اور سورج کا گرہن اسکے دنوں میں سے بیچ کے دن میں ہوگا یعنی اسی رمضان کے مہینہ کی اٹھائیسویں تاریخ کو اور ایسا واقعہ ابتداء دنیا سے کسی رسول یا نبی کے وقت میں کبھی ظہور میں نہیں آیا صرف مہدی معہود کے وقت اسکا ہونا مقدر ہے۔ اب تمام انگریزی اور اردو اخبار اور جملہ ماہرین ہیئت اس بات کے گواہ ہیں کہ میرے زمانہ میں ہی جسکو عرصہ قریباً بارہ ۱۲ سال کا گزرچکا ہے اسی صفت کا چاند اور سورج کا گرہن رمضان کے مہینہ میں وقوع میں آیا ہے

اور جیسا کہ ایک اور حدیث میں بیان کیا گیا ہے یہ گرہن دو مرتبہ رمضان میں واقع ہو چکا ہے۔
اوّل اس ملک میں دوسرے امریکہ میں اور دونوں مرتبہ انہیں تاریخوں میں ہوا ہے جن کی طرف
حدیث اشارہ کرتی ہے اور چونکہ اس گرہن کے وقت میں مہدی معہود ہونیکا مدعی کوئی زمین پر
بجز میرے نہیں تھا اور نہ کسی نے میری طرح اس گرہن کو اپنی مہدویت کا نشان قرار دیکر صدہا
اشتہار اور رسالے اُردو اور فارسی اور عربی میں دنیا میں شائع کئے اسلئے یہ نشان آسمانی
میرے لئے متعین ہوا۔ دوسری اس پر دلیل یہ ہے کہ بارہ برس پہلے اس نشان کے ظہور سے
خدا تعالیٰ نے اس نشان کے بارے میں مجھے خبر دی تھی کہ ایسا نشان ظہور میں آئیگا اور وہ خبر
براہین احمدیہ میں درج ہو کر قبل اسکے جو یہ نشان ظاہر ہو لاکھوں آدمیوں میں مشتہر ہو چکی تھی۔

اور بڑا افسوس ہے کہ ہمارے مخالف سراسر تعصب سے یہ اعتراض کرتے ہیں اوّل یہ کہ
حدیث کے لفظ یہ ہیں کہ چاند گرہن پہلی رات میں ہوگا اور سورج گرہن بیچ کے دن میں مگر ایسا
نہیں ہوا یعنی انکے زعم کے موافق چاند گرہن شب ہلال کو ہونا چاہئے تھا جو قمری مہینہ کی پہلی
رات ہے اور سورج گرہن قمری مہینے کے پندرھویں دن کو ہونا چاہئے تھا جو مہینے کا بیچوال دن
ہے، مگر اس خیال میں سراسر ان لوگوں کی نا سمجھی ہے کیونکہ دنیا جب سے پیدا ہوئی ہے چاند گرہن کے
لئے تین راتیں خدا تعالیٰ کے قانون قدرت میں مقرر ہیں یعنی تیرھویں۔ چودھویں پندرھویں
اور چاند گرہن کی پہلی رات جو خدا کے قانون قدرت کے مطابق ہے وہ قمری مہینے کی تیرھویں
رات ہے اور سورج کے گرہن کیلئے تین دن خدا کے قانون قدرت میں مقرر ہیں۔ یعنی
قمری مہینے کا ستائیسواں اٹھائیسواں اور انتیسواں دن۔ اور سورج کے تین دن گرہن میں سے
قمری مہینہ کے رو سے اٹھائیسواں ۲۸ دن بیچ کا دن ہے سو انہیں تاریخوں میں عین حدیث
کے منشاء کے موافق سورج اور چاند کا رمضان میں گرہن ہوا۔ یعنی چاند گرہن رمضان کی تیرھویں
رات میں ہوا اور سورج گرہن اسی رمضان کے اٹھائیسویں دن ہوا۔

اور عرب کے محاورہ میں پہلی رات کا چاند قمر کبھی نہیں کہلاتا بلکہ تین دن تک اس کا

نام ہلال ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک سات دن تک ہلال کہلاتا ہے۔ دوسرا یہ اعتراض ہے کہ اگر ہم قبول کریں کہ چاند کی پہلی رات سے مراد تیرھویں رات ہے اور سورج کے بیچ کے دن سے مراد اٹھائیسواں دن ہے تو اس میں خارق عادت کونسا امر ہوا کیا رمضان کے مہینہ میں کبھی چاند گرہن اور سورج گرہن نہیں ہوا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ رمضان کے مہینہ میں کبھی یہ دونوں گرہن جمع نہیں ہوئے بلکہ یہ مطلب ہے کہ کسی مدعی رسالت یا نبوت کے وقت میں کبھی یہ دونوں گرہن جمع نہیں ہوئے جیسا کہ حدیث کے ظاہر الفاظ اسی پر دلالت کر رہے ہیں اگر کسی کا یہ دعویٰ ہے کہ کسی مدعی نبوت یا رسالت کے وقت میں یہ دونوں گرہن رمضان میں کبھی کسی زمانہ میں جمع ہوئے ہیں تو اس کا فرض ہو کہ اس کا ثبوت دے۔ خاص کر یہ امر کس کو معلوم نہیں کہ اسلامی سن یعنی تیرہ سو۱۳۰۰ برس میں کئی لوگوں نے محض افترا کے طور پر مہدی موعود ہونیکا دعویٰ بھی کیا بلکہ لڑائیاں بھی کیں مگر کون ثابت کر سکتا ہے کہ ان کے وقت میں چاند گرہن اور سورج گرہن رمضان کے مہینہ میں دونوں جمع ہوئے تھے اور جب تک یہ ثبوت پیش نہ کیا جائے تب تک بلاشبہ یہ واقعہ خارق عادت ہے کیونکہ خارق عادت اسی کو تو کہتے ہیں کہ اس کی نظیر دنیا میں نہ پائی جائے اور صرف حدیث ہی نہیں بلکہ قرآن شریف نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ دیکھو آیت وخسف القمر وجمع الشمس والقمر✤

تیسرا یہ اعتراض پیش کیا جاتا ہے کہ یہ حدیث مرفوع متصل نہیں ہے۔ صرف امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کا قول ہے اس کا جواب یہ ہے کہ آئمہ اہل بیت کا یہی طریق تھا کہ وہ بوجہ اپنی وجاہت ذاتی کے سلسلہ حدیث کو نام بنام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانا ضروری نہیں سمجھتے تھے انکی یہ عادت شائع متعارف ہے چنانچہ شیعہ مذہب میں صدہا اسی قسم کی حدیثیں موجود ہیں اور خود امام دارقطنی نے اسکو احادیث کے سلسلہ میں لکھا ہی ماسوا اسکے یہ حدیث ایک غیبی امر پر مشتمل ہی جو تیرہ سو۱۳۰۰ برس کے بعد ظہور میں آگیا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس وقت

✤ خدا تعالیٰ نے مختصر لفظوں میں فرما دیا کہ آخری زمانہ کی نشانی یہ ہو کہ ایک ہی مہینہ میں شمس اور قمر کے کسوف خسوف کا اجتماع ہوگا اور اسی آیت کے اگلے حصہ میں فرمایا کہ اس وقت مکذب کو فرار کی جگہ نہیں رہیگی جس سے ظاہر ہے کہ وہ کسوف خسوف مہدی معہود کے زمانہ میں ہوگا خلاصہ یہ ہی کہ چونکہ وہ کسوف خسوف خدا کی پیشگوئی کے مطابق واقع ہوگا اسلئے مکذبوں پر حجت پوری ہوجائیگی منہ

مہدی موعود ظاہر ہوگا۔ اس کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں چاند گرہن تیرھویں رات کو ہوگا اور اسی مہینہ میں سورج گرہن اٹھائیسویں دن ہوگا اور ایسا واقعہ کسی مدعی کے زمانہ میں بجز مہدی معہود کے زمانہ میں پیش نہیں آئیگا اور ظاہر ہے کہ ایسی کھلی کھلی غیب کی بات بتلانا بجز نبی کے اور کسی کا کام نہیں ہے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے لا یظھر علیٰ غیبہ احدًا الّا من ارتضیٰ من رسول یعنی خدا اپنے غیب پر بجز برگزیدہ رسولوں کے کسی کو مطلع نہیں فرماتا۔ پس جبکہ یہ پیشگوئی اپنی معنوں کی رو سے کامل طور پر پوری ہو چکی تو اب یہ کچے بہانے ہیں کہ حدیث ضعیف ہے یا امام محمد باقر کا قول ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ لوگ ہرگز نہیں چاہتے کہ کوئی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری ہو یا کوئی قرآن شریف کی پیشگوئی پوری ہو۔ دنیا ختم ہونے تک پہنچ گئی مگر بقول ان کے اب تک آخری زمانہ کے متعلق کوئی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اور اس حدیث سے بڑھکر اور کونسی حدیث صحیح ہوگی جس کے سر پر محدثین کی تنقید کا بھی احسان نہیں بلکہ اُس نے اپنی صحت کو آپ ظاہر کرکے دکھلا دیا کہ وہ صحت کے اعلیٰ درجہ پر ہے۔* خدا کے نشانوں کو قبول نہ کرنا یہ اور بات ہے ورنہ یہ عظیم الشان نشان ہے جو مجھ سے پہلے ہزاروں علماء اور محدثین اس کے وقوع کے امیدوار تھے اور منبروں پر چڑھ چڑھ کر اور رو رو کر اسکو یاد دلایا کرتے تھے۔ چنانچہ سب سے آخر مولوی محمد لکھوکے والے اسی زمانہ میں اسی گرہن کی نسبت اپنی کتاب احوال الآخرت میں ایک شعر لکھ گئے ہیں جس میں مہدی معہود کا وقت بتایا ہے اور وہ یہ ہے:۔

تیرھویں چند ستیھویں† سورج گرہن ہوسی اُس سالے ۔ اندر ماہ رمضانے لکھیا ایک روایت والے

پھر دوسرے بزرگ جن کا شعر صدہا سال سے مشہور چلا آتا ہے یہ لکھتے ہیں:۔

در سن غاشی ہجری[۱۳۱۱] دو قران خواہد بود ۔ از پے مہدی و دجّال نشاں خواہد بود

یعنی چودھویں صدی[۱۳۱۱] میں جب چاند اور سورج کا ایک ہی مہینہ میں گرہن ہوگا تب وہ مہدی معہود اور دجال کے ظہور کا ایک نشان ہوگا۔ اس شعر میں ٹھیک سن کسوف خسوف درج ہوا ہے

* فانھا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور۔ منہ

† شعر میں ستائیسویں کا لفظ سہو کاتب ہے یا خود مولوی صاحب سے بباعث بشریت سہو ہو گیا ہے ورنہ جس حدیث کا یہ شعر ترجمہ ہے اسمیں بجائے ستائیس کے اٹھائیسویں تاریخ ہے۔ منہ

۳۔ تیسرا نشان ذو السنین ستارہ کا نکلنا ہے جسکے طلوع ہونیکا زمانہ مسیح موعود کا وقت مقرر تھا اور مدت ہوئی کہ وہ طلوع ہو چکا ہے اسی کو دیکھ کر عیسائیوں کے بعض انگریزی اخبارات میں شائع ہوا تھا کہ اب مسیح کے آنے کا وقت آگیا۔

۴۔ چوتھا نشان ایک نئی سواری کا نکلنا ہے جو مسیح موعود کے ظہور کی خاص نشانی ہو جیسا کہ قرآن شریف میں لکھا ہے وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ یعنی آخری زمانہ وہ ہے جب اُونٹنیاں بیکار ہو جائیں گی اور ایسا ہی حدیث مسلم میں ہے ولیترکن القلاص فلا یسعٰے علیہا یعنی اس زمانہ میں اونٹنیاں بیکار ہو جائیں گی اور کوئی ان پر سفر نہیں کرے گا۔ ایام حج میں مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف اونٹنیوں پر سفر ہوتا ہے اب وہ دن بہت قریب ہے کہ اس سفر کیلئے ریل طیار ہو جائیگی تب اس سفر پر یہ صادق آئیگا کہ لیترکن القلاص فلا یسعٰے علیہا۔

۵۔ پانچواں نشان حج کا بند ہونا ہے جو صحیح حدیث میں آچکا ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں حج کرنا کسی مدت تک بند ہو جائیگا۔ سو باعث طاعون ۹۹ء تا ۹۰۰ء وغیرہ میں یہ نشان بھی ظہور میں آگیا۔

۶۔ چھٹا نشان کتابوں اور نوشتوں کا بکثرت شائع ہونا جیسا کہ آیت وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ باعث چھاپہ کی کلوں کے جس قدر اس زمانہ میں کثرت اشاعت کتابوں کی ہوئی ہے اس کے بیان کی ضرورت نہیں۔

۷۔ نشان کثرت سے نہریں جاری کئے جانا جیسا کہ آیت وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ سے ظاہر ہوتا ہے پس اسمیں کیا شک ہے کہ اس زمانہ میں اس کثرت سے نہریں جاری ہوئی [illegible] کی کثرت سے دریا خشک ہوئے جاتے ہیں۔

۸۔ آٹھواں نشان نوع انسان کی باہمی تعلقات کا بڑھنا اور ملاقاتوں کا طریق سہل ہو جانا ہے جیسا کہ آیت وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ سے ظاہر ہے سو بذریعہ ریل اور تار کے یہ امر ایسا ظہور میں آیا ہے کہ گویا دنیا بدل گئی ہے۔

۹۔ نواں نشان۔ زلزلوں کا متواتر آنا اور سخت ہونا ہے جیسا کہ آیت یَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَۃُ

تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ؕ سے ظاہر ہے سو غیر معمولی زلزلے دنیا میں آرہے ہیں۔

۱۰- دسواں نشان طرح طرح کی آفات سے اس زمانہ میں انسانوں کا کثرت سے ہلاک ہونا ہے جیسا کہ قرآن شریف کی اس آیت کا مطلب ہے وان من قریۃ الّا نحن مھلکوھا قبل یوم القیمۃ او معذّبوھا۔ ترجمہ۔ کوئی ایسی بستی نہیں جس کو ہم قیامت سے کچھ مدت پہلے ہلاک نہیں کرینگے یا کسی حد تک اس پر عذاب وارد نہیں کرینگے سو یہی وہ زمانہ ہے کیونکہ طاعون اور زلزلوں اور طوفان اور آتش فشاں پہاڑوں کے صدمات اور باہمی جنگوں سے لوگ ہلاک ہو رہے ہیں اور اسقدر اسباب موت کے اس زمانہ میں جمع ہوئے ہیں اور اس شدت سے وقوع میں آئے ہیں کہ اس مجموعی حالت کی نظیر کسی پہلے زمانہ میں پائی نہیں جاتی۔

۱۱- گیارھواں نشان دانیال نبی کی کتاب میں مسیح موعود کے ظہور کا زمانہ وہی لکھا ہے جس میں خدا نے مجھے مبعوث فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ اسوقت بہت لوگ پاک کئے جائیں گے اور سفید کئے جائینگے اور آزمائے جائیں گے لیکن شریر شرارت کرتے رہیں گے اور شریروں میں سے کوئی نہیں سمجھیگا پر دانشور سمجھیں گے اور جس وقت سے دائمی قربانی موقوف کی جائیگی اور مکروہ چیز جو خراب کرتی ہے قائم کی جائیگی ایک ہزار دوسو نوے دن ہونگے۔* مبارک وہ جو انتظار کرتا ہے اور ایک ہزار تین سو پینتیس (۱۲۹۰ ، ۱۳۳۵) روز تک آتا ہے۔ اس پیشگوئی میں مسیح موعود کی خبر ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا سو دانیال نبی نے اس کا یہ نشان دیا ہے کہ اسوقت سے جو یہود اپنی رسم قربانی سوختنی✝ کو چھوڑ دیں گے اور بدچلنیوں میں مبتلا ہو جائیں گے ایک ہزار دو سو نوے سال ہونگے جب مسیح موعود ظاہر ہوگا سو اس عاجز کے ظہور کا یہی وقت تھا کیونکہ میری کتاب براہین احمدیہ صرف چند سال بعد میرے مامور اور مبعوث ہونیکے چھپ کر شائع ہوئی ہے اور یہ عجیب امر ہے اور میں اسکو خدا تعالیٰ کا ایک نشان سمجھتا ہوں کہ ٹھیک بارہ سو نوے (۱۲۹۰) ہجری میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عاجز شرف مکالمہ

✝ حاشیہ۔ یہود اپنی کتابوں کی تعلیم کے موافق قربانی سوختنی کے پابند تھے جو ہیکل کے آگے بکرے ذبح کرکے آگ پر جلاتے تھے اسمیں شریعت کا راز یہ تھا کہ اسی طرح انسان کو خدا تعالیٰ کے آگے اپنے نفس کی قربانی دینی چاہیے اور نفسانی

* دن سے مراد دانیال کی کتاب میں سال ہے اور اس جگہ وہ نبی ہجری سال کی طرف اشارہ کرتا ہے جو اسلامی فتح اور غلبہ کا پہلا سال ہے۔

و مخاطبہ پا چکا تھا پھر سات سال بعد کتاب براہین احمدیہ جس میں میرا دعویٰ مسطور ہے تالیف ہو کر
شائع کی گئی جیسا کہ میری کتاب براہین احمدیہ کے سرورق پر یہ شعر لکھا ہوا ہے ؎

از بس کہ یہ مغفرت کا دکھلاتی ہے راہ
تاریخ بھی یا غفور نکلی واہ واہ (۱۲۹۷)

سو دانیال نبی کی کتاب میں جو ظہور مسیح موعود کیلئے بارہ سو نوے (۱۲۹۰) برس لکھے ہیں ۔ اس کتاب
براہین احمدیہ میں جس میں میری طرف سے مامور اور منجانب اللہ ہونے کا اعلان ہے صرف سات برس
اس تاریخ سے زیادہ ہیں جنکی نسبت میں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ ان سات برس سے
پہلے کا ہی یعنی بارہ سو نوے کا ۔ پھر آخری زمانہ اس مسیح موعود کا دانیال تیرہ سو پینتیس برس لکھتا ہے
جو خدا تعالیٰ کے اس الہام سے مشابہ ہے جو میری عمر کی نسبت بیان فرمایا ہے اور یہ پیشگوئی ظنی نہیں ہے
کیونکہ حضرت عیسیٰ کی پیشگوئی جو مسیح موعود کے بارہ میں انجیل میں ہے اس کا اس سے توارد ہو گیا ہے اور
وہ بھی یہی زمانہ مسیح موعود کا قرار دیتی ہے چنانچہ اس میں مسیح موعود کے زمانہ کی یہ علامتیں لکھی ہیں ۔
کہ ان دنوں میں طاعون پڑے گی زلزلے آئیں گے لڑائیاں ہوں گی اور چاند اور سورج کا کسوف
خسوف ہو گا ۔ پس اس میں کیا شک ہے کہ جس زمانہ کے آثار انجیل ظاہر کرتی ہے اُسی زمانہ
کی دانیال بھی خبر دیتا ہے اور انجیل کی پیشگوئی دانیال کی پیشگوئی کو قوت دیتی ہے ۔
کیونکہ وہ سب باتیں اس زمانہ میں وقوع میں آ گئی ہیں اور ساتھ ہی یہود و نصاریٰ کی وہ پیشگوئی
جو بائیبل میں سے استنباط کی گئی ہے اسکی مؤید ہے اور وہ یہ کہ مسیح موعود آدم کی تاریخ پیدائش

جذبات اور سرکشیوں کو جلا دینا چاہیئے اس قربانی کا عملدرآمد کیا ظاہری طور پر اور کیا باطنی طور پر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے عہد مبارک میں یہود نے ترک کر دیا تھا اور دوسری مکروہات میں مبتلا ہو گئے تھے جیسا کہ ظاہر ہے پس
جب حقیقی سوختنی قربانی یہود نے ترک کر دی جس سے مراد خدا کی راہ میں اپنا نفس قربان کرنا اور جذبات نفسانیہ کو
جلا دینا ہے تب خدا تعالیٰ کے قہری عذاب نے جسمانی قربانی سے بھی ان کو محروم کر دیا ۔ پس یہود کی پوری بدچلنی کا وہ زمانہ تھا
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث فرمائے گئے اسی زمانہ میں یہود کا پورا استیصال ہوا اور اسلامی قربانیاں جو حج
بیت اللہ میں خانہ کعبہ کے سامنے کیجاتی ہیں یہ دراصل انہیں قربانیوں کے قائم مقام ہیں جو یہود بیت المقدس کے سامنے
کرتے تھے صرف فرق یہ ہے کہ اسلام میں سوختنی قربانی نہیں یہود ایک سرکش قوم تھی ان کیلئے نفسانی جذبات کو جلا دینا
ضروری سمجھ کر یہ نشان ظاہری قربانی میں رکھا گیا تھا اسلام کیلئے اس نشان کی ضرورت نہیں صرف اپنے تئیں خدا
کی راہ میں قربان کر دینا کافی ہے ۔

سے چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہوگا چنانچہ قمری حساب کے رو سے جو اصل حساب اہل کتاب کا ہے میری ولادت چھٹے ہزار کے آخر میں تھی اور چھٹے ہزار کے آخر میں مسیح موعود کا پیدا ہونا ابتدا سے ارادہ الٰہی میں مقرر تھا کیونکہ مسیح موعود خاتم الخلفاء ہے اور آخر کو اول سے مناسبت چاہئے اور چونکہ حضرت آدم بھی چھٹے دن کے آخر میں پیدا کئے گئے ہیں اس لئے بلحاظ مناسبت ضروری تھا کہ آخری خلیفہ جو آخری آدم ہے وہ بھی چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہو وجہ یہ کہ خدا کے سات دنوں میں سے ہر ایک دن ہزار برس کے برابر ہے جیسا کہ خود وہ فرماتا ہے۔ اِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ اور احادیث صحیحہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود چھٹے ہزار میں پیدا ہوگا✤ اسی لئے تمام اہل کشف مسیح موعود کا زمانہ قرار دینے میں چھٹے ہزار برس سے باہر نہیں گئے اور زیادہ سے زیادہ اُس کے ظہور کا وقت چودھویں صدی ہجری لکھا ہے* اور اہل اسلام کے اہل کشف نے مسیح موعود کو جو آخری خلیفہ اور خاتم الخلفاء ہے صرف اس بات میں ہی آدم سے مشابہ قرار نہیں دیا کہ آدم چھٹے دن کے آخر میں پیدا ہوا اور مسیح موعود چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہوگا بلکہ اس بات میں بھی مشابہ قرار دیا ہے کہ آدم کی طرح وہ بھی جمعہ کے دن پیدا ہوگا اور اسکی پیدائش بھی توام کے طور پر ہوگی جیسا کہ آدم توام کے طور پر پیدا ہوا تھا پہلے آدم اور بعد میں حوا۔ ایسا ہی مسیح موعود بھی توام کے طور پر پیدا ہوگا سو الحمد للہ والمنۃ کہ متصوفین کی اس پیش گوئی کا میں مصداق ہوں۔ میں بھی جمعہ کے روز بوقت صبح توام پیدا ہوا تھا صرف یہ فرق ہوا کہ پہلے لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا وہ چند روز کے بعد جنت میں چلی گئی اور بعد اُس کے میں پیدا ہوا۔ اور اس پیش گوئی کو شیخ محی الدین ابن عربی نے بھی اپنی کتاب فصوص میں لکھا ہے اور لکھا ہے کہ وہ چینی الاصل ہوگا** بہرحال یہ تینوں پیش گوئیاں ایک دوسری کو قوت دیتی ہیں۔ اور باعث تظاہر کے یقین کی حد تک پہنچ گئی ہیں جن سے کوئی عقلمند انکار نہیں کر سکتا۔

✤ خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر فرمایا ہے کہ سورۃ والعصر کے حروف حساب جمل کے رو سے ابتدائے آدم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک جس قدر برس گذر چکے ہیں اُن کی تعداد ظاہر کرتے ہیں - سورۃ والعصر کی رو سے جب اس زمانہ تک حساب لگایا جائے تو معلوم ہوگا کہ اب ساتواں ہزار لگ گیا ہے اور اسی حساب کے رو سے میری پیدائش چھٹے ہزار میں ہوئی ہے کیونکہ میری عمر اس وقت قریباً ۷۰ سال کی ہے منہ

* دیکھو حجج الکرامہ تالیف نواب صدیق حسن خاں صاحب (بھوپال) منہ

** اس سے مطلب یہ ہے کہ اسکے خاندان میں ترک کا خون ملا ہوا ہوگا ہمارا خاندان جو اپنی شہرت کے لحاظ سے مغلیہ خاندان کہلاتا ہے اس پیشگوئی کا مصداق ہے کیونکہ اگرچہ سچ وہی ہے کہ جو خدا نے فرمایا کہ یہ خاندان فارسی الاصل ہے مگر یہ تو یقینی اور مشہود و محسوس ہے کہ اکثر مائیں اور دادیاں ہماری مغلیہ خاندان ہیں اور وہ چینی الاصل ہیں یعنی چین کے رہنے والے۔

۱۲۔ نشان۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی پیشگوئی زلزلوں اور طاعون کی جیسا کہ ابھی لکھا گیا ہے کہ مسیح موعودؑ کا اس وقت ظاہر ہونا ضروری ہے۔ ✤

۱۳۔ نشان۔ چھ ہزار برس کے آخر پر مسیح موعودؑ کے ظاہر ہونیکی پیشگوئی جو بائبل سے استنباط کی گئی ہے۔

۱۴۔ نشان۔ میری نسبت نعمت اللہ ولی کی پیشگوئی جسکے اشعار میں نے اپنی کتاب نشان آسمانی میں نقل کئے ہیں۔

۱۵۔ نشان۔ میری نسبت گلاب شاہ جمالپوری کی پیشگوئی جس کو میں نے ازالہ اوہام میں مفصل لکھدیا ہے۔

۱۶۔ نشان۔ میری نسبت پیر صاحب العلم سندھی نے جس کے ایک لاکھ مرید تھے اور وہ اپنی نواح میں مشہور بزرگ تھے خواب میں دیکھا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سچا ہے اور ہماری طرف سے ہے۔ اس خواب کو میں تحفہ گولڑویہ میں شائع کر چکا ہوں اسلئے تفصیل کی ضرورت نہیں۔

۱۷۔ نشان۔ مولوی صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید کا الہام کہ یہ شخص حق پر ہے اور مسیح موعود بھی ہے۔ اور اس کے ساتھ کئی متواتر خوابیں تھیں جنہوں نے مولوی صاحب موصوف کو وہ استقامت بخشی کہ آخر انہوں نے میری تصدیق کیلئے کابل کی سرزمین میں امیر کابل کے حکم سے جان دی۔ انکو کئی مرتبہ امیر نے فہمائش کی کہ اس شخص کی بیعت چھوڑ دو تو پہلے سے بھی زیادہ آپ کی عزت کی جائے گی مگر انہوں نے کہا کہ میں جان کو ایمان پر مقدم نہیں رکھ سکتا آخر انہوں نے اس راہ میں جان دی اور کہا کہ اس راہ میں خدا کی رضامندی کے لئے جان دینا پسند کرتا ہوں تب وہ پتھروں سے سنگسار کئے گئے اور ایسی استقامت دکھلائی کہ ایک آہ بھی اُن کے منہ سے نہ نکلی اور چالیس دن تک ان کی نعش پتھروں میں پڑی رہی اور پھر ایک مرید احمد نور نام نے انکی لاش دفن کی اور بیان کیا گیا ہے کہ اُن کی قبر سے اب تک مشک کی خوشبو آتی ہے۔ اور ایک بال ان کا اس جگہ پہنچایا گیا جس سے اب تک مشک کی خوشبو آتی ہے اور ہمارے بیت الدعا کے ایک گوشہ میں ایک شیشہ میں آویزاں ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر یہ کاروبار محض ایک مفتری کا فریب تھا تو شہید مرحوم کو اتنے دور دراز فاصلہ پر سے کیوں میری سچائی کے بارہ میں الہام ہوئے اور کیوں متواتر خوابیں آئیں۔ وہ تو میرے نام سے بھی بےخبر تھے محض خدا نے

✤ ایک پادری صاحب لکھتے ہیں کہ طاعون اور زلزلوں کا آنا مسیح موعود ہونے کیلئے کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ تاریخ سے پتہ لگتا ہے کہ ایسے زلزلے اور ایسی طاعون ہمیشہ دنیا میں ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ اسکا جواب یہ ہے کہ یہ زلزلے اور یہ طاعون بلاشبہ پنجاب اور ہندوستان میں غیر معمولی ہیں۔ صدہا برس تک بھی اسکا پتہ نہیں لگتا اور کیا باعتبار کمیت اور کیا باعتبار کیفیت یہ طاعون اور زلزلے خارق عادت ہیں اگر پادری صاحب کو انکار ہے تو اسکی کوئی نظیر پیش کریں ماسوا اسکے اگر پہلے دنیا میں طاعون ہوتی رہی ہے اور زلزلے آتے رہے ہیں اور لڑائیاں ہوتی رہی ہیں تو اسوقت مسیح موعود ہونیکا کوئی مدعی موجود نہ تھا۔ پس جبکہ ایسے غیر معمولی زلزلوں اور طاعون سے پہلے ایک مدعی مسیحیت موجود ہوگیا اور بعد اس کے یہ سب علامتیں انجیل کے موافق ظہور میں آئیں تو کیوں اُس سے انکار کیا جاوے ہاں آسمان کے ستارے زمین پر نہیں گرے سو اس کا جواب ہیئت دانوں سے پوچھ لو کہ کیا ستاروں کے گرنے سے انسان اور حیوان زندہ رہ سکتے ہیں + منہ

اُن کو میری خبر دی کہ پنجاب میں مسیح موعود پیدا ہوگیا تب انہوں نے پنجاب کی خبروں کی تفتیش شروع کی اور جب یہ پتہ مل گیا کہ درحقیقت ایک شخص قادیان متعلقہ پنجاب ضلع گورداسپور میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تب سب کچھ چھوڑ کر میری طرف بھاگے اور قریباً دو ماہ یہاں رہے اور پھر وہ ایسی پر شریر مخبروں کی مخبری سے گرفتار کئے گئے اور جب گرفتاری کے بعد کہا گیا کہ اپنی بیوی اور بچوں سے ملاقات کر لو تو کہا کہ اب مجھ کو ان کی ملاقات کی ضرورت نہیں میں اُن کو خدا کے حوالہ کرتا ہوں اور جب حکم سنایا گیا کہ آپ سنگسار کئے جاؤ گے تو کہا میں چالیس دن سے زیادہ مردہ نہیں رہوں گا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ جو خدا کی کتابوں میں لکھا گیا کہ مومن مرنے سے چند روز بعد یا نہایت چالیس دن تک زندہ کیا جاتا اور آسمان کی طرف اُٹھایا جاتا ہے۔ یہ وہی جھگڑا ہے جو اب تک ہم میں اور ہمارے مخالفوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کی نسبت چلا آتا ہے ہم موافق کتاب اللہ کے ان کی رفع روحانی ہونیکے قائل ہیں اور وہ کتاب اللہ کی مخالفت کرکے اور خدا کے حکم قل سبحان ربّی ھل کنت الا بشرًا رسولًا کو پیروں کے نیچے رکھ کر رفع جسمانی ہونیکے قائل ہیں اور مجھے کہتے ہیں کہ یہ دجال ہے کیونکہ لکھا ہے کہ تیس دجال آئینگے وہ نہیں سوچتے کہ اگر تیس دجال آنیوالے تھے تو اس حساب کی رو سے ہر ایک دجال کے مقابل پر تیس مسیح بھی تو چاہئے تھے یہ کیا غضب ہے کہ دجال تو تیس آگئے مگر مسیح ایک بھی نہ آیا یہ اُمت کیسی بدقسمت ہے کہ اُسکے حصہ میں دجال ہی رہ گئے اور سچے مسیح کا منہ دیکھنا ابتک نصیب نہ ہوا حالانکہ اسرائیلی سلسلہ میں تو صدہا نبی آئے تھے۔

غرض جس سلسلہ میں عبد اللطیف شہید جیسے صادق اور علیم خدا نے پیدا کئے جنہوں نے جان بھی اس راہ میں قربان کر دی اور خدا سے الہام پاکر میری تصدیق کی ایسے سلسلہ پر اعتراض کرنا کیا یہ تقویٰ میں داخل ہے ایک پارسا طبع صالح اہل علم کا ایک جھوٹے انسان کیلئے اسقدر عاشقانہ جوش کب ہو سکتا ہے۔

کس بہر کسے سرندہد جاں نفشاند ✽ عشق است کہ ایں کار بصد صدق کناند

عشق است کہ در آتش سوزاں بنشاند | عشق است کہ بر خاکِ مذلت غلطاند
بے عشق دلے پاک شود من نپذیرم | عشق است کزیں دام بیکدم برہاند

صاحبزادہ مولوی عبداللطیف شہید نے اپنے خون کے ساتھ سچائی کی گواہی دی الاستقامت فوق الکرامت مگر آجکل کے اکثر علماء کا یہ قاعدہ ہے کہ دو دو روپیہ سے ان کے فتوے بدل جاتے ہیں اور ان کی باتیں خدا کے خوف سے نہیں بلکہ نفس کے جوش سے ہوتی ہیں۔ لیکن عبداللطیف شہید مرحوم وہ صادق اور متقی خدا کا بندہ تھا جس نے خدا کی راہ میں نہ اپنی بیوی کی پرواہ کی نہ بچوں کی نہ اپنی جان عزیز کی۔ یہ لوگ ہیں جو حقانی علماء ہیں جنکے اقوال اور اعمال پیروی کے لائق ہیں جنہوں نے آخیر تک خدا کی راہ میں اپنا صدق نباہ دیا۔

از بندگانِ نفس رہ آں یگاں مپرس | ہر جا کہ گرد خاست سواری دراں بجو
آں کس کہ ہست از پئے آں یار بیقرار | رو صحبتش گزیں کہ قراری دراں بجو
بر آستاں آنکہ زخود رفت بہر یار | چوں خاک باش مرضیٔ یارے دراں بجو
مرداں تلخ کامی وحرقت بدو رسند | حرقت گزیں فتح حصاری دراں بجو
بر مسند غرور نشستن طریق نیست | ایں نفس دوں بسوز نگاری دراں بجو

۱۸۔ نشان۔ خدا تعالیٰ کا یہ قول ہے۔ ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین۔ یعنی اگر یہ نبی ہماری پر افترا کرتا تو ہم اس کو دہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے پھر اس کی وہ رگ کاٹ دیتے جو جان کی رگ ہے۔ یہ آیت اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازل ہوئی ہے لیکن اسکے معنوں میں عموم ہے جیسا کہ تمام قرآن شریف میں یہی محاورہ ہے کہ بظاہر اکثر امر و نہی کے مخاطب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے ہیں لیکن اُن احکام میں دوسرے بھی شریک ہوتے ہیں یا وہ احکام دوسروں کیلئے ہی ہوتے ہیں جیسا کہ یہ آیت ولا تقل لھما اُفٍّ ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریما یعنی اپنے والدین کو بیزاری کا کلمہ مت کہو اور ایسی باتیں اُن سے نہ کر جنمیں انکی بزرگواری کا لحاظ نہ ہو۔ اس آیت کے مخاطب تو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لیکن دراصل مرجع کلام اُمت کی طرف ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد اور والدہ آپ کی خوردسالی میں ہی فوت ہو چکے تھے اور اس حکم میں ایک راز بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس آیت سے ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ تو اپنے والدین کی عزت کر اور ہر ایک بول چال میں اُن کے بزرگانہ مرتبہ کا لحاظ رکھ تو پھر دوسروں کو اپنے والدین کی کس قدر تعظیم کرنی چاہیئے اور اسی کی طرف یہ دوسری آیت اشارہ کرتی ہے۔ وقضٰی ربّک الّا تعبدوا الّا ایّاہ وبالوالدین احسانا یعنی تیرے رب نے چاہا ہے کہ تو فقط اُسی کی بندگی کر اور والدین سے احسان کر۔ اس آیت میں بت پرستوں کو جو بُت کی پُوجا کرتے ہیں سمجھایا گیا ہے کہ بُت کچھ چیز نہیں ہیں اور بتوں کا تم پر کچھ احسان نہیں ہے اُنہوں نے تمہیں پیدا نہیں کیا اور تمہاری خوردسالی میں وہ تمہارے متکفل نہیں تھے۔ اور اگر خدا جائز رکھتا کہ اُس کے ساتھ کسی اور کی بھی پرستش کی جائے تو یہ حکم دیتا کہ تم والدین کی بھی پرستش کرو کیونکہ وہ بھی مجازی رب ہیں اور ہر ایک شخص طبعاً یہاں تک کہ درند چرند بھی اپنی اولاد کو ان کی خوردسالی میں ضائع ہونے سے بچاتے ہیں پس خدا کی ربوبیت کے بعد ان کی بھی ایک ربوبیت ہے۔ اور وہ جوش ربوبیت کا بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

اس جملہ معترضہ کے بعد پھر ہم اصل کلام کی طرف رجوع کر کے کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جو فرمایا کہ اگر وہ ہمارے پر کچھ افترا کرتا تو ہم اس کو ہلاک کر دیتے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صرف خدا تعالےٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ غیرت اپنی ظاہر کرتا ہے کہ اگر آپ مفتری ہوتے تو آپ کو ہلاک کر دیتا۔ مگر دوسروں کی نسبت یہ غیرت نہیں ہے۔ اور دوسرے خواہ کیسا ہی خدا پر افترا کریں اور جھوٹے الہام بنا کر خدا کی طرف منسوب کر دیا کریں اُن کی نسبت خدا کی غیرت جوش نہیں مارتی یہ خیال جیسا کہ غیر معقول ہے ایسا ہی خدا کی تمام کتابوں کے برخلاف بھی ہے۔ اور اب تک توریت میں بھی یہ فقرہ موجود ہے

جو شخص خدا پر افترا کریگا اور جھوٹا دعویٰ نبوت کا کرے گا وہ ہلاک کیا جاویگا - علاوہ اس کے قدیم سے علماء اسلام لو تقوّل علینا کو عیسائیوں اور یہودیوں کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کے لئے بطور دلیل پیش کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ جب تک کسی بات میں عموم نہ ہو وہ دلیل کا کام نہیں دے سکتی - بھلا یہ کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر افترا کرتے تو ہلاک کئے جاتے اور تمام کام بگڑ جاتا لیکن اگر کوئی دوسرا افترا کرے تو خدا ناراض نہیں ہوتا بلکہ اُس سے پیار کرتا ہے اور اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی زیادہ مہلت دیتا ہے اور اسکی نصرت اور تائید کرتا ہے اس کا نام تو دلیل نہیں رکھنا چاہئے بلکہ یہ تو ایک دعویٰ ہے کہ جو خود دلیل کا محتاج ہے - افسوس میری عداوت کیلئے ان لوگوں کی کہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کے نشانوں پر بھی حملے کرنے لگے چونکہ ان لوگوں کو معلوم ہے کہ میرے اس دعوے وحی اور الہام پر پچیس سال سے زیادہ گزر چکے ہیں جو آنحضرتؐ کے ایام بعثت سے بھی زیادہ ہیں کیونکہ وہ تئیس برس تھے اور یہ تیس سال کے قریب٭ اور ابھی معلوم نہیں کہ کہاں تک خدا تعالیٰ کے علم میں میرے ایام دعوت کا سلسلہ ہے اسلئے یہ لوگ باوجود مولوی کہلانیکے یہ کہتے ہیں کہ ایک خدا پر افترا کرنیوالا اور جھوٹا ملہم بننے والا اپنے ابتداء افترا سے تیس سال تک بھی زندہ رہ سکتا ہے اور خدا اسکی نصرت اور تائید کر سکتا ہے اور اسکی کوئی نظیر پیش نہیں کرتے اے بیباک لوگو! جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے جو کچھ خدا نے اپنے لطف و کرم سے میرے ساتھ معاملہ کیا یہاں تک کہ اس مدت دراز میں ہر ایک دن میرے لئے ترقی کا دن تھا۔ اور ہر ایک مقدمہ جو میرے تباہ کرنے کیلئے اُٹھایا گیا خدا نے دشمنوں کو رسوا کیا۔ اگر اس مدّت اور اس تائید اور نصرت کی تمہارے پاس کوئی نظیر ہے تو پیش کرو ورنہ بموجب آیت لو تقوّل علینا یہ نشان بھی ثابت ہو گیا اور تم اس سے پوچھے جاؤ گے۔

۱۹- اُنیسواں نشان یہ ہے کہ خواجہ غلام فرید صاحب نے جو نواب بہاولپور کے پیر تھے میری تصدیق کے لئے ایک خواب دیکھا جسکی بنا پر میری محبت خدا تعالیٰ نے انکے دل میں ڈال دی اور اسی بنا پر

٭ یہ یاد رہے کہ اگر یہ زمانہ الہام کا اس تاریخ سے لیا جائے جب اوّل حصہ براہین احمدیہ کا لکھا گیا تھا تب تو اس سال سے عمر الہام کے زمانہ کو تیس برس کے قریب ہوتے ہیں اور جب براہین احمدیہ سے کچھ مدت پہلے کا زمانہ لیا جائے جب سے الہام شروع ہوا تب تیس سال پورے ہو گئے ہیں۔ منہ

کتاب اشارات فریدی میں جو خواجہ صاحب موصوف کے ملفوظات ہیں جابجا خواجہ صاحب
موصوف میری تصدیق فرماتے ہیں اہل فقر کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ ظاہری جھگڑاوں میں
بہت کم پڑتے ہیں اور جو کچھ خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کو بذریعہ خواب یا کشف یا الہام پتہ ملتا
ہے اس پر ایمان لاتے ہیں۔ پس چونکہ خواجہ غلام فرید صاحب پیر صاحب العلم کی طرح پاک باطن تھے
اس لئے خدا نے ان پر میری سچائی کی حقیقت کھول دی اور کئی مولوی جیسے مولوی غلام دستگیر خواجہ
صاحب کو میرا مکذب بنانے کیلئے آپکے گاؤں میں پہنچے جیسا کہ کتاب اشارات فریدی میں خواجہ صاحب
نے خود یہ حالات بیان کئے ہیں اور بعض غزنویوں کا بھی خواجہ صاحب موصوف کے پاس خط پہنچا
مگر آپنے کسی کی بھی پروا نہیں کی اور ان خشک ملاؤں کو ایسے دندان شکن جواب دیئے کہ وہ ساکت
ہو گئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے آپکا خاتمہ مصدق ہونیکی حالت میں ہؤا۔ چنانچہ وہ خطوط جو
آپنے میری طرف لکھے ان سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے کس قدر میری محبت اُن کے
دل میں ڈال دی تھی اور کس قدر اپنے فضل سے میرے بارہ میں ان کو معرفت بخش دی تھی
خواجہ صاحب نے اپنی کتاب اشارات فریدی میں مخالفوں کے حملوں کا جابجا جواب دیا ہے
جیسا کہ ایک جگہ اشارات فریدی میں لکھا ہے کہ کسی نے خواجہ صاحب موصوف کی خدمت میں
عرض کی کہ آتھم میعاد کے بعد مرا۔ انہوں نے میرا نام لیکر فرمایا کہ اس بات کی کیا پرواہ ہے
میں جانتا ہوں کہ آتھم اُنہیں کے نفس سے مرا ہے یعنی انہیں کی توجہ اور عقد ہمت نے آتھم
کا خاتمہ کر دیا ✽ اور کسی نے میری نسبت آپ کو کہا کہ ہم ان کو مہدی معہود کیونکر مان لیں کیونکہ
مہدی موعود کی ساری علامتیں جو حدیثوں میں لکھی ہیں ان میں پائی نہیں جاتیں تب خواجہ صاحب
اس کلمہ پر ناراض ہوئے اور فرمایا کہ یہ تو کہو کہ تمام قرار دادہ نشان جو لوگوں نے پہلے سے سمجھ
رکھے تھے کس نبی یا رسول میں سب کے سب پائے گئے اگر ایسا وقوع میں آتا تو کیوں بعض کافر
رہتے اور بعض ایمان لاتے یہی سنت اللہ ہے کہ جو جو علامتیں پیشگوئیوں میں کسی آنے والے
نبی کے بارہ میں لکھی جاتی ہیں وہ تمام باتیں اپنے ظاہری الفاظ کے ساتھ ہرگز پوری نہیں ہوتیں

✽ میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ آتھم کی نسبت جو پیشگوئی تھی وہ اپنے مفہوم کے مطابق پوری ہو گئی اگر آتھم لوگوں کے روبرو
جو ستر۷۰ یا اسّی۸۰ تھے دجال کہنے سے رجوع نہ کرتا تو اسوقت کہہ سکتے تھے کہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی مگر جبکہ آتھم نے رجوع کر لیا
تو ضرور تھا کہ وہ شرط کا فائدہ اُٹھاتا بلکہ اگر آتھم باوجود اسقدر رجوع کے جو اس نے اپنی عزت اور حشمت کی کچھ پرواہ نہ کرکے
مجمع میں ہی رجوع کیا پھر بھی پندرہ۱۵ مہینہ کے اندر مرجاتا تو خدا تعالیٰ کے وعدہ پر اعتراض ہوتا تب کہہ سکتے کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی مگر اب باوجود رجوع کے پھر اعتراض کرنا ان لوگوں کا کام ہے جنکو دین اور دیانت سے کچھ
سروکار نہیں۔ ہاں جب آتھم پندرہ۱۵ مہینہ کے گذرنے کے بعد شوخ چشم ہوگیا اور خدا تعالیٰ کے احسان کا شکر گذار نہ رہا۔ تب ایک دوسری پیشگوئی کے مطابق میرے آخری اشتہار سے پندرہ۱۵ مہینہ کے اندر مرگیا بہرحال اسکی موت
پندرہ مہینہ سے باہر نہ نکل سکی۔ چنانچہ ایک عقلمند نے باوجود عیسائی ہونے کے اقرار کیا ہے کہ آتھم کی نسبت جو پیشگوئی تھی وہ نہایت صفائی سے پوری ہوگئی۔ اور انکار ہٹ دھرمی ہے۔ منہ

بعض جگہ استعارات ہوتے ہیں بعض جگہ خود اپنی سمجھ میں فرق پڑ جاتا ہے۔ اور بعض جگہ پرانی باتوں میں کچھ تحریف ہو جاتی ہے اس لئے تقویٰ کا طریق یہ ہے کہ جو باتیں پوری ہو جائیں اُن سے فائدہ اُٹھائیں اور وقت اور ضرورت کو مدنظر رکھیں اور اگر تمام مقرر کردہ علامتوں کو اپنی سمجھ سے مطابق کرنا ضروری ہوتا تو تمام نبیوں سے دست بردار ہونا پڑتا اور انجام اسکا بجز محرومی اور بے ایمانی کے کچھ نہ ہوتا۔ کیونکہ کوئی بھی ایسا نبی نہیں گذرا جس پر تمام قرار دادہ علامتیں ظاہری طور پر صادق آ گئی ہوں۔ کوئی نہ کوئی کسر رہ گئی ہے۔ یہودی پہلے مسیح کی نسبت یعنی حضرت عیسٰی کی نسبت کہتے تھے کہ وہ اس وقت آئیگا کہ جب پہلے اس سے الیاس نبی دوبارہ زمین پر آجائیگا۔ پس کیا الیاس آ گیا؟ ایسا ہی یہودیوں کا اس بات پر اصرار تھا کہ آنیوالا خاتم الانبیاء بنی اسرائیل میں سے ہوگا پس کیا وہ بنی اسرائیل میں سے ظاہر ہوا؟ پھر جبکہ یہودیوں کے خیال کے موافق جسپر ان کے تمام نبیوں کا اتفاق تھا خاتم الانبیاء بنی اسرائیل میں سے نہیں آیا۔ پھر اگر مہدی موعود فاطمی یا عباسی خاندان سے ظاہر نہ ہوا تو اسمیں کونسی تعجب کی جگہ ہے۔ خدا کی پیشگوئی میں کئی اسرار مخفی ہوتے ہیں۔ اور امتحان بھی منظور ہوتا ہے*

پس جبکہ یہودی اپنے خیالات پر زور دینے سے ایمان سے محروم رہے تو مسلمانوں کے لئے یہ عبرت پکڑنے کا مقام ہے کیونکہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ آخری زمانہ میں مسلمانوں میں سے بعض یہودی ہو جائینگے یعنی یہودیوں کی عادت اختیار کرینگے اور انکے قدم پر چلیں گے جیسا کہ لکھا ہے کہ اگر کسی یہودی نے اپنی ماں سے بھی زنا کیا ہوگا تو وہ بھی کریں گے۔ پس کس قدر خوف کا مقام ہے اکثر یہودیوں نے صرف اس سبب سے حضرت عیسٰے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبول نہیں کیا کہ اس بات کو انہوں نے اپنا فرض سمجھا کہ جب تک ساری علامتیں اور ساری نشانیاں اُن میں اپنے خیال کے موافق پوری ہوتی نہ دیکھ لیں تب تک ماننا ناجائز ہے۔ اور آخر کفر کے گڑھے میں گر گئے اور اس بات پر اب تک اڑے ہوئے ہیں کہ پہلے الیاس آنا چاہیئے پھر مسیح اور خاتم الانبیاء بنی اسرائیل میں سے چاہیئے۔ غرض خواجہ غلام فرید صاحب کو خدا تعالیٰ نے

* حدیثوں کو خوب غور کر کے پڑھو وہ مہدی معہود کی نسبت اس قدر اختلاف رکھتی ہیں کہ گویا تناقضات کا مجموعہ ہے بعض حدیثوں میں لکھا ہے کہ مہدی فاطمی ہوگا اور بعض میں لکھا ہے کہ عباسی ہوگا اور بعض میں لکھا ہے کہ رجل من اُمّتی یعنی میری اُمّت کا ایک شخص ہوگا اور ابن ماجہ کی حدیث نے ان سب روایات پر پانی پھیر دیا ہے کیونکہ اس حدیث کے یہ الفاظ ہیں کہ لا المھدی الا عیسٰے یعنی عیسٰی ہی مہدی ہو اسکے سوا اور کوئی مہدی نہیں۔ پھر مہدی کی حدیثوں کا یہ حال ہے کہ کوئی بھی جرح سے خالی نہیں اور کسی کو صحیح حدیث نہیں کہہ سکتے پس جس رنگ پر پیشگوئی ظہور میں آئی اور جو کچھ حَکَم موعود نے فیصلہ کیا وہی صحیح ہے۔ منہ

یہ نور باطن عطا کیا تھا کہ وہ ایک ہی نظر میں صادق اور کاذب میں فرق کر لیتے تھے۔ خدا
ان کو غریق رحمت کرے اور اپنے قرب میں جگہ دے۔ آمین
۲۰۔ بیسواں نشان۔ قریباً تیس برس کا عرصہ ہوا ہے کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام
ہوا تھا کہ تو ایک نسل بعید کو دیکھے گا اس الہام کے صدہا آدمی گواہ ہیں اور کئی مرتبہ چھپ
چکا ہے اب اس کے موافق ظہور میں آیا کہ میں نے وہ اولاد دیکھی جو پیشگوئی کے وقت موجود
نہ تھی اور پھر اولاد کی اولاد دیکھی اور نہ معلوم ابھی کہاں تک اس پیشگوئی کا اثر ہے۔
۲۱۔ اکیسواں نشان یہ کہ عرصہ تخمیناً تیس برس کا ہوا ہے کہ جب میرے والد صاحب خدا
اُن کو غریق رحمت کرے اپنی آخری عمر میں بیمار ہوئے تو جس روز اُن کی وفات مقدر تھی
دوپہر کے وقت مجھ کو الہام ہوا والسماء والطارق اور ساتھ ہی دل میں ڈالا گیا کہ یہ انکی
وفات کی طرف اشارہ ہے اور اس کے یہ معنی ہیں کہ قسم ہے آسمان کی اور قسم ہے اُس
حادثہ کی جو آفتاب کے غروب کے بعد پڑیگا اور یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندہ کو عزا پرسی تھی
تب میں نے سمجھ لیا کہ میرے والد صاحب غروب آفتاب کے بعد فوت ہو جائینگے اور کئی اور
لوگوں کو اس الہام کی خبر دی گئی اور مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی جس کے ہاتھ میں میری جان
ہے اور جس پر جھوٹ بولنا ایک شیطان اور لعنتی کا کام ہے کہ ایسا ہی ظہور میں آیا اور اُس
دن میرے والد صاحب کی اصل مرض جو درد گردہ تھی دور ہو چکی تھی صرف تھوڑی سی زحیربانی
تھی اور اپنی طاقت سے بغیر کسی کے سہارے کے پاخانہ میں جاتے تھے۔ جب سورج غروب
ہوا اور وہ پاخانہ سے آکر چارپائی پر بیٹھے تو بیٹھتے ہی جان کندن کا غرغرہ شروع ہوا اسی غرغرہ
کی حالت میں انہوں نے مجھے کہا کہ دیکھا یہ کیا ہے اور پھر لیٹ گئے اور پہلے اس سے مجھے
کبھی اس بات کے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا کہ کوئی شخص غرغرہ کے وقت میں بول سکے اور
غرغرہ کی حالت میں صفائی اور استقامت سے کلام کر سکے بعد اس کے عین اسوقت جبکہ آفتاب
غروب ہوا وہ اس جہان فانی سے انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور یہ اُن سب الہاموں

پہلا الہام اور پہلی پیشگوئی تھی جو خدا نے مجھ پر ظاہر کی۔ دوپہر کے وقت خدا نے مجھے اس کی اطلاع دی کہ ایسا ہونیوالا ہے اور غروب کے بعد یہ خبر پوری ہوگئی اور مجھے فخر کی جگہ ہے اور میں اس بات کو فراموش نہیں کرونگا کہ میرے والد صاحب کی وفات کے وقت خدا تعالےٰ نے میری عزا پرسی کی اور میرے والد کی وفات کی قسم کھائی جیسا کہ آسمان کی قسم کھائی۔ جن لوگوں میں شیطانی روح جوش زن ہے وہ تعجب کرینگے کہ ایسا کیونکر ہو سکتا ہے کہ خدا کسی کو اس قدر عظمت دے کہ اس کے والد کی وفات کو ایک عظیم الشان صدمہ قرار دیکر اسکی قسم کھاوے مگر میں پھر دوبارہ خدائے عزّوجل کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ واقعہ حق ہے اور وہ خدا ہی تھا جس نے عزا پرسی کے طور پر مجھے خبر دی اور کہا کہ والسماء والطارق اور اسی کے موافق ظہور میں آیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

۲۲۔ بائیسواں نشان یہ ہے کہ جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں جب مجھے یہ خبر دی گئی کہ میرے والد صاحب آفتاب غروب ہونے کے بعد فوت ہوجائیں گے تو بموجب مقتضائے بشریت کے مجھے اس خبر کے سُننے سے درد پہنچا اور چونکہ ہماری معاش کے اکثر وجوہ انہیں کی زندگی سے وابستہ تھے اور وہ سرکار انگریزی کی طرف سے پنشن پاتے تھے اور نیز ایک رقم کثیر انعام کی پاتے تھے جو اُن کے حیات سے مشروط تھی اس لئے یہ خیال گزرا کہ ان کی وفات کے بعد کیا ہوگا اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ شاید تنگی اور تکلیف کے دن ہم پر آئیں گے اور یہ سارا خیال بجلی کی چمک کی طرح ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصہ میں دل میں گزر گیا تب اسی وقت غنودگی ہوکر یہ دوسرا الہام ہوا **الیس اللہ بکافٍ عبدہ** یعنی کیا خدا اپنے بندے کیلئے کافی نہیں ہے اس الہام الٰہی کے ساتھ ایسا دل قوی ہوگیا کہ جیسے ایک سخت دردناک زخم کسی مرہم سے ایکدم میں اچھا ہوجاتا ہے۔ درحقیقت یہ مربارہا آزمایا گیا ہے کہ وحی الٰہی میں دلی تسلّی دینے کے لئے ایک ذاتی خاصیت ہے اور جڑھ اس خاصیت کی وہ یقین ہے جو وحی الٰہی پر ہوجاتا ہے۔ افسوس ان لوگوں کے کیسے الہام ہیں کہ جو باوجود دعوے الہام کے یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ ہمارے الہام ظنی امور ہیں نہ معلوم یہ شیطانی ہیں یا رحمانی۔ ایسے الہاموں کا

ضرر ان کے نفع سے زیادہ ہے مگر میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں کیونکہ اس کے ساتھ الٰہی چمک اور نور دیکھتا ہوں۔ اور اس کے ساتھ خدا کی قدرتوں کے نمونے پاتا ہوں۔ غرض جب مجھ کو یہ الہام ہوا کہ الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ تو میں نے اُسی وقت سمجھ لیا کہ خدا مجھے ضائع نہیں کریگا تب میں نے ایک ہندو کھتری ملاوامل نام کو جو ساکن قادیان ہے اور ابھی تک زندہ ہے وہ الہام لکھ کر دیا اور سارا قصّہ اس کو سُنایا اور اس کو امرتسر بھیجا کہ تا حکیم مولوی محمد شریف کلانوری کی معرفت اس کو کسی نگینہ میں کھدوا کر اور مہر بنواکر لے آوے اور میں نے اس ہندو کو اس کام کیلئے محض اس غرض سے اختیار کیا کہ تا وہ اس عظیم الشان پیشگوئی کا گواہ ہو جائے اور تا مولوی محمد شریف بھی گواہ ہو جاوے چنانچہ مولوی صاحب موصوف کے ذریعہ سے وہ انگشتری بصرف مبلغ پانچ روپیہ طیار ہو کر میرے پاس پہنچ گئی جو اب تک میرے پاس موجود ہے جس کا نشان یہ ہے۔

الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ

یہ اُس زمانہ میں الہام ہوا تھا جبکہ ہماری معاش اور آرام کا تمام مدار ہمارے والد صاحب کی محض ایک مختصر آمدنی پر منحصر تھا اور بیرونی لوگوں میں سے ایک شخص بھی مجھے نہیں جانتا تھا اور میں ایک گمنام انسان تھا جو قادیان جیسے ویران گاؤں میں زاویۂ گمنامی میں پڑا ہوا تھا پھر بعد اس کے خدا نے اپنی پیشگوئی کے موافق ایک دنیا کو میری طرف رجوع دیدیا اور ایسی متواتر فتوحات سے مالی مدد کی کہ جس کا شکریہ بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں مجھے اپنی حالت پر خیال کرکے اس قدر بھی اُمید نہ تھی کہ دس روپے ماہوار بھی آئیں گے مگر خدا تعالیٰ جو غریبوں کو خاک میں سے اُٹھاتا اور متکبروں کو خاک میں ملاتا ہے اُس نے ایسی میری دستگیری کی کہ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ آچکا ہے* اور شاید اس سے زیادہ ہو اور اس آمدنی کو اس سے خیال کر لینا چاہیے کہ سالہا سال سے صرف لنگر خانہ کا ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہوار تک خرچ ہو جاتا ہے

* حاشیہ۔ اگرچہ منی آرڈروں کے ذریعہ ہزارہا روپے آچکے ہیں مگر اس سے زیادہ وہ ہیں جو خود مخلص لوگوں نے آکر دیئے اور جو خطوط میں نوٹ آئے اور ایسے نوٹ یا سونا جو بعض مخلصوں نے اس طرح بھیجا کہ اپنا نام بھی ظاہر نہیں کیا اور مجھے معلوم نہیں کہ ان کے نام کیا کیا ہیں۔ منہ

یعنی اوسط کے حساب سے اور دوسری شاخیں معارف کی یعنی مدرسہ وغیرہ اور کتابوں کی چھپوائی اس سے الگ ہے۔ پس دیکھنا چاہئے کہ یہ پیشگوئی یعنی الیس اللّٰہ بکاف عبدہٗ کس صفائی اور قوت اور شان سے پوری ہوئی۔ کیا یہ کسی مفتری کا کام ہے یا شیطانی وساوس ہیں ہرگز نہیں بلکہ یہ اس خدا کا کام ہے جس کے ہاتھ میں عزت اور ذلّت اور ادبار اور اقبال ہے۔ اگر اس میرے بیان کا اعتبار نہ ہو تو بیس برس کی ڈاک کے سرکاری رجسٹروں کو دیکھو تا معلوم ہو کہ کس قدر آمدنی کا دروازہ اس تمام مدت میں کھولا گیا ہے حالانکہ یہ آمدنی صرف ڈاک کے ذریعہ تک محدود نہیں رہی بلکہ ہزارہا روپیہ کی آمدنی اس طرح بھی ہوتی ہے کہ لوگ خود قادیان میں آکر دیتے ہیں۔ اور نیز ایسی آمدنی جو لفافوں میں نوٹ بھیجے جاتے ہیں۔

۴۳۔ تینتالیسواں نشان۔ ڈپٹی عبد اللہ آتھم کی نسبت پیشگوئی ہے جو بہت صفائی سے پوری ہوگئی ہے اور یہ دراصل دو پیشگوئیاں تھیں اول یہ کہ وہ پندرہ مہینے کے اندر مر جائے گا دوسری یہ کہ اگر وہ اس کلام سے باز آجائیگا جو اُس نے شائع کیا کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دجّال تھے تو پندرہ ✤ مہینے کے اندر نہیں مریگا اور جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں موت کی پیشگوئی اس بنا پر تھی کہ آتھم نے اپنی ایک کتاب مُدوّنہ بائیبل نام میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دجّال کہا تھا اور یہ سچ ہے کہ پیشگوئی میں آتھم کے مرنے کیلئے پندرہ مہینے کی میعاد تھی مگر ساتھ ہی یہ شرط تھی جس کے یہ الفاظ تھے کہ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔" مگر آتھم نے اسی مجلس میں رجوع کر لیا۔ اور نہایت عاجزی سے زبان نکال کر اور دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ کر دجّال کہنے سے ندامت ظاہر کی۔ اس بات کے گواہ نہ ایک نہ دو بلکہ ساٹھ یا ستر آدمی ہیں جن میں سے نصف کے قریب عیسائی ہیں اور نصف کے قریب مسلمان۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ پچاس کے قریب اب تک ایسے ہی زندہ ہوں گے جن کے روبرو آتھم نے دجّال کہنے سے رجوع کیا اور پھر مرتے وقت تک ایسا لفظ منہ پر نہیں لایا۔ اب سوچنا چاہئے کہ کیسی بد ذاتی اور بدمعاشی اور بے ایمانی ہے کہ باوجود کھُلے کھُلے رجوع کے جو آتھم نے ساٹھ یا ستر آدمیوں کے روبرو کیا پھر بھی کہا جاتا ہے کہ اُس نے

✤ اس بات کی ہزاروں آدمیوں کو خبر ہوگی کہ جب آتھم کو بموجب شرط الہام کے تاخیر دی گئی تو اُس نے اس تاخیر کا کچھ شکر ادا نہ کیا بلکہ یہ سمجھ کر کہ بلا سر سے ٹل گئی حق پوشی اختیار کی اور کہا کہ میں نہیں ڈرا اور قسم کھانے سے بھی انکار کیا حالانکہ عیسائی مذہب کے سارے بزرگ قسم کھاتے آئے ہیں اور انجیل سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح نے خود قسم کھائی پولوس نے قسم کھائی پطرس نے قسم کھائی لہٰذا اس کی اس حق پوشی کے بعد خدا نے میرے پر ظاہر کیا کہ وہ اب جلد فوت ہو جائیگا تب میں نے اس بارہ میں ایک اشتہار شائع کیا پس عجیب بات ہے کہ اس اشتہار کی تاریخ سے جو میں نے اس دوسرے الہام کی رو سے اس کی موت کے بارہ میں شائع کیا تھا وہ پندرہ مہینے کے اندر مر گیا سو خدا نے آتھم کے لئے جبکہ اس نے سچائی کی راہ چھوڑ دی اور حق پوشی کی وہی پندرہ مہینے قائم رکھے جس کے بارہ میں ہمارے مخالفوں کے گروہوں میں ماتم اور سیاپا ہے۔ منہ

رجوع نہیں کیا تمام مدار غضب الٰہی کا تو دجّال کے لفظ پر تھا اور اسی بنا پر پیش گوئی تھی اور اُسی لفظ سے رجوع کرنا شرط تھا مسلمان ہونیکا پیشگوئی میں کوئی ذکر نہیں پس جب اُس نے نہایت انکساری سے رجوع کیا تو خدا نے بھی رحمت کے ساتھ رجوع کیا الہام الٰہی کا تو یہ مدّعا تھا کہ جب تک آتھم اسلام نہ لاوے ہلاکت سے نہیں بچیگا کیونکہ اسلام کے انکار میں تو سارے عیسائی شریک ہیں خدا اسلام کیلئے کسی پر جبر نہیں کرتا اور ایسی پیشگوئی بالکل غیر معقول ہے کہ فلاں شخص اگر اسلام نہ لاوے تو فلاں مدّت تک مرجاویگا دنیا ایسے لوگوں سے بھری پڑی ہے جو منکر اسلام ہیں اور جیسا کہ میں بار بار لکھ چکا ہوں محض انکار اسلام سے کوئی عذاب کسی پر دنیا میں نہیں آسکتا بلکہ اس گناہ کی بازپرس صرف قیامت کو ہوگی۔ پھر آتھم کی اس میں کونسی خصوصیت تھی کہ بوجہ انکار اسلام اُسکی موت کی پیشگوئی کی گئی اور دوسروں کیلئے نہیں کی گئی بلکہ پیشگوئی کی وجہ صرف یہ تھی کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مقدس کی نسبت دجّال کا لفظ استعمال کیا تھا جس قول سے اُس نے ساٹھ یا ستر انسانوں کے روبرو رجوع کیا جنمیں سے بہت سے شریف اور معزز تھے جو اس مجلس میں موجود تھے پھر جبکہ اُس نے اس لفظ سے رجوع کر لیا بلکہ بعد اسکے روتا رہا تو خدا تعالیٰ کی جناب میں رحم کے قابل ہوگیا مگر صرف اسی قدر کہ اس کی موت میں چند ماہ کی تاخیر ہوگئی اور میری زندگی میں ہی مرگیا اور وہ بحث جو ایک مباہلہ کے رنگ میں تھی اسکی رُو سے وہ بوجہ اپنی موت کے جھوٹا ثابت ہوا تو کیا اب تک وہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی بیشک پوری ہوگئی اور نہایت صفائی سے پوری ہوئی۔ ایسے دلوں پر خدا کی لعنت ہے کہ ایسے صریح نشانوں پر اعتراض کرنے سے باز نہیں آتے اگر وہ چاہیں تو آتھم کے رجوع پر میں چالیس آدمی کے قریب گواہ پیش کر سکتا ہوں اور اسی وجہ سے اُس نے قسم بھی نہ کھائی حالانکہ تمام عیسائی قسم کھاتے آئے ہیں اور حضرت مسیح نے خود قسم کھائی اور ہمیں اس بحث کو طول دینے کی ضرورت نہیں۔ آتھم اب زندہ موجود نہیں گیارہ برس سے زیادہ عرصہ گزرا کہ وہ مرچکا ہے۔

۴۲۔ نشان۔۔۔ ۳۔ جون ۱۸۹۹ء میں مجھے یہ الہام ہوا آپکی بیٹی بعد غشی۔ پھر موت۔ ساتھ ہی اسکے تفہیم ہوئی کہ یہ الہام

ایک مخلص دوست کی نسبت ہے جسکی موت سے ہمیں رنج پہنچیگا۔ چنانچہ اپنی جماعت کے بہت سے لوگوں کو یہ الہام سنایا گیا اور الحکم ۳۰۔ جون ۱۸۹۹ء میں درج ہو کر شائع کیا گیا پھر آخر جولائی ۱۸۹۹ء میں ہمارے ایک نہایت مخلص دوست یعنی ڈاکٹر محمد بوڑیخاں اسسٹنٹ سرجن ایک ناگہانی موت سے قصور میں گذر گئے۔ اول بیہوش ہوئے پھر یکدفعہ غشی طاری ہوگئی پھر اس ناپائیدار دنیا سے کوچ کیا اور انکی موت اور اس الہام میں صرف بائیس دن کا فرق تھا۔

۲۵۔ پچیسواں نشان۔ کرم دین جہلمی کے اُس مقدمہ فوجداری کی نسبت پیشگوئی ہے جو اُس نے جہلم میں مجھ پر دائر کیا تھا جس پیشگوئی کے یہ لفظ خدا تعالیٰ کی طرف سے تھے رب کل شیء خادمک۔ رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی۔ اور دوسرے الہامات بھی تھے جن میں بریت کا وعدہ تھا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اس مقدمہ سے مجھ کو بری کر دیا۔

۲۶۔ چھبیسواں نشان۔ کرم دین جہلمی کے اُس مقدمہ فوجداری میں میری بریت ہو جو گورداسپور میں چندولال اور آتمارام مجسٹریٹ کی عدالت میں میرے پر دائر تھا اور پیشگوئی میں بتلایا گیا تھا کہ آخر بریت ہوگی چنانچہ میں بری ہوا۔

۲۷۔ ستائیسواں نشان۔ کرم دین جہلمی کی سزایابی کی نسبت پیشگوئی ہے جسکی رو سے آخر وہ سزا پا گیا۔ دیکھو میری کتاب مواہب الرحمان صفحہ ۱۲۹ سطرہ یہ تینوں پیشگوئیاں بڑی تفصیل کے ساتھ مواہب الرحمان میں درج ہیں اور یہ کتاب مواہب الرحمان اُس وقت تالیف ہو کر شائع کیگئی تھی جبکہ پیشگوئی کا کوئی انجام معلوم نہ تھا۔ پیشگوئی کی عبارت یہ ہے جو کتاب موصوف میں شائع ہوئی۔

ومن اٰیاتی ما انبأنی العلیم الحکیم فی امر رجل لئیم ۔ وبھتانہ العظیم واوحی الیّ انہ یرید ان یتخطف عرضک ۔ ثم یجعل نفسہ عرضک ۔ وارانی فیہ رؤیا ثلاث مرات ۔ وارانی ان العدو اعد لذالک ثلثۃ حمات لتوھینی واعنات ورئیت کانی احضرت محاکمۃ کالماخوذین ورئیت ان اٰخر امری نجات بفضل رب العٰلمین ۔ ولو بعد حین ۔ وبُشّرتُ ان البلاء یرد علی عدوی الکذاب المھین ۔ فاشعت کلما رئیت والھمت قبل ظھورہ فی جریدۃ یسمی الحکم

وفی جریدۃ أخریٰ یسمی البدر۔ ثم قعدت کالمنتظرین۔ وما مرّ علیٰ ما رئیت الا سنۃ فاذا اظہر قدر اللہ علیٰ ید عدو مبین اسمہ کرم الدین ......

وقد ظہر بعض انباءہ تعالیٰ من اجزاء ہذہ القضیۃ فیظہر بقیتہا کما وعد من غیر الشک والشبہۃ ترجمہ۔ اور منجملہ میرے نشانوں کے ایک یہ ہے کہ جو خدائے علیم و حکیم نے ایک لئیم شخص کی نسبت اور اس کے بہتان عظیم کی نسبت مجھے خبر دی۔ اور مجھے اپنی وحی سے اطلاع دی کہ یہ شخص میری عزت دور کرنے کے لئے حملہ کریگا اور انجام کار میرا نشانہ آپ بن جائیگا۔ اور خدا نے تین خوابوں میں یہ حقیقت میرے پر ظاہر کی اور خواب میں میرے پر ظاہر کیا کہ یہ دشمن تین حمایت کرنیوالے اپنی کامیابی کے لئے مقرر کریگا تا کسی طرح اہانت کرے اور رنج پہنچاوے اور مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ گویا میں کسی عدالت میں گرفتاروں کی طرح حاضر کیا گیا ہوں اور مجھے دکھلایا گیا کہ انجام ان حالات کا میری نجات ہے اگرچہ کچھ مدت کے بعد ہو اور مجھے بشارت دی گئی کہ اس دشمن کذاب مہین پر بلا رد کی جائے گی۔ پس ان تمام خوابوں اور الہامات کو میں نے قبل از وقت شائع کر دیا اور جن اخباروں میں شائع کیا ایک کا نام ان میں سے الحکم ہے اور دوسری کا نام البدر۔ پھر میں انتظار کرتا رہا کہ کب یہ پیشگوئی کی باتیں ظہور میں آئیں گی پس جب ایک برس گذرا تو یہ مقدر باتیں کرم دین کے ہاتھ سے ظہور میں آگئیں (یعنی اس نے ناحق میرے پر فوجداری مقدمات دائر کئے) پس اسکے مقدمات دائر کرنے سے پیشگوئی کا ایک حصہ تو پورا ہو گیا۔ اور جو باقی حصہ ہے یعنی میرا اسکے مقدمات سے نجات پانا اور آخر اسی کا سزایاب ہونا یہ بھی عنقریب پورا ہو جائیگا۔ اس حصہ عبارت سے ظاہر ہے کہ اس کتاب کی اشاعت کے وقت تک نہ مجھے کرم دین کے مقدمات سے نجات اور رہائی ملی تھی اور نہ وہ سزایاب ہوا تھا بلکہ یہ سب کچھ پیشگوئی کے طور پر لکھا گیا تھا۔ یہ ترجمہ ہے اس پیشگوئی کا جو عربی میں اوپر لکھی گئی ہے جس میں بتلایا گیا ہے کہ کرم دین میرے سزا دلانے کیلئے فوجداری میں مقدمات دائر کریگا اور کئی حمایتی اسکو مدد دینگے آخر وہ خود سزا پائیگا اور خدا مجھے اسکی شر سے نجات دے گا۔

✤ جو مقدمات کرم دین کے متعلق جہلم اور گورداسپور کی عدالت میں فیصلہ ہوئے انکی تاریخ سے بھی ظاہر ہے کہ کرم دین کی سزایابی اور میری بریت کی پیشگوئی ان مقدمات کے فیصلہ سے پہلے میری کتاب مواہب الرحمن میں شائع ہو چکی تھی جو شخص چاہے عدالت میں جاکر ان فیصلوں کی تاریخیں دیکھ لے اور اس پیشگوئی کے پورے ہونیکے مولوی ثناء اللہ امرتسری اور مولوی محمد وغیرہ جو تمام کی کچہری میں حاضر ہوتے تھے گواہ ہیں۔ منہ

سو ایسا ہی ظہور میں آیا۔ اب سوچنا چاہئے کہ یہ پیشگوئی کس قدر غیب پر مشتمل ہے کیا کسی انسان یا شیطان کا کام ہے کہ ایسی پیشگوئی کرے جو میری عزت اور دشمن کی ذلت کا حکم دیتی ہے۔

۲۸۔ اٹھائیسواں نشان۔ آتما رام کی اولاد کی موت کی نسبت پیشگوئی چنانچہ بیس دن میں دو لڑکے اسکے مر گئے۔ اس پیشگوئی کے گواہ وہ جماعت کے لوگ ہیں جو گورداسپور میں میرے ساتھ مقدمہ میں حاضر تھے۔

۲۹۔ انتیسواں نشان۔ لالہ چندولال مجسٹریٹ اکسٹرا اسسٹنٹ گورداسپور کے تنزل کی نسبت پیشگوئی۔ چنانچہ وہ گورداسپور سے تبدیل ہو کر ملتان منصفی پر چلا گیا۔

۳۰۔ تیسواں نشان۔ ایک شخص ڈوئی نام امریکہ کا رہنے والا تھا اُس نے پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا اور اسلام کا سخت دشمن تھا اُس کا خیال تھا کہ میں اسلام کی بیخکنی کروں گا حضرت عیسےٰ کو خدا مانتا تھا میں نے اُسکی طرف لکھا کہ میرے ساتھ مباہلہ کرے اور ساتھ اُسکے یہ بھی لکھا کہ اگر وہ مباہلہ نہیں کریگا تب بھی خدا اسکو تباہ کر دیگا چنانچہ یہ پیشگوئی امریکہ کے کئی اخباروں میں شائع کی گئی اور اپنے انگریزی رسالہ میں بھی شائع کی گئی آخر اس پیشگوئی کا نتیجہ یہ ہوا کہ کئی لاکھ روپیہ کی ملکیت سے اُس کو جواب مل گیا اور بڑی ذلت پیش آئی اور آپ مرض فالج میں گرفتار ہو گیا ایسا کہ اب وہ ایک قدم بھی آپ چل نہیں سکتا۔ ہر ایک جگہ اُٹھا کر لے جاتے ہیں اور امریکہ کے ڈاکٹروں نے رائے دی ہے کہ اب یہ قابل علاج نہیں شاید چند ماہ تک مر جائیگا۔

۳۱۔ اکتیسواں نشان۔ میری بریّت کے بارہ میں ڈاکٹر مارٹن کلارک کے مقدمہ میں پیشگوئی تھی جو اُس نے میرے پر خون کا مقدمہ کیا تھا چنانچہ اس پیشگوئی کے موافق میں بری ہو گیا۔

۳۲۔ بتیسواں نشان ٹیکس کے مقدمہ میں پیشگوئی ہے جو بعض شریر لوگوں نے سرکار انگریزی میں میری نسبت یہ مخبری کی تھی کہ ہزارہا روپیہ کی اُن کو آمدنی ہے ٹیکس لگانا چاہئے اور خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ اسمیں وہ لوگ نامراد رہیں گے چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔

۳۳۔ تینتیسواں نشان۔ مسٹر ڈوئی صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے پاس میری نسبت بہ نیت سزا دلانے کے فوجداری میں ایک مقدمہ پولیس نے بنایا تھا اور اسکی نسبت خدا تعالیٰ نے

مجھے بتلایا کہ ایسی کوشش کرنیوالے نامراد رہیں گے چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ اس بارہ میں خدا تعالیٰ نے مجھے فرمایا اِنَّا تَجالدنا فانقطع العدو واسبابہ یعنی ہم نے تلوار کے ساتھ جنگ کیا۔ پس نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن ہلاک ہوگیا اور اسکے اسباب بھی ہلاک ہوئے۔ اسجگہ دشمن سے مراد ایک ڈپٹی انسپکٹر ہے جس نے ناحق عداوت سے مقدمہ بنایا تھا آخر طاعون سے ہلاک ہوا۔

۳۴۔ چونتیسواں نشان یہ ہے کہ میرا ایک لڑکا فوت ہوگیا تھا اور مخالفوں نے جیسا کہ اُن کی عادت ہے اس لڑکے کے مرنے پر بڑی خوشی ظاہر کی تھی تب خدا نے مجھے بشارت دیکر فرمایا کہ اس کے عوض میں جلد ایک اور لڑکا پیدا ہوگا جس کا نام محمود ہوگا اور اس کا نام ایک دیوار پر لکھا ہوا مجھے دکھایا گیا۔ تب میں نے ایک سبز رنگ اشتہار میں ہزارہا موافقوں اور مخالفوں میں پیشگوئی شائع کی اور ابھی ستر دن پہلے لڑکے کی موت پر نہیں گذرے تھے کہ یہ لڑکا پیدا ہوگیا اور اس کا نام محمود احمد رکھا گیا۔

۳۵۔ پینتیسواں نشان یہ ہے کہ پہلا لڑکا محمود احمد پیدا ہونیکے بعد میرے گھر میں ایک اور لڑکا پیدا ہونے کی خدا نے مجھے بشارت دی اور اس کا اشتہار بھی لوگوں میں شائع کیا گیا چنانچہ دوسرا لڑکا پیدا ہوا اور اُس کا نام بشیر احمد رکھا گیا۔

۳۶۔ چھتیسواں نشان یہ ہے کہ بشیر احمد کے بعد ایک اور لڑکا پیدا ہونیکی خدا نے مجھے بشارت دی چنانچہ وہ بشارت بھی بذریعہ اشتہار لوگوں میں شائع کی گئی بعد اس کے تیسرا لڑکا پیدا ہوا اور اس کا نام شریف احمد رکھا گیا۔

۳۷۔ سینتیسواں نشان یہ ہے کہ بعد اس کے خدا تعالیٰ نے حمل کے ایام میں ایک لڑکی کی بشارت دی اور اُس کی نسبت فرمایا تُنَشَّأُ فی الحلیۃ یعنی زیور میں نشوونما پائے گی۔ یعنی نہ خوردسالی میں فوت ہوگی اور نہ تنگی دیکھے گی۔ چنانچہ بعد اسکے لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام مبارکہ بیگم رکھا گیا اور اُس کی پیدائش سے جب سات روز گذرے تو عین عقیقہ کے دن یہ خبر آئی کہ پنڈت لیکھرام پیشگوئی کے مطابق کسی کے ہاتھ سے مارا گیا تب ایک ہی وقت

میں دو نشان پورے ہوئے۔

۳۸۔ اٹھتیسواں نشان یہ ہے کہ لڑکی کے بعد مجھے ایک اور پسر کی بشارت دی گئی چنانچہ وہ بشارت قدیم دستور کے موافق شائع کی گئی اور پھر لڑکا پیدا ہوا اور اس کا نام مبارک احمد رکھا گیا۔

۳۹۔ اُنتالیسواں نشان یہ ہے کہ مجھے وحی الٰہی سے بتلایا گیا کہ ایک لڑکی پیدا ہوگی مگر وہ فوت ہو جائیگی چنانچہ وہ الہام قبل از وقت بہتوں کو بتلایا گیا بعد اس کے وہ لڑکی پیدا ہوئی اور چند ماہ بعد فوت ہوگئی۔

۴۰۔ چالیسواں نشان یہ ہے کہ اس لڑکی کے بعد ایک اور لڑکی کی بشارت دی گئی جس کے الفاظ یہ تھے کہ دخت کرام چنانچہ وہ الہام الحکم اور البدر اخباروں میں اور شاید ان دونوں میں سے ایک میں شائع کیا گیا اور پھر اس کے بعد لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام امۃ الحفیظ رکھا گیا اور وہ اب تک زندہ ہے۔

۴۱۔ اکتالیسواں نشان یہ ہے کہ عرصہ بیس یا اکیس برس کا گزر گیا ہے کہ میں نے ایک اشتہار شائع کیا تھا جس میں لکھا تھا کہ خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میں چار لڑکے دونگا جو عمر پاویں گے اسی پیشگوئی کی طرف مواھب الرحمٰن صفحہ ۱۳۹ میں اشارہ ہے یعنی اس عبارت میں الحمد للہ الذی وھب لی علے الکبر اربعۃً من البنین و انجز وعدہ من الاحسان یعنی اللہ تعالیٰ کو حمد و ثنا ہے جس نے پیرانہ سالی میں چار لڑکے مجھے دیئے اور اپنا وعدہ پورا کیا (جو میں چار لڑکے دوں گا) چنانچہ وہ چار لڑکے یہ ہیں:-

محمود احمد بشیر احمد - شریف احمد - مبارک احمد جو زندہ موجود ہیں۔

۴۲۔ بیالیسواں نشان یہ ہے کہ خدا نے نافلہ کے طور پر پانچویں لڑکے کا وعدہ کیا تھا جیسا کہ اسی کتاب مواھب الرحمٰن کے صفحہ ۱۳۹ میں اس طرح پر یہ پیشگوئی لکھی ہے - و بشرنی بخامس فی حین من الاحیان یعنی پانچواں لڑکا جو چار سے علاوہ بطور نافلہ پیدا

ہونے والا تھا اُس کی خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ کسی وقت ضرور پیدا ہوگا اور اسکے بارہ میں ایک اور الہام بھی ہوا کہ جو اخبار البدر اور الحکم میں مدت ہوئی کہ شائع ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے کہ انا نبشرک بغلام نافلۃ لک۔ نافلۃ من عندی یعنی ہم ایک اور لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں کہ جو نافلہ ہوگا یعنی لڑکے کا لڑکا یہ نافلہ ہماری طرف سے ہے چنانچہ قریباً تین ماہ کا عرصہ گزرا ہے کہ میرے لڑکے محمود احمد کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام نصیر احمد رکھا گیا۔ سو یہ پیشگوئی ساڑھے چار برس کے بعد پوری ہوئی۔

۴۳۔ تینتالیسواں نشان یہ ہے کہ میں نے اپنی کتاب کشتی نوح میں یہ پیشگوئی کی تھی کہ طاعون کے زمانہ میں ہمیں ٹیکہ کی ضرورت نہیں ہوگی خدا ہماری اور اُن سب کی جو ہمارے گھر میں ہیں آپ حفاظت کریگا اور بالمقابل عافیت ہمارے ساتھ رہیگی لیکن بعض ٹیکہ لگوانیوالے جان کا نقصان اُٹھائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور بعض لوگوں نے ٹیکہ سے اس قدر نقصان اُٹھایا کہ اُن کی بینائی جاتی رہی اور بعض کے اعضا میں خلل پیدا ہو گیا اور سب سے زیادہ یہ کہ ملکوال ضلع گجرات میں ایک ہی دفعہ اُنیس آدمی ٹیکہ سے مر گئے۔

۴۴۔ چوالیسواں نشان یہ ہے کہ سردار نواب محمد علیخان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کا لڑکا عبدالرحیم خاں ایک شدید محرقہ تپ کی بیماری سے بیمار ہوگیا تھا اور کوئی صورت جانبری کی دکھائی نہیں دیتی تھی گویا مردہ کے حکم میں تھا اُس وقت میں نے اُس کیلئے دعا کی تو معلوم ہوا کہ تقدیر مبرم کی طرح ہے تب میں نے جناب الٰہی میں عرض کی کہ یا الٰہی میں اس کیلئے شفاعت کرتا ہوں اس کے جواب میں خدا تعالےٰ نے فرمایا مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یعنی کس کی مجال ہے کہ بغیر اذن الٰہی کے کسی کی شفاعت کر سکے تب میں خاموش ہو گیا بعد اس کے بغیر توقف کے یہ الہام ہوا انک انت المجاز۔ یعنی تجھے شفاعت کرنیکی اجازت دیگئی تب میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے دعا کرنی شروع کی۔ تو خدا تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی اور لڑکا گویا قبر میں سے نکلکر باہر آیا اور آثار صحت ظاہر ہوئے اور اس قدر لاغر ہو گیا تھا کہ مدت دراز کے بعد وہ اپنے اصلی بدن پر

* نواب صاحب موصوف عرصہ پانچ سال سے اپنی ریاستگاہ سے ہجرت کر کے قادیان میں مقیم ہیں اور سابقین میں سے ہیں۔ منہ

آیا اور تندرست ہوگیا۔ اور زندہ موجود ہے۔

۴۵ پینتالیسواں نشان یہ ہے کہ میرے مخلص دوست مولوی نورالدین صاحب کا ایک لڑکا فوت ہوگیا تھا اور وہی ایک لڑکا تھا۔ اُس کے فوت ہونے پر بعض نادان دشمنوں نے بہت خوشی ظاہر کی اس خیال سے کہ مولوی صاحب لاولد رہ گئے تب میں نے اُن کیلئے بہت دعا کی اور دعا کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ اطلاع ملی کہ تمہاری دعا سے ایک لڑکا پیدا ہوگا اور اس بات کا نشان کہ وہ محض دعا کے ذریعہ سے پیدا کیا گیا ہے یہ بتایا گیا کہ اُس کے بدن پر بہت سے پھوڑے نکل آئیں گے چنانچہ وہ لڑکا پیدا ہوا اور اس کا نام عبد الحی رکھا گیا اور اسکے بدن پر غیر معمولی پھوڑے بہت سے نکلے جنکے داغ ابتک موجود ہیں۔ اور یہ پھوڑوں کا نشان لڑکے کے پیدا ہونے سے... پہلے بذریعہ اشتہار شائع کیا گیا تھا۔

۴۶۔ چھیالیسواں نشان یہ ہے کہ اُن ایام میں جبکہ بجز ایک مقام کے پنجاب کے تمام اضلاع میں طاعون کا نام و نشان نہ تھا خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ تمام پنجاب میں طاعون پھیل جائیگی اور ہر ایک مقام طاعون سے آلودہ ہو جائیگا اور بہت مری پڑیگی اور ہزارہا لوگ طاعون کا شکار ہو جائیں گے اور کئی گاؤں ویران ہو جائیں گے۔ اور مجھے دکھایا گیا کہ ہر ایک جگہ اور ہر ایک ضلع میں طاعون کے سیاہ درخت لگائے گئے ہیں۔ چنانچہ یہ پیشگوئی کئی ہزار اشتہار اور رسالوں کے ذریعہ سے میں نے اس ملک میں شائع کی۔ پھر تھوڑی مدت کے بعد ہر ایک ضلع میں طاعون پھوٹ پڑی چنانچہ تین لاکھ کے قریب ابتک جانوں کا نقصان ہوا اور ہو رہا ہے اور خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اب اس ملک سے کبھی طاعون دُور نہیں ہوگی جبتک یہ لوگ اپنی تبدیلی نہ کریں۔

۴۷۔ سینتالیسواں نشان یہ ہے کہ ایک شخص مسمی چراغدین ساکن جموں میرے مریدوں میں داخل ہوا تھا پھر مرتد ہوگیا اور رسول ہونیکا دعویٰ کیا اور کہا کہ میں عیسیٰ کا رسول ہوں۔ اور اُس نے میرا نام دجّال رکھا اور کہا کہ حضرت عیسیٰ نے مجھے عصا دیا ہے تا اس دجّال کو اُس عصا کے ساتھ قتل کروں۔ اور میں نے اُسکی نسبت٭ یہ پیشگوئی کی کہ وہ غضب اللہ کی بیماری سے یعنی طاعون سے ہلاک ہوگا اور خدا اُسکو غارت کریگا چنانچہ وہ ۴؍ اپریل ۱۹۰۶ء کو مع اپنے دونوں بیٹوں کے طاعون سے ہلاک ہوگیا۔

٭ دیکھو رسالہ دافع البلاء معیار اہل الاصطفاء۔ منہ

۴۸- اٹھتالیسواں نشان یہ ہے کہ میں نے مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی نسبت پیشگوئی کی تھی کہ وہ تین سال کے عرصہ میں فوت ہو جائیگا چنانچہ وہ تین سال کی مدت کے اندر فوت ہو گیا۔

۴۹- اُنچاسواں نشان یہ ہے کہ میں نے زلزلہ کی نسبت پیشگوئی کی تھی جو اخبار الحکم اور البدر میں چھپ گئی تھی کہ ایک سخت زلزلہ آنیوالا ہے جو بعض حصہ پنجاب میں ایک سخت تباہی کا موجب ہوگا اور پیشگوئی کی تمام عبارت یہ ہے :- زلزلہ کا دھکا عفت الدیار محلہا ومقامہا چنانچہ وہ پیشگوئی ۴- اپریل ۱۹۰۵ء کو پوری ہوئی۔

۵۰- پچاسواں نشان یہ ہے کہ میں نے پھر ایک پیشگوئی کی تھی کہ اُس زلزلہ کے بعد بہار کے دنوں میں پھر ایک اور زلزلہ آئیگا۔ اُس الہامی پیشگوئی کی ایک عبارت یہ تھی۔ "پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی" چنانچہ ۲۸- فروری ۱۹۰۶ء کو وہ زلزلہ آیا اور کوہستانی جگہوں میں بہت سا نقصان جانوں اور مالوں کے تلف ہونے سے ہوا۔

۵۱- اکاونواں نشان یہ ہے کہ پھر میں نے ایک اور پیشگوئی کی تھی کہ مدت تک زلزلے متواتر آتے رہیں گے۔ اُن میں سے چار زلزلے بڑے ہوں گے اور پانچواں زلزلہ قیامت کا نمونہ ہوگا۔ چنانچہ زلزلے اب تک آتے ہیں اور ایسے دو مہینے کم گزرتے ہیں جن میں کوئی زلزلہ نہیں آجاتا اور یقیناً یاد رکھنا چاہئے کہ بعد اس کے سخت زلزلے آنیوالے ہیں خاص کر پانچواں زلزلہ جو قیامت کا نمونہ ہوگا اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ یہ سب تیری سچائی کے لئے نشان ہیں۔

۵۲- باونواں نشان یہ کہ پنڈت دیانند جو آریوں کیلئے بطور گرو کے تھا جب اُس کا فتنہ حد سے بڑھ گیا تو مجھے دکھلایا گیا کہ اب اُسکی زندگی کا خاتمہ ہے چنانچہ اُسی سال میں وہ فوت ہو گیا۔ میں نے یہ پیشگوئی ایک آریہ شرمپت نام کو جو ساکن قادیان ہے قبل از وقوع بتلا دی تھی اور وہ ابتک زندہ ہے۔

۵۳- ترپنواں نشان یہ ہے کہ اسی شرمپت کا ایک بھائی بشمبر داس نام ایک فوجداری مقدمہ میں شاید ڈیڑھ سال کیلئے قید ہو گیا تھا تب شرمپت نے اپنی اضطراب کی حالت میں مجھ سے دعا کی درخواست کی

چنانچہ مَیں نے اُسکی نسبت دعا کی تو مَیں نے بعد اُس کے خواب میں دیکھا کہ مَیں اُس دفتر میں گیا ہوں جس جگہ قیدیوں کے ناموں کے رجسٹر تھے اور اُن رجسٹروں میں ہر ایک قیدی کی میعاد قید لکھی تھی تب مَیں نے وہ رجسٹر کھولا جس میں بشمبر داس کی قید کی نسبت لکھا تھا کہ اتنی قید ہے اور مَیں نے اپنے ہاتھ سے اُسکی نصف قید کاٹ دی اور جب اسکی قید کی نسبت چیفکورٹ میں اپیل کیا گیا تو مجھے دکھلایا گیا کہ انجام مقدمہ کا یہ ہوگا کہ مثل مقدمہ ضلع میں واپس آئیگی اور نصف قید بشمبر داس کی تخفیف کیجائیگی مگر بری نہیں ہوگا اور مَیں نے وہ تمام حالات اُسکے بھائی لالہ شرمپت کو قبل از ظہور انجام مقدمہ بتلا دیئے تھے اور انجام کار ایسا ہی ہوا جو مَیں نے کہا تھا۔

۵۴- چوّنواں نشان - مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف شہید کے قتل ہونیکی نسبت پیشگوئی ہے - جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔

۵۵- پچپنواں نشان - میاں عبد اللہ سنوری کی ایک ناکامی کی نسبت پیشگوئی ہے اس پیشگوئی کے پورے ہونیکا گواہ خود میاں عبد اللہ سنوری ہے۔

۵۶- چھپنواں نشان - یہ کہ مَیں نے دہلی میں اپنی شادی کی نسبت پیشگوئی کی تھی یہ الہام مَیں نے بہتوں کو بتایا تھا جو ابتک زندہ موجود ہیں اور اس کی نسبت براہین میں ایک یہ الہام ہے جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ سادات میں وہ رشتہ ہوگا۔ اذکر نعمتی رئیت خدیجتی۔

۵۷- مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی کی نسبت براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی ہے کہ وہ میری نسبت تکفیر کیلئے کوشش کریگا اور کافر ٹھیرانے کیلئے استفتا لکھے گا۔

۵۸- اٹھاونواں نشان - مولوی نذیر حسین دہلوی کی نسبت براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی ہے کہ وہ فتوائے تکفیر دے گا۔

۵۹- اُنسٹھواں نشان - شیخ مہر علی ہوشیارپوری کی نسبت پیشگوئی - یعنی خواب میں مَیں نے دیکھا کہ اُسکے گھر میں آگ لگ گئی اور پھر مَیں نے اُسکو بجھایا یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ آخر میری دعا سے رہائی ہوگی یہ تمام پیشگوئی مَیں نے خط میں لکھ کر شیخ مہر علی کو اس سے اطلاع دی

٭ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سادات کی نانی ہے پس الہام میں ایک تو یہ اشارہ تھا کہ تمہاری بیوی قوم کی سیدہ ہوگی اور دوسری یہ پیشگوئی تھی کہ اسکی اولاد سے ایک بڑی نسل پیدا ہوگی۔

بعد اس کے پیشگوئی کے مطابق اس پر قید کی مصیبت آئی اور پھر قید کے بعد پیشگوئی کے دوسرے حصہ کے مطابق اس نے رہائی پائی۔

۶۰۔ ساٹھواں نشان۔ بعد میں شیخ مہر علی کی نسبت ایک اور پیشگوئی کی گئی تھی کہ وہ ایک اور سخت بلا میں مبتلا ہوگا چنانچہ بعد اس کے وہ مرض فالج میں مبتلا ہوگیا اور پھر حال معلوم نہیں۔

۶۱۔ اکسٹھواں نشان۔ اپنے بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی وفات کی نسبت پیشگوئی ہے جس میں میرے ایک بیٹے کی طرف سے بطور حکایت عن الغیر مجھے یہ الہام ہوا **اےؔ عمی بازی خویش کردی و مرا افسوس بسیار دادی**۔ یہ پیشگوئی بھی اسی شرمپت آریہ کو قبل از وقت بتلائی گئی تھی اور اس الہام کا مطلب یہ تھا کہ میرے بھائی کی بیوقت اور ناگہانی موت ہوگی جو موجب صدمہ ہوگی جب یہ الہام ہوا تو اُس دن یا اس سے ایک دن پہلے شرمپت مذکور کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا اُس نے امین چند نام رکھا اور مجھے آکر اُس نے بتلایا کہ میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوا ہے جس کا نام میں نے امین چند رکھا ہے۔ میں نے کہا کہ ابھی مجھے الہام ہوا ہے کہ اے عمی بازی خویش کردی و مرا افسوس بسیار دادی ہنوز اس الہام کے میرے پر معنی نہیں کھلے میں ڈرتا ہوں کہ اس سے مراد تیرا لڑکا امین چند ہی نہ ہو۔ کیونکہ تیری میرے پاس آمد و رفت بہت ہے اور الہامات میں کبھی ایسا اتفاق ہوجاتا ہے کہ کسی تعلق رکھنے والے کی نسبت الہام ہوتا ہے وہ یہ بات سُن کر ڈر گیا اور اُس نے گھر میں جاتے ہی اپنے لڑکے کا نام بدلا دیا یعنی بجائے امین چند کے گوکل چند نام رکھ دیا وہ لڑکا ابتک زندہ ہے اور ان دنوں میں کسی ضلع کے بندوبست میں ملازم ہے اور بعد اسکے میرے پر کھولا گیا کہ یہ الہام میرے بھائی کی موت کی طرف اشارہ ہے چنانچہ میرا بھائی دو تین دن کے بعد ایک ناگہانی طور پر فوت ہوگیا اور میرے اس لڑکے کو اُسکی موت کا صدمہ پہنچا اور اس پیچ میں آکر شرمپت مذکور جو سخت متعصب آریہ ہے گواہ بن گیا۔ اگر کہو کہ خدا کے الہام کے اسی وقت کیوں معنی نہ کھولے گئے تو میں اسکے جواب میں کہتا ہوں کہ مقطعات قرآنی کے ابتک معنی نہیں کھولے گئے۔ کون جانتا ہے کہ طٰہٰ کیا چیز ہے اور یٰسٓ کیا چیز ہے اور کٓھٰیٰعٓصٓ کیا چیز ہے اور آیت سیُھزم الجمع کی نسبت حدیث میں ہے

کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اب تک مجھے اُسکے معنی معلوم نہیں اور نیز آپ نے فرمایا کہ مجھے ایک خوشہ بہشتی انگور کا دیا گیا کہ یہ ابوجہل کیلئے ہے اور مَیں اسکی تاویل سمجھ نہ سکا جبتک کہ عکرمہ اُس کا بیٹا مسلمان ہوا۔ اور مجھے ہجرت کی زمین بتلائی گئی اور مَیں نہ سمجھ سکا کہ وہ مدینہ ہے غرض ایسے اعتراض بوجہ بیخبری سنت اللہ کے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں۔

۶۲۔ باسٹھواں نشان۔ قیصر روم کی تباہی کی نسبت پیشگوئی ہے اسکا مفصل حال میری کتابوں میں مذکور ہے۔

۶۳۔ تریسٹھواں نشان۔ براہین احمدیہ میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی ہے کہ قتل وغیرہ منصوبوں سے مَیں بچایا جاؤنگا۔ چنانچہ آجتک باوجود متعدد حملوں کے خدا تعالیٰ نے دشمن کے شر سے مجھے بچایا۔

۶۴۔ چوسٹھواں نشان۔ براہین احمدیہ میں پیشگوئی ہے کہ جسقدر میری پر مقدمات کئے جائینگے مجھے فتح ہوگی چنانچہ ہر ایک مقدمہ میں مجھے

۶۵۔ پینسٹھواں نشان۔ براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی ہے کہ اسقدر لوگ میرے پاس آئیں گے کہ قریب ہوگا کہ مَیں اُنکی کثرت ملاقات سے تھک جاؤں۔ چنانچہ کئی لاکھ آدمی میرے پاس آیا۔

۶۶۔ چھیاسٹھواں نشان۔ براہین احمدیہ میں اصحاب الصفہ کی نسبت پیشگوئی ہے چنانچہ کئی مخلص لوگ اپنے وطنوں سے ہجرت کرکے

۶۷۔ سڑسٹھواں نشان۔ براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی ہے کہ تجھے عربی زبان میں فصاحت و بلاغت عطا کیجائیگی جس کا کوئی مقابلہ نہیں

۶۸۔ اڑسٹھواں نشان۔ براہین احمدیہ میں شاہد نزاع کی پیشگوئی جس کا پورا ہونا براہین احمدیہ میں مفصل لکھا ہے۔

۶۹۔ انہترواں نشان۔ حمامۃ البشریٰ میں جو کئی سال طاعون پیدا ہونیسے پہلے شائع کی تھی مَیں نے یہ لکھا تھا کہ مَیں نے طاعون پھیلنے کیلئے دعا کی ہے سو وہ دعا قبول ہو کر ملک میں طاعون پھیل گئی۔

۷۰۔ سترواں نشان۔ براہین احمدیہ میں بباعث تکذیب طاعون پیدا ہونے کیلئے خدا تعالےٰ نے مجھے خبر دی تھی سو پچیس برس بعد پنجاب میں طاعون پھیل گئی۔

۷۱۔ اکہترواں نشان۔ جو کتاب سرالخلافہ کے صفحہ ۶۲ میں مَیں نے لکھا ہے یہ ہے کہ مخالفوں پر طاعون پڑنے کیلئے مَیں نے دعا کی تھی یعنی ایسے مخالف جنکی قسمت میں ہدایت نہیں سو اُس دعا سے کئی سال بعد اس ملک میں طاعون کا غلبہ ہوا اور بعض سخت مخالف اس دنیا سے گزر گئے اور وہ دعا یہ تھی :۔

[1] وخذ ربّ من عادی الصلاح ومفسدا ⁂ ونزّل علیہ الرّجز حقًّا ودمّر

[2] وفرّج کروبی یا کریمی ونجّنی ⁂ ومزّق خصیمی یا الٰھی وعفّر

[1] ترجمہ۔ اے میرے خدا جو شخص نیکی کا اور نیک کام کا دشمن ہے اور فساد کرتا ہے اُسکو پکڑ اور اسپر طاعون کا عذاب نازل کر اور اس کو ہلاک کر دے۔

[2] اور میری بیقراریاں دور کر اور مجھے غموں سے نجات دے اے میرے کریم۔ اور میرے دشمن کو ٹکڑے ٹکڑے کر اور خاک میں ملا دے۔ یہ پیشگوئی اس وقت

اور پھر کتاب اعجاز احمدی میں یہ پیشگوئی تھی :-

اذا ما غضبنا غاضب اللہ صائلاً ٭ علٰی معتدٍ یوذی وبالسوء یجھر
جب ہم غضبناک ہوں تو خدا اس شخص پر غضب کرتا ہے جو حد سے بڑھ جاتا ہو اور کھلی کھلی بدی پر آمادہ ہوتا ہے

ویأتی زمان کاسرٌ کل ظالم ٭ وھل یھلکن الیوم الّا المدمّرُ
اور وہ زمانہ آرہا ہے کہ ہر ایک ظالم کو توڑے گا اور وہی ہلاک ہونگے جو اپنی گناہوں کے باعث ہلاک ہو چکے ہیں

وانّی لشرّ الناس ان لم یکن لھم ٭ جزاءُ اھانتھم صغارٌ یصغّرُ
اور میں سب لوگوں سے بدتر ہوں گا اگر ان کے لئے ان کی اہانت کی جزا اہانت نہ ہو

قضی اللہ انّ الطعن بالطعن بیننا ٭ فذلک طاعون اتاھم لیبصروا
خدا نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ طعن کا بدلہ طعن ہے پس وہی طاعون ہے جو اُن کو پکڑے گی

ولمّا طغی الفسق المبید بسیلہ ٭ تمنّیت لوکان الوباء المتبّرُ
اور جب فسق ہلاک کرنے والا حد سے بڑھ گیا تو میں نے آرزو کی کہ اب ہلاک کرنیوالی طاعون چاہیے

اور اس کے بعد یہ الہام ہؤا ع اے بسا خانۂ دشمن کہ تو ویراں کردی + اور یہ الحکم اور البدر میں شائع کیا گیا۔ اور پھر مذکورہ بالا دعائیں جو دشمنوں کی سخت ایذا کے بعد کی گئیں جناب الٰہی میں قبول ہو کر پیشگوئیوں کے مطابق طاعون کا عذاب ان پر آگ کی طرح برسا اور کئی ہزار دشمن جو میری تکذیب کرتا اور بدی سے نام لیتا تھا ہلاک ہو گیا۔ لیکن اس جگہ ہم نمونہ کے طور پر چند سخت مخالفوں کا ذکر کرتے ہیں چنانچہ سب سے پہلے مولوی رسل بابا باشندۂ امرتسر ذکر کے لائق ہے۔ جس نے میرے ردّ میں کتاب لکھی اور بہت سخت زبانی دکھلائی اور چند روز زندگی سے پیار کر کے جھوٹ بولا آخر خدا کے وعدہ کے موافق طاعون سے ہلاک ہؤا۔ پھر بعد اس کے ایک شخص **محمد بخش** نام جو ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ تھا عداوت اور ایذا پر کمربستہ ہؤا وہ بھی طاعون سے ہلاک ہؤا پھر بعد اس کے ایک شخص **چراغدین** نام ساکن جموں اُٹھا جو رسول ہونیکا دعویٰ کرتا تھا جس نے میرا نام دجال رکھا تھا اور کہتا تھا کہ حضرت عیسٰے نے مجھے خواب میں عصا دیا ہے تا میں عیسٰی کے

٭ یہ پیشگوئی حمامۃ البشریٰ میں ہے ۔ منہ

عصا سے اس دجّال کو ہلاک کروں سو وہ بھی میری اس پیشگوئی کے مطابق جو خاص اُسکے حق میں رسالہ دافع البلاء و معیار اہل الاصطفاء میں اس کی زندگی میں ہی شائع کی گئی تھی ۴۔ اپریل ۱۹۰۶ء کو مع اپنے دونوں بیٹوں کے طاعون سے ہلاک ہوگیا۔ کہاں گیا عیسیٰ کا عصا جس کے ساتھ مجھے قتل کرتا تھا؟ اور کہاں گیا اس کا الہام انی لمن المرسلین؟ افسوس اکثر لوگ قبل تزکیہ نفس کے حدیث النفس کو ہی الہام قرار دیتے ہیں اس لئے آخر کار ذلت اور رسوائی سے انکی موت ہوتی ہے اور انکے سوا اور بھی کئی لوگ ہیں جو ایذا اور اہانت سے بڑھ گئے تھے اور خدا تعالیٰ کے قہر سے نہیں ڈرتے تھے اور دن رات ہنسی اور ٹھٹھا اور گالیاں دینا انکا کام تھا آخر کار طاعون کا شکار ہوگئے۔ جیسا کہ منشی محبوب عالم صاحب احمدی لاہور سے لکھتے ہیں کہ ایک میرا چچا تھا جس کا نام نور احمد تھا وہ موضع بھڑی چٹھہ تحصیل حافظ آباد کا باشندہ تھا اُس نے ایک دن مجھے کہا کہ مرزا صاحب اپنی مسیحیت کے دعوے پر کیوں کوئی نشان نہیں دکھلاتے میں نے کہا انکے نشانوں میں سے ایک نشان طاعون ہے جو پیشگوئی کے بعد آئی جو دنیا کو کھاتی جاتی ہے تو اس بات پر وہ بول اُٹھا کہ طاعون ہمیں نہیں چھوئیگی بلکہ یہ طاعون مرزا صاحب کو ہی ہلاک کرنے کیلئے آئی ہے✤ اور اس کا اثر ہم پر ہرگز نہیں ہوگا مرزا صاحب پر ہی ہوگا اسی قدر گفتگو پر بات ختم ہوگئی۔ جب میں لاہور پہنچا تو ایک ہفتہ کے بعد مجھے خبر ملی کہ چچا نور احمد طاعون سے مر گئے اور اس گاؤں کے بہت سے لوگ اس گفتگو کے گواہ ہیں اور یہ ایسا واقعہ ہے کہ چھپ نہیں سکتا۔

اور میاں معراج الدین صاحب لاہور سے لکھتے ہیں کہ مولوی زین العابدین جو مولوی فاضل اور منشی فاضل کے امتحانات پاس کردہ تھا اور مولوی غلام رسول قلعہ والے کے رشتہ داروں میں سے تھا اور دینی تعلیم سے فارغ التحصیل تھا اور انجمن حمایت اسلام لاہور کا ایک مقرب مدرس تھا اُس نے حضور کے صدق کے بارہ میں مولوی محمد علی سیالکوٹی سے کشمیری بازار میں ایک دوکان پر کھڑے ہوکر مباہلہ کیا۔ پھر تھوڑے دنوں کے بعد بمرض طاعون مرگیا اور نہ صرف وہ بلکہ اسکی بیوی بھی طاعون سے مرگئی۔ اور اس کا داماد بھی جو نہر اکونٹنٹ جنرل میں ملازم تھا طاعون سے مرگیا اسی طرح اُس کے گھر کے سترہ آدمی مباہلہ کے بعد طاعون سے ہلاک ہوگئے۔

✤ یہ الفاظ خدا تعالیٰ کی نظر میں بطور مباہلہ کے تھے۔ منہ

یہ عجیب بات ہے کیا کوئی اس بھید کو سمجھ سکتا ہے کہ ان لوگوں کے خیال میں کاذب اور مفتری اور دجال تو میں ٹھیرا۔ مگر مباہلہ کے وقت میں یہی لوگ مرتے ہیں کیا نعوذ باللہ خدا سے بھی کوئی غلط فہمی ہو جاتی ہے؟ ایسے نیک لوگوں پر کیوں یہ قہر الٰہی نازل ہو جو موت بھی ہوتی ہو اور پھر ذلت اور رسوائی بھی۔ اور میاں معراج دین لکھتے ہیں کہ ایسا ہی کریم بخش نام لاہور میں ایک ٹھیکہ دار تھا وہ سخت بے ادبی اور گستاخی حضور کے حق میں کرتا تھا اور اکثر کرتا ہی رہتا تھا میں نے کئی دفعہ اس کو سمجھایا مگر وہ باز نہ آیا۔ آخر جوانی کی عمر میں ہی شکار موت ہوا۔

سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ حافظ سلطان سیالکوٹی حضور کا سخت مخالف تھا یہ وہی شخص تھا جس نے ارادہ کیا تھا کہ سیالکوٹ میں آپ کی سواری گذرنے پر آپ پر راکھ ڈالے آخر وہ سخت طاعون سے اسی ۱۹۰۶ء میں ہلاک ہوا اور اس کے گھر کے نو یا دس آدمی بھی طاعون سے ہلاک ہوئے۔ ایسا ہی شہر سیالکوٹ میں یہ بات سب کو معلوم ہے کہ حکیم محمد شفیع جو بیعت کر کے مرتد ہو گیا تھا جس نے مدرسۃ القرآن کی بنیاد ڈالی تھی آپ کا سخت مخالف تھا یہ بدقسمت اپنی اغراض نفسانی کی وجہ سے بیعت پر قائم نہ رہ سکا اور سیالکوٹ کے محلہ لوہاراں کے لوگ جو سخت مخالف تھے عداوت اور مخالفت میں انکا شریک ہو گیا۔ آخر وہ بھی طاعون کا شکار ہوا اور اس کی بیوی اور اسکی والدہ اور اس کا بھائی سب یکے بعد دیگرے طاعون سے مرے اور اس کے مدرسہ کو جو لوگ امداد دیتے تھے وہ بھی ہلاک ہو گئے۔

ایسا ہی مرزا سردار بیگ سیالکوٹی جو اپنی گندہ زبانی اور شوخی میں بہت بڑھ گیا تھا اور ہر وقت استہزا اور ٹھٹھا اس کا کام تھا اور ہر ایک بات طنز اور شوخی سے کرتا تھا وہ بھی سخت طاعون میں گرفتار ہو کر ہلاک ہوا اور ایک دن اس نے شوخی سے جماعت احمدیہ کے ایک فرد کو کہا کہ کیوں طاعون طاعون کرتے ہو ہم تو تب جانیں کہ ہمیں طاعون ہو پس اس کو دو دن بعد طاعون سے مرگیا۔

۷۲۔ بہتّرواں نشان۔ بعض سخت مخالف جنہوں نے مباہلہ کے طور پر لعنت اللہ علی الکاذبین کہا تھا وہ خدا تعالیٰ کے عذاب میں مبتلا ہو کر مرے جیسا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی پہلے اندھا ہوا اور پھر سانپ کے

کاٹنے سے مرگیا اور بعض دیوانہ ہوکر مرگئے جیسا کہ مولوی شاہ دین لودھیانوی اور مولوی عبدالعزیز اور مولوی محمد اور مولوی عبداللہ لودھیانوی جو اول درجہ کے مخالف تھے تینوں فوت ہوگئے۔ ایسا ہی عبدالرحمٰن محی الدین لکھوکے والے اپنے اس الہام کے بعد کہ کاذب پر خدا کا عذاب نازل ہوگا فوت ہوگئے۔

۷۳۔ تہترواں نشان۔ ایسا ہی مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنے طور پر مجھ سے مباہلہ کیا اور اپنی کتاب میں دعا کی کہ جو کاذب ہے خدا اس کو ہلاک کرے پھر اُس دعا سے چند دن بعد آپ ہی ہلاک ہوگیا۔ یہ کس قدر مخالف مولویوں کیلئے نشان تھا اگر وہ سمجھتے۔

۷۴۔ چوہترواں نشان۔ ایسا ہی مولوی محمد حسن بھیں والا میری پیشگوئی کے مطابق مرا جیسا کہ مَیں نے مفصل اپنی کتاب مواہب الرحمٰن میں لکھا ہے۔

۷۵۔ پچھترواں نشان۔ مَیں نے اپنی کتاب نورالحق کے صفحہ ۳۵ سے صفحہ ۳۸ تک یہ پیشگوئی لکھی ہے کہ خدا نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ رمضان میں جو خسوف کسوف ہوا یہ آنیوالے عذاب کا ایک مقدمہ ہے چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق ملک میں ایسی طاعون پھیلی کہ اب تک تین لاکھ کے قریب لوگ مرگئے۔

۷۶۔ چھہترواں نشان۔ براہین احمدیہ میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی ہے القیت علیک محبّۃ منّی ولتصنع علٰی عینی یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں تیری محبت لوگوں کے دلوں میں ڈالوں گا اور مَیں اپنی آنکھوں کے سامنے تیری پرورش کرونگا یہ اُس وقت کا الہام ہے کہ جب ایک شخص بھی میرے ساتھ تعلق نہیں رکھتا تھا۔ پھر ایک مدّت کے بعد یہ الہام پورا ہوا۔ اور ہزارہا انسان خدا نے ایسے پیدا کئے کہ جن کے دلوں میں اُس نے میری محبت بھردی بعض نے میرے لئے جان دیدی اور بعض نے اپنی مالی تباہی میرے لئے منظور کی اور بعض میرے لئے اپنے وطنوں سے نکالے گئے اور دکھ دیئے گئے اور ستائے گئے اور ہزارہا ایسے ہیں کہ وہ اپنے نفس کی حاجات پر مجھے مقدم رکھ کر اپنے عزیز مال میرے آگے رکھتے ہیں ✤ اور مَیں دیکھتا ہوں کہ اُنکے دل محبت سے پُر ہیں۔

✤ **حاشیہ**۔ مَیں اپنی تحریر میں اس جگہ تک پہنچا تھا اور یہ فقرہ لکھ چکا تھا کہ اسی وقت ایک مخلص صادق کا خط آیا جو میرے سلسلہ میں داخل ہے اور چونکہ وہ خط اس فقرہ کے عین لکھنے کے وقت آیا اور اس کے مناسب حال تھا اس لئے ذیل میں اُسکو لکھتا ہوں اور وہ یہ ہے۔ میری بڑی تمنا یہ ہے کہ قیامت میں حضور والا کے زیر سایہ جماعت بابرکت میں شامل ہوں جیسا کہ اب ہوں۔ آمین۔ حضور عالی اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ خاکسار کو اسقدر محبت ذات والاصفات کی ہے کہ میرا تمام مال و جان آپ پر قربان ہے اور میں ہزار جان سے آپ پر قربان ہوں اور میرے بھائی اور والدین آپ پر نثار ہوں خدا میرا خاتمہ آپ کی محبت اور اطاعت میں کرے۔ آمین۔ می پریدم سوئے کوئے تو مدام۔ من اگر میداشتم بال و پرے۔ خاکسار سید ناصر شاہ اوورسیر از مقام بارہ مولہ کشمیر ۱۰۔ اگست ۱۹۰۶ء۔ درحقیقت یہ نوجوان مخلص نہایت درجہ اخلاص رکھتا ہے اور قریب دو ہزار روپیہ کے یا زیادہ اس سے اپنی محبت کے جوش سے چکا ہے اس خط کے ساتھ بھی صہ پہنچے ہیں۔ منہ

اور بہتیرے ایسے ہیں کہ اگر میں کہوں کہ اپنے مالوں سے بکلی دست بردار ہو جائیں یا اپنے جانوں کو میرے لئے فدا کریں تو وہ طیار ہیں جب میں اس درجہ کا صدق اور ارادت اکثر افسراد اپنی جماعت میں پاتا ہوں تو بے اختیار مجھے کہنا پڑتا ہے کہ اے میرے قادر خدا! درحقیقت ذرہ ذرہ پر تیرا تصرف ہے تونے ان دلوں کو ایسے پُر آشوب زمانہ میں میری طرف کھینچا اور ان کو استقامت بخشی یہ تیری قدرت کا نشان عظیم الشان ہے۔

۷۷۔ سترھواں نشان۔ بشیر احمد میرا لڑکا آنکھوں کی بیماری سے ایسا بیمار ہو گیا تھا کہ کوئی دوا فائدہ نہیں کر سکتی تھی اور بینائی جاتے رہنے کا اندیشہ تھا۔ جب شدت مرض انتہا تک پہنچ گئی تب میں نے دعا کی تو الہام ہوا برق طفلی بشیر یعنی میرا لڑکا بشیر دیکھنے لگا تب اسی دن یا دوسرے دن وہ شفایاب ہو گیا۔ یہ واقعہ بھی قریباً سو آدمی کو معلوم ہو گا۔

۷۸۔ اٹھترھواں نشان۔ جب چھوٹی مسجد میں نے تعمیر کی جو ہمارے گھر کے ساتھ ایک کوچہ پر ہے تب مجھے خیال آیا کہ اسکی کوئی تاریخ چاہئے تب خدا تعالیٰ کی طرف سے القا ہوا مبارك ومبارك وكلّ امر مبارك يجعل فيه یہ ایک پیشگوئی تھی اور اسی سے مادہ تاریخ بنائے مسجد نکلتا ہے۔

۱۳۰۰

۷۹۔ اُناسی واں نشان۔ براہین احمدیہ میں اس جماعت احمدیہ کی ترقی کی نسبت یہ پیشگوئی ہے۔ كزرعٍ اخرج شطأه فآزره فاستغلظ فاستوى على سوقه یعنی پہلے ایک بیج ہو گا کہ جو اپنا سبزہ نکالے گا پھر موٹا ہو گا پھر اپنی ساقوں پر قائم ہو گا یہ ایک بڑی پیشگوئی تھی جو اس جماعت کے پیدا ہونے سے پہلے اور اُس کے نشوونما کے بارہ میں آج سے پچیس برس پہلے کی گئی تھی ایسے وقت میں کہ نہ اس وقت جماعت تھی اور نہ کسی کو مجھ سے تعلق بیعت تھا بلکہ کوئی اُن میں سے میرے نام سے بھی واقف نہ تھا۔ پھر بعد اس کے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم نے یہ جماعت پیدا کر دی جو اب تین لاکھ سے بھی کچھ زیادہ ہے۔ میں ایک چھوٹے سے بیج کی طرح تھا جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے بویا گیا پھر میں ایک مدت تک مخفی رہا پھر میرا ظہور ہوا اور بہت سی

شناخوں نے میرے ساتھ تعلق پکڑا۔ سو یہ پیشگوئی محض خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے پوری ہوئی۔

۸۰- اسیّ واں نشان - براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی ہے - یریدون ان یطفؤا نور اللّٰہ بافواھھم واللّٰہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون یعنی مخالف لوگ ارادہ کرینگے کہ نور خدا کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھاویں مگر خدا اپنے نور کو پورا کریگا اگرچہ منکر لوگ کراہت ہی کریں۔ یہ اُس وقت کی پیشگوئی ہے جبکہ کوئی مخالف نہ تھا بلکہ کوئی میرے نام سے بھی واقف نہ تھا پھر بعد اس کے حسب بیان پیشگوئی دنیا میں عزت کے ساتھ میری شہرت ہوئی اور ہزاروں نے مجھے قبول کیا تب اسقدر مخالفت ہوئی کہ مکہ معظمہ سے اہل مکہ کے پاس خلاف واقعہ باتیں بیان کرکے میرے لئے کفر کے فتوے منگوائے گئے۔ اور میری تکفیر کا دنیا میں شور ڈالا گیا قتل کے فتوے دیئے گئے۔ حکام کو اُکسایا گیا۔ عام لوگوں کو مجھ سے اور میری جماعت سے بیزار کیا گیا۔ غرض ہر ایک طرح سے میرے نابود کرنے کیلئے کوشش کی گئی مگر خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق یہ تمام مولوی اور ان کے ہمجنس اپنی کوششوں میں نامراد اور ناکام رہے افسوس کس قدر مخالف اندھے ہیں ان پیشگوئیوں کی عظمت کو نہیں دیکھتے کہ کس زمانہ کی ہیں۔ اور کس شوکت اور قدرت کے ساتھ پوری ہوئیں کیا بجز خدا تعالیٰ کے یہ کسی اور کا کام ہے؟ اگر ہے تو اس کی نظیر پیش کرو۔ نہیں سوچتے کہ اگر یہ انسان کا کاروبار ہوتا اور خدا کی مرضی کے مخالف ہوتا تو وہ اپنی کوششوں میں نامراد نہ رہتے کس نے انکو نامراد رکھا؟ اُسی خدا نے جو میرے ساتھ ہے۔

۸۱- اکاسیواں نشان - براہین احمدیہ میں ایک یہ بھی پیشگوئی ہے - یعصمک اللّٰہ من عندہ ولو لم یعصمک الناس یعنی خدا تجھے آپ تمام آفات سے بچائیگا۔ اگرچہ لوگ نہیں چاہیں گے کہ تو آفات سے بچ جائے یہ اُس زمانہ کی پیشگوئی ہے جبکہ میں ایک زاویۂ گمنامی میں پوشیدہ تھا۔ اور کوئی مجھ سے نہ تعلق بیعت رکھتا تھا نہ عداوت۔ بعد اس کے جب مسیح موعود ہونیکا دعوےٰ میں نے کیا تو سب مولوی اور ان کے ہمجنس آگ کی طرح ہو گئے اُن دنوں میں میرے پر ایک پادری ڈاکٹر مارٹن کلارک نام نے خون کا مقدمہ کیا اس مقدمہ میں مجھے یہ تجربہ ہو گیا کہ پنجاب کے

مولوی میرے خون کے پیاسے ہیں اور مجھے ایک عیسائی سے بھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے اور گالیاں نکالتا ہے بدتر سمجھتے ہیں کیونکہ بعض مولویوں نے اس مقدمہ میں میرے مخالف عدالت میں حاضر ہو کر اس پادری کے گواہ بن کر گواہیاں دیں اور بعض اس دعا میں لگے رہے کہ پادری لوگ فتح پاویں۔ میں نے معتبر ذریعہ سے سُنا ہے کہ وہ مسجدوں میں رو رو کر دعائیں کرتے تھے کہ اے خدا اس پادری کی مدد کر اُس کو فتح دے مگر خدائے علیم نے اُن کی ایک نہ سُنی۔ نہ گواہی دینے والے اپنی گواہی میں کامیاب ہوئے اور نہ دعا کرنیوالوں کی دعائیں قبول ہوئیں۔ یہ علماء ہیں دین کے حامی اور یہ قوم ہے جس کیلئے لوگ قوم قوم پکارتے ہیں۔ ان لوگوں نے میرے پھانسی دلانے کیلئے اپنے تمام منصوبوں سے زور لگایا اور ایک دشمن خدا اور رسول کی مدد کی۔ اور اس جگہ طبعاً دلوں میں گذرتا ہے کہ جب یہ قوم کے تمام مولوی اور اُن کے پیرو میرے جانی دشمن ہو گئے تھے پھر کس نے مجھے اُس بھڑکتی ہوئی آگ سے بچایا۔ حالانکہ آٹھ لوگواہ میرے مجرم بنانے کیلئے گذر چکے تھے اس کا جواب یہی ہے کہ اُسی نے بچایا جس نے پچیس۲۵ برس پہلے یہ وعدہ دیا تھا کہ تیری قوم تو تجھے نہیں بچائیگی اور کوشش کریگی کہ تو ہلاک ہو جائے مگر میں تجھے بچاؤنگا جیسا کہ اُس نے پہلے سے فرمایا تھا جو براہین احمدیہ میں آج سے پچیس برس پہلے درج ہے اور وہ یہ ہے فبرّأہ اللہ ممّا قالوا وکان عند اللہ وجیھا یعنی خدا نے اس الزام سے اُس کو بری بیا جو اُس پر لگایا گیا تھا اور وہ خدا کے نزدیک وجیہ ہے۔

۸۲۔ بیاسیواں نشان۔ یہ پیشگوئی ہے جو بارہا میرے رسالوں میں درج ہو چکی ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتّٰی یغیّروا ما بانفسھم انّہ اٰوی القریۃ یعنی خدا اس طاعون کو اس قوم سے دُور نہیں کریگا اور اپنا ارادہ نہیں بدلائیگا جبتک لوگ اپنے دلوں کی حالت نہ بدلائیں اور خدا انجام کار اس گاؤں کو اپنی پناہ میں لے لیگا۔ اور فرمایا کہ لولا الاکرام لھلک المقام یعنی اگر میں تمہاری عزت کا پاس نہ کرتا تو میں اس تمام گاؤں کو ہلاک کر دیتا اور انہیں سے ایک بھی نہ چھوڑتا اور فرمایا وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم یعنی خدا ایسا نہیں ہے

کہ اُن سب کو عذاب سے ہلاک کر دیتا۔ حالانکہ تو انہیں میں رہتا ہے۔ یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ فقرہ کہ اٰوی القریۃ اس کے یہ معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ کسی قدر عذاب کے بعد اس گاؤں کو اپنی پناہ میں لے لیگا یہ معنی نہیں ہیں کہ ہرگز اس میں طاعون نہیں آئیگی۔ اٰوی کا لفظ عربی زبان میں اس پناہ دینے کو کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص کسی حد تک مصیبت رسیدہ ہوکر پھر امن میں آجاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الم یجدک یتیماً فاٰوی یعنی خدا نے تجھے یتیم پایا اور یتیمی کے مصائب میں تجھے مبتلا دیکھا پھر پناہ دی۔ اور جیسا کہ فرماتا ہے اٰوینٰھما الیٰ ربوۃٍ ذات قرارٍ و معین۔ یعنی ہم نے عیسٰے اور اس کی ماں کو بعد اس کے جو یہودیوں نے اُن پر ظلم کیا اور حضرت عیسٰے کو سولی دینا چاہا ہم نے عیسیٰ اور اسکی ماں کو پناہ دی اور دونوں کو ایک ایسے پہاڑ پر پہنچا دیا جو سب پہاڑوں سے اُونچا تھا یعنی کشمیر کا پہاڑ جس میں خوشگوار پانی تھا اور بڑی آسائش اور آرام کی جگہ تھی اور جیسا کہ سورۃ الکہف میں یہ آیت ہے۔ فأوا الی الکہف ینشر لکم ربکم من رحمتہ الجزو نمبر ۱۵ سورۃ کہف یعنی غار کی پناہ میں آجاؤ اس طرح پر خدا اپنی رحمت تم پر پھیلائیگا۔ یعنی تم ظالم بادشاہ کی ایذا سے نجات پاؤ گے۔ غرض اٰوی کا لفظ ہمیشہ اُس موقع پر آتا ہے کہ جب ایک شخص کسی حد تک کوئی مصیبت اُٹھا کر پھر امن میں داخل کیا جاتا ہے۔ یہی پیشگوئی قادیان کی نسبت ہے۔ چنانچہ صرف ایک دفعہ کسی قدر شدت سے طاعون قادیان میں ہوئی۔ بعد اس کے کم ہوتی گئی یہاں تک کہ اب کے سال میں ایک شخص بھی قادیان میں طاعون سے نہیں مرا۔ حالانکہ اردگرد صدہا آدمی طاعون سے فوت ہو گئے۔

۱۴۸۔ ترا سی واں نشان۔ ایک دفعہ میں اپنے اس چوبارہ میں بیٹھا ہوا تھا جو چھوٹی مسجد سے ملحق ہے جس کا نام خدا تعالیٰ نے بیت الفکر رکھا ہے اور میرے پاس میرا ایک خدمتگار حامد علی نام پیر دبا رہا تھا اتنے میں مجھے الہام ہوا تریٰ فخذاً الیماً یعنی تو ایک دردناک ران دیکھے گا۔ میں نے حامد علی کو کہا کہ اسوقت مجھے یہ الہام ہوا ہے اُس نے مجھے یہ جواب دیا

کہ آپ کے ہاتھ پر ایک پھنسی ہے شاید اُسی کی طرف اشارہ ہو۔ مَیں نے اُس کو کہا کہ کجا ہاتھ اور کجا
ران۔ یہ خیال بیہودہ اور غیر معقول ہے اور پھنسی تو درد بھی نہیں کرتی۔ اور نیز الہام کے
یہ معنی ہیں کہ تو دیکھے گا نہ کہ اب دیکھ رہا ہے۔ بعد اس کے ہم دونوں چوبارہ پر سے اُترے تا
بڑی مسجد میں جا کر نماز پڑھیں اور نیچے اُتر کر مَیں نے دیکھا کہ دو شخص گھوڑی پر سوار میری طرف
آرہے ہیں دونوں بغیر کاٹھی کے دو گھوڑوں پر سوار تھے اور دونوں کی عمر بیس برس سے کم
تھی وہ مجھے دیکھ کر وہیں ٹھیر گئے اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ میرا بھائی جو دوسرے
گھوڑے پر سوار ہے درد ران سے سخت بیمار ہے اور سخت لاچار ہے اس لئے ہم آئے ہیں
کہ آپ ان کے لئے کوئی دوا تجویز کریں۔ تب مَیں نے حامد علی کو کہا کہ الحمد للہ کہ میرا الہام اسقدر
جلد پورا ہوا کہ صرف اسی قدر دیر لگی کہ جس قدر زینہ پر سے اُترنے میں دیر لگی ہے شیخ حامد علی
اب تک موجود ہے جو موضع تھہ غلام نبی کا باشندہ ہے اور ان دنوں میں میرے پاس ہی۔ کوئی
شخص دوسرے کیلئے اپنے ایمان کو ضائع نہیں کرسکتا بلکہ اگر درمیان تعلق مریدی کا ہو اور کوئی
شخص اپنے مرید کو یہ کہے کہ مَیں نے اپنے لئے ایک جھوٹی کرامت بنائی ہے تو مرے لئے گواہی
دے۔ تب وہ اپنے دل میں ضرور کہیگا کہ یہ تو مکّار اور بد آدمی ہے مَیں نے ناحق اس کے
ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے۔ اسی طرح جس قدر مَیں نے اس رسالہ میں پیشگوئیاں لکھی ہیں ہزارہا
مرید میرے اُن کی سچائی کے گواہ ہیں۔ ایک جاہل کہیگا کہ مرید کی گواہی کا کیا اعتبار ہے
مَیں کہتا ہوں کہ اس گواہی جیسی اور کوئی گواہی ہی نہیں کیونکہ یہ تعلق محض دین کیلئے ہوتا ہے
اور انسان اُسی کا مرید بنتا ہے جس کو اپنے دانست میں تمام دنیا سے زیادہ پارسا طبع اور
متقی اور راستگو خیال کرتا ہے پھر جب مرشد کا یہ حال ہو کہ صدہا جھوٹی پیشگوئیاں اپنی طرف
سے تراش کر مریدوں کے آگے ہاتھ جوڑتا ہے کہ میرے لئے جھوٹ بولو اور کسی طرح جھوٹ بول کر
مجھے ولی بنادو اس کو کیونکر اس کے مرید نیک آدمی کہہ سکتے ہیں اور کیونکر دل و جان سے اسکی خدمت
کرسکتے ہیں بلکہ اس کو تو ایک شیطان کہیں گے اور اُس سے بیزار ہو جائینگے اور مَیں تو ایسے مرید پر لعنت

بھیجتا ہوں جو میری طرف جھوٹی کرامتیں منسوب کرے اور ایسا مرشد بھی لعنتی ہے جو جھوٹی کرامتیں بناوے

۸۴۔ نشان ۔ ۲۵۔ اگست ۱۹۰۶ء کو یکدفعہ نصف حصہ اسفل بدن کا میرا بےحس ہو گیا اور ایک قدم چلنے کی طاقت نہ رہی اور چونکہ میں نے یونانی طبابت کی کتابیں سبقاً سبقاً پڑھی تھیں اس لئے مجھے خیال گذرا کہ یہ فالج کی علامات ہیں ساتھ ہی سخت درد تھی۔ دل میں گھبراہٹ تھی۔ کروٹ بدلنا مشکل تھا۔ رات کو جب میں بہت تکلیف میں تھا تو مجھے شماتتِ اعدا کا خیال آیا مگر محض دین کیلئے نہ کسی اور امر کے لئے۔ تب میں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ موت تو ایک امر ضروری ہے مگر تو جانتا ہے کہ ایسی موت اور بے وقت موت میں شماتتِ اعدا ہے تب مجھے تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ الہام ہوا۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ ان اللّٰہ لا یخزی المؤمنین۔ یعنی خدا ہر چیز پر قادر ہے اور خدا مومنوں کو رسوا نہیں کیا کرتا پس اس خدائے کریم کی مجھے قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جو اس وقت بھی دیکھ رہا ہے کہ میں اس پر افترا کرتا ہوں یا سچ بولتا ہوں کہ اس الہام کے ساتھ ہی شاید آدھ گھنٹہ تک مجھ کو نیند آ گئی اور پھر یکدفعہ جب آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ مرض کا نام و نشان نہیں رہا۔ تمام لوگ سوئے ہوئے تھے اور میں اُٹھا اور امتحان کیلئے چلنا شروع کیا تو ثابت ہوا کہ میں بالکل تندرست ہوں تب مجھے اپنے قادر خدا کی قدرت عظیم کو دیکھ کر رونا آیا کہ کیسا قادر ہمارا خدا ہے اور ہم کیسے خوش نصیب ہیں کہ اس کی کلام قرآن شریف پر ایمان لائے اور اسکے رسول کی پیروی کی اور کیا بدنصیب وہ لوگ ہیں جو اس ذوالعجائب خدا پر ایمان نہیں لائے۔

۸۵۔ نشان ۔ ایک مرتبہ میں قولنج زحیری سے سخت بیمار ہوا اور سولہ دن پاخانہ کی راہ سے خون آتا رہا اور سخت درد تھا جو بیان سے باہر ہے۔ انہیں دنوں میں شیخ رحیم بخش صاحب مرحوم مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کے والد ماجد بٹالہ سے میری عیادت کیلئے آئے اور میری نازک حالت انہوں نے دیکھی اور میں نے سُنا کہ وہ بعض لوگوں کو کہہ رہے تھے کہ آجکل یہ مرض وبا کی طرح پھیل رہی ہے۔ بٹالہ میں ابھی میں ایک جنازہ پڑھ کر آیا ہوں جو اسی مرض سے فوت ہوا ہے اور ایسا اتفاق ہوا

کہ محمد بخش نام ایک حجام قادیان کا رہنے والا اسی دن اس مرض سے بیمار ہوا اور آٹھویں دن مر گیا۔ اور جب سولہ دن میری مرض پر گزرے تو آثار نومیدی کے ظاہر ہو گئے اور مَیں نے دیکھا کہ بعض عزیز میرے دیوار کے پیچھے روتے تھے اور مسنون طور پر تین مرتبہ سورۃ یٰسٓ سنائی گئی۔ جب میری مرض اس نوبت پر پہنچ گئی تو خدا تعالیٰ نے میرے دل پر القا کیا کہ اور علاج چھوڑ دو اور دریا کی ریت جس کے ساتھ پانی بھی ہو تسبیح اور درود کے ساتھ اپنے بدن پر ملو تب بہت جلدی دریا سے ایسی ریت منگوائی گئی اور مَیں نے اس کلمہ کے ساتھ کہ سبحان اللّٰہ وبحمدہٖ سبحان اللّٰہ العظیم اور درود شریف کے ساتھ اُس ریت کو بدن پر ملنا شروع کیا ہر ایک دفعہ جو جسم پر وہ ریت پہنچتی تھی تو گویا میرا بدن آگ میں سے نجات پاتا تھا صبح تک وہ تمام مرض دُور ہو گئی اور صبح کے وقت الہام ہوا۔ وان کنتم فی ریب مما نزلنا علٰی عبدنا فأتوا بشفاءٍ من مثلہ۔

۸۶۔ نشان۔ ایک دفعہ مجھے دانت میں سخت درد ہوئی ایک دم قرار نہ تھا کسی شخص سے مَیں نے دریافت کیا کہ اس کا کوئی علاج بھی ہے اُس نے کہا کہ علاج دنداں اخراج دنداں۔ اور دانت نکالنے سے میرا دل ڈرا تب اسوقت مجھے غنودگی آگئی اور مَیں زمین پر بیتابی کی حالت میں بیٹھا ہوا تھا اور چارپائی پاس بچھی تھی مَیں نے بیتابی کی حالت میں اس چارپائی کی پائنتی پر اپنا سر رکھ دیا اور تھوڑی سی نیند آگئی جب مَیں بیدار ہوا تو درد کا نام و نشان نہ تھا اور زبان پر یہ الہام جاری تھا:۔ اذا مرضت فھو یشفی یعنی جب تُو بیمار ہوتا ہے تو وہ تجھے شفا دیتا ہے۔ فالحمد للّٰہ علٰی ذٰلک۔

۸۷۔ ستاسیواں نشان۔ یہ پیشگوئی ہے کہ میری اس شادی کے بارے میں جو دہلی ہوئی تھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ الہام ہوا تھا۔ الحمد للّٰہ الذی جعل لکم الصھر والنسب یعنی اس خدا کی تعریف ہے جس نے تمہیں دامادی اور نسب دونوں طرف سے عزت دی یعنی تمہاری نسب کو بھی شریف بنایا اور تمہاری بیوی بھی سادات میں سے آئیگی یہ الہام شادی کیلئے ایک پیشگوئی تھی۔ جس سے مجھے یہ فکر پیدا ہوا کہ شادی کے اخراجات کو کیونکر مَیں انجام دونگا کہ اسوقت میرے پاس کچھ نہیں۔ اور نیز کیونکر مَیں ہمیشہ کیلئے اس بوجھ کا متحمل ہو سکونگا۔ تو مَیں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ ان

اخراجات کی مجھ میں طاقت نہیں۔ تب یہ الہام ہوا کہ ہرچہ باید نو عروسی را ہمہ ساماں کنم۔ وآنچہ درکار شما باشد عطائے آں کنم۔ یعنی جو کچھ تمہیں شادی کیلئے درکار ہوگا تمام سامان اُس کا مَیں آپ کروں گا اور جو کچھ تمہیں وقتاً فوقتاً حاجت ہوتی رہے گی آپ دیتا رہوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ شادی کیلئے جو کسی قدر مجھے روپیہ درکار تھا ان ضروری اخراجات کے لئے منشی عبدالحق صاحب اکونٹنٹ لاہور نے پانسو روپیہ مجھے قرضہ دیا اور ایک اور صاحب حکیم محمد شریف نام ساکن کلانور نے جو امرتسر میں طبابت کرتے تھے دو سو روپیہ یا تین سو روپیہ مجھے بطور قرضہ دیا۔ اسوقت منشی عبدالحق صاحب اکونٹنٹ نے مجھے کہا کہ ہندوستان میں شادی کرنا ایسا ہے جیسا کہ ہاتھی اپنے دروازہ پر باندھنا۔ مَیں نے انکو جواب دیا کہ ان اخراجات کا خدا نے خود وعدہ فرمایا ہے پھر شادی کرنے کے بعد سلسلہ فتوحات کا شروع ہوگیا اور یا وہ زمانہ تھا کہ بباعث تفرقہ وجوہ معاش پانچ سات آدمی کا خرچ بھی میرے پر ایک بوجھ تھا اور یا اب وہ وقت آگیا کہ بحساب اوسط تین سو آدمی ہر روز معہ عیال و اطفال اور ساتھ اسکے کئی غربا اور درویش اس لنگر خانہ میں روٹی کھاتے ہیں اور یہ پیشگوئی لالہ شرمپت آریہ اور ملاوامل آریہ ساکنان قادیان کو بھی قبل از وقت سنائی گئی تھی اور شیخ حامد علی اور چند اور واقفکاروں کو اس سے اطلاع دی گئی تھی اور منشی عبدالحق اکونٹنٹ لاہوری اگرچہ اسوقت مخالفین کے زمرہ میں ہیں مگر مَیں اُمید نہیں رکھتا کہ وہ اس سچی شہادت کا اخفا کریں۔ واللہ اعلم۔

۸۸۔ اٹھاسی واں نشان۔ جب دلیپ سنگھ کی نسبت اخباروں میں بار بار بیان کیا گیا تھا کہ وہ پنجاب میں آئیگا تب مجھے دکھایا گیا کہ وہ ہرگز نہیں آئیگا بلکہ روکا جائیگا اور مَیں نے قریباً پانسو آدمیوں کو اس پیشگوئی سے مطلع کیا تھا اور ایک اشتہار میں بھی جو دو ورقہ تھا اجمالاً اس پیشگوئی کو لکھا تھا چنانچہ آخرکار ایسا ہی ظہور میں آیا۔

۸۹۔ نواسی واں نشان۔ مَیں نے سید احمد خاں کی نسبت پیشگوئی کی تھی کہ آخر عمر میں اُنکو کچھ تکالیف پیش آئینگی اور اُن کی عمر کے دن تھوڑے باقی ہیں اور یہ مضمون اشتہارات میں

شائع کر دیا تھا چنانچہ اس کے بعد ایک شریر ہندو کے غبن مال کی وجہ سے سید احمد خاں کو آخری عمر میں بہت غم اور صدمہ اُٹھانا پڑا اور بعد اس کے تھوڑے دن تک ہی زندہ رہے اور اسی غم اور صدمہ سے ان کا انتقال ہو گیا۔

۹۰- نوے واں نشان۔ ایک دفعہ قانون ڈاک کی خلاف ورزی کا مقدمہ میرے پر چلایا گیا جس کی سزا پانسو روپیہ جرمانہ یا چھ ماہ قید تھی اور بظاہر سبیل رہائی معلوم نہیں ہوتی تھی تب بعد دعا خواب میں خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ وہ مقدمہ رفع دفع کر دیا جائے گا اس مقدمہ کا مخبر ایک عیسائی رلیا رام نام تھا جو امرتسر میں وکیل تھا اور مَیں نے خواب میں یہ بھی دیکھا کہ اُس نے میری طرف ایک سانپ بھیجا ہے اور مَیں نے اُس سانپ کو مچھلی کی طرح تل کر اس کی طرف واپس بھیجدیا ہے۔ چونکہ وہ وکیل تھا اسلئے میرے مقدمہ کی نظیر گویا اس کیلئے کار آمد تھی اور تلی ہوئی مچھلی کا کام دیتی تھی چنانچہ وہ مقدمہ پہلی پیشی میں ہی خارج ہو گیا۔

۹۱- اکانوےؔ واں نشان۔ براہین احمدیہ میں پچیس برس پہلے تمام ممالک میں شائع ہو چکی ہے یعنی ہر حصّہ پنجاب اور ہندوستان اور بلاد عرب اور شام اور کابل اور بخارا غرض تمام بلاد اسلامیہ میں پہنچائی گئی ہے۔ اس میں یہ ایک پیشگوئی ہے رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ یعنی خدا کی وحی میں میری طرف سے یہ دعا تھی کہ اے میرے خدا مجھے اکیلا مت چھوڑ جیسا کہ اب مَیں اکیلا ہوں اور تجھ سے بہتر کون وارث ہے یعنی اگرچہ مَیں اس وقت اولاد بھی رکھتا ہوں اور والد بھی اور بھائی بھی لیکن روحانی طور پر ابھی مَیں اکیلا ہی ہوں اور تجھ سے ایسے لوگ چاہتا ہوں جو روحانی طور پر میرے وارث ہوں یہ دعا اس آئندہ امر کیلئے پیشگوئی تھی کہ خدا تعالیٰ روحانی تعلق والوں کی ایک جماعت میرے ساتھ کر دیگا جو میرے ہاتھ پر توبہ کریں گے سو خدا کا شکر ہے کہ یہ پیشگوئی نہایت صفائی سے پوری ہوئی پنجاب اور ہندوستان سے ہزارہا سعید لوگوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور ایسا ہی سرزمین ریاست امیر کابل سے بہت سے لوگ میری بیعت میں داخل ہوئے ہیں اور میرے

لئے یہ عکس کافی ہے کہ ہزارہا آدمیوں نے میرے ہاتھ پر اپنے طرح طرح کے گناہوں سے توبہ کی ہے
اور ہزارہا لوگوں میں بعد بیعت میں نے ایسی تبدیلی پائی ہے کہ جب تک خدا کا ہاتھ کسی کو
صاف نہ کرے ہرگز ایسا صاف نہیں ہو سکتا اور میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرے ہزارہا صادق
اور وفادار مرید بیعت کے بعد ایسی پاک تبدیلی حاصل کر چکے ہیں کہ ایک ایک فرد انمیں بجائے
ایک ایک نشان کے ہے۔ اگرچہ یہ درست ہے کہ ان کی فطرت میں پہلے ہی سے ایک مادہ
رشد اور سعادت کا مخفی تھا مگر وہ کھلے طور پر ظاہر نہیں ہوا جبتک انہوں نے بیعت نہیں کی
غرض خدا کی شہادت سے ثابت ہے کہ پہلے میں اکیلا تھا اور میرے ساتھ کوئی جماعت نہ تھی
اور اب کوئی مخالف اس بات کو چھپا نہیں سکتا کہ اب ہزارہا لوگ میرے ساتھ ہیں۔ پس خدا
کی پیشگوئیاں اس قسم کی ہوتی ہیں جن کے ساتھ نصرت اور تائید الٰہی ہوتی ہے کون اس بات میں مجھے
جھٹلا سکتا ہے کہ جب یہ پیشگوئی خدا تعالیٰ نے فرمائی اور براہین احمدیہ میں درج ہوکے شائع کی گئی
اسوقت جیسا کہ خدا نے فرمایا میں اکیلا تھا اور بجز خدا کے میرے ساتھ کوئی نہ تھا میں اپنے
خویشوں کی نگاہ میں بھی حقیر تھا کیونکہ انکی راہیں اور تھیں اور میری راہ اور تھی اور قادیان کے تمام
ہندو بھی باوجود سخت مخالفت کے اس گواہی کے دینے کیلئے مجبور ہونگے کہ میں درحقیقت اس زمانہ
میں ایک گمنامی کی حالت میں بسر کرتا تھا اور کوئی نشان اس بات کا موجود نہ تھا کہ اسقدر
ارادت اور محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھنے والے میرے ساتھ شامل ہو جائیں گے۔ اب
کہو کہ کیا یہ پیشگوئی کرامت نہیں ہے کیا انسان اس پر قادر ہے اور اگر قادر ہے تو زمانہ حال یا
سابق زمانہ میں سے اسکی کوئی نظیر پیش کرو۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی
وقودها الناس والحجارة اعدت للکافرین۔

۹۲- بانوہ واں نشان۔ وہ مباہلہ ہے جو عبدالحق غزنوی کے ساتھ بمقام امرتسر کیا گیا تھا جسکو
آج گیارہ سال گذر گئے ہیں وہ بھی خدا تعالیٰ کا ایک نشان ہے۔ عبدالحق نے مباہلہ کے لئے
بہت اصرار کیا تھا اور مجھے اسکے ساتھ مباہلہ کرنے میں تامل تھا کیونکہ جس شخص کی شاگردی کی

طرف وہ اپنے تئیں منسوب کرتا تھا وہ میرے خیال میں ایک صالح آدمی تھا یعنی مولوی عبد اللہ صاحب مرحوم غزنوی اور اگر میرے زمانہ کو وہ پاتا تو میں یقین کرتا ہوں کہ وہ مجھے میرے دعوے کے ساتھ قبول کرتا اور رد نہ کرتا مگر وہ مرد صالح میری دعوت سے پہلے ہی وفات پاگیا اور جو کچھ عقیدہ میں غلطی تھی وہ قابل مواخذہ نہیں کیونکہ اجتہادی غلطی معاف ہے مواخذہ دعوت اور اتمام حجت کے بعد شروع ہوتا ہے مگر اسمیں شک نہیں کہ وہ متقی اور راستباز تھا اور تبتل اور انقطاع اُس پر غالب تھا اور عباد صالحین میں سے تھا میں نے اسکی وفات کے بعد ایک دفعہ اسکو خواب میں دیکھا اور میں نے اُسکو کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک تلوار میرے ہاتھ میں ہے جس کا قبضہ میرے ہاتھ میں اور نوک آسمان میں ہے اور میں دونو طرف یمین و یسار میں اس تلوار کو چلاتا ہوں اور ہر ایک ضرب سے ہزارہا مخالف مرتے ہیں اسکی تعبیر کیا ہے۔ تب اُنہوں نے کہا کہ یہ اتمام حجت کی تلوار ہے ایسی حجت کہ جو زمین سے آسمان تک پہنچے گی اور کوئی اس کو روک نہیں سکے گا۔ اور یہ جو دیکھا کہ کبھی دہنی طرف تلوار چلائی جاتی ہے اور کبھی بائیں طرف اس سے مراد دونوں قسم کے دلائل ہیں جو آپ کو دیئے جائیں گے یعنی ایک عقل اور نقل کے دلائل۔ دوسرے خدا تعالیٰ کے تازہ نشانوں کے دلائل سو ان دونوں طریق سے دنیا پر حجت پوری ہوگی۔ اور مخالف لوگ ان دلائل کے سامنے انجام کار ساکت ہو جائیں گے گویا مر جائیں گے اور پھر فرمایا کہ جب میں دنیا میں تھا تو میں اُمیدوار تھا کہ ایسا کوئی انسان پیدا ہوگا یہ الفاظ ہیں جو اُن کے منہ سے نکلے۔ ولعنة اللہ علی الکاذبین۔

جب وہ زندہ تھے ایک دفعہ مقام خیردی میں اور دوسری دفعہ مقام امرتسر میں اُن سے میری ملاقات ہوئی میں نے اُنہیں کہا کہ آپ ملہم ہیں ہمارا ایک مدعا ہے اس کے لئے آپ دعا کرو مگر میں آپ کو نہیں بتلاؤں گا کہ کیا مدعا ہے اُنہوں نے کہا کہ "در پوشیدہ داشتن برکت است و من انشاء اللہ دعا خواہم کرد و الہام امر اختیاری نیست" اور میرا مدعا یہ تھا کہ دین محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام روز بروز تنزل میں ہے خدا اُسکا مددگار ہو۔ بعد اسکے میں قادیان میں

میں چلا آیا تھوڑے دنوں کے بعد بذریعہ ڈاک اُن کا خط مجھے ملا جسمیں یہ لکھا تھا کہ "ایں عاجز برائے شما دعا کردہ بود القاشد وانصرنا علی القوم الکافرین فقیر را کم اتفاق مے افتد کہ بدیں جلدی القا شود ایں از اخلاص شما مے بینم"

غرض عبد الحق کے بہت اصرار کے بعد میں نے اُسکی طرف لکھا کہ میں کسی مسلمان کلمہ گو سے مباہلہ کرنا نہیں چاہتا اُس نے جواب میں لکھا کہ جب ہم نے تم پر کفر کا فتویٰ دیدیا تو اب تمہارے نزدیک ہم کافر ہو گئے تو پھر مباہلہ میں کیا مضائقہ غرض اس کے سخت اصرار کے بعد میں مباہلہ کیلئے امرتسر میں آیا اور چونکہ مجھے مولوی عبد اللہ صاحب مرحوم سے دلی محبت تھی اور میں اُن کو اپنے اس منصب کے لئے بطور ارہاص کے سمجھتا تھا یا جیسا کہ یحیٰ عیسیٰ کے پہلے ظاہر ہوا اس لئے میرے دل نے عبد الحق کیلئے کسی بد دعا کو پسند نہیں کیا بلکہ میری نظر میں وہ قابل رحم تھا کیونکہ وہ نہیں جانتا تھا کہ کس کو بُرا کہتا ہے وہ اپنے خیال میں اسلام کیلئے ایک غیرت دکھلاتا تھا اور نہیں جانتا تھا کہ اسلام کی تائید میں خدا کا کیا ارادہ ہے۔

بہر حال مباہلہ میں جو اُس نے چاہا کہا مگر میری دعا کا مرجع میرا ہی نفس تھا اور میں جناب الٰہی میں یہی التجا کر رہا تھا کہ اگر میں کاذب ہوں تو کاذبوں کی طرح تباہ کیا جاؤں اور اگر میں صادق ہوں تو خدا میری مدد اور نصرت کرے اس بات کو گیارہ برس گزر گئے جب یہ مباہلہ ہوا تھا بعد اس کے جو کچھ خدا نے میری نصرت اور مدد کی میں اس مختصر رسالہ میں اُسکو بیان نہیں کر سکتا یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ جب مباہلہ کیا گیا تو میرے ساتھ صرف چند آدمی تھے جو انگلیوں پر شمار ہو سکتے تھے اور اب تین لاکھ سے بھی کچھ زیادہ میری بیعت کر چکے ہیں۔ اور مالی مشکلات اسقدر تھے کہ بیس روپیہ ماہوار بھی نہیں آتے تھے اور قرضہ لینا پڑتا تھا اور اب میرے سلسلہ کی تمام شاخوں سے قریباً تین ہزار روپیہ ماہواری آمدنی ہے اور خدا نے اس کے بعد بڑے بڑے قوی نشان دکھلائے جس نے مقابلہ کیا آخر وہ تباہ ہوا۔ جیسا کہ ان نشانوں کے دیکھنے سے جو محض بطور نمونہ اس جگہ لکھے گئے ہیں ظاہر ہوگا کہ خدا نے کیسی کیسی میری مدد کی ایسے ہی ہزارہا

نشان نصرت الٰہی کے ظاہر ہو چکے ہیں جو صرف اُن میں سے اس قدر بطور نمونہ اسجگہ لکھے گئے
اگر کسی شخص میں حیا اور انصاف ہو تو اس کیلئے یہ نشان میری تصدیق کیلئے کافی ہیں۔

اور یہ حجت اُٹھانا کہ آتھم میعاد کے اندر نہیں مرا اور یہ کہ عیسائیوں نے بہت گالیاں
دیں اور بہت شوخی کی تو سمجھنا چاہیئے کہ کیا عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہیں
دیتے۔ ٹھٹھا نہیں کرتے اور کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین میں ہزاروں بلکہ لاکھوں کتابیں
اب تک لکھ نہیں چکے اور ہنسی ٹھٹھے کو انتہا تک نہیں پہنچا دیا تو کیا ان بدقسمت لوگوں کی ان
حرکات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت مشتبہ ہوگئی یا آپ کی اس سے کچھ رسوائی
ہوئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا
بِهٖ يَسْتَهْزِئُوْنَ ۔ یعنی کوئی ایسا رسول نہیں آیا جس سے جاہل آدمیوں نے ٹھٹھا نہیں کیا
دیکھنا تو یہ چاہیئے کہ کیا ٹھٹھا کرنے میں وہ حق بجانب تھے یا محض شیطنت اور شرارت تھی۔ یہ
امر ثابت شدہ ہے کہ آتھم پیشگوئی کے مطابق چند روز زندہ رہا اور پھر پیشگوئی کے
مطابق پندرہ مہینے کے اندر مرگیا۔ اور اس کی موت کی تاخیر بوجہ اس کے رجوع کے تھی۔
اس بات کو دنیا جانتی ہے کہ آتھم نے قریباً ستر آدمی کے روبرو دجال کہنے سے رجوع کیا لہذا
خدا نے چند ماہ تک اس کی موت میں تاخیر ڈال دی۔ اور پھر تھوڑے دنوں کے بعد اس کو
اس دنیا سے اُٹھا بھی لیا کیونکہ دوسری پیشگوئی میں یہ بھی تھا کہ گو تاخیر ہوگی مگر پھر بھی آتھم پندرہ مہینے
کے اندر فوت ہو جائیگا۔ چنانچہ گیارہ سال گزر گئے کہ وہ مرگیا اور میں اب تک زندہ ہوں کیا
آتھم نے قریباً ستر آدمیوں کے روبرو دجال کہنے سے رجوع نہیں کیا پھر کیا ضرور نہ تھا کہ اس کی کسی
قدر تاخیر دی جاتی۔ میں اس خیال سے حیرت کے دریا میں ڈوب جاتا ہوں کہ اس صاف اور صریح
پیشگوئی کا کیوں انکار کرتے ہیں۔ آخر کہنا پڑتا ہے کہ جن دلوں پر پردے ہیں وہ سیدھی بات کو بھی
نہیں سمجھتے اور مسلمان کہلا کر پھر عیسائیوں کو مدد دیتے ہیں اور وعید لعنت اللہ علی الکاذبین
سے نہیں ڈرتے کوئی انسان دروغ اور افترا سے فتحیاب نہیں ہو سکتا۔ دروغ گو کا انجام ذلت

اور رسوائی ہے اور سچائی کی آخر فتح ہے۔

عبدالحق کے ساتھ مباہلہ کرنے کے بعد جس قدر تائید اور نصرت الٰہی کے مجھے الہام ہوئے اور جس طرح عظمت اور شوکت سے وہ پورے ہوئے وہ تمام حال میری ان تمام کتابوں میں بھرا پڑا ہے جو مباہلہ کے بعد لکھی گئی ہیں جو چاہے دیکھ لے مجھے بار بار اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں میں صرف مختصر طور پر کہتا ہوں کہ بمجرد اس کے کہ میں مباہلہ کر کے اپنے مکان پر آیا اُسی وقت تائید اور نصرت الٰہی کے الہام شروع ہو گئے ✤ اور خدا نے متواتر بشارتیں مجھے دیں اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں دنیا میں تجھے ایک بڑی عزت دونگا تجھے ایک بڑی جماعت بناؤں گا اور بڑے بڑے نشان تیرے لئے دکھاؤں گا اور تمام برکات کا تیرے پر دروازہ کھولوں گا چنانچہ ان پیشگوئیوں کے مطابق کئی لاکھ آدمی میری جماعت میں داخل ہوا جو اس راہ میں اپنی جان قربان کرتے ہیں۔ اور اُسوقت سے آجتک دو لاکھ سے بھی زیادہ روپیہ آیا اور اسقدر ہر ایک طرف سے تحائف آئے کہ اگر وہ سب جمع کئے جاتے تو کئی کوٹھے اُن سے بھر جاتے اور مخالف لوگوں نے میرے پر مقدمے اُٹھائے اور مجھے ہلاک کرنا چاہا لیکن سب کے منہ کالے ہوئے اور ہر ایک مقدمہ میں انجام کار میری عزت اور انکی نامرادی تھی اور مباہلہ کے بعد تین لڑکے بھی میرے پیدا ہوئے اور مجھے خدا نے عزت کے ساتھ اسی دنیا میں شہرت دی کہ ہزارہا لوگ ذی عزت میری جماعت میں داخل ہوئے۔ یقیناً یاد رکھو کہ ہر ایک شخص جس کو اس بات پر اطلاع ہوگی کہ مباہلہ کے پہلے میری عزت کیا تھی اور کس قدر میری جماعت تھی اور کیا میری آمدنی تھی اور اولاد میری کس قدر تھی پھر بعد اس کے کیا ترقی ہوئی اُس کو گو کیسا ہی دشمن ہو ماننا پڑے گا کہ مباہلہ کے بعد خدا نے برکت پر برکت دینے سے میری سچائی کی گواہی دی۔ اب عبدالحق سے پوچھنا چاہئے کہ اس کو مباہلہ کے بعد کونسی برکت ملی۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہ ایک کھلا کھلا معجزہ ہے اور قریب ہے کہ اندھا بھی اسکو دیکھ لے مگر افسوس ان لوگوں پر کہ معجزات کو دیکھتے ہیں اور دن کو اندھے ہو جاتے ہیں۔ مباہلہ کے دن سے آجتک مجھ پر فضل کی بارشیں ہو رہی ہیں اور جیسا کہ

✤ اگر کسی کو شک ہو تو مباہلہ کے بعد جو الہام میں نے شائع کئے ان کو میری کتابوں اور اخباروں میں دیکھ لے۔ منہ

خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ **دیکھ میں تیرے لئے آسمان سے برساؤں گا** اور زمین سے نکالوں گا۔ سو اُس نے ایسا ہی میرے ساتھ معاملہ کیا اور وہ نعمتیں دیں اور وہ نشان دکھلائے جو میں شمار نہیں کر سکتا اور وہ عزت دی کہ کئی لاکھ انسان میرے پاؤں پر گر رہے ہیں۔

۹۳۔ ترانوےواں نشان۔ اپنے امور وراثت کے متعلق ایک پیشگوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض غیر قابض جدی شرکاء نے جو قادیان کی ملکیت میں ہمارے شریک تھے دخلیابی کا دعویٰ عدالت گورداسپور میں کیا تب میں نے دعا کی کہ وہ اپنے مقدمہ میں ناکام رہیں اس کے جواب میں خدا تعالیٰ نے فرمایا اُجیب کل دعاءک الا فی شرکاءک یعنی میں تیری ساری دعائیں قبول کروں گا* مگر شرکاء کے بارہ میں نہیں۔ تب مجھے معلوم ہوا کہ اسی عدالت میں یا انجام کار کسی اور عدالت میں مدعی فتح پا جائیں گے۔ یہ الہام اس قدر زور سے ہوا تھا کہ میں نے سمجھا کہ شاید قریب محلہ کے لوگوں تک آواز پہنچی ہوگی اور میں جناب الٰہی کے اس منشاء سے مطلع ہو کر گھر گیا اور میرے بھائی میرزا غلام قادر مرحوم اُس وقت زندہ تھے میں نے رُوبرو تمام گھر کے لوگوں کے سب حال ان کو کہہ دیا۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ اب ہم مقدمہ میں بہت کچھ خرچ کر چکے ہیں اگر پہلے سے کہتے تو ہم مقدمہ نہ کرتے مگر یہ عذر ان کا محض سرسری تھا اور ان کو اپنی کامیابی اور فتح پر یقین تھا چنانچہ پہلی عدالت میں تو ان کی فتح ہوگئی مگر چیف کورٹ میں مدعی کامیاب ہوگئے اور تمام عدالتوں کا خرچہ ہمارے ذمہ پڑا اور علاوہ اس کے وہ روپیہ جو پیروی مقدمہ کیلئے آپ قرضہ اُٹھایا تھا وہ بھی دینا پڑا اسی طرح پر کئی ہزار روپیہ کا نقصان ہوا اور میرے بھائی کو اس سے بڑا صدمہ پہنچا کیونکہ میں نے اُن کو کئی مرتبہ کہا تھا کہ شرکاء نے اپنا حصہ میرزا اعظم بیگ لاہوری کے پاس بیچا ہے آپ کا حق شفعہ ہے زر پیشگی دے کر لیلو۔ مگر اُنہوں نے اس بات کو قبول نہ کیا اور وقت ہاتھ سے نکل گیا اسلئے اس بات پر پچھتاتے رہے کہ کیوں ہم نے الہام الٰہی پر عمل نہ کیا یہ واقعہ اس قدر مشہور ہے کہ پچاس آدمی کے قریب اس واقعہ کو جانتے ہیں۔ کیونکہ یہ الہام بہت سے لوگوں کو سنایا گیا تھا جن میں سے بعض ہندو بھی ہیں۔

* اُردو میں بھی الہام ہوا تھا جو یہی فقرہ ہے۔ اس الہام میں جس قدر خدا نے اس عاجز بندہ کو عزت دی وہ ظاہر ہے بلکہ یہ فقرہ مقام محبت میں استعمال ہوتا ہے جو ہر ایک کیلئے استعمال نہیں ہوتا ہے۔ منہ

۹۴- چورانواں نشان - ایک دفعہ مَیں لدھیانہ کی طرف سے قادیان کی طرف ریل گاڑی میں چلا آتا تھا اور میرے ساتھ شیخ حامد علی میرا خدمتگار اور چند اور آدمی بھی تھے- جب ہم کسی قدر مسافت طے کر چکے تو تھوڑی سی غنودگی ہو کر مجھے الہام ہوا **نصف ترا نصف عمالیق را** اور ساتھ ہی دل میں ڈالا گیا کہ یہ وراثت کا حصّہ ہے کہ کسی وارث کی موت سے ہمیں ملے گا اور نیز دل میں ڈالا گیا کہ عمالیق سے مراد میرے چچا زاد بھائی ہیں جو مخالفت بھی رکھتے تھے اور قد کے بھی لمبے تھے گویا خدا نے مجھ کو موسٰی ٹھیرایا اور ان کو مخالف موسٰی- جب مَیں قادیان میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ ہمارے شرکا میں سے ایک کی عورت امام بی بی نام مرض اسہال کبدی سے بیمار ہے چنانچہ وہ چند دن کے بعد مرگئی اور ہم دونوں گروہ کے سوا اس کا کوئی وارث نہیں تھا اس لئے اس کی زمین میں سے آدھی تو ہمارے حصّہ میں آئی اور آدھی زمین ہمارے چچا زاد بھائیوں کے حصّہ میں گئی اور اس پر وہ پیشگوئی پوری ہوگئی جس کے پورے ہونے اور بیان کرنے پر ایک جماعت گواہ ہے اور نیز شیخ حامد علی بھی جو زندہ موجود ہے-

۹۵- پچانواں نشان - ایک دفعہ مجھے لدھیانہ سے پٹیالہ جانے کا اتفاق ہوا اور میرے ساتھ وہی شیخ حامد علی اور دوسرا شخص فتح خاں نام ساکن ایک گاؤں متصل ٹانڈہ ضلع ہوشیارپور کا اور تیسرا شخص عبد الرحیم نام ساکن انبالہ چھاؤنی تھا اور بعض اور بھی تھے جو یاد نہیں رہے جس صبح ہم نے ریل پر سوار ہونا تھا مجھے الہام کے ذریعہ سے بتایا گیا تھا کہ اس سفر میں کچھ نقصان ہوگا اور کچھ حرج بھی- مَیں نے اپنے ان تمام ہمراہیوں کو کہا کہ نماز پڑھ کر دعا کرلو کیونکہ مجھے یہ الہام ہوا ہے چنانچہ سب نے دعا کی اور پھر ہم ریل پر سوار ہو کر ہر ایک طور کی عافیت سے پٹیالہ میں پہنچ گئے جب ہم سٹیشن پر پہنچے تو وزیر اعظم ریاست کا خلیفہ محمد حسن مع اپنے تمام ارکان ریاست کے جو شاید اٹھارہ گاڑیوں پر سوار ہوں گے پیشوائی کیلئے موجود دیکھا اور جب آگے بڑھے تو شاید سات ہزار کے قریب دوسرے عام و خاص شہر کے رہنے والے ملاقات کیلئے موجود تھے اس حد تک تو خیر گذری نہ کوئی نقصان ہوا اور نہ کوئی حرج لیکن جب واپس آنے کا ارادہ ہوا تو

دہی وزیر صاحب مع اپنے بھائی سید محمد حسین صاحب کے جو شاید ان دنوں میں ممبر کونسل
ہیں مجھے ریل پر سوار کرنے کیلئے سٹیشن پر میرے ہمراہ گئے اور ان کے ساتھ نواب علی محمد خاں
صاحب مرحوم جھجر والے بھی تھے۔ جب ہم سٹیشن پر پہنچے تو ریل کے چلنے میں کچھ دیر تھی میں نے
ارادہ کیا کہ عصر کی نماز یہیں پڑھ لوں اس لئے میں نے چوغہ اُتار کر وضو کرنا چاہا اور چوغہ وزیر
صاحب کے ایک ملازم کو پکڑا دیا اور پھر چوغہ پہن کر نماز پڑھ لی اور اس چوغہ میں زادراہ کے طور
پر کچھ روپیہ تھے اور اسی میں سے ریل کا کرایہ بھی دینا تھا۔ جب ٹکٹ لینے کا وقت آیا تو میں نے جیب
میں ہاتھ ڈالا کہ تا ٹکٹ کیلئے روپیہ دوں تو معلوم ہوا کہ وہ رومال جس میں روپیہ تھا گم ہو گیا
معلوم ہوتا ہے کہ چوغہ اُتارنے کے وقت کہیں گر پڑا۔ مگر مجھے بجائے غم کے خوشی ہوئی کہ ایک
حصہ پیشگوئی کا پورا ہو گیا۔ پھر ہم ٹکٹ کا انتظام کر کے ریل پر سوار ہو گئے۔ جب ہم دوراہہ
کے سٹیشن پر پہنچے تو شاید اُس وقت دس بجے رات کا وقت تھا اور وہاں صرف پانچ منٹ
کے لئے ریل ٹھہرتی تھی میرے ایک ہمراہی شیخ عبدالرحیم نے ایک انگریز سے پوچھا کہ
کیا لدھیانہ آ گیا اُس نے شرارت سے یا کسی اپنی خود غرضی سے جواب دیا کہ ہاں آ گیا تب
ہم مع اپنے تمام اسباب کے جلد جلد اُتر آئے اتنے میں ریل روانہ ہو گئی اُترنے کے
ساتھ ہی ایک ویرانہ سا سٹیشن دیکھ کر پتہ لگ گیا کہ ہمیں دھوکا دیا گیا۔ وہ ایسا ویرانہ
سٹیشن تھا کہ بیٹھنے کے لئے چارپائی بھی نہیں ملتی تھی اور نہ روٹی کا سامان ہو سکتا تھا۔
مگر اس امر کے خیال سے کہ اس حرج کے پیش آنے سے دوسرا حصہ پیشگوئی کا بھی پورا ہو گیا
اس قدر مجھے خوشی ہوئی کہ گویا اس مقام میں کسی نے ہمیں بھاری دعوت دی اور گویا
ہر ایک قسم کا خوش مزہ کھانا ہمیں مل گیا۔ بعد اس کے سٹیشن ماسٹر اپنے کمرہ سے نکلا اُس نے
افسوس کیا کہ کسی نے ناحق شرارت سے آپ کو حرج پہنچایا اور کہا کہ آدھی رات کو ایک
مال گاڑی آئیگی اگر گنجائش ہوئی تو میں اس میں بٹھا دوں گا تب اُس نے اس امر کے دریافت
کے لئے تار دی اور جواب آیا کہ گنجائش ہے تب ہم آدھی رات کو سوار ہو کر لدھیانہ میں پہنچ گئے گویا

یہ سفر اسی پیشگوئی کے لئے تھا۔

۹۶- چھیانویں نشان۔ ایک دفعہ نواب علی محمد خاں مرحوم رئیس لدھیانہ نے میری طرف خط لکھا کہ میرے بعض امور معاش بند ہو گئے ہیں آپ دعا کریں کہ تا وہ کھل جائیں جب میں نے دعا کی تو مجھے الہام ہوا کہ کھل جائیں گے۔ میں نے بذریعہ خط اُنکو اطلاع دیدی پھر صرف دو چار دن کے بعد وہ وجوہ معاش کھل گئے۔ اور انکو بشدت اعتقاد ہو گیا۔ پھر ایک دفعہ اُنہوں نے بعض اپنے پوشیدہ مطالب کے متعلق میری طرف ایک خط روانہ کیا اور جس گھڑی اُنہوں نے خط ڈاک میں ڈالا اُسی گھڑی مجھے الہام ہوا کہ اس مضمون کا خط ان کی طرف سے آنیوالا ہے تب میں نے بلا توقف ان کی طرف یہ خط لکھا کہ اس مضمون کا خط آپ روانہ کریں گے دوسرے دن وہ خط آ گیا۔ اور جب میرا خط اُن کو ملا تو وہ دریائے حیرت میں ڈوب گئے کہ یہ غیب کی خبر کس طرح مل گئی کیونکہ میرے اس راز کی خبر کسی کو نہ تھی اور انکا اعتقاد اس قدر بڑھا کہ وہ محبت اور ارادت میں فنا ہو گئے اور انہوں نے ایک چھوٹی سی یادداشت کی کتاب میں وہ دونوں نشان متذکرہ بالا درج کر دیئے اور ہمیشہ انکو پاس رکھتے تھے جب میں پٹیالہ میں گیا اور جیسا کہ اُوپر لکھا گیا ہے جب وزیر سید محمد حسن صاحب کی ملاقات ہوئی تو اتفاقاً سلسلہ گفتگو میں وزیر صاحب اور نواب صاحب کا میرے خوارق اور نشانوں کے بارہ میں کچھ تذکرہ ہوا تب نواب صاحب مرحوم نے ایک چھوٹی سی کتاب اپنی جیب میں سے نکال کر وزیر صاحب کے سامنے پیش کر دی اور کہا کہ میرے ایمان اور ارادت کا باعث تو یہ دو پیشگوئیاں ہیں جو اس کتاب میں درج ہیں۔ اور جب کچھ مدت کے بعد اُن کی موت سے ایک دن پہلے میں اُن کی عیادت کے لئے لدھیانہ میں اُن کے مکان پر گیا تو وہ بواسیر کے مرض سے بہت کمزور ہو رہے تھے اور بہت خون آ رہا تھا اس حالت میں وہ اُٹھ بیٹھے اور اپنے اندر کے کمرہ میں چلے گئے اور وہی چھوٹی کتاب لے آئے اور کہا کہ یہ کتاب میں نے بطور حرز جان لکھی ہے اور اسکے دیکھنے سے میں تسلی پاتا ہوں اور وہ مقام دکھلائے جہاں دونوں پیشگوئیاں لکھی ہوئی تھیں۔ پھر جب قریب

نصف کے یا زیادہ رات گزری تو وہ فوت ہوگئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اب تک اُن کے کتب خانہ میں وہ کتاب ہوگی۔

۹۷۔ ستانواں نشان۔ یہ ایک پیشگوئی اخبار الحکم اور البدر میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے کہ تخرج الصدور الی القبور اس کے معنوں کی تفہیم خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ہوئی تھی کہ پنجاب کے صدر نشین مولوی جو اپنی اپنی جگہ مفتی سمجھے جاتے ہیں جو ماتحت مولویوں کے اُستاد اور شیخ ہیں وہ بعد اس الہام کے قبروں کی طرف انتقال کریں گے سو بعد اس کے تمام مولویوں کے شیخ المشائخ مولوی نذیر حسین دہلوی اس دنیا کو چھوڑ گئے وہی میری نسبت سب سے پہلے فتوے دینے والے تھے جنہوں نے میرے کفر کا فتویٰ دیا تھا اور مولوی محمد حسین بٹالوی کے اُستاد تھے اور انہوں نے مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی کے استفتاء پر یہ کلمات میری نسبت لکھے تھے کہ ایسا شخص ضال مضل اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور ایسے لوگوں کو مسلمانوں کی قبروں میں دفن نہیں کرنا چاہئے۔ اور اس مولوی نے یہ فتویٰ دیکر تمام پنجاب میں آگ لگا دی تھی اور لوگ اس قدر ڈر گئے تھے کہ ہم سے مصافحہ کرنے سے بھی بیزار ہو گئے تھے۔ کہ شاید اس قدر تعلق سے بھی ہم کافر ہو جائیں گے۔ پھر مولوی غلام دستگیر قصوری وہ بزرگ تھے جنہوں نے میرے کفر کے لئے مکہ معظمہ سے کفر کے فتوے منگوائے تھے وہ بھی اپنے یک طرفہ مباہلہ کے بعد انتقال کر گئے۔ افسوس کہ مکہ والوں کو ان کے اس موت کی خبر نہیں ہوئی تا اپنے فتوے واپس لیتے۔ پھر لدھیانہ کے مفتی مولوی محمد مولوی عبداللہ مولوی عبدالعزیز جنہوں نے کئی دفعہ مباہلہ کے رنگ میں لعنت اللہ علی الکاذبین کہا تھا وہ بھی اس الہام کے بعد گزر گئے۔ پھر امرتسر کے مفتی مولوی رسل بابا تھے وہ بھی کوچ کر گئے اسی طرح بہت سے پنجاب کے مولوی اور بعض ہندوستان کے مولوی اس الہام کے بعد اس جہان کو چھوڑ گئے اگر ان سب کی اس جگہ فہرست لکھی جاوے تو وہ بھی ایک رسالہ بن جائیگا اور اسقدر جو لکھا گیا وہ پیشگوئی کی صداقت ظاہر کرنے کیلئے کافی ہے اور اگر کوئی اس قدر پر سیر نہ ہو تو ایک

لمبی فہرست ہم دے سکتے ہیں۔

۹۸- اٹھانواں نشان۔ چند سال ہوئے ہیں کہ سیٹھ عبد الرحمٰن صاحب تاجر مدراس جو اوّل درجہ کے مخلص جماعت میں سے ہیں قادیان میں آئے تھے اور ان کی تجارت کے امور میں کوئی تفرقہ اور پریشانی واقع ہو گئی تھی انہوں نے دعا کیلئے درخواست کی تب یہ الہام ہوا جو ذیل میں درج ہے **قادر ہے وہ بارگہ ٹوٹا کام بناوے۔ بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے۔** اس الہامی عبارت کا یہ مطلب تھا کہ خدا تعالیٰ ٹوٹا ہوا کام بناوے گا مگر پھر کچھ عرصہ کے بعد بنا بنایا توڑ دیگا۔ چنانچہ یہ الہام قادیان میں ہی سیٹھ صاحب کو سنایا گیا۔ اور تھوڑے دن ہی گذرے تھے کہ خدا تعالیٰ نے ان کے تجارتی امور میں رونق پیدا کر دی اور ایسے اسباب غیب سے پیدا ہوئے کہ فتوحات مالی شروع ہو گئیں اور پھر کچھ عرصہ کے بعد وہ بنا بنایا کام ٹوٹ گیا۔

۹۹- ننانواں نشان۔ ایک دفعہ فجر کے وقت الہام ہوا کہ آج حاجی ارباب محمد لشکر خاں کے قرابتی کا روپیہ آتا ہے چنانچہ مَیں نے دو آریہ شرمپت اور ملاوامل ساکنان قادیان کو صبح کے وقت یعنی ڈاک آنے کے وقت سے بہت پہلے یہ پیشگوئی بتلا دی مگر اُن دونوں آریوں نے بوجہ مخالفت مذہبی کے اِس بات پر ضد کی کہ ہم تب مانیں گے کہ جب ہم میں سے کوئی ڈاکخانہ میں جاوے اور اتفاقاً ڈاکخانہ کا سب پوسٹماسٹر بھی ہندو ہی تھا تب میں نے انکی اس درخواست کو منظور کیا اور جب ڈاک آنیکا وقت ہوا تو اُن دونوں میں سے ملاوامل آریہ ڈاک لینے کے لئے گیا اور ایک خط لایا جس میں لکھا تھا کہ سرورخاں نے مبلغ ۰۳۵ روپے بھیجے ہیں اب یہ نیا جھگڑا پیش آیا کہ سرورخاں کون ہے کیا وہ محمد لشکر خاں کا کوئی قرابتی ہے یا نہیں اور آریوں کا حق تھا کہ اس کا فیصلہ کیا جاوے تا اصل حقیقت معلوم ہو تب منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ مصنف عصائے موسیٰ کی طرف جو اُس وقت ہوتی مردان میں تھے اور ابھی مخالف نہیں تھے خط لکھا گیا کہ اس جگہ یہ بحث درپیش ہے اور دریافت طلب یہ امر ہے کہ سرورخاں کی محمد لشکر خاں سے کچھ قرابت ہے

یا نہیں چند روز کے بعد منشی الٰہی بخش صاحب کا ہوتی مردان سے جواب آیا جس میں لکھا تھا کہ سرزخاں ارباب لشکر خاں کا بیٹا ہے تب دونوں آریہ لاجواب رہ گئے۔ اب دیکھو یہ اس قسم کا علم غیب ہے کہ عقل تجویز نہیں کر سکتی کہ بجز خدا کے کوئی اس پر قادر ہو سکے۔ اس پیشگوئی میں دونوں طرف مخالفوں کی گواہی ہے یعنی ایک طرف تو دو آریہ ہیں جنکی نسبت میرا بیان ہے کہ ان کو یہ پیشگوئی میں نے سنائی تھی اور اُن میں سے ایک خط لانیکے لئے ڈاکخانہ میں گیا تھا اور دوسری طرف منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ ہیں جو ان دنوں لاہور میں ہیں جنہوں نے میری مخالفت میں اپنی کتاب عصائے موسیٰ شائع کی ہے اور جو کچھ چاہا میری نسبت لکھا ہاں میں مستعد ہوں کہ اس پیشگوئی کی تصدیق کیلئے ان دو طرفہ گواہوں سے حلفاً پوچھنا چاہیئے نہ محض معمولی بیان سے کیونکہ ملاوامل اور شرمپت وہ متعصب آریہ ہیں جنہوں نے میری مخالفت میں اشتہار دیئے اور منشی الٰہی بخش صاحب وہی منشی صاحب ہیں جنہوں نے میری مخالفت میں عصائے موسیٰ تالیف کرکے بہتوں کو دھوکہ دیا ہے پس بجز قسم کے چارہ نہیں اور یہ پیشگوئی بہت سے دوسرے لوگوں کو بھی معلوم ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ منشی صاحب کی معرفت خط بھیجا گیا تھا اور انکا مذکورہ بالا جواب آیا تھا اسلئے کسی طرح ممکن نہیں کہ وہ ہر دو آریہ اس پیشگوئی سے انکار کریں یا منشی الٰہی بخش صاحب خط کے بھیجنے سے انکار کریں اور اگر انکار بھی کریں تو یہ امر تو اب بھی فیصلہ ہو سکتا ہے کہ سرزخاں کا ارباب لشکر خاں سے کوئی رشتہ ہے یا نہیں۔

۱۰۰۔ سوواں نشان۔ براہین احمدیہ کی وہ پیشگوئی ہے جو اُس کے صفحہ ۲۴۱ میں درج ہے اور پیشگوئی کی عبارت یہ ہے۔ لَا تَیْئَسْ مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ اَلَا اِنَّ رَوْحَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ۔ یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ یَنْصُرُکَ اللّٰہُ مِنْ عِنْدِہٖ۔ یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِنَ السَّمَآءِ۔ وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰہِ وَلَا تَسْئَمْ مِنَ النَّاسِ۔ دیکھو صفحہ ۲۴۱ براہین احمدیہ مطبوعہ ۱۸۸۱ء و ۱۸۸۴ء مطبع سفیر الہند پریس امرتسر (ترجمہ) خدا کے

فضل سے نومید مت ہو اور یہ بات سن رکھ کہ خدا کا فضل قریب ہے۔ خبردار ہو کہ خدا کی مدد قریب ہے وہ مدد ہر ایک راہ سے تجھے پہنچے گی اور ہر ایک راہ سے لوگ تیرے پاس آئینگے اور اس کثرت سے آئیں گے کہ وہ راہیں جن پر وہ چلیں گے عمیق ہو جائیں گی۔ خدا اپنے پاس سے تیری مدد کریگا۔ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم آپ القا کریں گے مگر چاہیئے کہ تو خدا کے بندوں سے جو تیرے پاس آئیں گے بدخلقی نہ کرے اور چاہیئے کہ تو انکی کثرت دیکھ کر ملاقاتوں سے تھک نہ جائے۔ اُس پیشگوئی کو آجتک پچیس برس گزر گئے جب یہ براہین احمدیہ میں شائع ہوئی تھی۔ اور یہ اس زمانہ کی پیشگوئی ہے جبکہ میں ایک زاویہ گمنامی میں پوشیدہ تھا اور ان سب میں سے جو آج میرے ساتھ ہیں مجھے کوئی بھی نہیں جانتا تھا اور میں اُن لوگوں میں سے نہیں تھا جن کا کسی وجاہت کی وجہ سے دنیا میں ذکر کیا جاتا ہے غرض کچھ بھی نہیں تھا اور میں صرف ایک احد من الناس تھا اور محض گمنام تھا اور ایک فرد بھی میرے ساتھ تعلق نہیں رکھتا تھا مگر شاذو نادر ایسے چند آدمی جو میرے خاندان سے پہلے ہی سے تعارف رکھتے تھے اور یہ وہ واقعہ ہے کہ قادیان کے رہنے والوں میں سے کوئی بھی اس کے برخلاف شہادت نہیں دے سکتا۔ بعد اس کے خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی کے پورا کرنے کیلئے اپنے بندوں کو میری طرف رجوع دلایا اور فوج در فوج لوگ قادیان میں آئے اور آرہے ہیں اور نقد اور جنس اور ہر ایک قسم کے تحائف اس کثرت سے لوگوں نے دیئے اور دے رہے ہیں جن کا میں شمار نہیں کرسکتا اور ہر چند مولویوں کی طرف سے روکیں ہوئیں اور انہوں نے ناخنوں تک زور لگایا کہ رجوع خلائق نہ ہو یہاں تک کہ مکہ تک سے بھی فتوے منگوائے گئے اور قریباً دو سَو مولویوں نے میرے پر کفر کے فتوے دیئے بلکہ واجب القتل ہونیکے بھی فتوے شائع کئے گئے لیکن وہ اپنی تمام کوششوں میں نامراد رہے اور انجام یہ ہوا کہ میری جماعت پنجاب کے تمام شہروں اور دیہات میں پھیل گئی اور ہندوستان میں بھی جابجا یہ تخم ریزی ہو گئی بلکہ یورپ اور امریکہ کے بعض انگریز بھی مشرف باسلام ہو کر اس جماعت میں داخل ہوئے اور اسقدر فوج در فوج قادیان

میں لوگ آئے کہ یکوں کی کثرت سے کئی جگہ سے قادیان کی سڑک ٹوٹ گئی۔ اس پیشگوئی کو خوب سوچنا چاہیئے اور خوب غور سے سوچنا چاہیئے کہ اگر یہ خدا کی طرف سے پیشگوئی نہ ہوتی تو یہ طوفان مخالفت جو اُٹھا تھا اور تمام پنجاب اور ہندوستان کے لوگ مجھ سے ایسے بگڑ گئے تھے جو مجھے پیروں کے نیچے کچلنا چاہتے تھے ضرور تھا کہ وہ لوگ اپنی جان توڑ کوششوں میں کامیاب ہو جاتے اور مجھے تباہ کر دیتے لیکن وہ سب کے سب نامراد رہے اور مَیں جانتا ہوں کہ ان کا اس قدر شور اور میرے تباہ کرنے کیلئے اس قدر کوشش اور یہ پُرزور طوفان جو میری مخالفت میں پیدا ہؤا یہ اس لئے نہیں تھا کہ خدا نے میرے تباہ کرنے کا ارادہ کیا تھا بلکہ اس لئے تھا کہ تا خدا تعالیٰ کے نشان ظاہر ہوں اور تا خدائے قادر جو کسی سے مغلوب نہیں ہو سکتا اُن لوگوں کے مقابل پر اپنی طاقت اور قوت دکھلاوے اور اپنی قدرت کا نشان ظاہر کرے چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا کون جانتا تھا اور کس کے علم میں یہ بات تھی کہ جب مَیں ایک چھوٹے سے بیج کی طرح بویا گیا اور بعد اس کے ہزاروں پیروں کے نیچے کچلا گیا۔ اور آندھیاں چلیں اور طوفان آئے اور ایک سیلاب کی طرح شور بغاوت میرے اس چھوٹے سے تخم پر پھر گیا۔ پھر بھی مَیں ان صدمات سے بچ جاؤں گا؟ سو وہ تخم خدا کے فضل سے ضائع نہ ہؤا بلکہ بڑھا اور پھولا اور آج وہ ایک بڑا درخت ہے جس کے سایہ کے نیچے تین لاکھ انسان آرام کر رہا ہے۔ یہ خدائی کام ہیں جن کے ادراک سے انسانی طاقتیں عاجز ہیں وہ کسی سے مغلوب نہیں ہو سکتا۔ اے لوگو! کبھی تو خدا سے شرم کرو! کیا اس کی نظیر کسی مفتری کی سوانح میں پیش کر سکتے ہو اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو کچھ بھی ضرورت نہ تھی کہ تم مخالفت کرتے اور میرے ہلاک کرنے کیلئے اس قدر تکلیف اُٹھاتے بلکہ میرے مارنے کیلئے خدا ہی کافی تھا جب ملک میں طاعون پھیلی تو کئی لوگوں نے دعویٰ کر کے کہا کہ یہ شخص طاعون سے ہلاک کیا جائیگا مگر عجیب قدرت حق ہے کہ وہ سب لوگ آپ ہی طاعون سے ہلاک ہو گئے اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں تیری حفاظت کرونگا اور طاعون تیرے نزدیک نہیں آئیگی بلکہ یہ بھی مجھے فرمایا کہ مَیں

لوگوں کو یہ کہوں کہ آگ سے (یعنی طاعون سے) ہمیں مت ڈراؤ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔ اور نیز مجھے فرمایا کہ میں اس تیرے گھر کی حفاظت کروں گا۔ اور ہر ایک جو اس چاردیوار کے اندر ہے وہ طاعون سے بچا رہے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا اس نواح میں سب کو معلوم ہے کہ طاعون کے حملہ سے گاؤں کے گاؤں ہلاک ہوگئے اور ہمارے اردگرد قیامت کا نمونہ رہا مگر خدا نے ہمیں محفوظ رکھا۔

۱۰۱- ایک سو ایک نشان۔ جب میں ۱۹۰۳ء میں کرم دین کے فوجداری مقدمہ کی وجہ سے جہلم میں جا رہا تھا تو راہ میں مجھے الہام ہوا اُرِیْكَ بَرَكَاتٍ مِّنْ كُلِّ طَرَفٍ یعنی میں ہر ایک پہلو سے تجھے برکتیں دکھلاؤنگا اور یہ الہام اسی وقت تمام جماعت کو سُنا دیا گیا بلکہ اخبار الحکم میں درج کر کے شائع کیا گیا اور یہ پیشگوئی اس طرح پر پوری ہوئی کہ جب میں جہلم کے قریب پہنچا تو تخمیناً دس ہزار سے زیادہ آدمی ہوگا کہ وہ میری ملاقات کیلئے آیا اور تمام سڑک پر آدمی تھے اور ایسے انکسار کی حالت میں تھے کہ گویا سجدے کرتے تھے اور پھر ضلع کی کچہری کے اردگرد اس قدر لوگوں کا ہجوم تھا کہ حکام حیرت میں پڑ گئے۔ گیارہ سو آدمیوں نے بیعت کی اور قریباً دو سو کے عورت بیعت کر کے اس سلسلہ میں داخل ہوئی۔ اور کرم دین کا مقدمہ جو میرے پر تھا خارج کیا گیا۔ اور بہت سے لوگوں نے ارادت اور انکسار سے نذرانے دیئے اور تحفے پیش کئے۔ اور اس طرح ہم ہر ایک طرف سے برکتوں سے مالامال ہو کر قادیان میں واپس آئے اور خدا تعالیٰ نے نہایت صفائی سے وہ پیشگوئی پوری کی۔

۱۰۲- نشان۔ براہین احمدیہ میں ایک یہ پیشگوئی ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى زَادَ مَجْدَكَ يَنْقَطِعُ اٰبَاءُكَ وَيُبْدَءُ مِنْكَ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۰ (ترجمہ) خدا ہر ایک عیب سے پاک اور بہت برکتوں والا ہے وہ تیری بزرگی زیادہ کریگا تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع ہو جائیگا٭ اور خدا اس خاندان کی بزرگی کی تجھ سے بنیاد ڈالیگا۔ یہ اُس وقت کی پیشگوئی ہے کہ جب کسی قسم کی عظمت میری طرف منسوب نہیں ہوتی تھی اور میں ایسی گمنام کی طرح تھا

٭ اس الہام میں یہی اشارہ تھا کہ آبائی وجوہ معاش سب بند ہو جائیں گے اور خدا تعالیٰ نئی برکتیں عطا کریگا چنانچہ ہمارے والد صاحب کی وجوہ معاش کچھ تو گورنمنٹ میں ضبط ہو گئے اور کچھ شرکاء کو مل گئے اور ہم خالی ہاتھ رہ گئے پھر خدا نے اپنی طرف سے سب کچھ مہیا کیا۔ منہ

٭ راستہ میں لاہور سے آگے گوجرانوالہ اور وزیر آباد اور گجرات وغیرہ سٹیشنوں پر اسقدر لوگ ملاقات کیلئے آئے کہ سٹیشنوں پر انتظام رکھنا مشکل ہو گیا۔ پلیٹ فارم ختم ہونیکی وجہ سے لوگ بغیر ٹکٹ پلیٹ فارم پر چلے گئے اور بعض مقامات پر گاڑی کو کثرت ہجوم کی وجہ سے زیادہ دیر تک ٹھیرایا گیا اور نہایت نرمی سے زائروں کو ملازمین ریل نے گاڑی سے علیحدہ کیا بعض جگہ کچھ دور تک لوگ گاڑی کو پکڑے ہوئے ساتھ چلے گئے۔ خوف تھا کہ کوئی آدمی نہ مر جائے۔ ان واقعات کو مخالف اخبارات نے بھی مثل پنجہ فولاد نے شائع کیا تھا۔ منہ

جو گویا دنیا میں نہیں تھا۔ اور وہ زمانہ جب یہ پیشگوئی کی گئی اُس پر اب قریباً تیس برس گذر گئے اب دیکھنا چاہئے کہ یہ پیشگوئی کس صفائی سے پوری ہوئی جو اسوقت ہزارہا آدمی میری جماعت کے حلقہ میں داخل ہیں اور اس سے پہلے کون جانتا تھا کہ اس قدر میری عظمت دنیا میں پھیلے گی۔ پس افسوس ان پر جو خدا کے نشانوں پر غور نہیں کرتے۔ پھر اس پیشگوئی میں جس کثرت نسل کا وعدہ تھا اسکی بنیاد بھی ڈالی گئی کیونکہ اس پیشگوئی کے بعد چار فرزند نرینہ اور ایک پوتہ اور دو لڑکیاں میرے گھر میں پیدا ہوئیں جو اُسوقت موجود نہ تھیں۔

۱۰۳۔ ایک سو تین نشان۔ ایک دفعہ طاعون کے زور کے دنوں میں جب قادیان میں بھی طاعون تھی مولوی محمد علی صاحب ایم اے کو سخت بخار ہو گیا اور اُن کو ظن غالب ہو گیا کہ یہ طاعون ہے اور اُنہوں نے مرنیوالوں کی طرح وصیت کردی اور مفتی محمد صادق صاحب کو سب کچھ سمجھا دیا اور وہ میرے گھر کے ایک حصہ میں رہتے تھے جس گھر کی نسبت خدا تعالےٰ کا یہ الہام ہے انی احافظ کل من فی الدار۔ تب مَیں اُن کی عیادت کیلئے گیا اور اُن کو پریشان اور گھبراہٹ میں پاکر مَیں نے ان کو کہا کہ اگر آپ کو طاعون ہوگئی ہے تو پھر میں جھوٹا ہوں اور میرا دعوےٰ الہام غلط ہے یہ کہہ کر مَیں نے اُن کی نبض پر ہاتھ لگایا۔ یہ عجیب نمونہ قدرت الٰہی دیکھا کہ ہاتھ لگانے کے ساتھ ہی ایسا بدن سرد پایا کہ تپ کا نام و نشان نہ تھا۔

۱۰۴۔ ایک سو چار نشان۔ ایک دفعہ میرا چھوٹا لڑکا مبارک احمد بیمار ہو گیا غشی پر غشی ہوتی تھی اور مَیں اس کی قریب مکان میں دعا میں مشغول تھا اور کئی عورتیں اس کے پاس بیٹھی تھیں کہ ایک دفعہ ایک عورت نے پکار کر کہا کہ اب بس کرو کیونکہ لڑکا فوت ہو گیا تب مَیں اس کے پاس آیا اور اس کے بدن پر ہاتھ رکھا اور خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کی تو دو تین منٹ کے بعد لڑکے کو سانس آنا شروع ہو گیا اور نبض بھی محسوس ہوئی اور لڑکا زندہ ہو گیا تب مجھے خیال آیا کہ عیسےٰ علیہ السلام کا احیاء موتٰی بھی اسی قسم کا تھا اور پھر نادانوں نے اس پر حاشیے چڑھا دیئے۔

۱۰۵۔ ایک سو پانچواں نشان۔ ایک دفعہ میرے بھائی مرزا غلام قادر صاحب مرحوم کی

نسبت مجھے خواب میں دکھلایا گیا کہ ان کی زندگی کے تھوڑے دن رہ گئے ہیں جو زیادہ سے زیادہ پندرہ دن ہیں بعد میں وہ یکدفعہ سخت بیمار ہو گئے یہاں تک کہ صرف استخوان باقی رہ گئیں اور اس قدر دبلے ہو گئے کہ چارپائی پر بیٹھے ہوئے نہیں معلوم ہوتے تھے کہ کوئی اس پر بیٹھا ہوا ہے یا خالی چارپائی ہے۔ پاخانہ اور پیشاب اُوپر ہی نکل جاتا تھا اور بیہوشی کا عالم رہتا تھا۔ میرے والد صاحب میرزا غلام مرتضٰی مرحوم بڑے حاذق طبیب تھے اُنہوں نے کہہ دیا کہ اب یہ حالت یاس اور نومیدی کی ہے صرف چند روز کی بات ہے مجھ میں اُسوقت جوانی کی قوت موجود تھی اور مجاہدات کی طاقت تھی اور میری فطرت ایسی واقع ہوئی ہے کہ میں ہر ایک بات پر خدا کو قادر جانتا ہوں اور درحقیقت اس کی قدرتوں کا کون انتہا پا سکتا ہے اور اسکے آگے کوئی بات اَن ہونی نہیں بجز اُن امور کے جو اُسکے وعدے کے برخلاف یا اسکی پاک شان کے منافی اور اسکی توحید کی ضد ہیں اسلئے مَیں نے اُس حالت میں بھی اُن کیلئے دعا کرنی شروع کی اور مَیں نے دل میں یہ مقرر کر لیا کہ اس دعا میں مَیں تین باتوں میں اپنی معرفت زیادہ کرنا چاہتا ہوں۔

ایکؔ یہ کہ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ کیا مَیں حضرت عزّت میں اس لائق ہوں کہ میری دعا قبول ہو جائے

دوسریؔ یہ کہ کیا خواب اور الہام جو وعید کے رنگ میں آتے ہیں انکی تاخیر بھی ہو سکتی ہے یا نہیں۔

تیسریؔ یہ کہ کیا اس درجہ کا بیمار جسکے صرف استخوان باقی ہیں دعا کے ذریعہ سے اچھا ہو سکتا ہے یا نہیں۔ غرض مَیں نے اس بنا پر دعا کرنی شروع کی پس قسم ہے مجھے اس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ دعا کے ساتھ ہی تغیر شروع ہو گیا اور اس اثنا میں ایک دوسرے خواب میں مَیں نے دیکھا کہ وہ گویا اپنے دالان میں اپنے قدموں سے چل رہے ہیں اور حالت یہ تھی کہ دوسرا شخص کروٹ بدلتا تھا جب دعا کرتے کرتے پندرہ دن گذر گئے تو اُن میں صحت کے ایک ظاہری آثار پیدا ہو گئے اور اُنہوں نے خواہش ظاہر کی کہ میرا دل چاہتا ہے کہ چند قدم چلوں چنانچہ وہ کسی قدر سہارے سے اُٹھے اور سوٹے کے سہارے سے چلنا شروع کیا اور پھر سوٹا بھی چھوڑ دیا چند روز تک پورے تندرست ہو گئے اور بعد اس کے پندرہ برس تک زندہ رہے اور پھر فوت ہو گئے جس سے

معلوم ہؤا کہ خدا نے اُن کی زندگی کے پندرہ دن پندرہ سال سے بدل دیئے ہیں یہ ہے ہمارا خدا جو اپنی پیشگوئیوں کے بدلانے پر بھی قادر ہے۔ مگر ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ قادر نہیں۔

۱۰۶۔ نشان۔ ایک دفعہ تمثیلی طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور میں نے اپنے ہاتھ سے کئی پیشگوئیاں لکھیں جن کا یہ مطلب تھا کہ ایسے واقعات ہونے چاہئیں تب میں نے وہ کاغذ دستخط کرانے کیلئے خدا تعالےٰ کے سامنے پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تامل کے سرخی کے قلم سے اس پر دستخط کئے اور دستخط کرنے کے وقت قلم کو چھڑکا جیسا کہ جب قلم پر زیادہ سیاہی آجاتی ہے تو اسی طرح پر جھاڑ دیتے ہیں اور پھر دستخط کر دیئے اور میرے پر اس وقت نہایت رقّت کا عالم تھا اس خیال سے کہ کس قدر خدا تعالیٰ کا میرے پر فضل اور کرم ہے کہ جو کچھ میں نے چاہا بلا توقف اللہ تعالےٰ نے اس پر دستخط کر دیئے اور اُسی وقت میری آنکھ کھل گئی اور اس وقت میاں عبداللہ سنوری مسجد کے حجرے میں میرے پیر دبا رہا تھا کہ اُس کے روبرو غیب سے سرخی کے قطرے میرے کرتے اور اُس کی ٹوپی پر بھی گرے اور عجیب بات یہ ہے کہ اس سرخی کے قطرے گرنے اور قلم کے جھاڑنے کا ایک ہی وقت تھا ایک سیکنڈ کا بھی فرق نہ تھا ایک غیر آدمی اس راز کو نہیں سمجھیگا اور شک کریگا کیونکہ اُس کو صرف ایک خواب کا معاملہ محسوس ہوگا مگر جسکو روحانی امور کا علم ہو وہ اس میں شک نہیں کرسکتا اسی طرح خدا نیست سے ہست کرسکتا ہے۔ غرض میں نے یہ سارا قصہ میاں عبداللہ کو سنایا اور اُسوقت میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے عبداللہ جو ایک رویت کا گواہ ہے اُس پر بہت اثر ہؤا اور اُس نے میرا کرتہ بطور تبرک اپنے پاس رکھ لیا جو اب تک اُس کے پاس موجود ہے۔

۱۰۷۔ کئی مرتبہ زلزلوں سے پہلے اخباروں میں میری طرف سے شائع ہو چکا ہے کہ دنیا میں بڑے بڑے زلزلے آئیں گے یہاں تک کہ زمین زیر و زبر ہو جائیگی۔ پس وہ زلزلے جو سان فرانسسکو اور فارموسا وغیرہ میں میری پیشگوئی کے مطابق آئے وہ سب کو معلوم ہیں لیکن حال میں ۱۶۔ اگست ۱۹۰۶ء کو جو جنوبی حصہ امریکہ یعنی چلی کے صوبہ میں ایک سخت زلزلہ آیا وہ پہلے زلزلوں سے

کم نہ تھا جس سے پندرہ چھوٹے بڑے شہر اور قصبے برباد ہو گئے اور ہزارہا جانیں تلف ہوئیں اور دس لاکھ آدمی اب تک خانماں برباد ہیں۔ شاید نادان لوگ کہیں گے کہ یہ کیونکر نشان ہو سکتا ہے یہ زلزلے تو پنجاب میں نہیں آئے مگر وہ نہیں جانتے کہ خدا تمام دنیا کا خدا ہے نہ صرف پنجاب کا اور اُس نے تمام دنیا کیلئے یہ خبریں دی ہیں نہ صرف پنجاب کے لئے بدقسمتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئیوں کو ناحق ٹال دیا اور خدا کی کلام کو غور سے نہ پڑھنا اور کوشش کرتے رہنا کہ کسی طرح حق چھپ جائے مگر ایسی تکذیب سے سچائی چھپ نہیں سکتی۔

یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض اُن میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہو گی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہونگے اور زمین پر اسقدر سخت تباہی آئیگی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہو گی اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا اُن میں کبھی آبادی نہ تھی اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین و آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہونگی یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں اُنکا پتہ نہیں ملیگا۔ تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونیوالا ہے اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھیگی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانیوالی آفتیں ظاہر ہونگی کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنی خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے جیسا کہ خدا نے فرمایا۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا اور توبہ کرنیوالے امان پائینگے اور وہ جو بلا سے پہلے

ڈرتے ہیں ان پر رحم کیا جائیگا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اُس دن خاتمہ ہوگا یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک اُن سے محفوظ ہے۔ مَیں تو دیکھتا ہوں کہ شاید اُن سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے۔ اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کریگا۔ مَیں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اُس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائیگا جس کے کان سُننے کے ہوں سُنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ مَیں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائیگا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اُس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ۔

۱۰۸۔ نشان۔ جو براہین احمدیہ میں درج ہے یہ ہے۔ اردت ان استخلف فخلقت آدم یعنی مَیں نے ارادہ کیا کہ خلیفہ بناؤں پس مَیں نے آدم کو خلیفہ بنایا۔ یہ الہام مدت پچیس برس سے براہین احمدیہ میں درج ہے اس جگہ براہین احمدیہ میں خدا تعالےٰ نے میرا نام آدم رکھا اور یہ ایک پیشگوئی ہے جو اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ جیسا کہ فرشتوں نے آدم کی عیب جوئی کی تھی اور اُسکو رد کر دیا تھا مگر آخر خدا نے اُسی آدم کو خلیفہ بنایا اور سب کو اسکے آگے سر جھکانا پڑا۔ سو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اسجگہ بھی ایسا ہی ہوگا۔ چنانچہ میرے مخالف علماء اور اُنکے ہمجنسوں نے عیب جوئی میں کمی نہ کی اور تباہ کرنے کیلئے کوئی دقیقہ مکر کا اُٹھا نہیں رکھا مگر آخر کار خدا نے مجھے غالب کیا اور خدا ایسا نہیں کریگا جبتک جھوٹ کو اپنے پیروں کے نیچے نہ کچلے۔

۱۰۹۔ نشان۔ جو براہین احمدیہ میں درج ہو کر شائع ہو چکا ہے یہ ہے۔ وکذٰلک مننّا علٰی یوسف لنصرف عنہ السّوء والفحشاء ولتنذر قوماً ما انذر اٰباءھم فھم غٰفلون۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۵ (ترجمہ) اور اسی طرح ہم نے اپنے نشانوں کے ساتھ اس یوسف پر احسان کیا تا کہ جو بدی اور عیب اس کی طرف منسوب کئے جائیں گے اُن سے ہم اُسکو بچا لیں اور تا کہ تو ان نشانوں کی عظمت کی وجہ سے اس لائق ہو کہ غافلوں کو ڈرا دے کیونکہ درحقیقت انہیں لوگوں کا وعظ دلوں پر اثر کرتا ہے جن کو خدا اپنی طرف سے عظمت اور امتیاز بخشتا ہے۔ اسجگہ خدا تعالےٰ نے میرا نام یوسف رکھا اور یہ ایک پیشگوئی ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح یوسف کے بھائیوں نے اپنی جہالت سے یوسف کو بہت دُکھ دیا تھا اور اس کے ہلاک کرنے میں کسر نہیں رکھی تھی خدا فرماتا ہے کہ اس جگہ بھی ایسا ہی ہوگا اور اشارہ فرماتا ہے کہ یہ لوگ بھی جو قومی اخوت رکھتے ہیں ہلاک اور تباہ کرنے کیلئے بڑے بڑے فریب کرینگے مگر آخرکار وہ نامراد رہیں گے اور خدا اُن پر کھول دیگا کہ جس شخص کو تم نے ذلیل کرنا چاہا تھا مَیں نے اس کو عزت کا تاج پہنایا۔ تب بہتوں پر کھل جائیگا کہ ہم غلطی پر تھے جیسا کہ وہ ایک دوسرے الہام میں فرماتا ہے:۔

یخرّون علی الاذقان سجّداً ربّنا اغفرلنا انّا کنّا خاطئین۔ تاللّٰہ لقد اٰثرک اللّٰہ علینا وان کنّا لخاطئین۔ لا تثریب علیکم الیوم یغفراللّٰہ لکم وھو ارحم الراحمین۔ یعنی وہ لوگ اپنی ٹھوڑیوں پر سجدہ کرتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے گریں گے کہ اے ہمارے خدا ہمیں بخش ہم خطا پر تھے اور تجھے مخاطب کر کے کہیں گے کہ بخدا خدا نے ہم سب میں سے تجھے چن لیا اور ہم خطا پر تھے۔ تب خدا رجوع کرنیوالوں کو کہیگا کہ آج تم پر کوئی سرزنش نہیں کیونکہ تم ایمان لائے۔ خدا تمہیں تمہاری پہلی لغزشیں بخش دیگا کہ وہ ارحم الراحمین ہے۔

غرض اس پیشگوئی میں دو امر غیب کا بیان ہے (۱) اوّل یہ کہ آئندہ زمانہ میں قوم میں سخت مخالف پیدا ہو جائیں گے اور حسد کا شعلہ ایسا ان میں جوش ماریگا جیسا کہ یوسف ؑ کے بھائیوں میں جوش مارا تھا تب وہ سخت دشمن بن جائیں گے اور تباہ اور ہلاک کرنے کیلئے طرح طرح کے

منصوبے کرینگے اور یہ امر کہ قوم میں سے مخالف پیدا ہو جائیں گے اور بڑی بڑی شرارت کرینگے۔ یہ ایک پیشگوئی ہے کیونکہ یہ خبر براہین احمدیہ میں درج ہے جس کو پچیس برس کا عرصہ گذر گیا ہے اور اُس وقت قوم میں سے میرا کوئی مخالف نہ تھا کیونکہ ابھی تو براہین احمدیہ بھی شائع نہ ہوئی تھی۔ پھر مخالفت کی کیا وجہ تھی۔ پس بلاشبہ یہ خبر کہ کسی زمانہ میں ایسے دشمن جانی پیدا ہو جائیں گے جو پہلے اخوت اسلامی کی وجہ سے بھائیوں کے طور پر تھے یہ ایک امر غیب ہے جو خدا نے قبل از وقوع ظاہر کیا اور براہین احمدیہ میں لکھا گیا (۲) دوسرا امر غیب اس پیشگوئی میں یہ ہے کہ اس مخالفت کا یہ انجام بتادیا ہے کہ آخر کار وہ دشمن خائب و خاسر رہینگے اور بہتیرے اُن میں سے یوسف کے بھائیوں کی طرح رجوع کریں گے اور اُس وقت خدا اس عاجز کو یوسف کی طرح تاج عزت پہنائیگا اور وہ عظمت اور بزرگی بخشیگا جس کی کسی کو توقع نہ تھی چنانچہ بہت سا حصہ اس پیشگوئی کا پورا ہو چکا ہے کیونکہ ایسے دشمن پیدا ہو گئے جو میرا استیصال چاہتے ہیں اور درحقیقت یہ لوگ اپنے ارادہ میں یوسف کے بھائیوں سے بھی بڑھ گئے ہیں۔ سو خدا نے کئی لاکھ انسان میری تابع کر کے اور مجھے ایک خاص عزت اور عظمت بخش کر ان کو ذلیل کیا اور وہ وقت آتا ہے کہ اس سے بڑھ کر خدا تعالیٰ میری شان ظاہر کرے گا اور بڑے بڑے مخالفوں میں سے جو سعید ہیں ان کو کہنا پڑیگا کہ ربّنا اغفر لنا انّا کنّا خاطئین اور کہنا پڑیگا کہ تاللّٰہ لقد اٰثرک اللّٰہ علینا۔

۱۱۰۔ نشان۔ براہین احمدیہ کی یہ پیشگوئی انا اعطیناک الکوثر۔ ثلّۃ من الاوّلین وثلّۃ من الاٰخرین۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۶ - (ترجمہ) ہم ایک کثیر جماعت تجھے عطا کریں گے۔ اوّل ایک پہلا گروہ جو آفات کے نزول سے پہلے ایمان لائیں گے۔ دوم دوسرا گروہ جو تیری نشانوں کے بعد ایمان لائیں گے۔ ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ جسقدر براہین احمدیہ میں پیشگوئیاں ہیں اُن پر پچیس برس گذر گئے ہیں اور وہ اس زمانہ کی پیشگوئیاں ہیں جبکہ میرے ساتھ ایک انسان بھی نہ تھا اگر یہ بیان غلط ہے تو گویا میرا تمام دعویٰ باطل ہے پس واضح ہو

کہ یہ پیشگوئی بھی براہین احمدیہ میں درج ہے جو اس تنہائی اور بیکسی کے زمانہ میں ایک ایسے زمانہ کی خبر دیتی ہے جبکہ ہزارہا آدمی میری بیعت میں داخل ہو جائیں گے۔ سو اس زمانہ میں یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ غیب کی خبر دینا بجز خدا کے کسی کی طاقت میں نہیں علم غیب خاصۂ خدا ہے مگر اب تو ہمارے مخالفوں کی نظر میں علم غیب بھی خاصہ خدا نہیں دیکھئے کہاں تک ترقی کریں گے۔

۱۱۱- براہین احمدیہ میں ایک یہ پیشگوئی ہے۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اُٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔ اس پیشگوئی پر پچیس برس گذر گئے یہ اُس زمانہ کی ہے جبکہ میں کچھ بھی نہیں تھا۔ اس پیشگوئی کا ماحصل یہ ہے کہ بباعث سخت مخالفت بیرونی اور اندرونی کے کوئی ظاہری اُمید نہیں ہوگی کہ یہ سلسلہ قائم ہو سکے لیکن خدا اپنے چمکدار نشانوں سے دنیا کو اس طرف کھینچ لیگا اور میری تصدیق کے لئے زور آور حملے دکھلائیگا چنانچہ اُنہیں حملوں میں سے ایک طاعون ہے جسکی ایک مدت پہلے خبر دی گئی تھی۔ اور اُنہیں حملوں میں زلزلے ہیں جو دنیا میں آرہے ہیں اور نہ معلوم اور کیا کیا حملے ہونگے اور اسمیں کیا شک ہے کہ جیسا کہ اس پیشگوئی میں بیان فرمایا ہے۔ خدا نے محض اپنی قدرت نمائی سے اس جماعت کو قائم کر دیا ہے ورنہ باوجود اسقدر قومی مخالفت کے یہ امر محالات میں سے تھا کہ اسقدر جلدی سے کئی لاکھ انسان میرے ساتھ ہو جائیں اور مخالفوں نے بہتیری کوششیں کیں مگر خدا تعالیٰ کے ارادہ کے مقابل پر ایک پیش نہ گئی۔

۱۱۲- نشان- ہمارا ایک مقدمہ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں چند موروثی اسامیوں پر تھا مجھے خواب میں بتلایا گیا کہ اس مقدمہ میں ڈگری ہوگی میں نے کئی لوگوں کے آگے وہ خواب بیان کی منجملہ اُن کے ایک ہندو بھی تھا جو میرے پاس آمد و رفت رکھتا تھا اسکا نام شرمپت ہے جو زندہ موجود ہے اس کے پاس بھی میں نے یہ پیشگوئی بیان کر دی تھی کہ اس مقدمہ میں ہماری فتح ہوگی

بعد اس کے ایسا اتفاق ہوا کہ جس روز اس مقدمہ کا اخیر حکم سنایا جانا تھا ہماری طرف سے
کوئی شخص حاضر نہ ہوا اور فریق ثانی جو شاید پندرہ یا سولہ آدمی تھے حاضر ہوئے عصر کے وقت
اُن سب نے واپس آکر بازار میں بیان کیا کہ مقدمہ خارج ہوگیا تب وہی شخص مسجد میں میرے پاس
دوڑتا آیا اور طنزاً کہا کہ وہ صاحب آپ کا مقدمہ خارج ہوگیا میں نے کہا کہ کس نے بیان کیا
اس نے جواب دیا کہ سب مدعا علیہم آگئے ہیں اور بازار میں بیان کر رہے ہیں۔ یہ سنتے ہی
مَیں حیرت میں پڑ گیا کیونکہ خبر دینے والے پندرہ آدمی سے کم نہ تھے اور بعض اُن میں سے
مسلمان اور بعض ہندو تھے۔ تب جو کچھ مجھ کو فکر اور غم لاحق ہوا اس کو مَیں بیان نہیں کرسکتا
وہ ہندو تو یہ بات کہہ کر خوش خوش بازار کی طرف چلا گیا گویا اسلام پر حملہ کرنیکا ایک موقعہ
اسکو مل گیا مگر جو کچھ میرا حال ہوا اس کا بیان کرنا طاقت سے باہر ہے عصر کا وقت تھا میں مسجد
کے ایک گوشہ میں بیٹھ گیا اور دل سخت پریشان تھا کہ اب یہ ہندو ہمیشہ کیلئے یہ کہتا رہیگا کہ
کس قدر دعوے سے ڈگری ہونے کی پیشگوئی تھی اور وہ جھوٹی نکلی۔ اتنے میں غیب سے ایک
آواز گونج کر آئی اور آواز اس قدر بلند تھی کہ مَیں نے خیال کیا کہ باہر سے کسی آدمی نے آواز دی
ہے۔ آواز کے یہ لفظ تھے کہ ڈگری ہوگئی ہے مسلمان ہے یعنی کیا تو باور نہیں کرتا۔ تب
مَیں نے اُٹھ کر مسجد کے چاروں طرف دیکھا تو کوئی آدمی نہ پایا۔ تب یقین ہوگیا کہ فرشتہ
کی آواز ہے میں نے اُس ہندو کو پھر اُسی وقت بلایا اور فرشتہ کی آواز سے اسکو اطلاع دی
مگر اس کو باور نہ آیا صبح مَیں خود بٹالہ کی تحصیل میں گیا اور تحصیلدار حافظ ہدایت علی نام ایک شخص
تھا وہ اس وقت ابھی تحصیل میں نہیں آیا تھا اس کا مثلخوان متھرا داس نام ایک ہندو موجود تھا
مَیں نے اُس سے دریافت کیا ہمارا مقدمہ خارج ہوگیا اُس نے کہا کہ نہیں بلکہ ڈگری ہوگئی۔ مَیں
نے کہا کہ فریق مخالف نے قادیان میں جاکر یہ مشہور کردیا ہے کہ مقدمہ خارج ہوگیا ہے اُس نے
کہا کہ ایک طور سے انہوں نے بھی سچ کہا ہے۔ بات یہ ہے کہ جب تحصیلدار فیصلہ لکھ رہا تھا تو مَیں
ایک ضروری حاجت کیلئے اُس کی پیشی سے اُٹھ کر چلا گیا تھا تحصیلدار نیا تھا اُس کو مقدمہ کی

پیش و پس کی خبر نہ تھی فریق مخالف نے ایک فیصلہ اس کے روبرو پیش کیا جسمیں موروثی اسامیوں کو بلا اجازت مالک کے اپنے اپنے کھیتوں سے درخت کاٹنے کا اختیار دیا گیا تھا تحصیلدار نے اس فیصلہ کو دیکھ مقدمہ خارج کر دیا اور اُن کو رخصت کر دیا۔ جب مَیں آیا تو تحصیلدار نے وہ فیصلہ مجھے دیا کہ شامل مثل کرو جب مَیں نے اس کو پڑھا تو مَیں نے تحصیلدار کو کہا کہ یہ تو آپنے بڑی بھاری غلطی کی کیونکہ جس فیصلہ کی بناء پر آپ نے یہ حکم لکھا ہے وہ اپیل کے محکمہ سے منسوخ ہو چکا ہے مدعا علیہم نے شرارت سے آپ کو دھوکا دیا ہے اور مَیں نے اُسی وقت محکمہ اپیل کا فیصلہ جو مثل سے شامل تھا اُن کو دکھلا دیا۔ تب تحصیلدار نے بلا توقف اپنا پہلا فیصلہ چاک کر دیا اور ڈگری کر دی یہ ایک پیشگوئی ہے کہ ایک ہندوؤں کی جماعت اور کئی مسلمان اس کے گواہ ہیں اور وہی شرمپت اس کا گواہ ہے جو بہت خوشی سے یہ خبر لیکر میرے پاس آیا تھا کہ مقدمہ خارج ہو گیا فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ خدا کے کام عجیب قدرتوں سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اس پیشگوئی کی تمام وقعت اس سے پیدا ہوئی کہ ہماری طرف سے کوئی حاضر نہ ہوا اور تحصیلدار نے غلط فیصلہ فریق ثانی کو سُنا دیا دراصل یہ سب کچھ خدا نے کیا اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ خاص عظمت اور وقعت پیشگوئی میں ہرگز پیدا نہ ہوتی۔

۱۴۳۔ نشان۔ براہین احمدیہ کی یہ پیشگوئی ہے کہ شاتان تذبحان۔ وکلّ من علیہا فان۔ یعنی دو بکریاں ذبح کی جائیں گی اور ہر ایک جو زمین پر ہے آخر مریگا یہ پیشگوئی براہین احمدیہ میں درج ہے جو آج سے پچیس برس پہلے شائع ہو چکی ہے مجھے مدت تک اسکے معنی معلوم نہ ہوئے بلکہ اور اور جگہ کو محض اجتہاد سے اس کا مصداق ٹھیرایا لیکن جب مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف مرحوم اور شیخ عبد الرحمن ان کے تلمیذ سعید امیر کابل کے ناحق ظلم سے قتل کئے گئے تب روز روشن کی طرح کھل گیا کہ اس پیشگوئی کے مصداق یہی دونوں بزرگ ہیں کیونکہ شاۃ کا لفظ نبیوں کی کتابوں میں صرف صالح انسان پر بولا گیا ہے اور ہماری تمام جماعت میں ابھی تک بجز ان دونوں بزرگوں کے کوئی شہید نہیں ہوا اور جو لوگ ہماری جماعت سے باہر اور دین اور دیانت

سے محروم ہیں اُن پر شاۃ کا لفظ اطلاق نہیں پاسکتا اور پھر اس پر اور قرینہ یہ ہے کہ اس الہام کے ساتھ یہ دوسرا فقرہ ہے کہ لا تھنوا و لا تحزنوا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ایسی موتیں ہوں گی جو ہمارے غم اور حزن کا موجب ہونگی اور ظاہر ہے کہ دشمن کی موت سے کوئی غم نہیں ہو سکتا اور جب صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف شہید اسی جگہ قادیان میں تھے اسوقت بھی ان کے بارہ میں یہ الہام ہوا تھا۔ قتل خیبۃ و زید ھیبۃ یعنی مخالفوں سے نومید ہونے کی حالت میں قتل کیا جائیگا اور اس کا مارا جانا بہت ہیبت ناک ہوگا۔

۱۱۴۔ نشان۔ طاعون کے پھیلنے کے بارہ میں مجھے الہام ہوا الامراض تشاع والنفوس تضاع یعنی مرضیں پھیلائی جائیں گی اور جانوں کا نقصان ہوگا۔ اب جو شخص چاہے دیکھ لے کہ میں نے الہام کو طاعون کے پھیلنے سے پہلے اخبار الحکم اور البدر میں شائع کر دیا تھا پھر بعد اس کے پنجاب میں اسقدر طاعون کا زور ہوا کہ ہزارہا گھر موت سے ویران ہو گئے۔

۱۱۵۔ نشان۔ رسالہ سراج منیر میں طاعون کے آنے کی نسبت یہ ایک پیشگوئی ہے۔ یا مسیح الخلق عدوانا۔ یعنی اے وہ مسیح جو مخلوق کے لئے بھیجا گیا ہماری طاعون کی خبر لے۔ پھر بعد اس کے سخت طاعون پڑی اور ہزارہا بندگان خدا طاعون سے ڈر کر میری طرف دوڑے گویا ان کی زبان پر یہی فقرہ تھا کہ یا مسیح الخلق عدوانا۔ اور یہ پیشگوئی جس طرح میری کتاب سراج منیر میں درج ہے اسی طرح صدہا آدمیوں کو قبل از وقوع اس سے اطلاع دی گئی تھی۔

۱۱۶۔ نشان۔ ایک دفعہ صبح کے وقت وحی الٰہی سے میری زبان پر جاری ہوا۔ عبد اللہ خاں ڈیرہ اسمٰعیل خاں اور تفہیم ہوئی کہ اس نام کا ایک شخص آج کچھ روپیہ بھیجے گا۔ میں نے چند ہندوؤں کے پاس جو سلسلہ وحی کے جاری رہنے کے منکر ہیں اور سب کچھ وید پر ختم کر بیٹھے ہیں اس الہام الٰہی کو ذکر کیا اور میں نے بیان کیا کہ اگر آج یہ روپیہ نہ آیا تو میں حق پر نہیں۔ ان میں سے ایک ہندو بشن داس نام قوم کا برہمن جو آجکل ایک

جگہ کا پٹواری ہے بول اُٹھا کہ میں اس کا امتحان کروں گا اور میں ڈاکخانہ میں جاؤں گا۔ اُن دنوں قادیان میں ڈاک دوپہر کے بعد دو بجے آتی تھی وہ اُسی وقت ڈاکخانہ میں گیا۔ اور نہایت حیرت زدہ ہو کر جواب لایا کہ درحقیقت عبداللہ خاں نام ایک شخص نے جو ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں اکسٹرا اسسٹنٹ ہے کچھ روپیہ بھیجا ہے اور وہ ہندو نہایت متعجب اور حیران ہو کر بار بار مجھ سے پوچھتا تھا کہ یہ امر آپ کو کس نے بتایا اور اس کے چہرہ سے حیرانی اور مبہوت ہونے کے آثار ظاہر تھے۔ تب میں نے اس کو کہا کہ اُس نے بتایا جو پوشیدہ بھید جانتا ہے وہی خدا ہے جس کی ہم پرستش کرتے ہیں چونکہ ہندو لوگ اُس زندہ خدا سے محض ناواقف ہیں جو ہمیشہ اپنی قدرت اور اسلام پر سچائی کے نمونے ظاہر کرتا رہتا ہے اس لئے عام طور پر ہندوؤں کی یہ عادت ہو گئی ہے کہ دل تو خدا تعالیٰ کے عجائب نشانوں سے انکار کرتے ہیں اور جب کوئی ایسا شخص اُن کو مل جائے کہ غیب کی پوشیدہ باتیں اسکے ہاتھ سے ظاہر ہوں تب حیرت اور تعجب کے دریا میں ڈوب جاتے ہیں۔ اسی طرح لالہ شرمپت کا حال ہوا تھا۔ جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں اس کا بھائی بشمبرداس اور ایک اور شخص خوشحال نام کسی جرم میں قید ہو گئے تھے اور شرمپت نے امتحان کے رو سے نہ کسی اعتقاد سے مجھ سے دریافت کیا تھا کہ اس مقدمہ کا انجام کیا ہوگا اور دعا کی بھی درخواست کی تھی تب میں کئی دن اُس کیلئے دعا کرتا رہا آخر وہ خدا جو عالم الغیب ہے اُس نے رات کے وقت یہ پوشیدہ امر میرے پر کھول دیا کہ مقدمہ کا انجام یہ ہوگا کہ بشمبرداس کی نصف قید تخفیف کر دی جائیگی جیسا کہ میں نے اپنی کشفی حالت میں دیکھا تھا کہ آدھی قید اسکی خود میں نے اپنی قلم سے کاٹ دی ہے مگر میرے پر ظاہر کیا گیا کہ خوشحال کو پوری قید بھگتنی پڑیگی ایک دن بھی کاٹا نہیں جائے گا۔ اور بشمبرداس کی نصف قید وہ جانا صرف دعا کے اثر سے ہوگا مگر دونوں میں سے کوئی بھی بری نہیں ہوگا اور ضرور رہے کہ مثل ضلع میں واپس آئے اور انجام وہی ہو جو بیان کیا گیا۔ مجھے یاد ہے کہ جب یہ سب باتیں پوری ہو گئیں تو شرمپت حیرت میں پڑا اور ہمارے خدا کی قدرتوں نے

اُس کو سخت حیران کر دیا اور اُس نے میری طرف رقعہ لکھا کہ یہ سب باتیں آپ کی نیک بختی کی وجہ سے پوری ہوگئیں۔ افسوس کہ اُس نے پھر بھی اسلام کے نور سے کچھ فائدہ نہ اُٹھایا اور آجکل وہ آریہ ہے اور ہدایت تو ایک طرف مجھے تو ان لوگوں پر اتنی بھی امید نہیں کہ وہ سچی گواہی دے سکیں اگرچہ بظاہر یہی لاف وگزاف ہے کہ سچائی کی حمایت کرنی چاہئے مگر اس پر عمل نہیں ہاں میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر ایسے گواہ یعنی شرمپت کو حلف دیجائے اور حلف میں جھوٹ کی حالت میں اولاد پر اثر پڑنے کا اقرار کرایا جائے تو پھر ضرور سچ بول دیگا میری کئی پیشگوئیوں کی گواہیاں اسکے پاس ہیں ممکن ہے کہ پیچھا چھڑانے کیلئے یہ کہدے کہ مجھے یاد نہیں مگر حلف ایک ایسی چیز ہے کہ ضرور اس سے یاد آجائیگا اور اگر جھوٹ بولیگا تو یقیناً یاد رکھو کہ میرا خدا اسے سزا دیگا اور یہ بھی ایک نشان ظاہر ہوگا وہ کھلے کھلے نو نشانوں کا گواہ ہے میں خدائے قادر کا شکر کرتا ہوں کہ میرے نشانوں کے صرف مسلمان ہی گواہ نہیں بلکہ دنیا میں جس قدر قومیں ہیں وہ سب میرے نشانوں کی گواہ ہیں فالحمد للّٰہ علٰی ذٰلک۔

۱۱۷۔ نشان۔ ایک دفعہ ایک آریہ ملاوامل نام مرض دق میں مبتلا ہوگیا اور آثار نومیدی ظاہر ہوتے جاتے تھے اور اُس نے خواب میں دیکھا کہ ایک زہریلا سانپ اسکو کاٹ گیا وہ ایک دن اپنی زندگی سے نومید ہو کر میرے پاس آکر رو دیا میں نے اُس کے حق میں دعا کی تو جواب آیا قلنا یا نار کونی بردًا وسلامًا یعنی ہم نے تپ کی آگ کو کہا کہ سرد اور سلامتی ہو جا۔ چنانچہ بعد اس کے وہ ایک ہفتہ میں اچھا ہوگیا۔ اور اب تک زندہ موجود ہے دیکھو براہین احمدیہ ص۲۲۷ مگر یقین ہے کہ اس کی گواہی کیلئے بھی حلف کی ضرورت پڑیگی۔

۱۱۸۔ نشان۔ ایک دفعہ جب میں گورداسپور میں ایک فوجداری مقدمہ کی وجہ سے (جو کرم دین جہلمی نے میرے پر دائر کیا تھا) موجود تھا مجھے الہام ہوا یسئلونک عن شانک قل اللّٰہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون۔ یعنی تیری شان کے بارہ میں پوچھیں گے کہ تیری کیا شان اور کیا مرتبہ ہے کہہ وہ خدا ہے جس نے مجھے یہ مرتبہ بخشا ہے۔ پھر انکو اپنی لہو ولعب

میں چھوڑ دے سو مَیں نے یہ الہام اپنی اُس جماعت کو جو گورداسپور میں میرے ہمراہ تھی جو چالیس آدمی سے کم نہیں ہوں گے سُنا دیا جن میں مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔ اور خواجہ کمال الدین صاحب بی اے پلیڈر بھی تھے پھر بعد اس کے جب ہم کچہری میں گئے تو فریق ثانی کے وکیل نے مجھ سے یہی سوال کیا کہ کیا آپ کی شان اور آپ کا مرتبہ ایسا ہے جیسا کہ تریاق القلوب کتاب میں لکھا ہے تو مَیں نے جواب دیا کہ ہاں خدا کے فضل سے یہی مرتبہ ہے اُسی نے یہ مرتبہ مجھے عطا کیا ہے تب وہ الہام جو خدا کی طرف سے صبح کے وقت ہوا تھا قریباً عصر کے وقت پورا ہو گیا اور ہماری تمام جماعت کے زیادت ایمان کا موجب ہوا۔

۱۱۹۔ نشان۔ سنہ ۱۹۰۱ء میں ایسا اتفاق ہوا کہ میرے چچا زاد بھائیوں میں سے امام الدین نام ایک مخالف تھا اُس نے یہ ایک فتنہ برپا کیا کہ ہمارے گھر کے آگے ایک دیوار کھینچ دی اور ایسے موقعہ پر دیوار کھینچی کہ مسجد میں آنے جانے کا راستہ رُک گیا اور جو مہمان میری نشست کی جگہ پر میرے پاس آتے تھے یا مسجد میں آتے تھے وہ بھی آنے سے رُک گئے اور مجھے اور میری جماعت کو سخت تکلیف پہنچی گویا ہم محاصرہ میں آگئے۔ ناچار دیوانی میں منشی خدابخش صاحب ڈسٹرکٹ جج کے محکمہ میں نالش کی گئی جب نالش ہو چکی تو بعد میں معلوم ہوا کہ یہ مقدمہ ناقابل فتح ہے اور اسمیں یہ مشکلات ہیں کہ جس زمین پر دیوار کھینچی گئی ہے اسکی نسبت کسی پہلے وقت کی مثل کے رُو سے ثابت ہوتا ہے کہ مدعا علیہ یعنی امام الدین قدیم سے اسکا قابض ہے اور یہ زمین دراصل کسی اور شریک کی تھی جس کا نام غلام جیلانی تھا اور اسکے قبضہ میں سے نکل گئی تھی تب اُس نے امام الدین کو اس زمین کا قابض خیال کر کے گورداسپور میں بصیغہ دیوانی نالش کی تھی اور بوجہ ثبوت مخالفانہ قبضہ کے وہ نالش خارج ہو گئی تھی تب سے امام الدین کا اس پر قبضہ چلا آتا ہے اب اسی زمین پر امام الدین نے دیوار کھینچ دی ہے کہ یہ میری زمین ہے غرض نالش کے بعد ایک پرانی مثل کے ملاحظہ سے یہ ایسا عقدۂ لاینحل ہمارے لئے پیش آگیا تھا جس سے صریح معلوم ہوتا تھا کہ ہمارا دعویٰ خارج کیا جائیگا کیونکہ جیسا کہ مَیں نے ذکر کیا ہے ایک پرانی مثل سے یہی ثابت ہوتا تھا

کہ اس زمین پر قبضہ امام الدین کا ہے اُس سخت مشکل کو دیکھ کر ہمارے وکیل خواجہ کمال الدین نے ہمیں یہ بھی صلاح دی تھی کہ بہتر ہوگا کہ اس مقدمہ میں صلح کی جائے یعنی امام الدین کو بطور خود کچھ روپیہ دیکر راضی کر لیا جائے۔ لہذا میں نے مجبور اً اس تجویز کو پسند کر لیا تھا مگر وہ ایسا انسان نہیں تھا جو راضی ہوتا۔ اُسکو مجھ سے بلکہ دین اسلام سے ایک ذاتی بغض تھا اور اُس کو پتہ لگ گیا تھا کہ مقدمہ چلانے کا ان پر قطعاً دروازہ بند ہے لہذا وہ اپنی شوخی میں اور بھی بڑھ گیا آخر ہم نے اس بات کو خدا تعالیٰ پر چھوڑ دیا مگر جہاں تک ہم نے اور ہمارے وکیل نے سوچا کوئی بھی صورت کامیابی کی نہیں تھی کیونکہ پُرانی مثل سے امام الدین کا ہی قبضہ ثابت ہوتا تھا اور امام الدین کی یہانتک بدنیت تھی کہ ہمارے گھر کے آگے جو صحن تھا جس میں آکر ہماری جماعت کے یکے ٹھیرتے تھے وہاں ہر وقت مزاحمت کرتا اور گالیاں نکالتا تھا اور نہ صرف اسی قدر بلکہ اُس نے یہ بھی ارادہ کیا تھا کہ ہمارا مقدمہ خارج ہونے کے بعد ایک لمبی دیوار ہمارے گھر کے دروازوں کے آگے کھینچ دے تا ہم قیدیوں کی طرح محاصرہ میں آجائیں اور گھر سے باہر نہ نکل سکیں اور نہ باہر جا سکیں یہ دن بڑی تشویش کے تھے یہاں تک کہ ہم ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ کا مصداق ہو گئے اور بیٹھے بیٹھے ایک مصیبت پیش آگئی اس لئے جناب الٰہی میں دعا کی گئی اور اُس سے مدد مانگی گئی۔ تب بعد دعا مندرجہ ذیل الہام ہوا اور یہ الہام علیحدہ علیحدہ وقت کے نہیں بلکہ ایک ہی دفعہ ایک ہی وقت میں ہوا۔ مجھے یاد ہے کہ اُس وقت سید فضل شاہ صاحب لاہوری برادر سید ناصر شاہ صاحب اوورسیر متعین بارہ مولا کشمیر میرے پَیر دبا رہا تھا اور دوپہر کا وقت تھا کہ یہ سلسلہ الہام دیوار کے مقدمہ کی نسبت شروع ہوا۔ میں نے سید صاحب کو کہا کہ یہ دیوار کے مقدمہ کی نسبت الہام ہے۔ آپ جیسا جیسا یہ الہام ہوتا جائے لکھتے جائیں۔ چنانچہ اُنہوں نے قلم دوات اور کاغذ لے لیا۔ پس ایسا ہوا کہ ہر ایک دفعہ غنودگی کی حالت طاری ہو کر ایک ایک فقرہ وحی الٰہی کا جیسا کہ سنت اللہ ہے زبان پر نازل ہوتا تھا ✱ اور جب ایک فقرہ ختم ہو جاتا تھا اور لکھا جاتا تھا تو پھر غنودگی آتی تھی اور دوسرا فقرہ وحی الٰہی کا زبان پر

✱ عجیب بات ہے کہ اس الہام میں بشارت فضل کے لفظ سے شروع ہوتی ہے اور جسکے ہاتھ سے بروقت نزول وحی قلمبند کرائی گئی اس کا نام بھی فضل ہے۔ منہ

جاری ہوتا تھا یہاں تک کہ کل وحی الٰہی نازل ہو کر سید فضل شاہ صاحب لاہوری کی قلم سے لکھی گئی اور اس میں تفہیم ہوئی کہ یہ اس دیوار کے متعلق ہے جو امام الدین نے کھینچی ہے جس کا مقدمہ عدالت میں دائر ہے اور یہ تفہیم ہوئی کہ انجام کار اس مقدمہ میں فتح ہوگی چنانچہ میں نے اپنی ایک کثیر جماعت کو یہ وحی الٰہی سنادی اور اس کے معنی اور شان نزول سے اطلاع دیدی اور اخبار الحکم میں چھپوا دیا اور سب کچھ کہہ دیا کہ اگرچہ مقدمہ اب خطرناک اور صورت نومیدی کی ہے مگر آخر خدا تعالیٰ کچھ ایسے اسباب پیدا کر دیگا جس میں ہماری فتح ہوگی۔ کیونکہ وحی الٰہی کا خلاصہ مضمون یہی تھا اب ہم اس وحی الٰہی کو مع ترجمہ ذیل میں لکھتے ہیں اور وہ یہ ہے:۔

الرحیٰ تدور وینزل القضاء۔ انّ فضل اللّٰہ لآتٍ ولیس لاحدٍ ان یردّ ما اتیٰ۔ قل ای وربی انّہ لحقّ لا یتبدّل ولا یخفیٰ۔ وینزل ما تعجب منہ۔ وحی من ربّ السمٰوات العلیٰ۔ انّ ربّی لا یضلّ ولا ینسیٰ۔ ظفر مبین۔ وانّما یؤخّرھم الیٰ اجلٍ مسمّیٰ۔ انت معی وانا معک۔ قل اللّٰہ ثمّ ذرہ فی غیّہ یتمطّیٰ۔ انّہ معک وانّہ یعلم السرّ وما اخفیٰ۔ لا الٰہ الّا ھو یعلم کلّ شیءٍ ویریٰ۔ انّ اللّٰہ مع الّذین اتقوا والّذین ھم یحسنون الحسنیٰ۔ انّا ارسلنا احمد الیٰ قومہ فاعرضوا وقالوا کذّابٌ اشر۔ وجعلوا یشھدون علیہ و

یسیلون الیہ کماءٍ منھمر۔ انّ حبّی قریب۔ انّہ قریبٌ مستتر۔

حاشیہ: وحی الٰہی کے نزول کے وقت کی غنودگی بھی ایک خارق عادت امر ہے یہ جسم کے طبعی اسباب سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ جہاں تک ضرورتوں کا سامان پیش ہو ہر ایک ضرورت اور دعا کے وقت محض قدرت سے غنودگی پیدا ہو جاتی ہے مادی اسباب کا کچھ بھی اس میں دخل نہیں ہوتا۔ پس اس سے آریہ سماج والوں کے مذہب کا بطلان ثابت ہوتا ہے کیونکہ وہ انسانی زندگانی اور تمام عوارض کا سلسلہ مادی اسباب تک محدود رکھتے ہیں تبھی وہ نیستی سے ہستی ہونیکے قائل نہیں اور انکے نزدیک ہر ایک چیز کے ظہور کیلئے مادی اسباب کا موجود ہونا ضروری ہے پس اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ وحی کے بھی منکر ہیں ۔ منہ

(ترجمہ) چکّی پھرے گی اور قضا و قدر نازل ہوگی یعنی مقدمہ کی صورت بدل جائے گی جیسا کہ
چکّی جب گردش کرتی ہے تو وہ حصّہ چکی کا جو سامنے ہوتا ہے بباعث گردش کے پردہ میں
آجاتا ہے اور وہ حصّہ جو پردہ میں ہوتا ہے وہ سامنے آجاتا ہے مطلب یہ کہ مقدمہ کی موجودہ
حالت میں جو صورت مقدمہ حاکم کی نظر کے سامنے ہے جو ہمارے لئے مضر اور نقصان رسان
ہے یہ صورت قائم نہیں رہیگی اور ایک دوسری صورت پیدا ہو جائیگی جو ہمارے لئے مفید ہے۔
اور جیسا کہ چکی کو گردش دینے سے جو منہ کے سامنے حصّہ چکّی کا ہوتا ہے وہ پیچھے کو چلا جاتا ہے
اور جو پیچھے کا حصّہ ہوتا ہے وہ منہ کے سامنے آجاتا ہے اسی طرح جو مخفی اور در پردہ باتیں ہیں
وہ منہ کے سامنے آجائیں گی اور ظاہر ہو جائینگی اور جو ظاہر ہیں وہ ناقابل التفات اور مخفی
ہو جائیں گی اور پھر بعد اس کے فرمایا کہ یہ خدا کا فضل ہے جس کا وعدہ دیا گیا ہے یہ ضرور آئیگا۔
اور کسی کو مجال نہیں جو اس کو رد کر سکے یعنی آسمان پر یہ فیصلہ یافتہ امر ہے کہ یہ صورت موجودہ
مقدمہ کی جس سے یاس اور نومیدی ٹپکتی ہے یکدفعہ اُٹھا دی جائیگی اور ایک اور صورت ظاہر
ہو جائیگی جو ہماری کامیابی کے لئے مفید ہے جس کا ہنوز کسی کو علم نہیں۔ اور پھر فرمایا کہ
کہہ مجھے میرے خدا کی قسم کہ یہی بات سچ ہے اس امر میں نہ کچھ فرق آئیگا اور نہ یہ امر پوشیدہ
رہیگا اور ایک بات پیدا ہو جائے گی جو تجھے تعجب میں ڈالیگی ۔ یہ اُس خدا کی وحی ہے جو
بلند آسمانوں کا خدا ہے۔ میرا رب اس صراط مستقیم کو نہیں چھوڑتا جو اپنے برگزیدہ بندوں
سے عادت رکھتا ہے اور وہ اپنے ان بندوں کو بھولتا نہیں جو مدد کرنے کے لائق ہیں ۔
سو تمہیں اس مقدمہ میں کھلی کھلی فتح ہوگی مگر اس فیصلہ میں اُس وقت تک تاخیر ہے جو خدا نے
مقرر کر رکھا ہے تو میرے ساتھ ہے اور مَیں تیرے ساتھ ہوں ۔ تو کہہ ہر ایک امر میرے خدا
کے اختیار میں ہے پھر اس مخالف کو اس کی گمراہی اور ناز اور تکبّر میں چھوڑ دے (یہ فقرہ وحی
الٰہی کا ایک تسلّی دینے کا فقرہ ہے کیونکہ جب ہماری نالش کے بعد اکثر قانون دان سمجھ گئے تھے
کہ یہ دعویٰ بے بنیاد ہے ضرور خارج ہو جائیگا اور امام الدین مدعا علیہ کو ہر ایک پہلو سے

یہ خبریں مل گئی تھیں کہ قانون کے رو سے ہماری کامیابی کی سبیل بند ہے تو اس وجہ سے
اس کا تکبر بہت بڑھ گیا اور وہ دعویٰ سے کہتا تھا کہ وہ مقدمہ عنقریب خارج ہو جائے گا
بلکہ یہی سمجھو کہ خارج ہو گیا اور شریر لوگوں نے اسکا ساتھ دیا۔ چنانچہ یہ بات قریباً تمام گاؤں
میں مشہور ہو گئی تھی کہ اس مقدمہ کو ہمارے مخالفوں نے ایسا سمجھ لیا ہے کہ گویا مقدمہ ان کے
حق میں فیصلہ ہو گیا ہے سو اس جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیوں اسقدر ناز اور رعونت دکھلا
رہے ہو ہر ایک امر خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے جو چاہے
کرسکتا ہے اور پھر مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ وہ قادر تیرے ساتھ ہے اس کو پوشیدہ
باتوں کا علم ہے بلکہ جو نہایت پوشیدہ باتیں ہیں جو انسان کے فہم سے بھی برتر ہیں وہ
بھی اس کو معلوم ہیں۔ ماحصل اس فقرہ وحی الٰہی کا یہ ہے کہ اس جگہ بھی ایک پوشیدہ امر
ہے کہ جواب تک نہ تجھے معلوم ہے اور نہ تمہارے وکیل کو اور نہ اُس حاکم کو جس کی عدالت
میں یہ مقدمہ ہے اور پھر فرمایا کہ وہی خدا حقیقی معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ انسان
کو نہیں چاہئے کہ کسی دوسرے پر توکل کرے کہ گویا وہ اس کا معبود ہے ایک خدا ہی ہے جو
یہ صفت اپنے اندر رکھتا ہے وہی ہے جس کو ہر ایک چیز کا علم ہے اور جو ہر ایک چیز کو دیکھ
رہا ہے اور وہ خدا ان لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو تقوےٰ اختیار کرتے ہیں اور اُس سے
ڈرتے ہیں اور جب کوئی نیکی کرتے ہیں تو نیکی کے تمام باریک لوازم کو ادا کرتے ہیں سطحی طور
پر نیکی نہیں کرتے اور نہ ناقص طور پر بلکہ اس کی عمیق در عمیق شاخوں کو بجا لاتے ہیں اور کمال
خوبی سے اس کا انجام دیتے ہیں سو انہیں کی خدا مدد کرتا ہے کیونکہ وہ اُس کی پسندیدہ
راہوں کے خادم ہوتے ہیں۔ اور اُن پر چلتے ہیں اور چلاتے ہیں۔ اور پھر فرمایا کہ ہم نے
احمد کو یعنی اس عاجز کو اُس کی قوم کی طرف بھیجا پس قوم اُس سے روگردان ہو گئی۔ اور اُنہوں
نے کہا کہ یہ تو کذاب ہے دُنیا کے لالچ میں پڑا ہوا ہے یعنی ایسے ایسے حیلوں سے دنیا کمانا
چاہتا ہے اور اُنہوں نے عدالتوں میں اُس پر گواہیاں دیں تا اسکو گرفتار کراویں۔ اور وہ

ایک تند سیلاب کی طرح جو اُوپر سے نیچے کی طرف آتا ہے اُس پر اپنے حملوں کے ساتھ گر رہے ہیں مگر وہ کہتا ہے کہ میرا پیارا مجھ سے بہت قریب ہے وہ قریب تو ہے مگر مخالفوں کی آنکھوں سے پوشیدہ ہے۔ یہ پیشگوئی ہے جو اُس وقت کی گئی تھی جبکہ مخالف دعوے سے کہتے تھے کہ بالیقین مقدمہ خارج ہو جائیگا اور میری نسبت کہتے تھے کہ ہم اُن کے گھر کے تمام دروازوں کے سامنے دیوار کھینچ کر وہ دُکھ دیں گے کہ گویا وہ قید میں پڑ جائیں گے اور جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں خدا نے اس پیش گوئی میں خبر دی کہ میں ایک ایسا امر ظاہر کروں گا جس سے جو مغلوب ہے وہ غالب اور جو غالب ہے وہ مغلوب ہو جائیگا۔ اور یہ پیشگوئی اسقدر شائع کی گئی تھی کہ بعض ہماری جماعت کے لوگوں نے اس کو حفظ کر لیا تھا اور صدہا آدمی اس سے اطلاع رکھتے تھے اور تعجب کرتے تھے کہ یہ کیونکر ہوگا۔ غرض کوئی اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ یہ پیشگوئی قبل از وقت بلکہ کئی مہینے فیصلہ سے پہلے عام طور پر شائع ہو چکی تھی اور الحکم اخبار میں درج ہو کر دور دراز ملک سے لوگوں تک اس کی خبر پہنچ چکی تھی۔ پھر فیصلہ کا دن آیا۔ اُس دن ہمارے مخالف بہت خوش تھے کہ آج اخراج مقدمہ کا حکم سنایا جائیگا۔ اور کہتے تھے کہ آج سے ہمارے لئے ہر ایک قسم کی ایذا کا موقع ہاتھ آجائے گا۔ وہی دن تھا جس میں پیش گوئی کے اس بیان کے معنی کھلنے تھے کہ وہ ہر ایک امر مخفی ہے جس سے مقدمہ پلٹا کھائے گا اور آخر میں وہ ظاہر کیا جائے گا۔ سو ایسا اتفاق ہوا کہ اس دن ہمارے وکیل خواجہ کمال الدین کو خیال آیا کہ پرانی مثل کا انڈکس دیکھنا چاہئے یعنی ضمیمہ جس میں ضروری احکام کا خلاصہ ہوتا ہے جب وہ دیکھا گیا تو اس میں وہ بات نکلی جس کے نکلنے کی توقع نہ تھی۔ یعنی حاکم کا تصدیق شدہ یہ حکم نکلا کہ اس زمین پر قابض نہ صرف امام الدین ہے بلکہ میرزا غلام مرتضیٰ یعنی میرے والد صاحب بھی قابض ہیں۔ تب یہ دیکھنے سے میرے وکیل نے سمجھ لیا کہ ہمارا مقدمہ فتح ہو گیا۔ حاکم کے پاس یہ بیان کیا گیا اس نے فی الفور وہ انڈکس طلب کیا اور چونکہ دیکھتے ہی اس پر حقیقت کھل گئی اس لئے اُس نے بلا توقف امام الدین پر ڈگری

زمین کی بمعہ خرچہ کردی اگر وہ کاغذ پیش نہ ہوتا تو حاکم مجوز بجز اس کے کیا کر سکتا تھا کہ مقدمہ کو خارج کرتا اور دشمن بدخواہ کے ہاتھ سے ہمیں تکلیفیں اُٹھانی پڑتیں۔ یہ خدا کے کام ہیں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور یہ پیشگوئی درحقیقت ایک پیشگوئی نہیں بلکہ دو پیشگوئیاں ہیں کیونکہ ایک تو اس میں فتح کا وعدہ ہے اور دوسرے ایک امر مخفی کے ظاہر کرنے کا وعدہ ہے جو سب کی نظر سے پوشیدہ تھا اور ہم اس جگہ بہت خوشی اور خدا کے شکر کے ساتھ کہتے ہیں کہ اس پیشگوئی کی سچائی کا گواہ حاکم مجوز مقدمہ بھی خدا کی قضاو قدر نے کر دیا ہے جس شہادت سے وہ اپنے تئیں علیحدہ نہیں کرسکتا گو ہمارا مذہبی مخالف ہے یعنی شیخ خدابخش ڈسٹرکٹ جج کیونکہ وہ گواہی دے سکتا ہے کہ ہمارے وکیل نے باوجود کئی پیشیوں کے اس قوی حجت کو پیش نہیں کیا صرف مقدمہ کے آخری مرحلہ پر محض خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ عقدہ کھلا۔ چنانچہ ہر ایک شخص جو شیخ خدابخش کے فیصلہ کو دیکھے گا اُس پر فی الفور ظاہر ہو جائے گا کہ مدت تک ہمارا پلیڈر محض سماعی شہادتوں سے کام لیتا رہا جو ایک جوڈیشنل فیصلہ کے مقابل پر ہیچ تھیں کیونکہ امام الدین مدعاعلیہ نے جس مثل کو اپنے مخصوص قبضہ ثابت کرنے کیلئے پیش کیا تھا اس میں تو صرف امام الدین کا نام تھا میرے والد صاحب کا نام نہ تھا اس میں بھید یہ تھا کہ غلام جیلانی اصل مالک زمین نے امام الدین پر ہی نالش کی تھی اور اس کی عرضی پر مدعاعلیہ صرف امام الدین ہی لکھا گیا تھا اور پھر اطلاع پانے کے بعد میرے والد صاحب نے بذریعہ اپنے مختار کے مدعاعلیہم میں اپنا نام بھی لکھوا دیا تھا جس سے مطلب یہ تھا کہ ہم دونوں قابض ہیں اور وہ کاغذات کسی اتفاق سے تلف ہو گئے تھے اور صرف امام الدین کا نام مثل کے عرضی دعوے پر باقی رہ گیا تھا جس سے یہ سمجھا جاتا تھا کہ قابض زمین صرف امام الدین ہے سو یہی مخفی راز تھا جو ہمیں معلوم نہ تھا اور جب خدا تعالیٰ نے چاہا تو انڈکس کی مدد سے وہ مخفی حقیقت ظاہر ہو گئی اور جیسا کہ پیشگوئی میں ہے ایکدم میں چکی پھر گئی۔ ظاہر ہے کہ چکی کی روش سے جو حصہ چکی کا آنکھ سے پوشیدہ ہوتا ہے وہ آنکھ کے سامنے آجاتا ہے۔ اور

جو سامنے ہوتا ہے وہ پوشیدہ ہو جاتا ہے۔ پس یہی حال اس مقدمہ کا ہوا یعنی جو وجوہات قبل اس سے حاکم کی نظر کے سامنے تھے یعنی یہ کہ غلام جیلانی مدعی نے اپنے عرضی دعوے میں صرف امام الدین کو قابض ظاہر کیا ہے انڈکس پیدا ہونے سے یکدفعہ یہ وجوہات ناپید ہو گئے اور چکی کی پوشیدہ طرف کی طرح نئے وجوہات نظر کے سامنے آ گئے اور جس پوشیدہ امر کے لئے اس پیشگوئی میں خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا کہ آخر کار میں ظاہر کر دوں گا وہ ظاہر ہو گیا۔ بات یہ ہے کہ غلام جیلانی کی نالش کا مقدمہ ایک پرانے زمانہ کا تھا جس پر قریباً چالیس برس کے گذر گئے تھے اور وہ مقدمہ میرے والد صاحب کے وقت کا تھا مجھ کو اس سے کچھ اطلاع نہ تھی اور چونکہ مدعی کے عرضی دعوے میں صرف امام الدین کا نام مدعا علیہ لکھا گیا تھا اور باقی کاغذات تلف ہو چکے تھے اور تیس برس گذر گئے تھے جبکہ میرے والد صاحب اور نیز بعد ان کے میرے بڑے بھائی بھی فوت ہو چکے تھے اس لئے ان پوشیدہ باتوں کی مجھ کو کچھ خبر نہ تھی۔

اب سوچنا چاہیئے کہ یہ کس قدر عظیم الشان پیشگوئی ہے جو نصرت الٰہی سے خبر کی گئی ہے۔ اب جو شخص ایسی پیشگوئیوں کی بھی تکذیب کریگا تو ہمیں اس کے اسلام کی کچھ خیر نظر نہیں آتی افسوس کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ کی نصرت کی بھی قدر نہیں کرتے ایک وہ زمانہ تھا کہ پادری لوگ محض اپنے تعصب سے یہ بکواس کرتے تھے کہ قرآن شریف میں کوئی پیشگوئی نہیں اور علماء اسلام جواب تو دیتے تھے مگر سچ بات تو یہ ہے کہ پیشگوئیوں اور خوارق کے منکر کا جواب دینا اُسی شخص کا کام ہے جو پیشگوئی دکھلا بھی سکے ورنہ محض باتوں سے یہ تنازع فیصلہ پاتا نہیں پس جبکہ پادریوں کی تکذیب انتہا تک پہنچ گئی تو خدا نے حجت محمدیہ پوری کرنے کیلئے مجھے بھیجا۔ اب کہاں ہیں پادری تا میرے مقابل پر آویں۔ مَیں بے وقت نہیں آیا میں اُسوقت آیا کہ جب اسلام عیسائیوں کے پیروں کے نیچے کچلا گیا۔ اے آنکھوں کے اندھو! تمہیں سچائی کا مخالف بننا کس نے سکھلایا! دین تباہ ہو گیا اور بیرونی حملوں اور اندرونی بدعات نے تمام

اعضاء دین کے زخمی کر دیئے اور صدی میں سے بھی تیئس برس گذر گئے اور کئی لاکھ مسلمان مرتد ہو کر خدا اور رسول کے دشمن ہو گئے مگر تم کہتے ہو کہ اس وقت کوئی خدا کی طرف سے تو نہیں مگر دجّال آیا بھلا اب کوئی پادری تو میرے سامنے لاؤ جو یہ کہتا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے کوئی پیشگوئی نہیں کی یاد رکھو کہ وہ زمانہ مجھ سے پہلے ہی گذر گیا اب وہ زمانہ آ گیا جس میں خدا یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ وہ رسول **محمّد عربی** جسکو گالیاں دی گئیں جسکے نام کی بیعزّتی کی گئی جس کی تکذیب میں بدقسمت پادریوں نے کئی لاکھ کتابیں اس زمانہ میں لکھ کر شائع کر دیں **وہی سچّا اور سچّوں کا سردار** ہے۔ اُس کے قبول میں حد سے زیادہ انکار کیا گیا۔ مگر آخر اُسی رسول کو تاج عزّت پہنایا گیا اُس کے غلاموں٭ اور خادموں میں سے ایک مَیں ہوں جس سے خدا مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے اور جس پر خدا کے غیبوں اور نشانوں کا دروازہ کھولا گیا ہے اے نادانو! تم کفر کہو یا کچھ کہو تمہاری تکفیر کی اُس شخص کو کیا پروا ہے جو خدا کے حکم کے موافق دین کی خدمت میں مشغول ہے اور اپنے پر خدا کی عنایات کو بارش کی طرح دیکھتا ہے وہ خدا جو مریم کے بیٹے کے دل پر اُترا تھا وہی میرے دل پر بھی اُترا ہے مگر اپنی تجلّی میں اُس سے زیادہ۔ وہ بھی بشر تھا اور مَیں بھی بشر ہوں۔ اور جس طرح دھوپ دیوار پر پڑتی ہے اور دیوار نہیں کہہ سکتی کہ مَیں سورج ہوں۔ اس لئے ہم دونوں ان تجلّیات سے اپنے نفس کی کوئی ذاتی عزّت نہیں نکال سکتے کیونکہ وہ حقیقی آفتاب کہہ سکتا ہے کہ مجھ سے الگ ہو کر پھر دیکھ کہ تجھ میں کونسی عزّت ہے۔ اسی طرح عیسٰے نے ایک وقت میں تو یہ کہا کہ مَیں خدا کا بیٹا ہوں اور دوسرے وقت بقول عیسائیوں کے شیطان کے پیچھے پیچھے پھرتا رہا۔ اگر اُس میں حقیقی روشنی ہوتی تو یہ ابتلا اسکو پیش نہ آتا۔ کیا شیطان خدا کی بھی آزمائش کر سکتا ہے۔ پس چونکہ عیسٰے انسان تھا اس لئے انسانی آزمائشیں اُس کو پیش آئیں۔ اور عیسٰی کی دعاؤں میں بھی کوئی اقتدار نہ تھا صرف انسان کی طرح جناب الٰہی میں عجز و نیاز تھا یہی وجہ ہے کہ باغ والی دعا میں اسقدر وہ رویا کہ اُسکے کپڑے آنسوؤں سے بھر گئے مگر باوجود اس کے

٭ اس کے متعلق ایک اپنا شعر ہے جو یہ ہے ۔ برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے۔ جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے۔ منہ

عیسائی کہتے ہیں کہ پھر بھی وہ دعا قبول نہ ہوئی لیکن ہم کہتے ہیں کہ وہ قبول ہوگئی اور خدا نے اس کو صلیب سے بچالیا اور صرف یونس کی طرح قبر میں داخل ہوا اور یونس کی طرح زندہ ہی داخل ہوا اور زندہ ہی نکلا اس کا رونا اور اسکی رُوح کا گداز ہونا موت کے قائم مقام تھا ایسی دعائیں قبول ہوتی ہیں جیسی مریم کے بیٹے نے باغ میں کی٭

اس درگاہ بلند میں آساں نہیں دعا ۔۔۔ جو منگے سو مر رہے مرے سو منگن جا

۱۲۰۔ نشان۔ انجمن حمایت اسلام لاہور کے متعلق خدا نے میرے لئے ایک نشان ظاہر کیا تھا چونکہ اس نشان کے اوّل گواہ مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر اخبار بدر ہیں اسلئے انہیں کے ہاتھ کا خط بطور شہادت ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے:۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

حضرت اقدس مرشدنا و مہدینا مسیح موعود و مہدی معہود ۔ الصلوٰۃ والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ
جناب عالی مجھے جو کچھ معلوم ہے خدمت میں عرض کرتا ہوں اور وہ یہ کہ جب کتاب امہات المومنین عیسائیوں کی طرف سے اپریل ۱۸۹۸ء میں شائع ہوئی تھی تو انجمن حمایت اسلام لاہور کے ممبروں نے گورنمنٹ میں اس مضمون کا میموریل بھیجا تھا کہ اس کتاب کی اشاعت بند کی جائے اور اس کے مصنف سے جس نے ایسی گندی کتاب لکھی ہے باز پرس ہو۔ ان ایام میں یہ عاجز لاہور میں دفتر اکونٹنٹ جنرل میں ملازم تھا اور دو چار روز کے واسطے کسی رخصت کی تقریب پر قادیان آیا ہوا تھا جبکہ حضور کی خدمت میں اُن کے میموریل کا ذکر کیا گیا تو مجھے خوب یاد ہے کہ حضور بہت سے آدمیوں کے ساتھ جن میں حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم اے بھی تھے باغ کی طرف سیر کو جا رہے تھے۔ تب حضور نے فرمایا کہ یہ بات انجمن نے ٹھیک نہیں کی۔ ہم اس میموریل کے سخت مخالف ہیں۔ چنانچہ حضور نے اس مخالفت کو اپنی ایک تحریر میں جو بصورت میموریل بخدمت گورنمنٹ بھیجی تھی صاف طور پر ۴۔ مئی ۱۸۹۸ء کو شائع بھی

٭ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسٰی نے اپنے سولی دیئے جانیکی نسبت کوئی خواب دیکھی ہوگی اسلئے انکے دل میں یہ خوف دامنگیر ہوا کہ اگر میں سولی دیا گیا تو شریر یہودی لعنتی ہونیکی تہمت میرے پر لگائیں گے پس اسی وجہ سے انہوں نے جان توڑ کر دعا کی اور وہ دعا قبول ہوگئی اور خدا نے اس تقدیر کو اس طرح بدل دیا کہ بگفتن سولی پر چڑھائے گئے قبر میں بھی داخل کئے گئے مگر یونس کی طرح زندہ ہی داخل ہوئے اور زندہ ہی نکلے۔ نبی بہادر ہوتے ہیں۔ ذلیل یہودیوں کا اُن کو خوف نہ تھا۔ منہ

کر دیا تھا جس پر انجمن والوں نے بہت شور مچایا اور اخباروں میں حضور کے برخلاف مضمون شائع کئے اُنہیں دنوں میں جب حضور باہر سیر کرنے کو گئے تو حضور نے فرمایا تھا کہ ہمیں انجمن حمایت اسلام لاہور کی اس کارروائی کے متعلق الہام ہوا ہے ستذکرون ما اقول لکم۔ وافوض امری الی اللّٰہ ۔ اور اس کے ترجمہ اور تفہیم میں حضور نے فرمایا کہ عنقریب انجمن والے میری بات کو یاد کریں گے کہ اس طریق کے اختیار کرنے میں ناکامی ہے اور جس امر کو ہم نے اختیار کیا ہے یعنی مخالفین کے اعتراضات کو رد کرنا اور ان کا جواب دینا اس امر کو خدا تعالےٰ کو سونپتا ہوں یعنی خدا میرے کام کا محافظ ہوگا مگر وہ ارادہ جو انجمن والوں نے کیا ہے کہ امہات المومنین کے مؤلف کو سزا دلائیں اس میں ان کو کامیابی ہرگز نہ ہوگی اور بعد میں ان کو یاد آئیگا کہ جو پیش از وقت بتلایا گیا تھا وہ واقعی اور درست تھا اس الہام کے سننے کے ایک دو دن کے بعد جب میں واپس لاہور گیا تو حسب معمول مسجد گمٹی بازار لاہور میں ایک جلسہ کیا گیا۔ اور اس جلسہ میں یہ عاجز اپنے قادیان کے سفر کی رپورٹ سناتا تھا چنانچہ حضور کا یہ الہام اور اس کی تشریح ایک گروہ کثیر کو وہاں سنائی گئی اور ہنوز میں سُنا ہی چکا تھا کہ ایک شخص نے خبر دی کہ انجمن کو لفٹنٹ گورنر کی طرف سے جواب آگیا ہے اور انکا میموریل نامنظور ہوا ہے اور مؤلف رسالہ امہات المومنین کسی قانون کے مواخذہ کے نیچے نہیں آ سکتا۔ تب اس خبر کا سُننا تمام حاضرین جلسہ کے واسطے ازدیاد ایمان کا موجب ہوا اور سب نے خدا تعالیٰ کے عجیب کاموں پر اس کی حمد کی۔ (راقم) حضورؑ کی جوتیوں کا غلام محمد صادق

۱۲۱- نشان - جن دنوں میں ۴- اپریل ۱۹۰۵ء کا زلزلہ واقع ہوا تھا اُس وقت چونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو خبر ملی تھی کہ اسی زلزلہ پر حصر نہیں اور بھی زلزلے آئیں گے ۔ اس لئے میں مصلحتًا باغ میں معہ عیال و اطفال اور اکثر اپنی جماعت کے لوگوں کے چلا گیا تھا اور وہاں ایک بڑے میدان میں دو خیمے لگا کر ہم بسر کرتے تھے ۔ اُنہیں دنوں میں میرے گھر کے لوگ سخت بیمار ہو گئے تھے کسی وقت تپ مفارقت نہیں کرتا تھا اور کھانسی ساتھ

تھی۔ میرے مخلص دوست مولوی حکیم نورالدین صاحب علاج کرتے تھے مگر فائدہ محسوس ہوتا
تھا۔ یہاں تک نوبت پہنچی کہ نشست و برخاست سے عاری ہوگئی۔ چارپائی پر بیٹھا کر
خیمہ میں شام کے وقت عورتیں لیجاتی تھیں اور صبح چارپائی پر باغ میں لے آتی تھیں اور
دن بدن جسم لاغر ہوتا جاتا تھا آخر میں نے توجہ سے دعا کی تب الہام ہوا:۔ اِنَّ مَعِیَ
رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ یعنی میرا رب میرے ساتھ ہے عنقریب وہ مجھے بتلا دے گا کہ مرض
کیا ہے اور علاج کیا ہے۔ اس الہام سے چند منٹ بعد ہی میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ
بیماری بباعث حرارت جگر ہے اور دل میں ڈالا گیا کہ کتاب شفاء الاسقام کا نسخہ
اس کے لئے مفید ہوگا سو وہ نسخہ بنایا گیا اور وہ قرص تھے جب تین یا چار قرص کھائے
گئے تو ایک دن صبح کے وقت میں نے خواب میں دیکھا کہ عبدالرحمٰن نام ایک شخص ہمارے
مکان میں آیا ہے اور وہ کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ بخار ٹوٹ گیا۔ اور یہ عجیب قدرت الٰہی ہے
کہ ایک طرف یہ خواب دیکھی گئی اور دوسری طرف جب میں نے نبض دیکھی تو بخار کا نام و نشان
نہ تھا پھر یہ الہام ہوا۔ تو در منزل ما چو بار بار آئی۔ خدا ابر رحمت بیار یدیا نے۔ اس
پیشگوئی کی بھی ایک جماعت گواہ ہے جس کا جی چاہے دریافت کرے۔

۱۲۲۔ نشان۔ عرصہ تیس برس کے قریب گذرا ہے کہ ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا
کہ ایک بلند چبوترہ ہے جو دوکان کے مشابہ ہے اور شاید اس پر چھت بھی ہے اسمیں ایک نہایت
خوبصورت لڑکا بیٹھا ہے جو قریباً سات برس کی عمر کا تھا۔ میرے دل میں گذرا کہ یہ فرشتہ ہے
اُس نے مجھے بُلایا یا میں خود گیا یہ یاد نہیں۔ لیکن جب میں اُس کے چبوترہ کے پاس جا کر کھڑا ہوا
تو اُس نے ایک نان جو نہایت لطیف تھا اور چمک رہا تھا اور بہت بڑا تھا گویا چار نان کے
مقدار پر تھا اپنے ہاتھ میں پکڑ کر مجھے دیا اور کہا کہ یہ نان لو یہ تمہارے لئے اور تمہارے ساتھ کے
درویشوں کیلئے ہے سو دس برس کے بعد اس خواب کا ظہور ہوگیا۔ اگر کوئی دل کی صفائی
سے قادیان میں آکر رہے تو اُسے معلوم ہوگا کہ وہی روٹی جو فرشتے نے دی تھی دو وقت ہمیں

غیب سے ملتی ہے کئی عیالدار دو وقت یہاں سے روٹی کھاتے ہیں کئی نابینا اور اپاہج اور مسکین دو وقت اس لنگر خانہ سے روٹی لے جاتے ہیں اور ہر ایک طرف سے مہمان آتے ہیں اور اوسط تعداد روٹی کھانے والوں کی ہر روز دو سو اور کبھی تین سو اور کبھی زیادہ ہوتی ہے جو دو وقت اس لنگر سے روٹی کھاتے ہیں اور دوسرے مصارف مہمانداری کے الگ ہیں اور اوسط خرچ بہت کفایت شعاری سے پندرہ سو روپیہ ماہواری ہوتا ہے مگر اور کئی متفرق خرچ ہیں جو اس کے علاوہ ہیں۔ اور یہ خدا کا معجزہ بیس برس سے میں دیکھ رہا ہوں کہ غیب سے ہمیں وہ روٹی ملتی ہے اور نہیں معلوم ہوتا کہ کل کہاں سے آئیگی لیکن آجاتی ہے حضرت عیسٰے کے حواریوں کی تو یہ دعا تھی کہ اے خدا ہمیں روز کی روٹی دے لیکن خدائے کریم ہمیں بغیر دعا کے ہر روز کی روٹی دے رہا ہے اور جیسا کہ فرشتہ نے کہا تھا کہ یہ روٹی تمہارے لئے اور تمہارے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے اسی طرح خدائے کریم مجھے اور میرے ساتھ کے درویشوں کو ہر روز اپنی طرف سے یہ دعوت بھیجتا ہے پس ہر روز نئی دعوت اس کی ہمارے لئے ایک نیا نشان ہے۔

۱۲۳۔ نشان۔ ایک دفعہ ایک ہندو صاحب قادیان میں میرے پاس آئے جن کا نام یاد نہیں* رہا اور کہا کہ میں ایک مذہبی جلسہ** کرنا چاہتا ہوں آپ بھی اپنے مذہب کی خوبیوں کے متعلق کچھ مضمون لکھیں تا اس جلسہ میں پڑھا جائے۔ میں نے عذر کیا پر اس نے بہت اصرار سے کہا کہ آپ ضرور لکھیں۔ چونکہ میں جانتا ہوں کہ میں اپنی ذاتی طاقت سے کچھ بھی نہیں کر سکتا بلکہ مجھ میں کوئی طاقت نہیں۔ میں بغیر خدا کے بلائے بول نہیں سکتا اور بغیر اس کے دکھانے کے کچھ دیکھ نہیں سکتا اس لئے میں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ وہ مجھے ایسے مضمون کا القا کرے جو اس مجمع کی تمام تقریروں پر غالب رہے میں نے دعا کے بعد دیکھا کہ ایک قوت میرے اندر پھونک دی گئی ہے۔ میں نے اس آسمانی قوت کی ایک حرکت اپنے اندر محسوس کی اور میرے دوست جو اسوقت حاضر تھے جانتے ہیں کہ میں نے اس مضمون کا کوئی مسودہ نہیں لکھا جو کچھ

* یاد آیا اس کا نام سوامی شوگن چندر تھا۔ منہ ** اس جلسہ کا نام دھرم مہوتسو جلسہ اعظم مذاہب مشہور کیا گیا تھا۔ منہ

لکھا صرف قلم برداشتہ لکھا تھا اور ایسی تیزی اور جلدی سے میں لکھتا جاتا تھا کہ نقل کرنیوالے کیلئے مشکل ہوگیا کہ اس قدر جلدی سے اس کی نقل لکھے۔ جب میں مضمون ختم کر چکا تو خدا تعالےٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ **مضمون بالا رہا** خلاصہ کلام یہ کہ جب وہ مضمون اُس مجمع میں پڑھا گیا تو اس کے پڑھنے کے وقت سامعین کے لئے ایک عالم وجد تھا۔ اور ہر ایک طرف سے تحسین کی آواز تھی یہاں تک کہ ایک ہندو صاحب جو صدر نشین اس مجمع کے تھے اُن کے منہ سے بھی بے اختیار نکل گیا کہ یہ مضمون ✤ تمام مضامین سے بالا رہا۔ اور سول اینڈ ملٹری گزٹ جو لاہور سے انگریزی میں ایک اخبار نکلتا ہے اس نے بھی شہادت کے طور پر شائع کیا کہ یہ مضمون بالا رہا۔ اور شاید بیس کے قریب ایسے اُردو اخبار بھی ہونگے جنہوں نے یہی شہادت دی اور اس مجمع میں بجز بعض متعصب لوگوں کے تمام زبانوں پر یہی تھا کہ یہی مضمون فتحیاب ہوا اور آجتک صدہا آدمی ایسے موجود ہیں جو یہی گواہی دے رہے ہیں۔ غرض ہر ایک فرقہ کی شہادت اور نیز انگریزی اخباروں کی شہادت سے میری پیشگوئی پوری ہوگئی کہ مضمون بالا رہا۔ یہ مقابلہ اس مقابلہ کی مانند تھا جو موسیٰ نبی کو ساحروں کے ساتھ کرنا پڑا تھا کیونکہ اس مجمع میں مختلف خیالات کے آدمیوں نے اپنے مذہب کے متعلق تقریریں سنائی تھیں جن میں سے بعض عیسائی تھے اور بعض سناتن دھرم کے ہندو اور بعض آریہ سماج کے ہندو اور بعض برہمو اور بعض سکھ اور بعض ہمارے مخالف مسلمان تھے۔ اور سب نے اپنی اپنی لاٹھیوں کے خیالی سانپ بنائے تھے۔ لیکن جب خدا نے میرے ہاتھ اسلامی راستی کا عصا ایک پاک اور پُر معارف تقریر کے پیرایہ میں اُن کے مقابل پر چھوڑا تو وہ **اژدہا بن کر** سب کو نگل گیا اور آجتک قوم میں میری اس تقریر کا تعریف کے ساتھ چرچا ہے جو میرے منہ سے نکلی تھی۔ **فالحمد للہ علیٰ ذٰلک**

۱۴۲۔ نشان۔ تصنیف براہین احمدیہ کے زمانہ میں جبکہ لوگوں کا میری طرف کچھ رجوع نہ تھا اور نہ دنیا میں شہرت تھی روپیہ کی سخت ضرورت پیش آئی اُس کیلئے میں نے دعا کی تب

✤ مضمون چونکہ پانچ سوالات مشترہ کے ہر ایک پہلو کے متعلق تھا اسلئے اس کے پڑھنے کیلئے مقررہ وقت کافی نہ تھا لہٰذا تمام حاضرین کے انشراح صدر سے درخواست کرنے پر اس کے پڑھنے کیلئے ایک دن اور بڑھایا گیا یہ بھی عام قبولیت کا نشان ہے۔ منہ

یہ الہام ہوا دس دن کے بعد میں موج دکھاتا ہوں الا انّ نصر اللہ قریب
فی شائل مقیاس دِن وِل یُو گو ٹو امرت سر۔ یعنی دس دن کے بعد روپیہ
ضرور آئیگا پہلے اس سے کچھ نہیں آئیگا خدا کی مدد نزدیک ہے اور جیسے جب جننے کے
لئے اونٹنی دُم اُٹھاتی ہے تب اُس کا بچہ جننا نزدیک ہوتا ہے ایسا ہی مدد الٰہی بھی قریب
ہے۔ اور پھر انگریزی فقرہ میں یہ فرمایا کہ دس دن کے بعد جب روپیہ آئے گا تب تم
امرت سر میں بھی جاؤ گے۔ یہ پیشگوئی مَیں نے تین ہندوؤں یعنی شرمپت۔ ملاوامل
بشنداس کو جو آریہ ہیں سُنادی اور ان کو کہدیا کہ یاد رکھو کہ یہ روپیہ ڈاک کے ذریعہ سے
آئیگا اور دس دن تک ڈاک کے ذریعہ سے کچھ بھی نہیں آئیگا۔ اور علاوہ ان ہندوؤں کے اور
بہت سے مسلمانوں کو یہ پیشگوئی قبل از وقت سنادی اور خوب مشہور کر دی کیونکہ اس
پیشگوئی میں دو پہلو بہت عجیب تھے۔ ایک یہ کہ قطعی طور پر حکم دیا گیا تھا کہ دس دن تک کچھ
نہیں آئیگا اور گیارھویں دن بلا توقف اور بلا فاصلہ روپیہ آئیگا۔ دوسرا پہلو یہ عجیب ہے کہ
روپیہ کے ساتھ ہی کچھ ایسا اتفاق پیش آجائیگا کہ تمہیں امرتسر جانا پڑیگا۔ پس یہ عجیب نمونہ
قدرت الٰہی ظاہر ہوا کہ الہام کے دن سے دس دن تک ایک پیسہ بھی نہ آیا اور مذکورہ بالا آریان
ہر روز ڈاکخانہ میں جا کر تفتیش کرتے رہے اور اُن دنوں میں ڈاک خانہ کا سب پوسٹ ماسٹر بھی
ہندو تھا۔ جب گیارھواں دن چڑھا تو ان آریوں کیلئے ایک عجیب تماشے کا دن تھا اور
وہ بہت خوشی سے اس بات کے اُمیدوار تھے کہ یہ پیشگوئی جھوٹی نکلے تب بعض ان میں سے
ڈاکخانہ میں گئے اور غمگین صورت بنا کر واپس آئے اور بیان کیا کہ آج محمد افضل خان نام ایک
سپرنٹنڈنٹ بندوبست راولپنڈی نے ایک سو دس ۱۱۰ روپیہ بھیجے ہیں اور ایسا ہی ایک
شخص نے ۲۰ روپیہ بھیجے غرض اُس دن ایک سو تیس ۱۳۰ روپے آئے جن سے وہ کام پُورا
ہو گیا جس کیلئے ضرورت تھی اور اُسی دن جبکہ یہ روپیہ آیا عدالت خفیفہ امرتسر سے ایک شہادت
کے ادا کرنے کیلئے میرے نام سمن آگیا اور جیسا کہ مَیں نے بیان کیا اس پیشگوئی کے پورے ہونے کی

ایک جماعت گواہ ہے اور اسکی اس طرح پر بھی تصدیق ہو سکتی ہے کہ قادیان کے ڈاکخانہ کا رجسٹر دیکھا جائے تو جس دن یہ ایک سو تیس روپے آئے ہیں اُس دن سے پہلے کی تاریخوں میں رجسٹر میں ایک پیسہ کا منی آرڈر بھی میرے نام نہیں پاؤ گے۔ اور پھر اگر اسی تاریخ عدالت خفیفہ امرتسر کے دفتر میں تلاش کرو گے تو اسمیں ایک شخص پادری رجب علی نام کے مقدمہ میں میرا اظہار شامل مثل پاؤ گے اور یہ ۱۸۸۴ء کا نشان ہے۔ اسی پتہ سے ڈاکخانہ کا رجسٹر ملاحظہ ہو سکتا ہے اور اسی پتہ سے عدالت خفیفہ امرتسر میں میرے اظہار کا پتہ لگ سکتا ہے اور اگر ہندو گواہ انکار کریں تو حلف دینے سے وہ سچ سچ بیان کر سکتے ہیں اور جبکہ یہ پیشگوئی براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۶۹ و صفحہ ۴۷۰ میں درج ہے اور ان آریوں کا حوالہ دیا گیا ہے تو عقلمند سوچ سکتا ہے کہ اگر وہ لوگ اس پیشگوئی کے گواہ رویت نہیں تھے تو باوجود سخت مخالف ہونے کے اس مدت تک ان کا خاموش رہنا عقل تجویز نہیں کر سکتی۔ وہ اس زمانہ سے کہ جب سن عیسوی ۱۸۸۳ء تھا اس زمانہ تک کہ اب ۱۹۰۶ء ہے باوجود علم اس بات کے کہ بار بار کتابوں اور اشتہاروں میں ان کے نام بطور گواہوں کے ہم لکھ رہے ہیں کیوں خاموش رہے ان کا حق تھا کہ ان تمام شہادتوں کی تکذیب کرتے جو براہین احمدیہ میں ان کی نسبت درج ہیں۔ یاد رہے کہ تین ہندوؤں کی شہادتیں براہین احمدیہ میں پیشگوئیوں کے بارہ میں درج ہیں۔ سب سے اول لالہ شرمپت کھتری دوسرا لالہ ملاوامل کھتری تیسرا بشنداس برہمن ہے اور براہین احمدیہ کی ہر ایک عبارت میں آریوں سے مراد یہی لوگ ہیں بعض جگہ اور بھی ہیں اور اس پیشگوئی میں ایک انگریزی فقرہ ہے وہ بھی میرے لئے بطور نشان کے ہے کیونکہ میں انگریزی بالکل نہیں جانتا۔ پس اس پیشگوئی کو خدا تعالیٰ نے اُردو اور عربی اور انگریزی میں بیان کر کے ہر ایک طرح سے اُس کے مشتہار کو کھول دیا ہے اور یہ ایک بڑا نشان ہے مگر اُن کیلئے جن کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی نہیں۔

۱۲۵۔ نشان۔ واضح ہو کہ منجملہ ہیبت ناک اور عظیم الشان نشانوں کے پنڈت لیکھرام

کی موت کا نشان ہے جسکی بنیادی پیشگوئی کا سرچشمہ میری کتابیں برکات الدعا اور کرامات الصادقین اور آئینہ کمالات اسلام ہیں جن میں قبل از وقوع خبر دی گئی تھی کہ لیکھرام قتل کے ذریعہ سے چھ سال کے اندر اس دنیا سے کوچ کر جائیگا اور اُسکے قتل کئے جانے کا دن عید سے دوسرا دن ہوگا یعنی شنبہ کا دن اور یہ اس لئے مقرر کیا گیا کہ تا عید کا دن جو جمعہ تھا اس بات پر دلالت کرے کہ جس دن مسلمانوں کے گھر میں دو عیدیں ہونگی اُس سے دوسرے دن آریوں کے گھر میں دو ماتم ہونگے✲✲ اور یہ پیشگوئی نہ صرف میری کتابوں میں درج ہے بلکہ لیکھرام نے خود اپنی کتاب میں نقل کر کے اپنی قوم میں اس پیشگوئی کی قبل از وقوع شہرت دیدی تھی اور اس پیشگوئی کے مقابل پر اس نے اپنی کتاب میں میری نسبت یہ لکھا کہ میرے پرمیشر نے مجھے یہ الہام کیا ہے کہ یہ شخص (یعنی یہ خاکسار) تین سال کے اندر ہیضہ سے مرجائیگا کیونکہ کذّاب ہے✣ لیکھرام کا یہ الہام سہ سالہ ایسا ہی تھا جیسا کہ اب میری موت کی نسبت عبد الحکیم خاں نے سہ سالہ الہام شائع کیا ہے غرض میری یہ پیشگوئی لیکھرام کے بالمقابل تھی اور بطور مباہلہ کے تھی اور لیکھرام کی اب تک وہ کتابیں موجود ہیں اور آریوں میں بہت شہرت یافتہ ہیں جنمیں لیکھرام نے اپنے پرمیشر کی طرف منسوب کر کے وہ پیشگوئی لکھی ہے ایسا ہی میری پیشگوئی بھی جسمیں لیکھرام کی موت کی نسبت چھ سال قرار دیئے گئے تھے کئی لاکھ انسانوں میں شہرت پا چکی تھی چنانچہ رسالہ کرامات الصادقین مطبوعہ صفر ۱۳۱۱ھ ہجری میں یہ پیشگوئی درج کی گئی اور وہ عربی کتاب ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ لیکھرام کی نسبت خدا نے میری دعا قبول کر کے مجھے خبر دی ہے کہ وہ چھ سال کے اندر ہلاک ہوگا اور اس کا جرم یہ ہے کہ وہ خدا کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا تھا اور بُرے لفظوں کے ساتھ توہین کرتا تھا۔ یہ کتاب لیکھرام کے مرنے سے پانچ برس پہلے پنجاب اور ہندوستان میں خوب شائع ہوگئی تھی اور پھر اشتہار ۲۲ - فروری ۱۸۹۳ء میں جو میری کتاب آئینہ کمالات اسلام کے ساتھ شامل ہے لیکھرام کی موت سے کئی سال پہلے صاف طور پر میں نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ لیکھرام گوسالہ سامری کی طرح

✣ دیکھو تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۳۰۲ و ۳۱۱ ۔ اور کلیات آریہ مسافر صفحہ ۵۰۱ جس میں یہ بھی لکھا ہے کہ تین سال کے اندر تیرا خاتمہ ہوگا اور آپ کی ذریت میں سے کوئی باقی نہ رہے گا۔ منہ

✲✲ لیکھرام شنبہ کے دن قتل کیا گیا تھا اور جمعہ کے روز عید الفطر تھی اور جمعہ خود اسلام کی عید کا دن ہے گویا اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ لیکھرام کے قتل سے پہلے مسلمانوں کی دو عیدیں ہونگی اور اُن دو عیدوں کے دوسرے دن آریوں کے گھر میں ۲ ماتم ہونگے ایک تو انکا لیڈر مارا گیا۔ دوسرے یہ کہ ہماری پیشگوئی پوری ہو کر انکے مذہب کا باطل ہونا ثابت ہوا۔ منہ

ٹکڑے ٹکڑے کیا جائیگا اور اسمیں یہ اشارہ تھا کہ جیسا کہ گوسالہ سامری شنبہ کے دن ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا یہی لیکھرام کا حال ہوگا اور یہ اُس کے قتل کی طرف اشارہ تھا۔ چنانچہ لیکھرام شنبہ کے دن قتل کیا گیا اور ان دنوں میں شنبہ سے پہلے جمعہ کے دن مسلمانوں کی عید ہوئی تھی ایسا ہی گوسالہ سامری بھی شنبہ کے دن ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا اور وہ یہودی کی عید کا دن تھا اور گوسالہ سامری ٹکڑے ٹکڑے کرنیکے بعد جلایا گیا تھا ایسا ہی لیکھرام بھی ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے بعد جلایا گیا کیونکہ اول قاتل نے اس کی انتڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور پھر ڈاکٹر نے اس کے زخم کو زیادہ کھولا اور بالآخر جلایا گیا اور پھر گوسالہ سامری کی طرح اسکی ہڈیاں دریا میں ڈالی گئیں اور خدا تعالےٰ نے گوسالہ سامری سے اس لئے اُس کو تشبیہ دی کہ وہ گوسالہ محض بیجان تھا اور اس زمانہ کے ان کھلونے کی طرح تھا جنکی کل دبانے سے آواز نکلتی ہے اسی طرح اس گوسالہ میں سے ایک آواز نکلتی تھی پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ دراصل لیکھرام بے جان تھا اور اُس میں رُوحانی زندگی نہیں آئی تھی اور اُس کی آواز محض گوسالہ سامری کی طرح تھی اور سچا علم اور سچا گیان اور خدا تعالیٰ سے سچّا تعلق اور سچی محبت اُس کو نصیب نہیں تھی یہ آریوں کا قصور تھا کہ اُس بیجان کو جس میں رُوحانیت کی جان نہ تھی اور محض مردہ تھا اس مقام پر کھڑا کر دیا جس پر کوئی زندہ کھڑا ہونا چاہئے تھا اس لئے اس کا گوسالہ سامری کی طرح انجام ہؤا۔

اس پیشگوئی کے وقت بعض اخبار والوں نے بھی میرے پر حملے کئے۔ چنانچہ پرچہ انیس ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۵۔ مارچ ۱۸۹۳ء میں اخبار مذکور کے ایڈیٹر نے بھی ایک حملہ کیا اور وہ یہ تھا کہ اگر لیکھرام کو تھوڑی سی دردِ سر یا تپ آیا تو کہدیا جائیگا کہ پیشگوئی پُوری ہوگئی مَیں نے اس کے جواب میں برکات الدعا میں لکھا کہ اگر ایسی معمولی بات ہوئی تو مَیں سزا کے لائق ٹھیروں گا لیکن اگر پیشگوئی کا ظہور اس طور سے ہؤا کہ جس میں قہر الٰہی کا نشان صاف صاف طور پر دکھائی دے تو پھر سمجھو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے یہ جواب برکات الدعا

کے پہلے صفحہ میں ہی شائع کیا گیا تھا چاہو تو دیکھ لو۔

اور یہ امر کہ کن پیشگوئیوں سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ قتل کیا جائیگا پس واضح ہو کہ وہ تین ہیں۔ اوّل ایک پیشگوئی کہ جو رسالہ برکات الدعا میں لیکھرام کی زندگی میں ہی شائع کی گئی تھی وہ اس کے قتل کی صاف طور پر خبر دیتی ہے اور وہ یہ ہے عجل جسد له خوار له نصب وعذاب۔ یعنی لیکھرام گوسالہ سامری ہے جو بیجان ہے اور اس میں محض ایک آواز ہے جسمیں روحانیت نہیں اسلئے اُسکو وہ عذاب دیا جائیگا جو گوسالہ سامری کو دیا گیا تھا اور ہر ایک شخص جانتا ہے کہ گوسالہ سامری کو ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تھا اور پھر جلایا گیا اور پھر دریا میں ڈالا گیا تھا پس اس پیشگوئی میں صریح اور صاف طور پر لیکھرام کے قتل کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اس کیلئے وہ عذاب مقرر کیا گیا ہے جو گوسالہ سامری کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔

دوسری پیشگوئی جو لیکھرام کے قتل کی خبر دیتی ہے وہ ایک کشف ہے جو رسالہ برکات الدعا کے حاشیہ پر درج ہے اور اس کی عبارت یہ ہے کہ ۲۔ اپریل ۱۸۹۳ء کو میں نے دیکھا کہ ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل گویا اُسکے چہرہ پر سے خون ٹپکتا ہے گویا وہ انسان نہیں ملائک شداد وغلاظ میں سے ہے۔ وہ میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور اسکی ہیبت دلوں پر طاری تھی اور میں اُسکو دیکھتا تھا کہ ایک خونی شخص کے رنگ میں ہے اُس نے مجھ سے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے اور ایک اور شخص کا نام لیا اور کہا کہ وہ کہاں ہے* تب میں نے سمجھ لیا کہ یہ شخص لیکھرام اور اس دوسرے کی سزا کیلئے مقرر کیا گیا ہے۔ دیکھو ٹائیٹل پیج برکات الدعا مطبوعہ اپریل ۱۸۹۳ء۔ اس کے بعد ۶۔ مارچ ۱۸۹۷ء میں لیکھرام بذریعہ قتل ہلاک ہو گیا اور اسکی

* حاشیہ۔ اب تک مجھے معلوم نہیں کہ وہ دوسرا شخص کون ہے اس فرشتہ خونی نے اس کا نام تو لیا مگر مجھے یاد نہ رہا کاش اگر مجھے یاد ہوتا تو اُسے میں متنبہ کرتا تا اگر ہو سکتا تو میں اُسے وعظ و نصیحت سے توبہ کی طرف مائل کرتا لیکن قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص بھی لیکھرام کا ڈپٹی یعنی گویا اس کا بڑا ہے اور توہین اور گالیاں دینے میں اس کا مثیل ہے۔ واللہ اعلم منہ

موت سے تخمیناً پانچ برس پہلے یہ کشف [illegible] برکات الدعا میں چھاپ کر شائع کیا گیا تھا۔ اور یاد رہے کہ لیکھرام کے مارے جانے کی پیش گوئی صرف پیشگوئی نہیں تھی بلکہ مَیں نے اُس کے ہلاک ہونے کیلئے دعا کی تھی اور مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا تھا کہ چھ برس کے اندر ہلاک کیا جائے گا۔ اگر وہ حد سے زیادہ زبان درازی نہ کرتا اور علانیہ طور پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہ دیتا تو چھ برس پورے کر کے مرتا۔ مگر اس کی زبان درازیوں نے وہ مدت بھی پوری نہ ہونے دی اور ایک برس ابھی باقی تھا کہ وہ پنجۂ اجل میں گرفتار ہو گیا۔ اس کے برخلاف ڈپٹی عبد اللہ آتھم نے نرمی کا طریق اختیار کیا یہاں تک کہ جب مَیں اس مباحثہ کیلئے ڈاکٹر مارٹن کلارک کی کوٹھی پر جاتا تھا تو مجھے دیکھ کر وہ تعظیم کے لئے کھڑا ہو جاتا تھا اور کمینہ طبع عیسائی اس کو منع کرتے تھے مگر وہ اس تعظیم سے باز نہیں آتا تھا اور نہ صرف اس قدر بلکہ اُس نے دجّال کہنے سے جلسۂ عام میں رجوع بھی کیا اور عیسائیوں کا کچھ بھی لحاظ نہ رکھا اس لئے خدا نے میعاد مقررہ سے زیادہ اس کو مہلت دیدی۔ لیکھرام وہ تھا جو اپنی شوخیوں کی وجہ سے اصلی میعاد بھی پوری نہ کر سکا اور عبد اللہ آتھم وہ تھا جو اپنے ادب اور نرمی کی وجہ سے علاوہ اصل میعاد کے پندرہ مہینہ تک اور زندہ رہا اور بہرحال پندرہ مہینہ کے اندر مر گیا خدا نے اس کو مہلت بھی دیدی اور پھر اپنی بات کو بھی نہ چھوڑا یعنی بہرحال اس کی موت کیلئے پندرہ مہینے قائم رہے۔

اور مَیں نے سیّد احمد خاں کو مخاطب کر کے اپنی کتاب برکات الدعا میں لکھا تھا کہ لیکھرام کی موت کیلئے مَیں نے دعا کی ہے اور وہ دعا قبول ہو گئی ہے سو آپ کے لئے جو قبولیت دعا کے منکر ہیں یہ نمونہ دعائے مستجاب کافی ہے مگر میری اس تحریر پر ہنسی کی گئی کیونکہ لیکھرام ابھی زندہ اور ہر طرح سے تندرست اور توہین اسلام میں سخت سرگرم تھا اور مَیں نے اس مراد سے کہ لوگ پیشگوئی کو یاد کریں اشعار میں سیّد احمد خاں کو مخاطب کیا اور وہ اشعار یہ ہیں جو میری کتاب برکات الدعا میں درج ہیں اور اُس وقت شائع کئے

گئے جب لیکھرام زندہ موجود تھا۔

سیّد احمد خاں صاحب سی ایس آئی کی طرف نظم میں ایک خط جو دعا کی قبولیّت کا منکر تھا

رُوئے دلبر از طلبگاران نمیدارد حجاب | می درخشد در خور و می تابد اندر ماہتاب
لیکن آں روئے حسیں از غافلاں ماند نہاں | عاشقے باید کہ بردارند از بہرش نقاب
دامنِ پاکش ز نخوت ہا نمی آید بدست | ہیچ راہے نیست غیر از عجز و درد و اضطراب
بس خطرناک است راہِ کوچۂ یارِ قدیم | جاں سلامت بایدت از خود رَہِ ہا سر بتاب
تا کلامش عقل و فہمِ ناسزایاں کم رسد | ہر کہ از خود گم شود او یابد آں راہِ صواب
مشکلِ قرآں نہ از ابنائے دنیا حل شود | ذوقِ آں میداند آں مستی کہ نوشد آں شراب
اے کہ آگاہی ندادندت ز انوارِ دروں | درحقِ ما ہرچہ گوئی نیستی جائے عتاب
از سرِ وعظ و نصیحت ایں سخنہا گفتہ ایم | تا مگر زیں مرہمے بہ گردد آں زخمِ خراب
از دعا کن چارۂ آزارِ انکارِ دعا | چوں علاج مے ز مے وقتِ خمار و التہاب
اے کہ گوئی گر دعا ہا را اثر بودے کجاست | سوئے من بشتاب بنمایم ترا چوں آفتاب

ہاں مکن انکار زیں اسرارِ قدرتہائے حق
قصّہ کوتہ کن ببیں از ما دعائے مستجاب ✤ یعنی دعائے موت لیکھرام

یہ کل نقل مطابق اصل ہے اور اس میں یہ تشریح درج ہے کہ یہ دعا لیکھرام کی موت کیلئے کی گئی تھی اور کتاب کرامات الصادقین میں ایک شعر لکھا گیا ہے کہ لیکھرام کی موت عید کے دن کے قریب ہوگی چنانچہ عید جمعہ کو ہوئی اور لیکھرام شنبہ کے دن مارا گیا اور وہ شعر یہ ہے

وَبَشَّرَنِیْ رَبِّیْ وَقَالَ مُبَشِّرًا
سَتَعْرِفُ یَوْمَ الْعِیْدِ وَالْعِیْدُ اَقْرَبُ

✤ دیکھو صفحہ ۲-۳-۴ - سرورق برکات الدعا - منہ

یعنی مجھے لیکھرام کی موت کی نسبت خدا نے بشارت دی اور کہا کہ تو اس واقعہ کو عید کے دن میں
پہچان لیگا اور عید اس سے قریب ہوگی یہ پیشگوئی کہ لیکھرام کی موت عید کے دن کے قریب واقع
ہوگی بعض آریہ سماج والوں کی اخباروں میں چھپ چکی ہے جیسا کہ سماچار میں۔

واضح ہو کہ لیکھرام کی موت کے بارے میں پیشگوئی حق الیقین تک پہنچ گئی ہے اور جو شخص
اس پیشگوئی کے متعلق پوری واقفیت حاصل کرنا چاہے اُسے چاہئے کہ اول میری کتاب
آئینہ کمالات اسلام والا اشتہار پڑھے اور پھر میری کتاب برکات الدعا کی وہ عبارت
غور سے پڑھے جس میں مَیں نے سید احمد خاں کی طرف لکھا تھا کہ آپ سُن رکھیں کہ مَیں نے
لیکھرام کی موت کیلئے دعا کی تھی پس تم یقیناً یاد رکھو کہ وہ میعاد کے اندر مر جائیگا پھر طالب
حق کو چاہئے کہ اس کے بعد وہ کتاب آئینہ کمالات اسلام کے اشتہار میں میرا وہ نوٹ پڑھے
جس میں مَیں نے آریوں کو مخاطب کر کے لکھا ہے کہ لیکھرام کی موت کی نسبت میری دعا قبول
ہو چکی ہے اب اگر تمہارا مذہب سچا ہے تو اپنے پرمیشر سے پرارتھنا اور دعا کرو کہ وہ اس
قطعی موت سے بچ جائے اور ایسا ہی طالب حق کو چاہئے کہ برکات الدعا کے اخیر میں میرے
اس کشف کو پڑھے جس میں مَیں نے لکھا ہے کہ ایک فرشتہ میں نے دیکھا جس کی آنکھوں سے
خون ٹپکتا تھا اور اُس نے مجھے آکر کہا کہ لیکھرام کہاں ہے✤ اور ایک اور شخص کا بھی نام لیا کہ وہ
کہاں ہے اور پھر چاہئے کہ طالب حق کرامات الصادقین میں وہ شعر پڑھے جس میں لکھا ہے
کہ لیکھرام عید کے دن کے قریب ہلاک ہوگا۔ اور پھر چاہئے کہ طالب حق آئینہ کمالات اسلام
کا الہام پڑھے جسمیں لیکھرام کی نسبت لکھا ہے عجل جسد لہ خوار۔ لہ نصب و عذاب
یعنی لہ کمثلہ نصب و عذاب۔ ترجمہ یہ گوسالہ بیجان ہے جس میں روحانیت کی جان نہیں
صرف آواز ہی آواز ہے پس وہ سامری کے گوسالہ کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے گا۔ یاد
رہے کہ عبارت لہ نصب و عذاب کی تصریح موافق تفہیم الٰہی یہ ہے کہ لہ کمثلہ
نصب و عذاب سو ایسا ہی ظہور میں آیا اور جیسا کہ مَیں بیان کر چکا ہوں لیکھرام

✤ خونی فرشتہ کے اس قول سے یہ اشارہ تھا کہ لیکھرام قتل کیا جائیگا۔ منہ

کے قتل کئے جانے کی نسبت تین الہام ہیں۔ اوّل[1] خونی فرشتہ جو میرے پر ظاہر ہوا اور
اُس نے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے۔ دوسرا[2] یہی الہام یعنی عجل جسد لہ خوار لہ نصب و
عذاب یعنی لیکھرام گوسالہ سامری ہے اور گوسالہ سامری کی مانند وہ ٹکڑے ٹکڑے کیا
جائیگا۔ تیسرا[3] وہ شعر جو خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا اور قبل از وقت یعنی پانچ سال لیکھرام
کی موت سے پہلے شائع کیا گیا اور وہ شعر یہ ہے:۔

الا اے دشمن نادان و بیراہ بترس از تیغ بُرّان محمدؐ

یعنی اے لیکھرام تو کیوں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے تو حضرت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کی اس تلوار سے جو تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیگی کیوں نہیں ڈرتا۔ اب ہم وہ کل اشعار
اس جگہ لکھ دیتے ہیں جن میں مذکورہ بالا الہامی شعر ہے اور نیچے اُن کے لیکھرام پشاوری
کی نعش کی وہ تصویر لکھ دینگے جو خود آریہ صاحبوں نے شائع کی اور ہمیں اُس بد قسمت لیکھرام
کی حالت پر نہایت افسوس آتا ہے کہ چند دن اسلام پر زبان درازی کرکے آخر اس نے جوانا مرگ
جان دی اور وہ قریباً دو ماہ تک قادیان میں بھی میرے پاس رہا تھا اور پہلے اس کی ایسی طبیعت
نہیں تھی مگر شریر لوگوں نے اسکی طبیعت کو خراب کر دیا اُس نے بڑی خواہش کے ساتھ یہ
یہ قبول کیا تھا کہ اگر مجھے معلوم ہوا کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ اسمیں خدا تعالیٰ کے
نشان ظاہر ہوتے ہیں اور امور غیبیہ کھلتے ہیں تو میں اسلام قبول کر لوں گا مگر قادیان کے
بعض شریر الطبع لوگوں نے اس کے دل کو خراب کر دیا اور میری نسبت بھی ان نالائق ہندوؤں
نے بہت کچھ جھوٹی باتیں اُس کو سنائیں تا وہ میری صحبت سے متنفر ہو جائے پس ان بدصحبتوں کی
وجہ سے روز بروز وہ ردّی حالت کی طرف گرتا گیا مگر جہاں تک میرا خیال ہے ابتدا میں
اس کی ایسی ردّی حالت نہ تھی صرف مذہبی جوش تھا جو ہر ایک اہل مذہب حق رکھتا ہے
کہ اپنے مذہب کی پابندی میں بہ پابندی حق پرستی و انصاف بحث کرے وہ ایک مرتبہ اپنے
قتل کئے جانے سے ایک برس پہلے لاہور کے اسٹیشن پر ایک چھوٹی سی مسجد میں مجھے ملا

اور میں وضو کر رہا تھا اور وہ نمستے کر کے چند منٹ کھڑا رہا اور پھر چلا گیا مجھے افسوس ہے کہ اُس وقت نماز کی وجہ سے میں اُس سے بات نہ کر سکا اور مجھے بڑا افسوس ہے کہ قادیان کے ہندوؤں نے اُس کو میری باتیں سُننے کا موقع نہ دیا اور محض افترا سے اُس کو جوش دلایا اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ خون اُن کی گردن پر ہے وہ باوجود اس قدر جوش کے اپنی طبیعت میں ایک سادگی بھی رکھتا تھا کیونکہ شریر لوگوں کی باتوں سے بغیر تفتیش اور تفحص کے متاثر ہو جاتا تھا اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے اس کو ایک گوسالہ سے مشابہت دی بہرحال ہم اس کی ناگہانی موت سے بغیر افسوس کے نہیں رہ سکتے مگر کیا کیا جائے کہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مقدر تھا وہ پورا ہونا ضروری تھا ہم ان اشعار کے نیچے جو ذیل میں لکھیں گے پنڈت لیکھرام کی اُس نعش کی تصویر دکھائیں گے جو آریہ صاحبوں نے شائع کی ہے یہ اُس وقت کی تصویر ہے جبکہ وہ مقتول ہونے کے بعد ارتھی پر رکھ گیا تھا اور ایک جماعت کثیر اس کے ساتھ تھی یہ تصویر ہم نے اس رسالہ میں اس لئے شائع کی ہے تا اگر ممکن ہو تو کوئی اس حالت سے عبرت پکڑے اور مذہبی مباحثات میں وہ طریق اختیار نہ کرے جو خدا کو پسند نہیں۔ اس امر کو خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ مجھے کسی سے بغض نہیں ہے اگرچہ میں لیکھرام کے معاملہ میں اس بات سے تو خوش ہوں کہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی پوری ہوئی مگر دوسرے پہلو سے میں غمگین ہوں کہ وہ عین جوانی کی حالت میں مرا۔ اگر وہ میری طرف رجوع کرتا تو میں اُس کیلئے دعا کرتا تا یہ بلا ٹل جاتی اُس کے لئے ضروری نہ تھا کہ اس بلا کے رد کرانے کیلئے مسلمان ہو جاتا بلکہ صرف اسقدر ضروری تھا کہ گالیوں اور گندہ زبانی سے اپنے منہ کو روک لیتا اور اُسکی طرف سے یہ صریح ظلم تھا کہ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر کامل علم اور وسیع واقفیت کے کاذب اور مفتری کہتا تھا اور دوسرے تمام انبیاء علیہم السلام کو بھی گالیاں دیتا تھا۔ وہ جو خدا کا برگزیدہ نبی ایسے وقت میں آیا کہ جب تمام عرب اور فارس اور شام اور روم اور تمام بلاد یورپ مخلوق پرستی میں گرفتار تھے اور باقرار پنڈت دیانند اُس زمانہ میں تمام آریہ ورت بھی بت پرستی میں ڈوبا ہوا تھا اور کسی حصہ زمین میں خدا کی

توحید قائم نہیں رہی تھی اور اسی نبی نے ظاہر ہو کر توحید کو نئے سرے قائم کیا اور زمین پر خدا کے جلال اور عظمت کا سکہ جمایا اور ہزار ہا نشانوں اور معجزات سے اپنی سچائی ظاہر کی اور اب تک اس کے معجزات ظہور میں آرہے ہیں۔ پس کیا یہ شرافت اور تہذیب کا طریق تھا کہ ایسے عظیم الشان نبی کو جو خدا کے جلال کو زمین پر ظاہر کرنے والا اور بت پرستی کو نابود کرنے والا اور نئے سرے توحید کو قائم کرنیوالا تھا گندی گالیوں سے یاد کیا جاوے؟ اور کبھی بھی بس نہ کیا جاوے۔ بازاروں میں گالیاں دیں عام مجلسوں میں گالیاں دیں۔ ہر ایک کوچہ و گلی میں گالیاں دیں۔ خدا غضب میں دھیما ہے اور نہایت کریم و رحیم ہے مگر آخر سرکش اور بے حیا کو پکڑتا ہے۔ معاملہ آخرت کا ابھی مخفی ہے مگر ایسے مذہب کو ضرور خدا کی طرف سے کہنا پڑتا ہے جو زندہ خدا کے زندہ نشان دکھاتا ہو انسان ہر ایک عمدہ تعلیم کی نقل اُتار سکتا ہے مگر خدا کے نشانوں کی نقل نہیں اُتار سکتا۔ پس اس معیار کی رو سے آج روئے زمین پر زندہ مذہب صرف اسلام ہے مگر باوجود اس کے ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہندوؤں کے پیشوا اور اوتار کاذب اور مکار تھے اور نہ (نعوذ باللہ) ہم انکو گالیاں دیتے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ کوئی آباد بستی اور ملک نہیں جس میں اُس نے کوئی نبی نہ بھیجا ہو جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے۔ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ یعنی کوئی ایسی اُمت نہیں جس میں خدا کا کوئی نبی نہ آیا ہو مگر ہم اس عقیدہ کو سمجھ نہیں سکتے کہ باوجود خدا کے وسیع بلاد اور اقالیم کے جو سب اس کی ہدایت کے محتاج ہیں اور سب اس کے بندے ہیں پھر بھی خدا تعالے کا قدیم سے آریہ ورت سے ہی تعلق رہا اور دوسری قومیں اس کی براہ راست ہدایت سے محروم رہی ہیں۔ خدا کا موجودہ قانون بھی ہم اُس کے برخلاف پاتے ہیں وہ دوسرے ممالک میں اب بھی اپنی وحی اور الہام سے اپنے وجود کا پتہ دیتا ہے اپنے بندوں کی نسبت خدا کی طرف سے یہ بخل بات اور طرفداری اُس کی ذات کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی جو شخص اس کی طرف دل و جان سے رجوع

کرے وہ بھی اس کی طرف رجوع برحمت کرتا ہے خواہ ہندی ہو اور خواہ عربی وہ کسی کو ضائع کرنا نہیں چاہتا اس کی رحمت عام ہے کسی خاص ملک سے محدود نہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ جسمانی طور پر بھی خدا تعالیٰ کی نعمتیں ہر ایک جگہ پائی جاتی ہیں ہر ایک ملک میں پانی موجود ہے جیسا کہ آریہ ورت میں موجود ہے۔ ہر ایک ملک میں اناج موجود ہے جیسا کہ آریہ ورت میں موجود ہے ہر ایک ملک میں وہ نعمتیں موجود ہیں جیسا کہ آریہ ورت میں موجود ہیں تو پھر جبکہ خدا نے جسمانی طور پر اپنے فیضان میں کسی قوم اور ملک سے فرق نہیں کیا تو کیا کوئی سمجھ سکتا ہے کہ روحانی طور پر اُس نے فرق کیا ہے اُس کے سب بندے ہیں کیا کالے اور کیا گورے۔ اور کیا ہندی اور کیا عربی۔ پس یہ غیر محدود صفات والا خدا کسی تنگ دائرہ میں محدود نہیں ہو سکتا اور اُس کو محدود کرنا تنگ ظرفی اور نادانی ہے۔

اب ہم وہ اشعار ذیل میں لکھتے ہیں جن میں لیکھرام کے قتل کئے جانے کی پیشگوئی ہے اور جیسا کہ ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں یہ اشعار اس کے مارے جانے سے پانچ برس پہلے طبع ہو کر تمام پنجاب اور ہندوستان میں شائع ہو چکے ہیں اور وہ یہ ہیں اور ان کے آخر میں لیکھرام کی نعش کی تصویر چسپاں کی گئی ہے۔

اشعار

عجب نورے است در جانِ محمدؐ	عجب لعلیست در کانِ محمدؐ
ز ظلمت ہا دلے آنگہ شود صاف	کہ گردد از محبّانِ محمدؐ
عجب دارم دلِ آں ناکساں را	کہ رو تابند از خوانِ محمدؐ
ندانم ہیچ نفسے در دو عالم	کہ دارد شوکت و شانِ محمدؐ
خدا زاں سینہ بیزار است صد بار	کہ ہست از کینہ دارانِ محمدؐ

خدا خود سوزد آں کرم دنی را — کہ باشد از عدوّان محمدؐ

اگر خواہی نجات از مستیٔ نفس — بیا در ذیل مستان محمدؐ

اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت — بشو از دل ثنا خوان محمدؐ

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش — محمد ہست بُرہان محمدؐ

سرے دارم فدائے خاکِ احمد — دلم ہر وقت قربانِ محمدؐ

بگیسوئے رسول اللہ کہ ہستم — نثارِ روئے تابانِ محمدؐ

دریں رہ گر کُشندم ور بسوزند — نتابم رو ز ایوان محمدؐ

بسے سہل است از دنیا بریدن — بیادِ حسن و احسان محمدؐ

فدا شد در رہش ہر ذرّۂ من — کہ دیدم حُسنِ پنہانِ محمدؐ

دگر اُستاد را نامے ندانم — کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ

بدیگر دلبرے کارے ندارم — کہ ہستم کُشتۂ آنِ محمدؐ

مرا آں گوشۂ چشمے بباید — نخواہم جز گلستانِ محمدؐ

دلِ زارم بہ پہلویم مجوئید — کہ بستیمش بدامانِ محمدؐ

من آں خوش مرغ از مرغانِ قدسم — کہ دارد جا بہ بُستانِ محمدؐ

تو جانِ ما منوّر کردی از عشق — فدایت جانم اے جانِ محمدؐ

دریغا گر دہم صد جاں دریں راہ — نباشد نیز شایانِ محمدؐ

چہ ہیبت ہا بداد ند ایں جواں را
رہِ مولیٰ کہ گم کردند مردم
الا اے دشمن نادان و بے راہ
الا اے منکر از شانِ محمدؐ
کرامت گرچہ بے نام و نشان است

کہ ناید کس بمیدانِ محمدؐ
بجو در آل و اعوانِ محمدؐ
بترس از تیغ بُرانِ محمدؐ
ہم از نورِ نمایانِ محمدؐ
بیا بنگر ز غلمانِ محمدؐ

٭ لیکھرام نے بار بار مجھ کو لکھا تھا کہ میں کرامت دیکھنا چاہتا ہوں اور اپنی کتابوں میں بھی بار بار بیان کیا تھا کہ مجھے کرامت
دکھلاؤ مگر خدا تعالیٰ جو حکیم ہے ہر ایک کے مناسب حال اسکو کرامت دکھاتا ہے پس جبکہ لیکھرام کی زبان ہمارے نبی صلعم کو گالیاں دیتی
تھیں چھری کی طرح چلتی تھی۔ اسکی زبان نے ہزاروں دل [illegible] زخمی کر دیئے اسلئے خدا نے چھری کا ہی نشان دکھلایا اور اسکی بدزبانی ایک
چھری مجسم ہو کر اسکے اندر داخل ہوئی اور وہ انتڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر گئی یہی تھا اسکا فیصلہ [illegible] اور جب وہ زندہ تھا یہ بھی کہتا تھا کہ میں قبول نہیں کرونگا جب تک کوئی ستارہ آسمان سے نہ گرے۔
پس چونکہ وہ اپنے تئیں آریہ قوم کا ستارہ جانتا تھا اور قوم بھی یہی بیان کرتی تھی اسلئے وہ ستارہ گرا اور آریوں کیلئے اسکا گرنا بہت سخت ہوا جس سے ہر ایک گھر میں ماتم برپا ہوگیا۔ منہ

۱۲۶-نشان۔ لدھیانہ میں ایک صاحب میر عباس علی نام تھے جو بیعت کرنے والوں میں داخل تھے چند سال تک اُنہوں نے اخلاص میں ایسی ترقی کی کہ اُن کی موجودہ حالت کے لحاظ سے ایک دفعہ الہام ہوا اصلھا ثابتٌ و فرعھا فی السماء اس الہام سے صرف اسقدر مطلب تھا کہ اُس زمانہ میں وہ راسخ الاعتقاد تھے اور ایسے ہی اُنہوں نے اُس زمانہ میں آثار ظاہر کئے کہ اُن کے لئے بجز میرے ذکر کے اور کوئی وردنہ تھا اور ہر ایک میرے خط کو نہایت درجہ متبرک سمجھ کر اپنے ہاتھ سے اس کی نقل کرتے تھے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے تھے اور اگر ایک خشک ٹکڑا بھی دستر خوان کا ہو تو متبرک سمجھ کر کھاجاتے تھے اور سب سے پہلے لدھیانہ سے وہی قادیان میں آئے تھے ایک مرتبہ مجھ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے دکھایا گیا کہ عباس علی ٹھوکر کھائیگا اور برگشتہ ہو جائیگا وہ میرا خط بھی انہوں نے میرے ملفوظات میں درج کر دیا بعد اس کے جب اُن کی ملاقات ہوئی تو اُنہوں نے مجھ کو کہا کہ مجھ کو اس کشف سے جو میری نسبت ہوا بڑا تعجب ہوا کیونکہ مَیں تو آپ کے لئے مرنے کو طیار ہوں۔ مَیں نے جواب دیا کہ جو کچھ آپ کیلئے مقدر ہے وہ پورا ہوگا۔ بعد اس کے جب وہ زمانہ آیا کہ مَیں نے مسیح موعود ہونیکا دعویٰ کیا تو وہ دعویٰ اُن کو ناگوار گذرا۔ اول دل ہی دل میں پیچ و تاب کھاتے رہے بعد اس کے اس مباحثہ کے وقت جو مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب سے لدھیانہ میں میری طرف سے ہوا تھا اور اس تقریب سے چند دن ان کو مخالفوں کی صحبت بھی میسر آگئی تو وہ تقدیر ظاہر ہوگیا اور وہ صریح طور پر بگڑ گئے۔ اور پھر ایسے بگڑے کہ وہ یقین دل کا اور وہ نور اُن کے منہ کی جو تھی سب جاتی رہی اور ارتداد کی تاریکی ظاہر ہوگئی۔ اور مرتد ہونے کے بعد ایک دن وہ لدھیانہ میں پیر افتخار احمد صاحب کے مکان پر مجھے ملے اور کہنے لگے کہ آپ کا اور ہمارا اس طرح پر مقابلہ ہو سکتا ہے کہ ایک حجرہ میں ہم دونوں بند کئے جائیں اور دس دن تک بند رہیں پھر جو جھوٹا ہوگا مر جائیگا۔ مَیں نے کہا میر صاحب ایسی خلاف شرع آزمایشوں کی کیا ضرورت ہے کسی نبی نے خدا کی آزمایش نہیں کی مگر مجھے اور آپ کو خدا

دیکھ رہا ہے وہ قادر ہے کہ بطور خود جھوٹے کو سچے کے روبرو ہلاک کر دے اور خدا کے نشان تو بارش کی طرح برس رہے ہیں اگر آپ طالب صادق ہیں تو قادیان میں میرے ساتھ چلیں جواب دیا کہ میری بیوی بیمار ہے میں جا نہیں سکتا اور شاید یہ جواب دیا کہ کسی جگہ گئی ہوئی ہے یاد نہیں رہا۔ میں نے کہا کہ اب بس خدا کے فیصلہ کے منتظر رہو۔ پھر اسی سال میں وہ فوت ہو گئے اور کسی حجرہ میں بند کئے جانے کی ضرورت نہ رہی پس یہ خوف کا مقام ہے کہ آخر عباس علی کا کیا انجام ہوا اور اس قدر ترقی کے بعد ایک ہی دم میں تنزل کے گڑھے میں پڑ گیا۔ اور اس کے حالات سے یہ تجربہ ہوا کہ اگر کسی شخص کی نسبت خوشنودی کا بھی الہام ہو تو بسا اوقات خوشنودی بھی کسی خاص وقت تک ہوتی ہے✣ یعنی جب تک کہ کوئی خوشنودی کے کام کرے جیسا کہ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں کافروں پر جابجا غضب ظاہر فرماتا ہے اور جب ان میں سے کوئی مومن ہو جاتا ہے تو معاً وہ غضب رحمت کے ساتھ بدل جاتا ہے اور اسی طرح کبھی رحمت غضب کے ساتھ بدل جاتی ہے۔ اسی وجہ سے حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص بہشتیوں کے اعمال بجالاتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور بہشت میں ایک بالشت کا فرق رہ جاتا ہے اور در اصل قضا و قدر میں وہ جہنمی ہوتا ہے تو آخرکار کوئی ایسا عمل یا کوئی ایسا عقیدہ اس سے سرزد ہو جاتا ہے کہ وہ جہنم میں ڈالا جاتا ہے اسی طرح ایک شخص بہشتی ہوتا ہے اور جہنمیوں کے عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور جہنم میں صرف ایک بالشت کا فرق رہ جاتا ہے آخرکار اس کی تقدیر غالب آجاتی ہے اور پھر وہ نیک عمل بجالانا شروع کرتا ہے اور اسی پر اُس کی موت ہوتی ہے اور بہشت میں داخل کیا جاتا ہے اور اس پیشگوئی کی سچائی کا یہ ثبوت ہے جس سے کوئی مخالف انکار نہیں کر سکتا کہ وہ کتاب میر عباس علی کی جس میں اُس نے اپنے ہاتھ سے میری یہ پیشگوئی لکھی ہے (جو پوری ہو گئی) وہ ابتک موجود ہے اور میں نے اُسکی وفات کے بعد اسکو ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ سیاہ کپڑے پہنے ہوئے ہے (جو سر سے پیر تک سیاہ ہیں) اور مجھ سے قریباً سو قدم

✣ اسی لئے ہر وقت نماز میں یہ دعا خدا تعالیٰ نے سکھلائی ہے (اور فرض کر دی ہے کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہو سکتی) کہ غیر المغضوب علیھم یعنی اے خدا ہمیں ایسا نہ کر کہ ہم منعم علیہم ہو کر بعد اس کے مغضوب علیہ ہو جاویں۔ پس ہمیشہ خدا تعالیٰ کی بے نیازی سے ڈرتے رہنا چاہیئے۔ منہ

کے فاصلہ پر کھڑا ہے اور مجھ سے مدد کے طور پر کچھ مانگتا ہے میں نے جواب دیا کہ اب وقت گذر گیا
اب ہم میں اور تم میں بہت فاصلہ ہے تو میرے تک پہنچ نہیں سکتا۔

۱۲۷۔ نشان۔ ایک شخص سہج رام نام امرتسر کی کمشنری میں سررشتہ دار تھا اور
پہلے وہ ضلع سیالکوٹ میں صاحب ڈپٹی کمشنر کا سررشتہ دار تھا اور وہ مجھ سے ہمیشہ مذہبی
بحث رکھا کرتا تھا اور دین اسلام سے فطرتاً ایک کینہ رکھتا تھا اور ایسا اتفاق ہوا کہ میرے
ایک بڑے بھائی تھے انہوں نے تحصیلداری کا امتحان دیا تھا اور امتحان میں پاس ہو گئے
تھے اور وہ ابھی گھر میں قادیان میں تھے اور نوکری کے امیدوار تھے۔ ایک دن میں اپنے
چوبارہ میں عصر کے وقت قرآن شریف پڑھ رہا تھا جب میں نے قرآن شریف کا دوسرا
صفحہ الٹانا چاہا تو اسی حالت میں میری آنکھ کشفی رنگ پکڑ گئی اور میں نے دیکھا
کہ سہج رام سیاہ کپڑے پہنے ہوئے اور عاجزی کرنے والوں کی طرح دانت نکالے
ہوئے میرے سامنے آکھڑا ہوا۔ جیسا کہ کوئی کہتا ہے کہ میرے پر رحم کرا دو میں نے
اس کو کہا کہ اب رحم کا وقت نہیں اور ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ
اسی وقت یہ شخص فوت ہو گیا ہے اور کچھ خبر نہ تھی بعد اس کے میں نیچے اترا اور میرے
بھائی کے پاس چھ سات آدمی بیٹھے ہوئے تھے اور انکی نوکری کے بارہ میں باتیں کر رہے
تھے میں نے کہا کہ اگر پنڈت سہج رام فوت ہو جائے تو وہ عہدہ بھی عمدہ ہے ان سب نے
میری بات سن کر قہقہہ مار کر ہنسی کی کہ کیا چنگے بھلے کو مارتے ہو دوسرے دن یا تیسرے
دن خبر آگئی کہ اسی گھڑی سہج رام ناگہانی موت سے اس دنیا سے گذر گیا۔

۱۲۸۔ نشان۔ ۱۱۔ فروری ۱۹۰۶ء کو بنگالہ کی نسبت ایک پیشگوئی کی گئی تھی جس کے
یہ الفاظ تھے "پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا اب انکی دلجوئی ہوگی" اسکی
تفصیل یہ ہے کہ جیسا کہ سب کو معلوم ہے گورنمنٹ نے تقسیم بنگالہ کی نسبت حکم نافذ کیا تھا اور
یہ حکم بنگالیوں کی دلشکنی کا باعث اس قدر ہوا تھا کہ گویا انکے گھروں میں ماتم پڑ گیا تھا اور

انہوں نے تقسیم بنگالہ کے رُک جانے کی نسبت بہت کوشش کی مگر ناکام رہے بلکہ برخلاف
اس کے یہ نتیجہ ہوا کہ اُنکا شور و غوغا گورنمنٹ کے افسروں نے پسند نہ کیا اور انکی نسبت ان
افسروں کی طرف سے جو کچھ کارروائیاں ہوتیں ہیں اس جگہ اس کی تفصیل کی بھی ضرورت
نہیں۔ خاص کر فلر لفٹننٹ گورنر کو انہوں نے اپنے لئے ملک الموت سمجھا اور ایسا اتفاق ہوا
کہ ان ایام میں کہ بنگالی لوگ اپنے افسروں کے ہاتھ سے دُکھ اُٹھا رہے تھے اور سرفلر
کے انتظام سے جان بلب تھے مجھے مذکورہ بالا الہام ہوا یعنی یہ کہ پہلے بنگالہ کی نسبت
جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا اب ان کی دلجوئی ہوگی۔ چنانچہ مَیں نے اس پیشگوئی کو انہیں دنوں
میں شائع کردیا سو یہ پیشگوئی اس طرح پر پوری ہوئی کہ بنگالہ کا لفٹننٹ گورنر فلر صاحب جس کے
ہاتھ سے بنگالی لوگ تنگ آگئے تھے اور اس قدر شاکی تھے کہ اُن کی آہیں آسمان تک
پہنچ گئی تھیں یک دفعہ مستعفی ہوگیا وہ کاغذات شائع نہیں کئے گئے جن کی وجہ سے استعفا
دیا گیا مگر فلر صاحب کے استعفا پر جس قدر خوشی کا اظہار بنگالیوں نے کیا ہے جیسا کہ بنگالی
اخباروں سے ظاہر ہے وہ سب سے بڑھکر گواہ اس بات پر ہے کہ بنگالیوں نے فلر کی
علیحدگی میں اپنی دلجوئی محسوس کی ہے اور فلر کے استعفا دینے سے اُن کے خوشی کے
جلسے اور عام طور پر خوشی کے نعرے اس بات کی شہادت دے رہے ہیں کہ درحقیقت فلر
کی علیحدگی سے ان کی دلجوئی ہوئی ہے بلکہ پورے طور پر دلجوئی ہوگئی ہے اور یہ کہ انہوں نے
فلر کی علیحدگی کو اپنے لئے گورنمنٹ کا بڑا احسان سمجھا ہے پس فلر کے استعفا میں جس غرض کو
کہ گورنمنٹ نے اپنی کسی مصلحت سے پوشیدہ رکھا ہے وہ غرض بنگالیوں کی بے حد خوشیوں
سے ظاہر ہو رہی ہے اور اس سے بڑھ کر پیشگوئی کے پورا ہونیکا اور کیا ثبوت ہوگا کہ بنگالیوں
نے اپنی دلجوئی اُس کارروائی میں خود مان لی ہے اور گورنمنٹ کا بے انتہا شکر کیا ہے۔ اور یہ
میری پیشگوئی صرف ہمارے رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں ہی شائع نہیں ہوئی تھی بلکہ پنجاب
کے بہت سے اخباروں نے اس کو شائع کیا تھا۔ یہاں تک کہ خود بنگالہ کے بعض نامی

اخباروں نے اس پیشگوئی کو شائع کر دیا تھا۔

اور ایک اور دلیل اس بات پر کہ یہ پیش گوئی پوری ہوگئی ہے یہ ہے کہ **امرت بازار پتر کا** کلکتہ کا انگریزی اخبار جو بنگالیوں کا سب سے زیادہ مشہور اخبار ہے لکھتا ہے جس کے فقرہ ذیل کو اخبار **سول اینڈ ملٹری گزٹ** لاہور نے ۲۲۔ اگست ۱۹۰۶ء کی اشاعت میں درج کیا ہے اور وہ یہ ہے "یہ اغلب ہے کہ اس کا یعنی فلر کا جانشین (نیا لفٹنٹ گورنر) خاص دلجوئی کی پالیسی اختیار کریگا۔ اس میں شک نہیں کہ یہ عین ہمارے مقصد کے مطابق ہے۔

اخبار مذکور کے اس فقرہ سے بھی ظاہر ہے کہ اس نے اس بارہ میں اپنا اطمینان ظاہر کیا ہے کہ ضرور ہی لفٹنٹ گورنر کا یہ فرض ہوگا کہ بنگالیوں کی دلجوئی کرتا رہے۔ پس اخبار مذکور بھی پیشگوئی کے پورا ہونے کی ایک شہادت ہے۔

پھر آخر میں ہم اس پیشگوئی کے پُورا ہونے پر ایک اور زبردست دلیل لکھتے ہیں اور وہ یہ کہ ایک انگریز افسر جو پچاس سال گورنمنٹ کے ایک ممتاز عہدہ پر رہا ہے اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور مؤرخہ ۲۴۔ اگست ۱۹۰۶ء میں ایک لمبی چھٹی کے اثناء میں جس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ سر فلر کا استعفاء عین بنگالی بابوؤں کے منشاء کے مطابق ہو لکھتا ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ اس کی یعنی فلر کے جانشین کو یہ حکم (حکام بالا سے) ملا ہے اور اس نے اُس کو قبول کیا ہے کہ شرّ انگیز بابوؤں کے ساتھ دلجوئی کا طریق اختیار کرے۔

اب دیکھو کہ کس صفائی سے یہ پیشگوئی پوری ہوگئی خدا تازہ بتازہ اپنے نشان دکھلاتا جاتا ہے آہ کیسے غافل دل ہیں کہ پھر قبول نہیں کرتے ہم ان متواتر نشانوں سے ایسے یقین سے بھر گئے ہیں جیسا کہ سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے مگر افسوس کہ ہمارے مخالفوں کو اس آبِ زلال سے ایک قطرہ بھی نصیب نہیں ہوا۔ اس بدقسمتی کا اندازہ نہیں ہوسکتا کوئی قوم نہیں جس میں میرے نشان ظاہر نہیں ہوئے۔ اور کوئی فرقہ

نہیں جو میرے نشانوں کا گواہ نہیں۔ اگر ان نشانوں کے گواہ دس کروڑ بھی کہیں تو
کچھ مبالغہ نہیں ہوگا مگر مخالفوں کے حال پر رونا آتا ہے کہ انہوں نے کچھ فائدہ نہ اٹھایا
اگر یہ نشان جو ان کو دکھلائے گئے حضرت عیسٰی بن مریم کے وقت میں یہودیوں کو دکھلائے
جاتے تو وہ ضربت علیہم الذّلّۃ کے مصداق نہ ہوتے۔ اور اگر لوط کی قوم ان نشانوں
کا مشاہدہ کرتی تو وہ ایک بھاری زلزلہ سے زمین کے نیچے نہ دبائی جاتی۔ مگر افسوس
ان دلوں پر کہ وہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ثابت ہوئے اور ہر ایک تاریکی سے زیادہ
ان کے دل کی تاریکی بڑھ گئی اصل بات یہ ہے کہ جیسا کہ زمانہ نے ہر ایک دنیوی سامان میں
ترقی کی ایسا ہی کفر اور بے ایمانی میں بھی ترقی کی پس یہ ترقی یافتہ کفر چاہتا ہے کہ کوئی
معمولی عذاب ان پر نازل نہ ہو بلکہ وہ عذاب نازل ہو جو ابتدائے دنیا سے آج تک
کبھی نازل نہیں ہوا۔ بہرحال ہم خدا کا ہزار ہزار شکر کرتے ہیں کہ جس روشنی کو مخالفوں نے
قبول نہیں کیا اور اندھے رہے وہی روشنی ہماری بصارت اور معرفت کی زیادت کا موجب ہو گئی

شَرِبْنَا مِنْ عُیُوْنِ اللّٰہِ مَاءً ❊ بِوَحْیٍ مُّشْرِقٍ حَتّٰی رَوِیْنَا
ہم نے خدا کے چشموں سے ایک پانی پیا — جو روشن وحی کا پانی ہے یہاں تک کہ ہم سیراب ہو گئے
رَاَیْنَا مِنْ جَلَالِ اللّٰہِ شَمْسًا ❊ فَاٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا یَقِیْنًا
ہم نے خدا کی بزرگی کا ایک آفتاب دیکھا — پس ہم ایمان لائے اور یقین کے ساتھ تصدیق کی
تَجَلَّتْ مِنْہُ اٰیٌ فِیْ قَطِیْعِیْ ❊ وَاُخْرٰی فِیْ عَشَائِرِ کَافِرِیْنَا
اسکی ایک قسم کے نشان تو میری جماعت میں ظاہر ہوئے اور دوسری قسم کے نشان کافروں کے گروہ میں ظہور پذیر ہوئے

۱۲۵- نشان۔ مولوی رسل بابا امرتسری جس نے میرے مقابل پر محض بیہودہ اور لغو طور
پر رسالہ حیات المسیح لکھا تھا اس کا یہ مقولہ تھا کہ اگر یہ طاعون مسیح موعود کی صداقت
کا نشان ہے تو کیوں مجھ کو طاعون نہیں ہوتی آخر وہ طاعون سے پکڑا گیا اور اس کے
عین طاعون کے دنوں میں جمعہ کے روز مجھ کو الہام ہوا کہ یموت قبل یومی ھٰذا

یعنی آیندہ جمعہ سے پہلے مرجائے گا چنانچہ وہ آیندہ جمعہ سے پہلے ۸۔ دسمبر ۱۹۰۲ء کو ۱/۲ ۵ بجے صبح کے اس جہان فانی سے رخصت ہوا اور یہ میرا الہام اس کی موت سے پہلے شائع کیا گیا تھا اور الحکم میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ پھر ساتھ ہی مجھے یہ الہام ہوا۔ سلام علیک یا ابراھیم سلام علی امرک صرت فائزا۔ یعنی اے ابراہیم تیرے پر سلام تو فتحیاب ہو گیا۔

۱۳۰۔ نشان۔ میں نے اپنے رسالہ انجام آتھم میں بہت سے مخالف مولویوں کا نام لیکر مباہلہ کی طرف اُن کو بلایا تھا اور صفحہ ۶۶ رسالہ مذکور میں یہ لکھا تھا کہ اگر کوئی انہیں سے مباہلہ کرے تو میں یہ دعا کروں گا کہ ان میں سے کوئی اندھا ہو جائے اور کوئی مفلوج اور کوئی دیوانہ اور کسی کی موت سانپ کے کاٹنے سے ہو اور کوئی بےوقت موت سے مرجائے اور کوئی بے عزت ہو اور کسی کو مال کا نقصان پہنچے۔ پھر اگرچہ تمام مخالف مولوی مرد میدان بن کر مباہلہ کے لئے حاضر نہ ہوئے مگر پس پشت گالیاں دیتے رہے اور تکذیب کرتے رہے۔ چنانچہ ان میں سے رشید احمد گنگوہی نے صرف لعنۃ اللہ علی الکاذبین نہیں کہا بلکہ اپنے ایک اشتہار میں مجھے شیطان کے نام سے پکارا ہے آخر نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ تمام بالمقابل مولویوں میں سے جو باون تھے آج تک صرف بیس زندہ ہیں اور وہ بھی کسی نہ کسی بلا میں گرفتار باقی سب فوت ہو گئے مولوی رشید احمد اندھا ہوا اور پھر سانپ کے کاٹنے سے مر گیا جیسا کہ مباہلہ کی دعا میں تھا۔ مولوی شاہ دین دیوانہ ہو کر مر گیا۔ مولوی غلام دستگیر خود اپنے مباہلہ سے مر گیا اور جو زندہ ہیں اُن میں سے کوئی بھی آفات مذکورہ بالا سے خالی نہیں حالانکہ ابھی اُنہوں نے مسنون طور پر مباہلہ نہیں کیا تھا۔

۱۳۱۔ نشان۔ ناظرین میرے اس رسالہ میں پڑھیں گے کہ ایک فریق نے بسمبرداس برادر شرمپت کھتری کے بارہ میں ایک پیشگوئی کی تھی کہ وہ اس مقدمہ فوجداری سے جو اُس پر بنا تھا بری تو نہیں ہوگا مگر نصف قید رہ جائیگی بعد اس کے ایسا اتفاق ہوا کہ جب بسمبرداس

نصف قید بھگت کر رہا ہوگیا جیسا کہ پہلے سے پیشگوئی میں بتلایا گیا تھا تو اس کے وارثوں نے خلاف واقعہ طور پر یہ مشہور کر دیا کہ بسمبرداس بری ہوگیا رات کا وقت تھا اور میں اپنی بڑی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے گیا تھا جب ایک شخص علی محمد نام مُلّا ساکن قادیان نے مسجد میں آکر یہ بیان کیا کہ بسمبرداس بری ہوگیا ہے اور بازار میں اُس کو مبارکبادیاں مل رہی ہیں تو مجھے یہ خبر سُنتے ہی بہت صدمہ پہنچا اور دل میں بیقراری پیدا ہوئی کہ متعصب ہندو اس بات پر حملہ کریں گے کہ تم نے تو یہ خبر دی تھی کہ بسمبرداس بری نہیں ہوگا اب دیکھو وہ تو بری ہوگیا۔ مجھے اس غم سے ایک ایک رکعت نماز کی ایک ایک سال کے برابر ہوگئی اور جب میں نماز میں کسی رکعت کے بعد سجدہ میں گیا تو اس وقت میرا اضطراب نہایت تک پہنچ گیا تھا تب سجدہ کی حالت میں ہی بلند آواز سے خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ لا تخف۔ انک انت الاعلٰی۔ یعنی کچھ خوف مت کر تو ہی غالب ہے۔ پھر میں منتظر رہا کہ یہ پیشگوئی کس طرح پوری ہوگی۔ مگر کوئی نشان ظاہر نہ ہوا۔ میں بار بار اسی شرمپت سے پوچھتا تھا کہ کیا یہ سچ ہے کہ بسمبرداس بری ہوگیا تو وہ یہی جواب دیتا تھا کہ وہ درحقیقت بری ہوگیا ہے مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی اور اس گاؤں میں جس سے میں دریافت کرتا وہ یہی کہتا تھا کہ ہم نے یہی سنا ہے کہ وہ بری ہوگیا ہے اسی طرح قریباً چھ ماہ گذر گئے یا کچھ کم و بیش اور شریر لوگ ٹھٹھا اور ہنسی کرتے تھے جیسا کہ ان کی قدیم سے عادت ہے۔ مگر شرمپت نے کوئی ٹھٹھا اور ہنسی نہیں کی جس سے مجھے یقین ہوا کہ اب تو اُس نے شرافت کا برتاؤ مجھ سے کیا ہے مگر پھر بھی میں اُس کے روبرو نادم ہوتا تھا کہ اس قدر تاکید سے میں نے اُس کو اس کے بھائی کے بری نہ ہونے کی خبر دی تھی اور اب یہ صورت پیش آئی لیکن تاہم اپنے خدا پر میرا پختہ ایمان تھا اور مجھے یقین تھا کہ خدا کوئی نظارۂ قدرت دکھلائے گا اور ممکن ہے کہ بری ہونے کے بعد پھر ماخوذ ہو جائے مگر یہ مجھے خبر نہ تھی کہ خود یہ خبر بریت ہی ایک بناوٹ ہے۔ بعد اس کے ایسا اتفاق ہوا کہ صبح کے وقت آٹھ بجے

گے قریب بٹالہ کا ایک تحصیلدار حافظ ہدایت علی نام جس کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے بطور دورہ قادیان میں آیا کیونکہ قادیان تحصیل بٹالہ کے متعلق ہے اور وہ ہمارے مکان پر آگیا اور ابھی گھوڑے پر سے نہیں اُترا تھا کہ چند ہندو جیسا کہ ان کی رسم ہے اس کو سلام کرنے کے لئے آگئے اور اُن میں بسمبرداس بھی تھا تب تحصیلدار نے بسمبرداس کو دیکھ کر کہا کہ بسمبرداس ہم اس سے خوش ہوئے کہ تم نے قید سے رہائی پائی۔ مگر افسوس کہ تم بری نہ ہوئے میں نے تو اس بات کو سنتے ہی سجدہ شکر کیا اور فی الفور شرمپت کو بُلایا کہ تو کس لئے اتنی مدت تک میرے پاس جھوٹ بولتا رہا کہ بسمبرداس بری ہو گیا اور مجھے ناحق دُکھ دیا۔ اُس نے جواب دیا کہ ایک معذوری کی وجہ سے یہ جھوٹ بولنا پڑا اور وہ یہ ہے کہ ہماری قوم میں رشتوں اور ناطوں کے وقت ادنےٰ ادنےٰ باتوں میں نکتہ چینیاں ہوتی ہیں اور کسی بدچلنی کے ثابت ہونے سے لڑکیاں ملنی مشکل ہو جاتی ہیں۔ سو اسی معذوری سے میں خلاف واقعہ کہتا رہا اور خلاف واقعہ شہرت دی۔

۱۳۲۔ نشان۔ میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلہ کے وقت ہم مع اپنے تمام اہل وعیال کے باغ میں چلے گئے تھے اور ایک میدان ہماری زمین کا جس میں پانچ ہزار آدمی کی گنجائش ہو سکتی تھی ہم نے سونے کیلئے پسند کیا اور اس میں دو خیمے لگائے اور ارد گرد قناتوں سے پردہ کرا دیا مگر پھر بھی چوروں کا خطرہ تھا کیونکہ جنگل تھا اس کے قریب ہی بعض دیہات میں نامی چور رہتے ہیں جو کئی مرتبہ سزا پا چکے ہیں۔ ایک مرتبہ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں پہرہ کیلئے پھرتا ہوں۔ جب میں چند قدم گیا تو ایک شخص مجھے ملا اور اُس نے کہا کہ آگے فرشتوں کا پہرہ ہے یعنی تمہارے پہرہ کی کچھ ضرورت نہیں تمہاری فرودگاہ کے اردگرد فرشتے پہرہ دے رہے ہیں پھر بعد اسکے الہام ہوا **امن است در مقام محبت سرائے ما**۔ پھر چند روز کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ ارد گرد کے دیہات میں سے ایک گاؤں کا باشندہ جو نامی چور تھا چوری کے ارادہ

سے ہمارے باغ میں آیا اور اس کا نام بشن سنگھ تھا۔ رات کا پچھلا حصہ تھا جب وہ اس ارادہ سے باغ میں داخل ہوا مگر موقعہ نہ ملنے سے ایک پیاز کے کھیت میں بیٹھ گیا۔ اور بہت سی پیاز اس نے توڑی اور ایک ڈھیر لگا دیا اور پھر کسی نے دیکھ لیا تب وہاں سے دوڑا اور وہ اس قدر قوی ہیکل تھا کہ اس کو دس آدمی بھی پکڑ نہ سکتے ۔ اگر خدا کی پیشگوئی نے پہلے سے اُسے پکڑا ہوا نہ ہوتا۔ دوڑنے کے وقت ایک گڑھے میں پیر اس کا جا پڑا پھر بھی وہ سنبھل کر اٹھا مگر آگے پیچھے سے لوگ پہنچ گئے اور اس طرح پر سردار بشن سنگھ باوجود اپنی سخت کوشش کے پکڑے گئے اور عدالت میں جاتے ہی سزایاب ہو گئے بعد اس کے ہمارے سکونتی مکان میں سے جو باغ میں ہے جس میں ہم ان دنوں رہتے تھے ایک بڑا سانپ نکلا جو ایک زہریلا سانپ تھا اور بڑا لمبا تھا وہ بھی اس چور کی طرح اپنی سزا کو پہنچا اور اس طرح پر فرشتوں کی حفاظت کا ثبوت ہمیں دست بدست مل گیا۔*

۱۳۳- نشان - میں انگریزی سے بالکل بے بہرہ ہوں تاہم خدا تعالیٰ نے بعض پیشگوئیوں کو بطور موہبت انگریزی میں میرے پر ظاہر فرمایا ہے۔ جیسا کہ براہین کے صفحہ ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۲ و ۴۸۴ و صفحہ ۵۲۲ میں یہ پیشگوئی ہے جس پر ۲۵ برس گذر گئے اور وہ یہ ہے:-

I love you. I am with you.
Yes, I am happy. Life of pain. I shall help you. I can, what I will do.
We can, what We will do. God is coming by His army. He is with you to kill enemy. The days shall come when God shall help you. Glory be to the Lord.
God maker of earth and heaven.

* اس پیشگوئی کے گواہ مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی محمد علی صاحب ایم اے اور تمام جماعت کے لوگ ہیں کہ جو باغ میں مقیم تھے۔ منہ

آئی لو یُو- آئی ایم وِد یُو- یس آئی ایم ہیپی - لائف آف پین -
آئی شیل ہیلپ یو- آئی کین واٹ آئی وِل ڈو- وی کین واٹ
وی وِل ڈو- گاڈ از کمنگ بائی ہز آرمی - ہی اِز وِد یُو ٹو کِل اینیمی دی
ڈیز شَل کم وِین گاڈ شیل ہیلپ یو - گلوری بی ٹو دِی لارڈ-
گاڈ میکر آف ارتھ اینڈ ہیون ٭

(ترجمہ) میں تم سے محبت کرتا ہوں - مَیں تمہارے ساتھ ہوں - ہاں مَیں خوش ہوں-
زندگی دُکھ کی (یعنی موجودہ زندگی تمہاری تکالیف کی زندگی ہے) میں تمہاری مدد
کروں گا - مَیں کرسکتا ہوں جو چاہوں گا - ہم کرسکتے ہیں جو چاہیں گے - خدا تمہاری
طرف ایک لشکر کے ساتھ چلا آتا ہے - وہ دشمن کو ہلاک کرنے کے لئے تمہارے ساتھ ہے-
وہ دن آتے ہیں کہ خدا تمہاری مدد کرے گا خدائے ذوالجلال آفرینندۂ زمین و آسمان-
یہ وہ پیشگوئی ہے کہ انگریزی میں خدائے واحد لاشریک نے کی حالانکہ میں انگریزی
خوان نہیں ہوں اور بکلی اس زبان سے ناواقف ہوں مگر خدا نے چاہا کہ اپنے آیندہ وعدوں
کو اس ملک کے تمام شہرت یافتہ زبانوں میں شائع کرے سو اس پیشگوئی میں خدا تعالیٰ ظاہر
فرماتا ہے کہ جو تمہاری موجودہ حالت دکھ اور تکلیف کی ہے میں اس کو دور کروں گا اور مَیں
تمہاری مدد کروں گا اور ایک فوج کے ساتھ تمہارے پاس آؤں گا اور دشمن کو ہلاک کرونگا
اس پیشگوئی میں سے بہت کچھ حصّہ پورا ہو چکا ہے اور خدا تعالےٰ نے ہر ایک نعمت کا دروازہ
میرے پر کھول دیا ہے - اور ہزارہا انسان دل وجان سے میری بیعت میں داخل

٭ حاشیہ: چونکہ یہ غیر زبان میں الہام ہے اور الہام الٰہی میں ایک سرعت ہوتی ہے اسلئے ممکن ہو کہ بعض الفاظ کے
ادا کرنے میں کچھ فرق ہو اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض جگہ خدا تعالیٰ انسانی محاورات کا پابند نہیں ہوتا یا
کسی اور زمانہ کے متروکہ قاعدہ کو اختیار کرتا ہے اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ وہ بعض جگہ انسانی گرامر یعنی
صرف ونحو کے ماتحت نہیں چلتا - اس کی نظیریں قرآن شریف میں بہت پائی جاتی ہیں - مثلاً یہ آیت
ان ھٰذان لساحران انسانی نحو کی رو سے ان ھٰذین چاہیئے - منہ

ہوگئے ہیں۔ اس پیشگوئی کے وقت میں کون جانتا تھا کہ کس وقت اس قدر نصرت آئے گی۔ سو یہ عجیب پیشگوئی ہے جس کے الفاظ بھی ایک نشان ہیں یعنی انگریزی عبارت اور معانی بھی نشان ہیں کیونکہ ان میں آیندہ کی خبر ہے۔

۱۳۴۔نشان۔ براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۲۳ میں اس نشان کا مفصل ذکر ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ایک دفعہ مجھے الہام ہوا کہ بست ویک روپیہ آنیوالے ہیں چنانچہ یہ الہام بھی انہیں آریوں کو بتلایا گیا جن کا کئی دفعہ ذکر ہو چکا ہے اور الہام میں یہ تفہیم ہوئی تھی کہ وہ روپیہ آج ہی آئے گا۔ چنانچہ اس روز وزیر سنگھ نامی ایک بیمار نے آکر مجھے ایک روپیہ دیا اور پھر مجھے خیال آیا کہ باقی بیس روپیہ شاید ڈاک کی معرفت آئیں گے چنانچہ ڈاک خانہ میں اپنا ایک معتبر بھیجا گیا وہ جواب لایا کہ ڈاک منشی کہتا ہے کہ میرے پاس آج صرف پانچ روپیہ ڈیرہ غازی خاں سے آئے ہیں جن کے ساتھ ایک کارڈ بھی ہے اس خبر کے سننے سے بہت حیرانی ہوئی کیونکہ میں آریوں کو اس پیشگوئی سے اطلاع دے چکا تھا کہ آج اکیس رپے آئیں گے اور ان کو معلوم تھا کہ ایک روپیہ آچکا ہے اور مجھے ڈاک منشی کی اس خبر سے اس قدر اضطراب ہوا جس کا بیان نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کی اس خبر سے کہ صرف پانچ روپیہ ڈیرہ غازی خاں سے آئے ہیں زیادہ روپیہ سے قطعًا نومیدی ہوگئی اور مجھے علامات سے معلوم ہوا کہ آریہ لوگ جن کو یہ اطلاع دی گئی تھی دل میں بہت خوش ہوئے ہیں کہ آج ہمیں تکذیب کا موقع مل گیا اور میں نہایت اضطراب میں تھا کہ یک دفعہ مجھے یہ الہام ہوا۔ بست ویک آئے ہیں اس میں شک نہیں۔ میں نے آریوں کو یہ الہام سنایا وہ اور بھی زیادہ ہنسی کا موجب ہوا کیونکہ ایک ملازم سرکاری نے جو سب پوسٹماسٹر تھا علانیہ طور پر کہہ دیا تھا کہ صرف پانچ روپیہ آئے ہیں بعد اس کے اتفاقًا ایک آریہ اُن آریوں میں سے ڈاک خانہ میں گیا اور اس کو ڈاک منشی نے اس کے استفسار سے یا خود بخود کہا کہ دراصل بیس رپے آئے ہیں اور پہلے یوں ہی میرے منہ سے

نکل گیا تھا کہ پانچ روپے آئے ہیں اور ساتھ اس کے منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ کا ایک کارڈ بھی تھا اور یہ روپیہ ۶۔ستمبر ۱۸۸۳ء کو پہنچا تھا جس دن یہ الہام ہؤا پس اس مبارک دن کی یادداشت کے لئے اور نیز آریوں کو گواہ بنانے کے لئے ایک روپیہ کی شیرینی تقسیم کی گئی جس کو ایک آریہ لایا اور آریوں کو اور نیز دوسروں کو دی گئی تا اگر یوں نہیں تو شیرینی کھا کر ہی اس نشان کو یاد رکھیں۔

۱۳۵۔نشان۔ ایک دفعہ بباعث مرض ذیابیطس جو قریباً بیس سال سے مجھے دامنگیر ہے آنکھوں کی بصارت کی نسبت بہت اندیشہ ہؤا کیونکہ ایسے امراض میں نزول الماء کا سخت خطرہ ہوتا ہے تب خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے اپنی اس وحی سے تسلّی اور اطمینان اور سکینت بخشی اور وہ وحی یہ ہے نزلت الرحمۃ علٰی ثلٰث العین وعلی الاخریین۔ یعنی تین اعضاء پر رحمت نازل کی گئی ایک آنکھیں اور دو اور عضو اور ان کی تصریح نہیں کی۔ اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ پندرہ بیس برس کی عمر میں میری بینائی تھی ایسی ہی اس عمر میں بھی کہ قریباً ستر برس تک پہنچ گئی ہے وہی بینائی ہے۔ سو یہ وہی رحمت ہے جس کا وعدہ خدا تعالیٰ کی وحی میں دیا گیا تھا۔

۱۳۶۔نشان۔ مجھے دماغی کمزوری اور دوران سر کی وجہ سے بہت سی ناطاقتی ہوگئی تھی۔ یہاں تک کہ مجھے یہ اندیشہ ہؤا کہ اب میری حالت بالکل تالیف تصنیف کے لائق نہیں رہی اور ایسی کمزوری تھی کہ گویا بدن میں روح نہیں تھی۔ اس حالت میں مجھے الہام ہؤا تردّ الیک انوار الشباب۔ یعنی جوانی کے نور تیری طرف واپس کئے گئے۔ بعد اسکے چند روز میں ہی مجھے محسوس ہؤا کہ میری گم شدہ قوتیں پھر واپس آتی جاتی ہیں۔ اور تھوڑے دنوں کے بعد مجھ میں اس قدر طاقت ہوگئی کہ میں ہر روز دو دو جزو تالیف کتاب کو اپنے ہاتھ سے لکھ سکتا ہوں اور نہ صرف لکھنا بلکہ سوچنا اور فکر کرنا جو نئی تالیف

کے لئے ضروری ہے پورے طور پر میسر آ گیا ہاں دو مرض میرے لائق حال ہیں ایک بدن کے اُوپر کے حصّہ میں ۔ اور دوسری بدن کے نیچے کے حصہ میں ۔ اُوپر کے حصہ میں دوران سر ہے اور نیچے کے حصّہ میں کثرت پیشاب ہے اور یہ دونوں مرضیں اُسی زمانہ سے ہیں جس زمانہ سے مَیں نے اپنا دعوےٰ مامور من اللہ ہونے کا شائع کیا ہے مَیں نے اُن کے لئے دعائیں بھی کیں مگر منع میں جواب پایا اور میرے دل میں القا کیا گیا کہ ابتدا سے مسیح موعود کے لئے یہ نشان مقرر ہے کہ وہ دو زرد چادروں کے ساتھ دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اُترے گا۔ سو یہ وہی دو زرد چادریں ہیں جو میری جسمانی حالت کے ساتھ شامل کی گئیں انبیاء علیہم السلام کے اتفاق سے زرد چادر کی تعبیر بیماری ہے اور دو زرد چادریں دو بیماریاں ہیں جو دو حصّہ بدن پر مشتمل ہیں اور میرے پر بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی کھولا گیا ہے کہ دو زرد چادروں سے مراد دو بیماریاں ہیں اور ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ کا فرمودہ پورا ہوتا۔

یاد رہے کہ مسیح موعود کی خاص علامتوں میں سے یہ لکھا ہے کہ (۱) وہ دو زرد چادروں کے ساتھ اُترے گا (۲) اور نیز یہ کہ دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اُتریگا (۳) اور نیز یہ کہ کافر اس کے دم سے مریں گے (۴) اور نیز یہ کہ وہ ایسی حالت میں دکھائی دیگا کہ گویا غسل کرکے حمام میں سے نکلا ہے اور پانی کے قطرے اس کے سر پر سے موتیوں کے دانوں کی طرح ٹپکتے نظر آئیں (۵) اور نیز یہ کہ وہ دجّال کے مقابل پر خانہ کعبہ کا طواف کرے گا (۶) اور نیز یہ کہ وہ صلیب کو توڑیگا (۷) اور نیز یہ کہ وہ خنزیر کو قتل کرے گا (۸) اور نیز یہ کہ وہ بیوی کریگا اور اس کی اولاد ہوگی (۹) اور نیز یہ کہ وہی ہے جو دجّال کا قاتل ہوگا (۱۰) اور نیز یہ کہ مسیح موعود قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ فوت ہوگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں داخل کیا جائیگا۔ وتلک عشرۃ کاملۃ۔

پس دو زرد چادروں کی نسبت ہم بیان کر چکے ہیں کہ وہ دو بیماریاں ہیں جو بطور

علامت کے مسیح موعود کے جسم کو ان کا روز ازل سے لاحق ہونا مقدر کیا گیا تھا تا اس کی غیر معمولی صحت بھی ایک نشان ہو۔

اور دو فرشتوں سے مراد اس کے لئے دو قسم کے غیبی سہارے ہیں جن پر انکی اتمام حجت موقوف ہے (۱) ایک شیئی علم متعلق عقل اور نقل کے ساتھ اتمام حجت جو بغیر کسب اور اکتساب کے اس کو عطا کیا جائیگا (۲) دوسری اتمام حجت نشانوں کے ساتھ بغیر انسانی دخل کے خدا کی طرف سے نازل ہونگے اور دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر اُس کا اترنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس کی ترقی کے لئے غیب سے سامان میسر ہوں گے اور انکے سہارے سے کام چلیگا۔ اور میں اس سے پہلے ایک خواب بیان کر چکا ہوں کہ میں نے دیکھا کہ ایک تلوار میرے ہاتھ میں دی گئی ہے جس کا قبضہ تو میرے ہاتھ میں ہے اور نوک اُسکی آسمان میں ہے اور میں دونوں طرف سے اُس کو چلاتا ہوں اور ہر ایک طرف چلانے سے صدہا انسان قتل ہوتے جاتے ہیں جسکی تعبیر خواب ہی میں ایک بندہ صالح نے یہ بیان کی کہ یہ اتمام حجت کی تلوار ہے اور دہنی طرف سے مراد وہ اتمام حجت ہے جو بذریعہ نشانوں کے ہوگا اور بائیں طرف سے وہ اتمام حجت مراد ہے جو بذریعہ عقل اور نقل کے ہوگا اور یہ دونوں طور کا اتمام حجت بغیر انسانی کسب اور کوشش کے ظہور میں آئیگا۔

اور کافروں کو اپنے دم سے مارنا اس سے یہ مطلب ہے کہ مسیح موعود کے نفس سے یعنی اس کی توجہ سے کافر ہلاک ہونگے اور مسیح موعود کا ایسا دکھائی دینا کہ گویا وہ حمام سے غسل کر کے نکلا ہے اور موتیوں کے دانوں کی طرح آب غسل کے قطرے اس کے سر پر سے ٹپکتے ہیں اس کشف کے معنی یہ ہیں کہ مسیح موعود اپنی بار بار کی توبہ اور تضرع سے اپنے اس تعلق کو جو اس کو خدا کے ساتھ ہے تازہ کرتا رہیگا گویا وہ ہر وقت غسل کرتا ہے اور اس پاک غسل کے پاک قطرے موتیوں کی طرح اس کے سر پر سے ٹپکتے ہیں یہ نہیں کہ انسانی سرشت کے برخلاف اس میں کوئی خارق عادت امر ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں کیا

لوگوں نے اس سے پہلے خارق عادت امر کا عیسیٰ بن مریم میں نتیجہ نہیں دیکھ لیا جس نے کروڑہا انسانوں کو جہنم کی آگ کا ایندھن بنا دیا تو کیا اب بھی یہ شوق باقی ہے کہ انسانی عادت کے برخلاف عیسیٰ آسمان سے اُترے فرشتے بھی ساتھ ہوں اور اپنے مُنہ کی پھونک سے لوگوں کو ہلاک کرے اور موتیوں کی طرح قطرے اس کے بدن سے ٹپکتے ہوں۔ غرض مسیح موعود کے بدن سے موتیوں کی طرح قطرے ٹپکنے کے معنی جو مَیں نے لکھے ہیں وہ صحیح ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں میں سونے کے کڑے دیکھے تھے تو کیا اس سے کڑے ہی مراد تھے۔ ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گائیاں ذبح ہوتے دیکھیں تو کیا اس سے گائیاں ہی مراد تھیں۔ ہرگز نہیں بلکہ ان کے اور معانی تھے۔ پس اسی طرح مسیح موعود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس رنگ میں دیکھنا کہ گویا وہ غسل کرکے آتا ہے اور غسل کے قطرے موتیوں کی طرح اس کے سر پر سے ٹپکتے ہیں۔ اسکے یہی معنی ہیں کہ وہ بہت توبہ کرنیوالا۔ اور رجوع کرنیوالا ہوگا۔ اور ہمیشہ اس کا تعلق خدا تعالیٰ سے تازہ بتازہ رہیگا گویا وہ ہر وقت غسل کرتا ہے اور پاک رجوع کے پاک قطرے موتیوں کے دانوں کی طرح اس کے سر پر سے ٹپکتے ہیں۔ ایک دوسری حدیث میں بھی خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کو غسل سے مشابہت دی ہے جیسا کہ نماز کی خوبیوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کسی کے گھر کے دروازے کے آگے نہر ہو اور وہ پانچ وقت اس نہر میں غسل کرے تو کیا اس کے بدن پر مَیل رہ سکتی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ نہیں تب آپ نے فرمایا کہ اسی طرح جو شخص پانچ وقت نماز پڑھتا ہے (جو جامع توبہ اور استغفار اور دعا اور تضرع اور نیاز اور تحمید اور تسبیح ہے) اس کے نفس پر بھی گناہوں کی میل نہیں رہ سکتی گویا وہ پانچ وقت غسل کرتا ہے۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ مسیح موعود کے غسل کے بھی یہی معنی ہیں ورنہ جسمانی غسل میں کونسی کوئی خاص خوبی ہے اس طرح تو ہندو بھی ہر روز صبح کو غسل کرتے ہیں اور غسل کے قطرے بھی ٹپکتے ہیں افسوس کہ جسمانی خیال کے آدمی ہر ایک روحانی امر کو جسمانی امور کی طرف ہی کھینچ کرلے جاتے ہیں اور یہود کی طرح

اسرار اور حقائق سے ناآشنا ہیں۔

اور یہ امر کہ مسیح موعود دجّال کے مقابل پر خانہ کعبہ کا طواف کرے گا۔ یعنی دجال بھی خانہ کعبہ کا طواف کریگا اور مسیح موعود بھی۔ اس کے معنی خود ظاہر ہیں کہ اس طواف سے ظاہری طواف مراد نہیں ورنہ یہ ماننا پڑے گا کہ دجّال خانہ کعبہ میں داخل ہوجائے گا یا یہ کہ مسلمان ہوجائیگا۔ یہ دونوں باتیں خلاف نصوص حدیثیہ ہیں پس بہرحال یہ حدیث قابل تاویل ہے اور اسکی وہ تاویل جو خدا نے میرے پر ظاہر فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ آخری زمانہ میں ایک گروہ پیدا ہوگا جس کا نام دجال ہے وہ اسلام کا سخت دشمن ہوگا اور وہ اسلام کو نابود کرنے کیلئے جس کا مرکز خانہ کعبہ ہے چور کی طرح اس کے گرد طواف کریگا تا اسلام کی عمارت کو بیخ و بن سے اکھاڑ دے اور اس کے مقابل پر مسیح موعود بھی مرکز اسلام کا طواف کریگا جس کی تمثیلی صورت خانہ کعبہ ہے اور اس طواف سے مسیح موعود کی غرض یہ ہوگی کہ اس چور کو پکڑے جس کا نام دجال ہے اور اسکی دست درازیوں سے مرکز اسلام کو محفوظ رکھے یہ بات ظاہر ہے کہ رات کے وقت چور بھی گھروں کا طواف کرتا ہے اور چوکیدار بھی۔ چور کی غرض طواف سے یہ ہوتی ہے کہ نقب لگاوے اور گھر والوں کو تباہ کرے اور چوکیدار کی غرض طواف سے یہ ہوتی ہے کہ چور کو پکڑے اور اسکو سخت عقوبت کے زندان میں داخل کراوے تا اسکی بدی سے لوگ امن میں آجاویں۔ پس اس حدیث میں اسی مقابلہ کی طرف اشارہ ہے کہ آخری زمانہ میں وہ چور جسکو دجال کے نام سے موسوم کیا گیا ہے ناخنوں تک زور لگائیگا کہ اسلام کی عمارت کو منہدم کر دے* ۔ اور مسیح موعود بھی اسلام کی ہمدردی میں اپنے نعرے

* خدا تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ وہ دجال جس سے ڈرایا گیا ہے وہ آخری زمانہ کے گمراہ پادری ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ کا طریق چھوڑ دیا ہے کیونکہ اس نے سورہ حمد میں یہی دعا سکھلائی ہے کہ ہم خدا سے چاہتے ہیں کہ ایسے یہودی نہ بن جائیں جن پر حضرت عیسیٰ کی نافرمانی اور عداوت سے غضب نازل ہوا تھا۔ اور نہ ایسے عیسائی بن جائیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ کی تعلیم کو چھوڑ کر اسکو خدا بنا دیا تھا اور ایک ایسا جھوٹ اختیار کیا جو تمام جھوٹوں سے بڑھکر ہے اور اسکی تائید میں حد سے زیادہ فریب اور مکر استعمال میں لائے اس لئے آسمان پر ان کا نام دجال رکھا گیا اگر کوئی اور دجال ہوتا تو اس آیت میں اس سے پناہ مانگنی ضروری تھی یعنی سورہ فاتحہ میں بجائے ولا الضالین کے ولا الدجال ہونا چاہئے تھا اور یہی معنی واقعات نے ظاہر کئے ہیں کیونکہ جس آخری فتنہ سے ڈرایا گیا تھا زمانہ نے اسی فتنہ کو پیش کیا ہے جو تثلیث پر غلو کرنے کا فتنہ ہے۔ منہ

آسمان تک پہنچانے گا اور تمام فرشتے اس کے ساتھ ہو جائیں گے تا اس آخری جنگ میں اس کی فتح ہو۔ وہ نہ تھکے گا اور نہ درماندہ ہوگا اور نہ سُست ہوگا اور ناخنوں تک زور لگائیگا کہ تا اس چور کو پکڑے اور جب اس کی تضرعات انتہا تک پہنچ جائیں گی تب خدا اسکے دل کو دیکھیگا کہ کہاں تک وہ اسلام کیلئے پگھل گیا تب وہ کام جو زمین نہیں کر سکتی آسمان کریگا اور وہ فتح جو انسانی ہاتھوں سے نہیں ہو سکتی وہ فرشتوں کے ہاتھوں سے میسر آجائے گی۔

اس مسیح کے آخری دنوں میں سخت بلائیں نازل ہوں گی اور سخت زلزلے آئیں گے اور تمام دنیا سے امن جاتا رہے گا یہ بلائیں صرف اس مسیح کی دعا سے نازل ہوں گی تب ان نشانوں کے بعد اُس کی فتح ہوگی۔ وہی فرشتے ہیں جو استعارہ کے لباس میں لکھا گیا ہے کہ مسیح موعود اُن کے کاندھوں پر نزول کرے گا۔ آج کون خیال کر سکتا ہے کہ یہ دجالی فتنہ جس سے مراد آخری زمانہ کے ضلالت پیشہ پادریوں کے منصوبے ہیں انسانی کوششوں سے فرو ہو سکتا ہی ہرگز نہیں بلکہ آسمان کا خدا خود اس فتنہ کو فرو کریگا وہ بجلی کی طرح گریگا اور طوفان کی طرح آئیگا اور ایک سخت آندھی کی طرح دنیا کو ہلا دیگا کیونکہ اس کے غضب کا وقت آگیا مگر وہ بے نیاز ہے۔ قدرت کی پتھر کی آگ انسانی تضرعات کی ضرب کی محتاج ہے آہ کیا مشکل کام ہے۔ آہ کیا مشکل کام ہے۔ ہم نے ایک قربانی دینا ہے جب تک ہم وہ قربانی ادا نہ کریں کسر صلیب نہیں ہوگا ایسی قربانی کو جتنک کسی نبی نے ادا نہیں کیا اس کی فتح نہیں ہوئی اور اسی قربانی کی طرف اس آیت کریمہ میں اشارہ ہے۔ واستفتحوا وخاب کل جبارٍ عنید یعنی نبیوں نے اپنے تئیں مجاہدہ کی آگ میں ڈال کر فتح چاہی پھر کیا تھا ہر ایک ظالم سرکش تباہ ہو گیا اور اسی کی طرف اس شعر میں اشارہ ہے:۔

تا دلِ مردِ خدا نامد بدرد ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد

اور صلیب کے توڑنے سے یہ سمجھنا کہ صلیب کی لکڑی یا سونے چاندی کی صلیبیں توڑ دی جائیں گی یہ سخت غلطی ہے اس قسم کی صلیبیں تو ہمیشہ اسلامی جنگوں میں

ٹوٹتی رہی ہیں بلکہ اس سے مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود صلیبی عقیدہ کو توڑ دیگا اور بعد اس کے دنیا میں صلیبی عقیدہ کا نشوونما نہیں ہوگا ایسا ٹوٹے گا کہ پھر قیامت تک اُسکا پیوند نہیں ہوگا۔ انسانی ہاتھ اس کو نہیں توڑیں گے بلکہ وہ خدا جو تمام قدرتوں کا مالک ہے جس طرح اُس نے اس فتنہ کو پیدا کیا تھا اسی طرح اس کو نابود کرے گا اسکی آنکھ ہر ایک کو دیکھتی ہے اور ہر ایک صادق اور کاذب اُسکی نظر کے سامنے ہے وہ غیر کو یہ عزت نہیں دیگا مگر اسکے ہاتھ کا بنا ہوا مسیح یہ شرف پائیگا جس کو خدا عزت دے کوئی نہیں جو اس کو ذلیل کر سکے۔ وہ مسیح ایک بڑے کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے سو وہ کام اس کے ہاتھ پر فتح ہوگا۔ اس کا اقبال صلیب کے زوال کا موجب ہوگا اور صلیبی عقیدہ کی عمر اس کے ظہور سے پوری ہو جائے گی اور خود بخود لوگوں کے خیالات صلیبی عقیدہ سے بیزار ہوتے چلے جائینگے جیسا کہ آج کل یورپ میں ہو رہا ہے اور جیسا کہ ظاہر ہے کہ ان دنوں میں عیسائیت کا کام صرف تنخواہ دار پادری چلا رہے ہیں اور اہل علم اس عقیدہ کو چھوڑتے جاتے ہیں پس یہ ایک ہوا ہے جو صلیبی عقیدہ کے برخلاف یورپ میں چل پڑی ہے اور ہر روز تند اور تیز ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہی مسیح موعود کے ظہور کے آثار ہیں کیونکہ وہی دو فرشتے جو مسیح موعود کے ساتھ نازل ہونیوالے تھے صلیبی عقیدہ کے برخلاف کام کر رہے ہیں اور دنیا ظلمت سے روشنی کی طرف آتی جاتی ہے اور وہ وقت قریب ہے کہ دجالی طلسم کھلے کھلے طور پر ٹوٹ جائے کیونکہ عمر پوری ہو گئی ہے۔

اور یہ پیشگوئی کہ خنزیر کو قتل کرے گا یہ ایک نجس اور بدزبان دشمن کو مغلوب کرنے کی طرف اشارہ ہے اور اسکی طرف اشارہ ہے کہ ایسا دشمن مسیح موعود کی دعا سے ہلاک کیا جائے گا۔

اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اس کی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کریگا جو اس کا جانشین ہوگا اور دین اسلام کی حمایت کریگا جیسا کہ میری بعض پیشگوئیوں میں یہ خبر آچکی ہے

اور یہ پیشگوئی کہ وہ دجّال کو قتل کرے گا اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کے ظہور سے دجّالی فتنہ روبزوال ہو جائیگا اور خود بخود کم ہوتا جائے گا اور دانشمندوں کے دل توحید کی طرف پلٹا کھاجائیں گے۔ واضح ہو کہ دجّال کے لفظ کی دو تعبیریں کی گئی ہیں ایک یہ کہ دجّال اس گروہ کو کہتے ہیں جو جھوٹ کا حامی ہو اور مکر اور فریب سے کام چلاوے۔ دوسری یہ کہ دجّال شیطان کا نام ہے جو ہر ایک جھوٹ اور فساد کا باپ ہے۔ پس قتل کرنیکے یہ معنی ہیں کہ اس شیطانی فتنہ کا ایسا استیصال ہوگا کہ پھر قیامت تک کبھی اس کا نشوونما نہیں ہوگا گویا اس آخری لڑائی میں شیطان قتل کیا جائیگا۔

اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود بعد وفات کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی قبر میں داخل ہوگا اس کے یہ معنی کرنا کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کھودی جائے گی یہ جسمانی خیال کے لوگوں کی غلطیاں ہیں جو گستاخی اور بے ادبی سے بھری ہوئی ہیں بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ مسیح موعود مقام قرب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسقدر ہوگا کہ موت کے بعد وہ اس رتبہ کو پائیگا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کے قرب کا رتبہ اسکو ملیگا۔ اور اس کی روح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح سے جاملے گی گویا ایک ہی قبر میں ہیں۔ اصل معنی یہی ہیں جس کا جی چاہے دوسرے معنی کرے اس بات کو روحانی لوگ جانتے ہیں۔ کہ موت کے بعد جسمانی قرب کچھ حقیقت نہیں رکھتا بلکہ ہر ایک جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رُوحانی قرب رکھتا ہے اس کی رُوح آپ کی رُوح سے نزدیک کی جاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔

اور یہ پیش گوئی کہ وہ قتل نہیں کیا جائیگا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خاتم الخلفا کا قتل ہونا موجب ہتک اسلام ہے اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قتل سے بچائے گئے۔

۱۳۷۔ نشان۔ یہ عظیم الشان نشان لیکھرام کا مباہلہ ہے واضح ہو کہ میں نے سرمہ چشم آریہ

کے خاتمہ میں بعض آریہ صاحبوں کو مباہلہ کے لئے بلایا تھا اور لکھا تھا کہ جو تعلیم وید کی طرف منسوب کی جاتی ہے صحیح نہیں ہے اور جو تکذیب قرآن شریف کی آریہ صاحبان کرتے ہیں اس تکذیب میں وہ کاذب ہیں اگر اُن کو دعویٰ ہے کہ وہ تعلیم جو وید کی طرف منسوب کی جاتی ہے سچی ہے اور یا نعوذ باللہ قرآن شریف منجانب اللہ نہیں تو وہ مجھ سے مباہلہ کرلیں اور لکھا گیا تھا کہ سب سے پہلے مباہلہ کے لئے لالہ مرلیدھر٭ مخاطب ہیں جن سے بمقام ہوشیارپور بحث ہوئی تھی پھر بعد اس کے ہمارے مخاطب لالہ جیون داس سکرٹری آریہ سماج لاہور ہیں اور پھر کوئی اور دوسرے صاحب آریوں میں سے جو معزز اور ذی علم تسلیم کئے گئے ہوں مخاطب کئے جاتے ہیں۔

میری اس تحریر پر پنڈت لیکھرام نے اپنی کتاب خبط احمدیہ میں جو ۱۸۸۸ء میں اُس نے شائع کی تھی جیسا کہ اس کتاب کے اخیر میں یہ تاریخ درج ہے میرے ساتھ مباہلہ کیا۔ چنانچہ وہ مباہلہ کے لئے اپنی کتاب خبط احمدیہ کے صفحہ ۳۴۴ میں بطور تمہید یہ عبارت لکھتا ہے:-

چونکہ ہمارے مکرم و معظم ماسٹر مرلیدھر صاحب و منشی جیون داس صاحب بسبب کثرت کام سرکاری کے عدیم الفرصت ہیں بنابراں اپنے بادشاہ اور اُن کے ارشاد سے اس خدمت کو بھی نیازمند نے اپنے ذمہ لیا پس کسی دانا کے اس مقولہ پر کہ دروغ گورا تا بدر وازہ باید رسانید عمل کر کے میرزا صاحب کی اس آخری التماس کو بھی (یعنی مباہلہ کو)

٭ حاشیہ۔ ظاہر ہے کہ مباہلہ کی دو چار سطر کے لئے کسی فرصت کی ضرورت نہ تھی مباہلہ کا خلاصہ تو صرف یہ فقرہ ہی کہ اپنا اور فریق ثانی کا نام لیکر خدا تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ جو شخص ہم میں سے جھوٹا ہے وہ ہلاک ہو پس کیا ماسٹر مرلیدھر اور منشی جیون داس کو اتنی کم فرصتی تھی کہ یہ دو سطر بھی نہیں لکھ سکتے تھے بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ دونوں سچ کے مقابل پر ڈر گئے اور لیکھرام اپنی بدقسمتی سے شوخ دیدہ اور اندھا آدمی تھا اس نے اپنی فطرتی شوخی سے انکی بلا اپنے ذمہ لیلی آخر مباہلہ کے بعد ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو بروز شنبہ اس دنیا سے کوچ کر گیا۔ منہ

منظور کرتا ہوں اور مباہلہ کو یہاں پر طبع کرا کر مشہور

مضمون مُباہلہ

میں نیاز التیام لیکھرام ولد پنڈت تارا سنگھ صاحب شرما مُصنّف تکذیب براہین احمدیہ و رسالہ ہذا اقرار صحیح بدرستی ہوش و حواس کر کے کہتا ہوں کہ مَیں نے اوّل سے آخر تک رسالہ سُرمہ چشم آریہ کو پڑھ لیا۔ اور ایک بار نہیں بلکہ کئی بار اس کے دلائل کو بخوبی سمجھ لیا بلکہ اُن کے بطلان کو برُتئے ست دھرم رسالہ ہٰذا میں شائع کیا۔ میرے دل میں مرزا جی کی دلیلوں نے کچھ بھی اثر نہیں کیا اور نہ وہ راستی کے متعلّق ہیں۔ مَیں اپنے جگت پتا پرمیشر کو ساکھی جان کر اقرار کرتا ہوں کہ جیسا کہ ہر چہار وید مقدس میں ارشاد ہدایت بنیاد ہے اس پر مَیں پختہ یقین رکھتا ہوں کہ میری رُوح اور تمام ارواح کو کبھی نیستی یعنی قطعی ناش نہیں ہے اور نہ کبھی ہوُا اور نہ ہوگا۔ میری رُوح کو کسی نے نیست سے ہست نہیں کیا (یعنی میری رُوح کا کوئی پیدا کرنیوالا نہیں بلکہ خود بخود قدیم سے ہے) بلکہ ہمیشہ سے پرماتما کی انادی قدرت میں رہا اور رہیگا✠ ایسا ہی میرا جسمی مادہ یعنی پرکرتی یا پرمانو بھی قدیمی یا انادی پرماتما کے قبضہ قدرت میں موجود ہیں۔ کبھی معقود

✠ حاشیہ۔ یہ کیسا فضول فقرہ ہے کہ ہمیشہ سے پرماتما کی انادی قدرت میں رہا اور رہے گا ظاہر ہے کہ جبکہ ارواح بقول آریہ سماج کے اپنی تمام طاقتوں اور قوتوں کے ساتھ قدیم سے خود بخود ہیں تو پھر ان کو پرمیشر کی قدرت کے ساتھ تعلّق ہی کیا ہے ان قوتوں کو نہ پرمیشر بڑھا سکتا ہے نہ گھٹا سکتا ہے اور نہ ان میں کسی طرح کا تصرف کر سکتا ہے وہ تمام ارواح تو بقول آریوں کے اپنے اپنے وجود کے آپ ہی پرمیشر ہیں اور ایک ذرہ پرمیشر کا اُن پر احسان نہیں۔ پس یاد رہے کہ یہ قول لیکھرام اور ایسے دوسرے ہم مذہبوں کا کہ ارواح پرماتما کی انادی قدرت میں رہتے ہیں اور رہیں گے یہ صرف اپنے غلط مذہب کی پردہ پوشی کیلئے بولا جاتا ہے کیونکہ انسان کا کانشنس اسکو ہر وقت ایسے بیہودہ عقائد پر ملزم کرتا ہے اگر خدا ارواح

نہیں ہوں گے اور تمام جگت کا سرجن ہار ایک ہی کرتار ہے دوسرا کوئی نہیں میں پرمیشر
کی طرح تمام دنیا کا مالک یا صانع نہیں ہوں اور نہ سرب بیاپک ہوں اور نہ انتریامی بلکہ اس
مہان شکتی مان کا ایک ادنیٰ سیوک ہوں مگر اس کے گیان اور شکتی میں ہمیشہ سے رہوں
معدوم کبھی نہیں ہوا۔ اور نہ کوئی عدم خانہ کہیں ہے بلکہ کسی چیز کو عدم نہیں ایسا ہی وید کی

بقیہ حاشیہ

اور ان کی قوتوں اور ذرات عالم اور ان کی قوتوں کا پیدا کرنیوالا نہیں تو پھر وہ اُن کا خدا بھی نہیں ہو
سکتا اور یہ کہنا کہ اگرچہ ہم ارواح کو ان کے تجرد کی حالت میں خدا کے بندے اور مخلوق نہیں کہہ سکتے کیونکہ
اس نے ان کو نہیں بنایا لیکن جب پرمیشر ارواح کو اجسام میں ڈالتا ہے تو اس قدر اپنی کارروائی
سے ان کا پرمیشر بن جاتا ہے یہ خیال بھی غلط ہے کیونکہ جس پرمیشر نے ارواح اور پرمانو کو مع انکی تمام
قوتوں کے پیدا نہیں کیا کوئی دلیل اس بات پر قائم نہیں ہو سکتی کہ وہ ان کے جوڑنے پر قادر ہے اور
محض بعض کا بعض سے جوڑنا اس کو پرمیشر بننے کا حق نہیں بخش دے گا بلکہ اس صورت میں تو وہ
اس نان بائی کی طرح ہے جس نے آٹا بازار سے لیا اور لکڑی کسی لکڑی فروش سے اور آگ ہمسایہ
سے اور پھر روٹی پکائی۔ اور اس صورت میں پرمیشر کے وجود پر کوئی بھی ثبوت نہیں کیونکہ اگر
ارواح مع اپنی تمام قوتوں کے قدیم سے خود بخود ہیں تو پھر اس پر کیا دلیل ہے کہ ارواح اور پرمانوؤں
کا اتصال اور انفصال بھی قدیم سے خود بخود نہیں جیسا کہ دہریوں کا خیال ہے۔ اس لئے آریہ
سماج والے اپنے پرمیشر کے وجود پر کوئی دلیل نہیں پیش کر سکتے اور نہ ان کے پاس کوئی دلیل
ہے۔ یہ ہے خلاصہ وید کے گیان کا جس پر فخر کیا جاتا ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ
کی ہستی پر دو قسم کے دلائل قائم ہو سکتے ہیں اول اس حالت میں دلیل قائم ہوتی ہے کہ جب
اس کی ذات کو سرچشمہ تمام فیوض کا مان لیا جائے اور اُسی کو ہر ایک ہستی کا پیدا کنندہ تسلیم
کر لیا جائے تو اس صورت میں خواہ ذرات عالم پر نظر کریں یا ارواح پر یا اجسام پر ضروری
طور پر ماننا پڑیگا کہ ان تمام مصنوعات کا ایک صانع ہے۔

دوسرا طریق خدا تعالیٰ کی شناخت کا اسکے تازہ بتازہ نشان ہیں جو انبیاء اور اولیاء

اس انصافانہ تعلیم کو بھی میں تسلیم کرتا ہوں کہ مکتی یعنی نجات کرموں کے مطابق مہا کلپ تک ملتی ہے (یعنی دائمی نجات نہیں صرف ایک مقررہ مدت تک ہے بعد اسکے پرماتما کی نیا کے مطابق پھر جسم انسانی لینا پڑتا ہے۔ محدود کرموں کا بے حد پھل نہیں (کرم تو محدود ہیں مگر وفادار پرستار کی نیت محدود نہیں ہوتی اور نیز کرم کا محدود ہونا اسکی مرضی سے نہیں)

کی معرفت ظاہر ہوتے ہیں سو آریہ سماج والے اُن سے بھی منکر ہیں اس لئے اُن کے پاس اپنے پرمیشر کے وجود پر کوئی بھی دلیل نہیں۔

عجیب بات ہے کہ آریہ لوگ یوں تو بات بات میں اپنے پرمیشر کو پتا پتا کرکے پکارتے ہیں جیسا کہ ابھی لیکھرام نے اپنے مضمون مباہلہ میں لکھا ہے۔ مگر معلوم نہیں کہ وہ کس طور کا پتا ہے کیا اس طور کا پتا جیسا کہ ایک متبنی ایک اجنبی شخص کو اپنا باپ کہہ دیتا ہے یا ایسا پتا جو نیوگ کے ذریعہ سے فرضی طور پر بنایا جاتا ہے اور ایک آریہ کی عورت اپنی پاکدامنی کو خاک میں ملا کر دوسرے سے اپنا منہ کالا کراتی ہے اور اس طرح پر اس عورت کا خاوند اس بچہ کا پتا بن جاتا ہے جو نیوگ کے ذریعہ سے حاصل کیا جاتا ہے۔ پس اگر پرمیشر آریوں کا ایسا ہی پتا ہے تب تو ہمیں کلام کرنے کی گنجائش نہیں لیکن اگر اس طرح کا پتا ہے کہ ارواح اور ذرات عالم مع اپنی تمام قوتوں کے اسکے ہاتھ سے نکلے ہیں اور اسی سے وجود پذیر ہیں تو یہ بات آریوں کے اصول کے برخلاف ہے اگر پوچھو کہ کیوں ان کے اصول کے برخلاف ہے تو واضح ہو کہ آریوں کے اصول کے مطابق تمام ارواح پرمیشر کے قدیمی شریک ہیں جو اُس سے وجود پذیر نہیں ہوئیں تو پھر ہم پرمیشر کو ان کا پتا کیونکر کہہ سکتے ہیں وہ تو خود بخود ہیں جیسے کہ پرمیشر خود بخود۔ مگر یہ اصول غلط ہے معرفت کی آنکھ سے دیکھنے والے معلوم کر سکتے ہیں کہ جیسا کہ باپ میں قوتیں اور خاصیتیں اور خصلتیں ہوتی ہیں وہ ویسے ہی بیٹے میں بھی پائی جاتی ہیں پس اس طرح چونکہ ارواح خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے نکلی ہیں ان میں ظلّی طور پر وہ رنگ پایا جاتا ہے جو خدا کی ذات میں موجود ہے اور جیسے جیسے خدا کے بندے اس کی محبت اور پرستش کے ذریعہ سے صفوت اور پاکیزگی میں ترقی کرتے ہیں وہ رنگ تیز ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ ظلّی طور پر ایسے انسانوں میں خدا کے انوار ظاہر ہونے شروع ہو جاتے

بقیہ حاشیہ

مَیں ویدوں کی ان سب تعلیموں کو دلی یقین سے مانتا ہوں .... اور میں یہ بھی مانتا ہوں کہ پرمیشر گناہوں کو بالکل نہیں بخشتا (عجیب پرمیشر ہے) میرا کسی شفاعت یا سفارش پر بھروسہ نہیں (یعنی کسی کی دعا کسی کے حق میں قبول نہیں ہوتی) مَیں خدا کو راشی یا ظالم نہیں جانتا (لفظ مرتشی ہے جس کے معنی ہیں رشوت لینے والا - راشی لفظ نہیں ہے لیکھرام کی علمیت کا یہ نمونہ ہے کہ بجائے مرتشی کے راشی لکھتا ہے) اور مَیں وید کی رُو سے اس بات پر کامل و صحیح یقین رکھتا ہوں کہ چاروں وید ضرور ایشر کا گیان ہے - ان میں ذرا بھی غلطی یا جھوٹ یا کوئی قصہ کہانی نہیں - ان کو ہمیشہ ہر نئی دنیا میں پرماتما جگت کی ہدایت عام کیلئے پرکاش کیا کرتا ہے - اس سرشٹی کے آغاز میں جب انسانی خلقت شروع ہوئی پرماتما نے ویدوں کو شری[1] اگنی - شری[2] وایو - شری[3] آدت - شری انگرہ[4] جیو - چار رشیوں کے آتماؤں میں الہام دیا مگر جبرئیل یا کسی اور چھٹی رساں کی معرفت نہیں بلکہ خود ہی * کیونکہ وہ

بقیہ حاشیہ

ہیں - صاف طور پر ہمیں دکھائی دیتا ہے کہ انسانی فطرت میں خدا کے پاک اخلاق مخفی ہیں جو تزکیہ نفس سے ظاہر ہو جاتے ہیں مثلاً خدا رحیم ہے ایسا ہی انسان بھی تزکیہ نفس کے بعد رحم کی صفت سے حصّہ لیتا ہے - خدا جوّاد ہے ایسا ہی انسان بھی تزکیہ نفس کے بعد جود کی صفت سے حصہ لیتا ہے ایسا ہی خدا ستّار ہے خدا کریم ہے خدا غفور ہے اور انسان بھی تزکیہ نفس کے بعد ان تمام صفات سے حصّہ لیتا ہے - پس کس نے یہ صفات فاضلہ انسان کی رُوح میں رکھ دیئے ہیں اگر خدا نے رکھے ہیں تو اس سے ثابت ہے کہ وہ ارواح کا خالق ہے اور اگر کوئی یہ کہے کہ خود بخود ہیں تو اس کا جواب یہی کافی ہے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین - منہ

*** حاشیہ**

جسمانی نظام پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان ہوا کے ذریعہ سے سُنتا ہے اور سورج کے ذریعہ سے دیکھتا ہے پھر جسمانی نظام میں یہ دو چھٹی رساں کیوں مقرر کئے گئے حالانکہ خدا کا جسمانی رُوحانی قانون باہم مطابق ہونا چاہیئے - افسوس وید کا گیان ہر جگہ پر صحیفہ قدرت کے مخالف پڑا ہے اور کون کتا ہے کہ خدا ہر جگہ نہیں بلکہ وہ ہر جگہ بھی ہے اور ذو العرش بھی ہے - نادان اس معرفت کے نکتہ کو نہیں سمجھتا - یہ بات سوچنے کے لائق ہے کہ اگرچہ اس عالم میں سب کچھ خدا تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے مگر پھر بھی اس نے اپنی قضاء و قدر کے نافذ کرنے کے وسائط رکھے ہیں مثلاً ایک زہر جو انسان کو ہلاک کرتی ہے ایک تریاق جو فائدہ بخشتا ہے کیا ہم گمان کر سکتے ہیں کہ یہ دونوں خود بخود انسان کے بدن میں تاثیر کرتے ہیں؟ ہرگز نہیں بلکہ وہ خدا کے حکم سے تاثیر مخالف یا موافق کرتے ہیں پس وہ بھی ایک قسم کے فرشتے ہیں بلکہ ذرہ ذرہ عالم کا جس سے انواع و اقسام کے تغیرات ہوتے رہتے ہیں یہ سب خدا کے فرشتے ہیں اور توحید پوری نہیں ہوتی جب تک ہم ذرہ ذرہ کو خدا تعالیٰ کے فرشتے نہ مان لیں کیونکہ اگر ہم تمام موثرات کو جو دنیا میں پائے جاتے ہیں خدا کے فرشتے تسلیم نہ کریں تو پھر ہمیں اقرار کرنا پڑے گا کہ یہ تمام تغیرات انسانی جسم اور تمام عالم میں بغیر خدا تعالیٰ کے علم اور ارادہ اور مرضی کے خود بخود ہو رہے ہیں اور اس صورت میں خدا کو محض معطل اور بیخبر ماننا پڑے گا پس فرشتوں پر ایمان لانا یہی ہے کہ بغیر اس کے ...... توحید قائم نہیں رہ سکتی اور ہر ایک چیز کو اور ہر ایک تاثیر کو خدا تعالیٰ کے ارادہ کے ماتحت ماننا پڑتا ہے اور فرشتہ کا مفہوم تو یہی ہے کہ وہ چیزیں ہیں جو خدا کے حکم سے کام کر رہی ہیں پس جبکہ یہ ماننا ضروری اور مسلّم ہے تو پھر جبرائیل اور میکائیل سے کیوں انکار کیا جائے۔ منہ

آسمان یا عرش پر نہیں بلکہ سرب بیاپک ہے۔ میں یہ بھی مانتا ہوں کہ وید ہی سب سے کامل
اور مقدس گیان کے پستک ہیں۔ آریہ ورت سے ہی تمام دنیا نے فضیلت سیکھی۔ آریہ
لوگ ہی سب کے اُستاد اول ہیں آریہ ورت سے باہر جو بقول مسلمانوں کے ایک لاکھ
چوبیس ہزار پیغمبر ۵-۶ ہزار سال سے آئے ہیں اور توریت۔ زبور۔ انجیل۔ قرآن وغیرہ کتب
لائے ہیں۔ میں دلی یقین سے ان پستکوں کو مطالعہ کرنیسے اور سمجھنے سے ...... انکی تمام مذہبی
ہدایتوں کو بناوٹی اور جعلی اہلی الہام کے بدنام کرنیوالی تحریریں خیال کرتا ہوں.... انکی سچائی کی
دلیل سوائے طمع یا نادانی یا تلوار کے اُن کے پاس کوئی نہیں..... اور جس طرح میں ویدوں کے
برخلاف باتوں کو غلط سمجھتا ہوں ایسا ہی قرآن اور اسکے اصولوں اور تعلیموں کو جو وید کے مخالف
ہیں اُن کو غلط اور جھوٹا جانتا ہوں (لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین) لیکن میرا دوسرا فریق میرزا
غلام احمد ہے وہ قرآن کو خدا کا کلام جانتا اور اس کی سب تعلیموں کو درست اور صحیح سمجھتا ہے
اور جس طرح میں قرآن وغیرہ کو پڑھ کر غلط سمجھتا ہوں ویسے ہی وہ اُمّی محض سنسکرت اور ناگری
سے محروم مطلق بغیر پڑھنے یا دیکھنے ویدوں کے ویدوں کو غلط سمجھتا ہے*۔

اے پرمیشر ہم دونوں فریقوں میں سچا فیصلہ کر کیونکہ کاذب صادق
کی طرح کبھی تیرے حضور میں عزت نہیں پا سکتا۔

راقم آپکا ازلی بندہ لیکھرام شرما سبھاسد آریہ سماج پشاور

حال اڈیٹر آریہ گزٹ فیروزپور۔ پنجاب

حاشیہ* جو اگر میں نے وید نہیں پڑھے بھلا یہ تو غنیمت ہے کہ لیکھرام نے چاروں وید کنٹھ کر لئے تھے اسجگہ بھی بجز لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین
کیا کر سکتے ہیں۔ بحث اصولوں پر ہوتی ہے جبکہ آریہ سماج والوں نے اپنے ہاتھ سے وید کے اصول شائع کر دیئے تو ان پر بحث کرنا
ہر ایک عقلمند کا حق ہے اور یہ سراسر غلط ہے کہ میں نے وید نہیں پڑھا یا نہیں دیکھے وہ ترجمے جو ملک میں شائع ہوئے اول سے
آخر تک دیکھے ہیں پنڈت دیانند کا وید بھاش بھی دیکھا ہے اور عرصہ قریباً پچیس سال سے برابر آریوں سے
میرے مباحثات ہوتے رہے ہیں پھر یہ کہنا کہ وید کی مجھے کچھ بھی خبر نہیں کس قدر جھوٹ ہے اور اگر آریہ صاحبوں
کے پنڈت اب بھی لیکھرام کو وید کا فاضل تسلیم کر چکے ہیں تو میں وہ سرٹیفکیٹ دیکھنے کا مشتاق ہوں بلکہ لیکھرام
کا رتبہ ذرا بھی اس سے بڑھ کر نہیں جو خدا نے اس کیلئے فرمایا۔ عجل جسد له خوار۔ منہ

اب مباہلہ کی اس دعا کے بعد جو پنڈت لیکھرام نے اپنی کتاب خبط احمدیہ کے صفحہ ۳۴۴ سے ۳۴۷ تک لکھی ہے جو کچھ خدا نے آسمان سے فیصلہ کیا ہے اور جس طرح اس نے کاذب کی ذلت ظاہر کی اور صادق کی عزت وہ یہ ہے جو ۶۔ مارچ ۱۸۹۷ء کو بروز شنبہ دن کے چار بجے کے بعد ظہور میں آیا۔

دیکھو یہ خدا کا فیصلہ ہے جس فیصلہ کو لیکھرام نے اپنے پرمیشر سے مانگا تھا تا صادق اور کاذب میں فرق ظاہر ہو جائے۔
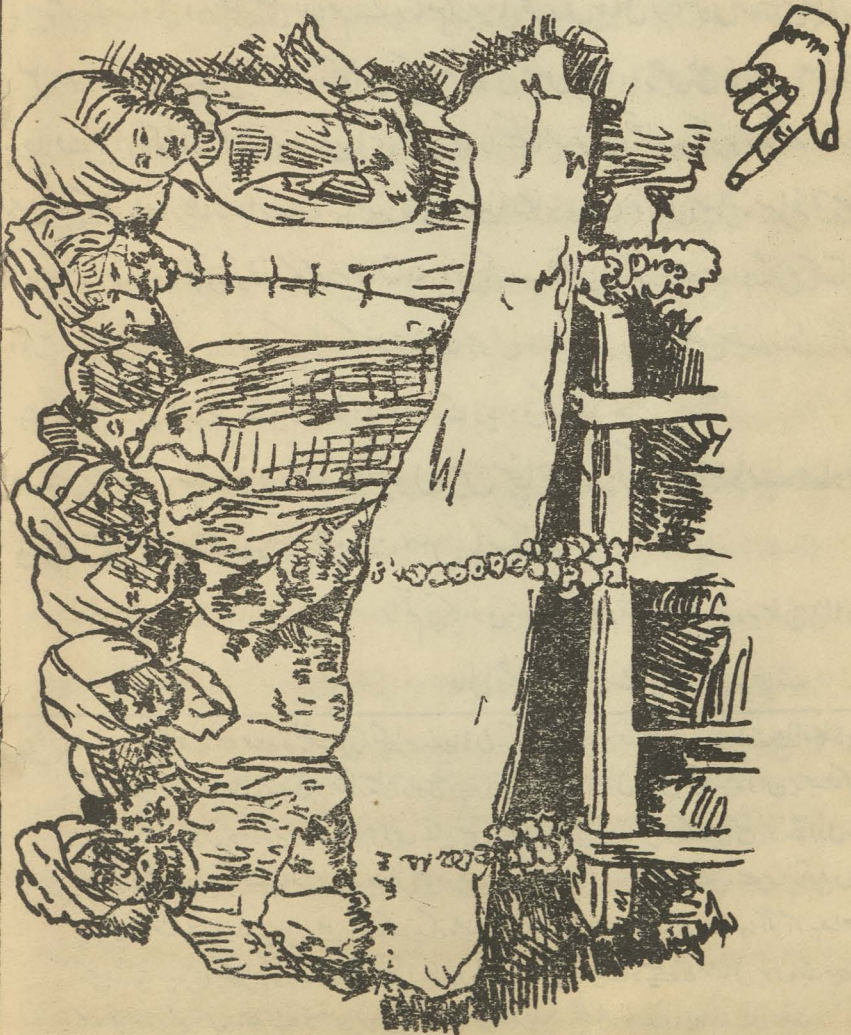
یہ بات یاد رہے کہ اس جگہ ایک نشان نہیں بلکہ دو نشان ہیں (۱) ایک یہ کہ لیکھرام کے مارے جانے کی بذات خود ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جس میں اس کے مارے جانے کا دن بتلایا گیا موت کی قسم بتلائی گئی۔ مدت بتلائی گئی وقت بتلایا گیا (۲) دوسری یہ کہ باوجود ہزار کوشش اور سعی کے قاتل کا کچھ بھی پتہ نہیں لگا گویا وہ آسمان پر چڑھ گیا یا زمین کے اندر مخفی ہو گیا۔ اگر قاتل پکڑا جاتا اور پھانسی مل جاتا تو پیشگوئی کی یہ وقعت نہ رہتی بلکہ اُس وقت ہر ایک کہہ سکتا تھا کہ جیسے لیکھرام مارا گیا قاتل بھی مارا گیا مگر قاتل ایسا گم ہوا کہ نہیں معلوم کہ آیا وہ آدمی تھا یا فرشتہ جو آسمان پر چڑھ گیا۔

۱۳۸۔نشان۔ یاد رہے کہ خدا کے بندوں کی مقبولیت پہچاننے کے لئے دعا کا قبول ہونا بھی ایک بڑا نشان ہوتا ہے بلکہ استجابت دعا کی مانند اور کوئی بھی نشان نہیں کیونکہ استجابت دعا سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک بندہ کو جناب الٰہی میں قدر اور عزت ہے اگرچہ دعا کا قبول ہو جانا ہر جگہ لازمی امر نہیں کبھی کبھی خدائے عزّوجل اپنی مرضی بھی اختیار کرتا ہے۔ لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ مقبولین حضرت عزت کیلئے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ بہ نسبت دوسروں کے کثرت سے ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور کوئی استجابت دعا کے مرتبہ میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ ہزارہا میری دعائیں قبول ہوئی ہیں اگر میں سب کو لکھوں تو ایک بڑی کتاب ہو جائے اور کسی قدر میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں اور اس جگہ بھی چند دعاؤں کا قبول ہونا تحریر کرتا ہوں چنانچہ منجملہ ان کے استجابت دعا کا ایک یہ نشان ہے کہ ایک میرے مخلص سید ناصر شاہ نام جو اب کشمیر بارہ مولا میں اورسیر ہیں وہ اپنے افسروں کے ماتحت نہایت تنگ تھے اور کئی آدمی اُن کی ترقی کے حارج تھے بلکہ اُن کی ملازمت خطرہ میں تھی ایک دفعہ اُنہوں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ میں استعفا دیدیتا ہوں تا اس ہر روزہ تکلیف سے نجات پاؤں۔ میں نے انکو منع کیا مگر وہ اسقدر ملازمت سے عاجز آگئے تھے کہ اُنہوں نے بار بار نہایت عجز و انکسار سے عرض کی کہ مجھے اجازت دی جائے

کہ میری جان ایک بلا میں گرفتار ہے اور حد سے زیادہ اصرار کیا اور کہا کہ میرے لئے ترقی عہدہ کی راہ بند ہے بلکہ ایسا نہ ہو کہ کسی ظالم کے ہاتھ سے فوق الطاقت مجھے ضرر پہنچ جائے تب میں نے اُن کو کہا کہ کچھ دن صبر کرو میں تمہارے لئے دعا کرونگا اور اگر پھر بھی مشکلات پیش آئیں تو پھر اختیار ہے بعد اس کے میں نے جناب الٰہی میں اُن کیلئے دعا کی اور حضرت عزت سے ان کی کامیابی چاہی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بجائے اسکے کہ پہلی ملازمت بھی خطرہ میں تھی غیر مترقب طور پر ترقی ہو گئی چنانچہ ہم ذیل میں سید ناصر شاہ صاحب کا خط درج کرتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ دعا نے اُن کی حالت پر کیا اثر کیا اور وہ یہ ہے:۔

بحضور اقدس حضرت پیرو مرشد دام ظلکم

خاکسار نابکار سید ناصر شاہ بعد از سلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ، عرض رساں ہے کہ حضور والا کی دعا نے یہ اثر دکھایا کہ حضور کی دعا کی برکت سے ترقی عہدہ اور ترقی تنخواہ ہو گئی۔ حضور والا کے وہ الفاظ خاکسار کو بخوبی یاد ہیں کہ جب خاکسار نے آزردہ خاطر ہو کر عرض کیا تھا کہ اب ملازمت چھوڑ دوں گا لیکن حضور نے بڑے لطف اور رحم سے فرمایا تھا کہ گھبرانا نہیں چاہئے ہم دعا کریں گے خدا قادر ہے کہ انہیں دشمنوں کو تمہارا دوست بنا دیگا۔ سو جناب والا! الحمد للہ کہ جو جو الفاظ حضور والا نے فرمائے تھے اسی طرح ظہور میں آ گئے۔ اور وہی دشمن بعد میں میرے لئے دوست اور سفارش کرنیوالے بن گئے خدا نے حضور کی دعا سے اُن کا دل میری طرف پھیر دیا۔ ایک اور بڑا معجزہ حضور والا کی برکت سے یہ ظہور میں آیا کہ ممبران بالا کی طرف سے مجھ پر اعتراض ہوا تھا کہ ناصر شاہ نے کالج کا پاس نہیں کیا اور نہ کسی امتحان کی سند ہے اس لئے عہدہ کی ترقی کا کیونکر مستحق ہو سکتا ہے ادھر یہ اعتراض تھا اور اس طرف سے حضور والا کا نامہ صادر ہوا کہ ہم نے جہاں تک ممکن تھا بہت دعا کی ہے۔ سو جناب عالی وہی دن تھا جبکہ میری نسبت کاغذات کونسل میں پیش ہوئے اور صاحب بہادر نے میری لئے بہت زور دیکر کہا اور عجیب تر یہ کہ وہی مخالف میرے لئے سفارش کرنیوالے تھے اور دلی دوستی

اور خیر خواہی سے میری ترقی کے خواہاں تھے اور نتیجہ یہ ہوا کہ بغیر کسی عذر و حیلہ کے میری ترقی کے لئے رزولیوشن پاس ہو گیا فالحمد للہ علیٰ ذالک ۔ جناب من مبلغ پچاس روپیہ پرسوں کی ڈاک میں حضور والا میں اس خاکسار نے روانہ کئے ہیں قبول فرماویں اور دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ آفات زمانہ سے محفوظ رکھے اور عاقبت نیک فرمائے ۔ آمین

عریضہ بندہ خاکسار سید ناصر شاہ اورسیر از مقام بارہ مولہ کشمیر

۱۳۹۔نشان ۔ ایک مرتبہ مستری نظام الدین نام ایک ہماری جماعت کے شخص نے سیالکوٹ اپنی جائے سکونت سے میری طرف خط لکھا کہ ایک خطرناک مقدمہ فوجداری کا میرے پر دائر ہو گیا ہے اور کوئی سبیل رہائی معلوم نہیں ہوتی سخت خوف دامنگیر ہے اور دشمن چاہتے ہیں کہ میں اس میں پھنس جاؤں اور بہت خوش ہو رہے ہیں اور میں نے اسوقت ظاہری اسباب سے نومید ہو کر یہ خط لکھا ہے اور میں نے اپنے دل میں نذر کی ہے کہ اگر میں اس مقدمہ سے نجات پا جاؤں تو مبلغ پچاس روپیہ خدا تعالیٰ کے شکریہ کے طور پر آپ کی خدمت میں ارسال کرونگا تب وہ خط اُس کا کئی لوگوں کو دکھلایا گیا اور بہت دعا کی گئی اور اُس کو اطلاع دی گئی ۔ چند دن گذرنے کے بعد اس کا پھر خط مع پچاس روپیہ کے آیا اور لکھا کہ خدا نے مجھے اُس بلا سے نجات دی ۔

پھر چند ہفتہ کے بعد ایک اور خط آیا جسمیں لکھا تھا کہ سرکاری وکیل نے پھر وہ مقدمہ اٹھایا ہے اس بنیاد پر کہ فیصلہ میں غلطی ہے اور صاحب ڈپٹی کمشنر نے ایڈوکیٹ کی بات قبول کر کے فیصلہ کو انگریزی میں ترجمہ کرا کر اور سفارش لکھ کر صاحب کمشنر بہادر کی خدمت میں بھیج دیا ہے اس لئے یہ حملہ پہلے سے زیادہ خطرناک اور بہت تشویش دہ ہے اور میں نے اس حالت بیقراری میں پھر اپنے ذمہ یہ نذر مقرر کی ہے کہ اگر اب کی دفعہ میں اس حملہ سے بچ جاؤں تو مبلغ پچاس روپیہ پھر بطور شکریہ ادا کروں گا میرے لئے بہت دعا کیجائے یہ خلاصہ دونوں خطوں کا ہے جن کے بعد دعا کی گئی ۔

بعد اس کے شاید ایک دو ہفتہ ہی گذرے تھے کہ پھر مستری نظام الدین کا خط آیا جو بجنسہٖ ذیل میں لکھا جاتا ہے:۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

مسیحنا و مہدینا حضرت حجۃ اللہ علی الارض۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی خاطر پھر دوبارہ خاکسار پر رحم فرمایا اور اپیل فریق مخالف کی کمشنر صاحب لاہور نے نامنظور کر کے کل واپس کر دی فالحمد للہ والمنۃ خاکسار دو ہفتہ کے اندر حضور کی قدمبوسی کے لئے حضور کی خدمت میں پچاس روپیہ نذرانہ جو پہلے مانا ہوا ہے لیکر حاضر ہوگا۔

حضور کا ناکارہ غلام

خاکسار نظام الدین مستری شہر سیالکوٹ متصل ڈاکخانہ

۱۴۰۔ نشان۔ سردار خاں برادر حکیم شاہ نواز خاں جو ساکن راولپنڈی ہیں میری طرف لکھتے ہیں کہ ایک مقدمہ میں اُنکے بھائی شاہ نواز خاں کی مع ایک فریق مخالف کے عدالت میں ضمانت لی گئی تھی جس میں حضرت صاحب سے یعنی مجھ سے بعد اپیل دعا کرائی گئی تھی اور ہر دو فریق نے اپیل کیا تھا۔ چنانچہ دعا کی برکت سے شاہ نواز کا اپیل منظور ہو گیا اور فریق ثانی کی اپیل خارج ہو گئی۔ قانون دان لوگ کہتے تھے کہ اپیل کرنا بیفائدہ ہے کیونکہ بالمقابل ضمانتیں ہیں یہ دعا کا اثر تھا کہ دشمن کی ضمانت قائم رہی اور شاہ نواز ضمانت سے بری کیا گیا۔

۱۴۱۔ نشان۔ میاں نور احمد مدرس مدرسہ امدادی بستی وریام کملانہ ڈاکخانہ ڈب کلاں تحصیل شور کوٹ ضلع جھنگ کے متواتر خطوط میرے نام اس بارہ میں پہنچے تھے کہ اُن کے عزیز دوست مسمی قاسم ورستم ولعل وغیرہ پر ایک جھوٹا مقدمہ مسمی پٹھانہ کملانہ نے کیا ہوا ہے اور مقدمہ خطرناک ہو گیا ہے دعا کی جائے پس جبکہ کثرت سے ہر ایک خط میں عاجزانہ طور پر دعا کے لئے انکا اصرار ہوا تب میرے دل کو اس طرف توجہ ہو گئی کیونکہ مَیں نے واقعی طور پر انکی حالت کو قابل رحم

پایا اس لئے بہت دعا کی گئی آخر دعا منظور ہوئی۔ چنانچہ ۱۲۔ ستمبر ۱۹۰۶ء کو اُسی میاں نور احمد کا خط مجھ کو بذریعہ ڈاک جو فتحیابی مقدمہ کی نسبت تھا پہنچا جو ذیل میں لکھا جاتا ہے اور وہ یہ ہے:-

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

حضرت مرشدنا مولانا جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‘ بعد ادائے آداب غلامانہ عرض ہے کہ جو مقدمہ جھوٹا پٹھانہ کملانہ نے ہمارے غریب دوست مسمی قاسم ورستم ولعل وغیرہ پر دائر کیا ہوا تھا وہ مقدمہ خدا کے فضل سے آپ کی دعاؤں کی برکت سے ۳۱۔ اگست ۱۹۰۶ء کو فتح ہو گیا ہے آپ کو مبارک ہو۔ سبحان اللہ خدائے پاک نے اپنے پیارے امام کی دعاؤں کو قبول فرمایا اور سرافراز کیا اور ہمارے ایمان میں ایزادی ہوئی ہم اس احکم الحاکمین کے فضلوں کا شکر ادا نہیں کر سکتے۔

راقم بندہ نور احمد مدرس مدرسہ امدادی بستی دریام کملانہ

ڈاکخانہ ڈب کلاں تحصیل شور کوٹ ضلع جھنگ

۱۴۲۔ **نشان۔** میرے ایک صادق دوست اور نہایت مخلص جن کا نام ہے سیٹھ عبدالرحمٰن تاجر مدراس ان کی طرف سے ایک تار آیا کہ وہ کاربنکل یعنی سرطان کی بیماری سے جو ایک مہلک پھوڑا ہوتا ہے بیمار ہیں چونکہ سیٹھ صاحب موصوف اوّل درجہ کے مخلصین میں سے ہیں اس لئے ان کی بیماری کی وجہ سے بڑا فکر اور بڑا تردّد ہوا قریباً نو بجے دن کا وقت تھا کہ میں غم اور فکر میں بیٹھا ہوا تھا کہ یکدفعہ غنودگی ہو کر میرا سر نیچے کی طرف جھک گیا اور معاً خدائے عزّوجل کی طرف سے وحی ہوئی کہ **آثار زندگی** بعد اس کے ایک اور تار مدراس سے آیا کہ حالت اچھی ہے کوئی گھبراہٹ نہیں۔ لیکن پھر ایک اور خط آیا کہ جو اُن کے بھائی صالح محمد مرحوم کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا جس کا یہ مضمون تھا کہ سیٹھ صاحب کو پہلے اس سے ذیابیطس کی بھی شکایت تھی۔ چونکہ ذیابیطس کا کاربنکل اچھا ہونا قریباً محال ہے اس لئے دوبارہ

غم اور فکر نے استیلا کیا اور غم انتہا تک پہنچ گیا اور یہ غم اس لئے ہوا کہ میں نے سیٹھ عبد الرحمٰن
کو بہت ہی مخلص پایا تھا اور انہوں نے عملی طور پر اپنے اخلاص کا اول درجہ پر ثبوت دیا تھا
اور محض دلی خلوص سے ہمارے لنگر خانہ کیلئے کئی ہزار روپیہ سے مدد کرتے رہے تھے جس میں
بجز خوشنودی خدا کے اور کوئی مطلب نہ تھا اور وہ ہمیشہ صدق اور اخلاص کے تقاضا سے
ماہواری ایک رقم کثیر ہمارے لنگر خانہ کیلئے بھیجا کرتے تھے اور اسقدر محبت سے بھرا ہوا اعتقاد
رکھتے تھے کہ گویا محبت اور اخلاص میں محو تھے۔ اور انکا حق تھا کہ ان کیلئے بہت دعا کی جائے
آخر دل نے ان کیلئے نہایت درجہ جوش مارا جو خارق عادت تھا اور کیا رات اور کیا دن میں
نہایت توجہ سے دعا میں لگا رہا تب خدا تعالیٰ نے بھی خارق عادت نتیجہ دکھلایا اور ایسی
مہلک مرض سے سیٹھ عبد الرحمٰن صاحب کو نجات بخشی گویا ان کو نئے سرے سے زندہ کیا
چنانچہ وہ اپنے خط میں لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے آپ کی دعا سے ایک بڑا معجزہ دکھلایا
ورنہ زندگی کی کچھ بھی اُمید نہ تھی۔ اپریشن کے بعد زخم کا مندمل ہونا شروع ہو گیا اور اُس کے
قریب ایک نیا پھوڑا نکل آیا جس نے پھر خوف اور تہلکہ میں ڈال دیا تھا مگر بعد میں معلوم ہوا کہ
وہ کاربنکل نہیں آخر چند ماہ کے بعد بکلی شفا ہو گئی۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہی مردہ کا زندہ ہونا
ہے۔ کاربنکل اور پھر اس کے بعد ذیابیطس اور عمر پیرانہ سالی اس خوفناک صورت کو ڈاکٹر لوگ
جانتے ہیں کہ کس قدر اُس کا اچھا ہونا غیر ممکن ہے ہمارا خدا بڑا کریم و رحیم ہے اور اسکی صفات
میں سے ایک حیا کی صفت بھی ہے۔ سال گذشتہ میں یعنی ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو ہمارے ایک
مخلص دوست یعنی مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم اسی بیماری کاربنکل یعنی سرطان سے فوت
ہو گئے تھے اُن کیلئے بھی میں نے بہت دعا کی تھی مگر ایک بھی الہام ان کیلئے تسلی بخش نہ تھا بلکہ
بار بار یہ الہام ہوتے رہے کہ کفن میں لپیٹا گیا۔ ۴۷ برس کی عمر انا للہ وانا الیہ
انّ المنایا لا تطیش سھامھا یعنی موتوں کے تیر خطا نہیں جاتے۔ جب اس پر
بھی دعا کی گئی تب الہام ہوا یٰایّھا الناس اعبدوا ربّکم الذی خلقکم۔ تؤثرون

الحیوۃ الدُّنیا۔ یعنی اے لوگو! تم اُس خدا کی پرستش کرو جس نے تمہیں پیدا کیا ہے یعنی اُسی کو اپنے کاموں کا کارساز سمجھو اور اُس پر توکل رکھو کیا تم دنیا کی زندگی کو اختیار کرتے ہو۔ اس میں یہ اشارہ تھا کہ کسی کے وجود کو ایسا ضروری سمجھنا کہ اسکے مرنے سے نہایت درجہ کا حرج ہوگا ایک شرک ہے اور اُسکی زندگی پر نہایت درجہ زور لگا دینا ایک قسم کی پرستش ہے اُس کے بعد میں خاموش ہوگیا اور سمجھ لیا کہ اُس کی موت قطعی ہے چنانچہ وہ ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو بروز چارشنبہ بوقت عصر اس فانی دنیا سے گذر گئے۔ وہ درد جو اُن کے لئے دعا کرنے میں میرے دل پر وارد ہوا تھا خدا نے اس کو فراموش نہ کیا اور چاہا کہ اس ناکامی کا ایک اور کامیابی کے ساتھ تدارک کرے اس لئے اس نشان کیلئے سیٹھ عبد الرحمٰن کو منتخب کر لیا اگرچہ خدا نے عبد الکریم کو ہم سے لے لیا تو عبد الرحمٰن کو دوبارہ ہمیں دیدیا۔ وہی مرض ان کے دامنگیر ہوگئی آخر وہ اسی بندہ کی دعاؤں سے شفایاب ہوگئے فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ میرا صدہا مرتبہ تجربہ ہے کہ خدا ایسا کریم و رحیم ہے کہ جب اپنی مصلحت سے ایک دعا کو منظور نہیں کرتا تو اس کے عوض میں کوئی اور دعا منظور کر لیتا ہے جو اس کے مثل ہوتی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ ما ننسخ من اٰیۃ او ننسھا نأت بخیرٍ منھا او مثلھا۔ الم تعلم ان اللّٰہ علیٰ کل شیءٍ قدیرٌ۔

۱۴۳۔ نشان۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ نے ایک اور خوشی کا نشان مجھے عطا فرمایا اور وہ یہ ہے کہ میں نے ان دنوں میں ایک دفعہ دعا کی تھی کہ کوئی تازہ نشان خدا تعالیٰ مجھے دکھا دے تب جیسا کہ ۳۔ اگست ۱۹۰۶ء کے اخبار بدر میں شائع ہو چکا ہے یہ الہام مجھے ہوا آجکل کوئی نشان ظاہر ہوگا یعنی عنقریب کوئی نشان ظاہر ہونیوالا ہے۔ چنانچہ وہ نشان اس طرح پر ظہور میں آیا کہ میں نے کئی دفعہ ایسی منذر خوابیں دیکھیں جن میں صریح طور پر یہ بتلایا گیا تھا کہ میر ناصر نواب جو میرے خسر ہیں اُن کے عیال کے متعلق کوئی مصیبت آنیوالی ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ میں نے گھر میں بکرے کی ایک ران لٹکائی ہوئی دیکھی جو کسی کی موت پر دلالت کرتی تھی اور ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ ڈاکٹر عبد الحکیم خاں اسسٹنٹ سرجن اس چوبارہ کے پاس باہر کی

طرف چوکھٹ کے ساتھ لگ کر کھڑا ہے جسمیں مَیں رہتا ہوں تب کسی شخص نے مجھ کو کہا کہ عبدالحکیم خاں کو والدۂ اسحاق نے گھر کے اندر بلایا ہے (والدہ اسحاق میر ناصر نواب صاحب کی بیوی ہیں اور اسحاق اُن کا لڑکا ہے) اور وہ سب ہمارے گھر میں ہی رہتے ہیں۔ تب مَیں نے یہ بات سُن کر جواب دیا کہ مَیں عبدالحکیم خاں کو ہرگز اپنے گھر میں آنے نہ دونگا اس میں ہماری بیعزتی ہے۔ تب وہ آنکھوں کے سامنے سے گم ہو گیا اندر داخل نہیں ہوا۔

یاد رہے کہ علم تعبیر میں معبّرین نے یہ لکھا ہے جس کا بارہا تجربہ ہو چکا ہے کہ اگر کسی کے گھر میں دشمن داخل ہو جائے تو اُس گھر میں کوئی مصیبت یا موت آتی ہے اور چونکہ آج کل عبدالحکیم سخت دشمن جانی اور ہمارے زوال کا دن رات منتظر ہے اس لئے خدا تعالےٰ نے اُسی کو خواب میں دکھلایا کہ گویا وہ ہمارے گھر میں داخل ہونا چاہتا ہے اور والدۂ اسحاق یعنی میر ناصر نواب صاحب کی بیوی اسکو بلاتی ہیں اور بلانیکی تعبیر یہ لکھی ہے کہ ایسا شخص محض اپنے بعض دینی غفلتوں کی وجہ سے جنکا علم خدا تعالیٰ کو ہے مصیبت کو اپنے گھر میں بلاتا ہے یعنی اُسکی موجودہ حالت اس بات کو چاہتی ہے کہ کوئی بلا نازل ہو یہ ظاہر ہے کہ انسان معاصی اور گناہوں سے خالی نہیں ہے اور انسانی فطرت بجز خاص لوگوں کی لغزش سے محفوظ نہیں رہ سکتی اور وہ لغزش چاہتی ہے کہ کوئی تنبیہ نازل ہو اس میں تمام دنیا شریک ہے پس اس خواب کے یہی معنی تھے کہ انکی کسی لغزش نے دشمن کو گھر میں بلانا چاہا مگر شفاعت نے روک لیا۔ میں نے خواب میں عبدالحکیم خاں کو گھر کے اندر داخل ہونے سے روک دیا یعنی وہ فضل خدا تعالیٰ کا جو میرے شامل حال ہے اُس نے دشمن کو شماتت کے موقعہ سے باز رکھا۔ غرض جب اسقدر مجھے الہام ہوئے جن سے یقیناً میرے پر کھل گیا کہ میر صاحب کے عیال پر کوئی مصیبت درپیش ہے تو مَیں دعا میں لگ گیا اور وہ اتفاقاً مع اپنے بیٹے اسحاق اور اپنے گھر کے لوگوں کے لاہور جانے کو تھے مَیں نے اُن کو یہ خوابیں سُنا دیں اور لاہور جانے سے روک دیا۔ اور اُنہوں نے کہا کہ میں آپ کی اجازت کے بغیر ہرگز نہیں جاؤنگا جب دوسرے دن کی صبح

ہوئی تو میر صاحب کے بیٹے اسحاق کو تیز تپ چڑھ گیا اور سخت گھبراہٹ شروع ہو گئی
اور دونوں طرف بُن ران میں گلٹیاں نکل آئیں اور یقین ہو گیا کہ طاعون ہے کیونکہ اس ضلع
کے بعض مواضع میں طاعون پھوٹ پڑی ہے تب معلوم ہؤا کہ مذکورہ بالا خوابوں کی تعبیر
یہی تھی اور دل میں سخت غم پیدا ہؤا اور میں نے میر صاحب کے گھر کے لوگوں کو کہدیا کہ میں
تو دعا کرتا ہوں آپ توبہ و استغفار بہت کریں کیونکہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ نے
دشمن کو اپنے گھر میں بلایا ہے اور یہ کسی لغزش کی طرف اشارہ ہے اور اگرچہ میں جانتا تھا کہ
موت فوت قدیم سے ایک قانون قدرت ہے لیکن یہ خیال آیا کہ اگر خدانخواستہ ہمارے
گھر میں کوئی طاعون سے مر گیا تو ہماری تکذیب میں ایک شور قیامت برپا ہو جائیگا اور پھر
گو میں ہزار نشان بھی پیش کروں تب بھی اس اعتراض کے مقابل پر کچھ بھی ان کا اثر نہیں ہوگا
کیونکہ میں صدہا مرتبہ لکھ چکا ہوں اور شائع کر چکا ہوں اور ہزارہا لوگوں میں بیان کر چکا ہوں
کہ ہمارے گھر کے تمام لوگ طاعون کی موت سے بچے رہیں گے۔ غرض اس وقت جو کچھ میرے
دل کی حالت تھی میں بیان نہیں کر سکتا۔ میں فی الفور دعا میں مشغول ہو گیا اور بعد دعا کے
عجیب نظارہ قدرت دیکھا کہ دو تین گھنٹہ میں خارق عادت کے طور پر اسحاق کا تپ اُتر گیا
اور گلٹیوں کا نام و نشان نہ رہا اور وہ اُٹھ کر بیٹھ گیا اور نہ صرف اسقدر بلکہ پھرنا۔ چلنا
کھیلنا۔ دوڑنا شروع کر دیا گویا کبھی کوئی بیماری نہیں ہوئی تھی یہی ہے احیاء موتی۔ میں
حلفاً کہتا ہوں کہ حضرت عیسےٰ کے احیاء موتی میں اس سے ایک ذرہ کچھ زیادہ نہ تھا اب لوگ جو
چاہیں انکے معجزات پر حاشئے چڑھائیں۔ مگر حقیقت یہی تھی جو شخص حقیقی طور پر مر جاتا ہے اور
اس دنیا سے گذر جاتا ہے اور ملک الموت اسکی رُوح کو قبض کر لیتا ہے وہ ہرگز واپس نہیں آتا۔
دیکھو اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ فیمسک التی قضیٰ علیھا الموت۔

۱۴۴۔ **نشان**۔ مولوی اسمٰعیل باشندۂ خاص علیگڈھ وہ شخص تھا جو سب سے پہلے
عداوت پر کمربستہ ہؤا اور جیسا کہ میں نے اپنے رسالہ فتح اسلام میں لکھا ہے اُس نے لوگوں

میں میری نسبت یہ شہرت دی کہ یہ شخص رمل اور نجوم سے پیشگوئیاں بتلاتا ہے اور اسکے
پاس آلات نجوم کے موجود ہیں۔ میں نے اسکی نسبت لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہا اور خدا تعالےٰ
کا عذاب اس کیلئے چاہا جیسا کہ رسالہ فتح اسلام کے لکھنے کے وقت اسکی زندگی میں ہی
میں نے یہ شائع کیا تھا اور یہ لکھا تھا تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم و نساءنا و
نساءکم و انفسنا و انفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین
چنانچہ قریباً ایک برس اس مباہلہ پر گذرا ہوگا کہ وہ یکدفعہ کسی ناگہانی بیماری میں مبتلا ہوکر
فوت ہوگیا اور اس نے اپنی کتاب میں جو میرے مقابل پر اور میرے ردّ میں شائع کی تھی یہ
لکھا تھا کہ جاء الحق و زھق الباطل پس خدا نے لوگوں پر ظاہر کردیا کہ حق کونسا ہے
جو قائم رہا اور باطل کونسا تھا جو بھاگ گیا۔ قریباً سولہ برس ہوگئے کہ وہ اس مباہلہ کے بعد فوت ہوا۔*

۱۴۵- نشان - مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنے رسالہ فتح رحمانی میں جو ۱۳۱۵ھ
کو میری مخالفت میں مطبع احمدی لدھیانہ میں چھاپ کر شائع کیا گیا مباہلہ کے رنگ میں میرے
پر ایک بددعا کی تھی جیسا کہ کتاب مذکور کے صفحہ ۲۶ و ۲۷ میں اُن کی یہ بددعا تھی:-
اَللّٰھُمَّ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَام یَا مَالِکَ الْمُلْک جیسا کہ تو نے ایک عالم ربانی حضرت
محمد طاہر مؤلف مجمع بحار الانوار کی دعا اور سعی سے اُس مہدی کاذب اور جعلی مسیح کاذب اور
جعلی مسیح کا بیڑا غارت کیا (جو اُن کے زمانہ میں پیدا ہوا تھا) ویسا ہی دعا اور التجا اس
فقیر قصوری کان اللہ لہ سے ہے جو سچے دل سے تیرے دین متین کی تائید میں حتی الوسع ساعی
ہے کہ تو مرزا قادیانی اور اس کے حواریوں کو توبہ نصوح کی توفیق رفیق فرما اور اگر یہ مقدر نہیں تو
اُن کو مورد اس آیت فرقانی کا بنا فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ
رب العلمین ۔ انک علی کل شیء قدیر و بالاجابۃ جدیر آمین یعنی جو لوگ
ظالم ہیں وہ جڑھ سے کاٹے جائیں گے اور خدا کیلئے حمد ہے تو ہر چیز پر قادر ہے اور دعا
قبول کرنیوالا ہے آمین۔ اور پھر صفحہ ۲۷ کتاب مذکور کے حاشیہ میں مولوی مذکور نے میری نسبت

* مولوی اسمٰعیل نے بھی ایک سادھو کی طرح میری موت کیلئے بددعا کی تھی پھر اس بددعا کے بعد وہ آپ ہی مر گیا اور اس کی بددعا اُسی پر پڑ گئی۔ منہ

✤ مزید تشریح کیلئے دوبارہ لکھا گیا ہے۔ منہ

لکھا ہے تبًا لہٗ ولا تباعہٖ یعنی وہ اور اس کے پیرو ہلاک ہو جائیں۔ پس خدا تعالیٰ کے فضل سے میں اب تک زندہ ہوں اور میرے پیرو اُس زمانہ سے قریبًا پچاس حصّہ زیادہ ہیں اور ظاہر ہے کہ مولوی غلام دستگیر نے میرے صدق یا کذب کا فیصلہ آیت فقطع دابر القوم الذین ظلموا پر چھوڑا تھا جس کے اس محل پر یہ معنی ہیں کہ جو ظالم ہوگا اسکی جڑھ کاٹ دی جائے گی اور یہ امر کسی اہل علم پر مخفی نہیں کہ آیت ممدوحہ بالا کا مفہوم عام ہے جس کا اُس شخص پر اثر ہوتا ہے جو ظالم ہے پس ضرور تھا کہ ظالم اُس کے اثر سے ہلاک کیا جاتا لہذا چونکہ غلام دستگیر خدا تعالیٰ کی نظر میں ظالم تھا اس لئے اس قدر بھی اسکو مہلت نہ ملی جو اپنی اس کتاب کی اشاعت کو دیکھ لیتا اس سے پہلے ہی مرگیا۔ اور سب کو معلوم ہے کہ وہ اس دعا سے چند روز بعد ہی فوت ہو گیا۔

بعض نادان مولوی لکھتے ہیں کہ غلام دستگیر نے مباہلہ نہیں کیا صرف ظالم پر بد دُعا کی تھی مگر میں کہتا ہوں کہ جبکہ اُس نے میرے مرنے کے ساتھ خدا سے فیصلہ چاہا تھا اور مجھے ظالم قرار دیا تھا تو پھر وہ بد دعا اُس پر کیوں پڑ گئی اور خدا نے اپنے وقت میں جبکہ لوگ خدائی فیصلہ کے منتظر تھے غلام دستگیر کو ہی کیوں ہلاک کر دیا اور جبکہ وہ اپنی دعا میں میرا ہلاک ہونا چاہتا تھا تا دنیا پر یہ بات ثابت کرے کہ جیسا کہ محمد طاہر کی بد دعا سے جھوٹا مہدی اور جھوٹا مسیح ہلاک ہو گیا تھا میری بد دعا سے یہ شخص ہلاک ہو گیا تو اس دعا کا اُلٹا اثر کیوں ہوا یہ تو سچ ہے کہ محمد طاہر کی بد دعا سے جھوٹا مہدی اور جھوٹا مسیح ہلاک ہو گیا تھا اور اسی محمد طاہر کی ریس سے غلام دستگیر نے میرے پر بد دعا کی تھی تو اب یہ سوچنا چاہئے کہ محمد طاہر کی بد دعا کا کیا اثر ہوا اور غلام دستگیر کی دعا کا کیا اثر ہوا اور اگر کہو کہ غلام دستگیر اتفاقًا مر گیا تو پھر یہ بھی کہو کہ جھوٹا مہدی بھی اتفاقًا مر گیا تھا۔ محمد طاہر کی کوئی کرامت نہ تھی لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

اس وقت قریبًا گیارہ سال غلام دستگیر کے مرنے پر گذر گئے ہیں جو ظالم تھا خدا نے اس کو ہلاک کیا اور اسکا گھر ویران کر دیا اب انصافًا کہو کہ کس کی جڑھ کاٹی گئی اور کس پر یہ دعا پڑی

٭ غلام دستگیر نے میری نسبت یہ ارادہ کیا تھا کہ اسکی بد دعا سے میں مرجاؤں اور اس بات کا ثبوت ہو کہ میں کاذب اور مفتری ہوں اور محمد طاہر کی طرح غلام دستگیر کی کرامت ثابت ہو اور اس طرف میرے خدا نے مجھے مخاطب کر فرمایا کہ انی مهین من اراد اهانتک یعنی جو شخص تیری اہانت کا ارادہ کرے گا میں اس کو ذلیل کروں گا تو خدا کے فیصلہ سے غلام

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ يَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَائِرَ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ یعنی اے نبی تیرے
پر یہ بدنہاد دشمن طرح طرح کی گردشیں چاہتے ہیں انہیں پر گردشیں پڑیں گی۔ پس اس آیت
کریمہ کی رو سے یہ سُنت اللہ ہے کہ جو شخص صادق پر کوئی بددعا کرتا ہے وہی بددعا اُس
پر پڑتی ہے یہ سُنت اللہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ سے ظاہر ہے۔ پس اب بتلاؤ کہ
غلام دستگیر اس بددعا کے بعد مرگیا ہے یا نہیں۔ لہٰذا بتلاؤ کہ اسمیں کیا بھید ہے کہ محمد طاہر
کی بددعا سے تو ایک جھوٹا مسیح مرگیا اور میرے پر بددعا کرنیوالا خود مرگیا۔ خدا نے میری عمر تو
بڑھا دی کہ گیارہ سال سے میں اب تک زندہ ہوں اور غلام دستگیر کو ایک مہینہ کی بھی مہلت نہ دی۔

۱۴۶۔ نشان۔ نواب محمد حیات خاں جو ڈویژنل جج تھا کسی فوجداری الزام میں
معطل ہوگیا تھا اور کوئی صورت اُس کی رہائی کی نظر نہیں آتی تھی تب اُس نے مجھ سے دعا
کی درخواست کی اور میں نے دعا کی تب میرے پر خدا نے ظاہر کیا کہ وہ بری ہو جائیگا اور
یہ خبر اُس کو اور بہت سے لوگوں کو قبل از وقت سنا دی گئی جیسا کہ براہین احمدیہ میں مفصّل
درج ہے آخر وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بری ہوگیا۔

۱۴۷۔ نشان۔ ایک دفعہ مارچ ۱۹۰۵ء کے مہینے میں بوقت قلت آمدنی لنگرخانہ کے
مصارف میں بہت دقت ہوئی کیونکہ کثرت سے مہمانوں کی آمد تھی اور اس کے مقابل پر
روپیہ کی آمدنی کم۔ اس لئے دعا کی گئی۔ ۵۔ مارچ ۱۹۰۵ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک
شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن
میں ڈال دیا۔ میں نے اسکا نام پوچھا اُس نے کہا نام کچھ نہیں میں نے کہا آخر کچھ تو نام ہوگا اُس
نے کہا میرا نام ہے ٹیچی۔ ٹیچی پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں یعنی عین ضرورت کے وقت
پر آنیوالا۔ تب میری آنکھ کھل گئی۔ بعد اسکے خدا تعالیٰ کی طرف سے کیا ڈاک کے ذریعہ سے اور کیا براہِ راست
لوگوں کے ہاتھوں سے اسقدر مالی فتوحات ہوئیں جن کا خیال و گمان نہ تھا اور کئی ہزار روپیہ
آگیا چنانچہ جو شخص اس کی تصدیق کیلئے صرف ڈاکخانہ کے رجسٹر ہی ۵۔ مارچ ۱۹۰۵ء سے

اخیر سال تک دیکھے اس کو معلوم ہوگا کہ کس قدر روپیہ آیا تھا۔

یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت ہے کہ اکثر جو نقد روپیہ آنیوالا ہو یا اور چیزیں تحائف کے طور پر ہوں اُن کی خبر قبل از وقت بذریعہ الہام یا خواب کے مجھ کو دیدیتا ہے اور اس قسم کے نشان پچاس ہزار سے کچھ زیادہ ہوں گے۔

۱۴۸۔ **نشان**۔ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ میں نعمت اللہ ولی کا وہ قصیدہ دیکھ رہا تھا جس میں اُس نے میرے آنیکی بطور پیشگوئی خبر دی ہے اور میرا نام بھی لکھا ہے۔ اور بتلایا ہے کہ تیرھویں صدی کے اخیر میں مسیح موعود ظاہر ہوگا اور میری نسبت یہ شعر لکھا ہے کہ:۔

مہدیٔ وقت و عیسیٔ دوراں ہر دو را شہسوار می بینم

یعنی وہ آنیوالا مہدی بھی ہوگا اور عیسیٰ بھی ہوگا دونوں ناموں کا مصداق ہوگا اور دونوں طور سے دعویٰ کریگا۔ پس اس اثناء میں کہ میں یہ شعر پڑھ رہا تھا عین پڑھنے کے وقت مجھے یہ الہام ہوا

از پئے آں محمدؐ احسن را تارکِ روزگار می بینم

یعنی میں دیکھتا ہوں کہ مولوی محمد احسن امروہی اسی غرض کیلئے اپنی نوکری سے جو ریاست بھوپال میں تھی علیحدہ ہو گئے تا خدا کے مسیح موعود کے پاس حاضر ہوں اور اسکے دعویٰ کی تائید کے لئے خدمت بجا لاوے اور یہ ایک پیشگوئی تھی جو بعد میں نہایت صفائی سے ظہور میں آئی کیونکہ مولوی صاحب موصوف نے کمر بستہ ہو کر میرے دعویٰ کی تائید میں بہت سی کتابیں تالیف کیں اور لوگوں سے مباحثات کئے اور اب تک اسی کام میں مشغول ہیں خدا انکے کام میں برکت دے اور اس خدمت کا اُن کو اجر بخشے۔ آمین۔

۱۴۹۔ **نشان**۔ براہین احمدیہ صفحہ ۵۲۲ میں یہ پیشگوئی ہے بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم اُفتاد۔ اس زمانہ کو

پچیس برس سے بھی زیادہ گذر گیا جب یہ پیشگوئی خدائے عزّوجل کی براہین احمدیہ میں شائع ہوئی تھی جس کا یہ مطلب تھا کہ تیرے اقبال کے دن آنیوالے ہیں جو دین محمدی کی شان اور عزت کو بڑھائیں گے اور اُس زمانہ میں جیسا کہ سب لوگ جانتے ہیں مَیں ایک زاویۂ گمنامی میں مستور و محجوب تھا اور میرے ساتھ ایک بھی انسان نہ تھا اور نہ کسی کو توقع تھی کہ مجھے یہ مرتبہ ملے گا بلکہ مَیں خود اس آئندہ شان و شوکت سے محض بیخبر تھا اور سچ تو یہ ہے کہ مَیں کچھ بھی نہ تھا بعد میں خدا نے محض اپنے فضل سے نہ میرے کسی ہنر سے مجھے چن لیا میں گمنام تھا مجھے شہرت دی اور اسقدر جلد شہرت دی کہ جیسا کہ بجلی ایک طرف سے دوسری طرف اپنی چمکار ظاہر کر دیتی ہے اور مَیں نادان تھا مجھے اپنی طرف سے علم دیا اور مَیں کوئی مالی وسعت نہیں رکھتا تھا اُس نے کئی لاکھ رُوپے کی میرے پر فتوحات کیں اور مَیں اکیلا تھا اُس نے کئی لاکھ انسان کو میرے تابع کر دیا اور زمین اور آسمان دونوں میں سے میرے لئے نشان ظاہر فرمائے۔ مَیں نہیں جانتا کہ اُس نے میرے لئے یہ کیوں کیا کیونکہ مَیں اپنے نفس میں کوئی خُوبی نہیں پاتا اور مَیں شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے اس شعر کو حضرتِ عزت میں پڑھنا اپنے مناسب حال پاتا ہوں۔

پسندید گانے بجائے رسند　　زما کہتر انت چہ آمد پسند

میرے خدا نے ہر ایک پہلو سے میری مدد کی ہر ایک جو دشمنی کیلئے اُٹھا اس کو نیچے گرایا۔ ہر ایک نے جو سزا دلانے کیلئے عدالتوں میں مجھے کھینچا اُن سب مقدموں میں میرے مولےٰ نے مجھے فتح دی ہر ایک نے جو میرے پر بد دعا کی میرے آقا نے وہ بد دعا اُسی پر ڈال دی۔ جیسا کہ لیکھرام بدقسمت نے اپنی جھوٹی خوشیوں پر بھروسہ کر کے میری نسبت شائع کیا تھا کہ وہ تین سال کے اندر مع اپنے تمام فرزندوں کے مر جائیگا آخر نتیجہ یہ ہوا کہ وہ خود ہی میری پیشگوئی کے مطابق لاولد مر گیا اور کوئی نسل اُس کی دنیا میں نہ رہی۔ ایسا ہی عبد الحق غزنوی اُٹھا اور اُس نے مباہلہ کر کے اپنی بد دعاؤں سے میرا استیصال چاہا سو جس قدر ہر ایک پہلو سے مجھے ترقی ہوئی اس کے مباہلہ کے بعد ہوئی۔ کئی لاکھ انسان تابع ہو گئے کئی لاکھ رُوپیہ آیا قریباً تمام دنیا میں

عزت کے ساتھ میری شہرت ہوگئی یہاں تک کہ غیر ملکوں کے لوگ میری جماعت میں داخل ہوئے اور کئی لڑکے بعد میں پیدا ہوئے مگر عبدالحق منقطع النسل رہا جو مرنے کے حکم میں ہے؂ اور ایک ذرہ کے برابر خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کو برکت نہ ملی اور نہ بعد میں اُس نے کوئی عزت پائی اور اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ کا پورا مصداق ہوگیا۔ پھر مولوی غلام دستگیر قصوری اُٹھا اور اُس کو شوق ہوا کہ محمد طاہر کی طرح میرے پر بددعا کرکے قوم میں نام حاصل کرے یعنی جس طرح محمد طاہر نے ایک جھوٹے مسیح اور جھوٹے مہدی پر بددعا کی تھی اور وہ ہلاک ہو گیا تھا اسی طرح اپنی بددعا سے مجھے ہلاک کرے مگر اس بددعا کے بعد وہ آپ ہی ایسی جلدی ہلاک ہوا جس کی نظیر نہیں پائی جاتی۔ کوئی مولوی جواب نہیں دیتا کہ یہ کیا راز ہے کہ محمد طاہر نے تو اپنے زمانہ کے جھوٹے مسیح پر بددعا کرکے اس کو ہلاک کر دیا اور غلام دستگیر اپنے زمانہ کے مسیح پر بددعا کرکے آپ ہی ہلاک ہوگیا۔ یہ تو اندرونی نصرت الٰہی ہے بیرونی طور پر خدا تعالیٰ نے وہ رعب مجھے بخشا ہے کہ کوئی پادری میرے مقابل پر نہیں آسکتا۔ یا تو وہ زمانہ تھا کہ وہ لوگ بازاروں میں چلّا چلّا کر کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور قرآن شریف میں کوئی پیشگوئی نہیں اور یا خدا تعالےٰ نے ایسا اُن پر رعب ڈالا کہ اس طرف منہ نہیں کرتے گویا وہ سب اس جہان سے رخصت ہوگئے۔ اور مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر کوئی پادری اس مقابلہ کے لئے میری طرف منہ کرے تو خدا اس کو سخت ذلیل کرے گا۔ اور اس عذاب میں مبتلا کرے گا جس کی نظیر نہیں ہوگی اور اس کو طاقت نہیں ہوگی کہ جو کچھ مَیں دکھلاتا ہوں وہ اپنے فرضی خدا کی طاقت اور قوت سے دکھلا سکے اور میرے لئے خدا آسمان سے بھی نشان برسائیگا اور زمین سے بھی مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ برکت غیر قوموں کو نہیں دی گئی۔ پس کیا روئے زمین میں مشرق سے لیکر مغرب کی انتہا تک کوئی پادری ہے جو خدائی نشان میرے مقابل پر دکھلا سکے ہم نے میدان فتح کر لیا ہے کسی کی مجال نہیں جو ہمارے مقابل پر آوے پس یہ وہی بات ہے

؂ عبدالحق غزنوی کو مباہلہ کے بعد مَیں نے اپنے رسالہ انوار الاسلام میں بار بار مخاطب کرکے لکھا ہے کہ اگر تم اپنی دعا سے مباہلہ کے اثر سے بچ سکتے ہو تو کوشش کرو کہ تمہارے گھر میں کوئی لڑکا پیدا ہو جائے تا تم ابتر نہ ہو جو مباہلہ کا ایک اثر سمجھا جائے گا۔ پس اس قدر تاکید پر ضرور اُس نے مباہلہ کے بعد دعائیں کی ہوں گی آخر ابتر رہا پس اس سے زیادہ اور کیا نشان ہوگا۔ منہ

جو خدا تعالیٰ نے آج سے پچیس برس پہلے بطور پیشگوئی فرمائی ہے۔ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم اُفتاد۔ بخدا کہ ہم محمدی آج بلند مینار پر ہیں اور ہر ایک شخص ہمارے پیروں کے نیچے ہے۔

۱۵۰۔ نشان۔ میری کتاب نور الحق حصّہ دوم کے صفحہ ۳۵ سے ۳۸ تک جو طاعون کے پھوٹنے سے پہلے ملک میں شائع کی گئی تھی طاعون کے بارے میں یہ پیش گوئی ہے:۔

اعلموا ان اللّٰہ نفث فی روعی ان ھذا الخسوف والکسوف فی رمضان آیتان مخوفتان لقوم اتبعوا الشیطان ولئن ابوا فان العذاب قد حان

دیکھو صفحہ ۳۵ سے ۳۸ تک رسالہ نور الحق (ترجمہ) خدا نے اپنے الہام کے ساتھ میرے دل میں پھونکا ہے کہ خسوف کسوف ایک عذاب کا مقدمہ ہے یعنی طاعون کا جو قریب ہے اب برائے خدا وہ میری کتاب یعنی نور الحق حصّہ دوم غور سے پڑھو اور دیکھو کہ کسقدر مدت دراز طاعون سے پہلے اُس میں طاعون کے آنے کی پیش گوئی موجود ہے کیا انسان کی طاقت ہے کہ اپنی طرف سے ایسی پیشگوئی کرے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لایظھر علٰی غیبہ احدًا الا من ارتضٰی من رسول یعنی غیب کا ایسا دروازہ کسی پر کھولنا کہ گویا وہ غیب پر غالب اور غیب اس کے قبضہ میں ہے یہ تصرّف علم غیب میں بجز خدا کے برگزیدہ رسولوں کے اور کسی کو نہیں دیا جاتا کہ کیا باعتبار کیفیت اور کیا باعتبار کمیّت غیب کے دروازے اُس پر کھولے جائیں ہاں شاذونادر کے طور پر عام لوگوں کو کوئی سچّی خواب آسکتی ہے یا سچا الہام ہو سکتا ہے اور وہ بھی تاریکی سے خالی نہیں ہوتا مگر غیب کے دروازے اُن پر نہیں کھلتے۔ یہ موہبت محض خدا کے برگزیدوں کے لئے ہوتی ہے۔

۱۵۱۔ نشان۔ جب میں نے اپنی کتاب براہین احمدیہ تصنیف کی جو میری پہلی تصنیف ہے تو مجھے یہ مشکل پیش آئی کہ اس کی چھپوائی کے لئے کچھ روپیہ نہ تھا اور میں ایک گمنام آدمی تھا مجھے کسی سے تعارف نہ تھا تب میں نے خدا تعالیٰ کی جناب میں دعا کی تو یہ الہام ہوا ھزّ

بجذع النخلۃ تساقط علیک رطبًا جنیا۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۲۲۶ (ترجمہ) کھجور کے تنہ کو ہلا تیرے پر تازہ بتازہ کھجوریں گریں گی چنانچہ میں نے اس حکم پر عمل کرنے کیلئے سب سے اوّل خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر ریاست پٹیالہ کی طرف خط لکھا پس خدا نے جیسا کہ اُس نے وعدہ کیا تھا ان کو میری طرف مائل کر دیا اور اُنہوں نے بلا توقف اڑھائی سو روپیہ [۲۵۰] بھیجدیا اور پھر دوسری دفعہ اڑھائی سو روپیہ [۲۵۰] دیا اور چند اور آدمیوں نے روپیہ کی مدد کی اور اس طرح پر وہ کتاب باوجود نومیدی کے چھپ گئی اور وہ پیشگوئی پُوری ہو گئی۔ یہ واقعات ایسے ہیں کہ صرف ایک دو آدمی اُنکے گواہ نہیں بلکہ ایک جماعت کثیر گواہ ہے جس میں ہندو بھی ہیں۔ ایک نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ یہ وحی الٰہی کہ ھزّ الیک بجذع النخلۃ یہ حضرت مریمؑ کو قرآن شریف میں خطاب ہے جب لڑکا پیدا ہونے سے وہ بہت کمزور ہو گئی تھیں اور غذا کے لئے خدا تعالیٰ کی مدد کی محتاج تھیں۔ اسی طرح براہین احمدیہ میرے لئے بطور بچہ کے تھی جو پیدا ہوا اور یہ بات ہر ایک جانتا ہے کہ تالیفات کی نسبت یہ عام محاورہ ہے کہ انکو نتائج طبع کہتے ہیں یعنی طبیعت کے بچے اور جبکہ براہین احمدیہ میرا بچہ ٹھہرا جو پیدا ہوا تو اُس کے

حاشیہ: متن کتاب ہذا میں اُوپر لکھ چکا ہوں کہ کتاب براہین احمدیہ میں اوّل خدا نے میرا نام مریم رکھا اور پھر فرمایا کہ میں نے اس مریم میں صدق کی رُوح پھونک دی کے بعد اس کا نام عیسےٰ رکھ دیا گیا مریمی حالت سے عیسےٰ پیدا ہو گیا اور اس طرح میں خدا کے کلام میں ابن مریم کہلایا۔ اس بارہ میں قرآن شریف میں بھی ایک اشارہ ہے اور وہ میرے لئے بطور پیشگوئی کے ہے یعنی اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اس اُمت کے بعض افراد کو مریم سے تشبیہ دیتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ وہ مریم عیسےٰ سے حاملہ ہو گئی اور اب ظاہر ہے کہ اس اُمت میں بجز میرے کسی نے اس بات کا دعویٰ نہیں کیا کہ میرا نام خدا نے مریم رکھا اور پھر اس مریم میں عیسےٰ کی رُوح پھونک دی اور خدا کا کلام باطل نہیں ضرور ہے کہ اس اُمت میں کوئی اس کا

پیدا ہونے کے وقت میں بھی اپنی مالی حالت میں کمزور تھا جیسا کہ مریم کمزور تھی اور اپنے طور پر اس بچہ کی پرورش کیلئے یعنی اس کے طبع کیلئے غذا حاصل نہیں کرسکتا تھا تو مجھے بھی مریم کی طرح یہی حکم ہوا کہ ھزّی الیک بجذع النخلۃ پس اس پیشگوئی کے مطابق سرمایہ کتاب اکٹھا ہوگیا اور پیشگوئی پوری ہوگئی اور اس روپیہ کا آنا بالکل غیر متوقع تھا کیونکہ میں گمنام تھا اور یہ میری پہلی تالیف تھی اور یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ

حاشیہ در حاشیہ

مصداق ہو اور خوب غور کرکے دیکھ لو اور دنیا میں تلاش کرلو کہ قرآن شریف کی اس آیت کا بجز میرے کوئی دنیا میں مصداق نہیں پس یہ پیشگوئی سورۃ تحریم میں خاص میرے لئے ہے اور وہ آیت یہ ہے ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا دیکھو سورۃ تحریم الجزو ۲۸ (ترجمہ) اور دوسری مثال اس اُمت کے افراد کی مریم عمران کی بیٹی ہے جس نے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا تب ہم نے اس کے پیٹ میں اپنی قدرت سے رُوح پھونک دی یعنی عیسیٰ کی رُوح۔ اب ظاہر ہے کہ بموجب اس آیت کے اس اُمت کی مریم کو پہلی مریم کے ساتھ تب مشابہت پیدا ہوتی ہے کہ اس میں بھی عیسیٰ کی رُوح پھونک دی جائے جیسا کہ خدا نے خود رُوح پھونکنے کا ذکر بھی اس آیت میں فرما دیا ہے اور ضرور ہے کہ خدا کا کلام پورا ہو پس اس تمام اُمت میں وہ میں ہی ہوں۔ میرا ہی نام خدا نے براہین احمدیہ میں پہلی مریم رکھا اور بعد اس کے میری ہی نسبت یہ کہا کہ ہم نے اس مریم میں اپنی طرف سے رُوح پھونک دی اور پھر رُوح پھونکنے کے بعد مجھے ہی عیسیٰ قرار دیا پس اس آیت کا میں ہی مصداق ہوں میرے سوا تیرہ سو برس میں کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ پہلے خدا نے میرا نام مریم رکھا اور مریم میں اپنی طرف سے رُوح پھونک دی جس سے میں عیسیٰ بن گیا۔ خدا سے ڈرو اور اس میں غور کرو جس زمانہ میں خدا نے براہین احمدیہ میں یہ فرمایا اُس وقت تو میں اس دقیقہ معرفت سے خود بیخبر تھا جیسا کہ میں نے براہین احمدیہ میں اپنا عقیدہ بھی ظاہر کردیا کہ عیسیٰ آسمان سے آنیوالا ہے یہ میرا عقیدہ اس بات پر گواہ ہے کہ میری طرف سے کوئی افترا نہیں اور میں خدا کی تفہیم سے پہلے کچھ نہیں سمجھ سکا۔

ہیں مجھے عیسٰے کے نام سے موسوم کرنے سے پہلے میرا نام مریم رکھا اور ایک مدّت تک میرا نام خدا کے نزدیک یہی رہا اور پھر خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اے مریم میں نے تجھ میں سچائی کی رُوح پھونک دی گویا یہ مریم سچائی کی رُوح سے حاملہ ہوئی اور پھر خدا نے براہین احمدیہ کے اخیر میں میرا نام عیسٰی رکھ دیا گویا وہ سچائی کی روح جو مریم میں پھونکی گئی تھی ظہور میں آ کر عیسٰی کے نام سے موسوم ہو گئی۔ پس اس طرح پر میں خدا کی کلام میں ابن مریم کہلایا اور یہی معنی اس وحی الٰہی کے ہیں کہ الحمد للہ الذی جعلك المسیح ابن مریم۔

آنکہ گوید ابن مریم چوں شدی ... ہست او غافل ز راز ایزدی
آں خدائے قادر و ربّ العباد ... در براہیں نام من مریم نہاد
مدتے بودم برنگ مریمی ... دست نا دادہ بہ پیراں زمی
ہمچو بکرے یافتم نشو و نما ... از رفیق راہ حق۔ نا آشنا
بعد ازاں آں قادر و ربّ مجید ... روحِ عیسٰے اندراں مریم دمید
پس بہ نفخش رنگ دیگر شد عیاں ... زاد زاں مریم مسیح ایں زماں
زیں سبب شد ابن مریم نام من ... زانکہ مریم بود اوّل گام من
بعد ازاں از نفخ حق عیسٰی شدم ... شد ز جائے مریمی برتر قدم
ایں ہمہ گفت است ربّ العالمین ... گر نمیدانی براہیں را ببیں
حکمتِ حق رازہا دارد بسے ... نکتۂ مستور کم فہمد کسے
فہم را فیضانِ حق باید نخست ... کار بے فیضاں نمی آید درست
گر نداری فیضِ رحماں را پناہ ... ظلمتے در ہر قدم داری براہ
فیضِ حق را با تضرّع کن تلاش ... ہاں مرد چوں توسنے آہستہ باش
اے پئے تکفیر ما بستہ کمر ... خانہ ات ویراں تو در فکر دگر
صد ہزاراں کفر در جانت نہاں ... رو چہ نالی بہر کفرِ دیگراں

نکتہ چیں را چشم می باید نخست	خیز و اول خویشتن را کن درست
او نہ بر ما خویش را رسوا کند	لعنتی گر لعنتے بر ما کند
لعنت آں باشد کہ از رحماں بود	لعنتِ اہلِ جفا آساں بود

١٥٢- نشان - خدا تعالیٰ نے ایک عام طور پر مجھے مخاطب کرکے فرمایا تھا کہ:- انّی مُہینٌ من اراد اھانتک یعنی میں اس کو ذلیل کروں گا جو تیری ذلت کا ارادہ کرے گا۔ صدہا دشمن اس پیشگوئی کے مصداق ہوگئے ہیں۔ اس رسالہ میں مفصل لکھنے کی گنجائش نہیں۔ اُن میں سے اکثر لوگ ایسے ہیں جنہوں نے میری نسبت یہ کہا کہ یہ مفتری ہے طاعون سے ہلاک ہوگا خدا کی قدرت کہ وہ خود طاعون سے ہلاک ہوگئے اور اکثر لوگ ایسے ہیں کہ اپنا یہ الہام پیش کرتے تھے کہ ہمیں خدا نے بتلایا ہے کہ یہ شخص جلد مرجائیگا خدا کی شان کہ وہ اپنے ایسے الہاموں کے بعد خود جلد مرگئے اور بعض نے میرے پر بددعائیں کی تھیں کہ وہ جلد ہلاک ہوجائے وہ خود جلد ہلاک ہوگئے مولوی محی الدین لکھو کے والے کا الہام لوگوں کو یاد ہوگا جنہوں نے مجھے کافر ٹھیرایا اور فرعون سے تشبیہ دی اور میرے پر عذاب نازل ہونے کی نسبت الہام شائع کئے آخر آپ ہی ہلاک ہوگئے اور کئی سال ہوگئے کہ وہ اس دنیا سے گذر گئے۔ ایسا ہی مولوی غلام دستگیر قصوری بھی مجھے گالیاں دینے میں حد سے بڑھ گیا تھا جس نے مکہ سے میرے پر کفر کے فتوے منگوائے تھے وہ بھی بیٹھتے اُٹھتے میرے پر بددعا کرتا تھا اور لعنت اللّٰہ علی الکاذبین اُس کا ورد تھا اور اسی پر بس نہیں بلکہ جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں اس کو بھی شوق آیا کہ شیخ محمد طاہر صاحب مجمع البحار کی طرح میرے پر بددعا کرے تا اس کی بھی کرامت ثابت ہو کیونکہ صاحب مجمع البحار کے زمانہ میں بعض ناپاک طبع لوگوں نے محض افترا کے طور پر مسیح اور مہدی ہونیکا دعویٰ کیا تھا اور چونکہ وہ ناراستی پر تھے اس لئے خدا تعالیٰ نے محمد طاہر کی دعا منظور کرکے ان کو محمد طاہر کی زندگی میں ہی ہلاک کر دیا پس اس قصہ کو پڑھ کر غلام دستگیر کو بھی شوق اٹھا کہ آؤ میں بھی اس جھوٹے مسیح اور جھوٹے

جھدی پر دعا کروں تا اس کی موت سے میری کرامت بھی ثابت ہو مگر اس کو شیخ سعدی کا یہ شعر یاد نہ رہا ؎ ہر بیشہ گمان مبر کہ خالی است۔ شاید کہ پلنگ خفتہ باشد ✦ اگر میں جھوٹا ہوتا تو بے شک ایسی دعا سے کہ جو نہایت توجہ اور درد دل سے کی گئی تھی ضرور ہلاک ہو جاتا اور میاں غلام دستگیر محمد طاہر ثانی سمجھا جاتا لیکن چونکہ میں صادق تھا اس لئے غلام دستگیر خدا تعالیٰ کی وحی انی مھین من اراد اھانتک کا شکار ہو گیا اور وہ دائمی ذلّت جو میرے لئے اُس نے چاہی تھی اُس پر پڑ گئی۔

اگر کوئی مولوی خدا سے ڈرنے والا ہو تو اس ایک ہی مقام سے اس کا پردہ غفلت کا دور ہو سکتا ہے ہر ایک طالب حق پر لازم ہے کہ اس بات کو سوچے کہ یہ کیا بھید ہے کہ محمد طاہر کی دعا سے تو جھوٹا مسیح اور جھوٹا مہدی ہلاک ہو گیا اور جب میاں غلام دستگیر نے اُس کی ریس کر کے بلکہ مشابہت ظاہر کرنے کے لئے اپنی کتاب فتح رحمانی میں اُس کا ذکر بھی کر کے میرے پر بددعا کی اور بددعا کرنے کے وقت اپنی اسی کتاب میں میری نسبت یہ دفعہ لکھا تبّاً لہٗ ولاتباعہ جس کے یہ معنی ہیں کہ میں اور میرے پیرو سب ہلاک ہو جائیں تب وہ چند ہفتہ کے اندر آپ ہی ہلاک ہو گیا اور جس ذلّت کو میری موت مانگ کر میرے لئے چاہتا تھا وہ داغ ذلّت ہمیشہ کے لئے اُس کو نصیب ہو گیا کوئی صاحب مجھے جواب دیں کہ کیا اتفاقی امر ہے یا خدا تعالیٰ کے ارادہ سے ظہور میں آیا۔ میں ابتک خدا تعالیٰ کے فضل سے زندہ ہوں مگر غلام دستگیر کے مرنے پر گیارہ برس سے زیادہ گذر گئے اب آپ لوگوں کا کیا خیال ہے کیا خدا تعالیٰ کو محمد طاہر کے زمانہ کا جھوٹا مسیح اور جھوٹا مہدی بُرا معلوم ہوتا تھا اور اُس سے خدا دشمنی رکھتا تھا مگر غلام دستگیر کے زمانہ میں جو جھوٹا مسیح پیدا ہوا اُس کو خدا تعالیٰ نے محبت کی نظر سے دیکھا اور اسکو عزت دی کہ غلام دستگیر کو اسکے سامنے ہلاک کر دیا۔ اور غلام دستگیر کی بددعا کو اُسی کے منہ پر مار کر اسی کو موت کا پیالہ پلا دیا اور قیامت تک یہ داغ ذلّت اُس پر رکھا۔ اگر میں غلام دستگیر کی بددعا سے مر جاتا اور غلام دستگیر اب تک

زندہ رہتا تو کیا میرے دشمن بلکہ دین اسلام کے دشمن دنیا میں ہزاروں اشتہار جاری کرکے شور قیامت نہ مچا دیتے اور کیا میرا جھوٹا ہونا نقارہ کی چوٹ سے مشہور نہ کیا جاتا؟ تو پھر اب کیوں بزرگان قوم خاموش ہیں کیا ان لوگوں کا یہی تقویٰ ہے اور یہ کہنا کہ یہ مباہلہ نہیں فرض کیا کہ یہ مباہلہ نہیں مگر محمد طاہر کی ریس کرکے بددعا تو ہے جس کے مقابل میرا الہام ہے کہ انّی مھینٌ من اراد اھانتک پس یہ کیا ہؤا کہ اس بددعا سے میرا تو کچھ نہ بگڑا مگر خدا تعالیٰ کے الہام انّی مھینٌ من اراد اھانتک نے کھلا کھلا اثر دکھا دیا اور اسی بدعا کو بموجب آیت علیھم دائرۃ السوء غلام دستگیر پر نازل کر دیا۔ اور جو شخص محمد طاہر کا ثانی بننا چاہتا تھا اُس کو خدا نے جھوٹے مسیح کا ثانی بنا دیا اور اس کے مرنے کے بعد میرے پر برکت پر برکت نازل کی گئی۔ کئی لاکھ انسان مرید ہو گئے اور اس کی وفات کے بعد تین بیٹے پیدا ہوئے اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور قریباً تمام دنیا میں عزت کے ساتھ خدا نے مجھے مشہور کر دیا۔ شاید ہمارے مخالف اب یہ کہیں گے کہ وہ جھوٹا مسیح اور جھوٹا مہدی جو محمد طاہر کی بددعا سے مرگیا تھا وہ بھی ایک اتفاقی موت تھی محمد طاہر کی دعا کا اثر نہ تھا۔ پس ایسی باتوں کا ہم کہاں تک جواب دے سکتے ہیں چاہیں تو وہ دہریہ بن جائیں اور یہ کہہ دیں کہ غلام دستگیر کی موت بھی اتفاقی ہے۔ ظاہر علامات تو یہی معلوم ہوتی ہیں۔

کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال	دل میں اُٹھتا ہے مرے سو سو اُبال
اسقدر کین و تعصب بڑھ گیا	جس سے کچھ ایماں جو تھا وہ سڑ گیا
کیا یہی تقویٰ یہی اسلام تھا	جس کے باعث سے تمہارا نام تھا

غرض خدا کا یہ الہام کہ انّی مھین من اراد اھانتک صدہا جگہ پر بڑے زور سے ظاہر ہؤا اور ظاہر ہو رہا ہے۔ اس میں کیا بھید ہے کہ وہ قادر اس قدر میری حمایت کرتا ہے یہی ہے کہ وہ نہیں چاہتا کہ اس کا محب ضائع ہو۔

چہ شیریں منظری اے دلستانم	چہ شیریں خصلتی اے جان جانم

چو دیدم روئے تو دل در تو بستم	نماندہ غیر تو اندر جہانم
تواں برداشتن دست از دو عالم	مگر بحسرت بسوزد استخوانم
در آتش تن بآسانی تواں داد	ز ہجرت جاں رود با صد فغانم

۱۵۳-نشان- مولوی محمد حسن بھیں والے نے میری کتاب اعجاز احمدی کے حاشیہ پر لعنۃ اللہ علی الکاذبین لکھ کر اپنے تئیں مباہلہ کے پیچ میں ڈال دیا چنانچہ اس تحریر پر ایک سال بھی نہیں گذرا تھا کہ بڑے دکھ کے ساتھ اس جہان سے گذر گیا - اور جواناں مرگ موت ہوئی - اُسی کے ہاتھ کا لکھا ہوا مباہلہ ہمارے پاس موجود ہے جو چاہے دیکھ لے -

۱۵۴-نشان- پیر مہر علی شاہ گولڑوی نے اپنی کتاب سیف چشتیائی میں مجھے چور کہا تھا یعنی اس کے خیال میں مَیں نے دوسروں کی کتابوں کا مضمون چُرا کر لکھا ہے اس افترا کی خدا نے اُس کو یہ سزا دی کہ عدالت میں کرم دین کے مقدمہ میں وہ خود محمد حسن کے نوٹوں کا چور ثابت ہوا- چنانچہ عدالت میں اس بارہ میں حلفی شہادتیں گذر گئیں- تب اس پر بھی الہام انی مھین من اراد اھانتک پورا ہو کر خدا تعالیٰ کا نشان ظاہر ہوا-

۱۵۵-نشان- خدا تعالیٰ کا یہ بھی ایک نشان تھا کہ اُس نے ۱۸۸۲ء کے بعد باقی حصہ براہین احمدیہ کا تئیس برس کی مدت تک چھپنے سے روک دیا تا اس کا یہ کلام پورا ہو کہ مَیں براہین احمدیہ کو بطور نشان کے بناؤں گا کیونکہ اس میں بہت سی ایسی پیشگوئیاں تھیں جو ابھی ان کا پورا ہونا معرض انتظار میں تھا اور اسمیں میری نسبت ایسے وعدے تھے جو ابھی ظہور میں نہیں آئے تھے اور ضرور تھا کہ ان تمام نشانوں اور تمام وعدوں کا اُسی کتاب میں پورا ہونا دکھلایا جاتا تا کتاب براہین احمدیہ اسم بامسمیٰ ہو جاتی - اگر ان پیشگوئیوں کے پورا ہونے سے پہلے براہین احمدیہ ختم ہو جاتی تو وہ ایک ناقص کتاب ہوتی اسلئے خدا نے جسکے تمام کام حکمت اور مصلحت پر مبنی ہیں یہ چاہا کہ اسوقت تک براہین احمدیہ کے باقی حصہ کا چھپنا اور شائع ہونا

روک دیا جائے جبتک کہ وہ پیشگوئیاں پوری ہو جائیں جو براہین احمدیہ میں لکھی گئی ہیں کیونکہ وہ کتاب جیسا کہ اس کا نام براہین احمدیہ ہے اس لئے تالیف کی گئی ہے کہ تا حقیت اسلام کی براہین بیان وہ ظاہر کرے اور براہین میں سب سے بڑھ کر آسمانی نشان ہیں جن میں انسانی طاقت کا کچھ بھی دخل نہیں سو ضرور تھا کہ اس میں اسقدر آسمانی نشان لکھے جاتے کہ دشمن پر اتمام حجت کرنے کیلئے کافی ہوتے جیسا کہ براہین احمدیہ میں یہ وعدہ دیا گیا تھا کہ اسمیں تین سو نشان لکھے جائیں گے سو خدا نے چاہا کہ وہ باتیں پوری ہوں اگرچہ مخالف لوگ اپنی جہالت سے شور ڈالتے رہے اور میرے پر یہ افترا کیا کہ گویا میں نے بدنیتی سے لوگوں کا روپیہ قیمت ہضم کرنے کیلئے براہین احمدیہ کا چھپنا آئندہ ہمیشہ کیلئے بند کر دیا ہے لیکن براہین احمدیہ کی تاخیر طبع میں یہی حکمت تھی جو میں نے بیان کی اور میں یقین رکھتا ہوں کہ کوئی عقلمند اس سے انکار نہیں کریگا مگر وہی لوگ جن کو دین و دیانت سے سروکار نہیں وسیعلم الذین ظلموا ایّ منقلب ینقلبون ۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وقال الذین کفروا لولا نزل علیہ القرآن جملۃً واحدۃً کذٰلک لنثبت بہ فؤادک یعنی کافر کہتے ہیں کہ کیوں قرآن ایک مرتبہ ہی نازل نہ ہوا۔ ایسا ہی چاہئے تھا تا وقتاً فوقتاً ہم تیرے دل کو تسلی دیتے رہیں اور تو وہ معارف اور علوم جو وقت سے وابستہ ہیں اپنے وقت پر ہی ظاہر ہوں کیونکہ قبل از وقت کسی بات کا سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے سو اسی مصلحت سے خدا نے قرآن شریف کو تئیس برس تک نازل کیا تا اس مدت تک موعودہ نشان بھی ظاہر ہو جائیں سو میں یقین رکھتا ہوں کہ کتاب براہین احمدیہ کی تاخیر پر ابھی تیسواں برس ختم نہیں ہوگا کہ اس کا پانچواں حصہ ملک میں شائع ہو جائے گا۔ اور خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں تئیس برس کی طرف اشارہ بھی کیا ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے

یا احمد بارک اللہ فیک ۔ الرحمٰن علّم القرآن ۔ لتنذر قوماً ما انذر اٰباءھم ولتستبین سبیل المجرمین ۔ قل انی امرت وانا اول المؤمنین ۔

۱؎ احمد یہ ظلی طور پر اس عاجز کا نام ہے خدا نے تجھ میں برکت رکھدی خدا رحمٰن جس

تجھے قرآن سکھلایا ہے یعنی اس زمانہ کے لوگوں میں سے کسی کا تیرے پر بار منت نہیں خدا تیرا معلم ہے اور خدا نے تجھے اس لئے قرآن سکھلایا کہ تا تو ان لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے اور تا خدا کی حجت پوری ہو جاوے اور مجرموں کی راہ کھل جائے ان کو کہدے کہ میں خدا کی طرف سے مامور ہوں اور سب سے پہلے اس بات پر ایمان لانے والا میں ہوں اور چونکہ پہلے اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تعلیم قرآن تئیس برس تک ختم ہوئی اس لئے ضروری تھا کہ اب بھی اس مشابہت کو دکھلانے کے لئے تئیس برس ہی تعلیم قرآن کی مدت مقرر کی جاتی تا وہ سب نشان ظاہر ہو جائیں جن کا وعدہ دیا گیا تھا۔ رومی صاحب نے بھی اسی بارہ میں فرمایا ہے

مدتے ایں مثنوی تاخیر شد   سالہا بایست تا خوں شیر شد

۱۵۶۔نشان۔ یہ نشان پہلے اس سے میں نے اپنے رسالہ تذکرۃ الشہادتین کے اخیر میں لکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ اکتوبر ۱۹۰۳ء کو میں نے ارادہ کیا تھا کہ صاحبزادہ عبد اللطیف اور شیخ عبد الرحمن صاحب کی شہادت کے بارہ میں جو نہایت ظلم سے قتل کئے گئے ایک رسالہ لکھوں جس کا نام تذکرۃ الشہادتین تجویز کیا تھا لیکن اتفاقاً مجھے درد گردہ شروع ہو گیا اور میرا ارادہ تھا کہ ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۰۳ء تک وہ رسالہ ختم کر لوں کیونکہ ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۰۳ء کو ایک فوجداری مقدمہ کے لئے جو ایک مخالف کی طرف سے میرے پر دائر تھا گورداسپور میں جانا ضروری تھا تب میں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ یا الٰہی میں شہید مرحوم عبد اللطیف کیلئے رسالہ لکھنا چاہتا ہوں اور درد گردہ شروع ہو گئی ہے مجھے شفا بخش اور اس سے پہلے مجھے ایک دفعہ دس دن برابر درد گردہ رہی تھی اور میں اس سے قریب موت ہو گیا تھا اب کی دفعہ وہی خوف دامنگیر ہو گیا میں نے اپنے گھر کے لوگوں کو کہا کہ میں دعا کرتا ہوں تم آمین کہو تب میں نے اپنی شفا کے لئے اس سخت درد کی حالت میں دعا کی اور انہوں نے آمین کہی پس میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی قسم ہر ایک گواہی سے زیادہ اعتبار

کے لائق ہے کہ ابھی مَیں نے دعا تمام نہیں کی تھی کہ میرے پر غنودگی طاری ہوئی اور الہام ہوا
سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِيمٍ۔ مَیں نے اُسی وقت یہ الہام اپنے گھر کے لوگوں
اور ان سب کو جو حاضر تھے سُنا دیا اور خدائے علیم جانتا ہے کہ صبح کے چھ بجے سے پہلے
مَیں بکلی صحتیاب ہوگیا اور اُسی دن مَیں نے آدھی کتاب تصنیف کرلی فالحمد للہ علیٰ
ذٰلک دیکھو تذکرۃ الشہادتین کا حصہ اخیر۔

۱۵۷- نشان - صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف کی شہادت بھی میری سچائی پر ایک نشان ہے کیونکہ جب سے خدا نے دنیا کی بنیاد ڈالی ہے کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ کوئی شخص دیدہ و دانستہ ایک جھوٹے مکار مفتری کے لئے اپنی جان دے اور اپنی بیوی کو بیوہ ہونے کی مصیبت میں ڈالے اور اپنے بچوں کا یتیم ہونا پسند کرے اور اپنے لئے سنگساری کی موت قبول کرے یوں تو صدہا آدمی ظلم کے طور پر قتل کئے جاتے ہیں۔ مگر مَیں جو اس جگہ صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب کی شہادت کو ایک عظیم الشان نشان قرار دیتا ہوں وہ اس وجہ سے نہیں کہ ظلم سے قتل کئے گئے اور شہید کئے گئے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ شہید ہونے کے وقت انہوں نے وہ استقامت دکھائی کہ اس سے بڑھ کر کوئی کرامت نہیں ہوسکتی۔ ان کو تین مرتبہ امیر نے مختلف وقتوں میں نرمی سے سمجھایا کہ جو شخص قادیان میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اسکی بیعت توڑ دو تو آپ کو چھوڑ دیا جائیگا بلکہ پہلے سے بھی زیادہ آپ کی عزت ہوگی ورنہ سنگسار کئے جاؤ گے اُنہوں نے ہر ایک مرتبہ میں یہی جواب دیا کہ مَیں اہل علم ہوں اور زمانہ دیدہ ہوں مَیں نے بصیرت کی راہ سے بیعت کی ہے مَیں اُس کو تمام دُنیا سے بہتر سمجھتا ہوں اور کئی دن اُن کو حراست میں رکھا گیا اور سخت دُکھ دیا گیا اور ایک بھاری زنجیر ڈالا گیا جو سر سے پاؤں تک تھا۔ اور بار بار سمجھایا اور ترک بیعت پر عزت افزائی کا وعدہ کیا کیونکہ ان کو ریاست کابل سے پرانے تعلقات تھے اور ریاست میں ان کے حقوق خدمات تھے مگر اُنہوں نے بار بار

کہا کہ مَیں دیوانہ نہیں مَیں نے حق پالیا ہے۔ مَیں نے بخوبی دیکھ لیا ہے کہ مسیح آنیوالا یہی ہے جس کے ہاتھ پر مَیں نے بیعت کی ہے۔ تب نومید ہو کر ناک میں اُن کے رسی ڈال کر پابزنجیر سنگساری کے میدان میں لے گئے اور سنگسار کرنے سے پہلے پھر امیر نے ان کو سمجھایا کہ اب بھی وقت ہے آپ بیعت توڑ دیں اور انکار کردیں۔ تب اُنہوں نے کہا کہ یہ ہرگز نہیں ہوگا اب میرا وقت قریب ہے۔ مَیں دنیا کی زندگی کو دین پر ہرگز مقدم نہیں کرونگا کہتے ہیں کہ ان کی اس استقامت کو دیکھ کر صدہا آدمیوں کے بدن پر لرزہ پڑگیا اور ان کے دل کانپ اُٹھے کہ یہ کیسا مضبوط ایمان ہے ایسا ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ اور بہتوں نے کہا کہ اگر وہ شخص جس سے بیعت کی گئی ہے خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو صاحبزادہ عبد اللطیف یہ استقامت ہرگز دکھلا نہ سکتا۔ تب اُس مظلوم کو پتھروں کے ساتھ شہید کیا گیا اور اُس نے آہ نہ کی اور چالیس دن ان کی لاش پتھروں میں پڑی رہی اور آخری مقولہ اُن کا یہ تھا کہ مَیں چھ دن سے زیادہ مردہ نہیں رہوں گا تب امیر نے انکی سنگساری کی جگہ پر ایک پہرہ بٹھا دیا کہ شاید یہی فریب ہوگا مگر اس مقولہ سے انکی مراد یہ تھی کہ چھ دن تک میری روح ایک نئے جسم کے ساتھ آسمان پر اُٹھائی جائیگی۔

اب ایمان اور انصاف سے سوچنا چاہیئے کہ جس سلسلہ کا تمام مدار مکر اور فریب اور جھوٹ اور افترا پر ہو کیا اس سلسلہ کے لوگ ایسی استقامت اور شجاعت دکھلا سکتے ہیں؟ کہ اس راہ میں پتھروں سے کچلا جانا قبول کریں اور اپنے بچوں اور بیوی کی کچھ بھی پروانہ کریں اور ایسی مردانگی کے ساتھ جان دیں اور بار بار رہائی کا وعدہ بشرط فسخ بیعت دیا جاوے مگر اس راہ کو نہ چھوڑیں اسی طرح شیخ عبد الرحمٰن بھی کابل میں ذبح کیا گیا اور دم نہ مارا اور یہ نہ کہا کہ مجھے چھوڑ دو۔ مَیں بیعت کو توڑتا ہوں اور یہی سچے مذہب اور سچے امام کی نشانی ہے کہ جب کسی کو اس کی پوری معرفت حاصل ہو جاتی ہے اور ایمانی شیرینی دل و جان میں رچ جاتی ہے تو ایسے لوگ اس راہ میں مرنے سے نہیں ڈرتے۔ ہاں جو سطحی ایمان رکھتے

ہیں اور ان کے رگ و ریشہ میں ایمان داخل نہیں ہوتا وہ بیہودا اسکریوطی کی طرح تھوڑے سے لالچ سے مرتد ہو سکتے ہیں ایسے ناپاک مرتدوں کے بھی ہر ایک نبی کے وقت میں بہت نمونے ہیں سو خدا کا شکر ہے کہ مخلصین کی ایک بھاری جماعت میرے ساتھ ہے اور ہر ایک ان میں سے میرے لئے ایک نشان ہے یہ میرے خدا کا فضل ہے۔ ربّ انّک جنّتی ورحمتک جُنّتی وآیاتک غذائی وفضلک ردائی۔

قصیدہ مِنَ المؤلّف

انّی مِنَ الرَّحمٰنِ عبدٌ مُکرَّمٌ
میں رحمٰن کی طرف سے ایک بندہ عزت دیا گیا ہوں

سمٌّ معاداتی و سلمی اَسلَم
میری دشمنی زہر ہے اور مجھ سے صلح سلامتی بخشنے والی ہے

انّی انا البُستانُ بُستانُ الھُدٰی
میں وہ باغ ہوں جو ہدایت کا باغ ہے

انّی صدوق مصلح مترحّم
میں راستگو اور مصلح ہوں اور اصلاح کرنیوالا ہوں

مَنْ فرّ منّی فرّ من ربّ الوریٰ
جو شخص مجھ سے بھاگا وہ خدا سے بھاگا

انّی انا النّھج السلیم الاقوم
میں سلامتی کی راہ اور سیدھی راہ ہوں

روحی لتقدیس العلیّ حمامۃ
میری روح خدا کی تقدیس کیلئے ایک کبوتری ہے

او عندلیب غارد مترنم
یا ایک بلبل ہے جو خوش آواز سے بول رہی ہے

ما جئتکم فی غیر وقت عابثًا
میں تمہارے پاس بیوقت بطور لہو ولعب نہیں آیا

قد جئتکم والوقت لیل مُظلم
میں اُسوقت آیا جبکہ زمانہ رات کی طرح تھا

یا ایّھا النّاس اترکوا اھواءکم
اے لوگو اپنی حرص ہوا کو چھوڑ دو

توبوا وانّ اللّٰہ ربّ ارحم
توبہ کرو اور خدا غفور و رحیم ہے

ربٌّ کریم غافر لمن اتقیٰ
رب کریم ہے وہ ڈرنے والے کو بخش دیتا ہے

طوبٰی لمن بعد المعاصی یندم
کیا خوش نصیب وہ شخص ہے جو گناہ کے بعد پچھتاتا ہے

یا ایھا النّاس اذکروا اٰجالکم
اے لوگو اپنی موتوں کو یاد کرو

انّ المنایا لا تُردّ وتھجم
جب موتیں آتی ہیں تو واپس نہیں ہوتیں اور ناگاہ پکڑ لیتی ہیں

یا لائمی انّ المکارم کلّھا
اے میرے ملامت کرنیوالے تمام بزرگیاں

فی الصّدق فاسلک نھج صدقٍ ترحم
صدق میں ہیں پس صدق اختیار کر۔ سلامت رہیگا

السعی للتوھین امرٌ باطل
توہین کے لئے کوشش کرنا باطل ہے

اِنّ المُقرّب لا یُھان ویکرم
جو شخص خدا کا مقرب ہوتا ہے خدا اسکو ذلیل نہیں کرتا

جاءتک اٰیاتی فانت تُکذّبُ
میرے نشان تیرے پاس آئے سو تو تکذیب کرتا ہے

شاھدتّ سلطانی فانت تحکّم
اور میرے برہان تونے مشاہدہ کئے اور پھر تو تحکم کرتا ہے

ھل جاءک الابراء من ربّ الوریٰ
کیا بری ہونیکی خبر خدا تعالیٰ سے تجھے پہنچ گئی

ام ھل رئیت العیش لا یتصرّم
یا تونے دیکھ لیا کہ تیری زندگی کبھی منقطع نہیں ہوگی

ان کنت ازمعت النّضال فاننا
اور اگر تو جنگ کا ارادہ کرتا ہے

ناتی کما یأتی لصیدٍ ضیغم
تو ہم اس طرح آئینگے جس طرح شکار کیلئے شیر آتا ہے

لا نتقی حرب العدا ونضالھم
ہم دشمنوں کی جنگ اور انکی تیراندازی سے نہیں ڈرتے

والقلب عند الحرب لا یتجھّم
اور دل لڑائی کے وقت متردد نہیں ہوتا

انظر الی عبد الحکیم وغیّہ
ڈاکٹر عبد الحکیم خاں اور اسکی گمراہی کی طرف دیکھ

یعوی کسرحانٍ ولا یتکلّم
بھیڑیے کی طرح چلّا رہا ہے نہ یہ کہ بات کرتا ہے

کبرٌ یُسعّر نفسہ بضرامہ
تکبر اپنی ایندھن کے ساتھ ان کو مشتعل کرتا ہے

ما منّ ھذا الکبر الا الدرھم
اور یہ تکبر باعث مال کے پیدا ہوا ہے

الفخر بالمال الکثیر جھالۃ
مال کثیر کے ساتھ فخر کرنا جہالت ہے

غیم قلیل الماء لا یتلوّم
یہ وہ بادل ہے جس میں کم پانی ہے جو ٹھیر نہیں سکتا

جھد المخالف باطل فی امرنا
مخالف کی کوششیں ہمارے معاملہ میں باطل ہیں

سیفٌ من الرّحمٰن لا یتثلّم
یہ وہ تلوار ہے جو رخنہ پذیر نہیں ہوگی

في وجهنا نور المهيمن لائح ان كان فيكم ناظر متوسم

ہمارے منہ پر خدا کا نور روشن ہے اگر تم میں کوئی دیکھنے والا ہو

ما قلت يا عبد الحكيم بجنبنا الا كخذف عند سيف يصرم

اے عبد الحکیم تو نے ہمارے مقابل پر جو باتیں کی ہیں تو وہ ایک روڑہ کی طرح ہے جو چلایا جاوے بمقابل اس تلوار کے جو کاٹتی ہے

والله لا يخزى عزيز جنابه والله لا تعلى العلاء وترجم

بخدا کہ خدا تعالیٰ اپنا عزیز رسوا نہیں ہوگا اور بخدا اگر تو غالب نہیں ہوگا اور رد کیا جائیگا

هذا من الرحمن نبأ محكم فاسمع ويأتي وقته المتحتم

یہ خدا کی طرف سے خبر پختہ ہے محکم ہے پس سُن رکھ اور اس کا قرار دادہ وقت آرہا ہے

والله ينقض كل خيط مكائد لين سحيل او شديد مبرم

اور بخدا ہر ایک مکر کا دھاگا توڑ دیا جائیگا خواہ وہ نرم مکر ہے اور خواہ سخت مکر ہے

كفر وما التكفير منك ببدعة رسم تقادم عهده المتقدم

مجھے کافر کہہ اور کافر کہنا تیرا کوئی نئی بات نہیں ایک پرانی رسم قدیم سے چلی آتی ہے

قد كفرت من قبل صحب نبينا قالوا اللئام كفرة وهم هم

اس سے پہلے ہمارے نبی صلعم کے صحابہ کو لوگ کافر ٹھہرا چکے اور کہا کہ یہ لئیم اور کافر ہیں اور انکی شان جو ہے سو ہے

تب من كلوم قلت واحفد تائبا والعفو خلقي ايها المتوهم

جو کچھ تو نے کہا ہے اس سے توبہ کر اور میری طرف دوڑ اور بخشنا میرا خلق ہے اے وہموں میں گرفتار

ان كنت تمنى الوغا فنحارب بارز فاني حاضر متخيم

اگر تو لڑنے کو چاہتا ہے پس ہم لڑیں گے باہر میدان میں آ کہ میں حاضر ہوں خیمہ لگائے ہوئے

نطقي كسيف قاطع يردي العدا قولي كعالية القنا او لهذم

میرا نطق تلوار کاٹنے والی کے مانند ہے جو دشمنوں کو ہلاک کرتی ہے بات میری نیزہ کی نوک کی طرح ہے یا لہذم کی طرح ہے

كم من قلوب قد شققت غلافها كم من صدور قد كلمت واكلم

بہت دل ہیں جن کے غلاف میں نے پھاڑ دیئے بہت سینے ہیں جو میں نے مجروح کئے اور کرتا ہوں

حاربتُ کلّ مکذّبٍ و باٰخرۃٍ — للحرب دائرۃٌ علیک فتعلم
میں نے ہر ایک مکذب سے لڑائی کی ہے — اور آخری نوبت میں لڑائی کے چکر تجھ پر آ گیا پس عنقریب جان لیگا

لی فیک من ربی قدیرٍ اٰیۃٌ — ان کنت لا تدری فانا نعلم
تجھ میں میرے خدا کی طرف سے ایک نشان ہے — اگر تو نہیں جانتا تو ہم جانتے ہیں

قد قلتَ دجّالٌ و قلتَ قد افتریٰ — تھذی و فی صف الوغیٰ تتجشّم
تو نے کہا کہ یہ شخص دجّال ہے اور خدا تعالیٰ پر افترا کرتا ہے — تو بکواس کر رہا ہے اور لڑائی میں تکلیف کر رہا ہے

والحکم حکم اللّٰہ یا عبد الھویٰ — یُبدیک یومًا ما تسرّ و تکتم
اور حکم خدا کا حکم ہے اے حرص کے بندے — ایک دن وہ تجھے جتلا دیگا جو کچھ تو پوشیدہ کرتا ہے

الحق درعٌ عاصمٌ فیصوننی — فاحذر فانی فارسٌ مستلئمٌ
حق ایک بچانے والی زرہ ہے جو مجھے بچائے گی — پس خوف کر کہ میں ایک سوار ہتھیار پہننے والا ہوں

۱۵۸- نشان۔ واضح ہو کہ مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کی شہادت کے بعد جو کچھ کابل میں ظہور میں آیا وہ بھی میرے لئے خدا کی طرف سے ایک نشان ہے۔ کیونکہ مظلوم شہید مرحوم کے قتل سے میری سخت اہانت کی گئی اس لئے خدا کے قہر نے کابل پر غضب کی تلوار کھینچی۔ اس مظلوم شہید کے قتل کئے جانے کے بعد سخت ہیضہ کابل میں پھوٹا اور وہ لوگ جو مشورہ شہید مظلوم کے قتل میں شریک تھے اکثر ہیضہ کے شکار ہو گئے اور خود امیر کابل کے گھروں میں بعض موتوں سے ماتم برپا ہو گیا اور کئی ہزار انسان جو اس قتل سے خوش تھے شکار مرگ ہو گئے اور وبائے ہیضہ کا ایسا سخت طوفان آیا کہ کہتے ہیں کہ کابل میں ایسا ہیضہ گزشتہ زمانوں میں بہت کم دیکھنے میں آیا ہے اور الہام انی مھین من اراد اھانتک اس جگہ بھی پورا ہوا۔

بنگر کہ خون ناحق پروانہ شمع را — چنداں اماں نداد کہ شب را سحر کند

۱۵۹- نشان۔ میری کتاب انجام آتھم کے صفحہ اٹھاونؔ میں ایک یہ پیشگوئی تھی۔ جو

مولوی عبد الحق غزنوی کے مقابل پر لکھی گئی تھی جس کی عبارت یہ ہے کہ عبد الحق کے مباہلہ کے بعد ہر ایک قسم سے خدا تعالیٰ نے مجھے ترقی دی ہماری جماعت کو ہزارہا تک پہنچا دیا۔ ہماری علمیت کا لاکھوں کو قائل کردیا۔ اور الہام کے مطابق مباہلہ کے بعد ایک اور لڑکا ہمیں عطا کیا جس کے پیدا ہونے سے تین لڑکے ہوگئے اور پھر ایک چوتھے لڑکے کے لئے مجھے متواتر الہام کیا ہم عبد الحق کو یقین دلاتے ہیں کہ وہ نہیں مریگا جبتک کہ اس الہام کو پورا ہوتا نہ سن لے اب اس کو چاہیئے کہ اگر وہ کچھ چیز ہے تو دعا سے اس پیشگوئی کو ٹال دے دیکھو میری کتاب انجام آتھم صفحہ ۵۸ یہ پیشگوئی ہے جو چوتھے لڑکے کے بارے میں کی گئی تھی۔ پھر اس پیشگوئی سے اڑھائی برس بعد چوتھا لڑکا عبد الحق کی زندگی میں ہی پیدا ہوگیا جس کا نام مبارک احمد رکھا گیا جو اب تک خدا تعالیٰ کے فضل سے زندہ موجود ہے۔ اگر مولوی عبد الحق نے اس لڑکے کا پیدا ہونا اب تک نہیں سنا تو اب ہم سنائے دیتے ہیں۔ یہ کس قدر عظیم الشان نشان ہے کہ دونوں پہلوؤں سے سچا نکلا عبد الحق بھی لڑکے کے تولد تک زندہ رہا اور لڑکا بھی پیدا ہوگیا اور پھر یہ کہ اس بارے میں عبد الحق کی کوئی بددعا منظور نہ ہوئی اور وہ اپنی بددعا سے میرے اس موعود لڑکے کا پیدا ہونا روک نہ سکا بلکہ بجائے ایک لڑکے کے تین لڑکے پیدا ہوئے اور دوسری طرف عبد الحق کا یہ حال ہوا کہ مباہلہ کے بعد عبد الحق کے گھر میں آجتک باوجود بارہ برس گزرنے کے ایک بچہ بھی پیدا نہ ہوا اور ظاہر ہے کہ مباہلہ کے بعد قطع نسل ہوجانا اور باوجود بارہ برس گزرنے کے ایک بچہ بھی پیدا نہ ہونا اور بالکل ابتر رہنا یہ بھی قہر الٰہی ہے اور موت کے برابر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔ یاد رہے کہ اسی بدگوئی کے ساتھ ہی عبد الحق کے گھر میں کوئی لڑکا پیدا نہ ہوا بلکہ لاولد اور ابتر اور اس برکت سے بالکل بے نصیب رہا اور بھائی مر گیا اور مباہلہ کے بعد بجائے لڑکا ہونے کے عزیز بھائی بھی دار الفنا میں پہنچ گیا۔ *

اس جگہ منصفین خیال کریں اور خدا تعالیٰ سے خوف کر کے سوچیں کہ کیا یہ علم

* میں نے اپنی کتاب انوار الاسلام میں بطور پیشگوئی یہ بھی ظاہر کیا تھا کہ وہ اولاد سے بے نصیب رہیگا اس کو چاہیے کہ ہر ایک قسم کی کوشش اور ہمت کرکے ہماری اس پیشگوئی کو رد کرے اور مباہلہ کے اثر کو ٹال دے چنانچہ وہ اب تک ابتر ہے اور اس تاریخ تک کہ ۲۸ ستمبر ۱۹۰۶ء ہے باوجود تیرہ برس گزرنے کے روز مباہلہ سے اب تک اولاد سے محروم ہے۔ منہ

غلیلب کسی انسان کی طاقت میں داخل ہے کہ خود افترا کرکے کہے کہ ضرور میرے گھر میں چوتھا لڑکا پیدا ہوگا اور ضرور ہے کہ فلاں شخص اس وقت تک جیتا رہیگا اور پھر ایسا ہی ظہور میں آوے کیا دنیا میں اس کی کوئی نظیر موجود ہے کہ خدا نے کسی مفتری کی ایسی تائید کی کہ دونوں پہلوؤں سے اُس کو سچا کرکے دکھلا دیا یعنی چوتھا لڑکا بھی دے دیا اور اس وقت تک اس کے دشمن کو پیشگوئی کے مطابق زندہ رہنے دیا۔ اور یاد رہے کہ یہ مباہلہ کی صدہا برکات میں سے ایک یہ برکت ہے جو مجھے دی گئی کہ خدا نے مباہلہ کے بعد تین لڑکے مجھے عطا فرمائے یعنی شریف[1] احمد۔ مبارک[2] احمد۔ نصیر[3] احمد۔ اب ہم اگر عبدالحق کے ابتر ہونیکی بابت غلطی کرتے ہیں تو وہ بتلادے کہ مباہلہ کے بعد اسکے گھر میں کتنے لڑکے پیدا ہوئے اور وہ کہاں ہیں ورنہ کوئی پہلا لڑکا ہی ہمیں دکھلادے ٭ اگر یہ لعنت کا اثر نہیں تو اور کیا ہے اور مَیں بار بار لکھ چکا ہوں کہ جیسا کہ عبدالحق مباہلہ کے بعد ہر ایک برکت سے محروم رہا اُسی طرح اُس کے مقابل پر میرے پر خدا کا وہ فضل ہوا کہ کوئی دنیا اور دین کی برکت نہیں جو مجھے نہیں ملی اولاد میں برکت ہوئی کہ بجائے دو کے پانچ ہوگئے۔ مال میں برکت ہوئی کہ کئی لاکھ روپیہ آیا۔ عزت میں برکت ہوئی کہ کئی لاکھ انسان نے میری بیعت کی خدا کی تائید میں برکت ہوئی کہ صدہا نشان میرے لئے ظاہر ہوئے۔

۱۶۰۔ نشان۔ اِس وقت مولوی عبدالرحمٰن محی الدین لکھو کے والے کا اپنی قلم سے لکھا ہوا ایک خط میرے ہاتھ میں ہے جس کو اسی وقت میرے دوست فاضل جلیل مولوی حکیم نوردین صاحب نے مجھ کو دیا ہے اور مَیں اُس کو بھی خدا تعالیٰ کا ایک نشان سمجھتا ہوں اس لئے اصل خط دستخطی مولوی صاحب مذکور کی نقل ذیل میں لکھتا ہوں اور بعد میں ظاہر کروں گا کہ وہ کیونکر میرے لئے نشان ہے اور وہ خط یہ ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حامداً و مصلیاً

اما بعد از عبدالرحمٰن محی الدین بجمیع اہل اسلام عرض یہ ہے کہ اس علوجہ نے دعا کی کہ یا خبیر اخبرنی

٭ اس پیشگوئی کے مطابق جو انوار الاسلام میں چھپ چکی ہے۔ عبدالحق کے گھر میں آجتک کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوا کیونکہ انوار الاسلام میں میں نے صاف طور پر یہ پیشگوئی کی ہے کہ عبدالحق گو ہزار کوشش کرے دعا کرے اولاد نرینہ سے محروم رہیگا سو وہی بات ہوگئی۔ منہ

مرزا کا کیا حال ہے۔ خواب میں یہ الہام ہوا۔ انّ فرعون وھامان وجنودھما کانوا خاطئین۔ وان شانئک ھو الابتر۔ مرزا صاحب کی طرف سے جواب آیا کہ یہ الہام محتمل المعانی ہیں اس میں میرا نام نہیں اور بڑے زور ✠ دعویٰ کیا کہ میرے نام سے الہام نہ بخشا جائیگا۔ ہر دو الہام مذکور ماہ صفر کو ہوئے تھے جب مرزا کا جواب آگیا بعد ازاں ماہ صفر کو یہ الہام خواب میں ہوا۔ مرزا صاحب فرعون۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک اب مرزا کا دعویٰ بھی غلط ہو گیا اور مرزا صاحب مراد کو پہنچ گئے اور جس وقت مجھ کو پہلا الہام

✱ حاشیہ

بہت لوگ اپنے خوابوں کے نہ سمجھنے کی وجہ سے بھی ہلاک ہو جاتے ہیں مولوی عبد الرحمٰن محی الدین صاحب کی یہ دعا اس بنا پر تھی کہ مرزا کو جو مولوی نذیر حسین دہلوی اور ان کے شاگرد مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی اور ان کے باقی جنود نے کافر قرار دیا ہے کیا وہ حقیقت میں کافر ہے خدا کے نزدیک اس کا کیا حال ہے تب اس کے جواب میں (اگر ہم محی الدین کے الہام کو سچا سمجھ لیں) خدا نے فرمایا انّ فرعون وھامان وجنودھما کانوا خاطئین پس ہم اس الہام کے یہ معنی کریں گے کہ اس الہام میں خدا تعالیٰ نے دو مولویوں کو جو تکفیر کے بانی تھے فرعون اور ہامان قرار دیا اور فرمایا کہ وہ دونوں اور ان کے متبعین تکفیر میں خطا پر تھے اور استعارہ کے رنگ میں سب سے اول کفر کا فتویٰ دینے والے کو فرعون قرار دیا اور جس نے استفتا لکھا تھا اس کو ہامان ٹھہرا دیا اور باقی ہزار ہا مولوی وغیرہ جو پنجاب و ہندوستان میں انکی اس تکفیر میں پیرو ہوئے انکو انکا لشکر قرار دیا۔ اگر مولوی محی الدین بدقسمت نہ ہوتا تو یہ معنی بہت صاف تھے کیوں فرعون اور ہامان کا طریق انہیں لوگوں نے اختیار کیا تھا جو بغیر تحقیق کے مجھے نابود کرنے کے درپے ہوگئے اور میرے پر ایک طوفان برپا کر دیا تھا۔ اور اس پر ایک اور دلیل یہ ہے کہ براہین میں آج سے چھبیس[۲۶] برس پہلے ان دونوں صاحبوں کو بطور پیشگوئی کے فرعون اور ہامان کہا گیا ہے۔ چنانچہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۰ و ۵۱۱ میں یہ عبارت ہے۔ واذ یمکر بک الّذین کفر✱ اوقد لی یا ھامان لعلّی اطلع علیٰ الٰہ موسیٰ وانی لاظنہ

✱ یاد رہے کہ اس وحی الٰہی میں دونوں قرائتیں ہیں کَفَر بھی اور کُفِّر بھی۔ اور اگر کُفِّر کی قرائت کی رو سے معنی لئے جائیں تو یہ معنی ہونگے کہ پہلے شخص مستفتی میرے پر اعتقاد رکھتا ہوگا اور معتقدین میں داخل ہوگا۔ اور پھر بعد میں برگشتہ اور منکر ہو جائیگا اور یہ معنی مولوی محمد حسین بٹالوی پر بہت چسپاں ہیں جنہوں نے براہین احمدیہ کے ریویو میں میری نسبت ایسا اعتقاد ظاہر کیا کہ اپنے ماں باپ بھی میرے پر فدا کر دیئے۔ منہ

✠ زور کے لفظ کے آگے لفظ سے چاہئے تھا جو کہ راقم کی تحریر میں نہیں اس لئے نہیں لکھا گیا۔ منہ

ہوا تھا بیدار ہوتے ہی یہ تعبیر دل میں آئی کہ فرعون مرزا صاحب ہیں اور ہامان نور دین مجھے اہل اسلام کی خیر خواہی کیلئے اطلاع دینی ضرور تھی ؎

ہُن توں بھی حق کمن دی اُٹھنے لک تھیں بھراوا ✦ اہل نفاق بلائیں بُریاں لو کاں دین بھلاوا

العبـــــــــــــــــد

عبدالرحمٰن محی الدین لکھو کے بقلمہ بتاریخ ۲۱ ماہ ربیع الاول ۱۳۱۲ھ

یہ ہے خط مولوی عبدالرحمٰن محی الدین کا اور بعد نقل کے بخدمت مکرمی مولوی حکیم نوردین صاحب واپس کیا گیا مولوی صاحب موصوف اس کو حفاظت سے رکھیں گے جس کا جی چاہے دیکھ لے -

من الکاذبین - تبت یدا ابی لھب وتبؕ - ما کان لہ ان یدخل فیھا الا خائفاؕ وما اصابک فمن اللّٰہ الفتنۃ ھٰھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم الا انھا فتنۃ من اللّٰہؕ - لیحبّ حباً جمّاؕ - حبًّا من اللّٰہ العزیز الاکرام عطاءً غیر مجذوذ - دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۰ و صفحہ ۵۱۱ (ترجمہ) یاد کر وہ زمانہ جبکہ ایک فرعون تجھے کافر ٹھیرائے گا اور اپنے رفیق ہامان کو کہے گا کہ تو تکفیر کی آگ بھڑکا دے یعنی ایسا تیز فتوے لکھ کہ لوگ اس فتوے کو دیکھ کر اس شخص کے دشمن جانی ہو جائیں اور کافر سمجھنے لگیں تا کہ میں دیکھوں کہ اس موسیٰ کا خدا اس کی کچھ مدد کرتا ہے یا نہیں اور میں تو اس کو جھوٹا خیال کرتا ہوں - ابی لہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہو گئے جن سے اس نے فتویٰ لکھا تھا اور وہ آپ بھی ہلاک ہو گیا اسکو نہیں چاہیے تھا کہ اس معاملہ میں دخل دیتا مگر ڈرتے ڈرتے اور جو تکلیف تجھے پہنچے گی وہ تو خدا کی طرف سے ہے اس فتوے سے تیرے پر ایک فتنہ برپا ہو جائے گا - پس صبر کر جیسا کہ اولوالعزم نبیوں نے صبر کیا - یاد رکھ کہ یہ تکفیر کا فتنہ خدا کی طرف سے ظاہر ہوگا تا وہ تجھ سے بہت پیار کرے یہ اس کریم کا پیار ہے جو عزیز اور بزرگ ہے اور یہ وہ عطا ہے کہ کبھی واپس نہیں لی جائیگی - اب اس جگہ آنکھیں کھول کر دیکھ لو کہ خدا نے مجھے اس جگہ موسیٰ ٹھیرایا اور مستفتی اور مفتی کو فرعون اور ہامان ٹھیرایا اور مولوی محی الدین نے تو یہ الہام ۱۳۱۲ھ میں ظاہر کیا جیسا کہ اُن کے خط کی

اس الہام میں اُنہوں نے اپنے خیال میں مجھ کو فرعون قرار دیا ہے جیسا کہ خود اُنہوں نے اس خط میں اسکی تصریح کی ہے لیکن تعجب کہ کیسے بڑے ادب سے خدا نے مجھ کو پکارا ہے کہ مرزا نے نہیں کہا بلکہ میرزا صاحب کہا ہے چاہئے کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ سے ادب سیکھیں اور پھر دوسرا تعجب یہ کہ باوجود اس کے کہ میری طرف سے یہ درخواست تھی کہ الہام میں میرا نام ظاہر کیا جائے مگر پھر بھی خدا کو میرا نام لینے سے شرم دامنگیر ہوگئی اور شرم کے غلبہ نے میرا نام زبان پر لانے سے اُس روک دیا۔ کیا میرا نام مرزا صاحب ہے کیا دنیا میں اور کوئی مرزا صاحب کے نام سے پکارا نہیں جاتا۔ اور پھر تیسرا تعجب یہ کہ میں تو الہام کی رو سے فرعون ٹھیرا اور

بقیہ حاشیہ

تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے۔ پس بموجب مقولہ مشہورہ کہ الفضل للمتقدم زیادہ اعتبار کے لائق یہی الہام ہے پھر اس کی تائید میں میری کتاب ازالۂ اوہام کے صفحہ ۸۵۵ میں ایک اور وحی الٰہی ہے اور وہ یہ ہے نرید ان ننزل علیک اسرارًا من السماء و نمزق الاعداء کل ممزق و نری فرعون و ھامان و جنودھما ما کانوا یحذرون یعنی ہم ارادہ کرتے ہیں کہ تیرے پر آسمانی نشان نازل کریں گے اور ان سے دشمنوں کو ہم پیس ڈالینگے اور فرعون اور ہامان اور ان کے جنود کو ہم وہ اپنے کرشمہ قدرت دکھائیں گے جنکے ظہور سے وہ ڈرتے تھے اب دیکھو اس جگہ بھی خدا تعالیٰ نے اول المکفرین کا نام فرعون اور ہامان رکھا اور یہ کتاب ۱۸۹۱ء میں چھپی ہے۔ پس یہ الہام بھی محی الدین کے الہام سے چار برس پہلے ہے کیونکہ ان کے خط میں جس میں یہ الہام ہے ۱۳۱۳ھ ہجری لکھا ہے اور یہ ۱۸۹۱ء میں پس جو مقدم ہے اسکی رعایت مقدم ہے اور مولوی محی الدین صاحب کے خط میں تصریح موجود ہے کہ انہوں نے مجھے فرعون قرار دیا ہے اور اخویم حکیم نور دین صاحب کو ہامان قرار دیا ہے اور آپ موسیٰ صفات بنے ہیں مگر یہ تعجب کی بات ہے کہ فرعون اور ہامان اور ہامان تو اب تک زندہ ہیں اور موسیٰ اس جہان سے گذر گیا چاہئے تھا کہ الہامی تشبیہ کو پورا کرنے کیلئے ہمیں ہلاک کر کے مرتے مگر یہ کیا ہوا کہ آپ ہی ہلاک ہو گئے۔ کیا کوئی اسکا جواب دے سکتا ہے۔ منہ

محی الدین صاحب قائم مقام موسیٰ ہوئے پس چاہیئے تھا کہ موسیٰ کی زندگی میں مَیں مرجاتا نہ کہ موسیٰ ہی ہلاک ہو جاتا محی الدین صاحب کی بد دعاؤں کا سلسلہ جاری تھا اور میری ہلاکت کیلئے وہ کئی الہام بھی دیکھ چکے تھے پھر یہ کیا ہؤا کہ وہ سب الہام انہیں پر پڑ گئے۔ اور میری جگہ وہ مرگئے کیا یہ عجیب بات نہیں ہے کہ جس کو اُنہوں نے فرعون قرار دیا تھا وہ تو اب تک زندہ ہے جو پھول رہا ہے بلکہ ترقی پر ترقی کر رہا ہے مگر وہ جو موسیٰ کے مشابہ اپنے تئیں سمجھتا تھا وہ کئی سال ہو گئے کہ اس دنیا سے گذر گیا اور اب اس کا زمین پر نام و نشان نہیں یہ کیسا موسیٰ تھا کہ فرعون کے سامنے ہی اس جہان کو چھوڑ گیا۔ پھر دوسرا الہام محی الدین صاحب کا یہ بھی تھا کہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ یعنی تیرا بدگو تباہ کیا جائیگا اور لا ولد مرے گا اس الہام میں ان کے خیال میں میری ہلاکت اور تباہی اور لا ولد مرنے کی طرف اشارہ تھا٭ سو الحمد للہ کہ مَیں اب تک زندہ ہوں۔ میاں محی الدین صاحب قریباً دس برس ہوئے ہیں کہ فوت ہو گئے اور ان کے اس الہام کے بعد میرے تین بیٹے اور ہوئے اور اگر اس الہام کے بعد محی الدین صاحب کے گھر میں بھی کوئی لڑکا ہؤا ہے جو زندہ ہے تو مَیں عہد کرتا ہوں کہ مَیں اُن کی بیوی کو ایک سَو روپیہ نقد دونگا ورنہ ظاہر ہے کہ یہ الہام ان کا انہیں پر صادق آیا مَیں نے معتبر ذریعہ سے یہ سُنا ہے کہ اس الہام کے بعد کوئی لڑکا نہیں ہؤا بلکہ ایک جوان لڑکا مرگیا اور صرف ایک زندہ رہا ہے۔ غرض یہ الہام اُن کا بھی جو مباہلہ کے رنگ میں تھا اُنہیں پر پڑا اور جو معنے اس کے واقعات نے ظاہر کئے ہیں وہ یہی ہیں کہ جو پہلے ہلاک ہونیوالا ہے وہی فرعون ہے اور جو موسیٰ کے قائم مقام ہے اسکی نسبت دوسرا الہام ہو کر اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ دشمن انکی زندگی میں لا ولد مریگا اور ہر ایک نعمت اور برکت سے محروم رہیگا اور اسکی بکلی بیخکنی کی جائیگی۔ اگر یہ دونوں الہامات مولوی عبد الرحمٰن محی الدین صاحب شائع نہ کرتے اور جیسا کہ اُن کے خط کی ابتدا میں ہی اُنکا میری نسبت یہ ارادہ نہ ہوتا کہ جمیع اہلِ اسلام کی نظر میں ذلیل کیا جاؤں اور مجھ کو تمام لوگ فرعون سمجھ لیں۔

٭ مباہلہ کا صرف یہی اثر نہیں کہ مولوی محی الدین صاحب اپنی اس دعا کے بعد کہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ خود مرگئے اور ایک لڑکا اٹھارہ برس کا مرگیا بلکہ مَیں نے بعض عورتوں کو انکے گھر میں بھیجکر دریافت کیا ہے کہ انکی بیوی خود اپنی زبان سے کہتی ہے کہ اس بد دعا کے بعد ان کے گھر کا تختہ اُلٹ گیا۔ مولوی محی الدین بہت جلد مکہ اور مدینہ کی راہ میں فوت ہو گئے۔ اور اسقدر تنگی اور تکلیف دامنگیر ہوئی کہ اب صرف گداگری پر گذارہ ہے۔ چند بیوت سے یہ لوگ گداگری آٹا دیتے ہیں تو اس سے پیٹ بھرتے ہیں اور جس دن آٹا نہ آوے اس روز فاقہ۔ ان کی بیوی سنتی تھی کہ اب ہمارے پر رات پڑ گئی ہے۔ منہ

اور میرے مرنے کے بعد مجھے مفتری اور کذاب کہہ کر میرے پر ہمیشہ لعنتیں بھیجتے رہیں تو خدا تعالیٰ انکو اسقدر جلد ہلاک نہ کرتا لیکن اُنہوں نے تو الہام سُنا کر تمام دنیا کو اپنے الہام کے ذریعہ سے یہ ترغیب دی کہ وہ مجھے کافر اور منافق اور لعنتی سمجھ لیں اور میں انکی زندگی میں مع اپنے تمام فرزندوں کے مرجاؤں اور میرا تمام کاروبار بگڑ جائے اور وہ ولی اللہ اور کراماتی ثابت ہو جائے اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ ایک صادق کے حق میں ایسی ذلت روا نہیں رکھتا اور نہیں چاہتا کہ ایک سچا سلسلہ تباہ ہو جائے کیونکہ اس صورت میں وہ خود اپنے سلسلہ کا دشمن ہوگا سو خدا تعالیٰ کو یہی فیصلہ پسند آیا کہ خود انہیں کو ہلاک اور تباہ کر دیا اور اس دعا کے بعد کوئی لڑکا اُن کے گھر میں پیدا نہیں ہوا بلکہ پہلا ایک لڑکا بھی فوت ہو گیا اور ہزارہا لوگوں کو خبر ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے میں نے یہ الہام شائع کیا ہوا ہے کہ انی مھین من اراد اھانتک پس اس میں کیا شک ہے کہ عبدالرحمٰن محی الدین نے میرے ذلیل کرنے کیلئے کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا مجھے فرعون بنایا میری بیخکنی کے لئے پیشگوئی کی میری اولاد مرنے کی خبر دی کہ سب مرجائینگی پس اگر میں پہلے اس سے مرجاتا تو اس میں کیا شک تھا کہ اس کے تمام دوست میری موت کو اس کی کرامت بناتے اور اگر میری اولاد بھی مرجاتی تو دو کرامتیں اُن کی مشہور ہو جاتیں مگر خدا تعالیٰ نے ان کے اس الہام کے بعد تین لڑکے مجھ کو اور دیئے اور بموجب اپنے وعدے انی مھین من اراد اھانتک کے محی الدین کو میری زندگی میں ہی ہلاک کر کے اسکی ذلت ظاہر کر دی اور نہ صرف اسقدر بلکہ اس کے الہام ان شانئک ھو الابتر کے بعد نہ صرف تین بیٹے اور مجھ کو دیئے بلکہ یہ بھی کیا کہ اسکی بیوی کو لاولد رکھا۔ اور اس طرح پر میری عزت کا ثبوت دنیا پر ظاہر کیا خدا تعالیٰ سے بڑھ کر اپنے وفادار بندوں کے لئے کون غیرتمند ہو سکتا ہے۔ اُس نے میرے لئے غیرت دکھلائی۔ افسوس کہ عبدالرحمٰن محی الدین نے باوجود مولوی اور ملہم کہلانیکے خدا تعالیٰ سے کچھ خوف نہ کیا اور وعید لا تقف ما لیس لک بہ علم سے کچھ نہ ڈرا تب خدا تعالیٰ کے وعدہ انی مھین من اراد اھانتک نے اس کو پکڑ لیا پس میرے لئے یہ ایک

بڑا نشان ہے کہ جو شخص میرے تباہ کرنے کیلئے ایک الہام پیش کرتا تھا وہ تو خود ہی تباہ اور ہلاک ہو گیا چونکہ عبد الرحمٰن محی الدین علماء کے خاندان میں سے تھا اور ہزارہا انسانوں پر اُس کا اثر تھا اور علاوہ اس کے پیرزادگی اور الہام کا بھی مدعی تھا اور اُس نواح میں ایک بڑا مشہور اور مرجع خلائق تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے نہ چاہا کہ اس کے قول سے لوگ ہلاک ہوں پس یہی بھید ہے کہ اس کے الہام کے بعد جس کے رُو سے وہ میرے ہلاکت اور تباہی کا منتظر تھا خدا نے اُسی کو ہلاک کیا اور میرے پر صدہا برکتیں نازل کیں اور الہام انّ شانئک ھو الابتر کے بعد اُسی پر دروازہ نسل بند کر دیا اور مجھے اس کے الہام کے بعد تین بیٹے اور دیئے کہاں گیا اس کا الہام انّ شانئک ھو الابتر کون اسمیں شک کر سکتا ہے کہ اگر یہ الہام اس کا پورا ہو جاتا اور وہ زندہ رہتا اور میں ہلاک ہو جاتا اور اسکے اولاد ہوتی اور میں ابتر رہ جاتا تو وہ لاکھوں انسانوں میں کراماتی مشہور ہو جاتا آگے اُن کا تو پیرزادگی کا خاندان تھا ہی پس اس کرامت سے تو لکھو کے والا اسم بامسمّی ہو جاتا اور لاکھوں انسان لکھو کے والا کی طرف رجوع کرتے سو خدا نے بموجب مثل پنجابی ایک نام میں **لکھ توں ککھ** کر دیا اور حج کرنا بھی اس کو مفید نہ ہوا اور مکہ اور مدینہ کی راہ میں ہی فوت ہو گیا کیونکہ خانہ کعبہ ظالم کو بچا نہیں سکتا۔

خدا تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت ہے کہ جو شخص میرے ذلیل کرنے کے ارادہ کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے آخر وہ اس کو پکڑتا ہے یا اسکے مقابل پر کسی اور رنگ میں میرے لئے نشان ظاہر کر دیتا ہے اور ہر دو نوں باتوں میں سے ضرور ایک بات کر دیتا ہے یا دونوں پہلوؤں سے اپنا نشان قدرت دکھلاتا ہے۔ سو چونکہ عبد الرحمٰن محی الدین نے میرے ذلیل کرنے کے لئے تمام مسلمانان پنجاب کی طرف ایک عام سرکلر جاری کیا اور کہا کہ یہ مفتری ہے کذاب ہے منافق ہے کافر ہے فرعون ہے اور نہ صرف اسی قدر بلکہ ساتھ ہی یہ الہام بھی جڑ دیا کہ خدا اسکو تباہ کریگا ہلاک کریگا اسکی اولاد بھی مرجائیگی اور کوئی ان میں سے نہیں رہیگا اس لئے وہ اپنے غلو سے اس لائق ہو گیا کہ خدا کا الہام انی مھین من اراد اھانتک اس کی ذلت ظاہر کرے

سو اس سے زیادہ کیا ذلت ہوگی کہ وہ میری زندگی میں ہی ہلاک ہو گیا۔ اگر میں اس کے الہام کے مطابق فرعون تھا تو چاہیئے تھا کہ میں اُس کے سامنے ہلاک ہوتا نہ کہ وہ۔ اور نیز اس کے الہام میں یہ تھا کہ میں بے اولاد رہوں گا خدا نے اس کی موت کے بعد تین لڑکے مجھے اور دیئے پس اس میں بھی اس کی ذلت ہے کہ اس کے الہام کے برخلاف ظہور میں آیا۔

اور یہ جو میں نے لکھا ہے کہ جب کوئی میرے ذلیل کرنیکا ارادہ کرتا ہے تو کبھی کسی اور رنگ میں بھی خدا تعالیٰ میرا نشان ظاہر کرتا ہے اس کی مثال یہ ہے کہ جب آتھم شرطی میعاد کے بعد مرا تو نادان لوگوں نے شور مچایا کہ وہ میعاد کے اندر نہیں مرا حالانکہ اس نے شرط الہام پوری کر دی تھی کیونکہ اُس نے ساٹھ یا ستر لوگوں کے روبرو دجال کہنے سے رجوع کر لیا تھا اور شرط کو پورا کر دیا تھا مگر پھر بھی جن کی طینت پاک نہیں تھی اعتراض کرنے سے باز نہ آئے تب خدا تعالیٰ نے میری نصرت اور تائید کے لئے لیکھرام کے مارے جانیکا نشان دکھلایا۔

ایسا ہی جب میرا پہلا لڑکا فوت ہو گیا تو نادان مولویوں اور اُن کے دوستوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں نے اس کے مرنے پر بہت خوشی ظاہر کی اور بار بار اُن کو کہا گیا کہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء میں یہ بھی ایک پیشگوئی ہے کہ بعض لڑکے فوت بھی ہوں گے پس ضرور تھا کہ کوئی لڑکا خوردسالی میں فوت ہو جاتا۔ تب بھی وہ لوگ اعتراض سے باز نہ آئے۔ تب خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے لڑکے کی مجھے بشارت دی چنانچہ میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ بشارت ہے۔ دوسرا بشیر دیا جائیگا جس کا دوسرا نام محمود ہے وہ اگرچہ اب تک جو یکم ستمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔

یہ ہے عبارت اشتہار سبز کے صفحہ سات کی جس کے مطابق جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود رکھا گیا اور اب تک بفضلہ تعالیٰ زندہ موجود ہے اور سترھویں سال میں ہے۔

۱۶۱۔ نشان۔ جب لیکھرام قتل کیا گیا تو آریوں کو میری نسبت شک واقع ہوگیا کہ اُن کے کسی مرید نے قتل کیا ہے چنانچہ میری خانہ تلاشی بھی ہوئی اور بعض مولویوں نے اپنی عداوت کی وجہ سے اپنے رسالوں میں یہ شائع کیا کہ پیشگوئی کرنیوالے سے لیکھرام کے قتل کی نسبت پوچھنا چاہیئے اس وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ الہام ہوا۔ **سلامت بر تو اے مرد سلامت** اور وہ اشتہار جس میں یہ الہام تھا شائع کر دیا گیا۔ تب باوجود مخالفوں کی سخت کوشش کے خدا تعالیٰ نے دشمنوں کی تہمتوں سے مجھے بچا لیا اور ان کے مکر اور فریب اور منصوبوں سے محفوظ رکھا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک میری جماعت کے بہت سے آدمی اس کے گواہ ہیں۔

۱۶۲۔ نشان۔ جب میرے پر ڈاکٹر مارٹن کلارک کی طرف سے خون کا مقدمہ اُٹھایا اُس مقدمہ کے بارے میں ایک تو یہ نشان تھا کہ خدا نے اس مخفی بلا سے پہلے مجھے اطلاع دی کہ ایسا مقدمہ ہونیوالا ہے اور پھر یہ بھی اطلاع دے دی کہ آخر بریت ہے اور جب اس پیش گوئی کے مطابق وہ بلا ظاہر ہوگئی اور ڈاکٹر مارٹن کلارک نے میرے پر خون کا مقدمہ دائر کر دیا۔ اور گواہوں نے ثبوت دے دیا اور مقدمہ کی صورت خطرناک ہوگئی تو مجھے الہام ہوا **مخالفوں میں پھوٹ اور ایک شخص متنافس کی ذلت اور اہانت**۔ پس خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسا اتفاق ہوا کہ مخالفوں میں پھوٹ پڑ گئی اور عبد الحمید جو خون کرنے کا مخبر تھا اور میری نسبت یہ الزام لگاتا تھا جو مجھے خون کرنے کیلئے بھیجا ہے اُس نے دوسرے مخالفوں سے الگ ہو کر سچ سچ حالات بیان کر دیئے جس میں بری کیا گیا۔ اور مدعی کے ایک معزز گواہ کو کچہری میں ذلت اور اہانت بھی دیکھنی پڑی اور اس طرح پر یہ پیش گوئی پوری ہوگئی۔ شکر کا مقام ہے کہ اس پیشگوئی اور بریت کی پیش گوئی کے تین سو سے زیادہ گواہ ہیں۔

۱۶۳۔ نشان۔ ایک مولوی نے کتاب نبراس تالیف صاحب زمرد کا حاشیہ لکھتے ہوئے

میرے حق میں ان الفاظ سے بددعا کی کہ مرزا غلام احمد دجوبہ کستر ھم اللہ تعالیٰ یعنی خدا اس شخص مرزا غلام احمد اور اس کے گروہ کو توڑے۔ سو ابھی حاشیہ ختم کرنے نہ پایا تھا کہ وہ مولوی نور احمد مع اپنے مذکار بھائی نور محمد کے جو دونوں پسران مولوی خدا یار تھے مر گیا۔ مجھے خدا نے تین بیٹے اور دیئے۔

۱۶۴۔نشان۔ ایک شخص اہل تشیع میں سے جو اپنے تئیں شیخ نجفی کے نام سے مشہور کرتا تھا ایک دفعہ لاہور میں آکر میرے مقابل پر شور مچانے لگا اور نشان کا طلبگار ہوا۔ مَیں نے باشاعت اشتہار یکم فروری ۱۸۹۷ء اس کو یہ وعدہ دیا کہ چالیس روز تک خدا تعالیٰ میرا کوئی نشان دکھائیگا۔ سو ابھی چالیس دن پورے نہیں ہوئے تھے کہ ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو نشان ہلاکت لیکھرام پشاوری ظاہر ہو گیا تب تو شیخ نجفی ایسا گم ہوا کہ اسکا نشان نہ ملا کہ کہاں گیا۔ دیکھو میرا اشتہار یکم فروری ۱۸۹۷ء۔

۱۶۵۔نشان۔ ۱۱۔اپریل ۱۹۰۰ء کو عید اضحیٰ کے دن صبح کے وقت مجھے الہام ہوا کہ آج تم عربی میں تقریر کرو تمہیں قوت دی گئی۔ اور نیز یہ الہام ہوا **کلام افصحت من لدن رب کریم** یعنی اس کلام میں خدا کی طرف سے فصاحت بخشی گئی۔ چنانچہ اس الہام کو اُسی وقت اخویم مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم اور اخویم حکیم مولوی نوردین صاحب اور شیخ رحمت اللہ صاحب اور مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی محمد علی صاحب ایم اے اور ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب اور ماسٹر شیر علی صاحب بی اے اور حافظ عبدالعلی صاحب اور بہت سے دوستوں کو اطلاع دی گئی۔ تب مَیں عید کی نماز کے بعد عید کا خطبہ عربی زبان میں پڑھنے کیلئے کھڑا ہو گیا اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ غیب سے مجھے ایک قوت دی گئی اور وہ فصیح تقریر عربی میں فی البدیہہ میرے منہ سے نکل رہی تھی کہ میری طاقت سے بالکل باہر تھی اور مَیں نہیں خیال کر سکتا کہ ایسی تقریر جس کی ضخامت کئی جزو تک تھی ایسی فصاحت اور بلاغت کے ساتھ بغیر اس کے کہ اول کسی کاغذ میں قلمبند کی جائے کوئی شخص دنیا میں بغیر خاص الہام الٰہی کے بیان کر سکے جس وقت یہ عربی تقریر جس کا نام **خطبہ الہامیہ** رکھا گیا

لوگوں میں سنائی گئی اس وقت حاضرین کی تعداد شاید دوسو کے قریب ہوگی سبحان اللہ
اس وقت ایک غیبی چشمہ کھل رہا تھا مجھے معلوم نہیں کہ میں بول رہا تھا یا میری زبان سے کوئی
فرشتہ کلام کر رہا تھا کیونکہ میں جانتا تھا کہ اس کلام میں میرا دخل نہ تھا خود بخود بنے بنائے
فقرے میرے منہ سے نکلتے جاتے تھے اور ہر ایک فقرہ میرے لئے ایک نشان تھا چنانچہ
تمام فقرات چھپے ہوئے موجود ہیں جن کا نام خطبات الہامیہ ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے سے
معلوم ہوگا کہ کیا کسی انسان کی طاقت میں ہے کہ اتنی لمبی تقریر بغیر سوچے اور فکر کے عربی
زبان میں کھڑے ہو کر محض زبانی طور پر فی البدیہہ بیان کر سکے یہ ایک علمی معجزہ ہے جو خدا
نے دکھلایا اور کوئی اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔

۱۶۶۔ نشان۔ مجھے دو بیماریاں مدت دراز سے تھیں ایک شدید درد سر جس سے
میں نہایت بیتاب ہو جاتا تھا اور ہولناک عوارض پیدا ہو جاتے تھے اور یہ مرض قریباً
پچیس[۲۵] برس تک دامنگیر رہی اور اس کے ساتھ دوران سر بھی لاحق ہو گیا اور طبیبوں نے
لکھا ہے کہ ان عوارض آخری نتیجہ مرگی ہوتی ہے چنانچہ میرے بڑے بھائی مرزا غلام قادر
قریباً دو ماہ تک اسی مرض میں مبتلا ہو کر آخر مرض صرع میں مبتلا ہو گئے اور اسی سے اُن کا
انتقال ہو گیا۔ لہٰذا میں دعا کرتا رہا کہ خدا تعالیٰ ان امراض سے مجھے محفوظ رکھے۔ ایک دفعہ
عالم کشف میں مجھے دکھائی دیا کہ ایک بلا سیاہ رنگ چارپائے کی شکل پر جو بھیڑ کے قد کی
مانند اس کا قد تھا اور بڑے بڑے بال تھے اور بڑے بڑے پنجے تھے میرے پر حملہ کرنے لگی۔
اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہی صرع ہے تب میں نے اپنا داہنا ہاتھ زور سے اسکے سینہ پر مارا
اور کہا کہ دُور ہو تیرا مجھ میں حصہ نہیں۔ تب خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ بعد اس کے وہ خطرناک
عوارض جاتے رہے اور وہ درد شدید بالکل جاتی رہی صرف دوران سر کبھی کبھی ہوتا ہے۔
تا دو زرد رنگ چادروں کی پیشگوئی میں خلل نہ آوے۔ دوسری مرض ذیابیطس تخمیناً بیس برس
سے ہے جو مجھے لاحق ہے جیسا کہ اس نشان کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے اور ابھی تک بیس دفعہ

کے قریب ہر روز پیشاب آتا ہے اور امتحان سے بول میں شکر پائی گئی ایک دن مجھے خیال آیا کہ ڈاکٹروں کے تجربہ کے رُو سے انجام ذیابیطس کا یا تو نزول الماء ہوتا ہے اور یا کاربنکل یعنی سرطان کا پھوڑا نکلتا ہے جو مہلک ہوتا ہے سو اسی وقت نزول الماء کی نسبت الہام ہوا۔ نزلت الرحمۃ علٰی ثلٰث العین و علی الاخریین یعنی تین عضو پر رحمت نازل کی گئی آنکھ اور دو اور عضو پر۔ اور پھر جب کاربنکل کا خیال میرے دل میں آیا تو الہام ہوا السلام علیکم سو ایک عمر گذری کہ میں ان بلاؤں سے محفوظ ہوں فالحمد للہ۔

۱۶۷۔ نشان۔ تخمیناً تیرہ برس ہوئے کہ جب مجھے سعد اللہ نومسلم لدھیانوی کی نسبت الہام ہوا تھا اِنَّ شانئک ھو الابتر دیکھو انوار الاسلام در اشتہار انعامی دو ہزار روپیہ صفحہ ۱۲۔ اُس وقت ایک بیٹا سعد اللہ کا بعمر سولہ یا پندرہ برس کا موجود تھا بعد اس وحی کے باوجود گذرنے تیرہ برس کے ایک بچہ بھی اُسکے گھر میں نہیں ہوا اور پہلا لڑکا اس کا بموجب الہام موصوفہ کے اس قابل نہیں کہ اُس سے نسل جاری ہوسکے۔ پس ابتر کی پیشگوئی کا ثبوت ظاہر ہے اور قطع نسل کی علامات موجود*

۱۶۸۔ نشان۔ میرے پر خدا تعالیٰ نے ظاہر کیا تھا کہ سخت بارشیں ہونگی اور گھروں میں ندیاں چلیں گی اور بعد اس کے سخت زلزلے آئیں گے چنانچہ ان بارشوں سے پہلے وحی الٰہی اخبار بدر اور الحکم میں شائع کردی گئی تھی چنانچہ ویسا ہی ظہور میں آیا اور کثرت بارشوں سے کئی گاؤں ویران ہوگئے اور وہ پیشگوئی پوری ہوگئی مگر دوسرا حصہ اُس کا یعنی سخت زلزلے ابھی ان کی انتظار ہے سو منتظر رہنا چاہیئے۔

۱۶۹۔ نشان۔ جب ہم بہار کی موسم میں ۱۹۰۵ء میں باغ میں تھے تو مجھے اپنی جماعت کے لوگوں میں سے جو باغ میں تھے کسی ایک کی نسبت یہ الہام ہوا تھا کہ خدا کا ارادہ ہی نہ تھا کہ اس کو اچھا کرے مگر فضل سے اپنے ارادہ کو بدل دیا۔ اس الہام کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ سید مہدی حسین صاحب جو ہمارے باغ میں تھے اور ہماری جماعت میں داخل ہیں انکی

* اگر سعد اللہ کا پہلا لڑکا نامرد نہیں ہے جو الہام اِنَّ شانئک ھو الابتر سے پہلے پیدا ہو چکا تھا جس کی عمر تخمیناً تیس برس کی ہے تو کیا وجہ کہ باوجود اسقدر عمر گذرنے اور استطاعت کے اب تک اسکی شادی نہیں ہوئی اور نہ اسکی شادی کا کچھ فکر ہے۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ دال میں کچھ کالا ہے سعد اللہ پر فرض ہے کہ اس پیشگوئی کی تکذیب کیلئے یا تو اپنے گھر اولاد پیدا کر کے دکھلا دے اور یا پہلے لڑکے کی شادی کر کے اور اولاد حاصل کر کے اسکی مردی ثابت کرے اور یاد رکھے کہ ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات اس کو ہرگز حاصل نہیں ہوگی کیونکہ خدا کے کلام نے اس کا نام ابتر رکھا ہے اور ممکن نہیں کہ خدا کا کلام باطل ہو یقیناً وہ ابتر ہی مریگا جیسا کہ آثار نے ظاہر بھی کر دیا ہے۔ منہ

بیوی سخت بیمار ہو گئی۔ وہ پہلے بھی تپ اور ورم سے جو منہ اور دونوں پیروں اور تمام بدن پر تھی بیمار تھی اور بہت کمزور تھی اور حاملہ تھی پھر بعد وضع حمل جو باغ میں ہُوا اسکی حالت بہت نازک ہو گئی اور آثار نومیدی ظاہر ہو گئے اور میں اس کے لئے دعا کرتا رہا آخر خدا تعالےٰ کے فضل سے اس کو دوبارہ زندگی حاصل ہوئی۔ اس امر کے گواہ اخویم حکیم مولوی نور دین صاحب مولوی محمد علی صاحب ایم اے مفتی محمد صادق صاحب اور خود مہدی حسین صاحب اور تمام وہ دوست ہیں جو میرے ساتھ باغ میں تھے دعا کے بعد دوسرے روز سید مہدی حسین کی اہلیہ کی زبان پر یہ الہام منجانب اللہ جاری ہُوا۔ تو اچھی تو نہ ہوتی مگر حضرت صاحب کی دعا کا سبب ہے کہ اب تو اچھی ہو جائیگی۔

۱۷۰۔ نشان۔ مندرجہ البدر نمبر ۲ جلد ۲ یہ پیشگوئی جیسا کہ میں نے ابھی لکھا ہے قبل از وقوع اخبار البدر میں درج ہو چکی ہے اور بعد میں ویسی ہی ظہور میں آئی اور وہ یہ ہے کہ:۔ رات کے وقت جو ۲۸۔ جون ۱۹۰۳ء کے دن کے بعد کی رات تھی یعنی وہ رات جس کے بعد پیر کا دن تھا اور ۲۹۔ جون ۱۹۰۳ء تھی میرے خیال پر یہ کشش غالب ہوئی کہ یہ مقدمات جو کرم الدین کی طرف سے میرے پر ہیں یا میری جماعت کے لوگوں کی طرف سے کرم الدین پر ہیں اُن کا انجام کیا ہو گا سو اس غلبہ کشش کے وقت میری حالت وحی الٰہی کی طرف منتقل کی گئی اور خدا کا یہ کلام میرے پر نازل ہُوا جو مع ان معنوں کے جو اخبار البدر میں ساتھ ہی قبل از وقت شائع کی گئی تھی ذیل میں درج کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے:۔

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔ فِیْہِ اٰیَاتٌ لِّلسَّآئِلِیْنَ

اس کے یہ معنی سمجھائے گئے کہ ان دونوں فریقوں میں سے خدا اُس کے ساتھ ہو گا۔ اور اس کو فتح و نصرت نصیب کریگا کہ جو پرہیزگار ہیں یعنی جھوٹ نہیں بولتے ظلم نہیں کرتے تہمت نہیں لگاتے اور دغا اور فریب اور خیانت سے ناحق خدا کے بندوں کو نہیں ستاتے اور ہر ایک بدی سے بچتے اور راستبازی اور انصاف کو اختیار کرتے ہیں

اور خدا سے ڈر کر اس کے بندوں کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی اور نیکی کے ساتھ پیش آتے ہیں اور بنی نوع کے وہ سچے خیر خواہ ہیں ان میں درندگی اور ظلم اور بدی کا جوش نہیں بلکہ عام طور پر ہر ایک کے ساتھ وہ نیکی کرنے کیلئے طیار رہیں سو انجام یہ ہے کہ انکے حق میں فیصلہ ہوگا تب وہ لوگ جو پوچھا کرتے ہیں جو ان دونوں گروہوں میں سے حق پر کون ہے ان کے لئے ایک نشان بلکہ کئی نشان ظاہر ہوں گے والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ دیکھو پرچہ اخبار البدر نمبر ۴۲ جلد ۲۔

اس کے بعد وہ مقدمات جو کرم الدین کی طرف سے دائر تھے خارج ہو کر وہ سزا یاب ہو گیا اور خدا تعالیٰ کی پیشگوئی ایسے طور سے پوری ہوئی کہ خدا تعالیٰ کی قرار دادہ علامات جو فتح پانیوالے کیلئے اس پیشگوئی میں ہیں وہ ہمارے نصیب ہوئیں فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

۱۷۱۔ نشان۔ آج کی ڈاک میں ۲۶۔ ستمبر ۱۹۰۶ء کو بروز چارشنبہ موضع دولمیال ضلع جہلم سے مجھے ایک خط پہنچا ہے جس میں ایک بڑے نشان کا ذکر ہے اس خط کے کاتب حکیم کرمداد صاحب ہیں جو ضلع جہلم میں ایک معزز زمیندار ہیں اور موضع دولمیال ضلع جہلم تحصیل پنڈدادنخاں میں رہتے ہیں انہوں نے اس خط کے ساتھ ایک فقیر مرزا نام کا ایک اقرار نامہ بطور مباہلہ کے بھیجا ہے جس اقرار نامہ میں ان کی ایک پیشگوئی میرے مرنیکے نسبت ہے جس پر گاؤں کے نمبرداروں وغیرہ کی بہت سی شہادتیں ثبت ہیں سو پہلے حکیم کرمداد صاحب کا خط لکھا جاتا ہے اور بعد میں فقیر مذکور کا خط جو اپنے تئیں ایک بزرگ ولی اللہ قرار دیتا ہے درج کیا جائیگا اور اخیر میں یہ ذکر ہے کہ فقیر صاحب کی وہ پیشگوئی کیونکر پوری ہوئی اور چونکہ اس واقعہ کو موضع دولمیال کے تمام باشندے جانتے ہیں اسلئے ہر ایک کو اختیار ہے کہ اگر اس واقعہ پر اس کو پوری تسلّی نہ ہو تو موضع دولمیال میں جاکر ہر ایک شخص سے خدا تعالیٰ کی قسم دیکر دریافت کرے اور کسی کی مجال نہیں کہ مشہور شدہ واقعات کو چھپا سکے اب ہم ذیل میں حکیم کرمداد صاحب کا خط لکھتے ہیں اور بعد میں فقیر مرزا کا اقرار نامہ اور آخری نتیجہ

اس پیشگوئی کا درج کرینگے اور ہم خدائے قدیر و کریم کا شکر کرتے ہیں جو ہر میدان میں ہمیں فتح دیتا ہے۔

حکیم کرم داد صاحب کا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم

بحضور جناب مسیح موعود و مہدی معہود حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی سچائی کے دو بڑے نشان ہمارے گاؤں میں ظاہر فرمائے ہیں جن کو اس گاؤں کے بچے بھی جانتے ہیں انمیں سے پہلا نشان یہ ہے کہ اسجگہ مرزا نام ایک شخص اپنے آپ کو صاحب الہام اور کشف سمجھتا تھا وہ ۔ رمضان ۱۳۲۱ھ میں ایکدن صبح کے وقت پندرہ بیس آدمی اپنی مسجد کے ہمراہ لیکر حافظ شہباز صاحب احمدی کے مکان پر آیا اور کہنے لگا کہ مَیں تمہارے مقابلہ کیلئے آیا ہوں اور یہ لوگ میرے گواہ ہیں۔ راقم عاجز نے کہا فقیر صاحب آپ کس بات میں مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ فقیر صاحب۔ کیا تم مرزا غلام احمد قادیانی کو مہدی مسیح موعود مانتے ہو۔ راقم۔ ہاں۔ فقیر صاحب۔ وہ شخص اس دعویٰ میں جھوٹا ہے۔ راقم۔ انکو جھوٹا سمجھنے میں آپکے پاس کیا دلیل ہے۔ فقیر صاحب۔ دلیل یہ ہے کہ مَیں صاحب الہام ہوں اور بارہا مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو چکی ہے اور مجھے بتایا گیا کہ تو مہدی آخرالزمان کے پہلے درجہ کے مخلصین میں سے ہے چونکہ مرزا صاحب کے دعوے کو بہت عرصہ گذر چکا ہے اور مَیں ابتک مخالف ہوں اسلئے میں اپنے الہام کی بنا پر اس شخص کو جھوٹا سمجھتا ہوں نیز مجھے خروج مہدی کے زمانہ کا ایک نشان بھی دکھلایا گیا ہے کہ مشرق کی طرف سے ایک روشنی نمودار ہوئی ہے جو مغرب میں جاکر پھیل گئی سو یہ روشنی بھی مَیں نے ابتک مشاہدہ نہیں کی جو مَیں مرزا صاحب کو مان لوں۔ راقم۔ فقیر صاحب آپکا یہ الہام اور کشفی نظارہ تو حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کا مصدق اور مؤید ہے پھر آپ انکو جھوٹا کیوں سمجھتے ہیں کیونکہ آپکے الہام سے ثابت ہوتا ہے کہ مہدی کا ظہور پنجاب میں ہوگا ورنہ آپ پہلے درجہ کے مخلصین میں کیونکر شامل ہو سکتے ہیں اگر مہدی کا ظہور مغرب میں مانا جائے تو اس صورت میں آپکا نمبر بہت پیچھے رہ جاتا ہے یا آپ مہدی کا چرچہ سُن کر

مغرب میں جاوینگے یا آپ کی الہامی کشش ہندی کو پنجاب میں لا دیگی دونوں صورتوں میں آپ پہلے درجہ کو حاصل نہیں کر سکتے اور جو آپ نے روشنی دیکھی ہے اُس کا مطلب یہ ہے کہ قادیان مشرق کیطرف ہے اور جناب مرزا صاحب کی تعلیم سے ممالک مغربیہ میں توحید اسلام کی روشنی پھیل رہی ہے پس آپکو مرزا صاحب کے مخلصین میں شامل ہونا چاہئے۔ فقیر مرزا۔ مَیں شامل نہیں ہوتا کیونکہ آج رات مَیں نے دیکھا ہے کہ مَیں عرش کے پاس کھڑا ہوں اور مجھے کہا گیا کہ اس رمضان کی ۲۷ تاریخ تک مرزا غلام احمد قادیانی پر ایک سخت آفت نازل ہوگی مَیں نہیں سمجھتا اس آفت سے مراد موت یا کوئی ذلّت ہے جس سے اُس کا کام درہم برہم ہو کر اسکا نام و نشان مٹ جائیگا اور تمام دنیا اس حالت کو دیکھے گی اگر میری یہ پیشگوئی غلط نکلی تو مَیں ہر قسم کی سزا قبول کرنیکو طیار ہوں تم میری اس پیشگوئی کو اخبار بدر یا الحکم میں شائع کرادو اور مجھ سے اقرار نامہ لکھا لو اگر تم ایسا نہیں کرتے تو حاضرین مجلس سُنتے ہیں کہ تم لوگ ایک جھوٹے شخص کی پیروی کر رہے ہو۔ راقم نے اس ملہم صاحب سے دیگر حاضرین مجلس کے کہنے سے اقرار نامہ لکھا لیا اور وہ اقرار نامہ یہ ہے :-

فقیر مرزا کا اقرار نامہ جس میں پیشگوئی ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم

✽ منکہ مرزا ولد فیض بخش قوم اعوان سکنہ دوالمیال علاقہ کہون تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم کا ہوں مَیں اس اقرار کو روبرو اشخاص ذیل لکھ دیتا ہوں کہ مَیں نے بارہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی اور خود عرش معلٰے تک میرا گذر ہوا اور یہ مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ میرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں اور الہام کے ذریعہ مجھے جتایا گیا کہ میرزا غلام احمد صاحب کا سلسلہ ۲۷۔ رمضان المبارک ۱۳۲۱ھ تک ٹوٹ پھوٹ جاویگا اور بڑے سخت درجہ کی ذلّت وارد ہوگی جسے تمام دنیا دیکھیگی اگر یہ پیشگوئی پُوری نہ ہوئی یعنی اگر مرزا کا یہ سلسلہ اور عروج ۲۷۔ رمضان ۱۳۲۱ھ قائم رہا یا ترقی کی تو مَیں ہر قسم کی سزا قبول کرنیکو تیار ہوں۔ اشخاص ذیل کو اختیار ہے کہ خواہ مجھے سنگساری سے قتل کریں یا کوئی اور سزا مقرر

✽ یہ اصل اقرار نامہ دستخطی فقیر مرزا جس میں معتبر اور معزز اشخاص کی گواہیاں اور مہریں اور انگوٹھے لگے ہوئے ہیں حکیم کرم داد صاحب نے میرے پاس بھیجدیا ہے جو اس جگہ بحفاظت رکھا گیا ہے۔ تا ہر ایک شک کرنیوالے کو دکھلایا جاوے۔ منہ

کریں مجھے ہرگز انکار نہ ہوگا اور میرے وارثان کو اختیار ہے کہ میری سزا میں کسی قسم کی حجت پیش کر کے میرے سزا دینے والوں کے مزاحم ہوں لہذا میں یہ چند سطور بطور اقرار نامہ لکھ دیتا ہوں کہ سند رہے اور کل مجھے انکار کرنیکی گنجائش نہ رہے اور تمام دنیا میں حق و باطل میں تمیز ہو جاوے اور خلق خدا اس واقعہ سے ایک سبق حاصل کرے خصوصاً میرے اہل شہر کو نہایت فائدہ مند اور عبرتناک نظارہ ہو پس ایک مہینے میں یہ فیصلہ ظاہر ہو جاویگا۔ المرقوم ۷۔ رمضان المبارک ۱۳۲۱ھ ہجری۔

فقیر مرزا ولد ملک فیض بخش سکنہ دوالمیال۔ ملک شیر ولد قطب سکنہ دوالمیال۔ ملک فتح محمد بقلم خود ؍

نشان انگوٹھا	بقلم خود کرم بخش	
حافظ شہباز بقلم خود سکنہ ایضاً	حوالدار محمد خان سکنہ ایضاً	ملک محمد بخش ولد جلال سکنہ ایضاً
ملک سمندخان ولد محمد خان سکنہ ؍	ملک دوست محمد ولد لشکر سکنہ ؍	ملک غشم سکنہ ؍
ملک سخی دتہ ولد ملک لال سکنہ ؍	ملک خدابخش ولد امام سکنہ ؍	ملک محمد علی ولد بہاول بخش سکنہ ؍
ملک گھیب ولد بختاور سکنہ ؍	ملک اللہ دتہ ولد عمر سکنہ ؍	ملک عبداللہ ولد شاہولی سکنہ ؍
ملک غلام محمد ولد دولہ سکنہ ؍	ملک نور محمد ولد دوراب سکنہ ؍	ملک دولہ ولد معز واللہ سکنہ ایضاً
ملک غلام محمد ولد صوبہ دار احمد خان ؍	ملک بہادر ولد کرم سکنہ ؍	راجہ نمبردار دوالمیال

بہاولا نمبردار دوالمیال وغیرہ۔ باشندگان دوالمیال۔ کرم داد احمدی دوالمیال عفی عنہ۔ (مہر)

حق و باطل میں فیصلہ ہو گیا تمام گواہوں کے روبرو

جھوٹے ملہم کو اللہ تعالیٰ دنیا سے بہت جلد اٹھا لیتا ہے اور یہ ایک ایسا قانون ہے جو کبھی نہیں بدلتا اس اقرار نامہ کا مقر مسمی مرزا جو اپنے کشف پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کر کے ان کے نابود اور فنا ہونیکی پیشگوئی کر چکا تھا پورے ایک سال کے بعد اسی رمضان کے ۷ تاریخ ۱۳۲۲ھ میں جسمیں اقرار نامہ لکھا گیا عذاب طاعون سے ہلاک ہو گیا اور اس سے پہلے اسکی عورت بھی مرگئی اور خود اسکے گھر کا سلسلہ تباہ ہو گیا لہذا ہمارے اہل دہ کو اس واقعہ سے عبرت چاہئے اور حضرت اقدس کی صداقت پر ایمان لاویں۔

(المرقوم ۷ رمضان ۱۳۲۲ھ)

راقم عاجز نے اس اقرارنامہ کو بغرض اشاعت دارالامان میں بخدمت بابو محمد افضل صاحب مرحوم ایڈیٹر البدر کے روانہ کیا۔ اُنہوں نے یہ لکھ کر کہ ہم ایسے مضامین کو اپنے اخبار میں درج نہیں کرتے واپس کر دیا گرد و نواح کے علاقہ میں بھی اس پیشگوئی کی شہرت ہوگئی اور لوگ کہنے لگے کہ دیکھا چاہیئے اب کون جیتتا ہے مرزا قادیانی یا مرزا دولمیالی بلکہ مخالف لوگ نماز کے بعد اپنے فقیر مرزا کی کامیابی کیلئے دعائیں مانگنے لگے۔ ایک دن ایک ہندو سارجنٹ فقیر صاحب کو سراج الاخبار پڑھ کر سُنا رہا تھا کہ حکیم فضل دین سخت بیمار ہے چارپائی اُٹھا کر گورداسپور کی عدالت میں لائے ہیں اس خبر کے سُننے سے ملہم صاحب خوش ہو کر کہنے لگے کہ اب مرزا قادیانی کی تباہی کا وقت آگیا ہے اور اُس کے آثار ظاہر ہو پڑے ہیں مگر بیچارے کو کیا معلوم کہ اِدھر میری تباہی کی طیاریاں ہو رہی ہیں تھوڑا ہی عرصہ گذرا کہ علاقہ میں طاعونی لشکر نے ڈیرے لگا دیئے ملہم صاحب کو اپنے الہامات پر اسقدر فخر تھا کہ میرے طفیل میرا تمام محلہ طاعون سے محفوظ رہیگا جب دوسرا رمضان آیا تو اسکے محلہ میں طاعون شروع ہوگئی اسوقت یہ چار آدمی گھر میں موجود تھے ایک ملہم دوسری ملہم کی بیوی تیسری لڑکی چوتھی لڑکے کی زوجہ پہلے ملہم کی بیوی کا طاعون سے انتقال ہو گیا پھر خود فقیر صاحب ۵ یا ۶ رمضان ۱۳۲۲ھ کی شام کو سخت طاعون میں مبتلا ہو گئے ساتھ ہی زبان بند ہو گئی۔ شدّت دم اور حبس دم کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا آنکھوں سے خون ٹپک رہا ہے آخر پورے ایک سال کے بعد جس روز پیشگوئی کی گئی تھی یعنی ۷ رمضان ۱۳۲۲ھ کو ہلاک ہو گیا دو لڑکیاں جو پیچھے رہ گئی تھیں وہ بھی تھوڑے دنوں کے بعد سخت بیمار ہو گئیں۔ راقم کو علاج کے واسطے بلا کر لے گئے میں اُن کی حالت دیکھ کر ڈر گیا علاج کرانیوالوں کہا کہ اس گھر میں خدا کا غضب نازل ہو رہا ہے تم اپنی ہمشیرہ کو گھر سے جاؤ وہ گھر میں لے گئے اور مریضہ کچھ دن بعد اچھی ہوگئی جو ملہم کی لڑکی تھی وہ اُسی گھر میں دوسرے روز باپ سے جا ملی اور بجائے ۲۷۔ رمضان کے ۷ رمضان کو حضرت مرزا صاحب قادیانی کے سلسلہ کے عوض مرزا دولمیالی کے گھر کا سلسلہ تباہ ہوگیا۔

دوسرا نشان یہ ہے کہ صوبیدار غلام محمد خاں کے لڑکے عطا محمد کو ایک دیوانے کتّے نے

کاٹا اور یہ لڑکا اُس کُتے کی زہر سے بیمار ہو کر مر گیا اسی دیوانے کتے نے راقم کے لڑکے عبد المجید کو بھی کاٹا تھا ایسا اتفاق ہؤا کہ یہاں کے باشندے ایک سید صاحب گوئے آئے کہ یہ کڑا ڈال کر طاعون کو روکے گا خاکسار اس کڑا میں شامل نہ ہؤا۔ دوسری روز صبح کے وقت خاکسار کا لڑکا عبد المجید بیمار ہو گیا تر دسی آواز اور آہٹ سے ایسی زور کی تشنجوں کا دورہ ہوتا تھا کہ الامان غضلات تنفس کے تشنج سے سخت دم کشی ہو کر چہرہ نیلا پڑ جاتا اور یہی معلوم ہوتا کہ اب دم ختم ہوتا ہے چونکہ تمام لوگ صوبیدار صاحب کے لڑکے کی حالت دیکھ چکے تھے اس لئے ہر ایک یہی کہتا کہ یہ لڑکا دم بھر کا مہمان ہے راقم عاجز بھی طب کی رُو سے عبد المجید کو مردہ تصور کر چکا۔ ادھر مخالفوں کے طعنے کہ دیکھا بزرگوں کے نہ ماننے اور کڑا میں شامل نہ ہونے کا یہ نتیجہ ہے۔ الغرض اس صدمہ نے میرے دل کو پانی کر دیا تب سجدہ میں گر کر دعا کرنے لگا کہ اے بیکسوں اور عاجزوں کے مددگار اور گنہگاروں پر رحم فرمانیوالے رحیم خدا تو جانتا ہے کہ آج میرے مخالف محض اس سبب سے خوش ہو رہے ہیں کہ میں تیرے فرستادہ اور مرسل جناب حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو مسیح موعود اور مہدی معہود مانتا ہوں سوائے میرے خدا تو اس لڑکے صحت بخش تاکہ یہ مردہ زندہ ہو کر مسیح محمدی کی صداقت پر ایک نشان ہو اس دعا کے بعد ان علامات مندرجہ میں تخفیف ہونے لگی یہاں تک کہ کچھ روز کے بعد بالکل صحت ہو گئی الحمد للہ۔

اس نشان کو ہمارے گاؤں کے تمام لوگوں نے دیکھا ہے مخالف سے مخالف آدمی بھی اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ واقعی وہ تمام علامتیں جو اس مرض میں پائی جاتی ہیں برخوردار عبد المجید کی مرض میں موجود تھیں دیوانہ کتے کا کاٹنا[*] اور پھر صوبیدار صاحب کے لڑکے کا اس کتے کی زہر سے انہیں علامات کے ساتھ مر جانا یہ سب کچھ ہمارے گاؤں کے لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں مگر تعصب اور ضد کا ستیاناس پھر بھی لوگ مخالفت سے باز نہیں آتے اے خدا کے پیارے رسول اللہ تعالیٰ نے مجھ گنہگار پر بڑا رحم کیا ہے اور محض اپنے فضل سے اس عاجز کو مردہ کے زندہ ہونیکا معجزہ اپنے گھر میں دکھا دیا اور دعا فرماویں اللہ تعالیٰ ہمکو اور ہمارے دوسرے بھائیوں کو آپ کی فرمانبرداری میں موت دے اور حشر نشر میں ہم آپ کے ساتھ ہوں۔ آمین

راقم آپ کا خادم کرم داد از دولمیال ضلع جہلم

[*] یعنی کاٹنا۔ منہ۔ المؤلف

۱۷۲۔ نشان۔ ایک مرتبہ کشفی عالم میں میرے پر ظاہر کیا گیا کہ کوئی سمن سرکاری میرے نام آیا ہے اور مجھے کسی کچہری میں کسی گواہی کیلئے بلایا ہے اور مَیں اس کچہری میں گیا ہوں اور حاکم انگریز ہے تب اُس نے بغیر حلف دینے کے جیسا کہ قانون ہے میرا اظہار لکھنا شروع کیا اور وہ تمام اظہار بغیر حلف کے ہی لکھا گیا بعد اسکے کشفی حالت جاتی رہی اور مَیں نے یہ کشف اپنا اپنے بہت سے دوستوں کو اُسی وقت سُنا دیا چنانچہ ان میں سے خواجہ کمال الدین بی اے پلیڈر اور اخویم مولوی حکیم نوردین صاحب اور مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی محمد علی صاحب ایم اے ہیں۔ پھر اُسی دن یا دوسرے تیسرے دن ملتان کے صاحب ڈپٹی کمشنر کا سمن ایک گواہی کیلئے میرے نام آگیا۔ جب مَیں گواہی کیلئے صاحب ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں حاضر ہؤا تو صاحب ڈپٹی کمشنر نے میرا اظہار لکھنا شروع کیا اور وہ حلف دینا بھول گئے جب کل اظہار لکھا گیا تو بعد میں حلف یاد آیا اس واقعہ کے گواہ شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر اور مولوی رحیم بخش صاحب پرائیویٹ سکرٹری نواب صاحب بھوپال اور کئی لوگ ہیں۔

۱۷۳۔ نشان۔ چراغ دین ساکن جموں جب میری بیعت سے مرتد ہو کر مخالفوں میں جا ملا تو اُس نے صرف گالیوں پر بس نہ کی بلکہ اپنے الہام اور وحی کا بھی دعویٰ کیا اور عام طور پر لوگوں میں شائع کیا کہ خدا تعالیٰ کی وحی سے مجھے الہام ہؤا ہے کہ یہ شخص یعنی یہ عاجز دجّال ہے تب مَیں نے اپنی کتاب دافع البلاء و معیار اہل الاصطفاء کے صفحہ ۲۳ کے حاشیہ پر وہ الہام شائع کیا جو چراغ دین کی نسبت مجھ کو ہؤا اور وہ یہ ہے انی اذیب من یریب اور اُردو میں اسکی نسبت یہ الہام ہؤا۔ مَیں فنا کر دوں گا۔ مَیں غارت کر دوں گا مَیں غضب نازل کروں گا اگر اُس نے یعنی چراغ دین نے شک کیا اور اس پر یعنی میرے مسیح موعود ہونے پر ایمان نہ لایا اور ماموریت ہونے کے دعوے سے توبہ نہ کی یہ پیش گوئی چراغ دین کی موت سے تین برس پہلے کی گئی تھی جیسا کہ رسالہ دافع البلاء کی تاریخ طبع سے ظاہر ہے اور مجھے اسوقت یاد نہیں کہ مَیں پہلے بھی اس پیش گوئی کو لکھا آیا ہوں یا نہیں

اگر پہلے لکھی گئی ہے تو یہ نشان اس کتاب میں گذر چکا ہے اور اس جگہ اس نشان کا مکرر لکھنا دوسری پیشگوئی کی تصریح کیلئے ضروری تھا بہرحال اس پیش گوئی سے تین برس بعد چراغ دین مرگیا اور غضب اللہ کی بیماری سے یعنی طاعون کی بیماری سے اُسکی موت ہوئی اور یہی وجہ ہے کہ طاعون کے رسالہ میں بھی یعنی دافع البلاء میں یہ پیش گوئی لکھی ہے اور اس پیش گوئی کا ہم پہلو نشان چراغ دین کا خود اپنا مباہلہ ہے اس لئے ہم وہ نشان الگ طور پر اس پیش گوئی کے ساتھ ہی ذیل میں لکھتے ہیں اور وہ یہ ہے :-

۱۷۴۔ نشان - یہ نشان چراغ دین کے مباہلہ کا نشان ہے اسکی تفصیل یہ ہے کہ جبکہ چراغ دین کو بار بار یہ شیطانی الہام میری نسبت ہوئے کہ یہ شخص دجّال ہے اور اپنی نسبت یہ الہام ہوا کہ وہ اس دجال کو نابود کرنے کیلئے خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے اور حضرت عیسیٰ نے اس کو اپنا عصا دیا ہے تا اس عصا سے اس دجّال کو قتل کرے تو اس کا تکبر بہت بڑھ گیا اور اُس نے ایک کتاب بنائی اور اس کا نام منارۃ المسیح رکھا اور اسمیں بار بار اسی بات پر زور دیا کہ گویا میں حقیقت میں موعود دجّال ہوں اور پھر جب منارۃ المسیح کی تالیف پر ایک برس گذر گیا تو اُس نے مجھے دجّال ثابت کرنے کیلئے ایک اور کتاب بنائی اور بار بار لوگوں کو یاد دلایا کہ یہ وہی دجّال ہے جس کے آنے کی خبر احادیث میں ہے اور چونکہ غضب الٰہی کا وقت اس کیلئے قریب آگیا تھا اس لئے اس نے اس دوسری کتاب میں مباہلہ کی دعا لکھی اور جناب الٰہی میں دعا کرکے میری ہلاکت چاہی اور مجھے ایک فتنہ قرار دیکر خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ تو اس فتنہ کو دنیا سے اُٹھا دے یہ عجیب قدرت حق اور عبرت کا مقام ہے کہ جب مضمون مباہلہ اُس نے کاتب کے حوالہ کیا تو وہ کاپیاں ابھی پتھر پر نہیں جمی تھیں کہ دونوں لڑکے اُس کے جو صرف دو ہی تھے طاعون میں مبتلا ہوکر مرگئے اور آخر ۴۔ اپریل ۱۹۰۶ء کو لڑکوں کی موت سے دو تین روز بعد طاعون میں مبتلا ہوکر اس جہان کو چھوڑ گیا اور لوگوں پر ظاہر کر گیا کہ صادق کون ہے اور کاذب کون جو لوگ اسوقت حاضر تھے اُن کی زبانی سُنا گیا ہے کہ وہ اپنی موت کے قریب کہتا تھا کہ "اب خدا

بھی میرا دشمن ہو گیا ہے چونکہ اس کی وہ کتاب چھپ گئی ہے جسمیں وہ مباہلہ ہے اس لئے ہم ان لوگوں کیلئے جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں وہ مباہلہ کی دعا ذیل میں لکھتے ہیں اور یہ محض اس غرض سے ہے کہ اگر اس نشان سے ایک شخص بھی ہدایت پاوے تب بھی انشاء اللہ القدیر ہمیں ثواب ہوگا۔ اور چونکہ چراغدین کے اصل مسودہ مباہلہ پر جو اسکی قلم سے لکھا ہوا ہے کاتب کو تاکید کیگئی ہے کہ یہ مباہلہ کی دعا جلی قلم سے لکھی جاوے اسلئے اگرچہ ہم اُن کی دوسری باتوں کے مخالف ہیں تاہم اسکی اس درخواست کو منظور کر کے مباہلہ کی دعا جلی قلم سے لکھوا دیتے ہیں کیونکہ وہ وصیت صرف ایک دن موت سے پہلے کی گئی ہے پس کیا مضائقہ ہے کہ ہم اُسکی وصیت کو مان لیں اور وہ مباہلہ کی دعا یہ ہے:۔

اَلدُّعَاء

اے میرے خدا اے میرے خدا میں صدق دل سے گواہی دیتا ہوں کہ آسمان و زمین اور ما سوا ہما کا تو ہی اکیلا خالق اور مالک اور رازق ہے اور آسمان و زمین ما سواء ہما کے ہر ایک ذرہ پر تیرا ہی حکم جاری اور نافذ ہے اور تو سب کا ابتدا اور انتہا ظاہر اور باطن جانتا اور سب کی آواز سنتا اور انکی حاجتیں بر لاتا اور آسمان و زمین کے درمیان تیرے حکم بغیر ایک ذرا بھی ٹل نہیں سکتا اور انبیاء اولیا شاہ اور گدا ملایک اور شیاطین بلکہ جمیع موجودات تیری ہی مخلوق اور محتاج ہے جو تیری رحمت کے امیدوار اور تیرے غضب سے لرزاں ہیں اور تو ہی اکیلا اس تمام ارضی اور سماوی ظاہری اور باطنی روحانی اور جسمانی مخلوق کا خالق مالک اور معبود ہے اور تیرے سوا آسمان و زمین و ما سوا ہما کے درمیان عبادت اور توکل یا محبت کے لایق اور کوئی معبود نہیں اور جس قدر معبود لوگوں نے ٹھیرائے ہوئے ہیں خواہ وہ بت ہیں یا روح یا فرشتے یا شیاطین یا آسمانی اجرام یا زمینی اجسام وہ سب باطل ہیں اور تیری ہی مخلوق اور محتاج ہیں ان میں سے ایک بھی پرستش اور توکل اور محبت کے لائق نہیں بلکہ آسمان اور زمین اور ما سواء ہما کے درمیان عبادت اور توکل اور محبت کے لائق تو ہی

ایک خدا ہے جو ازلی ابدی زندہ خدا ہے تیرا نہ کوئی باپ ہے نہ بیٹا اور نہ کوئی جوروی نہ مصاحب اور نہ کوئی مشیر ہے نہ معاون بلکہ تو اکیلا ہی سب کا خالق مالک اور غالب خدا ہے جو تمام خوبیوں کا منبع اور جمیع عیوب سے منزّہ ہے اس لئے تمام محامد تقدیس اور ستائش اور تعریف کے لائق تو ہی ایک خدا ہے اور ہماری یہ جسمانی اور روحانی یا ظاہری اور باطنی تمام نعمتیں تیری ہی طرف سے ہیں اور ہم تیرے ہی لئے ہیں اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سب پیغمبر اور جملہ کتب سماویہ بالعموم اور تیرا سچا اور پیارا حبیب خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلعم اور تیری پاک کلام قرآن شریف و فرقان حمید بالخصوص حق ہے اور نجات اسلام میں محدود ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ قیامت اور جزا سزا حساب اور میزان دوزخ اور بہشت لقاء وغیرہ سب حق اور درست ہیں اور ہم سب مرنیکے بعد جی اُٹھیں گے اور اپنے ہی اعمال کے مطابق جزا اور سزا دیئے جائیں گے۔

اب اے میرے خدا میں تیری بارگاہ قدس تعالیٰ میں نہایت عجز اور انکسار تضرع و ابتہال کے ساتھ مودّبانہ التماس کرتا ہوں کہ تو جانتا ہے کہ مَیں وہی شخص ہوں جس کو تو نے بلا کسی استحقاق محض اپنی ہی فضل و کرم سے اپنی مشیت اور ارادہ کے مطابق جو ازل ہی سے مقرر کیا گیا تھا اپنے مقدس اور سچے دین اسلام کی خدمت اور نصرت کیلئے اہل دنیا میں سے چن لیا اور اس کام کے واسطے مخصوص کیا ہے اور تو نے ہی میرے ہاتھ سے وہ روحانی منارہ جس پر نزول ابن مریم مقدر تھا تیار کرا دیا ہے اور تو نے ہی مجھ سے نزول عیسےٰ کی منادی کرنے اور نصاریٰ پر حجت اسلام ثابت کرنیکی خدمت پر مقرر فرمایا ہے اور تو نے ہی مجھے اپنی رحمت کے خزانہ سے وہ علم بخشا ہے جس سے نصاریٰ و اہل اسلام یا قرآن و انجیل کا باہمی اختلاف دور ہو کر اتحاد اور موافقت پیدا ہو سکتی ہے اور نیز نزول ابن مریم کا ایک روحانی راز تھا جو مدت ہائے دراز سے اہل دنیا پر پوشیدہ رہا اور خاص اسی زمانہ کیلئے ودیعت کیا گیا تھا اور اسی سے تو اب اپنی مخلوق پر حجت اسلام ثابت کریگا اور اسلام کو کل دینوں پر غالب کردیگا پس اے میرے خدا تو جانتا اور دیکھ رہا ہے کہ میں تیرے اس حکم کی تعمیل کو تیری ہی ہدایات کے مطابق انجام دے رہا ہوں اور تیری مرضی کے موافق

نزول ابن مریم کے اس نہانی راز کو اہل دنیا پر ظاہر کرکے اتمام حجت کر رہا ہوں لیکن ای میرے
خدا تو جانتا اور دیکھ رہا ہے کہ دنیا میں ایک شخص نبوت اور رسالت کا مدعی اور مسیحیت کا
دعویدار موجود ہے جو کہتا ہے کہ خاتم الانبیا میں ہوں اور پیشگوئیوں کے مطابق نزول ابن مریم
کا مصداق بھی میرا ہی وجود ہے اور کہتا ہے کہ میرے لئے آسمان اور زمین سے نشان ظاہر
ہوتے ہیں بلکہ طاعون اور زلزلے بھی میری ہی تائید میں ظاہر ہوئے ہیں تاکہ میرے مخالفوں
کو ہلاک اور تباہ کردیں ✤ اور کہتا ہے کہ مَیں خدا کی مجسم قدرت ہوں اور نجات میرے ہی طریق
میں محدود ہے اور جو مجھے نہیں پہچانتا وہ کافر اور مردود اس کے اعمال حسنہ نامقبول اور
وہ دنیا میں معذّب اور آخرت میں ملعون ہوگا۔ اور کہتا ہے کہ اب کے موسم بہار یا کسی اور
موسم بہار میں ایک سخت زلزلہ ظاہر ہوگا جس سے زمین کو انقلاب پیدا ہوگا اور اہل
دنیا ہندی کے سلسلہ میں داخل ہونے کیلئے تیار ہوجائیں گے اس لئے اے میرے خدا
دنیا کے دل تذبذب میں ہیں اور حق ظاہر نہیں ہوسکتا اور تیری مخلوق باطل پرستی میں
مبتلا ہے اور تیرے دین میں گڑبڑ پڑ رہی ہے اور تیرے حبیب محمد رسول اللہ صلعم کی ہتک
کی جارہی ہے اور آنجناب کا منصب نبوت و رسالت چھین لیا گیا اور اسلام کو منسوخ اور
بے اثر ٹھیرایا گیا اور ایک نئے دین کی بنیاد ڈالی گئی یعنی مرزا قادیانی کی نبوت اور رسالت
پر ایمان لانے کے بغیر کوئی مسلمان خواہ وہ کیسا ہی مخلص متقی ایماندار ہو مسلمان نہیں رہ
سکتا اور دین کے لئے اسکی کوششیں عبث اور بیکار ہیں اور ✱ ایسا ہی اے میرے خدا تیرے
مقدس نبی مسیح ابن مریم علیہ السلام کا بھی منصب چھین لیا گیا ہے اور اس کی شان کی تحقیر
کی جارہی ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ کلمۃ اللہ اور روح القدس گنہگار تھا اور مَیں اُس سے
بہتر ہوں پس اے میرے خدا اب تو آسمان پر سے نظر فرما اور اپنے دین اسلام اور اپنے
مقدسوں کی عزت بچا اور اُن کی نصرت کے لئے اپنی خدمت کا ہاتھ ظاہر کر اور اس فتنہ کو
دنیا پر سے اُٹھا ✤ اور اہل دنیا کو حق کی طرف توجہ دلا اور انکو اتباع حق کی توفیق عنایت کر اور

✤ یہ عجیب بات ہے کہ میر چراغ دین نے منہ سے میری نسبت نکالا کہ خدا میرے مخالفوں کو طاعون اور زلزلہ سے ہلاک کرے گا سو آپ ہی چراغ دین ایسا پکڑا گیا کہ طاعون سے ہلاک ہو گیا اور یہی تو عجیب کرشمہ قدرت ہے کہ دونوں لعنتیں اس پر پڑ گئیں طاعون سے بھی ہلاک ہوا۔ منہ المؤلف

✤ یعنی اس شخص کو جو مسیح موعود ہونیکا دعوی کرتا ہے ہلاک کر ✤

✱ نقل مطابق اصل

مدعی نبوت کی دقیق عمیق پالسی دریافت کرنے کے لئے ان کی بصیرتوں کو تیز فرما اور اہل دنیا کو تمام ارضی وسماوی آفات یعنی طاعون و زلزلہ وغیرہ سے محفوظ رکھ اور اُن کو ہر طرح سے امن اور چین عطا فرما کیونکہ تو قادر اور غفور الرحیم ہے اور اپنے بندوں کی خطائیں معاف کرنا تیرا ہی کام ہے اور ہم عاجز ضعیف انسان ہیں۔ بھول چوک سے محفوظ نہیں ہم تو ہر وقت خطاکار ہیں اور تیری ہی بخشش کے اُمیدوار۔ اس کے بعد اے میرے خدا میں یہ بھی التماس کرتا ہوں اور میری رُوح تیری عالی ومقدس جناب میں التجا کر رہی ہے اور میری آنکھیں تیری نصرت کی انتظار میں تیری ہی طرف ہیں کہ تو اس سلسلہ کی صداقت کو تیرے ہی حکم اور منشا کے مطابق تیرے مقدس دین و سلام کی نصرت میں اور تیرے مقدس نبیوں کی سچائی ظاہر کرنے کیلئے جاری کیا گیا ہے اہل دنیا پر ظاہر کر دے اور ان کی بصیرتوں کو روشن کر اور اُن کو اتباع حق کی توفیق بخش تاکہ تیرا جلال ظاہر ہو اور تیری مرضی جیسی کہ آسمان پر ہے زمین پر بھی ظاہر ہو کیونکہ اے میرے خدا تو جانتا اور دیکھتا ہے کہ میں ایک عاجز اور ضعیف انسان ہوں تیری مدد کے سوا کچھ کر نہیں سکتا اور دلوں پر اثر ڈالنا اور حق کی پہچان میں ان کی بصیرتوں کو کھولنا تیرا ہی کام ہے اسلئے اگر تیری امداد میرے شامل حال نہ ہو گی تو میں ناکامیاب رہ جاؤں گا جیسا کہ جھوٹے رہ جاتے ہیں پس اے میرے خدا تو اس سلسلہ کی نصرت میں اپنی قدرت کا ہاتھ ظاہر فرما اور جس غرض کیلئے یہ جاری کیا گیا ہے اس کو انجام دے اور صداقت کو مذاہب غیر کے معتقدوں پر عموماً اور اہل اسلام پر خصوصاً کھول دے اور انکو اسکے اتباع کی توفیق عنایت کر کیونکہ تو قادر ہے اور آسمان و زمین کا ہر ایک ذرہ پر تیرا ہی حکم نافذ ہے کیا ممکن کہ تیرے حکم کے بغیر ایک ذرہ حرکت کر سکے لہذا تو جو چاہتا ہے کرتا ہے تیرے آگے کوئی بات اَنہونی اور محال نہیں اور تیرے وعدے سچے اور تیرا ارادہ غیر مبدل ہے اور تیری رحمت ابدی اور تیری قدرت کامل ہے تیرے ہی حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں اور تو ہی رات کی تاریکی کے بعد صبح کی روشنی

کو نمودار کر دیتا ہے اور آفتاب کو مغرب سے مشرق کی طرف کھینچ لاتا ہے تو ہی دنیا میں انقلاب ڈالتا کسی کو شاہی تخت پر اور کسی کو تودۂ راکھ پر بٹھا دیتا ہے اور تو ہی حق اور باطل میں فیصلہ کر سکتا ہے تو ہی اس امر میں ہماری نصرت فرما اور حق ظاہر کر اور مخلوق کو گمراہی کی موت سے بچا اور ان کو صراط مستقیم کی طرف راہ نمائی کر آمین ثم آمین۔

یہ ہے عبارت چراغ دین کے مباہلہ کی جس میں وہ مجھے اپنا فریق مخالف ٹھیرا کر اور مجھے دجال قرار دیکر خدا تعالیٰ کا فیصلہ مانگتا ہے اور مجھے ایک فتنہ قرار دیکر میرے اُٹھائے جانیکی درخواست کرتا ہے اور میری ہلاکت مانگتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اے خدا اپنی قدرت کا ہاتھ ظاہر فرما۔ سو الحمد للہ کہ اس مباہلہ کے ایک دن بعد خدا تعالیٰ نے قدرت کا ہاتھ دکھا دیا اور ابھی اس مباہلہ کی کاپی پتھر پر نہیں جمائی گئی تھی کہ ۴ر اپریل ۱۹۰۶ء کو طاعون نے اس ظالم کو مع اس کے دونوں بیٹوں کے ہلاک کر دیا یہ ہیں خدا کے کام۔ یہ ہیں خدا کے معجزات۔ یہ ہے خدا کی قدرت کا ہاتھ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

۱۷۵۔ نشان۔ ایک دفعہ پنڈت شِو نارائن اگنی ہوتری صاحب ایڈیٹر رسالہ برادر ہند کا ایک خط لاہور سے آیا تھا جس میں اُنہوں نے یہ لکھا تھا کہ مَیں براہین احمدیہ کے تیسرے حصّہ کا ردّ لکھوں گا جس میں الہام ہیں اور ایسا اتفاق ہوا کہ خدا تعالیٰ نے اس خط کے پہنچنے سے پہلے اُسی دن بلکہ اُسی ساعت جبکہ وہ لاہور میں اپنا خط لکھ رہے تھے مجھ کو اس خط سے بذریعہ کشف اطلاع دیدی اور کشفی طور پر وہ خط میرے سامنے آگیا اور مَیں نے اس کو پڑھا اسوقت اُن آریوں کو جن کا کئی دفعہ ذکر آچکا ہے اُس خط کے مضمون سے اُسی دن خط آنیسے پہلے مطلع کر دیا اور دوسرے دن ان میں سے ایک آریہ ڈاک خانہ میں خط لینے کو گیا اور اُس کے روبرو ڈاک کے تھیلہ سے وہ خط نکلا اور جب پڑھا گیا تو بلاکم و بیش وہی مضمون تھا جو مَیں نے بیان کیا تھا تب وہ آریہ لوگ نہایت حیرت میں اور تعجب میں رہ گئے وہ ابتک زندہ موجود ہیں اور حلف دینے سے راست راست بیان کر سکتے ہیں۔

۱۷۶- نشان - رسالہ اعجاز المسیح جب فصیح عربی میں مَیں نے لکھا تو خدا تعالےٰ سے الہام پا کر مَیں نے یہ اعلان شائع کیا کہ اس رسالہ کی نظیر اس فصاحت بلاغت کے ساتھ کوئی مولوی پیش نہیں کر سکے گا تب ایک شخص پیر مہر علی نام ساکن گولڑہ نے یہ لاف و گزاف مشہور کی کہ گویا وہ ایسا ہی رسالہ لکھ کر دکھلائیگا اس وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے الہام ہؤا منعہ مانع من السماء یعنی ایک مانع نے آسمان سے اس کو نظیر پیش کرنے سے منع کر دیا تب وہ ایسا ساکت اور لاجواب ہوگیا کہ اگرچہ عوام الناس کی طرح اُردو میں بکواس کرتا رہا مگر عربی رسالہ کی نظیر آجتک لکھ نہ سکا۔

۱۷۷- نشان - میرے مکان کے ملحق دو مکان تھے جو میرے قبضہ میں نہیں تھے اور بباعث تنگی مکان توسیع مکان کی ضرورت تھی ایک دفعہ مجھے کشفی طور پر دکھلایا گیا جو اس زمین پر ایک بڑا چبوترہ ہے اور مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ اس جگہ ایک لمبا دالان بن جائیگا اور مجھے دکھلایا گیا کہ اس زمین کے مشرقی حصّہ نے ہماری عمارت کے بننے کیلئے دعا کی ہے اور مغربی حصّہ کی زمین اُفتادہ نے آمین کہی ہے چنانچہ فی الفور یہ کشف اپنی جماعت کے صدہا آدمیوں کو سُنایا گیا اور اخباروں میں درج کیا گیا بعد اس کے ایسا اتفاق ہؤا کہ وہ دونوں مکان بذریعہ خریداری اور وراثت کے ہمارے حصّہ میں آگئے اور اُن کے بعض حصّوں میں مکانات مہمانوں کیلئے بنائے گئے حالانکہ ان سب کا ہمارے قبضہ میں آنا محال تھا اور کوئی خیال نہیں کر سکتا تھا کہ ایسا وقوع میں آئیگا۔ دیکھو اخبار الحکم نمبر ۴۶ و ۴۷ جلد ۳ و الحکم نمبر ۳ جلد ۸۔

۱۷۸- نشان - ایک دفعہ خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر ریاست پٹیالہ نے اپنے کسی اضطراب اور مشکل کے وقت میری طرف خط لکھا کہ میرے لئے دعا کریں چونکہ اُنہوں نے کئی دفعہ ہمارے سلسلہ میں خدمت کی تھی اسلئے ان کیلئے دعا کی گئی تب منجانب اللہ الہام ہؤا۔

چل رہی ہے نسیم رحمت کی ٭ جو دُعا کیجئے قبول ہے آج

اس دعا کے بعد خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے وہ مشکلات اُن کے دُور کر دیئے اور

انہوں نے شکرگذاری کا خط لکھا اس واقعہ کا وہی خط گواہ ہے جو میرے کسی بستہ میں موجود ہوگا اور کئی اور لوگ گواہ ہیں بلکہ اس وقت صدہا آدمیوں میں یہ میرا الہام شہرت پا گیا تھا اور نواب علی محمد خاں مرحوم رئیس جھجر نے بھی اپنی یادداشت میں اسکو لکھ لیا تھا۔

۱۷۹۔ نشان ۔ مولوی کرم دین کے مقدمہ میں جو گورداسپور میں دائر تھا کرم دین کو اس بات پر زور دینا تھا کہ لئیم کے لفظ کے معنی ولدالزنا ہیں اور کذّاب کے یہ معنی ہیں جو ہمیشہ جھوٹ بولتا ہو یہی معنی پہلی عدالت نے قبول کئے ان دنوں میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے مجھے الہام ہوا **معنیٔ دیگر نہ پسندیم ما** جس سے یہ تفہیم ہوئی کہ دوسری عدالت میں یہ معنی قائم نہیں رہیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اپیل کی عدالت میں صاحب ڈویژنل جج نے ان تمام عذرات کو رد کر دیا اور یہ لکھا کہ کذاب اور لئیم کے الفاظ کرم دین کے مناسب حال ہیں بلکہ وہ اس سے بڑھ کر الفاظ کا بھی مستحق ہے سو صاحب ڈویژنل جج نے وہ پرتکلّف معنے کرم دین کے پسند نہ کئے جو پہلی عدالت میں پسند کئے گئے تھے دیکھو اخبار الحکم نمبر ۱۹ جلد ۶ ۲۴ مئی ۱۹۰۲ء جس میں یہ الہام موجود ہے۔

۱۸۰۔ نشان ۔ ایک دفعہ ۱۹۰۲ء میں مجھے الہام ہوا۔ یریدون ان یطفؤا نورك ۔ ویتخطفوا عرضك ۔ انی معك ومع اھلك ۔ یعنی دشمن لوگ ارادہ کرینگے کہ تیرے نور کو بجھا دیں اور تیری آبروریزی کریں مگر میں تیرے ساتھ ہونگا اور اُن کے ساتھ جو تیرے ساتھ ہیں اور اُن ہی دنوں میں مَیں نے دیکھا کہ مَیں ایک کوچہ میں ہوں جو آگے سے بند ہے اور بہت تنگ کوچہ ہے کہ بمشکل ایک آدمی اسمیں سے گذر سکتا ہے مَیں بند کوچہ کے آخری حصہ میں جس کے آگے کوئی راہ نہ تھا دیوار کے ساتھ کھڑا ہوگیا اور جو واپس جانے کی طرف راہ تھی اس کی طرف جب نظر اُٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ تین قوی ہیکل سنڈے وہاں کھڑے ہیں جو خونی ہیں اور گذرنے کی راہ بند کر رکھی ہے ایک ان میں سے میری طرف حملہ کر کے دوڑا اسکو مَیں نے ہاتھ سے ہٹا دیا پھر دوسرا حملہ آور ہوا اسکو بھی مَیں نے ہاتھ سے ہٹا دیا

پھر تیسرا اس شدت اور جوش سے آیا کہ اُسے دیکھ کر یقین ہوتا تھا کہ اب خیر نہیں لیکن جب میرے قریب آیا تو دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا اور میں اس کے ساتھ رگڑ کر اس کے پاس سے گذر گیا اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے چند کلمات میرے دل پر القا ہوئے جنکو میں پڑھتا جاتا اور دوڑتا تھا اور وہ یہ ہیں۔ ربِّ کل شیءٍ خادمک ربِّ فاحفظنی وانصرنی وارحمنی۔ اس واقعہ کے دیکھنے کے ساتھ ہی مجھ کو تفہیم ہوئی کہ کوئی دشمن مقدمہ برپا کریگا اور اس کے تین وکیل ہونگے اور یہ الہام اور کشف قبل ظہور اس مقدمہ کے پرچہ الحکم ۱۹۰۳ء یعنی الحکم نمبر ۲ میں درج ہو کر شائع کی گئی بعد میں کرم دین نے جہلم میں میرے پر مقدمہ کیا اور میری طلبی ہوئی اور وہ مقدمہ فوجداری اور سخت مقدمہ تھا اور جیسا کہ کشفی حالت میں ظاہر کیا گیا تین وکیل اس کے تھے آخرکار بموجب وعدہ الٰہی وہ مقدمہ اُس کا خارج ہوا دیکھو پرچہ اخبار الحکم ۱۹۰۲ء نمبر ۲ جلد ۶ ٭

۱۸۱٭۔ نشان۔ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ ایک لڑکی تمہارے گھر میں پیدا ہوگی اور مر جائے گی اور اس کا نام غاسق رکھا یعنی غروب ہونیوالی اور یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ طفولیت میں ہی مر جائے گی چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق لڑکی پیدا ہوئی اور پیشگوئی کے مطابق طفولیت میں ہی مر گئی دیکھو اخبار الحکم نمبر ۴ جلد ۷۔

۱۸۲۔ نشان۔ مولوی محمد فضل صاحب احمدی مقام چنگا تحصیل گوجرخاں ضلع راولپنڈی سے لکھتے ہیں کہ ایک روز ماہ مئی ۱۹۰۴ء کو بمقام چنگا تحصیل گوجرخاں ضلع راولپنڈی میں جبکہ میں کچھ آدمیوں کے ساتھ جن میں بعض احمدی اور چند غیر احمدی شامل تھے نماز جمعہ ادا کر کے مسجد میں بیٹھا ہوا تھا تو ایک شخص مسمی فضل داد خاں نمبردار چنگا جو میرا ہم قوم اور رشتہ میں سے تھا ایک شخص کے ورغلانے سے مسجد میں آکر مجھے مع دیگر احمدیوں کے ملامت کرنے لگا اور کہا کہ تم لوگ مسجد میں نماز نہ پڑھا کرو مسجد کو بھرشٹ کر دیا ہے پھر فروعی مسائل کا جو احمدیوں اور غیر احمدیوں میں مختلف فیہ ہیں ذکر چھیڑ کر میرے ساتھ مجادلہ شروع کر دیا

٭ مولوی کرم دین کے متعلق ایک پیشگوئی مفصل طور پر اخبار الحکم میں قبل از وقت شائع ہو چکی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک فوجداری مقدمہ میں عدالت ماتحت میرے برخلاف فیصلہ کرے گی اور پھر عدالت عالیہ سے میری بریت ہو جائے گی چنانچہ کرم دین نے جب گورداسپور میں میرے پر فوجداری مقدمہ کیا تو عدالت ماتحت یعنی آتما رام کے محکمہ سے پانسو روپیہ جرمانہ میرے پر ہوا پھر عدالت عالیہ یعنی صاحب ڈویژنل جج کے محکمہ سے وہ حکم منسوخ ہو کر عزت کے ساتھ میری بریت ہوئی اور حاکم مجوز نے لکھا کہ لفظ کذّاب اور لئیم جو کرم دین کی نسبت استعمال کئے گئے ہیں وہ محل پر ہیں اور کرم دین ان الفاظ کا مستحق ہے بلکہ اگر ان الفاظ سے بڑھ کر اور سخت الفاظ کرم دین کی نسبت لکھے جاتے تب بھی وہ ان الفاظ کا مستحق تھا ایسے الفاظ سے کرم دین کی کوئی ازالہ حیثیت عرفی نہیں ہوئی۔ یہ پیشگوئی وقت سے پہلے شائع کی گئی تھی۔ منہ

٭ یہ نشان پہلے بھی لکھا جا چکا ہے مگر اب اس جگہ مزید تشریح کے لئے دوبارہ درج کیا گیا۔

مَیں نے اُس کو معقولاً و منقولاً سمجھایا اور خوب ملزم کیا مگر وہ تکذیب پر اڑا رہا اور اس کے بہکانے سے عوام کو مَیں نے احمدیوں پر مشتعل پایا اور دیکھا کہ وہ شخص فتنہ اور فساد سے باز نہیں آتا اس وقت میرے دل پر سخت قلق و اضطراب پیدا ہوا کہ خداوندا اب اس امر کا کیا علاج ہو اس شخص کے ذریعہ بڑا فتنہ ہونیوالا ہے۔ تب مَیں نے اسکو اپنا مخاطب بنا کر کہا کہ اگر مَیں جو مسائل بیان کر رہا ہوں اُن میں جھوٹا ہوں تو خدا تعالیٰ تجھ سے پہلے مجھے ہلاک کرے اور اگر تو جھوٹا ہے تو خدا تعالیٰ تجھے ہلاک کرے۔ تب فضل داد خاں نے ان لفظوں کے ساتھ مجھے جواب دیا کہ خدا تجھے ہلاک کرے۔ پھر مَیں اُسی وقت مسجد سے باہر آ گیا اور لوگ منتشر ہو گئے۔ پھر چند روز کے بعد شخص مذکور (یعنی فضل داد خاں) درد شکم کی سخت مرض میں مبتلا ہو گیا اور دس ماہ کے اندر ۲۴- مارچ ۱۹۰۶ء کو مر گیا۔ اور اپنی موت سے سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا نشان بطور یادگار چھوڑ گیا۔ کچھ مدت تک مجلس مباہلین حاضرین میں اس کے مرنے سے ایک دہشت اور رعب پھیل گیا تھا اور مَیں نے اپنے بعض مخالفین سے بھی اپنے کانوں کے ساتھ یہ ذکر سنا کہ اس شخص کی موت بطور نشان ہوئی ہے۔ العبد

خاکسار محمد فضل احمدی مقام چنگا تحصیل گوجرخاں ضلع راولپنڈی۔ ۳۰- ستمبر ۱۹۰۶ء

گواہ شد شاہ ولی خاں بقلم خود — گواہ شد فضل خاں بقلم خود — گواہ مباہلہ و موت فضل داد خاں

بیان مذکورہ بالا صحیح ہے — بیان مذکورہ بالا صحیح ہے — نظام الدین درزی۔ نشان انگوٹھا

۱۸۳- نشان - وہی محمد فضل احمدی مقام چنگا سے لکھتے ہیں کہ ایک صاحب کریم اللہ نام جو ڈاک خانہ جات حلقہ گوجرخان کے انسپکٹر تھے ماہ جون ۱۹۰۴ء کو بمقام چنگا میاں غلام نبی سب پوسٹ ماسٹر چنگا کے مکان پر اُترے اور مَیں اُن کو معزز اور خواندہ سمجھ کر اُن کے پاس گیا تب اُنہوں نے مجھ کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کے برگزیدہ و مقدس انسان یعنی حضور کے متعلق کچھ سبک الفاظ کہنے شروع کئے اور پھر حضور کے متعلق اعتراضات سخت گندے

الفاظ کے ساتھ استعمال کئے اور میرے ساتھ مباحثہ شروع کر دیا۔ گاؤں کے بہت لوگ جمع ہو گئے میں نے اس کی باتوں کا مدلّل جواب دیا اور اُس نے حضور کی نسبت ٹھٹھا اور استہزا کرنا شروع کیا اور مجھے کہا کہ چالیس دن کے اندر تمہیں سخت ضرر پہنچے گا اور تمہارا بڑا نقصان ہوگا اور سب لوگ دیکھیں گے مَیں نے جواب دیا کہ تمہاری پیشگوئی بیہودہ ہے میرا خدا حافظ ہے مگر یاد رکھو کہ مسیح موعود کے مقابل پر جو انسان گستاخی کرتا ہے خدا اُس کو سزا دیگا۔ مَیں یہ کہہ کر اس گندی مجلس سے رخصت ہو گیا پھر تھوڑے دنوں کے بعد سنا گیا کہ اس انسپکٹر کے گھر میں نقب زنی ہوئی اور بہت سا مال عزیز اُس کا چوری گیا بعد اس کے گوجرخان کے حلقہ میں عام لوگوں نے اس کی شکائتیں شروع کر دیں چنانچہ وہ اُس کے بعد ایک سرحدی ضلع میں تبدیل کیا گیا۔

العبـــــــــــــــــــــــــــــد

محمد فضل احمدی مقام چنگا تحصیل گوجرخاں ضلع راولپنڈی

گواہ شد نظام الدین خیاط گواہ شد شابولی بقلم خود گواہ شد فضل خاں بقلم خود

۱۸۴۔ **نشان**۔ ایک دفعہ میری بیوی کے حقیقی بھائی سید محمد اسمٰعیل کا (جو اس وقت اسسٹنٹ سرجن ہے) پٹیالہ سے خط آیا جس میں لکھا تھا کہ میری والدہ فوت ہوگئی ہے اور خط کے اخیر میں یہ بھی لکھا تھا کہ اسحاق میرا چھوٹا بھائی بھی فوت ہو گیا ہے اور تاکید کی تھی کہ خط کو دیکھتے ہی چلے آویں اور اتفاق ایسا ہوا کہ ایسے وقت میں وہ خط پہنچا کہ جب خود میرے گھر کے لوگ سخت تپ سے بیمار تھے اور مجھے خوف تھا کہ اگر انکو اس خط کے مضمون سے اطلاع دی جائیگی تو اندیشۂ جان ہے تب میرا دل نہایت اضطراب میں پڑا اس اضطراب کی حالت میں مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے اطلاع دی گئی کہ یہ خبر وفات صحیح نہیں اور مَیں نے اس الہام سے مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم اور شیخ حامد علی اور بہت سے لوگوں کو اطلاع دی اور پھر بعد اسکے شیخ حامد علی کو جو میرا ملازم ہے پٹیالہ

میں بھیجا تو معلوم ہؤا کہ درحقیقت وہ خبر خلاف واقعہ تھی۔ سوچنے کا مقام ہے کہ بغیر خدا تعالیٰ کے کسی کو امور غیبیہ پر اطلاع نہیں ہوتی اور یہ خدا تعالیٰ نے ایک ایسی غیب کی خبر دی جس نے خط کے مضمون کو رد کر دیا۔

۸۵۔ نشان ۔بعض نشان اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ان کے وقوع میں ایک منٹ کی تاخیر بھی نہیں ہوتی کہ فی الفور واقع ہو جاتے ہیں اور ان میں گواہ کا پیدا ہونا کم میسّر آتا ہے اسی قسم کا یہ ایک نشان ہے کہ ایک دن بعد نماز صبح میرے پر کشفی حالت طاری ہوئی اور مَیں نے اس وقت اس کشفی حالت میں دیکھا کہ میرا لڑکا مبارک احمد باہر سے آیا ہے اور میرے قریب جو ایک چٹائی پڑی ہوئی تھی اُس کے ساتھ پیر پھسل کر گر پڑا ہے اور اس کو بہت چوٹ لگی ہے اور تمام کرتہ خون سے بھر گیا ہے مَیں نے اُس وقت مبارک احمد کی والدہ کے پاس جو اس وقت میرے پاس کھڑی تھیں یہ کشف بیان کیا تو ابھی مَیں بیان ہی کر چکا تھا کہ مبارک احمد ایک طرف سے دوڑا آیا جب چٹائی کے پاس پہنچا تو چٹائی سے پیر پھسل کر گر پڑا اور سخت چوٹ آئی اور تمام کرتہ خون سے بھر گیا اور ایک منٹ کے اندر ہی یہ پیش گوئی پوری ہو گئی۔ ایک نادان کہے گا کہ اپنی بیوی کی گواہی کا کیا اعتبار ہے اور نہیں جانتا کہ ہر ایک شخص طبعًا اپنے ایمان کی حفاظت کرتا ہے اور نہیں چاہتا کہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر پھر جھوٹ بولے۔ سوا اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر معجزات کے گواہ آنجناب کے دوست اور آنجناب کی بیویاں تھیں اس صورت میں وہ معجزات بھی باطل ہوتے ہیں اور اکثر نشانوں کے دیکھنے والے یہی لوگ ہوتے ہیں کیونکہ ہر وقت ساتھ رہنے کا انہیں کو اتفاق ہوتا ہے دشمنوں کو کہاں نصیب ہو سکتا ہے کہ وہ ان نشانوں کو دیکھ سکیں کہ جو ایک طرف بذریعہ پیشگوئی بتلائے جاتے اور دوسری طرف معًا پورے ہو جاتے ہیں دشمن کا تو دل بھی دُور رہتا ہے اور جسم بھی دُور

۱۸۶-نشان - ایسا ہی عرصہ قریباً تین سال کا ہوا ہے کہ صبح کے وقت کشفی طور پر مجھے دکھایا گیا کہ مبارک احمد سخت مبہوت اور بدحواس ہو کر میرے پاس دوڑ آیا ہے اور نہایت بیقرار ہے اور حواس اُڑے ہوئے ہیں اور کہتا ہے کہ ابا پانی یعنی مجھے پانی دو - یہ کشف نہ صرف میں نے گھر کے لوگوں کو بلکہ بہتوں کو سُنا دیا تھا کیونکہ اس کے وقوع میں ابھی قریباً دو گھنٹے باقی تھے - اس کے بعد اُسی وقت ہم باغ میں گئے اور قریباً ۸ بجے صبح کا وقت تھا اور مبارک احمد بھی ساتھ تھا اور مبارک احمد کئی دوسرے چھوٹے بچوں کے ساتھ باغ کے ایک گوشہ میں کھیلتا تھا اور عمر قریباً چار برس کی تھی اُس وقت میں ایک درخت کے نیچے کھڑا تھا میں نے دیکھا کہ مبارک احمد زور سے میری طرف دوڑتا چلا آتا ہے اور سخت بدحواس ہو رہا ہے - میرے سامنے آ کر اتنا اُس کے منہ سے نکلا کہ ابا پانی بعد اس کے نیم بیہوش کی طرح ہو گیا اور وہاں سے کنواں قریباً پچاس قدم کے فاصلہ پر تھا میں نے اُس کو گود میں اُٹھایا اور جہاں تک مجھ سے ہو سکا میں تیز قدم اُٹھا کر اور دوڑ کر کنوئیں تک پہنچا اور اُس کے منہ میں پانی ڈالا - جب اُس کو ہوش آئی اور کچھ آرام آیا تو میں نے اُس سے اس حادثہ کا سبب دریافت کیا تو اُس نے کہا کہ بعض بچوں کے کہنے سے بہت سا پسا ہوا نمک پھانک لیا اور دماغ پر بخار چڑھ گئے اور سانس رُک گیا اور گلا گھونٹا گیا - پس اس طرح پر خدا نے اس کو شفا دی اور کشفی پیش گوئی پوری کی -

۱۸۷-نشان - میرے بڑے بھائی جن کا نام میرزا غلام قادر تھا کچھ مدت تک بیمار رہے جس بیماری سے آخر اُن کا انتقال ہوا - جس دن ان کی وفات مقدر تھی صبح مجھے الہام ہوا کہ **جنازہ** - اور اگرچہ کچھ آثار اُن کی وفات کے نہ تھے مگر مجھے سمجھایا گیا کہ آج وہ فوت ہو جائیں گے اور میں نے اپنے خاص ہم نشینوں کو اُس پیش گوئی کی خبر دیدی جو اب تک زندہ ہیں پھر شام کے قریب میرے بھائی

کا انتقال ہو گیا۔

ان تمام پیشین گوئیوں میں جو اس جگہ لکھی گئی ہیں میں نے اختصار کے خیال سے بہت کم گواہوں کا ذکر کیا ہے مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے کئی ہزار گواہ ہیں جن کے روبرو یہ پیشین گوئیاں کی گئیں۔ اور پوری ہوئیں۔ بلکہ بعض پیش گوئیوں کے تو کئی لاکھ گواہ ہیں۔

میرا ارادہ تھا کہ ان نشانوں کو تین سو تک اس کتاب میں لکھوں اور وہ تمام نشان جو میری کتاب نزول المسیح اور تریاق القلوب وغیرہ کتابوں میں لکھے گئے ہیں اور دوسرے نئے نشان اسقدر اسمیں لکھ دوں کہ تین سو ۳۰۰ کا عدد پورا ہو جائے مگر تین روز سے میں بیمار ہو گیا ہوں اور آج انتیس ستمبر ۱۹۰۶ء کو اسقدر غلبہ مرض اور ضعف اور نقاہت ہے کہ میں لکھنے سے مجبور ہو گیا ہوں اگر خدا نے چاہا تو حصّہ پنجم براہین احمدیہ میں یہ تین سو ۳۰۰ نشان یا زیادہ اس سے لکھے جاویں گے بالآخر اسقدر لکھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر ان نشانوں سے کسی کا دل تسلّی پذیر نہ ہو اور ایسا شخص ان لوگوں میں سے ہو جو الہام اور وحی کا دعویٰ کرتے ہیں تو اس کیلئے یہ دوسری راہ کھلی ہے کہ وہ میرے مقابل پر اپنے الہام اپنی قوم کے دو اخباروں میں ایک سال تک شائع کرتا رہے اور دوسری طرف میں وہ تمام امور غیبیہ جو مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوں اپنی جماعت کے دو اخباروں میں شائع کروں اور دونوں فریقوں کیلئے شرط یہ ہو کہ جو الہام اخباروں میں درج کرائے جائیں وہ ایسے ہوں کہ ہر ایک اُن میں سے امور غیبیہ پر مشتمل ہو اور ایسے امور غیب ہوں جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہوں اور پھر ایک سال کے بعد چند منصفوں کے ذریعہ سے دیکھا جائے کہ کس طرف غلبہ اور کثرت ہے اور کس فریق کی پیشگوئیاں پوری ہو گئی ہیں اور اس امتحان کے بعد اگر فریق مخالف کا غلبہ رہا اور میرا غلبہ نہ ہوا تو میں کاذب ٹھیرونگا ورنہ قوم پر لازم ہوگا کہ خدا تعالیٰ سے ڈر کر آئندہ طریق تکذیب اور انکار کو چھوڑ دیں اور خدا کے مرسل کا مقابلہ کرکے اپنی عاقبت خراب نہ کریں۔ اور یاد رہے کہ جن اعتراضوں کو وہ پیش کرتے ہیں اگر ان سے کچھ ثابت ہوتا ہے تو

بس یہ ہی ثابت ہوتا ہے کہ ان کے دل تعصب کے غبار اور تاریکی سے بھر گئے ہیں اور انکی آنکھوں پر بغض اور حسد کے پردے آگئے ہیں مثلاً بار بار یہ پیش کرنا کہ ڈپٹی آتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی کیا یہ ایمانداری کا اعتراض ہے کہ آتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہ ہوئی کیا یہ سچ نہیں ہے کہ گیارہ برس سے بھی زیادہ عرصہ گذر چکا ہے کہ آتھم مر گیا اور اب زمین پر اُس کا نام و نشان نہیں اور اس کا رجوع کرنا قریباً ستر آدمیوں کی گواہی سے ثابت ہے جبکہ اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عین مجلس مباحثہ میں دجال کہنے سے رجوع کیا اور پھر پندرہ مہینے تک ڈرتا رہا اور یہ پیشگوئی شرطی تھی جیسا کہ پیشگوئی کے یہ لفظ تھے کہ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے پھر جبکہ اُس نے رجوع کر لیا اور ان گواہوں کے روبرو رجوع کیا جن میں سے اب تک بہت سے زندہ ہیں تو پھر اب تک اعتراض کرنے سے باز نہ آنا کیا کسی پاک طینت کی علامت ہے۔

ایسا ہی محض تعصب اور جہالت سے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ احمد بیگ کے داماد کی نسبت بھی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور دیانت کا حال یہ ہے کہ اس اعتراض کے وقت احمد بیگ کا نام بھی نہیں لیتے کہ اُس پر کیا حقیقت گذری اور محض خیانت کے طور پر پیشگوئی کی ایک ٹانگ مخفی رکھ کر دوسری ٹانگ پیش کر دیتے ہیں اور دیدہ و دانستہ لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں اصل بات یہ ہے کہ اس پیش گوئی کی دو شاخیں تھیں ایک شاخ احمد بیگ کی نسبت اور دوسری احمد بیگ کے داماد کی نسبت۔ سو احمد بیگ پیشگوئی کے مطابق میعاد کے اندر فوت ہو گیا اور اس کے مرنے سے اس کے وارثوں کے دلوں کو بہت صدمہ پہنچا اور خوف سے بھر گئے اور یہ تو انسانی سرشت میں داخل ہے کہ جب دو شخص ایک ہی بلا میں (جو وارد ہونے والی ہو) گرفتار ہوں اور ایک ان میں سے اس بلا کے نزول سے مر جائے تو جو شخص ابھی زندہ ہے وہ اور اس کے وارث سخت خوف اور اندیشہ میں پڑ جاتے ہیں چونکہ یہ پیشگوئی شرطی تھی٭ جیسا کہ آتھم کی پیشگوئی شرطی تھی اسلئے جب احمد بیگ کے مرنے سے وہ لوگ سخت خوف اور اندیشہ میں پڑ گئے اور دعائیں کیں اور صدقہ و خیرات بھی کیا اور بعض کے خط بعجز و نیاز کے بھرے ہوئے میرے پاس

٭ اس پیشگوئی میں شرطی الہام یہ تھا جو اسی زمانہ میں چھپ کر شائع ہو چکا ہے۔ ایتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علٰی عقبک۔ یعنی اے عورت توبہ کر توبہ کر کیونکہ بلا تیری لڑکی اور لڑکی کی لڑکی پر نازل ہونیوالی ہے پس اُسکی لڑکی پر تو بلا نازل ہوئی کہ اُس کا خاوند مرزا احمد بیگ مر گیا لیکن احمد بیگ کی وفات کے بعد بوجہ خوف اور دعا اور صدقہ خیرات کے لڑکی کی لڑکی اس بلا کے نزول سے اس وقت تک بچائی گئی جو خدا تعالیٰ کے علم میں ہے۔ منہ

آئے جو اب تک موجود ہیں تو خدا تعالیٰ نے اپنی شرط کے پورا کرنے کیلئے اس پیشگوئی میں بھی تاخیر ڈال دی مگر افسوس تو یہ ہے کہ یہ لوگ جو احمد بیگ کے داماد کی نسبت جابجا شور مچاتے ہیں اور صدہا رسالوں اور اخباروں میں اُس کا ذکر کرتے ہیں کبھی ایک دفعہ بھی شرافت اور راست گوئی کے لحاظ سے پورے طور پر پیشگوئی کا ذکر نہیں کرتے اور کبھی کسی رسالہ میں نہیں لکھتے کہ اس پیشگوئی کی دو شاخیں تھیں ایک شاخ ان میں سے میعاد کے اندر پوری ہو چکی ہے یعنی احمد بیگ کی موت بلکہ ہمیشہ اور ہر محل اور ہر موقعہ اور ہر مجلس میں اور ہر رسالہ اور ہر اخبار میں احمد بیگ کے داماد کو ہی روتے ہیں اور جو مر گیا اس کو نہیں روتے یہ شرافت اور دیانت اس زمانہ کے مولویوں کے ہی حصہ میں آگئی ہے۔

ایسا ہی ایک یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ ایک پیشگوئی میں مولوی محمد حسین اور اسکے رفیقوں کی نسبت ذلت کی خبر دی گئی تھی اسکی کوئی ذلت نہیں ہوئی۔ افسوس! ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ ہر یک طبقہ کی ذلت علیحدہ رنگ میں ہوئی ہے۔ کیا مولوی محمد حسین وہی نہیں ہیں جنہوں نے کہا تھا کہ "مَیں نے ہی اس شخص کو اُونچا کیا اور پھر مَیں ہی گراؤں گا" تو کیا اُنہوں نے گرا دیا؟ کیا مولوی محمد حسین وہی نہیں ہیں جنہوں نے کہا تھا کہ ان کو ایک صیغہ عربی کا نہیں آتا؟ تو جب بیس کے قریب نظم اور نثر میں عربی کی کتابیں مَیں نے لکھیں اور انکو بالمقابل لکھنے کی دعوت کی گئی تو وہ ایک کتاب بھی عربی میں میرے مقابل نہ لکھ سکے۔ کیا مولوی محمد حسین وہی نہیں کہ جن کو مَیں نے اس بات کیلئے بلایا کہ وہ میرے مقابل زانو بزانو بیٹھ کر قرآن شریف کی تفسیر عربی میں لکھیں تو وہ اس مقابلہ سے عاجز آگئے۔ ایسا ہی بہت سی انکی خانہ داری کی اندرونی تلخیاں اور ذلتیں ایسی ہیں جنکی تصریح ہم مناسب نہیں سمجھتے تو کیا باوجود ان سب باتوں کے ان کی کوئی ذلت نہ ہوئی اور نہ معلوم آئندہ کیا مقدر ہے کیونکہ وعید کی پیشگوئی میں کسی میعاد کا لحاظ ضروری نہیں ہوتا بلکہ توبہ و استغفار سے ٹل بھی سکتی ہے۔*

ماسوا اس کے یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ چند پیشگوئیاں جو تین چار سے زیادہ نہیں جن کے

* اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم یعنی اگر یہ نبی کاذب ہے تو خود تباہ ہو جائیگا اور اگر صادق ہے تو بعض پیشگوئیاں وعید کی اس کی تم پر پوری ہو جائینگی اس جگہ یہ نہیں فرمایا کہ کل پوری ہو جائیں گی پس اس جگہ صاف طور پر خدا نے فرما دیا ہے کہ وعید کی تمام پیشگوئیوں کا پورا ہونا ضروری نہیں بلکہ بعض ٹل بھی سکتی ہیں۔ اگر ایسا ارادہ نہ ہوتا تو خدا تعالیٰ یہ فرماتا وان یک صادقا یصبکم کل الذی یعدکم مگر ایسا نہیں فرمایا۔ منہ

لئے ہمارے مخالف مولوی شور مچاتے ہیں یہ وعید کی پیشگوئیاں ہیں اور وعید کی پیش گوئیوں کا
پورا ہونا بموجب نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے ضروری نہیں کیونکہ وہ کسی بلا کے نازل ہونیکی خبر دیتی ہیں اور
باتفاق ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر کے ہر ایک بلا صدقہ اور خیرات اور دعا اور تضرع وزاری سے رد ہو سکتی ہے
یہ بات ایک ادنےٰ عقل کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ جب ایک بلا جس کے نازل کرنیکا ارادہ خدا نے فرمایا
ہے خدا کے علم تک ہی محدود ہے اور کسی نبی کو اُس سے اطلاع نہ دیجائے تو صرف بلا کے نام سے موسوم
ہوتی ہے اور جب نبی کو اس بلا سے اطلاع دیجائے تو پھر وہی بلا وعید کی پیشگوئی کہلاتی ہے پس اگر بہرحال وعید
کی پیشگوئی کا پورا ہونا ضروری ہے تو اس سے ماننا پڑتا ہے کہ بہرحال بلا کا نازل ہونا ضروری ہے*
حالانکہ ابھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ بلا صدقہ وخیرات اور دعا وغیرہ سے رد ہو سکتی ہے اور اس پر کل
انبیاء کا اجماع ہے پس یہ کمینہ حملے جو یہ لوگ مولوی کہلا کر میرے پر کرتے ہیں یہ سخت حیرت کا موجب
ہیں اور تعجب آتا ہے کہ کیا یہ لوگ کبھی قرآن شریف بھی نہیں پڑھتے اور کیا کبھی حدیثوں کو نہیں دیکھتے
کیا انکو یونس نبی کی پیشگوئی بھی معلوم نہیں جس کا مفصل قصہ کتاب درمنثور میں بھی مذکور ہے
جس کے ساتھ کوئی شرط موجود نہ تھی لیکن پھر بھی توبہ کرنے سے وہ سب لوگ عذاب سے بچائے گئے اور
اور یونس باوجودیکہ خدا کا نبی تھا جب اسکے دل میں گذرا کہ میری پیشگوئی کیوں نہیں پوری ہوئی
اور کیوں وہ لوگ ہلاک نہیں کئے گئے تو تنبیہ کے طور پر اس پر عذاب نازل کیا گیا اور اس نے
اس اعتراض کی وجہ سے بڑے بڑے دُکھ اُٹھائے اور پھر جبکہ اس پاک دل نبی نے اس اعتراض
کی وجہ سے اتنے دکھ اُٹھائے تو ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو شرطی پیشگوئیوں کی نسبت
بار بار اعتراض کرتے ہیں اور باز نہیں آتے اگر ان کے دلوں میں خدا کا خوف ہوتا تو یونس
کی پیشگوئی سے کوئی سبق حاصل کرتے اور اتنی زبان درازی اور شوخی نہ دکھلاتے اور اگر
تقویٰ کا تخم ان کے اندر ہوتا تو یہ لوگ سوچتے کہ جن پیشگوئیوں پر انہوں نے اعتراض کیا ہے
وہ تو صرف دو تین ہیں اور ان کے مقابل پر وہ پیش گوئیاں جو اپنی سچائی دکھلا کر انکے منہ پر
طمانچے مار رہی ہیں وہ تو سینکڑوں بلکہ ہزاروں اور لاکھوں تک پہنچ گئی ہیں یہ تو سوچنے کا مقام تھا

* جس بلا سے اللہ تعالیٰ بذریعہ کسی نبی یا رسول یا محدّث کے اطلاع دیتا ہے وہ ایسی بلا سے زیادہ رد ہونیکے لائق ہوتی ہے جسکی اطلاع نہیں دی جاتی۔ کیونکہ اطلاع دینے سے سمجھا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ ہے کہ اگر کوئی شخص توبہ استغفار یا دعا کرے یا صدقہ خیرات دے تو وہ بلا رد کی جائے اور اگر وعید کی پیشگوئی رد نہیں ہو سکتی تو یہ کہنا پڑیگا کہ بلا رد نہیں ہو سکتی اور یہ برخلاف معتقدات دین ہے اور نیز اس صورت میں یہ اعتقاد رکھنا پڑیگا کہ بروقت نزول بلا صدقہ خیرات اور توبہ ودعا سب لاطائل ہے۔ منہ

کہ کثرت کس طرف ہے✤ کیا وہ اس بات کا ثبوت دے سکتے ہیں کہ جس قسم کا کوئی اعتراض اُنہوں نے ان پیشگوئیوں کی نسبت یا کسی اجتہادی غلطی کی نسبت کیا ہے دوسرے انبیاء کی پیشگوئیوں میں انکی نظیر نہیں پائی جاتی؟ کیا وہ نہیں جانتے کہ قطع نظر دوسرے انبیاء کے خود ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو سب نبیوں سے افضل اور اعلیٰ خاتم الانبیاء تھے اس قسم کی اجتہادی غلطی سے محفوظ نہیں رہے کیا حدیبیہ کا سفر اجتہادی غلطی نہ تھا کیا یمامہ یا ہجر کو اپنی ہجرت کا مقام خیال کرنا اجتہادی غلطی نہ تھی کیا اور بھی اجتہادی غلطیاں نہ تھیں جن کا لکھنا موجب تطویل ہے۔ پس اس قسم کے کمینے حملے جن کے دائرہ کے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی آجاتے ہیں کسی مسلمان کا کام نہیں بلکہ ان لوگوں کا کام ہے جو درحقیقت اسلام کے دشمن ہیں۔ اور پھر ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کیلئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ انکا سراسر افترا ہے بلکہ جس نبوت کا دعویٰ کرنا قرآن شریف کے رُو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا صرف یہ دعویٰ ہے کہ ایک پہلو سے مَیں اُمتی ہوں اور ایک پہلو سے مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں اور نبی سے مراد صرف اسقدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ و مخاطبہ پاتا ہوں بات یہ ہے کہ جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس اُمت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امورِ غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔ اب واضح ہو کہ احادیث نبویہ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسےٰ اور ابن مریم کہلائیگا۔ اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائیگا یعنی اس کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف اُس کو حاصل ہوگا اور اس کثرت سے امورِ غیبیہ اُس پر ظاہر ہونگے کہ بجز نبی کے کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ یعنی خدا اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ

✤ ہم نے اس کتاب میں ۱۸۷ نشان خدا تعالیٰ کے لکھے ہیں یہ وہ نشان ہیں جو کوئی ظنی امر نہیں بلکہ کثرت سے پیشگوئیاں پیش از وقوع اخباروں اور کتابوں میں شائع کی گئی ہیں اور ہزاروں لوگ گواہ ابتک زندہ موجود ہیں اور یہ تمام دعوے ہیں جو انسانی طاقت سے برتر ہیں اگر یہ تمام ذخیرہ خدا کے نشانوں اور پیشگوئیوں کا کسی پہلے اسرائیلی نبی کی کتابوں میں تلاش کیا جائے تو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ کسی اسرائیلی نبی کی سوانح میں اسکی نظیر نہیں ملیگی اور اگر فرض بھی کریں تو ان نشانوں کی رویت کے گواہ کہاں سے میسر آئیں گے اور صرف خبر معائنہ کے مساوی نہیں ہو سکتی عیسائی بار بار حضرت مسیح کے مُردے زندہ کرنیکے معجزات پیش کرتے ہیں مگر ثبوت ایک کا بھی نہیں کسی مردہ نے اگر عالم آخرت کی سرگذشت سنائی یا بہشت و دوزخ کی حقیقت ظاہر کی یا دوسرے جہان کے چشم دید عجائبات کے بیان سے کوئی کتاب شائع کی یا اپنی شہادت سے فرشتوں کے وجود کا ثبوت دیا بلکہ وہ دوسرے مردہ وہ لوگ ہیں جو اخلاقی یا جسمانی طور پر مُردوں کی مانند تھے پھر گویا دعا کے ذریعہ سے نئی زندگی پائی یہی حال حضرت عیسےٰ کے مُردے زندہ کرنیکا ہے اگر وہ سچ مچ مُردے زندہ کرتے تو ایک دنیا انکی طرف اُمڈ پڑتی اور پھر کیوں صلیب تک نوبت پہنچتی اور کیا ممکن تھا کہ عیسائی لوگ جو حضرت عیسےٰ کے خدا بنانے پر حریص ہیں وہ ایسے بڑے نشان کو چھوڑ دیتے بلکہ وہ تو ایک تنکے کا پہاڑ بنا دیتے۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ واقعہ جو قرآن شریف میں مذکور ہے اپنے ظاہری معنوں پر محمول نہیں بلکہ اس سے کوئی خفیف امر مراد ہے جو بہت تعجب انگیز نہیں۔ منہ

نہیں بخشا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے بجز اس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اسکی گردن پر ہے۔

غرض اس حصّہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس اُمت میں سے مَیں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس اُمت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصّہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کیلئے مَیں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو جاتی کیونکہ اگر دوسرے صلحاء جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں وہ بھی اسی قدر مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ سے حصّہ پا لیتے تو وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے تو اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا اس لئے خدا تعالیٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پورے طور پر پانے سے روک دیا تا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا وہ پیشگوئی پوری ہو جائے۔ اور یاد رہے کہ ہم نے محض نمونے کے طور پر چند پیش گوئیاں اس کتاب میں لکھی ہیں مگر در اصل وہ کئی لاکھ پیشگوئی ہے جن کا سلسلہ ابھی تک ختم نہیں ہوا اور خدا کا کلام اسقدر مجھ پر نازل ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہیں ہوگا اب ہم اسی قدر پر کتاب کو ختم کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے چاہتے ہیں کہ اپنی طرف سے اسمیں برکت ڈالے اور لاکھوں دلوں کو اسکے ذریعہ سے ہماری طرف کھینچے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

تمت

٭ خدا کے کلام میں یہ امر قرار یافتہ تھا کہ دوسرا حصّہ اس کرامت کا وہ ہوگا جو مسیح موعود کی جماعت ہوگی اسی لئے خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو دوسروں سے علیحدہ کر کے بیان کیا جیسا کہ وہ فرماتا ہے وآخرین منھم لما یلحقوا بھم یعنی امت محمدیہ میں سے ایک اَور فرقہ بھی ہے جو بعد میں آخری زمانہ میں آنیوالے ہیں۔ اور حدیث صحیح میں ہے کہ اس آیت کے نزول کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ سلمان فارسی کی پشت پر مارا اور فرمایا لو کان الایمان معلقًا بالثریا لنالہ رجل من فارس اور یہ میری نسبت پیشگوئی تھی جیسا کہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس پیشگوئی کی تصدیق کیلئے وہی حدیث بطور وحی میرے پر نازل کی اور وحی کی رو سے مجھ سے پہلے اس کا کوئی مصداق معین نہ تھا اور خدا کی وحی نے مجھے معین کر دیا۔ فالحمد للہ۔ منہ

چوں مرا حکم از پئے قوم مسیحی داده اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنهاده اند

آسماں بارد نشان الوقت میگوید زمین
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استاده اند

بے ضرورت نامدم نے آمدم در غیر وقت
در من از جہل و تعصب قوم من افتاده اند

سوئے من اے بدگمان از بدگمانیہا ببین
فتنہ ہا بنگر چہ قدر اندر ممالک زاده اند

چوں زمیں بکشود یاراں صد در فسق و فساد
پس درے از بہر آں از آسماں بکشاده اند

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا سچے کا حامی ہو

آمین

اس امر سے اکثر لوگ واقف ہوں گے کہ ڈاکٹر عبد الحکیم خاں صاحب جو تخمیناً بیس برس تک میرے مریدوں میں داخل رہے چند دنوں سے مجھ سے برگشتہ ہو کر سخت مخالف ہو گئے ہیں اور اپنے رسالہ المسیح الدجال میں میرا نام کذاب مکار شیطان دجال شریر حرامخور رکھا ہے۔ اور مجھے خائن اور شکم پرست اور نفس پرست اور مفسد اور مفتری اور خدا پر افترا کرنیوالا قرار دیا ہے اور کوئی ایسا عیب نہیں جو میرے ذمہ نہیں لگایا۔ گویا جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے ان تمام بدیوں کا مجموعہ میرے سوا کوئی نہیں گذرا اور پھر اسی پر کفایت نہیں کی بلکہ پنجاب کے بڑے بڑے شہروں کا دورہ کر کے میری عیب شماری کے بارہ میں لیکچر دیئے اور لاہور اور امرت سر اور پٹیالہ اور دوسرے مقامات میں انواع و اقسام کی بدیاں عام جلسوں میں میری ذمہ لگائیں اور میرے وجود کو دنیا کیلئے ایک خطرناک اور شیطان سے بدتر ظاہر کر کے ہر ایک لیکچر میں مجھ پر ہنسی اور ٹھٹھا اڑایا غرض ہم نے اُس کے ہاتھ سے وہ دُکھ اٹھایا جس کے بیان کی حاجت نہیں اور پھر میاں عبد الحکیم صاحب نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ ہر ایک لیکچر کے ساتھ یہ پیشگوئی صدہا آدمیوں میں شائع کی کہ مجھے خدا نے الہام کیا ہے کہ یہ شخص تین سال کے عرصہ میں فنا ہو جائیگا اور اس کی زندگی کا خاتمہ ہو جائیگا کیونکہ کذاب اور مفتری ہے۔ میں نے اسکی ان پیشگوئیوں پر صبر کیا مگر آج جو ۱۴۔ اگست ۱۹۰۶ء ہے پھر اسکا ایک خط ہمارے دوست فاضل جلیل مولوی **نورالدین** صاحب کے نام آیا اسمیں بھی میری نسبت کئی قسم کی عیب شماری اور گالیوں کے بعد لکھا ہے کہ ۱۲۔ جولائی ۱۹۰۶ء کو خدا تعالیٰ نے اس شخص کے ہلاک ہونے کی خبر مجھے دی ہے کہ اس تاریخ سے تین برس تک ہلاک ہو جائیگا جب اس حد تک نوبت پہنچ گئی **تو اب میں بھی** اس بات میں کچھ مضائقہ نہیں دیکھتا کہ جو کچھ خدا نے اسکی نسبت میرے پر ظاہر فرمایا ہے میں بھی شائع کروں اور درحقیقت اسمیں قوم کی بھلائی ہے۔ کیونکہ اگر درحقیقت میں خدا تعالیٰ کے نزدیک کذاب ہوں اور پچیس برس سے دن رات خدا پر افترا کر رہا ہوں اور اسکی عظمت اور جلال سے بیخوف ہو کر اُس پر جھوٹ باندھتا ہوں اور اسکی مخلوق کے ساتھ بھی میرا یہ معاملہ ہے کہ میں لوگوں کا مال بد دیانتی اور حرامخوری کے طریق سے کھاتا ہوں اور خدا کی مخلوق کو اپنی بدکرداری اور نفس پرستی کے جوش سے دُکھ دیتا ہوں تو اس صورت میں تمام بدکرداروں سے بڑھ کر سزا کے لائق ہوں تا لوگ میرے فتنہ سے نجات پاویں اور اگر میں ایسا نہیں ہوں جیسا کہ میاں عبد الحکیم خاں نے سمجھا ہے تو میں اُمید رکھتا ہوں کہ خدا مجھ کو ایسی ذلت کی موت نہیں دے گا کہ میرے آگے بھی

لعنت ہو اور میرے پیچھے بھی۔ میں خدا کی آنکھ سے مخفی نہیں مجھے کون جانتا ہے مگر وہی اس لئے میں اس وقت دونوں پیشگوئیاں یعنی میاں عبد الحکیم خاں کی میری نسبت پیشگوئی اور اس کے مقابل پر جو خدا نے میرے پر ظاہر کیا ذیل میں لکھتا ہوں اور اس کا انصاف خدا ئے قادر پر چھوڑتا ہوں اور وہ یہ ہیں:۔

میاں عبد الحکیم خاں صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی میری نسبت پیشگوئی

جو اخویم مولوی نور دین صاحب کی طرف اپنے خط میں لکھتے ہیں اُن کے اپنے الفاظ یہ ہیں:۔

مرزا کے خلاف ۱۲-جولائی ۱۹۰۶ء کو یہ الہامات ہوئے ہیں۔ مرزا مسرف کذاب اور عیار ہے صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا۔ اور اس کی میعاد تین سال بتائی گئی ہے ✤

اس کے مقابل پر وہ پیشگوئی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میاں عبد الحکیم خاں صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی نسبت مجھے معلوم ہوئی جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں۔ اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں ✤ اُن پر کوئی غالب نہیں آسکتا فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے ✤ پر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا ✤

ربّ فرّق بین صادق وکاذب۔ انت ترٰی کل مصلح وصادق ✤

✤ خدا تعالیٰ کا یہ فقرہ کہ وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے عبد الحکیم خاں کے اس فقرہ کا رد ہے کہ جو مجھے کاذب اور شریر قرار دیکر کہتا ہے کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائیگا گویا میں کاذب ہوں اور وہ صادق اور وہ مرد صالح ہے اور میں شریر اور خدا تعالیٰ اسکے رد میں فرماتا ہے کہ جو خدا کے خاص لوگ ہیں وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں ذلت کی موت اور ذلت کا عذاب انکو نصیب نہیں ہوگا اگر ایسا ہو تو دنیا تباہ ہو جائے اور صادق اور کاذب میں کوئی امر خارق نہ رہے۔

✤ اس فقرہ میں عبد الحکیم خاں مخاطب ہے اور فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار سے آسمانی عذاب مراد ہے کہ جو بغیر ذریعہ انسانی ہاتھوں کے ظاہر ہوگا۔

✤ یعنی تو نے یہ غور نہ کی کہ کیا اس زمانہ میں اور اس نازک وقت میں اُمت محمدؐ کے لئے کسی دجّال کی ضرورت ہے یا کسی مصلح اور مجدد کی۔

✤ یعنی اے میرے خدا صادق اور کاذب میں فرق کرکے دکھلا تو جانتا ہے کہ صادق اور مصلح کون ہے۔ اس فقرہ الہامیہ میں عبد الحکیم خاں کے اس قول کا رد ہے جو وہ کہتا ہے کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائیگا۔ پس چونکہ وہ اپنے تئیں صادق ٹھیراتا ہے خدا فرماتا ہے کہ تو صادق نہیں ہے میں صادق اور کاذب میں فرق کرکے دکھلاؤں گا۔ منہ

✤ اس میں میاں عبد الحکیم خاں نے خدا کے اصل لفظ بیان نہیں کئے بلکہ یہ کہا کہ تین سال میعاد بتائی گئی۔ منہ

المشتھر۔ میرزا غلام احمد مسیح موعود قادیانی

۱۶-اگست ۱۹۰۶ء مطابق ۲۴-جمادی الثانی ۱۳۲۴ھ

(۱) [illegible]

یہ عکس ہے اُس مباہلہ کی عبارت کا جو
چراغ دین ساکن جموں نے اپنے ہاتھ سے لکھی تھی اور
یہ اُسی کے دستخط ہیں جن کا عکس لیا گیا

الدعا

اے میرے خدا اے میرے خدا میں صدق دل سے گواہی دیتا ہوں کہ آسمان
و زمین اور ما بینہما کا تو ہی اکیلا خالق اور مالک اور رازق ہے
اور آسمان اور زمین و ما بینہما کا ہر ایک ذرہ پر تیرا ہی حکم جاری اور
نافذ ہے اور تو سب کا ابتدا اور انتہا ظاہر اور باطن جانتا اور سب کی
آواز [illegible] سنتا اور اپنی [illegible] حاجتیں برلاتا اور آسمان
و زمین کے درمیان تیرے حکم بغیر ایک ذرہ بھی ہل نہیں سکتا اور انبیاء
اولیا شاہ اور گدا ملائکہ اور شیاطین بلکہ جمیع موجودات تیری ہی مخلوق
ہے اور محتاج ہے جو تیری رحمت کے امیدوار اور تیرے غضب سے لرزاں
ہیں اور تو ہی اکیلا اس تمام ارضی اور سماوی ظاہری اور باطنی روحانی
اور جسمانی مخلوق کا خالق مالک اور معبود ہے اور تیرے سوا آسمان اور زمین
و ما بینہما کے درمیان عبادت اور توکل یا محبت کے لائق اور
معبود نہیں اور جس قدر معبود لوگوں نے ٹھہرا رکھے ہیں خواہ وہ
بت ہیں یا روح یا فرشتے یا شیاطین یا آسمانی اجرام یا زمینی
اجسام وہ سب باطل ہیں اور تیری ہی مخلوق اور محتاج ہیں
ان میں سے ایک بھی پرستش اور توکل اور محبت کے لائق نہیں بلکہ
آسمان اور زمین اور ما بینہما کے درمیان عبادت اور توکل اور

اور محبت کے لایق تو ہی ایک خدا ہے جو ازلی ابدی زندہ خدا ہے تیرا نہ کوئی ماں باپ اور نہ بیٹا اور نہ کوئی جورو ہے اور صاحبہ اور نہ کوئی مشیر ہے بلکہ تو اکیلا ہی سب کا خالق مالک اور غالب خدا ہے جو تمام خوبیوں کا منبع اور جمیع عیوب سے منزہ ہے پس تمام محامد اور تقدیس اور ستایش اور تعریف کے لایق تو ہی ایک خدا ہے اور ہماری یہ تمام جسمانی اور روحانی یا ظاہری اور باطنی تمام نعمتیں تیری ہی طرف سے ہیں اور ہم سب تیرے ہی لیئے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سب پیغامبر اور کل کتب سماویہ بالعموم اور تیرا سچا اور پیارا رسول خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلعم اور تیرا پاک کلام قرآن شریف و فرقان حمید بالخصوص حق ہے اور نجات اسلام ہی میں محدود اور میں گواہی دیتا ہوں کہ قیامت اور قبر اور حساب اور میزان دوزخ اور بہشت لقاء وغیرہ سب حق اور درست ہیں اور ہم سب مرنے کے بعد پھر اٹھائے جاوینگے اور اپنے ہی اعمال کے مطابق جزا اور سزا دیئے جاوینگے

اب اے میرے خدا میں تیری بارگاہ تقدس و تعالیٰ میں نہایت عجز اور انکسار تضرع و ابتہال کے ساتھ ہو دلی التماس کرتا ہوں کہ تو جانتا ہے کہ میں وہی شخص ہوں جسکو تو نے بلا کسی استحقاق محض اپنے ہی فضل و کرم سے اپنی مشیت اور ارادہ کے مطابق جو ازل ہی سے مقرر کیا گیا تھا اپنے مقدس اور سچے دین اسلام کی خدمت اور

خدمت کے لئے اہل دنیا میں سے چن لیا اور الہام کے ذریعے مخصوص کیا ہے اور
تو نے ہی مجھے بتایا ہے کہ وہ روحانی سامان جو نزول ابن مریم سے مقدر تھا تیار کرا دیا ہے
اور تو نے ہی مجھے نزول عیسیٰ کی منادی کرنے اور نصاریٰ پر حجت اسلام ثابت کرنے
پر مامور کیا ہے کہ قرار فرمایا ہے

ہے اور تو نے ہی مجھے اپنی حجت قرار دے وہ علم بخشا ہے جس سے
نصاریٰ و اہل اسلام یا قرآن اور انجیل کا باہمی اختلاف دور ہو کر اتحاد
اور موافقت پیدا ہو سکتی ہے یا اور وہ نزول ابن مریم کا بھید اور حقائق اور نتائج جو مدت دراز
سے اہل دنیا پر پوشیدہ رہا اور اسی زمانہ کے لئے خاص ودیعت کیا گیا تھا اور اسی کے
ذریعہ سے اپنی مخلوق پر حجت اسلام ثابت کریگا اور اسلام کو دیگر دینوں پر غالب کر دیگا
پس اے میرے خدا تو جانتا اور دیکھ رہا ہے کہ میں تیری اس حکم کی تعمیل کو تیری ہی ہدایات کے
مطابق انجام دے رہا ہوں اور تیری ہی توفیق سے موافق نزول ابن مریم کے اس نہانی راز کو
اہل دنیا پر ظاہر کر کے اتمام حجت کر رہا ہوں

لیکن اے میرے خدا تو خود جانتا اور دیکھ رہا ہے کہ زمانہ میں اے عزیز
نبوت اور رسالت کا دعویٰ اور مسیحیت کا دعویدار موجود ہے جو کہتا
ہے کہ خاتم الانبیاء میں ہوں اور پیشگوئیوں کے مطابق نزول

ابن مریم کا مصداق بھی میرا ہی وجود ہے اور کہتا ہے کہ میرے لئے آسمان اور زمین سے
نشان ظاہر ہوتے ہیں بلکہ طاعون اور زلزلہ بھی میری ہی تائید میں ظاہر ہوئے ہیں
تاکہ میرے مخالفوں کو ہلاک اور تباہ کر دیں اور کہتا ہے کہ میں خدا کی مجسم قدرت
قدرت ہوں اور نجات میرے ہی طریق میں محدود ہے اور جو مجھے نہیں پہچانتا
وہ کافر اور مردود ہے اور [illegible] انکے اعمال نا مقبول اور وہ
دنیا میں معذب اور آخرت میں ملعون ہوگا اور کہتا ہے کہ اب کی موسم
بہار [illegible] اور موسم بہار میں ایک سخت زلزلہ ظاہر ہوگا جو زمین کو
تہ و بالا کر دیگا اور قیامت کا نمونہ دکھائیگا اسوقت دنیا میں ایک عام
انقلاب پیدا ہوگا اور اہل دنیا میرے سلسلہ میں داخل ہونے کے لئے
تیار ہو جاوینگے اسلئے اے میرے خدا اہل دنیا کا تذبذب پھیلا ہوا اور
حق ظاہر نہیں ہو سکتا اور تیری مخلوق باطل پرستی میں مبتلا ہو رہی ہے
اور تیری زمین میں گڑ بڑ پڑ رہی ہے اور تیرے حبیب رسول اللہ
صلعم کی ہتک کی جا رہی ہے اور آنجناب کا منصب نبوت و رسالت
چھین لیا گیا اور اسلام کو منسوخ اور بوسیدہ ٹھہرایا گیا اور ایک نئے
دین کی بنیاد ڈالی گئی ہے یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت
اور رسالت پہ ایمان لائے بغیر کوئی مسلمان خود وہ کہتا ہے

مخلص متقی ایماندار ہرگز مسلمان نہیں ہو سکتا اور دین کے لئے
اسکی کوششیں ہمیشہ اور بیکار ہیں اور ایسا ہی اے میرے خدا تیری

مقدس نبی حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کا یہی منصب چھین لیا گیا ہے
اور اسکے شان کی تحقیر کی جا رہی ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ کلمۃ اللہ
وروح اللہ گنہگار تھا اور بیٹا اُنکی سے بہتر ہوں پس ای میری خدا
اب تو آسمان پر سے ظاہر فرما اور اپنے دین اسلام اور اپنے معصوموں
کی عزت بچا اور اُنکی نصرت کے لئے اپنی قدرت کا ہاتھ ظاہر کر اور اس
فتنہ کو دنیا پر سے اُٹھا اور اہل دنیا کو حق کی طرف توجہ دلا
اور انکو اتباع حق کی توفیق عطا کر اور سید ی نبوت کی
دقیق عمیق پاس دریافت کرنے کے لئے انکی بصیرتوں کو تیز فرما
اور اہل دنیا کو تمام ارضی اسماوی آفات یعنی طاعون و زلزلہ وغیرہ سے محفوظ
کر اور انکو ہر طرح سے امن اور چین عطا فرما کیونکہ تو قادر اور غفور الرحیم ہے
اور اپنے بندوں کی خطائیں معاف کرنا تیرا ہی کام ہے اور ہم عاجز ضعیف انسان
ہیں بھول چوک سے محفوظ نہیں رہ سکتے ہم تو ہر وقت خطا کار ہیں اور تیری ہی بخشش کے
امیدوار۔ اسکے بعد ای میری خدا میں یہ بھی التماس کرتا ہوں اور میری روح
تیری عتبہ مقدس جناب میں التجاء کر رہی ہے اور میری آنکھیں تیری نصرت
کی انتظار میں [illegible] تیری ہی طرف ہیں کہ تو اس سلسلہ کی صداقت کو جو میری
ہی تمام ورثاء کی [illegible] تیری مقدس نبی زمین اسمان کی نصرت
سے اور تیری مقدس نبیوں کا ہمیشہ کی ظاہر کرنے کے لئے ہمارے ہاتھ دیا گیا ہے
ہمیں دنیا پر ظاہر کر دی اور انکی بصیرتوں کو روشن کر اور انکو اتباع حق کی

بخشش
توفیق کو تا کہ تیرا عہد ظاہر ہو اور تیری مرضی جیسی کہ آسمان
پہ ہے زمین پر بھی ظاہر ہو کیونکہ ای میری خدا تو جانتا اور دیکھتا ہے
کہ ہمیں ہیں کیسے عاجز اور ضعیف انسان بدون تیری مدد کے سوا کچھ کر نہیں
سکتا اسواسطے ہم اٹھ ڈالتا اور حق کی پہچان میں انکی بصیرتوں کو
کھولنا تیرا ہی کام ہے اسلئے اگر تیری امداد میری شامل حال ہوگی
تو میں ناکامیاب رہ جاونگا جیسا کہ دوسرے رہ جاتے ہیں پس ای بری قدرا
تو اس عبد کی بہتری میں اپنی قدرت کا نمونہ ظاہر فرما اور جس غرض کیلئے یہ
مابھی کیا گیا ہے اسکو انجام دی اور اسکی صداقت کو مخاطبین پر
مستفیدین پر کھولتا اور دین اسلام ہر حضرت کی قبول دی اور انکو اسکی اتباع
کی توفیق عنایت کر کیونکہ تمام ہے اور آسمانوں زمین کا ہر ایک ذرہ
پر تیرا ہی حکم جاری ہے کیا ممکن کہ تیری حکم کے بغیر ایک ذرہ بھی حرکت
کر سکے مجھ تو جو چاہتا ہے کرتا ہے تیری آگے کوئی بات انہونی اور
محال نہیں اور تیری وعدی سچے اور تیرا ارادہ غیر متبدل
ہے اور تیری رحمت ابدی اور تیری قدامت کامل ہے تیری ہی حکم سے
آسمان اور زمین قائم ہیں اور تو ہی رات کی تاریکی کے بعد صبح کی روشنی
کو نمودار کر دیتا ہے اور آفتاب کو مغرب سے مشرق کی طرف پھیر لاتا ہے
اور تو ہی دنیا میں انقلاب ڈالتا کیکو شاہی تخت پر اور کسیکو تو وہ
بہانہ پر بٹھا دیتا ہے اور تو ہی حق اور باطل میں فیصلہ کر سکتا ہے تو ہی ہمارا رب
امین ہماری نصرت فرما کر اور حق ظاہر کر اور مخلوق کو گمراہی کی موت سے بچا اور انکو
صراط مستقیم کی طرف ہدایت فرما کر آمین ثم آمین

(اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ)

ملک پنجاب ہندوستان کے لوگوں پر یہ امر مخفی نہیں کہ ان چند سال کے اندر آفت طاعون نے اس ملک میں کیا کچھ انقلاب کر دکھایا ہے جس شہر یا گاؤں یا گھر میں قدم رکھتی ہے صفائی کئے بغیر نہیں چھوڑتی۔ اس کے ہیبت ناک حملوں کے نظارے سے دل کانپتے اور بدنوں پر لرزہ آتا ہے۔ یہ آسمانی بجلی کی طرح دنیا کو کھاتی جاتی ہے لوگ اپنے گھروں اور شہروں کو چھوڑ کر بھاگتے جاتے ہیں۔ عزیزوں اور اقارب میں تفرقہ ہو رہا ہے۔ دنیا کے دم میں دم نہیں رہا مخلوق اپنی بچاؤ کی مختلف تدبیروں میں مشغول ہے مگر افسوس کہ اسکی اصل حقیقت اور علاج سے محض ناواقف ہیں۔

میرے دل میں ہمدردی بنی نوع کا ایک جوش ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس کا حقیقی اور قطعی اور یقینی علاج اس عاجز پر ظاہر فرمایا ہے اسلئے میرا دل و ایمان و ہمدردی بنی نوع انسان مجھے مجبور کر رہی ہے کہ میں اس اصل علاج کو جو اس آفت کے دفعیہ کیلئے کافی و شافی ہے اور جسکے اندر دنیا کے بچاؤ کے اسباب موجود ہیں پبلک پر ظاہر کروں تا کہ جنکی قسمت میں اس سعادت سے حصہ لینا مقسوم ہے نجات پائیں۔

پس واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ قریباً عرصہ ایک سال سے اس عاجز پر کشفی رنگ میں ظاہر فرما رہا ہے کہ زمانہ و تعالیٰ

حاشیہ۔ میں اس جگہ اس بات کو بھی ظاہر کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ میرا یہ اعلان صرف میری اپنی طرف سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ

یعنی صلح و صلاحیت کا زمانہ کا مقدمہ اور آغاز ہے جس کو اہل اسلام کے محاورہ میں فتح اسلام اور مسیحیوں کے نزدیک مسیح کے جلالی نزول اور اسکی بادشاہت کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور وہ ایسا زمانہ ہے جسمیں شیطانی تسلط اور دجالی فتنت دنیا سے اُٹھائی جائیگی اور زمین و زروشن کی طرح خدا کے جلال کی معرفت سے معمور ہوگی اور حقیقی خدا پرستی ابدی راستبازی امن و صلحکاری دنیا میں قائم ہوگی اور قوم قوم سے اور بادشاہ بادشاہ سے لڑائی نہ کرینگے۔ مذہبی مخالفتیں تمام دنیا سے اُٹھ جائیں گی اور اہل دنیا ایک ہی طریق و دین میں ہو کر صلح و صلاحیت کا کامل نمونہ ظاہر کرینگے اور قومیں جسمانی و روحانی نعمتوں سے مالا مال ہوکر نہایت امن و چین کی حالت میں اپنی زندگی بسر کرینگی اور تمام جنگ و جدال فتنہ و فساد بغض و عداوت کفر و معصیت رنج و مصائب دنیا سے اُٹھائے جائیں گے۔ یہاں تک کہ شیر اور بیل بھیڑ اور بھیڑیا اب ایک ہی گھاٹ سے پانی پیئیں گے اس کا ثبوت قرآن شریف اور کتب مقدسہ میں موجود ہے۔

اب میں اس بات کو بھی ظاہر کر دیتا ہوں کہ وہ متبرک زمانہ جسکی تعریف کیگئی ہے عمر دنیا میں ساتواں ہزار ہے جو سبت کی طرح خدا کی بادشاہت یعنی صلح و صلاحیت کیلئے مخصوص و مقرر ہے اور یہ بات بھی مجھ پر ثابت ہو چکی ہے کہ یہ صدی چھٹویں ہزار کا اختتام ہے اسلئے اس روحانی قیامت کی تیاری کیلئے جو کچھ انقلاب وقوع میں آنیوالا ہے اسی صدی میں پورا کیا جائیگا۔ پس اس کامل اور عظیم الشان روحانی انقلاب کی تیاری کے واسطے خدا تعالیٰ نے دو طرح کا انتظام فرمایا ہے ایک جمالی دوسرا جلالی۔ جمالی تو یہ ہے کہ اس نے اپنی سُنت قدیمہ کے مطابق جیسا کہ وہ ہر ایک زمانہ میں دنیا کی ہدایت و صلاحیت کیلئے اپنے بندوں میں سے بعض کو مامور

بقیہ حاشیہ نمبر ۱

کی طرف سے ہے کیونکہ اس نے مجھے امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور آپ کے اس متبرک زمانہ کی چگونگی حالات پر گواہی دینے کیلئے مامور فرمایا ہے جیسا کہ سورہ بروج آیت والیوم الموعود وشاهد ومشهود کے مفہوم سے ثابت ہے کیونکہ یوم الموعود یہی زمانہ ہے اور مشہود سے مراد حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام ہیں اور شاہد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے جناب ممدوح کی صداقت پر گواہی دینگے۔ اسلئے میں اپنے سچے دل سے خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر یہ گواہی دیتا ہوں کہ بیشک و شبہ حضرت اقدس میرزا صاحب خدا تعالیٰ کی طرف سے اس زمانہ کیلئے بحیثیت ماموریت منصب مسیحیت پر مشرف ہیں اور جناب کی اطاعت خدا کی خوشنودی کا سبب اور مخالفت اسکے قہر و غضب کا موجب ہے لہذا دنیا کے زیادہ

* باوجود اسقدر علم کے پھر بھی مخالفت سے نہیں ڈرا۔

و مبعوث فرماتا رہا ہے۔ اس زمانہ میں بھی اپنے ایک خاص بندہ کو جن کا نام نامی و اسم گرامی **حضرت**

میرزا غلام احمد صاحب قادیانی

ہے منصب امامت عطا کر کے مامور و مبعوث فرمایا ہے تا کہ دنیا آپ کے زیر سایہ ہدایت و اطاعت میں رہکر اس پاک روحانی تبدیلی کا نور جس کا حصول روحانی قیامت کی تیاری کیلئے ضروری ہے اپنے اندر پیدا کرے اور خدا تعالیٰ کی اُس پُر امن و بابرکت بادشاہت میں جس کا ذکر کیا گیا ہے اور جسمیں کسی ناپاک اور شریر کا گذر نہیں ہو سکتا داخل و شامل ہونیکے لائق ٹھہرے۔

اور دوسرا نظام خدا تعالیٰ کا جلالی اور قہری حربہ جس سے مراد **طاعون اور قحط** ہے تا کہ جو لوگ اس جمالی نظام سے اصلاح پذیر نہ ہوں اس جلالی حربہ سے ہلاک یا متنبہ کئے جائیں جیسا قدیم سے سنت اللہ چلی آتی ہے کہ ہر ایک روحانی انقلاب کیلئے پہلے مامور آتے رہے ہیں اور جب قوم اُنکی تکفیر و تکذیب میں حد سے بڑھ جاتی تھی تو اُن پر عذاب آجاتا رہا جسکی نظیریں قرآن شریف و کتب مقدسہ میں بکثرت موجود ہیں چنانچہ اسی طرح اب بھی وقوع میں آیا کہ جب حضرت اقدس نے تبلیغ اور حجۃ اللہ کو دنیا پر پورا کیا اور اپنے دعویٰ ماموریت کو ہر ایک پہلو سے جیسا کہ حق تھا ثابت کر دکھایا لیکن دنیا انکی تکفیر و تکذیب سے باز نہ آئی تو خدا تعالیٰ نے اپنی سنت قدیم کے مطابق اس زمانہ کے لوگوں کیلئے آسمان سے یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کے مخالفوں کی طرح آپ کے مکذبین کیلئے بھی ایک بلا نازل فرمائی سو وہ یہی **طاعون** ہے جو دنیا کو کھا جانیوالی

نقل بعینہ+

اطمینان کیلئے میں اپنے بعض رویا اور کشوف کو بھی اختصار کیساتھ تحریر کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔

پس واضح رہے ناظرین ہو کہ عرصہ قریباً بارہ سال کا گذرا ہو گا کہ ایک رویاء صالحہ میں اس عاجز نے دیکھا کہ ایک نور ستون کی صورت پر آیا اور اس نے مجھے اپنے اندر ڈھانپ لیا اور میری حالت کو بدل ڈالا۔۔۔ کلمہ توحید میری زبان پر جاری کر دیا۔ چنانچہ اُس کے بعد ایک سال سے کچھ زیادہ عرصہ تک میں اللہ تعالیٰ کو مشاہدہ میں دیکھتا رہا اور جب وہ حالت کم ہونے لگی تو ایک رات میں نے رویا کی حالت میں خدا تعالیٰ کو دیکھا اور میں اسمیں بالکل محو اور وصل ہو گیا اور تمام روز اسکی لذت اور سرور میرے دل پر موجود رہا اور پھر بعد اسکے آج سے قریباً سات سال پہلے ایک رویاء صالحہ میں اس عاجز نے ایک کثیر التعداد جماعت کو ایک مقام پر حضرت مسیح علیہ السلام کی انتظاری میں کھڑے اور آسمان کی طرف تاکتے ہوئے دیکھا کہ گویا اب ہی حضرت مسیح علیہ السلام نزول فرمائینگے اور یہ بھی دیکھا کہ نزول مسیح کیلئے ایک مینار بنانیکے تردد میں لگ رہے ہیں اور اسی وقت مجھے ایک

آگ کی طرح بھسم کرتی جاتی ہے دیکھو حدیث نبوی میں صاف لکھا ہے کہ مسیح موعودؑ کے زمانہ میں اس کثرت سے طاعون پڑیگی کہ زمین مُردوں سے بھر جائیگی۔ اور انجیل مقدس کتاب مکاشفات باب ۱۶ میں لکھا ہے کہ نزول مسیح کے زمانہ میں خلقت بُرے اور زبون پھوڑے کی آفت سے جس سے مراد طاعون ہے ہلاک ہوگی۔ علاوہ اس کے قرآن کریم بڑی شدومد کے ساتھ آخری زمانہ میں قوموں کے ہلاک ہونے کی خبر دیتا ہے جیسا کہ فرمایا وما من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیمۃ او معذبوھا عذابا شدیدا وکان ذلك فی الکتب مسطورا (سورۃ بنی اسرائیل کوع ۶) اور ایسا ہی سورۃ دخان میں فرمایا فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین یغشی الناس ھذا عذاب الیم ؕ الخ اور فرمایا یوم نبطش البطشۃ الکبری انا منتقمون یعنی انتظار کرو اُس دن کی کہ لاوے آسمان دھواں ڈھانک لیگا لوگوں کو یہی عذاب دردینے والا جس دن پکڑینگے ہم پکڑنا سخت تحقیق ہم بدلہ لینے والے ہیں اور اسی طرح سورہ قیامت میں فرمایا واذا برق البصر وخسف القمر وجمع الشمس والقمر یقول الانسان یومئذ این المفر کلا لاوزر الی ربك یومئذ ن المستقر یعنی چاند اور سورج کو جب ایک ہی مہینے یعنی رمضان میں گہن ہوگا تو اسکے بعد لوگ بھاگنے کی جگہ ڈھونڈیں گے اور نہ پاویں گے سوائے اسکے کتب مقدسہ میں بھی اس زمانہ کے متعلق بہت سی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱

الہامی کتاب میں لکھا ہوا دکھایا گیا کہ وہ مینار جس پر مسیح نازل ہوگا۔ چراغدین یعنی اس عاجز کے ہاتھ سے بنایا جائیگا۔ اور ساتھ ہی اسکے یہ بھی مجھ پر ظاہر ہوا کہ گویا دنیا میں اُس مینار کے بنانے کیلئے کوئی دوسرا شخص میرا ہمنام نہیں ہے اور پھر تقریبا عرصہ تین سال کے بعد رویائی حالت میں تمام دنیا کی قومیں چڑیوں کی صورت پر آپس میں شور و غل کرتی ہوئی مجھے دکھائی گئیں۔ اور جب میں اُن کا نظارہ کر رہا تھا تو خداتعالی کی طرف سے یہ الہام مجھ پر نازل ہوا (انکو کہو اس طرف چلی آویں تاکہ انکو آرام ملے) پھر اس کے بعد میں نے ایک دفعہ ایک رویاء صالحہ میں دیکھا کہ صلحا لوگوں کا ایک جلسہ منعقد ہوا اور اس عاجز کو اسمیں شامل کیا گیا اور لوگ مجھے مبارکباد دیتے ہیں اور پھر ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ حضرت اقدس کے مخلص خدام کا جلسہ منعقد ہو رہا ہے اور اس عاجز کو اس خدمت پر مامور کیا گیا کہ میں لوگوں کو حضرت اقدس مسیح کی بیعت کیلئے بلند آواز سے پکاروں اور جو آئے اسکو حضور پرنور کی خدمت میں حاضر کروں۔ اب ایک سال کا ذکر ہے کہ میں نے ایک رویاء صالحہ میں دیکھا کہ مغرب کی طرف سے ایک روشنی آئی جس کا دلان کوسوں تک اندر اور چمان

* نقل مطابق اصل۔ صحیح آیت یوں ہے وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیمۃ او معذبوھا عذابا شدیدا کان ذلك فی الکتاب مسطورا

ا؎ نقل مطابق اصل۔ صحیح یوں ہے فاذا برق البصر۔ (م)

پیشین گوئیاں موجود ہیں ۔ دیکھو یسعیاہ باب ۲۴ آیت $\frac{۲۶}{۱۵}$ اور ۵۰ زبور ۳ آیت اور دانی ایل ب ۱۲ حزقی ایل $\frac{۳۷}{۳۸-۱۵}$ وحبقوق ب ۳ صفنیاہ ب ۳ میکایہ ب ۷ متی $\frac{۱۳}{۲۴}$ و $\frac{۲۴}{۳۱-۱۵}$ مکاشفات ب $\frac{۱۶}{۱۵}$ ان کتابوں میں اس زمانہ کا پورا اور کامل فوٹو موجود ہے ۔

ہاں اگر یہ سوال ہو کہ ہم کیونکر مانیں کہ یہ عذاب امام الوقت کی مخالفت کے باعث ہم پر آگیا ہے تو اس کا جواب ہم آیات ذیل سے دیتے ہیں جیسا فرمایا وما کنا مهلك القریٰ حتیٰ نبعث فیھم رسولا یعنی ہم کسی بستی کو بھی ہلاک نہیں کرتے جبتک کہ ان کے درمیان کوئی رسول نہ بھیجیں اور دوسری جگہ فرمایا لکل امۃ رسول اذا جاء رسولھم قضی بینھم بالقسط وھم لا یظلمون یعنی ہر ایک قرن کے لوگوں کا فیصلہ اسی وقت ہوتا ہے جبکہ ان کے پاس رسول آتا ہے پس جب ایک طرف ایک رسول یعنی حضرت امام الزمان موجود ہیں جو دنیا کو حق اور راستی کی طرف بلا رہے ہیں اور دوسری طرف انکی تکذیب بھی بڑے زور و شور کے ساتھ ہو رہی ہے اور تیسری طرف ایک ہولناک عذاب بھی دروازہ پر کھڑا ہے تو کیا سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ وہی مخالفت اور شرارت ہماری جو ایک مامور من اللہ کے حق میں کر رہے ہیں عذاب کے رنگ میں متمثل ہو کر ہمارے سامنے آگئی ہے یا یوں کہو کہ اس خدا کے ایک اصل سبب ہی تکفیر و تکذیب ہے جو دنیا کی ہلاکت کا باعث ہوئی وحاق بھم ما کانوا بہ یستھزءون ۔ یعنی

آسمان سے ملا ہوا تھا ۔ اور وہ روشنی سیدھی میری طرف آئی اور جسقدر نزدیک آتی تھی کم ہوتی جاتی تھی یہاں تک کہ جب میرے نزدیک پہنچی تو میں نے بجائے روشنی کے صرف واحد شخص کو دیکھا جسکے دونوں ہاتھوں میں نعلین کی صورت پر دو اشیاء پکڑی ہوئی تھیں اور جب انکو ہلاتا تھا تو وہ روشنی انکے اندر سے نکلتی تھی چنانچہ اس شخص نے میرے قریب آکر نہایت جذبہ کے ساتھ پکار کر بمیاؤں کو حاضر کرو ۔ اسکے کہنے پر میں اسکے آگے سرنگوں ہو گیا اور اسی نے اس چیز کے ساتھ جو اس کے ہاتھ میں تھی میرے سر کو مسح کیا اور میں دیکھتا ہوں کہ میرے گلے میں قیدیوں کی طرح لوہے کی ایک ہیکل پڑی ہے جس کو میں اپنے دونوں ہاتھوں سے کھول رہا ہوں ۔ چنانچہ اسکے چند روز بعد پھر پہلے کی طرح کشفی حالت مجھ پر طاری ہوئی اور ایک ایسا سرور میرے دل پر طاری ہوا کہ گویا میں بادشاہ ہوں چنانچہ اسی سرور اور تموج کی حالت میں ایک روز کشفی طور پر میں خدا کی حضور پہنچایا گیا اور اسوقت مسیحی تعلیم یعنی انجیل کی حقیقت مجھ پر کھول گئی ۔ اور مسیحیوں کی غلط فہمی پر آگاہ کیا گیا اور اسکے ساتھ یہ بات بھی ظاہر

ؔ (نقل مطابق اصل صحیح یوں ہے وما کان ربّك مهلك القریٰ حتی یبعث فی امّھا رسولا)

(نقل مطابق اصل صحیح یوں ہے ۔ فاذا جاء رسولھم قضی بینھم بالقسط

گھیر لیا انکو اس چیز نے جو تھے وہ ساتھ اُسکے ٹھٹھا کرتے۔ ہم نے تو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سُنا کہ مخالف لوگ حضرت مسیح الزمان علیہ السلام کی اُس پیشین گوئی پر جو اسی طاعون کے بارہ میں آج سے چار سال پہلے شائع کی گئی تھی کہ ملک پنجاب میں طاعون پڑیگا۔ ہنسی اور ٹھٹھا کرتے تھے کہ وہ طاعون کہاں ہے۔ علاوہ اسکے جب عدہا نظیریں اسکی قرآن شریف اور کتب مقدسہ میں موجود ہیں کہ گذشتہ زمانوں میں ہر ایک مامورمن اللہ کے مکذبوں کا انجام ہلاکت ہی ہوتا رہا اور ہر ایک اُمت پر جداگانہ رنگ میں عذاب آجاتا رہا تو اس صورت میں ہمیں اس بات کے ماننے میں کہ یہ عذاب اسی مخالفت کا نتیجہ ہے کونسی چیز مانع ہو سکتی ہے۔ ہرگز نہیں بلا شک و شبہ یہ خدا تعالیٰ کا وہی جلالی اور قہری حربہ ہے۔ جو ہمیشہ سے اس کے سچے رسولوں کے مخالفوں کی ہلاکت کیلئے موجود ہو جاتا رہا ہے۔

پس جب اس کا سبب معلوم ہوا تو علاج میں کوشش کرنی چاہیے۔ اور وہ یہ ہے حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ ماموریت کو مان کر اور ان کی اطاعت کا جُوا اخلاص دل سے اُٹھا کر اور بصدق دل آپکے زیر سایۂ ہدایات رہکر ایک پاک اور زندہ رُوحانی تبدیلی کو جو ہر ایک قسم کے گناہ و بغاوت سے منزہ ہے حاصل کیا جاوے سو جو شخص یا گھرانہ یا قوم یا اہل شہر ایسا کرلینگے یقیناً بفضلہ تعالیٰ اس بلا سے نجات پائینگے۔ کیونکہ ابھی

[illegible]

بقیہ حاشیہ صفحہ [illegible]

کی گئی کہ گویا اب مسیح موعود علیہ السلام (یعنی اس امت کا مسیح) اپنے جلالی نزول میں نازل ہونے پر ہے۔ اور اس عاجز کو اس کے نزول کی منادی کرنے اور قوموں کو اس کی بادشاہت میں شامل ہونیکی خوشخبری دینے کیلئے مامور فرمایا۔ پھر اُس کے چند روز بعد ایک رویا صالحہ میں مجھے دکھایا گیا کہ آسمان سے نصف چاند کی صورت پر نورانی اجرام تیرتے ہوئے نازل ہوئے ہیں اور میں اپنے ہاتھوں کو پسار کر حضرت امام الزمان کیلئے انکو پکڑ رہا ہوں چنانچہ اسی رویا کے سلسلہ میں پھر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مقام پر یورپینوں کیلئے بہت سے مکانات تیار ہو رہے ہیں اور ان کے ایک طرف ایک بزرگ یعنی حضرت اقدس تشریف رکھتے ہیں اور آپکے گرداگرد ایک پردہ کھڑا ہے جس کے سبب حضرت موصوف باہر کی طرف سے دکھائی نہیں دیتے اور اس پردہ کے اندر سے بڑے زور کے ساتھ ان لوگوں کو جو تعمیر کے کام میں مصروف ہیں ڈانٹ رہے ہیں کہ جلدی کرو۔ اگر کل تک یہ کام تیار نہ ہوگا تو تمہارا ٹھیکہ فسخ کیا جائیگا اسی اثنا میں اتفاقاً ایک ایسی ہوا چلی جس سے وہ پردہ جس کے اندر حضور تشریف رکھتے تھے گر گیا۔ اور آپکا نورانی وجود

قبولیت کا دروازہ کھلا ہے اسلئے جو شخص بصدق دل توبہ کریگا قبول ہوگی لیکن ایک وقت ایسا بھی آنیوالا ہے کہ لوگ توبہ کرینگے مگر قبول نہ ہوگی۔ قومیں خدا کے آگے چلائینگی پر سنی نہ جائینگی۔ دنیا خدا کی طرف رجوع لائیگی لیکن انجام اسکا ایسی ہوگی۔ جیسا کہ فرمایا ربنا اکشف عنا العذاب انا مومنون انی لھم الذکرٰی وقد جاءھم رسول مبین الخ (سورۂ دخان) اور وہ وقت ایسا ہوگا کہ یہ بلا روئے زمین پر عام ہوگی کوئی شہر یا بستی الاماشاء اللہ اس سے خالی نہ رہیگی بلکہ دریاؤں اور جنگلوں میں بھی طاعون ہوگا۔ اس وقت لوگ بھاگنے کی جگہ ڈھونڈینگے مگر نہ پاوینگے جیسا فرمایا یقول الانسان یومئذٍ این المفر کلا لا وزر کیونکہ یہ غضب الٰہی کی آگ ہے جبتک اپنا کام پورا نہ کرے اور خدا کے مخالفوں سے انتقام نہ لیلے فرو نہ ہوگی اسلئے میں ہمدردی بنی نوع کی راہ سے جو میرے دل میں موجزن ہے خلق اللہ کو متنبہ کرتا ہوں کہ قبل اسکے کہ یہ بلا عالمگیر ہوکر جنگلوں اور دریاؤں کو بھی اپنے زہریلے اثر سے ہلاک کرے اور پہلے اسکے جو غضب الٰہی کی یہ آگ دنیا کو بھسم کرنے کیلئے پوری طرح پر مستعد ہو توبہ کرو اور اپنے بچاؤ کی تدبیر میں مصروف ہو اور وہ یہ ہے۔ اوّل خدا کو واحد مانو اور تمام شرک و کفر و معصیت سے توبہ کرو اور اپنے دلوں کو تمام ظاہری و باطنی بتوں اور ڈھاسنوں کو توڑ کر ایک ہی خدا پر بھروسہ کرو دوم اسکے تمام انبیاء صادقین اور جملہ کتب سماوی پر عموماً اور نبی عربی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قرآن کریم پر خصوصاً ایمان لاؤ اور اپنے سچے دل سے خدا تعالیٰ کے زندہ اور کامل دین اسلام کی پیروی میں مشغول ہو۔ سوم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے ماموریت کو بصدق دل قبول کرکے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱

آفتاب کی طرح چمکتا ہوا نظر آنے لگا اور اس عاجز نے دیکھا کہ آپ کا چہرہ نہایت ہی خوبصورت اور روشن ہے گویا کہ حضور انور کے چہرے سے نور ٹپک رہا ہے اور ساتھ ہی اسکے یہ بھی دیکھا کہ حضور کی پوشاک سر سے پاؤں تک نہایت سفید اور براق ہے تب میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور آپ اسقدر مہربانی و محبت کے ساتھ پیش آئے کہ مجھے کامل یقین ہوگیا کہ اب میں حضور کے نظر منظور ہوکر عطائے خدمت سے مشرف کیا گیا ہوں بیانتک کہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ میری پوشاک بھی حضور کی پوشاک کی طرح سفید اور براق ہوگئی۔ اور ایسا ہی ایک بزرگ نے بعد توجہ اس عاجز کے حق میں یہ رؤیا دیکھی تھی کہ ایک تالاب ہے اور اس کے درمیان ایک پختہ عمارت ہے جسکے اندر سے ایک شعلہ روشنی کا نکل رہا ہے اور وہ بزرگ کہتا ہے کہ میں اسکی تحقیق کیلئے کہ یہ روشنی کس چیز سے ظاہر ہو رہی ہے اس مکان کے دروازہ پر گیا تو اسکے اندر اس عاجز کو ساکن پایا۔ حاصل کلام ایسے ہی

اور جنابکے پرامن وبابرکت سلسلہ میں داخل ہوکر اپنی روحانی زندگی کے اس کامل نور کو جو اس بلا اور عذاب الٰہی سے نجات بخش ہے حاصل کرو۔ چہارم۔ ہر ایک شخص اپنے سچے دل سے خدا تعالیٰ کے حضور توبہ کرکے ہر ایک گناہ اور معصیت کو جس کا وہ مرتکب ہے ترک کرے اور پنجوقتی نماز اور دعا و استغفار میں مشغول رہے اور موت کو ہر دم یاد رکھے اور حقوق اللہ و حقوق عباد کے ادا کرنے میں دل و جان سے مصروف رہے اور حتی الوسع غریبوں ضعیفوں و درماندگان پر رحم کرے جہاں تک ہو سکے اپنی جانوں اور مالوں کو خدا تعالیٰ کی اطاعت میں اسکی رضامندی حاصل کرنے اور بنی نوع کی ہمدردی کیلئے وقف کرے پنجم اپنے اخلاص دل سے محسن گورنمنٹ کی اطاعت اور شکر گذاری ادا کرتا رہے اور کسی طرح کی نقیض امن و مورِ بغاوت وغیرہ کا اپنے دل میں خیال تک نہ آنے دے۔ ششم۔ ہر ایک شہر و بستی کے لوگ روزہ رکھیں اور جماعتوں کی جماعتیں جنگلوں اور میدانوں میں نکل کر نہایت عجز اور تضرع کیساتھ خدا تعالیٰ کے حضور اس بلا کے دفعیہ کیلئے دعا کریں۔ اور اسکے تمام انبیاء و صلحاء کو عموماً اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام کو خصوصاً اسکی جناب میں شفیع لاویں۔ ہفتم ہر ایک قوم ہر ایک گروہ اپنے سچے دل سے توبہ کرکے خدا اور اسکے کامل رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و امام الوقت پر ایمان لا کر اپنی مخلصانہ درخواستوں کے ذریعہ سے حضرت اقدس امام الزمان علیہ السلام سے اس آفت کے دفعیہ کیلئے دعا کرا دیں۔ سو اگر

بقیہ حاشیہ

اور بھی بہت سی رویا اور کشوف ہیں جنکا لکھنا موجب طوالت ہے۔ مگر یہ بات خوب یاد رکھنے کے قابل ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی رویا و کشوف وغیرہ کی وساطت سے اس عاجز پر بخوبی ظاہر و ثابت کر دیا ہے کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے روحانی ناصروں میں سے ایک ہوں جیسا کہ حضور کے ابتدائی دعوی مسیحیت کے وقت ایک رویا صالحہ میں دو ناصر دکھائے گئے تھے جسکی تصدیق حدیث نبوی صلعم سے ظاہر ہوتی ہے کہ مسیح موعود دو فرشتوں یا مردوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھکر نازل ہوں گے۔ سو میری رویا و کشوف جن کا ذکر اختصار کے طور پر پہلے کیا گیا ہے اس بات کو بخوبی ثابت کرتے ہیں کہ ان دو ناصروں میں سے جن کا ذکر نبوی اور حضرت اقدس کی رویا مبارک میں ہے ایک کا مصداق یہ عاجز ہے اس وجہ سے کہ اوّل تو مجھے ایک سماوی کتاب میں لکھا ہوا دکھایا گیا کہ وہ مینار جس پر مسیح نازل ہوگا اس عاجز کے ہاتھ سے بنایا جائیگا۔ دوئم کشفی حالت میں خدا نے مجھے مسیح کے جلالی نزول کی منادی کرنے اور قوموں کو اس کی بادشاہت میں شامل ہونیکی خوشخبری دینے کے لئے مامور فرمایا۔ سوئم خدا تعالیٰ نے

دنیا میری اس عرضداشت کے مطابق عمل کریگی تو میں یقین کامل سے کہتا ہوں کہ یہ عذاب اس خاص
شخص یا گھر یا قوم یا شہر یا ملک کے اس خاص حصے سے جس میں پاک تبدیلی کا نمونہ قائم کیا جاوے بفضلہ تعالیٰ رفع
ہوگا کیونکہ اس کا اصل سبب گناہ اور امام الوقت کی مخالفت ہے۔ اسلئے جبتک اصل سبب دور نہ ہو اور غضب الٰہی
کی یہ آگ جو مخالفت اور گناہ کے باعث مشتعل ہو رہی ہے فرو نہ ہو یہ عذاب دنیا سے موقوف نہ ہوگا۔ مگر میں ڈرتا ہوں
کہ دنیا میری اس عرضداشت کو ایک سرسری نگاہ سے نظر انداز کر کے اسوقت کی انتظاری کریگی جبکہ دامن اجابت
ہاتھ سے چھوٹ جائے اور توبہ کا دروازہ بند ہو جاوے کیونکہ ایسے وقت میں جبکہ شرارت انتہا کو پہنچتی ہے اور قطعی فیصلہ
کا وقت آجاتا ہے تو مخالفوں کے حق میں انبیاء علیہم السلام کی بھی دعا قبول نہیں ہوتی۔ دیکھو حضرت نوح علیہ
السلام نے طوفان کے وقت اپنے بیٹے کنعان کیلئے جو کافروں اور منکروں سے تھا دعا کی اور قبول نہ ہوئی
(دیکھو سورہ ہود رکوع ۴) اور ایسا ہی جب فرعون ڈوبنے لگا تو خدا پر ایمان لایا۔ مگر قبول نہ ہوا۔

ہاں اس خاص وقت سے پہلے اگر رجوع کیا جاوے تو البتہ قبول ہوتا ہے ولنذیقنھم من
العذاب الادنیٰ دون العذاب الاکبر لعلھم یرجعون یعنی جب خفیف سے آثار
عذاب کے ظاہر ہوں تو اس وقت کی توبہ قبول ہوتی ہے۔ اس لئے میں بار بار کہتا ہوں کہ ابھی اس
عذاب الٰہی کا دنیا میں صرف آغاز ہی ظاہر ہوا ہے اور اس کا انتہا اور غایت نہایت ہی سخت ہے
لہٰذا لوگوں کو چاہئے کہ اس خاص ہلاکت کے وقت سے پہلے خدا کی طرف رجوع کریں اور خدا اور رسول
اور امام وقت کی اطاعت کریں اور توبہ و ترک معصیت و دعا و استغفار کے ساتھ اس کا دفعیہ چاہیں اور اپنے
اندر ایک نیک و پاک تبدیلی پیدا کریں تا کہ اس ہولناک عذاب سے محفوظ رہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کا یہ پختہ وعدہ ہے کہ وہ

اپنے الہام کے ذریعہ سے مجھے قوموں کو طاعون سے نجات کی طرف بلانے کیلئے حکم دیا۔ چہارم
آسمان سے نورانی اجرام نشان کے طور پر خدا تعالیٰ نے حضرت امام الزمان کی تائید میں اس عاجز
کے ہاتھ پر نازل فرمائے۔ پنجم حضور کی طرف سے آپ کی خدمت اور مختارکاری کا منصب عطا ہوا۔
ششم۔ حضور کی بیعت کیلئے قوموں کو دعوت کرنے کی خدمت عطا فرمائی گئی۔
اب ان بیّن دلائل کے بعد شک کرنے کا کونسا محل ہے کہ میں حضور کے ناصروں میں سے

اسی وقت میں ہمیشہ مومنوں ہی کو نجات دیا کرتا ہے جیسا کہ فرمایا ذلکؐ حقؐ علینا ننجی المؤمنین اب ہم اس مضمون کو اس دعا پر ختم کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہم کو اور کل مومنوں کو اس بلا سے بچاوے اور راستی کی طرف راہنمائی کرے اور باہم صلح و صلاحیت حاصل کرنیکی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔

اب میں اپنی جماعت کے روحانی بھائیوں کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ اس غضب الٰہی کی آگ اور ہولناک عذاب سے بچنے کیلئے ہمارے پاس دو سامان ہیں ایک ایمان دوسرا تقویٰ۔ ایمان تو یہ ہے کہ ہم اپنے کامل یقین سے جان لیں کہ ہمارے پاس اس عذاب الٰہی سے بچنے کیلئے اپنے ہادی و مولا حضرت امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کامل ایمان لانے اور انکے مخلصانہ اتباع کے بغیر کوئی صورت نہیں اگر ہم بچیں گے تو حضور ہی کے مخلصانہ اتباع کے سبب اور اگر مرینگے تو انکی ہی مخالفت کے باعث گویا کہ ہماری زندگی اور موت حضور کی اطاعت اور مخالفت پر موقوف ہے اور تقویٰ یہ ہے کہ ہم اس بات سے ہر وقت ڈرتے اور اپنی تمام حرکات و سکنات کو ٹٹولتے رہیں کہ کسی امر میں ہم اپنے ہادی و مولا کی ہدایات اور انکی امن بخش اشاعات سے باہر نہ رہ جائیں تاکہ اچانک عذاب الٰہی کا شکار نہ بنیں کیونکہ اس عذاب سے بچنے کیلئے امن و پناہ سوائے اطاعت احمدیہ کے نہیں جو اس کے اندر رہیگا یقیناً بچ جائیگا کیونکہ ہمارا اس بات پر کامل ایمان ہے کہ یہ عذاب جو اب دنیا کو ہلاکت اور عدم کی راہ دکھا رہا ہے صرف حضرت امام الزمان علیہ السلام کی مخالفت کے سبب سے ہے اسلئے یہ بات سنت اللہ کے خلاف ہے کہ یہ عذاب حضرت اقدس کے مخلص متبعین پر بھی کسی طرح کا اثر ڈالے جیسا کہ قرآن کریم کی صدہا نظیروں سے یہ بات ثابت شدہ صداقت ہے کہ گذشتہ زمانوں میں حضرت انبیاء علیہم السلام کے مخلص ایماندار عذاب الٰہی کے وقت نجات پاتے

جن کا ذکر حدیث شریف اور رؤیا صالحہ میں ہے ایک کا مصداق نہ ہوں۔ ہرگز نہیں۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ ابھی تک میں اپنے اندر مالی یا علمی ایسی استعداد نہیں دیکھتا جس سے میں اپنے تئیں معقولی پیرایہ میں حضرت موعود کا ناصر قرار دے سکوں کیونکہ یہ عاجز ان دونوں باتوں میں ابھی تک بے سروسامان اور تہیدست ہے لیکن خدا تعالیٰ کے ان وعدوں اور تسلیوں پر جو مجھے دی گئی ہیں ایمان رکھتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کریگا۔ بلکہ میں کامل یقین سے کہتا ہوں کہ جبتک وہ خدمت جو اس عاجز کے حصہ میں

۴۰ (نقل مطابق اصل۔ صحیح یوں ہے کذلک حقاً علینا الخ)

۴۰ (یہ بات اس کی بابعمل ثابت ہو گئی۔)

رہے ہیں۔ اور یہ بات صرف پہلے ہی نہ تھی بلکہ اب بھی ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ وکذلک[۱] حق علینا ننجی المؤمنین۔ مگر مومن خالص بننا شرط ہے کیونکہ اگر مومن نہ ہوگا تو وہ حضرت لوط کی بیوی اور حضرت نوحؑ کے بیٹے کی طرح صرف جسمانی قرابت یا تعلق کی وجہ سے بچ نہیں سکتا۔ اس لئے ہر ایک مومن احمدی بھائی کو لازم ہے کہ حضرت امام الزمان کی چھوٹی اور بڑی مخالفت سے ڈرتا ہوا اور کانپتا ہوا ہر وقت استغفار اور دعا میں مشغول رہے تاکہ جو باریک امور میں نادانی کے سبب ہم سے اکثر اوقات مخالفت ہو جاتی ہے اس کا کفارہ ہوتا رہے اور خدا تعالیٰ اس کے انتقام کیلئے اپنے مواخذہ سے محفوظ رکھے۔ اور جہاں تک ہمارے معلومات ہیں ہر ایک امر میں اپنے ہادی امام الزمان علیہ السلام کی خلاف ورزی سے بچنا چاہئے کیونکہ یہ عذاب مخالفین کے لئے ہلاکت اور ہمارے لئے تنبیہ اور عبرت ہے۔ سو ہر ایک بھائی کو چاہئے کہ دوسروں کے نظارہ سے اپنے لئے عبرت حاصل کرے[۲] اور اس عذاب سے بچنے کی کوشش میں لگا رہے کیونکہ یہ بات مجھ پر کھولی گئی ہے کہ ہماری جماعت میں کا کوئی مخلص بھائی اس بیماری سے ہلاک نہ ہوگا مگر وہی جو منافقانہ زندگی بسر کرتا ہے۔ اس لئے ہماری جماعت میں سے جو شخص اس بلا کے مواخذہ میں آجائے تو جان لینا چاہئے[۳] کہ اسکی ایمانی اور عملی حالت اچھی نہ تھی جس کی سزا اس کو دی گئی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ اپنے مخلص مومنوں کو مخالفین کے عذاب میں شامل نہیں کرتا۔ افمن کان مومناً کمن کان فاسقاً لا یستوون اس لئے ہر ایک مومن کو ڈرنا چاہئے کہ کسی قسم کی مخالفت کے باعث عذاب الٰہی کے اس بلا میں

[۱] نقل مطابق اصل صحیح یوں ہے: كذلك حقا علينا۔

[۲] فاعتبروا يا اولي الابصار

[۳] وشهدوا على انفسهم انهم كانوا كافرين۔

مقرر ہے پوری نہ ہو اس دنیا سے اٹھایا نہ جاؤں گا کیونکہ خدا تعالیٰ کے وعدے ٹل نہیں جاتے اور اس کا ارادہ رک نہیں سکتا اس لئے میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ **میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلالی نزول کا رسول ہوں** اور وہ یہ ہے کہ اب تک حضرت مسیح موعود کا جمالی نزول تھا۔ اور اب جلالی شروع ہوگا یعنی پہلے لوگوں کو جمالی پیرایہ میں نرمی سے سمجھایا جاتا تھا مگر اب خدا تعالیٰ اپنے جلالی اور قہری حربہ کے ساتھ تنبیہ کریگا۔ اور اسی امر کی منادی کیلئے میں مامور ہوں۔ منہ

مبتلا ہو کر فاسقوں میں شامل ہونا نہ پڑے۔

علاوہ اس کے میں اپنے عالی ہمت بھائیوں کی خدمت میں اس قدر زیادہ عرض پرداز ہوں کہ جن احباب کے پاس یہ اشتہار پہنچے وہ اپنے ہادی و مولا امام برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید بنی نوع انسان کی ہمدردی کا حق ادا کرنے کیلئے دل و جان سے اسکی اشاعت میں سعی فرماویں اور اگر ہو سکے تو اپنے اپنے شہر کی جماعت کے چندہ سے اسکو مکرر طبع کرا کر دیہات و قصبہ جات میں بھی ارسال کریں کیونکہ ضدی اور متعصب لوگوں کو چھوڑ کر باقی سادہ لوح خلقت محض بے علمی و غفلت کی حالت میں اس عذاب الٰہی کا شکار ہو رہی ہے اسلئے ہماری جماعت کا فرض ہے کہ اس وقت بندگان خدا کو راہ راست کی طرف تحریک کرنے اور اس مہلک عذاب سے بچانے کے لئے کوشش کرے تا کہ اس **مقدس جماعت** کا وجود دنیا کی بہبودی اور صلاحیت کے لئے مفید ثابت ہو اور خدا تعالیٰ کے نزدیک اجر عظیم پانے کے مستحق ٹھیریں۔ وباللہ التوفیق۔

زیادہ والسلام

المشتہر

خاکسار چراغ الدین احمدی از جموں

۹ فروری ۱۹۰۲ء

مفید عام پریس سیالکوٹ

(عکس خط مولوی عبدالرحمن محی الدین لکھوکے والے متعلق نشان نمبر ۱۶۰)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی

امابعد از عبدالرحمن محی الدین بجمیع اہل اسلام

عرض یہ ہے کہ اس عاجز نے دعاء کی کہ یا خبیر

اخبرنی مرزا کا کیا حال ہے خواب میں یہ

الہام ہوا ان فرعون وھامان وجنودھما کانوا

خاطئین و ان شانئک ھو الابتر مرزا کی

طرف سے جواب آیا یہ الہام محتمل المعنی ہیں انمیں میرا

نام نہیں اور بڑی زور دعوی کیا کہ میری نام سے

الہام نہ بخشا جائیگا پھر دو الہام مذکور کو دیکھا جو مجھکو ہوئے تھے

جب مرزا کا جواب آگیا یعنی ۲ ماہ صفر کو یہ الہام

خواب میں ہوا مرزا صاحب فرعون الحمد للہ علی ذلک

اب مرزا کا دعوی بہی غلط ہوگیا اور مرزا صاحب مراد کو پہنچیگے ۹۵

تتمہ حقیقۃ الوحی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اس کتاب کے ختم کرنے کے بعد ایسی ضروری باتیں معلوم ہوئیں جن کا اس کتاب کے ساتھ شامل کرنا کتاب کی تکمیل کے لئے واجبات سے ہے۔ سو ذیل میں وہ امور بیان کئے جاتے ہیں:۔

(۱) چراغ دین جموں والے کا مباہلہ جو اس کتاب میں درج ہو چکا ہے اگرچہ وہ ایسا نشان ہے کہ جو شخص عقل اور انصاف اور ایمان کا پابند ہو اور خدا ترسی کے طریق کو ہاتھ سے نہ چھوڑے وہ صرف اسی ایک نشان پر غور کرنے سے سمجھ سکتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اور حق پر ہوں لیکن ایک بدظن کے دل میں یہ شبہ گذر سکتا تھا کہ چونکہ چراغ دین طاعون سے مر چکا ہے اس لئے ممکن ہے کہ یہ مباہلہ اس کی طرف سے نہ ہو بلکہ اس کی موت کے بعد اپنی طرف سے عبارت مباہلہ بنا کر لکھی گئی ہو اس لئے میں نے اس کتاب کا شائع کرنا اس وقت تک ملتوی کر دیا جب تک کہ چراغ دین کے وارث یا دوست اُس کی اس کتاب کو چھاپ دیں جس میں یہ مباہلہ کی عبارت درج ہے چنانچہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے اُن لوگوں کے دل میں پڑ گیا کہ وہ کتاب جس میں مضمون مباہلہ ہے چھاپ دی جائے اور پھر چند ہفتوں میں انہوں نے اس کتاب کو چھاپ دیا اور اس کتاب کا نام اعجاز محمدی رکھا۔ اور کمال شکر کی بات ہے کہ باوجود سخت مخالفت کے وہ مضمون مباہلہ کو کتاب اعجاز محمدی سے علیحدہ نہ کر سکے۔ معلوم ہوتا ہے کہ چراغ دین نے اپنی زندگی میں اس ارادہ کو عام لوگوں کے روبرو ظاہر کر دیا تھا کہ میں مباہلہ کے طور پر مضمون لکھوں گا تا وہ

شخص جو جھوٹا ہے ہلاک ہو جائے۔ اور نہایت درجہ کی شوخی اور تکبر سے میرا نام دجّال رکھا تھا اور اپنی کتاب منارۃ المسیح میں یہ لکھا تھا کہ دجال معہود آنیوالا یہی شخص ہے۔ اور نیز لکھا تھا کہ خواب میں حضرت عیسٰے نے مجھے عصا دیا ہے کہ تا اس دجال کو اس عصا سے قتل کروں اور پھر جب اپنی کتاب اعجاز محمدی میں جس کی تالیف کے ساتھ ہی وہ طاعون میں گرفتار ہو گیا اُس نے مباہلہ کی عبارت لکھی تو گو وہ اپنی کتاب کو اپنی زندگی میں شائع نہ کر سکا لیکن مباہلہ کا ارادہ شائع کر چکا تھا۔ اور مضمون مباہلہ کئی لوگوں کو دکھلا چکا تھا اور نیز لکھنے کیلئے کاتب کو وہ مضمون دے چکا تھا اس لئے اسکے دوستوں کو باوجود سخت مخالفت کے یہ جرأت نہ ہو سکی کہ وہ مضمون مباہلہ کتاب میں سے نکال دیں اور دراصل یہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے کہ اُس نے اُن لوگوں کو اس طرف متوجہ ہونے سے روک دیا کہ وہ یہ سوچتے کہ مباہلہ کا مضمون شائع ہونیسے چراغ دین کا جھوٹا ہونا ثابت ہو جائیگا کیونکہ چراغ دین نے جب مباہلہ کا مضمون کاتب کو لکھنے کیلئے دیا تو اسی روز اُسکے دو لڑکے جو دو ہی تھے طاعون میں گرفتار ہو کر مر گئے اور پھر ابھی وہ مضمون پتھر پر نہیں جمایا گیا تھا کہ چراغدین نے طاعون کا شکار ہو کر اس جھگڑے کا اپنی موت سے خود ہی فیصلہ کر دیا جو مجھ میں اور اُسمیں تھا غرض مباہلہ کا مضمون ایک مشہور واقعہ ہو چکا تھا۔ پس یہی وجہ تھی کہ وہ مضمون بہرحال اُس کے دوستوں نے کتاب اعجاز محمدی میں چھاپ دیا۔ اور جبکہ وہ مضمون چھاپا گیا تو ہم نے بھی بہت سے نسخے اس کتاب کے خرید لئے تا کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ جس مضمون مباہلہ کو ہم نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں شائع کیا ہے وہ اسی چراغ دین کا مضمون ہے۔

اگرچہ اس قدر پبلک کی تسلی کیلئے کافی ثبوت تھا مگر پھر بھی مجھے خیال آیا کہ اگر اصل مضمون مباہلہ کا جو چراغ دین نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا مل جائے اور اُس کا فوٹو لیا جائے تو یہ ثبوت نورٌ علیٰ نور ہو جائے گا اور اس مطلب کیلئے بہت سی سعی کی گئی۔ آخر وہ مضمون اعجاز محمدی کے کتاب سے بعد شائع ہونے اس کتاب کے مل گیا بلکہ تمام مسودہ اُس کتاب کا مل گیا۔ تب میں نے کوشش کی کہ کسی طرح اس مضمون کا فوٹو لیا جائے چنانچہ اخویم مولوی محمد علی صاحب ایم اے کی

معرفت کلکتہ اور بمبئی اور مدراس میں اُن کارخانوں کی طرف چٹھیات لکھی گئیں جہاں تحریروں کے فوٹو لئے جاتے ہیں اگرچہ اس قدر گراں نرخ بیان کیا گیا کہ پچاس روپے فی صفحہ فوٹو لینے کیلئے مطالبہ ہوا تاہم ہمنے سب کچھ منظور کیا۔ یہی باعث تھا کہ کتاب حقیقۃ الوحی کے شائع ہونے میں بہت تاخیر ہوگئی۔ بالآخر خدا تعالیٰ کے فضل سے اس تحریر کا عکس لینے میں ہم کامیاب ہوئے چنانچہ وہ عکس اس تتمہ کے ساتھ شامل کر دیا گیا ہے اور اصل تحریر چراغدین کی جو مباہلہ کی عبارت ہے بلکہ تمام کتاب اسکی دستخطی ہمارے پاس محفوظ ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے اور جو شخص چراغ دین کی تحریر کو شناخت کرتا ہے اس کیلئے ضروری نہیں کہ وہ اس مضمون کو جو چراغ دین کا دستخطی ہمارے پاس محفوظ ہے دیکھے بلکہ وہ صرف اس کا عکس دیکھ کر مطمئن ہو جائیگا۔

(۲) دوسرا امر جو اس تتمہ میں دیکھنے کے لائق ہے وہ چند پیشگوئیاں ہیں جو کتاب حقیقۃ الوحی کے تمام کرنیکے بعد پوری ہوئیں اور ایک اُن میں سے وہ پیشگوئی بھی ہے کہ جو گذشتہ زمانہ کا ایک نشان ہے اور نشانوں کے تحریر کے وقت اس کا لکھنا یاد نہیں رہا تھا اس لئے اب تتمہ میں لکھا گیا ہے کیونکہ وہ ایک بڑا نشان ہے اور اکثر اشد دشمن اور مخالف اس راقم کے اُس کے گواہ ہیں۔ اس لئے مَیں نے مناسب سمجھا کہ اس نشان کو بھی ان نشانوں کے ساتھ اس تتمہ میں لکھ دوں اور وہ یہ ہیں:-

اوّل۔ منجملہ ان نشانوں کے یہ نشان ہے کہ نواب محمد علی خاں صاحب رئیس کوٹلہ مالیر کی نسبت میرے پر خدا تعالیٰ نے یہ ظاہر کیا کہ انکی بیوی عنقریب فوت ہو جائیگی اور موت کی خبر دیکر یہ بھی فرمایا کہ دردناک دُکھ اور دردناک واقعہ ہیں۔ تب اس خبر سے سب سے پہلے اپنے گھر کے لوگوں کو مطلع کیا اور پھر دوسروں کو اور پھر اخبار بدر اور الحکم میں یہ پیشگوئی شائع کرادی اور یہ اُس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی تھی جبکہ نواب صاحب موصوف کی بیوی بہرطرح تندرست اور صحیح وسالم تھی۔ پھر تخمیناً چھ ماہ کے بعد نواب محمد علی خاں صاحب کی بیوی کو سل کی مرض ہوگئی اور جہاں تک ممکن تھا ان کا علاج کیا گیا۔ آخر رمضان ۱۳۲۴ھ

ہیں وہ مرحومہ اُسی مرض سے اس ناپائدار دنیا سے گذر گئیں۔ اس پیشگوئی سے نواب صاحب
کو بھی قبل از وقت خبر دیگئی تھی اور ہمارے فاضل دوست حکیم مولوی نور دین صاحب اور
مولوی سید محمد احسن صاحب اور اکثر معزز اس جماعت کے اس پیشگوئی پر اطلاع رکھتے
ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى
مِنْ رَّسُوْلٍ یعنی خدا تعالیٰ صاف صاف اور کھلا کھلا غیب بجز اپنے رسولوں کے کسی پر ظاہر
نہیں کرتا اور ظاہر ہے کہ دعوے کے ساتھ کسی پیشگوئی کو بتمامتر تصریح شائع کرنا اور پھر اُس کا
اسی طرح بکمال صفائی پورا ہونا اس سے زیادہ روشن نشان کی اور کیا علامت ہو سکتی ہے۔

(۲) منجملہ اُن نشانوں کے دوسرا نشان یہ ہے کہ مجھ کو ۳۰۔ جولائی ۱۹۰۶ء میں اور بعد
اس کے اور کئی تاریخوں میں وحی الٰہی کے ذریعہ سے بتلایا گیا کہ ایک شخص اس جماعت میں سے
ایک دم میں دنیا سے رخصت ہو جائیگا اور پیٹ پھٹ جائیگا اور شعبان کے مہینہ میں
وہ فوت ہوگا۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق شعبان ۱۳۲۴ھ میں میاں صاحب نور صاحب
جو صاحبزادہ مولوی عبداللطیف صاحب کی جماعت میں سے تھا یکدفعہ ایک دم میں
پیٹ پھٹنے کے ساتھ مر گیا اور معلوم ہوا کہ اسکے پیٹ میں کچھ مدت سے رسولی تھی لیکن کچھ محسوس
نہیں کرتا تھا اور جوان مضبوط و توانا تھا یکدفعہ پیٹ میں درد ہوا اور آخری کلمہ اُسکا یہ تھا کہ اُس نے تین
مرتبہ کہا کہ میرا پیٹ پھٹ گیا بعد اسکے مر گیا اور جیسا کہ پیشگوئی میں تھا شعبان کے مہینہ میں ایک دم
میں اسکی جان رخصت ہوگئی۔ یہ پیشگوئی قبل از ظہور اخبار بدر اور الحکم میں شائع کرا دیگئی تھی۔

(۳) منجملہ اُن نشانوں کے سعد اللہ لودہانوی کی موت ہے جو پیشگوئی کے مطابق ظہور میں
آئی اُسکی تفصیل یہ ہے کہ جب منشی سعد اللہ لودھیانوی بدگوئی اور بدزبانی میں حد سے بڑھ گیا
اور اپنی نظم اور نثر میں اس قدر اُس نے مجھ کو گالیاں دیں کہ میں خیال کرتا ہوں کہ پنجاب کے
تمام بدگو دشمنوں میں سے اوّل درجہ کا وہ گندہ زبان مخالف تھا تب میں نے اسکی موت کیلئے
جناب الٰہی میں دعا کی کہ وہ میری زندگی میں ہی نامراد رہکر ہلاک ہو اور ذلّت کی موت سے✤ مرے

✤ جیسا کہ میں آگے چل کر بیان کرونگا۔ اس شخص یعنی سعد اللہ نے میری موت کی پیشگوئی کی تھی اور شائع کیا تھا کہ میں اسکی زندگی میں ہی ذلّت کے ساتھ مروں گا اور میں نے شائع کیا تھا کہ وہ میری زندگی میں مریگا آخر کار میرے خدا نے مجھے سچا کیا اور وہ جنوری ۱۹۰۷ء کے پہلے ہفتہ میں ہی مر گیا اور ذلّت اور حسرت کو ساتھ لے گیا۔ منہ

کا باعث صرف اُسکی گالیاں نہیں تھیں بلکہ بڑا باعث یہ تھا کہ وہ میری موت کا خواہاں تھا اور اپنی نظم و نثر میں میرے لئے بد دعائیں کرتا تھا۔ اور اپنی سفاہت اور جہالت سے میری تباہی اور ہلاکت کو بدل چاہتا تھا اور لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین میرے حق میں اُس کا ورد تھا۔ اور تمنّا کرتا تھا کہ میں اس کی زندگی میں تباہ ہوجاؤں اور ہلاک ہوجاؤں اور یہ سلسلہ زوال پذیر ہوجائے اور اس وجہ سے جھوٹا ٹھیروں اور مخلوق کی لعنت کا نشانہ بنوں۔ اور اگرچہ یہ تمنا ہر ایک دشمن میں پائی جاتی ہے کہ وہ میری موت دیکھیں اور انکی زندگی میں میری موت ہو لیکن یہ شخص سب سے بڑھ گیا تھا اور ہر ایک بدی کیلئے جیسے بدقسمت مخالف قصد کرتے تھے تو وہ اُس وبہ سے پورا حصہ لیتا تھا اور میں یاد نہیں کر سکتا کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کسی نے ایسی گندی گالیاں کسی نبی اور مرسل کو دی ہوں جیسا کہ اُس نے مجھے دیں۔ چنانچہ جس شخص نے اس کی مخالفانہ نظمیں اور نثریں اور اشتہار دیکھے ہوں گے اسکو معلوم ہوگا کہ وہ میری ہلاکت اور نابود ہونے کیلئے اور نیز میری ذلت اور نامرادی دیکھنے کیلئے کسقدر حریص تھا اور میری مخالفت میں کہاں تک اُس کا دل گندہ ہوگیا تھا پس ان تمام امور کے باعث میں نے اسکے بارے میں یہ دعا کی کہ میری زندگی میں اسکو نامرادی اور ذلت کی موت نصیب ہو۔ سو خدا نے ایسا ہی کیا اور جنوری ۱۹۰۷ء کے پہلے ہی ہفتہ میں چند گھنٹہ میں نمونیا پلیگ سے اس جہان فانی سے ہزاروں حسرتوں کے ساتھ کوچ کر گیا۔

چنانچہ اخبار اہلحدیث کے اڈیٹر مولوی ثناء اللّٰہ صاحب نے اپنے اخبار کے صفحہ ۸ میں سعد اللّٰہ کی موت پر حسرت کی طرف ان الفاظ سے اشارہ کیا ہے کہ اسکے لڑکے کی نسبت حاجی عبدالرحیم کی دختر سے ہو چکی تھی اور عنقریب شادی ہونیوالی تھی کہ سعد اللّٰہ کا انتقال ہوگیا۔ اور سعد اللّٰہ کو یہ بھی نصیب نہ ہوا کہ اپنے لڑکے کی شادی دیکھ لیتا جبکہ اُس کا ایک ہی لڑکا تھا اور شادی کا تمام سامان اُس نے اکٹھا کر لیا تھا اور چند روز میں ہی اس منحوس کام کو انجام دینے کو طیار تھا کہ فرشتہ ملک الموت نے آپکڑا۔ اور یہ قول مولوی ثناء اللّٰہ صاحب کا قرین قیاس ہی کیونکہ ہماری جماعت کے بعض صاحبوں نے بار بار اسکو یہ کہہ کر ملزم کیا کہ تیری نسبت قریباً تیرہ سال سے مسیح موعود کو یہ الہام ہو چکا ہے کہ

اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَر یعنی تیرے بدگو دشمن سعد اللہ کی قطع نسل کی جائیگی۔ پھر تو اپنے لڑکے کی کیوں کسی جگہ شادی نہیں کرتا تا نسل جاری ہو۔ پس قریب قیاس ہے کہ ان بار بار کی ملامتوں کو سُن کر سعد اللہ نے کسی جگہ اپنے لڑکے کی نسبت کر دی ہو۔ مگر شادی کی ابھی طیاری ہو رہی تھی کہ سعد اللہ کی دوسرے جہان کی طرف طیاری ہوگئی۔ پس سعد اللہ کا شادی کا نام لیتے ہی مر جانا یہ بھی ایک نامرادی ہے۔ پس اسمیں کیا شک ہو سکتا ہے کہ وہ میری پیشگوئی کے مطابق نامراد مرا اور بلاشبہ یہ ایک ذلّت کی موت ہے کہ وہ پیشگوئی کے اس مفہوم کو اپنی کوشش سے دُور نہ کر سکا کہ آیندہ اسکی نسل نہیں چلیگی اور نہ اس پیشگوئی کو اپنی طاقت سے رفع کر سکا کہ میری زندگی میں ہی اسکی موت ہو گی اور میری ہر ایک ترقی کو دیکھ کر مریگا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کا اپنے اخبار ۸۔ فروری ۱۹۰۷ء میں اَبتر کی پیشگوئی کو رد کرنے کیلئے یہ عذر پیش کرنا کہ سعد اللہ ایک لڑکا چھوڑ گیا ہے پھر کیونکر اسکو ابتر کہہ سکتے ہیں یہ اُن کا ایسا بیان ہے جس سے سمجھا جاتا ہے کہ یا تو اُس نے خود دھوکہ کھایا یا عمداً لوگوں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے کیونکہ ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ جو کچھ خدا تعالیٰ نے اپنی وحی کے ذریعہ سے میرے پر ظاہر کیا ہے وہ سعد اللہ کی موجودہ حالت کی نسبت بیان نہیں اور ہر ایک کو معلوم ہے کہ پیشگوئی کے وقت میں سعد اللہ کا لڑکا بعمر پندرہ سال یا چودہ سال موجود تھا اور باوجود لڑکے کے موجود ہونیکے خدا تعالیٰ نے اپنی پیشگوئی میں اس کا نام اَبتر رکھا تھا اور فرمایا تھا کہ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَر یعنی خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تیرا بدگو ہی ابتر ہوگا نہ کہ تو۔ چونکہ سعد اللہ اپنی تحریروں میں بار بار میری نسبت یہ ظاہر کرتا تھا کہ یہ شخص مفتری ہی جلد تباہ ہو جائیگا اور کچھ بھی اس کا باقی نہیں رہیگا۔ پس خدا تعالیٰ نے اس کے ان الفاظ کے مقابل پر جو محض شوخی اور شرارت سے بھرے ہوئے تھے یہ فرمایا کہ آخر کار وہ خود تباہ ہو جائیگا اور کچھ بھی اُس کا باقی نہیں رہیگا۔ پس پیشگوئی کے معنی پیشگوئی کو مدنظر رکھ کر کرنے چاہئیں۔ پیشگوئی نے موجودہ لڑکے کو کالعدم قرار دیکر قطع نسل کا وعدہ دیا ہے اور یہ اشارہ کیا کہ اس لڑکے کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ پس اسجگہ قاموس وغیرہ کا ابتر کے معنی کے بارے میں حوالہ دینا صرف

بیہودہ گوئی اور حماقت ہے۔ اس مقدمہ کی یہ صورت تو نہیں ہے کہ پیشگوئی کے بعد لڑکا پیدا ہو گیا بلکہ وہ لڑکا جواب موجود ہے پیشگوئی کے وقت میں پندرہ یا چودہ برس کا تھا اور اب تیس ۳۰ یا انتیس ۲۹ برس کا ہوگا۔ پس جبکہ پیشگوئی کے زمانہ میں یہ لڑکا موجود تھا تو ایک عقلمند صاف سمجھ سکتا ہے کہ اس پیشگوئی کا یہ مطلب ہے کہ یہ لڑکا کالعدم ہے اور اسکے بعد نسل کا خاتمہ ہے اور یہی خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے تفہیم ہوئی تھی۔ ملہم سے زیادہ کوئی الہام کے معنی نہیں سمجھ سکتا اور نہ کسی کا حق ہے جو اُسکے مخالف کہے۔ پس جبکہ خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی کے یہ معنی کھولے کہ یہ لڑکا کالعدم ہے اور اسکے بعد سعد اللہ کی نسل نہیں چلیگی اور اُسی پر سعد اللہ کی نسل کا خاتمہ ہو جائیگا تو پھر کیسی ہٹ دھرمی ہے کہ یہ کہنا کہ سعد اللہ اپنی موت کے بعد لڑکا چھوڑ گیا۔

اے نادان! یہ لڑکا تو پیشگوئی کے وقت موجود تھا اور محاورات عرب کے بالاستقصاء دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ اَبتر کے لفظ میں یہ شرط نہیں ہے کہ کوئی شخص صاحب اولاد اس حالت میں مرے کہ جب اسکی زندگی میں اسکی اولاد فوت ہو جائے بلکہ نسل کی جڑھ کٹ جانا شرط ہے۔ جیسا کہ بتر کے معنی لغت عرب میں یہ لکھے ہیں کہ البتر استیصال الشئ قطعًا یعنی بتر کہتے ہیں کسی چیز کو جڑھ سے کاٹ دینے کو۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ پیشگوئی آئندہ نسل کیلئے تھی یعنی یہ کہ موجودہ لڑکے سے آیندہ نسل نہیں چلے گی جیسا کہ ہم آئندہ تصریح سے بیان کرینگے۔ پس جس شخص کی فطرت میں ایک ذرہ عقل اور حیا ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا کسی کی نسبت یہ پیشگوئی کرنا کہ فلاں شخص منقطع النسل ہو جائیگا۔ اس پیشگوئی کیلئے یہ ضروری نہیں کہ اس کی زندگی میں ہی وہ تمام نسل مر جائے کیونکہ اگر یہی شرط ہو تو پھر ایسی صورت میں ایسی قطع نسل کا کیا نام رکھنا چاہیئے کہ ایک انسان ایک یا دو ولد چھوڑ کر مر جائے اور بعد اسکے کسی وقت وہ لڑکے بھی مر جائیں اور کچھ نسل باقی نہ رہے کیا عرب کے محاورات میں بجز اَبتر کے لفظ کے ایسی صورت میں کوئی اور لفظ بھی موجود ہے اور کیا یہ کہنا جائز ہوگا کہ ایسا شخص منقطع النسل نہیں اور لفظ استیصال الشئ قطعًا اسپر لازم نہیں آتا پس ظاہر ہے کہ ایسا خیال حماقت اور دیوانگی ہے۔ اور زبان عرب میں اس قسم کے قطع نسل کے لئے

بجز لفظ ابتر کے اور کوئی لفظ مقرر نہیں۔ اہل عرب اُس شخص کو بہرحال ابتر ہی کہتے ہیں جسکی اولاد اسکی زندگی میں یا بعد اس کے اپنی موت کی وجہ سے اس کو لاولد کے نام سے موسوم کرے بلکہ ہر ایک ملک میں ایسے شخص کا نام بہرحال ابتر ہی ہے جس کی نسل باقی نہ رہے اور منقطع النسل کرکے پکارا جائے۔ اور ائمہ لغت عرب میں سے کسی نے یہ بیان نہیں کیا کہ ابتر ہونے کیلئے لازمی طور پر یہ شرط ہے کہ ایک شخص کے اولاد ہو کر اسکی زندگی میں ہی مرجائے اور اگر کسی کی اولاد اسکی زندگی میں فوت نہ ہو مگر اس کے مرنے کے بعد فوت ہو کر قطع نسل کردے تو کیا عرب کی زبان میں ایسے شخص کو کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں بلکہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس لفظ کے اصل مادہ میں بہت وسعت ہے کیونکہ عربی میں ابتر صرف جڑھ کاٹ دینے کو کہتے ہیں۔

واضح ہو کہ عرب کی زبان میں ابتر کا لفظ ایک وسیع لفظ ہے۔ **لسان العرب** میں لکھا ہے:۔ البتر استیصال الشئ قطعًا۔ البتر قطع الذنب ونحوہ۔ الابتر المقطوع الذنب۔ والابتر من الحیّات الذی یقال لہ الشیطان۔ لا تبصرہ حامل الا اسقطت۔ وفی الحدیث کل امرٍ ذی بالٍ لا یبدء فیہ بحمد اللہ فھو ابتر۔ والابتر الذی لا عقب لہ وبہ فسّر قولہ تعالیٰ انّ شانئک ھو الابتر نزلت فی العاص ابن وائل وکان دخل علی النبی صلے اللّٰہ علیہ وسلم وھو جالس فقال ھذا الابتر ای ھذا الذی لا عقب لہ فقال اللّٰہ جلّ ثناءہ انّ شانئک یا محمد ھو الابتر ای المنقطع العقب جائز ان یکون ھو المنقطع عنہ کل خیرٍ۔

وفی حدیث ابن عباس قال لما قدم ابن الاشرف مکۃ۔ قالت لہ قریش انت خیر اھل المدینۃ وسیّدھم قال نعم قالوا الا ترٰی ھذا الصنیبر الابیتر عن قومہ یزعم انّہ خیر منا ونحن اھل الحجیج واھل السّدانۃ واھل السقایۃ قال انتم خیر منہ۔ فانزلت انّ شانئک ھو الابتر۔

والابتر المعدم۔ والابتر الخاسر والابتر ھو الذی لا عروۃ لہ من المزاد

والکٹر۔ ترجمہ ۔ بتر کہتے ہیں ایک چیز کا جڑ سے کاٹ دینا۔ دوسرے معنی بتر کے یہ ہیں کہ دم وغیرہ کو کاٹ دینا (۱) ابتر اس کو کہتے ہیں جسکی دُم کاٹی گئی ہو (۲) سانپوں کی اقسام میں سے ایک قسم کے سانپوں کا نام ابتر ہے اس قسم کے سانپ کو شیطان کہتے ہیں اگر حاملہ عورت اسکو دیکھے تو اس کا حمل ساقط ہو جاتا ہے (۳) اور حدیث میں ہے کہ ہر ایک امر شاندار جسکو حمد الٰہی سے شروع نہ کیا جاوے وہ ابتر ہے (۴) اور ابتر اسکو بھی کہتے ہیں جو عقب نہ رکھتا ہو یعنی اس کا کوئی بیٹا یا بیٹے کا بیٹا نہ ہو۔ لسان العرب میں لکھا گیا ہے کہ عقب ولد کو بھی کہتے ہیں اور ولد اولد کو بھی کہتے ہیں۔ پس ان معنوں کی رُو سے جس کا بیٹا نہیں وہ بھی ابتر ہے اور جس کے بیٹے کے آگے بیٹا نہیں وہ بھی ابتر ہے مگر جس کے کئی بیٹوں میں سے کسی بیٹے کی نسل چل جائے اس کو ابتر نہیں کہ سکتے۔ پس جو شخص مرجائے اور ایسا کوئی بچہ نہ چھوڑے اس کا نام بھی ابتر ہے۔ اور اسکے موافق خدا تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر کیگئی ہو کہ ان شانئك ھو الابتر۔ یہ آیت عاصی ابن وایل کے حق میں نازل ہوئی تھی۔ وہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ بیٹھے ہوئے تھے۔ پس عاصی بن وایل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ ابتر ہے یعنی اس کا کوئی لڑکا نہیں ہے ورنہ لڑکے کا لڑکا۔ تب خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اے محمد جو تیرا بدگو ہے وہی ابتر ہے یعنی مقدر یوں ہے کہ جس اولاد پر وہ ناز کرتا ہے آخر اسکی اولاد فنا ہو جائیگی۔ گو اُس کی زندگی میں یا بعد اس کے۔ اور سلسلہ نسل ختم ہو جائے گا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ عاصی ابن وایل اولاد رکھتا تھا کیونکہ اگر وہ ابتر یعنی بے اولاد ہوتا تو یہ غیر معقول بات تھی کہ باوجود آپ ابتر ہونیکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ابتر رکھتا۔ پس خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ پیشگوئی تھی کہ انجام کار اسکی نسل قطع ہو جائیگی۔ گو اسکی زندگی میں ہو یا بعد اسکے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہ اولاد چھوڑ کر مرگیا تھا لیکن بعد اسکے اسکی اولاد کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ کیونکہ اگر اولاد اُس کے روبرو مرتی تو ضرور اسکا ذکر کیا جاتا۔ اور باقی ترجمہ یہ ہے کہ اس جگہ ابتر کے یہ معنی بھی جائز ہیں کہ ابتر اس کو کہتے ہیں کہ ہر ایک خیر سے محروم اور بے نصیب ہو۔ اور ابن عباس کی حدیث میں ہے کہ

جب ابن اشرف مکہ میں آیا تو اُسکو قریش نے کہا کہ تو سب مدینہ والوں سے بہتر اور اُن کا سردار ہے اُس نے کہا کہ ہاں میں ایسا ہی ہوں تب قریش نے کہا کہ کیا تو نے اس شخص کی طرف نہیں دیکھا (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف) یہ ایک کمزور اور ضعیف اور گمنام شخص ہے نہ اُس کا کوئی بیٹا اور نہ کوئی بھائی اور نہ کوئی دوستوں کی جماعت اسکی ساتھ ہے بلکہ ایک فرد واحد اکیلی جان ہے اور قوم میں سے کاٹا ہوا ہے یعنی قوم نے بباعث مخالفت مذہب اپنی جماعت میں سے اسکو خارج کر دیا ہے اور فتویٰ دیدیا ہے کہ کوئی اسکے ساتھ میل ملاپ نہ کرے اور نہ کوئی اسکی ہمدردی کرے۔ اور باوجود اس بات کے کہ یہ شخص کچھ بھی عزت نہیں رکھتا اور اسکو کوئی جانتا نہیں کہ کون ہے پھر یہ گمان کرتا ہے کہ ہم سے بہتر ہے لیکن ہم ایک معزز جماعت ہیں تمام حج کرنیوالے ہم میں سے ہیں اور ہم ان کے سردار ہیں اور خانہ کعبہ کے متولی اور خادم بھی ہم ہی ہیں اور حاجیوں کو پانی پلانے کا شرف بھی ہمیں ہی حاصل ہے مگر یہ شخص تو کسی شمار میں نہیں۔ جب یہ تمام باتیں ابن الاشرف نے سنیں تو اس بدبخت نے جواب دیا کہ درحقیقت تم اس شخص سے جو پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے بہتر ہو۔ تب خدا تعالےٰ نے اُس کے حق میں اور قریش کی اس تمام جماعت کے حق میں جو ابتر کہتی تھی فرمایا کہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ یعنی ابن الاشرف نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتر کہا اور قریش کے کفار نے بھی ابتر کہا یہ خود ابتر ہیں یعنی ان کی اولاد کا سلسلہ منقطع ہو جائیگا اور ہر ایک خیر و برکت سے محروم رہیں گے۔ اس بات کو تو آجتک کوئی ثابت نہیں کر سکا کہ وہ تمام قریش کے لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتر کہتے تھے انکی زندگی میں ہی ان کے تمام لڑکے مر گئے تھے یا ان کی اولاد نہیں تھی کیونکہ اگر اُن کی اولاد نہ ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز وہ لوگ ابتر نہ کہتے۔ یہ بات کوئی عقلمند قبول نہیں کر سکتا کہ ایک شخص خود ابتر ہو کر دوسرے کو ابتر کہے پس ماننا پڑتا ہے کہ انکی اولاد موجود تھی اور یہ دوسرا امر کہ پیشگوئی کے مطابق ان لوگوں کی اولاد انکی زندگی میں ہی مر گئی تھی یہ امر بھی قرین قیاس نہیں اور عقل اسکو ہرگز باور نہیں کر سکتی۔ کیونکہ ایسا کہنے والے نہ ایک نہ دو بلکہ صدہا شریر النفس اور خبیث الطبع آدمی تھے جنکی اولاد کی ہزارہا تک نوبت پہنچی تھی پس اگر انکی زندگی میں ہی انکی تمام

اولاد مرجاتی تو ملک میں ایک کہرام مچ جاتا۔ کیونکہ معجزہ کے طور پر ہزار ہا بچوں کا مرجانا اور پھر
لاولد ہونے کی حالت میں اُن کے باپوں کا مرنا یہ ایسا معجزہ نہیں تھا جو مخفی رہ سکتا اور ضرور
تھا کہ احادیث اور تاریخوں کی کتابوں میں اُس کا ذکر ہوتا۔ پس اس سے یقینی طور پر ثابت ہوتا
ہے کہ اکثر ان کے اولاد چھوڑ کر مرگئے تھے اور بعد میں پیشگوئی کے مطابق آہستہ آہستہ انکی نسل
منقطع ہوگئی۔ پس قرآن شریف کی یہ پیشگوئی جو قریش کے کافروں کے حق میں تھی یعنی اِنّ
شانئك هو الابتر۔ یہ بعینہٖ اسی رنگ کی پیشگوئی ہے جو مَیں نے خدا تعالیٰ سے الہام
پاکر سعد اللہ لدھیانوی کے حق میں کی تھی پس اسی طرح اُس کا ظہور ہوگا جس کے کان سُننے کے
ہوں سُنے۔ بقیہ ترجمہ لسان العرب کا یہ ہے کہ ابتر مفلس کو بھی کہتے ہیں اور اُس شخص کو بھی
جو خسارہ میں ہو اور ان چیزوں کو ابتر کہتے ہیں جو مشکیزہ اور لوٹا وغیرہ ہیں سی قبضہ نہ رکھتے ہوں۔
اس تمام تحقیق سے ظاہر ہے کہ اوّل تو ابتر کا لفظ بے فرزند ہونے کے لئے مخصوص نہیں
ہے بلکہ ہر ایک بدنصیب اور نامراد جو ناکام اور زیاں کار ہے اسکو بھی ابتر کہتے ہیں جیسا کہ
سعد اللہ اپنے کاموں میں نامراد گیا اور میرے مقابل پر جو کچھ اُسکی آرزو تھی سب میں اُس کو
نامرادی نصیب ہوئی جیسا کہ ہم آگے چل کر بیان کرینگے۔ علاوہ اسکے تحقیق متذکرہ بالا کی رو سے
ثابت ہوگیا کہ ابتر ہونے کیلئے یہ ضروری نہیں کہ انسان ایسی حالت میں مرے جبکہ کوئی اسکی اولاد
نہ ہو بلکہ اگر بعد میں بھی اس کی اولاد کا سلسلہ منقطع ہو جائے اور پوتے سے آگے نہ چلے تب بھی وہ
ابتر کہلاتا ہے جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ قریش کے صدہا خبیث طبع لوگوں نے آنحضرت صلعم کا
نام ابتر رکھا تھا اور وہ لوگ صاحب اولاد تھے اور اسلامی تاریخ میں ثابت نہیں کیا گیا کہ انکے
حیات میں ہی ان کے بیٹے اور پوتے ہلاک ہوگئے تھے بلکہ بعد میں آہستہ آہستہ انکا قطع نسل ہوگیا
تھا سو وہ پیشگوئی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر ظاہر ہوئی اُس کا بھی یہی منشا تھا کہ آخرکار
سعد اللہ کی قطع نسل ہوجائیگی۔ چنانچہ اس کے علامات بھی ظاہر ہوگئے کہ باوجود اس کے کہ
پیشگوئی پر بارہ سال کے قریب مدت گذر گئی تب بھی سعد اللہ کے گھر میں پیش گوئی کے بعد

لڑکا نہ ہوا اور نہ اُس کے لڑکے کی اولاد ہوئی۔ کیا اس واقعہ سے پیشگوئی کے اثر کی کچھ بھی بُو نہیں آتی کہ پیشگوئی کے بعد تخمیناً بارہ سال تک سعد اللہ زندہ رہا اور جورو رکھتا تھا مگر پھر بھی اولاد کا ہونا ایسا رُک گیا جیسا کہ ایک سیلاب کے آگے بندھ لگایا جاتا ہے اور لڑکا جو پیشگوئی سے پہلے بعمر پندرہ سال موجود تھا وہ بھی تیس سال تک پہنچ گیا اور شادی تک نوبت نہ آئی اور سعد اللہ ایک جوان مضبوط تھا اور اس لائق تھا کہ پیشگوئی کے بعد کئی لڑکے اُسکے گھر میں پیدا ہو جاتے لیکن پیشگوئی کے بعد موت کے دن تک اس کے گھر میں کوئی زندہ رہنے والا لڑکا پیدا نہیں ہوا اور نہ اس کے لڑکے کے گھر میں کچھ اولاد ہوئی بلکہ اب تک وہ شادی سے محروم ہے اور ثابت ہو گیا ہے کہ اس کی عمر تیس برس یا اس سے زائد ہے پس پیشگوئی نے اپنی سچائی کو ظاہر کر دیا کہ پیشگوئی کے بعد خدا تعالیٰ نے سعد اللہ کے گھر میں نسل کا پیدا کرنا روک دیا۔ ہر ایک شخص جو کچھ حیا اور شرم کا مادہ اپنے اندر رکھتا ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ پیشگوئی کے ساتھ ہی آئندہ بارہ برس تک سلسلہ اولاد کا قطع ہو جانا اور اُسی حالت میں سعد اللہ کا مرجانا یہ ایسا امر نہیں ہے کہ نظر انداز کیا جائے جس حالت میں بدقسمت سعد اللہ کے ان کلمات کے بعد جو اس نے میری نسبت کہے یعنی یہ کہ گویا میں مع اپنی تمام اولاد کے ہلاک ہو جاؤنگا اور کچھ بھی میرا باقی نہیں رہیگا اور جماعت درہم برہم ہو جائیگی خدا نے اسکی نسبت یہ الہام دیا کہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَر یعنی تو ابتر نہیں ہوگا بلکہ تیرا بدگو ہی ابتر رہیگا تو اب دیکھنا چاہئے کہ اس پیشگوئی کا نتیجہ کیا ہوا۔ صاف ظاہر ہے کہ نتیجہ یہ ہوا کہ بدقسمت سعد اللہ ابتر کے لفظ کے ہر ایک معنی کی رو سے جو لغت میں کئے گئے ہیں خدا تعالیٰ کے قہر اور غضب کا مورد ہو گیا اپنے ارادہ میں خائب خاسر رہا جیسا کہ ابتر کے لفظ کے ایک یہ بھی معنی ہیں اور ابھی ہم یہ معنی بھی لکھ چکے ہیں۔ دوسرے یہ معنی بھی اُس پر صادق آئے کہ آخر کار پادریوں کا نوکر ہو کر جو دین اسلام کی توہین میں ہر وقت لگے رہتے ہیں ذلّت کی زندگی اختیار کی اور وہ خیر اور برکت جو ایک خیر مند اسلام کے حصّہ میں آتی ہے اس سے بے نصیب ہو گیا۔ یہ اس کا نتیجہ تھا کہ محض شرارت اور دنیاداری سے حق کی مخالفت پر کمربستہ تھا۔ لہٰذا اس پر یہ زجعت پڑی کہ میری اطاعت کا جوا

نہ اُٹھایا مگر پادریوں کی اطاعت کا جوا اٹھالیا۔ پس ان معنوں کے رو سے بھی وہ ابتر ٹھیرا۔ پھر جیسا کہ بیان کرچکا ہوں ان معنوں کے رو سے بھی ابتر ہوا کہ اسوقت سے جو اسکی نسبت خداتعالیٰ نے فرمایا کہ انّ شانئک ھو الابتر گویا اُسی دم سے خداتعالیٰ نے اسکی بیوی کے رحم پر مہر لگادی اور اس کو یہ الہام کھلے کھلے لفظوں میں سنایا گیا تھا کہ اب موت کے دن تک تیرے گھر میں اولاد نہ ہوگی اور نہ آگے سلسلہ اولاد کا چلے گا اور یقیناً اس نے اس الہام کو توڑنے کے لئے اولاد حاصل کرنے کی غرض سے بہت کوشش کی ہوگی مگر وہ کوشش ضائع گئی آخر نامراد مرا اور ابتر کے ہر ایک معنی اس پر صادق آگئے۔ اور دوسری طرف جو میری نسبت وہ بار بار بددعائیں کرتا تھا کہ یہ شخص مفتری ہے ہلاک ہوجائیگا اور اولاد بھی مرے گی اور جماعت متفرق ہوجائیگی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس الہام کے بعد یعنی الہام انّ شانئک ھو الابتر کے بعد تین لڑکے میرے گھر میں پیدا ہوئے اور تین لاکھ سے زیادہ جماعت ہوگئی اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور کئی عیسائی اور ہندو میری دعوت سے مسلمان ہوئے۔ پس کیا یہ نشان نہیں اور کیا یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور یہ کہنا کہ سعداللہ کے لڑکے کی عبدالرحیم کی دختر سے نسبت ہوگئی ہے اور شادی ہو جائیگی اور اولاد بھی ہوگی یہ ایک خیالی پلاؤ ہے اور محض ایک گپ ہے جو ہنسی کے لائق ہے اور اس کا جواب بھی یہی ہے کہ خدا کے وعدے ٹل نہیں سکتے۔ یہ بات تو اس وقت پیش کرنی چاہیئے کہ جب شادی ہوجائے اور اولاد بھی ہوجائے۔ بالفعل تو ایمانداری کا یہ تقاضا ہے کہ اس بات کو غور سے سوچیں کہ جیسا کہ قرآن شریف کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ انّ شانئک ھو الابتر ویسا ہی یہ پیشگوئی بھی ظہور میں آگئی جو خداتعالیٰ نے میرے ذریعہ سے ظاہر فرمائی۔ کیونکہ جیسا کہ میں بیان کرچکا ہوں اُسی روز سے جبکہ خداتعالیٰ نے اسکی نسبت مجھے یہ خبر دی کہ انّ شانئک ھو الابتر جس کو آجتک بارہ برس گذر گئے اُسی وقت سے اولاد کا دروازہ سعداللہ پر بند کیا گیا اور اسکی بددعاؤں کو اُسی کے منہ پر مار کر خداتعالیٰ نے تین لڑکے بعد اس الہام کے مجھ کو دیئے اور کروڑہا انسانوں میں مجھے عزت کے ساتھ شہرت دی اور اس قدر مالی فتوحات

٭حاشیہ۔ یہ اسی طرح کی امید ہے جیسا کہ عبدالحق غزنوی ثم امرتسری نے مباہلہ کے بعد اپنی نسبت مباہلہ کا یہ اثر ظاہر کیا تھا کہ میرا بھائی مرگیا ہے اسکی بیوی سے میں نے نکاح کیا ہے اور اس کو حمل ہوگیا ہے اور اب اس کو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ مباہلہ کا اثر سمجھا جائیگا مگر اس حمل کا انجام یہ ہوا کہ کچھ بھی پیدا نہ ہوا اور اب تک وہ باوجود گذرنے چودہ برس کی نامرادی اور ذلت کی زندگی بھگت رہا ہے۔ اور برخلاف اس کے مباہلہ کے بعد میرے گھر میں کئی لڑکے پیدا ہوئے اور کئی لاکھ انسان نے بیعت کی اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور دنیا کے کناروں تک عزت کے ساتھ میری شہرت ہوگئی۔ اور اکثر دشمن مباہلہ کے بعد مرگئے۔ اور ہزارہا نشان آسمانی میرے ہاتھ پر ظاہر ہوئے۔ منہ٭

اور آمدنی نقد اور جنس اور طرح طرح کے تحائف مجھ کو دیئے گئے کہ اگر وہ سب جمع کئے جاتے تو کئی کوٹھے اُن سے بھر سکتے تھے۔ سعد اللہ چاہتا تھا کہ میں اکیلا رہ جاؤں کوئی میرے ساتھ نہ ہو پس خدا تعالیٰ نے اس آرزو میں اس کو نامراد رکھ کر کئی لاکھ انسان میرے ساتھ کر دیا۔ اور وہ چاہتا تھا کہ لوگ میری مدد نہ کریں مگر خدا تعالیٰ نے اسکی زندگی میں ہی اس کو دکھلا دیا کہ ایک جہان میری مدد کیلئے میری طرف متوجہ ہو گیا اور خدا تعالیٰ نے وہ میری مالی مدد کی کہ صدہا برس میں کسی کی ایسی مدد نہیں ہوئی۔ اور وہ چاہتا تھا کہ مجھ کو کوئی عزت نہ ملے مگر خدا نے ہر ایک طبقہ کے ہزارہا انسانوں کی گردنیں میری طرف جھکا دیں اور وہ چاہتا تھا کہ میں اُس کی زندگی میں ہی مر جاؤں اور میری اولاد بھی مر جائے مگر خدا تعالیٰ نے میری زندگی میں اُسکو ہلاک کیا اور الہام کے دن کے بعد تین لڑکے اور مجھ کو عطا کئے۔ پس یہ موت اُس کی بڑی نامرادی اور ذلّت کے ساتھ ہوئی اور یہی پیشگوئی میں نے کی تھی جو خدا تعالیٰ کے فضل سے پوری ہو گئی۔

اور وہ پیشگوئی جس میں میں نے لکھا تھا کہ نامرادی اور ذلّت کے ساتھ میرے روبرو وہ مرے گا وہ انجام آتھم میں عربی شعروں میں ہے اور وہ یہ ہے:-

وَمِنَ اللِّئَامِ اَرٰی رُجَیْلًا فَاسِقًا	غُولًا لَعِینًا نُطْفَةَ السُّفَهَاءِ*
اور لئیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں	کہ ایک شیطان ملعون ہے سفیہوں کا نطفہ
شَکِسٌ خَبِیْثٌ مُفْسِدٌ وَمُزَوِّرٌ	نَحِسٌ یُسَمَّی السَّعْدَ فِی الْجُهَلَاءِ
بدگو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو ملمع کر کے بیان کرنیوالا	منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے
یَا لَاعِنِیْ اَنَّ الْمُهَیْمِنَ یَنْظُرُ	خَفْ قَهْرَ رَبٍّ قَادِرٍ مَوْلَائِیْ
اے مجھ کو لعنت کرنیوالے خدا تجھ کو دیکھ رہا ہے	اُس خدا کے قہر سے خوف کر جو میرا قادر آقا ہے
اِنِّیْ اَرَاکَ تَمِیْسُ بِالْخُیَلَاءِ	اَنَسِیْتَ یَوْمَ الطَّعْنَةِ النَّجْلَاءِ
میں تجھے دیکھتا ہوں کہ ناز اور تکبر کے ساتھ چلتا ہے	کیا تجھ کو وہ دن یاد نہیں آتا کہ جب تجھے طاعون خم کرنیوالے تیر سے بلاک کیا جائیگا

* میں لکھ چکا ہوں کہ یہ چند شعر اُس وقت سخت نیت سے لکھے گئے جبکہ بدقسمت سعد اللہ کی بدزبانی حد سے زیادہ گذر گئی تھی۔ منہ

لَاتَتَّبِعْ اَهْوَاءَ نَفْسِكَ شِقْوَةً ۔ يُلْقِيكَ حُبُّ النَّفْسِ فِي الْخَوْقَاءِ

اپنی نفسانی خواہشوں کا بدبختی کی وجہ سے پیرو مت بن ۔ تجھے تیرے نفس کی محبت کوئیں میں ڈالے گی

فَرَسٌ خَبِيثٌ خَفْ ذُرٰى صَهَوَاتِهٖ ۔ خَفْ اَنْ تَزِلَّكَ عَدْوُ ذِي عَدْوَاءِ

تیرا نفس ایک خبیث گھوڑا ہے اس کی پیٹھ کی بلندی سے تو خوف کر اور اس بات سے ڈر کہ نا ہموار چلنا اس کا تجھے زمین پر گرا دے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِي الْعَالَمِ ۔ شَرُّ السُّمُوْمِ عَدَاوَةُ الصُّلَحَاءِ

جو کچھ دنیا میں ہے ان سب سے بدتر زہریں ہیں ۔ اور زہروں سے بدتر صلحا کی دشمنی ہے

اٰذَيْتَنِيْ خُبْثًا فَلَسْتُ بِصَادِقٍ ۔ اِنْ لَّمْ تَمُتْ بِالْخِزْيِ يَا ابْنَ بِغَاءِ

تو نے اپنی خباثت سے مجھے بہت دکھ دیا ہے پس میں سچا نہیں ہوں گا اگر ذلّت کے ساتھ تیری موت نہ ہو۔

اَللّٰهُ يُخْزِيْ حِزْبَكُمْ وَيُعِزُّنِيْ ۔ حَتّٰى يَجِيْءَ النَّاسُ تَحْتَ لِوَائِيْ

اور صرف تیری ذلت پر کچھ حصر نہیں خدا تجھے مع تیرے گروہ کے ذلیل کریگا اور مجھے عزت دیگا۔ یہانتک کہ لوگ میرے جھنڈے کے نیچے آجائیں گے

يَا رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا بِكَرَامَةٍ ۔ يَا مَنْ يَرٰى قَلْبِيْ وَلُبَّ لِحَائِيْ

اے میرے خدا مجھ میں اور سعد اللہ میں فیصلہ کر یعنی جو کاذب ہے صادق کے روبرو اسکو ہلاک کر اے وہ علیم و خبیر جو میرے دل کو اور میرے اندر کی پوشیدہ باتوں کو دیکھ رہا ہے۔

يَا مَنْ اَرٰى اَبْوَابَهٗ مَفْتُوْحَةً ۔ لِلسَّائِلِيْنَ فَلَا تَرُدَّ دُعَائِيْ

اے میرے خدا میں تیری رحمت کے دروازے دعا کرنیوالوں کیلئے کھلے دیکھتا ہوں ۔ پس یہ جو میں نے سعد اللہ کے حق میں دعا کی ہے اسکو قبول فرما اور رد نہ کر یعنی میری زندگی میں ہی اسکو ذلت کی موت دے۔

اور جیسا کہ میں نے ان تمام اشعار کے نیچے ہر ایک شعر کا ترجمہ کر دیا ہے انکے پڑھنے سے ظاہر ہے کہ میں نے سعد اللہ سے ان اشعار میں مباہلہ کیا تھا اور جیسا کہ اس نے اپنی کتاب شہاب ثاقب میں مباہلہ کے طور پر میری موت کو اپنی زندگی میں چاہا تھا اس کے مقابل پر میں نے بھی اپنے خدا سے یہ چاہا تھا کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے صادق کی زندگی میں ہی اسکی موت ہو اور اسی بنا پر آٹھویں شعر میں میں نے یہ لکھا ہے کہ اے سعد اللہ تو نے مجھے بہت دکھ دیا ہے پس اگر تیری ذلت کے ساتھ موت نہ ہو یعنی اگر تو بموجب اس مباہلہ کے میری زندگی میں ہی نامراد رہکر مر نہ جائے تو پھر میں جھوٹا ہوں۔ اور چوتھے شعر میں صریح طور پر اشارہ بھی کر دیا گیا ہے کہ سعد اللہ

* سعد اللہ کی موت صرف ایک نشان نہیں بلکہ تین نشان ہیں (۱) اسکی موت کی نسبت میری پیشگوئی (۲) میری موت کی نسبت بطور مباہلہ اسکی پیشگوئی کہ گویا میں اسکی زندگی میں ہی مرجاؤں گا (۳) اسکی موت کی نسبت میری دعا جو قبول ہوگئی۔ منہ

نمونیا پلیگ سے مریگا کیونکہ طعنہ کا لفظ طاعون کی طرف اشارہ کرتا ہے اور نجلاء عربی زبان میں فراخ زخم کو کہتے ہیں اور نمونیا پلیگ کی بھی یہی صورت ہوتی ہے کہ پھیپھڑہ زخمی ہو کر پھٹ جاتا ہے اور اسمیں فراخ زخم ہوجاتا ہے اور عجیب تر یہ ہے کہ جس زمانہ میں یہ پیشگوئی کی گئی اُس زمانہ میں اس ملک میں طاعون کا نام ونشان نہ تھا پس یہ اس قادر علیم کے عمیق در عمیق علم کا ایک نمونہ ہے کہ اُس نے سعد اللہ کی اس قسم کی موت کی اس وقت خبر دی جبکہ یہ تمام ملک طاعون سے پاک تھا۔

اور یہ جو مذکورہ بالا اشعار میں خدا تعالیٰ نے یہ پیشگوئی فرمائی ہے کہ میری زندگی میں ہی سعد اللہ کی موت ذلت اور رسوائی کے ساتھ ہوگی یہ پیشگوئی پورے طور پر ظہور میں آگئی۔ اور نمونیا پلیگ نے چند گھنٹہ میں ہی اس کا کام تمام کر دیا۔ اور جنوری ۱۹۰۷ء کے پہلے ہی ہفتہ میں وہ اس دنیا سے گذر گیا۔ مگر اس جگہ طبعاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسی پیشگوئی کیوں کی گئی تھی۔ اور کیوں اسکی گالیوں پر صبر نہ کیا گیا اس کا جواب یہ ہے کہ اس پیشگوئی سے چار برس پہلے سعد اللہ نے میری موت کی نسبت اور تمام جماعت کے مرتد اور منتشر ہونے کی نسبت پیشگوئی اپنی کتاب شہاب ثاقب میں شائع کی تھی اور اس میں اس نے صاف طور پر لکھا تھا کہ یہ شخص کذاب اور مفتری ہے اس لئے وہ ذلت کی موت سے مریگا اور اسکی جماعت متفرق اور منتشر ہوجائیگی اور بہت گندے الفاظ کے ساتھ میری ہلاکت کی خبر دی تھی اسلئے خدا تعالیٰ کی غیرت نے جو وہ صادقوں کے لئے رکھتا ہے اُس کی پیشگوئی کو اُسی پر اُلٹا دیا بدقسمت سعد اللہ نے اپنی کتاب میں جس کا نام اُس نے رکھا ہے شہاب ثاقب بر مسیح کاذب جس کے معنی ہیں کہ اس جھوٹے مسیح پر آگ پڑیگی اور اسکو ہلاک کرے گی۔ میری نسبت یہ پیشگوئی کی تھی جو فارسی زبان میں شعر ہیں اور وہ یہ ہیں۔

اخذ یمیں وقطع وتین است بہر تو	بے رونقی وسلسلہ بانے مزوری
اکنوں باصطلاح شما نام ابتلا است	آخر بروز حشر و بایں دار خاسری

٭ طاعون بھی ایک آگ ہے جس آگ سے سعد اللہ ہلاک ہوا۔ منہ

ترجمہ - ان اشعار کا یہ ہے کہ وہ اپنی کتاب مذکور میں مجھے مخاطب کر کے لکھتا ہے کہ خدا کی طرف سے تیرے لئے مقدّر ہو چکا ہے کہ خدا تجھے پکڑیگا اور تیری رگ جان کاٹ دیگا۔ تب تیرے مرنے کے بعد یہ جھوٹا تیرا سلسلہ تباہ ہو جائیگا اور اگرچہ تم کہتے ہو کہ ابتلا بھی آیا کرتے ہیں مگر آخر تو حشر کے دن اور نیز اس دنیا میں زیاں کار اور نامراد مریگا اور پھر بعد اس کے آیت لَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا لکھ کر کہتا ہے کہ تو ہر جگہ ذلت پائیگا اور اس جہان میں اور اُس جہان میں تیرے لئے عزت نہیں۔

اس کے ان کلمات سے ظاہر ہے کہ وہ میری نسبت کیا آرزو رکھتا تھا۔ جس کو وہ ہزاروں حسرتوں کے ساتھ اپنے دل میں لے گیا یہ مقام منصفین کے بڑی غور کے لائق ہے کہ یہ دو طرفہ پیشگوئیاں مباہلہ کے طور پر تھیں یعنی اُس نے میری موت کی خبر دی تھی جسکو وہ خیال کرتا تھا جو اس کی زندگی میں ہی میری موت نہایت نامرادی سے ہوگی اور موت کیلئے وہ بہت دعائیں کرتا تھا اور اسکو یقین تھا کہ ایسا ہی ہوگا دوسری طرف اس کی پیشگوئی سے چار برس بعد مجھے خدا نے خبر دی کہ وہ میری زندگی میں ہی ذلت کی موت سے مریگا اور طاعون کی ایک قسم سے ہلاک ہوگا اور میں اپنی پیشگوئی کی تصدیق کیلئے اُس کی موت کے بارے میں دعائیں کرتا تھا آخر خدا نے مجھے سچا کیا اور وہ میری پیشگوئی کے مطابق میری زندگی میں ہی جنوری کے پہلے ہفتہ میں ہی ہلاک ہوا۔ اور جن حسرتوں اور ذلتوں کے ساتھ وہ مرگیا ان کا کون اندازہ کرسکتا ہے؟ اور یہ حسرت اور ذلت کچھ تھوڑی نہیں کہ جس کی وہ موت چاہتا تھا اور جس کیلئے وہ اپنی پیشگوئی شائع کرچکا تھا اس کو نہ صرف زندہ چھوڑ گیا بلکہ لاکھوں انسانوں کو اس کے تابع دیکھ گیا اور وہ جماعت جسکی بربادی اور تباہی کیلئے اُس نے پیشگوئی کی تھی اس کی غیر معمولی اور معجزانہ ترقی کو اُس نے بچشم خود دیکھ لیا۔ اور صرف اسی قدر نہیں بلکہ وہ یہ بھی دعائیں کرتا تھا کہ الہام انّ شانئک ھو الابتر کے برخلاف اپنی بہت سی اولاد دیکھ لیگا۔ لیکن اسکی اولاد ہو کر مرتی گئی اور یہ ایک لخراش دُکھ تھا جو اُس نے بار بار دیکھا اور الہام انّ شانئک ھو الابتر کے بعد کوئی لڑکا اُسکے گھر میں پیدا نہ ہوا اور صرف

وہ بیٹا رہا جو پیشگوئی سے پہلے پیدا ہو چکا تھا اور بڑی عمر تک پہنچ گیا اور اب تک شادی اور بیاہ کا نام تک نہیں چہ جائیکہ اولاد ہو۔ اس حسرت پر اس کے یہ اشعار کافی ہیں جو اسکی ایک مناجات میں ہیں جسکی قاضی الحاجات سُرخی ہے اور وہ یہ ہیں:۔

جگر گوشہ ہا دادی اے بے نیاز　　ولے چند زاں ہا گرفتی تو باز

دل من بنعم البدل شاد کن　　بلطف از غم و غصہ آزاد کن

ز ازواج و اولادم اے ذوالمنن　　بود ہر یکے قرۃ العین من

جگر پارہا ئے کہ رفتند پیش　　ز مہجوریٔ شاں دلم ریش ریش

ان دردناک اشعار پر نظر ڈال کر ہر ایک شخص سوچ سکتا ہے کہ اولاد نہ ہونے اور مرجانے سے کس قدر حسرتیں اس کے دل میں بھری ہوئی تھیں جن سے وہ نجات نہ پا سکا اور جیسا کہ اسکی کتاب سے ثابت ہوتا ہے سولہ برس تک اپنی کثرت اولاد کے لئے اور میری موت اور تباہی کے لئے وہ دعائیں کرتا رہا آخر جنوری ۱۹۰۷ء کے پہلے ہفتہ میں ہی اُن تمام دعاؤں سے نامراد رہکر چند گھنٹہ میں لدھیانہ میں تونیا پلیگ سے مر گیا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ میری زندگی میں اُسکی موت ہو بلکہ یہ چاہتا تھا کہ اس کی زندگی میں میری موت ہو اس بارہ میں اُس نے پیشگوئی بھی شائع کی اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ میری اولاد ہو یا میری جماعت ترقی کرے اور اپنی اولاد کی کثرت چاہتا تھا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ میرے سلسلہ کی کوئی مدد کرے۔ مگر ان تمام آرزوؤں سے نامراد رہکر اس ذلت کے ساتھ مر گیا کہ کوئی مراد اسکی پوری نہ ہوئی اور مَیں نے اسکو بار بار خبر دی تھی کہ الہام انّ شانئک ھو الابتر میں ابتر سے مراد خدا تعالےٰ کی یہی ہے کہ آیندہ اولاد کا سلسلہ اُس پر بند ہوگا اور اس کا بیٹا بھی ابتر ہی مرے گا سو اُس نے دیکھ لیا کہ باوجود اس کے کہ پیشگوئی کے وقت سے بارہ سال تک وہ زندہ رہا اور دعائیں بھی کرتا رہا۔ لیکن بجز اس لڑکے کے جو پیشگوئی کے وقت قریباً پندرہ سال کا تھا اور کوئی اولاد اُسکے گھر میں نہ ہوئی اور یہ حسرت بھی ساتھ لے گیا کہ بیٹے کی شادی نہ کر سکا پس پیشگوئی کے مطابق یہ تمام مجموعہ ذلتوں کا اس کے نصیب ہوا۔ اور اسی سعد اللہ کے بارہ میں اشتہار انعامی تین ہزار روپیہ مشتہرہ

* اب دیکھو جیسا کہ اس کی نامرادی اور حسرت اور ذلت کی موت سے پہلے اس پیشگوئی کے موافق جو مخفی طور پر ہوا تھا خدا کی ذلت اور رسوائی کی سکوت رہا جیسا کہ اس کی آخر عمر سے بارہ برس پہلے اس کی نسبت پیشگوئی [illegible] کی گئی تھی پیشگوئی کی گئی تھی ایسا ہی ظہور میں آیا [illegible] جیسے ذلت کے ساتھ تیری موت [illegible] میری زندگی [illegible] دیکھ لیا *

پانچ اکتوبر ۱۸۹۴ء کے صفحہ ۱۲ پر جو کتاب انوار الاسلام کے ساتھ ملحق ہے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر مندرجہ ذیل عبارت مَیں نے لکھی تھی اور وہ یہ ہے:۔

حق سے لڑتا رہ آخر اے مردار تو دیکھے گا کہ تیرا کیا انجام ہوگا۔ اے عدوّ اللہ تو مجھ سے نہیں خدا سے لڑ رہا ہے۔ بخدا مجھے اسی وقت ۲۹۔ ستمبر ۱۸۹۴ء کو تیری نسبت یہ الہام ہوا ہے اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَالْاَبْتَر۔ اس الہامی عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ سعد اللہ جو تجھے ابتر کہتا ہے اور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ تیرا سلسلہ اولاد اور دوسری برکات کا منقطع ہو جائیگا ایسا ہرگز نہیں ہوگا بلکہ وہ خود ابتر رہے گا۔

یاد رہے کہ یہ فقرہ کہ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَالْاَبْتَر زبان عرب میں بغیر مقابلہ کے نہیں آتا یعنی اس فقرہ کے لئے یہ ضروری ہے کہ پہلے کسی نے ابتر کہا ہو پھر اس کے مقابل پر اسکو ابتر کہا جائے پس یہ فقرہ اس بات پر شاہد ہے کہ سعد اللہ مجھے ابتر کہتا تھا اور میری نسبت چاہتا تھا کہ مَیں ہر ایک خیر و برکت سے بے نصیب رہ کر اُسکے رُوبرو فوت ہو جاؤں اور میری نسل بھی منقطع ہو جائے۔ پس جو کچھ اُس نے خدا سے میرے لئے چاہا خدا نے اُس کیلئے کر دیا۔ مَیں نے اسکے ابتر اور نامراد مرنے کیلئے سبقت نہیں کی اور نہ مَیں نے یہ چاہا کہ وہ میرے روبرو ہلاک ہو مگر جب اس نے ان باتوں میں سبقت کی اور کھُلے کھُلے طور پر اپنی کتاب شہاب ثاقب میں میری موت کی نسبت پیش گوئی شائع کی اور میرا دل دکھایا اور دُکھ دینے میں حد سے بڑھ گیا۔ تب چار برس بعد مَیں نے اُس کیلئے دعا کی تو خدا نے مجھ کو اس کی موت کی خبر دی اور نیز فرمایا کہ سعد اللہ جو تیرے ابتر رہنے کی پیشگوئی کرتا ہے وہ خود ابتر رہے گا۔ مگر مَیں تیری نسل کو قیامت تک قائم رکھوں گا اور تو برکات سے محروم نہیں ہوگا۔ اور مَیں یہانتک تجھے برکت دونگا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے اور ایک دنیا کو تیری طرف رجوع دونگا مگر سعد اللہ خیر و برکت سے بے نصیب رہکر تیری آنکھوں کے سامنے ذلّت کی موت سے مریگا سو ایسا ہی ظہور میں آیا۔ یہ ہیں خدا کی پیشگوئیاں جو ٹل نہیں سکتیں اگر یہ باتیں صرف

زبانی ہوتیں تو کون مخالف آج میری اس پیشگوئی کو مانتا۔لیکن یہ تمام باتیں آج سے بارہ برس پہلے میری کتابوں اور اشتہاروں میں شائع ہو چکی ہیں جن سے مخالف کو گریز کی جگہ نہیں مگر وہی جو حیا اور شرم کو چھوڑ کر ابوجہل کی طرح روز روشن کو رات کہتا ہے اور آفتاب کو جو چمک رہا ہے بے نور قرار دیتا ہے۔ ایسا ہی اگر سعد اللہ میری موت اور ذلت اور تیز میری جماعت کے تباہ ہونیکی نسبت اپنی کتاب شہاب ثاقب میں پیشگوئی شائع نہ کرتا تو اس وقت میری بات کون مان سکتا تھا مگر خدا کا شکر ہے کہ دونوں طرف سے مباہلہ کے رنگ میں پیشگوئیاں شائع ہوگئیں اور روز روشن کی طرح کھل گیا کہ آخر کس کے حق میں خدا تعالیٰ نے فیصلہ کیا۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ اگرچہ سعد اللہ کی نسبت میری کتابوں میں بعض سخت لفظ پاؤ گے اور تعجب کرو گے کہ اسقدر سختی اُس کی نسبت کیوں اختیار کی گئی۔ مگر یہ تعجب اسوقت فی الفور دور ہو جاویگا جب اس کی گندی نظم اور نثر کو دیکھو گے وہ بدقسمت اسقدر گندہ زبانی اور دشنام دہی میں بڑھ گیا تھا کہ مجھے ہرگز اُمید نہیں کہ ابوجہل نے آنحضرت صلعم کی نسبت یہ بدزبانی کی ہو بلکہ میں یقیناً کہتا ہوں کہ جسقدر خدا کے نبی دنیا میں آئے ہیں اُن سب کے مقابل پر کوئی ایسا گندہ زبان دشمن ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ سعد اللہ تھا اس نے مخالفت اور عناد کے کسی پہلو میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا تھا اور چوہڑوں اور چماروں کو بھی وہ گندہ طریق گالیوں کا یاد نہیں ہوگا جو اُس کو یاد تھا۔ سخت سے سخت الفاظ اور ناپاک سے ناپاک گالیاں اس شدت اور بیحیائی سے اُس کے منہ سے نکلتی تھیں کہ جبتک کوئی شخص اپنی ماں کے پیٹ سے ہی بدطینت پیدا نہ ہو ایسی فطرت کا انسان نہیں ہو سکتا ایسے انسانوں سے سانپوں کے بچے بھی اچھے ہوتے ہیں۔ میں نے اُس کی بدزبانی پر بہت صبر کیا اور اپنے تئیں روکا کیا لیکن جب وہ حد سے گذر گیا اور اسکے اندرونی گند کا پُل ٹوٹ گیا تب میں نے نیک نیتی سے اُسکے حق میں وہ الفاظ استعمال کئے جو محل پر چسپاں تھے اگرچہ وہ الفاظ جیسا کہ مذکورہ بالا الفاظ میں مندرج ہیں بظاہر کسی قدر سخت ہیں مگر وہ دشنام دہی کی قسم میں سے نہیں ہیں بلکہ واقعات کے مطابق ہیں اور عین ضرورت کے وقت لکھے گئے ہیں۔ ہر ایک

نبی حلیم تھا مگر ان سب کو واقعات کے متعلق ایسے الفاظ اپنے دشمنوں کی نسبت استعمال کرنے پڑے ہیں چنانچہ انجیل میں کس قدر نرم تعلیم کا دعویٰ کیا گیا ہے تاہم انہیں انجیلوں میں فقیہوں فریسیوں اور یہودیوں کے علماء کی نسبت یہ الفاظ بھی موجود ہیں کہ وہ مکار ہیں فریبی ہیں مفسد ہیں سانپوں کے بچے ہیں بھیڑیئے ہیں اور ناپاک طبع اور خراب اندرون ہیں اور کنجریاں ان سے پہلے بہشت میں جائینگی۔ ایسا ہی قرآن شریف میں زنیم وغیرہ الفاظ موجود ہیں پس اس سے ظاہر ہے کہ جو لفظ محل پر چسپاں ہو وہ دشنام دہی میں داخل نہیں اور کسی نبی نے سخت گوئی میں سبقت نہیں کی بلکہ جس وقت بدطینت کافروں کی بدگوئی انتہا تک پہنچ گئی تب خدا کے اذن سے یا اُس کی وحی سے وہ الفاظ انہوں نے استعمال کئے۔

ایسا ہی تمام مخالفوں کی نسبت میرا یہی دستور رہا ہے کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ مَیں نے کسی مخالف کی نسبت اسکی بدگوئی سے پہلے خود بدزبانی میں سبقت کی ہو مولوی محمد حسین بٹالوی نے جب جرأت کے ساتھ زبان کھول کر میرا نام دجال رکھا اور میرے پر فتویٰ کفر لکھوا کر سدہا پنجاب و ہندوستان کے مولویوں سے مجھے گالیاں دلوائیں اور مجھے یہود و نصاریٰ سے بدتر قرار دیا اور میرا نام کذاب۔ مفسد۔ دجال۔ مفتری۔ مکار۔ ٹھگ۔ فاسق۔ فاجر۔ خائن رکھا تب خدا نے میرے دل میں ڈالا کہ صحت نیت کے ساتھ ان تحریروں کی مدافعت کروں۔ مَیں نفسانی جوش سے کسی کا دشمن نہیں اور مَیں چاہتا ہوں کہ ہر ایک سے بھلائی کروں مگر جب کوئی حد سے بڑھ جائے تو مَیں کیا کروں۔ میرا انصاف خدا کے پاس ہے ان سب مولوی لوگوں نے مجھے دُکھ دیا اور حد سے زیادہ دُکھ دیا اور ہر ایک بات میں ہنسی اور ٹھٹھا کا نشانہ بنایا پس مَیں بجز اس کے کیا کہوں کہ یَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ۔

یاد رہے کہ سعد اللہ میرے مقابلہ پر دو دفعہ مباہلہ کا نشانہ ہو چکا ہے پہلے تو انہیں عربی شعروں میں جو انجام آتھم میں مَیں لکھ چکا ہوں مباہلہ کے طور پر مَیں نے دعا کی ہے کہ خدا جھوٹے کو ہلاک کرے

چنانچہ اُن مباہلوں کے شعروں میں سے ایک شعر یہ ہے

يَا رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا بِكَرَامَةٍ	يَا مَنْ يَرَى قَلْبِي وَلُبَّ لِحَائِي
یعنی اے خدا تو مجھ میں اور سعد اللہ میں فیصلہ کر	تو میرے دل کی حالت کو جانتا ہے

اور پھر سعد اللہ کی نسبت دوسرا شعر یہ ہے

آذَيْتَنِي خُبْثًا فَلَسْتُ بِصَادِقٍ	إِنْ لَمْ تَمُتْ بِالْخِزْيِ يَا ابْنَ بِغَاءِ

یعنی تو نے اے سعد اللہ خباثت کی راہ سے مجھے دکھ دیا ہے پس مَیں جھوٹا ہونگا اگر میرے سامنے ذلّت کے ساتھ تیری موت نہ ہو

پھر دوسری دفعہ جو مَیں نے سعد اللہ کو مباہلہ کا نشانہ بنایا اُسکا ذکر میری کتاب انجام آتھم کے صفحہ ۶۷ میں ہے اور اس دعوتِ مباہلہ میں کئی مولوی اور شامل ہیں جن کے ناموں کی فہرست انجام آتھم کے صفحہ ۶۹ سے صفحہ ۷۲ تک کتاب مذکورہ میں درج ہے اور دعوت مباہلہ میں تمہیدی عبارت صفحہ ۶۷- انجام آتھم پر یہ ہے۔

"گواہ رہ اے زمین! اور اے آسمان کہ خدا کی لعنت اُس شخص پر کہ اس رسالہ کے پہنچنے کے بعد نہ مباہلہ کیلئے حاضر ہو اور نہ تکفیر اور توہین کو چھوڑے اور نہ ٹھٹھا کرنیوالوں کی مجلسوں سے الگ رہے اور اے مومنو! برائے خدا تم سب کہو کہ آمین"۔ اور کتاب انجام آتھم جسمیں سخت معاند لوگوں کو مباہلہ کیلئے بلایا گیا ہے اور ایسے لوگوں کی اسمیں فہرست لکھی گئی ہے اس فہرست کے صفحہ ۷۰ کی پہلی سطر کو ہی دیکھو کہ پہلی سطر کے سر پر ہی اس بدقسمت سعد اللہ کا نام درج ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ سعد اللہ نو مسلم مدرس لودھیانہ

اس مباہلہ پر آج کے دن تک بارہ برس اور تین مہینے اور کئی دن گذر چکے ہیں پھر اسکے بعد اکثر لوگوں نے زبان بند کرلی اور جو بدزبانی سے باز نہ آئے اُن میں سے بہت کم ہوں گے جنہوں نے موت کا مزہ نہ چکھا۔ یا کسی ذلّت میں گرفتار نہ ہوئے۔ چنانچہ نذیر حسین دہلوی جو ان سب کا سرغنہ تھا جو دعوت مباہلہ میں اوّل المدعوین ہے اپنے لائق بیٹے کی موت دیکھکر ابتر ہونیکی حالت میں دنیا سے گذر گیا۔ رشید احمد گنگوہی جس کا نام دعوت مباہلہ کے صفحہ ۶۹ میں درج ہے مباہلہ کی دعوت اور بددعا کے بعد اندھا ہو گیا

اور پھر سانپ کے کاٹنے سے مرگیا اور مولوی عبد العزیز لدھیانوی اور مولوی محمد لدھیانوی جن کا ذکر بھی اسی صفحہ ۶۹ میں ہے بعد دعوت مباہلہ اس دنیا کو چھوڑ گئے۔ اور ایسا ہی مولوی غلام رسول عرف رُسل بابا جس کا ذکر دعوت مباہلہ کے صفحہ ۷۰ میں ہے بعد دعوت مباہلہ اور بد دعا مذکورہ بالا کے بمقام امرتسر طاعون سے مرگیا۔ ایسا ہی مولوی غلام دستگیر قصوری جس کا ذکر اسی کتاب انجام آتھم کے صفحہ ۷۰ میں ہے اور جس نے خود بھی اپنا مباہلہ اپنی کتاب فیض رحمانی میں شائع کیا تھا وہ کتاب کی تالیف سے ایک ماہ بعد مرگیا۔ اور اس کی موت کا یہی سبب نہیں کہ میں نے انجام آتھم کے صفحہ ۷۰ میں یعنی اُس کی سترھویں سطر میں اس پر اور دوسرے مخالفوں پر جو شرارتوں سے باز نہ آویں اور نہ مباہلہ کریں بد دعا کی تھی اور اُن پر خدا کا عذاب چاہا تھا بلکہ اس کا اپنا مباہلہ بھی اس کی موت کا سبب ہوگیا کیونکہ اُس نے میرا اور اپنا ذکر کرکے خدا تعالیٰ سے ظالم کی بیخکنی ہونی چاہی تھی سو اس کے چند روز ہی کے بعد اسکی بیخکنی ہوگئی۔ اور اسی صفحہ ۷۰ میں مولوی اصغر علی کا نام درج ہے وہ بھی اس وقت تک بدگوئی سے باز نہ آیا جبتک خدا تعالیٰ کے قہر سے ایک آنکھ اسکی نکل گئی۔ ایسا ہی اس مباہلہ کی فہرست میں مولوی عبد المجید دہلوی کا ذکر ہے جو فروری ۱۹۰۷ء میں بمقام دہلی ہیضہ سے گذر گیا* ایسا ہی اور بہت سے لوگ تھے جو علماء یا سجادہ نشین کہلاتے تھے اور بعد اس دعوت مباہلہ کے بدگوئی اور بدزبانی سے باز نہیں آئے تھے اسلئے خدا تعالیٰ نے بعض کو تو موت کا پیالہ پلا دیا اور بعض طرح طرح کی ذلتوں میں گرفتار ہوگئے اور بعض اس قدر دنیا کے مکر اور فریب اور دنیا طلبی کے گندے شغل میں گرفتار ہوئے کہ حلاوت ایمان ان سے چھین لی گئی ایک بھی اس بد دعا کے اثر سے محفوظ نہ رہا۔ چونکہ سعد اللہ اپنی بدزبانی میں سب سے زیادہ بڑھ گیا تھا اسلئے نہ صرف اسکو نامرادی کی موت پیش آئی بلکہ ہر ایک ذلت سے اس کو حصہ ملا اور تمام عمر نوکری کرکے پھر بھی اس کا پیٹ نہ بھرا۔ آخر موت کے قریب آکر عیسائیوں کے مدرسہ میں نوکری اختیار کی اور علاوہ ان تمام ذلتوں کے جو اسکو نصیب ہوئیں یہ آخری ذلت بھی اسکو دیکھنی پڑی کہ پادریوں کا فرقہ جو دین اسلام کا دشمن ہے جن کے مدارس میں خلاف اسلام

* عبد المجید جب میں پہلے دہلی گیا تھا خود میرے مکان پر آیا تھا اور کہتا تھا کہ یہ امام شیطانی ہیں اور مسیلمہ کذاب ہے مجھے تنبیہ دی اور کہا کہ اگر توبہ نہ کرو تو تقول اور افترا کا نتیجہ بھگتو گے۔ میں نے کہا کہ اگر میں مفتری ہوں تو میں افترا کی سزا پاؤں گا ورنہ جو شخص مجھے مفتری کہتا ہے وہ مواخذہ سے بچ نہیں سکتا آخر عبد المجید میری زندگی میں ہی اپنے اس بانی مباہلہ کے بعد مرگیا اور ان ایام میں اُس نے میرے مقابل پر میری تکذیب کے بارے میں سخت الفاظ کے ساتھ ایک اشتہار بھی شائع کیا تھا اور شاید پیسہ پیسہ پر فروخت کیا تھا۔ منہ

وعظ کرنا ایک شرط ہے اور ہر روز یا ہر ایک ساتویں دن حضرت عیسٰیؑ کی خدائی کے بارے میں مدرسہ میں گمراہ کرنیوالی باتیں سنانا ان کا طریق ہے اس نے گوارا کر لیا کہ انکی چاکری اختیار کرے اور چونکہ عربی زبان میں ابتر مُعْدَم کو بھی کہتے ہیں یعنی ایسے مفلس کو جو سب اندوختہ کھو بیٹھے اس قسم کے ابتر ہونیکا مصداق بھی اپنے تئیں ثابت کر دیا کیونکہ اگر مالی برکت اس کو حاصل ہوتی تو وہ اپنے آخری دنوں میں پادریوں کے دروازہ پر گداگری اختیار نہ کرتا جو لوگ اپنے کالجوں اور سکولوں میں لازمی طور پر خلاف اسلام تعلیم دیتے ہیں کسی سچے مسلمان کا طریق نہیں کہ انکی نوکری اختیار کرے۔

افسوس کہ یہ شخص سعد اللہ نام جو فوت ہو گیا ہے وہ بعض میری تقریری مباحثات بھی سُن چکا تھا اور اس کو میری کتابیں دیکھنے کا بھی بہت موقعہ ملا تھا۔ مگر تعصّب اور بغض ایک ایسی بلا ہے کہ وہ اُن سے کچھ فائدہ اُٹھا نہ سکا۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کا وفات پانا کوئی مشتبہ امر نہ تھا خدا تعالیٰ قرآن شریف میں بیان کر چکا اور اُس کا رسول معراج کی رات میں وفات یافتہ نبیوں میں اسکو دیکھ چکا تھا دوسری طرف قرآن اور حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ سب خلیفے اسلام کے اسی اُمت میں سے آئیں گے بلکہ حدیثوں میں یہ بھی آچکا ہے کہ نازل ہونیوالا عیسٰیؑ اسی اُمت میں سے ہے۔ پھر بھی وہ بدقسمت سمجھ نہ سکا اور پہلی کتابوں اور احادیث صحیحہ میں بڑا نشان آخری مسیح کا یہ دیا گیا تھا کہ وہ دجال کے ظہور کے وقت آئیگا اور قرآن شریف نے ظاہر کر دیا کہ وہ دجال پادریوں کا فرقہ ہے جن کا دن رات کام تحریف و تبدیل ہے کیونکہ دجّال کے یہی معنی ہیں جو تحریف و تبدیل کر کے حق کو چھپانیوالا ہو اور اسی کی طرف سورۃ فاتحہ اشارہ کرتی ہے ایسا ہی قرآن شریف کی اس آیت سے کہ جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ثابت ہوتا ہے کہ دجال عیسائیوں کے سوا کوئی علیحدہ گروہ نہیں ہوگا کیونکہ جبکہ غلبہ اور سلطنت قیامت تک عیسائیوں کیلئے مقدر ہے یا مسلمانوں کیلئے جو حقیقی متبع ہیں تو پھر کون ایماندار یہ گمان کر سکتا ہے کہ ایک اور شخص جو حضرت عیسٰیؑ کا مخالف ہے اور ان کو نبی نہیں جانتا تمام زمین پر اپنا تسلط جمالے گا

٭ دجال کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ جو شخص دھوکہ دینے والا اور گمراہ کرنیوالا اور خدا کے کلام کی تحریف کرنیوالا ہو اسی کو دجال کہتے ہیں سو ظاہر ہے کہ پادری لوگ [illegible] سب سے بڑھکر [illegible] دجل اور فریب اور مکر و حیلہ سے لوگوں کو [illegible] انسان کو خدا بنانے کیلئے کروڑہا روپیہ خرچ کر رہے ہیں اور دور دراز ملکوں میں کتابیں شائع کر رہے ہیں اور اسی غرض سے [illegible] [illegible] دجال اکبر ہیں اور خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق وہ دوسرے کسی دجال کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں چھوڑتے کیونکہ صاف لکھا ہے کہ دجال اگر ہوگا تو [illegible] ..... ہوگا وہ قوم تمام دنیا میں سلطنت کریگی اور قیامت تک ان کی طاقت اور قوت رہیگی پھر جبکہ یہ حال ہو تو کونسی زمین باقی رہی جس میں ہمارے مخالفوں کا فرضی دجال ظہور کرے گا۔ منہ

ایسا خیال تو نص صریح قرآن شریف کے مخالف ہے۔ ایسا ہی گرجا والی حدیث جو صحیح مسلم میں ہے یعنی یہ کہ گرجا میں سے دجال نکلیگا اس آیت ممدوحہ کی مؤید ہے اور واقعات بھی یہی ظاہر کرتے ہیں کیونکہ جس عظیم الشان فتنہ کی خبر دی گئی تھی آخر کار وہ پادریوں کے ہاتھ سے ظہور پذیر ہوا۔ انسان کی عقلمندی کی یہ بھی ایک علامت ہے کہ واقعات پر بھی نظر کرے اور سوچ کر دیکھے کہ آثار اور علامات جو پیدا ہوئے ہیں وہ کس پہلو کی تائید کرتے ہیں۔ خدا تعالےٰ نے اس دنیا کو ایک دن مقرر کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو عصر کے وقت سے تشبیہ دی ہے۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ کا زمانہ عصر ہوا تو پھر اب تیرہ سو چوبیس برس کے بعد اس زمانہ کا کیا نام رکھنا چاہیے کیا یہ وقت قریب غروب نہیں اور پھر جب قریب غروب ہوا تو مسیح کے نازل ہونیکا اگر یہ وقت نہیں تو پھر اس کے بعد تو کوئی وقت نہیں۔

اسی طرح احادیث صحیحہ میں جو بعض ان کی صحیح بخاری میں پائی جاتی ہیں آنحضرت صلعم کے زمانہ کو عصر سے تشبیہ دی ہے۔ پس اس سے ماننا پڑتا ہے کہ ہمارا زمانہ قیامت کے قرب کا زمانہ ہے اور پھر دوسری حدیثوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عمر دنیا کی سات ہزار سال ہے۔ اور قرآن شریف کی اس آیت سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ۔ یعنی ایک دن خدا کے نزدیک تمہارے ہزار سال کے برابر ہے۔ پس جبکہ خدا تعالیٰ کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ دن سات ہیں پس اس سے یہ اشارہ نکلتا ہے کہ انسانی نسل کی عمر سات ہزار سال ہے جیسا کہ خدا نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ سورۃ العصر کے عدد جس قدر حساب جمل کی رُو سے معلوم ہوتے ہیں اسی قدر زمانہ نسل انسان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک تک بحساب قمری گذر چکا تھا کیونکہ خدا نے حساب قمری رکھا ہے اور اس حساب سے ہماری اس وقت تک نسل انسان کی عمر چھ ہزار برس تک ختم ہو چکی ہے اور اب ہم ساتویں ہزار میں ہیں اور یہ ضرور تھا کہ مثیل آدم جس کو دوسرے لفظوں میں مسیح موعود کہتے ہیں چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہو جو جمعہ کے دن کے قائم مقام

ہے جس میں آدم پیدا ہوا۔ اور ایسا ہی خدا نے مجھے پیدا کیا پس اس کے مطابق چھٹے ہزار میں میری پیدائش ہوئی۔ اور یہ عجیب اتفاق ہوا کہ میں معمولی دنوں کی رو سے بھی جمعہ کے دن پیدا ہوا تھا اور جیسا کہ آدم نر اور مادہ پیدا ہوئے تھے میں بھی توام کی شکل پر پیدا ہوا تھا ایک میرے ساتھ لڑکی تھی جو پہلے پیدا ہوئی اور بعد میں اس کے میں پیدا ہوا۔ یہ تو وہ امور ہیں جو میری سوانح پر نظر کر کے طالب حق کو دلائل واضحہ دیتے ہیں۔ مگر سوائے اسکے ہزارہا اور نشان ہیں جن میں سے بطور نمونہ ہم کچھ لکھ چکے ہیں۔

یاد رہے کہ میرے نشانوں کو سُن کر مولوی ثناء اللہ صاحب کی عادت ہے کہ ابوجہلی مادہ کے جوش سے انکار کیلئے کچھ حیلے پیش کیا کرتے ہیں چنانچہ اس جگہ بھی انہوں نے یہی عادت دکھلائی اور محض افترا کے طور پر اپنے پرچہ اہل حدیث ۱۔ فروری ۱۹۰۶ء میں میری نسبت یہ لکھ دیا ہے کہ مولوی عبد الکریم کے صحت یاب ہونیکی نسبت جو انکو الہام ہوا تھا کہ وہ ضرور صحتیاب ہو جائیگا مگر آخر وہ فوت ہو گیا۔ اس افترا کا ہم کیا جواب دیں بجز اسکے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ مولوی ثناء اللہ صاحب ہمیں بتاویں کہ اگر مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کے صحتیاب ہونے کی نسبت الہام مذکورہ بالا ہو چکا ہے تو پھر یہ الہامات مندرجہ ذیل جو پرچہ اخبار بدر اور الحکم میں شائع ہو چکے ہیں کس کی نسبت تھے یعنی **کفن میں لپیٹا گیا۔ ۴۷ سال کی عمر انا للہ و انا الیہ راجعون اس نے اچھا ہونا ہی نہیں تھا۔ ان المنایا لا تطیش سہامہا۔** یعنی موتوں کے تیر ٹل نہیں سکتے۔

واضح ہو کہ یہ سب الہام مولوی عبد الکریم صاحب کی نسبت تھے۔ ہاں ایک خواب میں ان کو دیکھا تھا کہ گویا وہ صحت یاب ہیں مگر خوابیں تعبیر طلب ہوتی ہیں اور تعبیر کی کتابوں کو دیکھ لو۔ خوابوں کی تعبیر میں کبھی موت سے مراد صحت اور کبھی صحت سے مراد موت ہوتی ہے اور کئی مرتبہ خواب میں ایک شخص کی موت دیکھی جاتی ہے اور اسکی تعبیر زیادت عمر ہوتی ہے۔ یہ ہے حال ان مولویوں کا جو بڑے دیانتدار کہلاتے ہیں۔ جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی بُرا

کام نہیں ایسے جھوٹ کو خدا نے رجس کے ساتھ مشابہت دی ہے مگر یہ لوگ رجس سے پرہیز نہیں کرتے۔ ہم نے اس قدر وضاحت سے سعد اللہ کا مرنا پیشگوئی کے مطابق ثابت کر کے لکھا ہے مگر کیا مولوی ثناء اللہ صاحب مان لیں گے؟ نہیں بلکہ کوشش کرینگے کہ کسی طرح ردّ کریں ان لوگوں کا خدا تعالیٰ سے جنگ ہے۔ نہیں دیکھتے کہ اگر یہ منصوبہ انسان کا ہوتا تو یہ برکات اسکے شامل حال نہ ہوتیں کیا کوئی ایماندار خدائے عزّوجلّ کی نسبت ان افعال کو منسوب کر سکتا ہے کہ ایک شخص کو وہ دعویٰ الہام کے بعد تیس تیس برس کی مہلت دے اور دن بدن اس کے سلسلہ کو ترقی بخشے اور ایسے وقت میں جبکہ اسکے ساتھ ایک آدمی بھی نہیں تھا یہ بشارت اُسکو دی کہ لاکھوں انسان تیرے سلسلہ میں داخل کئے جائیں گے اور کئی لاکھ روپیہ اور طرح طرح کے تحائف لوگ تجھ کو دینگے اور دور دور سے ہزارہا لوگ تیرے پاس آئینگے یہانتک کہ وہ راہ گہرے ہو جائینگے اور انمیں گڑھے پڑ جائینگے جن راہوں سے وہ آئیں گے تجھے چاہئے کہ انکی کثرت کی وجہ سے تو تھک نہ جائے اور اُن سے بداخلاقی نہ کرے خدا تجھے تمام دنیا میں شہرت دیگا اور بڑے بڑے نشان تیرے لئے دکھائیگا اور خدا تجھے نہیں چھوڑیگا جب تک وہ رُشد اور گمراہی میں فرق کر کے نہ دکھلا دے اور دشمن زور لگائیں گے اور طرح طرح کے مکر اور فریب اور منصوبے استعمال کریں گے مگر خدا انہیں نامراد رکھیگا۔ خدا ہر ایک قدم میں تیرے ساتھ ہوگا اور ہر ایک میدان میں تجھے فتح دیگا۔ اور تیرے ہاتھ پر اپنے نور کو پورا کریگا۔ دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا اور اپنی قدرت نمائی سے تجھے اٹھاؤں گا۔ میں تجھے دشمنوں کے ہر ایک حملہ سے بچاؤں گا اگرچہ لوگ تجھے نہ بچاویں۔ اگرچہ لوگ تیرے بچانے کی کچھ پروا نہ رکھیں مگر میں تجھے ضرور بچاؤں گا۔

یہ اس زمانہ کے الہام ہیں جس پر تیس برس سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے اور یہ تمام الہام براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں جن کے شائع ہونے پر اب چھبیس برس سے زیادہ عرصہ گذر گیا اور یہ وہ زمانہ تھا جس میں مجھے کوئی بھی جانتا نہ کوئی موافق تھا نہ

مخالفت کیونکہ میں اس زمانہ میں کچھ بھی چیز نہ تھا اور ایک احد من الناس اور زاویہ گمنامی میں پوشیدہ تھا پھر بعد اس کے آہستہ آہستہ ترقی ہوئی اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے تیس تیئیس برس پہلے پیشگوئی کی تھی وہ سب باتیں ظہور میں آگئیں اور اب تک کئی لاکھ انسان قادیان میں آکر سلسلہ بیعت میں داخل ہو چکا ہے اور درحقیقت اس کثرت سے لوگ بیعت کیلئے قادیان میں آئے کہ اگر مجھے یہ الہام یاد نہ ہوتا وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰهِ وَلَا تَسْئَمْ مِنَ النَّاسِ تو انکی ملاقاتوں سے تھک جاتا اور جیسا کہ شرط ہے طریق اخلاق کو بجا نہ لا سکتا مگر یہ خدا تعالیٰ کا فضل اور اسکی رحمت ہے کہ اس نے واقعات سے تیس تیئیس برس پہلے مجھ کو ان واقعات کی خبر دیدی اور ڈاکخانوں کے رجسٹروں سے تحقیق ہو سکتا ہے کہ اب تک مالی فتوحات میں کئی لاکھ روپیہ آچکا ہے اور اس سے زیادہ وہ روپیہ ہے جو لوگ خود آکر دیتے ہیں اور بعض لوگ خطوط کے ذریعہ سے نوٹ بھیج دیتے ہیں اور تخمیناً تین ہزار کے قریب اس سلسلہ کی ہر ایک مد کا ماہواری خرچ ہے جس سے ظاہر ہے کہ ان دنوں میں ماہوار آمدنی بھی اسیقدر ہے حالانکہ جس زمانہ میں ان فتوحات مالیہ کی پیشگوئی براہین احمدیہ میں شائع ہوئی تھی اس زمانہ میں کوئی شخص ایک پیسہ سالانہ بھی نہیں دیتا تھا اور نہ کوئی اُمید تھی اور اس پیشگوئی پر تیس تیئیس برس گزر گئے اور اُس زمانہ کی ہے جبکہ سال میں ایک پیسہ بھی کسی کی طرف سے نہیں آتا تھا اور نہ کوئی میری جماعت میں داخل تھا بلکہ میں اس تخم کی طرح تھا جو زمین کے اندر پوشیدہ ہو جیسا کہ براہین احمدیہ میں جس کے شائع ہونے پر چھبیس برس گذر گئے خدا تعالیٰ نے میری نسبت یہ گواہی دی ہے اور وہ یہ الہام ہے:۔ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ یعنی دعا کر کہ اے خدا مجھے اکیلا مت چھوڑ۔ اس سے ظاہر ہے کہ میں اسوقت جبکہ یہ پیشگوئی فرمائی گئی۔ اکیلا تھا۔ اور پھر دوسرا الہام براہین احمدیہ میں میری نسبت یہ ہے کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْأَهٗ یعنی میں اس بیج کی طرح تھا جو زمین میں بویا گیا اور نہ صرف یہ الہامات ہیں بلکہ اس قصبہ کے تمام لوگ اور دوسرے ہزارہا لوگ جانتے ہیں کہ اس زمانہ میں درحقیقت میں اس مردہ کی طرح تھا جو قبر میں صدہا سال سے مدفون ہو اور کوئی نہ جانتا ہو کہ یہ کس کی قبر ہے بعد اس کے خدا تعالےٰ کی

قدرت نے وہ جلوے دکھلائے کہ جو اسکی ہستی پر دلالت کرتے ہیں۔

اور پھر خدا تعالیٰ نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ صدہا دعائیں میری قبول کیں جنمیں سے نمونہ کے طور پر اس کتاب میں دیگئی ہیں۔ ہر ایک نے جو میرے پر مقدمہ کیا اسمیں میں نے ہی فتح پائی اور فتح سے پہلے مجھے خبر دیگئی کہ تیرا دشمن مغلوب ہوگا اور ہر ایک نے جو مجھ سے مباہلہ کیا آخر خدا نے یا تو اُسے ہلاک کیا اور یا ذلت اور تنگیٔ معاش کی زندگی اُس کو نصیب ہوئی یا اسکی قطع نسل کی گئی اور ہر ایک جو میری موت چاہتا رہا اور بدزبانی کی آخر وہ آپ ہی مرگیا۔ اور اتنے نشان خدا نے میری تائید میں دکھلائے کہ وہ شمار سے باہر ہیں۔ اب کوئی خدا ترس جس کے دل میں خدا کی عظمت ہے اور کوئی دانشمند جسکو کچھ حیا اور شرم ہے یہ بتلاوے کہ کیا یہ امر خدا تعالیٰ کی سنت میں داخل ہے کہ ایک شخص جسکو وہ جانتا ہے کہ مفتری ہے اور خدا تعالیٰ پر جھوٹ بولتا ہے اس سے خدا تعالیٰ یہ معاملات کرے؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جب سلسلہ انعامات کا شروع ہؤا تو اس زمانہ میں میں جوان تھا اب میں بوڑھا ہؤا اور ستر سال کے قریب عمر پہنچ گئی اور اُس زمانہ پر قریباً پینتیس سال گذر گئے مگر میرا خدا ایک دن بھی مجھ سے علیحدہ نہیں ہؤا اُس نے اپنی پیشگوئیوں کے مطابق ایک دنیا کو میری طرف جھکا دیا۔ میں مفلس نادار تھا اُس نے لاکھوں روپے مجھے عطا کئے اور ایک زمانہ دراز فتوحات مالی سے پہلے مجھے خبر دی اور ہر ایک مباہلہ میں مجھ کو فتح دی اور صدہا میری دعائیں منظور کیں اور مجھ کو وہ نعمتیں دیں کہ میں شمار نہیں کر سکتا پس کیا یہ ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ اسقدر فضل اور احسان ایک شخص پر کرے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اس پر افترا کرتا ہے جبکہ میں میرے مخالفوں کی رائے میں تیس تینتیس برس سے خدا تعالیٰ پر افترا کر رہا ہوں اور ہر روز رات کو اپنی طرف سے ایک کلام بناتا ہوں اور صبح کہتا ہوں کہ یہ خدا کا کلام ہے اور پھر اس کی پاداش میں خدا تعالیٰ کا مجھ سے یہ معاملہ ہے کہ وہ جو اپنے زعم میں مومن کہلاتے ہیں ان پر مجھے فتح دیتا ہے اور مباہلہ کے وقت میں انکو میرے مقابل پر ہلاک کرتا ہے یا ذلت کی مار سے پامال کر دیتا ہے اور اپنی پیشگوئیوں کے مطابق ایک دنیا کو میری طرف کھینچ رہا ہے اور ہزاروں نشان دکھلاتا ہے اور اسقدر ہر ایک میدان میں

اور ہر ایک پہلو سے اور ہر ایک مصیبت کے وقت میں میری مدد کرتا ہے کہ جبتک اسکی نظر میں کوئی صادق نہ ہو ایسی مدد اسکی وہ کبھی نہیں کرتا اور نہ ایسے نشان اس کیلئے ظاہر کرتا ہے۔+ پھر بھی اگر مولوی ثناء اللہ صاحب جو آج کل ٹھٹھے اور ہنسی اور توہین میں دوسرے علماء سے بڑھے ہوئے ہیں اس گندے طریق سے باز نہیں آتے تو میں بخوشی قبول کروں گا اگر وہ مجھ سے درخواست مباہلہ کریں۔ لیکن امرتسر میں یہ مباہلہ نہیں ہوگا ابھی تک مجھے وہ وقت بھولا نہیں جب میں ایک مجمع میں اسلام کی خوبیاں بیان کرنے کیلئے کھڑا ہوا تھا۔ اور ہر ایک کو معلوم ہے کہ اس وقت اس جگہ کے اہل حدیث نے میرے ساتھ کیا معاملہ کیا اور کس طرح شور کر کے اور پوری طور پر سفاہت دکھلا کر میری تقریر بند کرا دی اور جب میں سوار ہوا تو اینٹیں اور پتھر میری طرف چلائے اور حکام کی بھی کچھ پروا نہ کی۔ پس ایسی جگہ مباہلہ کیلئے موزون نہیں ہاں قادیان موزون ہے اور اسجگہ میں خود مولوی ثناء اللہ صاحب کی عزت اور جان کا ذمہ دار ہوں اور آمد و رفت کا کل خرچ جو امرتسر سے قادیان تک ہوگا میں ہی دیدونگا مگر یہ شرط ہوگی کہ دو گھنٹہ تک پہلے میں اپنی سچائی کے وجوہات اُن کو سناؤں گا۔

اور اگر وہ قادیان میں آنا گوارا نہ کریں تو اس طرح بھی مباہلہ ہو سکتا ہے کہ اس کتاب حقیقۃ الوحی میں جو کچھ میں نے اپنی سچائی ثابت کرنیکے دلائل لکھے ہیں ان کی نسبت مولوی ثناء اللہ صاحب کا امتحان مباہلہ سے پہلے کروں گا اور وہ صرف دس سوال ہونگے کہ متفرق مقامات کتاب حقیقۃ الوحی میں سے اُن سے دریافت کئے جائیں گے تا معلوم ہو کہ انہوں نے بغور تمام کتاب کو دیکھ لیا ہے پس اگر انہوں نے ان سوالوں کا جواب کتاب کے موافق دیدیا تو تحریری مباہلہ جانبین کی طرف سے شائع ہو جائیگا۔ اگر اس طریق پر وہ راضی ہوں تو میں ایک نسخہ کتاب حقیقۃ الوحی کا اُنکی طرف روانہ کرونگا اور روز کا جھگڑا اسی سے فیصلہ پا جائیگا اور ان کا اختیار ہوگا کہ کتاب پہنچنے کے بعد امتحان مذکورہ بالا کی طیاری کیلئے ایک دو ہفتہ تک مجھ سے مہلت مانگ لیں۔

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ اور ان کے دوسرے بھائی علماء میری تکذیب کے وقت

+ یہ عجیب بات ہے کہ چودھویں صدی کے سر پر جس قدر بجز میرے لوگوں نے مجدد ہونے کے دعوے کئے تھے جیسا کہ نواب صدیق حسن خان بھوپالی اور مولوی عبدالحی لکھنوی وہ سب صدی کے اوائل دنوں میں ہی ہلاک ہوگئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اب تک میں نے صدی کا چہارم حصہ اپنی زندگی میں دیکھ لیا ہے۔ اور نواب صدیق حسن خان صاحب اپنی کتاب حجج الکرامہ میں لکھتے ہیں کہ سچا مجدد وہی ہوتا ہے کہ جو صدی کا چہارم حصہ پالے۔ اب اے مخالفو! کسی بات میں تو انصاف کرو آخر خدا سے معاملہ ہے۔ منہ

خدا تعالیٰ کی شریعت کی کچھ بھی پروا نہیں کرتے بلکہ اپنی طرف سے ایک نئی شریعت بناتے ہیں کیا مولوی کہلا کر ان کو یہ بھی خبر نہیں کہ وعید کی پیشگوئیوں کا تخلف جائز ہے اور جس کسی کے حق میں خدا تعالیٰ وعید کی پیشگوئی کرے اور وہ توبہ اور تضرع اور زاری کرے اور شوخی نہ دکھلاوے تو وہ پیشگوئی ٹل سکتی ہے جیسا کہ قوم کی تضرع اور زاری سے یونس نبی کی پیش گوئی ٹل گئی جس سے یونس نبی کو بڑا ابتلا پیش آیا اور وہ پیشگوئی کے ٹل جانے سے رنجیدہ ہوا اسلئے خدا نے اسکو مچھلی کے پیٹ میں ڈال دیا۔ اور جب خدا تعالیٰ کے ایسے تصرفات پر شک کرنے سے ایک مقبول نبی مورد عتاب ہوا اور موت کے قریب اسکی نوبت پہنچی تو پھر ان لوگوں کا کیا حال ہوگا کہ صرف انکار ہی نہیں بلکہ ہزاروں شوخیوں اور بے ادبیوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے ایسے تصرفات سے انکار کرتے ہیں اور نہایت بیباکی سے بار بار کہتے ہیں کہ آتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور شرط کا ذکر بھی نہیں کرتے کیا یہی دیانت ہے کیا یہی ایمانداری ہے۔ یونس نبی کی پیشگوئی میں تو کوئی شرط بھی نہیں تھی پھر خدا نے قوم کا تضرع اور گریہ و بکا دیکھ کر عذاب کو ٹال دیا۔ اسی طرح مولوی ثناء اللہ صاحب احمد بیگ کے داماد کا بار بار ذکر کرتے ہیں کہ وہ پیشگوئی کے مطابق فوت نہیں ہوا اور انکو خوب معلوم ہے کہ وہ پیشگوئی دو شاخوں پر مشتمل تھی ایک شاخ احمد بیگ کی نسبت تھی سو احمد بیگ میں پیشگوئی کے مطابق میعاد کے اندر فوت ہوگیا سو افسوس کہ ثناء اللہ اور دوسرے مخالف احمد بیگ کی وفات کا ذکر بھی نہیں کرتے اور دوسری شاخ کا ذکر کرتے ہیں یعنی یہ کہ اسکا داماد ابتک زندہ ہے۔* یہ ہے دیانت اُن لوگوں کی کہ جو سچائی ظہور میں آگئی اُس کو چھپاتے ہیں اور جسکی ابھی انتظار ہے اُسکو بصورت اعتراض پیش کرتے ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ احمد بیگ اور اسکے داماد کی نسبت بھی پیشگوئی آتھم کی پیشگوئی کی طرح شرطی تھی اور شرط کے الفاظ جو شائع ہو چکے ہیں یہ ہیں:۔

ایتھا المرأة توبی توبی فان البلاء علی عقبک۔ اے عورت توبہ کر توبہ کر کیونکہ بلا تیری دختر اور دختر کی دختر پر ہے۔ یہ خدا کا کلام ہے جو پہلے سے شائع ہو چکا ہے۔ پھر جبکہ احمد بیگ کی موت نے جو اس پیشگوئی کی ایک شاخ تھی اسکے اقارب کے دلوں میں سخت خوف پیدا کر دیا اور انکو خیال آیا کہ دوسری شاخ بھی

* یاد رہے کہ مولوی ثناء اللہ نے صرف ان پیشگوئیوں پر اعتراض نہیں کیا بلکہ محض افترا کے طور پر جو نجاست خوری میں اہل حدیث کا داب ہے بعض اور پیشگوئیوں پر اور حملے بھی کئے ہیں مگر چونکہ خدا تعالیٰ تازہ بتازہ جواب دے رہا ہے اس لئے اسکے افتراؤں کی کچھ بھی پروا نہیں کرتے۔

معرضِ خطر میں ہے کیونکہ ایک ٹانگ اس پیشگوئی کی میعاد کے اندر ٹوٹ چکی تھی تب اُن کے دل خوف سے بھر گئے اور صدقہ خیرات دیا اور توبہ استغفار میں مشغول رہے تو خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی میں بھی تاخیر ڈالدی اور جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں ان لوگوں کی خوف کی وجہ یہ تھی کہ یہ پیشگوئی نہ صرف احمد بیگ کے داماد کی نسبت تھی بلکہ خود احمد بیگ کی موت کی نسبت بھی تھی اور پہلا نشانہ اُس پیشگوئی کا وہی تھا بلکہ مقدم بالذات وہی تھا پھر جب احمد بیگ میعاد کے اندر مرگیا اور کمال صفائی سے اُسکی نسبت پیشگوئی پوری ہوگئی تب اسکے اقارب کے دل سخت خوف سے بھر گئے اور اسقدر روئے کہ انکی چیخیں اس قصبہ کے کناروں تک جاتی تھیں اور بار بار پیشگوئی کا ذکر کرتے تھے اور جہاں تک اُن سے ممکن تھا توبہ اور استغفار اور صدقہ خیرات میں مشغول ہوئے تب خدائے کریم نے اس پیشگوئی میں بھی تاخیر ڈال دی ✠

پس یہ کس قدر بے حیائی کا طریق ہے کہ باوجود علم اس بات کے کہ وعید کی پیشگوئیاں ٹل سکتی ہیں اور ہمیشہ ٹلتی رہتی ہیں۔✠ پھر بھی شور مچانا کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو خدا تعالیٰ پر ایمان ہی نہیں آخر شوخی اور انکار کی ایک حد ہے حد سے بڑھنا خدا تعالیٰ کے عذاب کی نشانی ہے مجھے بار بار تعجب آتا ہے کہ طاعون سر پر ہے اور بڑے بڑے زلزلوں کا خدا نے وعدہ دیا ہے اور آثار قیامت ظاہر ہیں۔ پھر معلوم نہیں کہ یہ لوگ کیوں ڈرتے نہیں!!!

حاشیہ ✠

میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر یہ بیان کرتا ہوں کہ اس بارے میں خود اپنی ذات کی نسبت اور اپنے دوستوں کی نسبت صاحب تجربہ ہوں کہ صبح ایک بلا نازل ہونیکی پیشگوئی خدا نے فرمائی اور شام کو وہ کثرت دعا کی وجہ سے ٹل گئی اور مجھے بشارت دیگئی کہ ہم نے اس بلا کو ٹال دیا۔ پس اگر میری تکذیب کیلئے یہی دلائل دشمنوں کے ہاتھ میں ہیں تو صدہا نظیریں اسکی خود میری سوانح اور میرے عزیزوں کے سوانح میں موجود ہیں تعجب کہ ہمارے مخالف ان تمام قصوں کو بھی بھول جاتے ہیں جو خود تفسیروں اور حدیثوں میں پڑھتے ہیں چنانچہ انکی تفسیروں میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ بنی اسرائیل میں تھا اور وقت کے پیغمبر نے اسکی نسبت یہ پیشگوئی کی تھی کہ وہ پندرہ دن کے اندر مرجائیگا وہ اس پیشگوئی کو سن کر بہت رویا اور اسقدر رویا کہ اس پیغمبر کو دوبارہ وحی نازل ہوئی کہ ہم نے اسکے پندرہ دن پندرہ سال سے بدل دیئے۔ یہ پیشگوئی اب تک بائیبل میں بھی موجود ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے۔ منہ

✠ یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس پیشگوئی کے پورے ہونے کیلئے کوشش کی گئی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ یا تو قرآن شریف سے بیخبر ہیں اور یا اندر ہی اندر جامہ ارتداد پہن لیا ہے۔ اے نادانو! خدا نے پیشگوئیوں کے پورے کرنے کیلئے کوششوں کو حرام نہیں کیا۔ کیا تم کو وہ حدیث بھی یاد نہیں جس میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک پیشگوئی کے پورا کرنے کیلئے ایک صحابی کو سونے کے کڑے پہنا دیئے تھے اور یہ بھی حدیث ہے کہ اگر کوئی رویا دیکھو اور اس کو خود پورا کر سکتے ہو تو اپنی کوشش سے اس خواب کو سچی کر دو۔ منہ

✠ آج ۲۸۔ فروری ۱۹۰۶ء کو بوقت صبح روز پنجشنبہ یہ الہام ہوا۔ سخت زلزلہ آیا اور آج بارش بھی ہوگی خوش آمدی نیک آمدی منہ

اسی وجہ سے مجھے آج یہ لکھنا پڑا کہ اگر مولوی ثناء اللہ امرتسری اپنی شوخیوں سے باز نہیں آتا تو اُس کا یہی علاج ہے کہ مباہلہ کی درخواست کرے۔ یہ بھی اس کی بدقسمتی ہے کہ چند متضاد حدیثوں پر ناز کر کے خدا تعالیٰ کے تازہ نشانوں سے انکار کرتا ہے* اور وعید کی پیشگوئیوں کو عوام کو دھوکہ دینے کے لئے بار بار پیش کرتا ہے اور خود جانتا ہے کہ کبھی وعید کی پیش گوئی کو ٹال دینا سنت اللہ میں داخل ہے اس بات کو کون نہیں جانتا کہ صدقہ اور خیرات اور تضرع اور دعا سے ردّ بلا ہو سکتا ہے تمام نبیوں کا اس پر اتفاق ہے پھر اگر بلا والی پیشگوئی ٹل نہیں سکتی تو پھر ردّ بلا کے کیا معنی ہوئے! اور یاد رہے کہ جس قسم کی مسیح موعود اور مہدی معہود کی نسبت پیشین گوئیاں ہیں۔ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ ایسی پیشگوئیاں ابتلا اور امتحان سے خالی نہیں ہوتیں اور ان میں اجمال ہوتا ہے اسی وجہ سے قبل از وقوع انکی اصل حقیقت سمجھنے میں دھوکہ پڑ سکتا ہے اور اُن کے معنی آخر پر جا کر کھلتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہود کو باوجود موجود ہونے پیشگوئی کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تھی یہ نصیب نہ ہوا کہ ایمان لے آویں۔ اگر اُس پیشگوئی میں تصریح ہوتی کہ اس آخری رسول کا نام محمد ہوگا (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اسکے باپ کا نام عبداللہ ہوگا اور اس کا مولد مکہ ہوگا اور اس کا ہجرت گاہ مدینہ ہوگا اور موسیٰ نبی سے اتنی مدت بعد پیدا ہوگا اور بنی اسمٰعیل میں سے ہوگا نہ بنی اسرائیل میں سے، تو بدقسمت یہودی انکار کر کے داخل جہنم نہ ہوتے۔ اور اگر حضرت عیسیٰ کی نسبت پیشگوئی میں بتصریح بیان کیا جاتا کہ وہ الیاس نبی جس کا ان سے پہلے آسمان سے نازل ہونا ضروری ہے وہ یحییٰ ذکریا کا بیٹا ہوگا اور آسمان سے کوئی نازل نہیں ہوگا تو پھر بدبخت یہود حضرت عیسےٰ سے انکار کر کے کیوں دوزخ میں پڑتے۔ پس جبکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جو پیشگوئی تھی وہ بھی امتحان سے خالی نہیں تھی جس کے بارہ میں تصریح نہایت مفید تھی اور عام مخلوق کیلئے نہایت ضروری تھی جبکہ اس پیشگوئی کے سمجھنے میں بھی لوگوں نے ٹھوکریں کھائیں تو پھر دوسری پیشگوئیوں کے سمجھنے میں غلطی کرنا قرین قیاس ہے۔ اور ایسا ہی جو حضرت عیسیٰؑ کی نسبت پیشگوئی تھی وہ بھی امتحان سے خالی نہیں تھی تو پھر مسیح موعود اور مہدی معہود

* یاد رہے کہ یہ دعویٰ کہ احادیث سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا ثابت ہے بالکل جھوٹ ہے کیونکہ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ مسیح آنیوالا اسی اُمت میں سے ہوگا پس اس تکلف کی کیا ضرورت ہے کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان سے نازل کر کے اُمت میں داخل کیا جائے اور نبوت کے معطل ہونا پڑے۔ کیا خدا تعالیٰ اپنی رحمت کی طرح اسی اُمت میں سے عیسیٰ پیدا نہیں کر سکتا جبکہ اس کے لئے ایک نظیر موجود ہے۔ تو اس قدر تکلفات کی کیا حاجت ہے اور پھر انہیں حدیثوں میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں حضرت عیسیٰ کو فوت شدہ انبیاء میں دیکھا (باقی دیکھو ۳۲۴)

کی نسبت پیشگوئی کیونکر امتحان سے خالی ہو سکتی ہے۔ کیا جیسا کہ سمجھا جاتا تھا اور جیسا کہ یہودیوں کے علماء کا خیال تھا اور آجتک خیال ہے الیاس نبی دوبارہ حضرت عیسٰے سے پہلے دنیا میں آگیا؟ پھر کس طرح حضرت عیسٰے کے دوبارہ آنیکی اُمید رکھی جاتی ہے ایمانداروں کی یہی علامت ہے کہ جب ایک موقعہ میں ایسا خیال جھوٹا ثابت ہو گیا تو پھر چاہیئے کہ عمر بھر اس کا نام نہ لیں یہودیوں کی امیدیں الیاس کے دوبارہ آنیکے بارے میں کہاں پوری ہوگئیں کہ اب مسلمانوں کی اُمیدیں پوری ہو جائیں گی لایلدغ المؤمن من جحرٍ واحدٍ مرتین۔ سچ تو یہ ہے کہ ایسی عظیم الشان پیشگوئیوں کی حقیقت کو وہ زمانہ کھولتا ہے جو اُن کے ظہور کا زمانہ ہوتا ہے اور اس سے پہلے متقی اور پرہیز گار لوگ خدا تعالیٰ کی پیش گوئیوں پر ایمان تو لاتے ہیں مگر انکی تفاصیل کو خدا کے حوالے کر دیتے ہیں اور جو لوگ اپنی طرف سے قبل از وقت دخل دیتے ہیں اور اس پر ضد کرتے ہیں وہی ٹھوکر کھاتے ہیں۔

(۴) منجملہ خدا تعالیٰ کے نشانوں کے جو میری تائید میں ظاہر ہوئے نواب صدیق حسن خان وزیر ریاست بھوپال کے بارہ میں نشان ہے اور وہ یہ ہے کہ نواب صدیق حسن خان نے بعض اپنی کتابوں میں لکھا تھا کہ جب مہدی معہود پیدا ہوگا تو غیر مذاہب کے سلاطین گرفتار کر کے اُس کے سامنے پیش کئے جائیں گے اور یہ ذکر کرتے کرتے یہ بھی بیان کر دیا کہ چونکہ اس ملک میں سلطنت برطانیہ ہے اسلئے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی کے ظہور کے وقت اس ملک کا عیسائی بادشاہ اسی طرح مہدی کے روبرو پیش کیا جائیگا۔ یہ الفاظ تھے جو اُنہوں نے اپنی کتاب میں شائع کئے تھے جو اب تک اُن کی کتابوں میں موجود ہیں اور یہی موجب بغاوت سمجھے گئے اور یہ ان کی غلطی تھی کہ اُنہوں نے ایسا لکھا کیونکہ ایسے خونی مہدی کے بارہ میں کوئی حدیث صحیح ثابت نہیں بلکہ محدثین کا اتفاق ہے کہ مہدی غازی کے بارہ میں جس قدر حدیثیں ہیں کوئی بھی ان میں جرح سے خالی نہیں سب مغشوش اور صحت کے درجہ سے گری ہوئی ہیں البتہ مسیح موعودؑ کے آنے کیلئے بہت سی حدیثیں موجود ہیں سو ان کے ساتھ یہ بھی الفاظ موجود ہیں کہ وہ جہاد نہیں

(بقیہ حاشیہ) اور حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے تو کہا اب اٹھو وفات شدہ ہیں کیا شک ہے اور دوسری طرف قرآن شریف صاف طور پر اُن کی وفات کی گواہی دیتا ہے کیا یہ خطا و غلطی ... کی وفات پر قطعیۃ الدلالت نص وارد ہے جس کا ... [illegible] ... اور ایسا ہی ... [illegible] ... اور یہ ... [illegible]

اُس کے ساتھ مہدی بھی آنا چاہیئے تھا گیا یہ حدیث یاد نہیں رہی کہ لا مہدی الا عیسٰے۔ منہ

کریگا۔ اور کفار کے ساتھ کوئی لڑائی نہیں کریگا اور اسکی فتح محض آسمانی نشانوں سے ہوگی۔ چنانچہ صحیح بخاری میں مسیح موعود کی نسبت حدیث یضع الحرب موجود ہے یعنی جب مسیح موعود آئیگا تو جنگ اور جہاد کی رسم کو اُٹھا دیگا اور کوئی جنگ نہیں کریگا اور صرف آسمانی نشانوں اور خدائی تصرفات سے دین اسلام کو زمین پر پھیلائیگا* چنانچہ میرے وقت میں اب یہ آثار دنیا میں موجود بھی ہو گئے ہیں اور یہی سچ ہے اور میں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود ہوں خدا نے مجھے یہ حکم نہیں دیا کہ میں جہاد کروں اور دین کیلئے لڑائیاں کروں بلکہ مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں نرمی کروں اور دین کی اشاعت کیلئے خدا سے مدد مانگوں اور آسمانی نشان اور آسمانی حملے طلب کروں اور مجھے اُس خدائے قدیر نے وعدہ دیا ہے کہ میرے لئے بڑے بڑے نشان دکھلائے جائینگے اور کسی قوم کو طاقت نہیں ہوگی کہ میرے خدا کے مقابل پر جو آسمان سے میری مدد کرتا ہے اپنے باطل خداؤں کا کوئی نشان ظاہر کر سکیں۔ چنانچہ میرا خدا اب تک میری تائید میں صدہا نشان ظاہر کر چکا ہے۔

پس نواب صدیق حسن خاں کا یہ خیال صحیح نہیں تھا کہ مہدی کے زمانہ میں جبر کر کے لوگوں کو مسلمان کیا جائیگا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ لا اکراہ فی الدین یعنی دین اسلام میں جبر نہیں ہے ہاں عیسائی لوگ ایک زمانہ میں جبراً لوگوں کو عیسائی بناتے تھے مگر اسلام جب سے ظاہر ہوا وہ جبر کے مخالف ہے جبر ان لوگوں کا کام ہے جن کے پاس آسمانی نشان نہیں مگر اسلام تو آسمانی نشانوں کا سمندر ہے کسی نبی سے اس قدر معجزات ظاہر نہیں ہوئے جسقدر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ کیونکہ پہلے نبیوں کے معجزات ان کے مرنیکے ساتھ ہی مر گئے۔ مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ابتک ظہور میں آرہے ہیں اور قیامت تک ظاہر ہوتے رہیں گے جو کچھ میری تائید میں ظاہر ہوتا ہے دراصل وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ہیں مگر کہاں ہیں وہ پادری یا یہودی یا اور قومیں جو ان نشانوں کے مقابل پر نشان دکھلا سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں!! ہرگز نہیں!!! اگرچہ کوشش کرتے کرتے مر بھی جائیں تب

* یہ بات قرین قیاس بھی ہے کہ جب مسیح کے نفس سے یعنی اسکی توجہ سے کافر خود بخود مرتے جائیں گے تو پھر باوجود موجود ہونے ایسے معجزہ کے تلوار اٹھانا بالکل غیر معقول ہے۔ ظاہر ہے کہ جب خدا تعالیٰ خود دشمنوں کو مارتا جائیگا تو پھر تلوار اُٹھانے کی حاجت ہی کیا ہے۔ منہ

بھی ایک نشان دکھلا نہیں سکتے کیونکہ ان کے مصنوعی خدا ہیں سچے خدا کے وہ پیرو نہیں ہیں۔ اسلام معجزات کا سمندر ہے اس نے کبھی جبر نہیں کیا اور نہ اسکو جبر کی کچھ ضرورت ہے۔

پہلی لڑائیوں کی صرف بنیاد یہ تھی کہ قریش نے مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑے بڑے ظلم کئے اور بہت سے صحابہ قتل کر دیئے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے نکال دیا تھا پس وہ اپنے نہایت درجہ کی شرارت اور ظلم کی وجہ سے اس لائق ہو گئے تھے کہ اُن کو ان جرائم کی سزا دی جائے پس جن لوگوں نے تلوار اُٹھائی تھی وہ تلوار سے ہی ہلاک کئے گئے ہاں نہایت درجہ کی رحمت سے ایک رعایت ان کو دی گئی کہ اگر وہ اسلام لاویں تو اُن کے جرائم بخش دیئے جاویں گے اور یہ جبر نہیں ہے بلکہ ان کی مرضی پر چھوڑا گیا تھا اور کون ثابت کر سکتا ہے کہ ان کے ان جرائم اور شرارتوں سے پہلے ان پر تلوار اُٹھائی گئی تھی * وہ نادان پادری اور آریہ جن کو خواہ مخواہ اسلام سے ایک کینہ ہے محض افترا کے طور پر ایسی باتیں منہ پر لاتے ہیں اور نادان مولوی محض اپنی جہالت سے ان کو مدد دیتے ہیں۔ یہ ہرگز صحیح نہیں ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے بلکہ کامل تعلیم کے زور سے پھیلا ہے اور نشانوں کے زور سے پھیلا ہے اسلام کے مقابل پر عیسائی مذہب کو اگر رکھا جائے تو صاف نظر آئیگا کہ اسلام ایک ایسا خدا پیش کرتا ہے جو اپنی تمام قدرتوں اور عظمتوں اور تقدسوں میں کامل ہے اور ہمیشہ ویسے ہی مانند۔ اور عیسائی مذہب ایک ایسا خدا پیش کرتا ہے کہ جو مخلوق اور کمزور اور عاجز ہے جو یہودیوں کے ہاتھ سے طرح طرح کے دُکھ اُٹھاتا رہا اور ایک شکنجہ میں گرفتار ہو کر حوالات میں کیا گیا اور پھر آخر عیسائیوں کے عقیدہ کے موافق مصلوب ہوا۔ ایسا خدا دوسرے مشرکوں کے مصنوعی خداؤں کی نسبت کیا امتیاز رکھتا ہے اور نیز عقل کب تسلیم کر سکتی ہے کہ تمام مدار رحمت کا خدا کے پھانسی دینے پر ہے اور جب ایک مرتبہ خدا مر گیا تو پھر اسکی زندگی سے امان اُٹھ گیا اور اس پر کیا دلیل ہے کہ وہ پھر نہیں مریگا؟ جو خدا ہو کر مر بھی سکتا ہے اسکی پوجا کرنا لغو ہے وہ کس کو بچائیگا جب اپنے تئیں بچا نہ سکا۔ مکہ کے بُت پرستوں کا یہی حال تھا اور عقل اس بات کو کیونکر قبول کر سکتی ہے

* تلوار ہرگز نہیں اُٹھائی گئی بلکہ تیرہ برس تک برابر کفار کے انواع و اقسام کے ظلم اور خونریزیوں پر صبر کیا گیا اور بعد اسکے جب وہ لوگ حد سے بڑھ گئے تب انکے مقابلہ کا اذن دیا گیا پس یہ جنگ صرف دفاعی جنگ اور جرائم پیشہ کو محض سزا دینے کی غرض سے تھی تا زمین خونی مفسدوں سے پاک کی جائے۔ منہ

کہ ایک بُت اپنے ہاتھ سے بنا کر اسکی پوجا کی جائے مسیحیوں کا خدا مشرکوں کے بُتوں سے زیادہ کوئی قدرت
ظاہر نہیں کر سکا اور اسلام کا خدا ان سب پر غالب ہے ع یار غالب شو کہ تا غالب شوی۔ ہمارے
خدا کے معجزات عظیمہ نے جو زندہ خدا ہے بطور معائنہ لوگوں کو یقین دلادیا کہ خدا وہی خدا ہے جو اسلام
کا خدا ہے چنانچہ آجتک جو جو معجزات اسلام کا خدا ظاہر کرتا رہا ہے اور کوئی شخص اُسکے مقابل
کوئی معجزہ نہیں دکھلا سکتا۔

مگر چونکہ نواب صدیق حسن خاں کے دل میں خشک وہابیت کا خمیر تھا اس لئے انہوں نے
غیر قوموں کو صرف مہدی کی تلوار سے ڈرایا اور آخر پکڑے گئے اور نواب ہونے سے معطل کئے
گئے اور بڑی انکسار سے میری طرف خط لکھا کہ میں اُن کیلئے دعا کروں تب میں نے اسکو قابل رحم
سمجھ کر اس کیلئے دعا کی تو خدا تعالیٰ نے مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ سرکوبی سے اسکی عزت بچائی گئی
میں نے یہ اطلاع بذریعہ خط ان کو دیدی اور کئی اور لوگوں کو بھی جو ان دنوں میں مخالف تھے یہی
اطلاع دی چنانچہ منجملہ ان کے حافظ محمد یوسف ضلعدار نہر حال پنشنر ساکن امرتسر اور مولوی
محمد حسین بٹالوی ہیں آخر کچھ مدت کے بعد ان کی نسبت گورنمنٹ کا حکم آگیا کہ صدیق حسن خاں
کی نسبت نواب کا خطاب قائم رہے۔ گویا یہ سمجھا گیا کہ جو کچھ اُس نے بیان کیا ایک مذہبی پرانا
خیال ہے جو اُن کے دل میں تھا بغاوت کی نیت نہیں تھی *۔

(۵) پانچواں نشان ایک پیشگوئی ہے جو رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ مئی ۱۹۰۶ء
ٹائیٹل پیج کے آخری ورق کے پہلے حصہ میں درج ہے اور وہی پیشگوئی اخبار بدر جلد ۵ نمبر ۱۹
مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء میں مندرج ہے اور ایسا ہی وہی پیشگوئی اخبار الحکم مورخہ ۵ مئی ۱۹۰۶ء
اور نیز پرچہ الحکم مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء میں مع تشریح درج ہو کر شائع ہو چکی ہے چنانچہ پہلے ہم
اس پیشگوئی کو اس جگہ لکھتے ہیں جو رسالہ مذکورہ اور دونوں اخباروں میں درج ہو چکی ہے اور بعد

* نواب صدیق حسن خاں پر جو یہ ابتلا پیش آیا وہ بھی میری ایک پیشگوئی کا نتیجہ ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے انہوں نے میری کتاب براہین احمدیہ
کو چاک کر کے واپس بھیجدیا تھا میں نے دعا کی تھی کہ اُنکی عزت چاک کر دیجائے سو ایسا ظہور میں آیا (کتاب براہین احمدیہ) منہ

میں جس طرح وہ پوری ہوئی اُس کو لکھیں گے۔ اور وہ پیشگوئی مع اُسی زمانہ کی تشریح کے یہ ہے۔
"الہام ۵۔مئی ۱۹۰۶ء پھر بہار آئی تو آئے ثلج کے آنے کے دن" ثلج کا لفظ عربی ہے اس
کے یہ معنی ہیں کہ وہ برف جو آسمان سے پڑتی ہے اور شدت سردی کا موجب ہو جاتی ہے اور
بارش اُس کے لوازم میں سے ہوتی ہے اُسکو عربی میں ثلج کہتے ہیں ان معنوں کی بنا پر اس
پیشگوئی کے یہ معنی معلوم ہوتے ہیں کہ بہار کے دنوں میں ہمارے ملک میں خدا تعالیٰ غیر معمولی
طور پر یہ آفتیں نازل کریگا اور برف اور اس کے لوازم سے شدت سردی اور کثرت بارش
ظہور میں آئیگی (یعنی کسی حصہ دنیا میں جو برف پڑے گی وہ شدت سردی کا موجب ہو جائے گی)
اور دوسرے معنی اس کے عربی میں اطمینان قلب حاصل کرنا ہے یعنی انسان کو کسی امر میں ایسے
دلایل اور شواہد میسر آجائیں جن سے اس کا دل مطمئن ہو جائے اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ فلاں تحریر
موجب ثلج قلب ہو گئی یعنی ایسے دلایل قاطعہ بیان کئے گئے کہ جن سے کلی اطمینان ہو گیا اور یہ لفظ
کبھی خوشی اور راحت پر بھی استعمال کیا جاتا ہے جو اطمینان قلب کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ یہ تو
ظاہر ہے کہ جب انسان کا دل کسی امر میں پوری تسلی اور سکینت پا لیتا ہے تو اسکے لوازم میں سے یہ
کہ خوشی اور راحت ضرور ہوتی ہے۔ غرض یہ پیشگوئی ان پہلوؤں پر مشتمل ہے اس پیشگوئی پر غور
کرنے سے ذہن ضروری طور پر اس بات کو محسوس کرتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کے نزدیک اس جگہ ثلج
کے دوسرے معنی ہیں یعنی یہ کہ ہر ایک شبہ اور شک کو دُور کرنا اور پُوری تسلی بخشنا تو اس جگہ اس
فقرہ سے یہ بھی مراد ہو گی کہ چونکہ گذشتہ دنوں میں زلزلوں کی نسبت کج طبع لوگوں نے شبہات بھی پیدا
کئے تھے اور ثلج قلب یعنی کلی اطمینان سے محروم رہ گئے تھے اس لئے بہار کے موسم میں ایک ایسا نشان
ظاہر ہوگا جس سے ثلج قلب ہو جائیگا اور گذشتہ شکوک و شبہات بکلی دُور ہو جائیں گے اور حجت پوری
ہو جائیگی۔ اس الہام پر زیادہ غور کرنے سے یہی قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ بہار کے دنوں تک
نہ صرف ایک نشان بلکہ کئی نشان ظاہر ہو جائیں گے اور جب بہار کا موسم آئیگا تو اسقدر متواتر
نشانوں کی وجہ سے دلوں پر اثر ہوگا کہ مخالفوں کے منہ بند ہو جائیں گے اور حق کے طالبوں کے دل

پُوری تسلّی پائیں گے اور یہ بیان اس بنا پر ہے کہ جب ثلج کے معنی تسلّی پانا اور شکوک اور شبہات سے رہا ہو جانا سمجھے جائیں لیکن اگر برف اور بارش کے معنی ہوئے تو خدا تعالیٰ کوئی اور سماوی آفات نازل کریگا واللّٰہ اعلم بالصّواب۔“

یہ پیشگوئی جو مع تشریح رسالہ ریویو آف ریلیجنز اور پرچہ اخبار بدر اور الحکم میں اسکے ظہور سے نو ماہ پہلے لکھی گئی تھی اور ظہور کیلئے بہار کا موسم معین کیا گیا تھا۔ صفائی سے پوری ہوگئی یعنی جب عین بہار کا موسم آیا اور باغ پھولوں اور شگوفوں سے بھر گئے تب خدا تعالیٰ نے اپنا وعدہ اس طرح پر پورا کیا کہ کشمیر اور یورپ اور امریکہ کے ملکوں میں برف باری حد سے زیادہ ہوئی جسکی تفصیل ابھی ہم انشاء اللہ چند اخباروں کے حوالہ سے لکھیں گے لیکن اس ملک میں بموجب منشاء پیشگوئی کے خاص اس حصّہ ملک میں وہ شدّت سردی اور کثرت بارش ہوئی کہ ملک فریاد کر اٹھا اور ساتھ ہی بعض حصّہ میں اس ملک کے اس قدر برف پڑی کہ لوگ حیران ہوگئے گویا ہونیوالا ہی چنانچہ آج ہی ۲۵۔ فروری ۱۹۰۷ء کو ایک خط بنام حاجی عمر ڈار صاحب (جو باشندہ کشمیر ہیں اور اس وقت میرے پاس قادیان میں ہیں عبد الرحمٰن ان کے بیٹے کی طرف سے کشمیر سے آیا ہے کہ ان دنوں میں اس قدر برف پڑی ہے کہ تین گز تک زمین پر چڑھ گئی اور ہر روز ابر محیط عالم ہی یہ وہ امر ہے کہ کشمیر کے رہنے والے اس سے حیران ہیں کہ بہار کے موسم میں اس قدر برف کا گرنا خارق عادت ہے۔ اور جس قدر اس ملک میں بارش ہوئی اس کی شہادت چند اخباروں کے حوالہ سے ذیل میں درج کرتے ہیں:۔

اوّل اخبار عام لاہور۔ ۲۱۔ فروری ۱۹۰۷ء سے بطریق اختصار لکھا جاتا ہے چنانچہ اخبار مذکور کے دوسرے صفحہ میں بارش کے یہ حالات لکھے ہیں:۔

لاہور میں یہ حال ہے کہ دو ہفتہ سے زیادہ عرصہ سے بادل پیچھے لگ رہے ہیں اور لوگوں کو بجائے خوش کرنیکے پریشان کر رہے ہیں دو روز تک آسمان بارش سے خالی تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ شاید اب بس کریگا لیکن اتوار اور سوموار کی درمیانی رات کے پچھلے نصف حصہ میں

بارش اس زور اور ایسے افراط سے ہوئی کہ لوگ بستروں پر لیٹے ہوئے توبہ الامان پکارتے تھے اور حیران تھے کہ کہیں خدانخواستہ بارش کی رحمت مبدّل بزحمت نہ ہو جائے اسکے ساتھ بجلی بھی خوب چمکی اور آنکھوں کو خیرہ کرتی تھی اور اسکے ساتھ بادلوں کی گرج اور رعد کی کڑکڑ دلوں کو دہلاتی تھی اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ خداوند کو کیا منظور ہے یہ موسم اور یہ بارش زراعتی لحاظ سے نہایت مفید اور مبارک ضرور ہے لیکن آخر اسکی کچھ حد ہے مثل مشہور ہے کہ افراط ہر ایک اچھی چیز کو بھی خراب کر دیتی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ جس بارش کو لوگ غیر مترقبہ سمجھتے ہیں اور لاکھ لاکھ شکر کرتے ہیں وہ رحمت کی زحمت نہ بن جائے اور فصلوں کی جڑوں کو اکھیڑ کر نیست نابود کر ڈالے اور نشیب کی زراعتیں زیر آب نہ ہو جائیں اور تمام اُمیدوں پر پانی پھر جائے سب لوگ مارے حیرت کے دم بخود ہیں اور کہتے ہیں کہ نہ معلوم پروردگار کی مرضی کیا ہے کون آدمی دم مارنیکی جرأت کرسکتا ہے۔ انسان سوچتا کچھ ہے اور پیش اور ہی کچھ آتا ہے تعجب کی بات ہے کہ چند روز قبل چڑیا کی قسم کے چھوٹے چھوٹے پرند بڑے شوق سے پانی میں نہاتے ہوئے دیکھے گئے باوجود سردی کی تیزی اور جاڑوں کی شدت کے یہ جانور پانی میں اس طرح نہاتے تھے کہ دیکھ کر تعجب ہوتا تھا کہ انکے اندر اتنی گرمی کیسے پیدا ہو گئی ہے اور تجربہ کار لوگ اس سے بارش کی افراط کا نتیجہ نکالتے تھے۔ چنانچہ یہ خیال واقعی صحیح ثابت ہوا ہے بادل اس وقت تک آسمان پر بدستور منڈلاتے ہیں۔ اب تو سب لوگ چاہتے ہیں کہ بارش بند ہو اور دھوپ کی صورت نظر آوے قلت بارشوں سے تو صرف غیر نہری فصلوں کا نقصان متصور ہے حالانکہ اس موسم میں مسلسل بارشوں سے نہری اور غیر نہری دونوں قسم کی فصلوں کے نقصان کا خوف ہوتا ہے۔ ابھی کئی ضلع نہیں ہیں جہاں زیادہ بارشوں کی ضرورت بیان کی جائے٭ سرکاری رپورٹ میں بتلایا گیا ہے کہ ضلع گڑگانوہ میں پچھلے ہفتہ بعض حصّوں میں اولے پڑنے سے فصلوں کا کسی قدر نقصان ضرور ہوا۔ آج رات کی بارش میں گرج اور کڑک بھی تھی لیکن بادلوں کا زور بدستور نظر آرہا ہے۔ اس قدر بارش سے شہر کے مکانات کے لئے بھی نقصان کا اندیشہ غالب ہے۔ سڑکوں کے پرخچے اڑ گئے ہیں۔ کیننگ کی سڑکیں کیچڑ سے

٭ اس سے ثابت ہے کہ یہ بارش ایک عالمگیر بارش تھی اور اسمیں خارق عادت صورت بھی تھی کہ بہار کے موسم میں اسقدر بارش ہوئی کہ برسات کو بھی مات کر دیا بلکہ یہ دوسرا خارق عادت بھی تھا کہ باوجود بہار کے موسم کے عام طور پر تمام ملک میں بارش ہو گئی حالانکہ برسات کے دنوں میں بھی کبھی ایسا نہیں ہوا۔ منہ

دلدل ہو رہی ہیں۔ میدانوں میں پانی ہی پانی نظر آتا ہے تمام اشجار نہلائے دھوئے مثل دُلہن کے خوبصورت اور سبز نظر آتے ہیں گویا کہ نئی پوشاکیں پہنائی گئی ہیں۔ ان ایام میں ایسی بارش سالہائے دراز کے بعد نصیب ہوئی ہے (اس فقرہ میں اس اخبار نے گواہی دی کہ یہ بارش غیر معمولی ہے) حق یہ ہے کہ موسم گرما کے ایام برسات میں بھی ایسی بارشیں بہت کم دیکھی گئی ہیں اُس پرمیشور پرماتما کے عجیب و غریب کرشمے ہیں کہ یہ موسم اور یہ حالت“

واضح ہو کہ یہ ایک ہندو صاحب کا اخبار ہے جو لاہور سے نکلتا ہے اور محض خدا تعالےٰ نے میری پیشگوئی کی شہادت کے لئے اُس کے قلم و زبان سے یہ راست راست بیان نکالا ہے۔

اور پھر اسی پرچہ اخبار عام ۲۶- فروری ۱۹۰۷ء میں یہ خبر اخبار کے صفحہ ۶ میں لکھی ہے
” اگرچہ اس سال موسم سرما کچھ سست دکھلائی دیتا تھا اور یہ امید منقطع ہو گئی تھی مگر“
” آخر ایام جنوری (یعنی موسم بہار میں) اپنا رنگ جمایا اور زنگار رنگ کے دانت دکھلانے“
” شروع کر دیئے۔ اس مہینہ میں موسم سرما نے ایسے تعجب انگیز حالات کبھی نہیں دکھائے “
” تھے ۲۰ فروری سے اس وقت تک یہ نوبت ہوئی کہ لوگ پناہ مانگ اُٹھے ۔کبھی “
” بارش اور کبھی برفباری اور کبھی ژالہ زدگی پھر بادلوں کا انبار ہر وقت برقع پوش“
” نظر آتا ہے سورج اور دھوپ دیکھنے کو لوگ ترس رہے ہیں کوئی دن خالی نہیں جاتا“
” کہ برف نہ گرتی ہو یا اولے نہ پڑتے ہوں اور اگر یہ نہ ہو تو بارش تو ضرور ہوتی ہے “
” اور بعض وقت دھواندھار بادلوں کی وجہ سے دن کے وقت اندھیرا ہو جاتا ہے“
” اور بغیر روشنی کے کام نہیں ہوتا اور سردی کا وہ عالم ہے کہ رات کے وقت اگر پانی“
” کسی جگہ پڑا رہ گیا تو فجر کو یخ ہو جاتا ہے آجکل پانی بغیر گرم کرنیکے پیا نہیں جاتا اور“
” اسوقت سوائے برف کے چاروں طرف شملہ کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ تمام اشجار و مکانات“
” برف سے برقع پوش ہیں اور سردی بہت سخت ہے اور پھر اسی اخبار میں ہے کہ اس ملک میں“

"بارش عام ہے جن مقامات میں اکثر بارش کی شکایت رہتی تھی وہاں بھی ہوگئی"
اور اخبار **جاسوس** آگرہ پرچہ ۱۵- فروری ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۴ میں لکھتا ہے کہ
"۶- فروری ۱۹۰۷ء کو شام کے وقت کانپور میں سخت بارش ہوئی طوفان برق آیا
اور ایسی ژالہ باری ہوئی کہ ریل بند ہوگئی"

اور **اخبار اہل حدیث** امرتسر ۲۲- فروری ۱۹۰۷ء مطابق ۸ محرم الحرام ۱۳۲۵ھ
کے صفحہ گیارہ میں لکھا ہے کہ اس ہفتہ میں اس نواح میں بلکہ کل پنجاب میں بارش کا سلسلہ لگاتار رہا۔
۱۹- کی شب کو سخت ژالہ باری ہوئی- کرشن جی قادیانی کو الہام ہوا ہے آسمان ٹوٹ پڑا- فرمایا
کچھ معلوم نہیں کہ کیا ہونیوالا ہے" (یہ الہام الٰہی پر ہنسی ٹھٹھا ہے) وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب
ینقلبون بہرحال ہمارے اس مخالف نے گواہی دی کہ اس ہفتہ میں کل پنجاب میں سلسلہ بارش
برابر لگا رہا ہے اور ہر ایک کو معلوم ہے کہ ۲۲- فروری عین بہار کا موسم ہے اور اس نے یہ بھی گواہی دی کہ الہام مذکورہ

اور رسالہ **حکمت** لاہور ۱۵- فروری ۱۹۰۷ء میں لکھا ہے کہ دارجیلنگ میں ہر روز
بارش ہو رہی ہے اور طوفان رعد آیا۔

اخبار **نیر اعظم** مرادآباد کے پرچہ ۱۹- فروری ۱۹۰۷ء میں لکھا ہے کہ ایک ہفتہ تک
بارش ہوتی رہی اولے بھی گرے۔

پرچہ **اخبار آزاد** انبالہ مؤرخہ ۱۶- فروری ۱۹۰۷ء کے صفحہ ایک میں لکھا ہے کہ دہلی میں
دس دن تک برابر بارش ہو رہی ہے- اور اولے بھی پڑے۔

پیسہ اخبار لاہور- مؤرخہ ۲۳- فروری ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۱۲ میں لکھا ہے کہ متواتر اور کثیر
بارش سے بنگال کی فصل نیشکر کو نقصان پہنچا- پیسہ اخبار ۲۹- فروری ۱۹۰۷ء میں بھی لکھا گیا
ہے کہ مدراس میں معمول سے زیادہ بارش ہوئی۔

پبلک میگزین امرتسر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۱ میں لکھا ہے کہ امرتسر میں سردی کمال جوبن پر ہے اور
سلسلہ برسنے کا شروع ہے۔

اخبار سماچار لاہور۔ ۲۶۔ فروری ۱۹۰۷ء میں لکھا ہے کہ بارش سے لوگ تنگ آگئے ہیں۔

روزانہ پیسہ اخبار۔ مؤرخہ ۱۰ فروری ۱۹۰۷ء صفحہ ۵۔ آرہ۔ چار روز سے برابر رحمت کی جھڑی لگی ہوئی ہے ہو بہو موسم برسات کی کیفیت نظر آتی ہے مخلوق گھبرا رہی ہے اور دھوپ کو ترس رہے ہیں۔

روزانہ پیسہ اخبار ۸۔ فروری ۱۹۰۷ء صفحہ ۸ میں لکھا ہے کئی دن سے بارش ہو رہی تھی کل دوبارہ بڑے زور سے پانی پڑا سردی بڑھ گئی اور ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے سڑکوں کی حالت تباہ ہے۔

یہ اخبار ہیں جو ہم نے اس پیشگوئی کے پورے ہونے کیلئے جو اس ملک میں بارش وغیرہ ہونے پر موقوف تھی ان کے گواہان لکھے ہیں اور اگر ہم چاہتے تو اور پچاس ساٹھ اخبار اس پیشگوئی کی تصدیق کیلئے پیش کر سکتے تھے مگر میں جانتا ہوں کہ اس قدر اخباروں کی شہادت کافی ہے اور ملک خود جانتا ہے کہ اس موسم بہار میں یہ غیر معمولی بارشیں ہیں جن کا علم بجز خدا تعالیٰ کے اور کسی کو بھی نہیں تھا بلکہ بارشوں اور طوفان وغیرہ کی پیشگوئی کرنیوالے جو گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہیں جو اس کام کیلئے بڑی بڑی بھاری تنخواہیں پاتے ہیں وہ پیشگوئی کر چکے تھے کہ معمولی بارش سے زیادہ نہیں ہوگی چنانچہ پرچہ اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور مؤرخہ ۱۶۔ دسمبر ۱۹۰۶ء میں اس رائے کو دیکھو جو انہوں نے آئندہ موسم کیلئے ظاہر کی ہے۔

اور اس پیشگوئی کا ظہور بارش اور سردی کے متعلق صرف اس پہلو سے ظہور میں نہیں آیا کہ غیر معمولی بارش اور غیر معمولی سردی بہار کے موسم میں پڑ گئی بلکہ اس دوسرے پہلو سے بھی پیشگوئی کا ظہور ہوا کہ اس بہار میں عام طور پر تمام ملک کے حصوں میں بارش ہو گئی اور جن اضلاع میں بارش سے ہمیشہ ترستے تھے وہاں بھی ہو گئی پس ہر ایک شخص جو عقل اور حیا اور انصاف اور خدا ترسی سے کام لیگا وہ بلا تامل اسبات کا اقرار کریگا کہ یہ امر خارق عادت اور غیر معمولی تھا جس کی خدا تعالیٰ نے پہلے سے خبر دی تھی اور اس ملک میں ایسے حالات کے پیش از وقت ظاہر کرنے کیلئے گورنمنٹ انگریزی میں ایک عملہ مقرر تھا اور منجم بھی تھے مگر کسی نے یہ خبر

نہیں دی کہ موسم بہار میں یہ غیر معمولی بارشیں ہونگی اور برف پڑے گی صرف اُس خدا نے ہی خبر دی جس نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب نبیوں کے آخر میں بھیجا تا تمام قوموں کو آپ کے جھنڈے کے نیچے اکٹھا کرے۔

یہ حصہ تو کثرت بارشوں کے متعلق ہے اب ہم اُس حصہ کو بیان کرتے ہیں جو برف گرنے کے متعلق کسی قدر پہلے بھی ہم لکھ چکے ہیں تا معلوم ہو کہ یہ پیشگوئی اس ملک سے خاص نہیں رہی بلکہ دوسرے ممالک میں بھی اس نے خارق عادت رنگ دکھلایا ہے اور وہ یہ ہے اخبار وکیل امرت سر مؤرخہ ۷۔ فروری ۱۹۰۷ء صفحہ ۲ میں جو ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۲۴ھ کے مطابق ہے یورپ کی موسمی حالت کے متعلق مندرجہ ذیل حال لکھا ہے:۔

بعض ممالک یورپ میں امسال سردی کی ایسی شدت بیان کی جاتی ہے کہ سنین ماضیہ میں اسکی کوئی نظیر شاید ہی ملے۔ چنانچہ بلجیم میں مقیاس الحرارت صفر سے بھی زیادہ نیچے چلا گیا ہے۔ برلن میں نقطہ انجماد سے تیرہ درجے نیچے بیان کیا جاتا ہے۔ آسٹریا ہنگری میں بیس درجہ نیچے۔ اس شدید سردی سے کئی آدمی بھی مر چکے ہیں۔ براعظم یوروپ کی بعض ریلوے لائنوں کی آمد و رفت میں خلل پڑ گیا ہے کیونکہ انجنوں کے نل پانی کے جم جانے سے پھٹ گئے۔ ڈینیوب اور اوڈیسہ کی بندرگاہیں یخ بستہ ہو رہی ہیں۔ روس اور برطانیہ میں مقیاس الحرارت اس قدر گر گیا ہے کہ قبل ازیں کئی سال یہ نوبت نہ پہنچی تھی۔ روم اور نیپلز کے درمیان ٹرینوں پر اس قدر برف باری ہوئی ہے کہ الامان۔ قسطنطنیہ میں کئی کئی فٹ تک برف پڑی۔ آبنائے باسفورس میں جہازوں اور سٹیمروں کی آمد و رفت ملتوی ہو گئی ہے۔ چینل میں آجکل جو جہاز ادھر اُدھر سے پہنچتے ہیں وہ بالکل برف سے مستور ہوتے ہیں پیرس کے بازاروں میں غریب غربا ٹھٹھر کر جان بحق ہو رہے ہیں۔ اٹلی کی جھیلیں اور نہریں جمی ہوئی ہیں۔ کیا سائنس اور علم حوادث ارضی اور سماوی کے ماہر اس بات کا کوئی تسلی بخش جواب دے سکتے ہیں کہ اگر قدرت کا یہ عظیم الشان کارخانہ ہمیشہ سے اور ہمیشہ کیلئے ایک مقررہ

قانون کا پابند ہی اور کوئی فوق الفوق قادر مطلق اور مدبر بالارادہ ہستی اس پر متصرف نہیں تو نیچر کے خالات روزمرہ میں کبھی کبھی یہ خلاف معمول واقعات کا ظہور کیوں ہوتا ہے اور کیا ایسے حوادث سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ اسلام ہی دنیا میں ایک ایسا مذہب ہے جسکے عقائد کو مان کر انسان کسی حال میں ٹھوکر نہیں کھا سکتا۔* ورنہ دہریے تو ایک طرف رہے اکثر مذاہب کے جو دہ کے پابند بھی ایسے موقعوں پر اپنے معتقدات کی معقولیت کا کوئی قابل اطمینان ثبوت نہیں دے سکتے"۔

پھر اخبار **نور افشاں** مورخہ ۲۲۔ فروری ۱۹۰۷ء میں لکھا ہے کہ ہانگ کانگ میں اس شدت سے بارش ہوئی کہ دس منٹ کے اندر بندرگاہ کے آس پاس قریب یکصد چینی ہلاک ہوئے اور پرچہ اخبار نور افشاں ۲۳۔ فروری ۱۹۰۷ء میں لکھا ہے کہ بمقام آرمی نیوز ہفتہ ہذا میں اس زور وشور کی بارش ہوئی کہ برسات کو بھی مات کر دیا اور دو تین مرتبہ شدت سے ژالہ باری بھی ہوئی #۔ ہم پہلے اس سے لکھ چکے ہیں کہ یہ پیشگوئی وقوع سے نو ماہ پہلے یعنی ۵۔ مئی ۱۹۰۶ء کو اخباروں میں شائع ہو چکی تھی۔ پھر نو ماہ کے بعد ایسی کھلے کھلے طور پر ظہور میں آئی کہ پنجاب اور یورپ اور امریکہ کی تمام اخباریں اس کی گواہ رویت ہو گئیں۔ پس ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے کہ کسی انسان کو یہ عمیق علم حاصل نہیں اور نہ کسی مفتری کی یہاں پیش جاتی ہے کہ وہ افترا کے طور پر خدائی قدرت کو آپ دکھاوے یہ کس قدر عظیم الشان نشان ہے کہ جیسا کہ خدائے قادر نے دو گذشتہ بہاروں کے متعلق دو زلزلوں کی خبر دی تھی یعنی ۱۹۰۵ء۔ اور ۱۹۰۶ء میں ایسا ہی تیسری مرتبہ پھر بہار کے متعلق یہ خبر دی کہ بہار کے موسم آئندہ میں جو ۱۹۰۷ء میں آئیگا سخت بارشیں ہونگی اور سردی بہت پڑیگی اور برف پڑیگی سو ایسا ہی ظہور میں آگیا اور بڑی شان وشوکت سے یہ پیشین گوئی پوری ہو گئی۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذٰلک۔

اس پیشگوئی کے ساتھ ایک اور پیشگوئی تھی جو رسالہ ریویو آف ریلیجنز اور بدر الحکم میں اُنہیں دنوں میں چھپ چکی اور شائع ہو چکی تھی اور وہ یہ ہے:۔

دیکھ میں تیرے لئے آسمان سے برساؤں گا اور زمین سے نکالوں گا۔ صحن میں ندیاں چلینگی۔ زلزلہ

---

* ایسے غیر معمولی حوادث سے صرف یہی نتیجہ نہیں نکلتا کہ اسلام برحق ہے بلکہ کھلے کھلے طور پر یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ جس شخص نے مسیح موعود ہونے کے دعوے کے ساتھ پیش از وقت ایسے غیر معمولی اور عالمگیر واقعہ کی خبر دی کہ وہ سچا اور خدا کی طرف سے ہے۔ منہ

ہم ایڈیٹر پرچہ نور افشاں سے پوچھتے ہیں کہ کیا کسی انجیل کے پیرو نے بھی یہ عظیم الشان پیشگوئی کی تھی کہ جو تمام دنیا پر دائرہ کی طرح محیط ہو گئی اگر یہ پیشگوئی خدا کی طرف سے نہیں تھی تو پھر کسی ایسے شخص کی طرف سے تھی جو قدرت نمائی میں خدا کے برابر تھا پھر جبکہ ایسے مسیح موعود نے خدا کی گواہی اپنے لئے پیش کر دی تو پھر اب بھی اُسکو نہ ماننا کیا یہ ان یہودیوں کی صفت ہے یا نہیں جنہوں نے مسیح کے معجزات دیکھ کر بھی اس سے دشمنی کی اور جو چاہا اس سے کیا۔ منہ

تیرے مخالف ہیں پکڑے جائیں گے۔ یاتیک من کلّ فجٍ عمیق۔ یاتون من کلّ فجٍ عمیق۔ والقی بہ الرعب العظیم۔ ویل لکلّ ھمزۃ لمزۃ۔ ساکرمک اکرامًا عجبًا۔ آسمان ٹوٹ پڑا۔ یہ تمام پیشگوئیاں بارش کے متعلق ہیں اور ساتھ اس کے یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ وہ کثرت بارش دشمنوں کیلئے مضر ہوگی۔ شاید اس کا یہ مطلب ہے کہ کثرت بارش طاعون اور طرح طرح کے امراض کو پیدا کریگی* اور بعض زراعتوں کا بھی نقصان ہوگا اور پھر عربی الہام کے یہ معنی ہیں کہ ان نشانوں کے ظہور کے بعد نئے سرے لوگوں کا رجوع ہوگا ہر ایک راہ سے وہ آئیں گے یہاں تک کہ راہ گہرے ہو جائیں گے اور بہت سے تحائف اور نقد اور جنس دور دور سے لوگ بھیجیں گے اور دشمنوں پر رعب عظیم پڑیگا۔ اُسوقت چغلخوروں اور عیب گیروں پر لعنت برسیگی اور میں تجھ ایک عجیب عزت دونگا۔ اتنی بارشیں ہونگی کہ گویا آسمان ٹوٹ پڑیگا۔

(۵) پانچواں نشان جو ان دنوں میں ظاہر ہوا وہ ایک دعا کا قبول ہونا ہے جو درحقیقت احیائے موتی میں داخل ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ عبد الکریم نام ولد عبد الرحمان ساکن حیدر آباد دکن ہمارے مدرسہ میں ایک لڑکا طالب العلم ہے قضاء قدر سے اسکو سگ دیوانہ کاٹ گیا۔ ہم نے اسکو معالجہ کیلئے کسولی بھیجدیا چند روز تک اُس کا کسولی میں علاج ہوتا رہا پھر وہ قادیان میں واپس آیا تھوڑے دن گذرنے کے بعد اس میں وہ آثار دیوانگی کے ظاہر ہوئے جو دیوانہ کتے کے کاٹنے کے بعد ظاہر ہوا کرتے ہیں اور پانی سے ڈرنے لگا اور خوفناک حالت پیدا ہوگئی تب اس غریب الوطن عاجز کیلئے میرا دل سخت بیقرار ہوا اور دعا کیلئے ایک خاص توجہ پیدا ہوگئی۔ ہر ایک شخص سمجھتا تھا کہ وہ غریب چند گھنٹہ کے بعد مرجائیگا ناچار اسکو بورڈنگ سے باہر نکال کر ایک الگ مکان میں دوسروں سے علیحدہ ہر ایک احتیاط سے رکھا گیا اور کسولی کے انگریز ڈاکٹروں کی طرف تار بھیجدی اور پوچھا گیا کہ اس حالت میں اس کا کوئی علاج بھی ہے اُس طرف سے بذریعہ تار جواب آیا کہ اب اس کا کوئی علاج نہیں مگر اس غریب اور بیوطن لڑکے کیلئے میرے دل میں بہت توجہ پیدا ہوگئی اور میرے دوستوں نے بھی اس کیلئے دعا کرنے کے لئے بہت ہی

* شاید اس فقرہ سے یہ مطلب ہو کہ ان نشانوں کے بعد تمام دشمن پورے طور پر لاجواب اور ساکت ہو جائیں گے۔ منہ

اصرار کیا کیونکہ اس غربت کی حالت میں وہ لڑکا قابل رحم تھا اور نیز دل میں یہ خوف پیدا ہوا کہ اگر وہ مرگیا تو ایک بُرے رنگ میں اُس کی موت شماتت اعدا کا موجب ہوگی تب میرا دل اس کیلئے سخت درد اور بیقراری میں مبتلا ہوا اور خارق عادت توجہ پیدا ہوئی جو اپنے اختیار سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ محض خدا تعالیٰ کی طرف سے پیدا ہوتی ہے اور اگر پیدا ہو جائے تو خدا تعالیٰ کے اذن سے وہ اثر دکھاتی ہے کہ قریب ہے کہ اس سے مردہ زندہ ہو جائے غرض اُس کیلئے اقبال علی اللہ کی حالت میسّر آگئی اور جب وہ توجہ انتہا تک پہنچ گئی اور درد نے اپنا پورا تسلط میرے دل پر کر لیا تب اس بیمار پر جو در حقیقت مردہ تھا اس توجہ کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے۔ اور یا تو وہ پانی سے ڈرتا اور روشنی سے بھاگتا تھا اور یا یکدفعہ طبیعت نے صحت کی طرف رُخ کیا اور اُس نے کہا کہ اب مجھے پانی سے ڈر نہیں آتا۔ تب اُس کو پانی دیا گیا تو اُس نے بغیر کسی خوف کے پی لیا بلکہ پانی سے وضو کر کے نماز بھی پڑھ لی اور تمام رات سوتا رہا اور خوفناک اور وحشیانہ حالت جاتی رہی یہاں تک کہ چند روز تک بکلّی صحتیاب ہو گیا۔ میرے دل میں فی الفور ڈالا گیا کہ یہ دیوانگی کی حالت جو اسمیں پیدا ہو گئی تھی یہ اس لئے نہیں تھی کہ وہ دیوانگی اس کو ہلاک کرے بلکہ اسلئے تھی کہ تا خدا کا نشان ظاہر ہو۔ اور تجربہ کار لوگ کہتے ہیں کہ کبھی دنیا میں ایسا دیکھنے میں نہیں آیا کہ ایسی حالت میں کہ جب کسی کو دیوانہ کتّے نے کاٹا ہو اور دیوانگی کے آثار ظاہر ہو گئے ہوں پھر کوئی شخص اس حالت سے جانبر ہو سکے اور اس سے زیادہ اس بات کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ جو ماہر اس فن کے کسولی میں گورنمنٹ کی طرف سے سگ گزیدہ کے علاج کیلئے ڈاکٹر مقرر ہیں اُنہوں نے ہمارے تار کے جواب میں صاف لکھ دیا ہے کہ اب کوئی علاج نہیں ہو سکتا

اس جگہ اس قدر لکھنا رہ گیا کہ جب مَیں نے اس لڑکے کے لئے دعا کی تو خدا نے میرے دل میں القا کیا کہ فلاں دوا دینی چاہیئے۔ چنانچہ مَیں نے چند دفعہ وہ دوا بیمار کو دی آخر بیمار اچھا ہو گیا یا یوں کہو کہ مردہ زندہ ہو گیا اور جو کسولی کے ڈاکٹروں کی طرف سے ہماری تار کا جواب آیا تھا ہم ذیل میں وہ جواب جو انگریزی میں ہے معہ ترجمہ کے لکھ دیتے ہیں اور وہ یہ ہے :-

To Station — From Station
Batala — Kasauli
To Person — From Person
Sher ali — Pasteur
Kadian

Sorry nothing can be done for
Abdul Karim

(انگریزی الفاظ اُردو میں) ٹو سٹیشن ۔ بٹالہ — فرام سٹیشن ۔ کسولی
ٹو پرسن ۔ شیر علی قادیان — فرام پرسن ۔ پیسٹیوٗر
ساری نہ تھنگ کین بی ڈن فار عبد الکریم

(ترجمہ) مقام بٹالہ — از مقام کسولی
بنام شیر علی قادیان — از جانب پسٹیوٗر
افسوس ہے کہ عبد الکریم کے واسطے کچھ بھی نہیں کیا جا سکتا۔

اور دفتر علاج سگ گزیدگان سے ایک مسلمان نے متعجب ہو کر کسولی سے ایک کارڈ بھیجا ہے جسمیں لکھا ہے کہ سخت افسوس تھا کہ عبد الکریم جسکو دیوانہ کتے نے کاٹا تھا اسکے اثر میں مبتلا ہو گیا مگر اس بات کے سُننے سے بڑی خوشی ہوئی کہ وہ دعا کے ذریعہ سے صحتیاب ہو گیا ایسا موقعہ جانبر ہونیکا کبھی نہیں سُنا یہ خدا کا فضل اور بزرگوں کی دعا کا اثر ہے الحمد للہ۔ راقم عاجز عبد اللہ از کسولی"

(۵) **پانچواں نشان** ایک شخص کا مباہلہ ہے یعنی اُس نے اپنے طور پر میری نسبت خدا تعالیٰ سے فیصلہ چاہا اور بہت سی نا کردنی اور ناگفتنی باتیں میری طرف منسوب کر کے خدا تعالےٰ سے انصاف کا خواستگار ہوا تب وہ اس درخواست سے چند روز بعد ہی بعارضہ طاعون اس جہان سے انتقال کر گیا۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ ایک شخص عبدالقادر نام ساکن طالب پور پنڈوری ضلع گورداسپور میں رہتا تھا اور طبیب کے نام سے مشہور تھا اسکو مجھ سے سخت عناد اور بغض تھا اور ہمیشہ مجھے گندی گالیاں دیتا تھا پھر جب اسکی گندہ زبانی انتہا تک پہنچ گئی تب اُس نے مباہلہ کے طور پر ایک نظم لکھی جس کا وہ حصّہ ہم اس جگہ چھوڑ دیتے ہیں جس میں اُس نے سخت سے سخت فسق و فجور کی باتیں میری طرف منسوب کی ہیں اور سعد اللہ لدھیانوی کے رنگ میں میرے چال چلن پر بھی تہمتیں لگائی ہیں اور بہت گندے الفاظ استعمال کئے ہیں اور ان شعروں کے سوا باقی چند شعر اس کے ہم اس جگہ نقل کر دیتے ہیں مگر اس کے بہت گندے شعروں سے اس کتاب کو پاک رکھتے ہیں اور ہم تمام تحریر اس کی جس کے سر پر دو شعر میرے بھی لکھے ہیں اور کچھ اس کی اپنی تحریر جو غلطی سے بھری ہوئی نظم اور کچھ نثر ہے وہ سب ذیل میں لکھ دیتے ہیں اور وہ یہ ہے :۔

من تصنیف مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

ابن مریم مرچکا حق کی قسم	داخلِ جنت ہوا ہے محترم*
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو	اس سے بہتر غلام احمدؐ ہے

اس کا جواب بموجب قرآن شریف کے مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ چھٹویں پارہ میں غور سے دیکھو جس کو مرزا صاحب خوب جانتے ہیں مگر باعث طمع نفسانی اس پر عمل نہیں کرتے۔

ابن مریم زندہ ہے حق کی قسم	صورتِ ملکی بفلک محترم
ذکر فخر آن کا ہے قرآن سے ثبوت	جھوٹ کہتے ہیں غلام احمدی
لوگو ثابت کر لو تم قرآن سے	دین کیوں کھوتے ہو تم بہتان سے
جھوٹھ کا بازار تھوڑے روز ہے	بعد اس کے حسرتِ دلسوز ہے
اب بھی مرزائیو ذرا حق سے ڈرو	زندگی میں جلد تم توبہ کرو
دین محمد کی کرو تم پیروی	ہاتھ آوے دوجہاں میں خسروی
جب خدا کا قہر ہو تم پر نزول	پھر نہ مرزا مہدی ہوگا نہ رسول

* چونکہ یہ شخص بے علم ہے اسلئے اس نے میرے شعروں کے لکھنے میں بھی غلطی کی ہے یہ مصرع جس پر مَیں نے نشان لگایا ہے جو میری شعر کا مصرع ہے اسمیں بھی اُسنے غلطی کی ہے کیونکہ وہ لکھتا ہے۔ داخل جنت ہوا ہے محترم۔ حالانکہ یہ مصرع اس طرح پر ہے۔ داخل جنت ہوا وہ محترم منہ

(لعنة اللہ علی الکاذبین)

بھول جائیں گے یہ سب قال و قول
ہیں دلائل سب شریعت سے فضول

صرف اُسکی عقل کا طومار ہے
عیش و عشرت کے لیئے یہ کار ہے

جو طریقہ اس نے ہے جاری کیا
کس پیمبر یا ولی نے یہ کہا

عورتیں بیگانہ کو ہمراہ لیا
باغ میں لیجا کے اُس نے یہ کہا

چھوڑ دو منہ کھلے اپنے تم نسا
ہاتھوں سے ہاتھ کرتے چھپا

اور کرتے کام ہیں وہ ناروا
پھر یہ لوگوں نے اسے مہدی کہا

یا الٰہی جلدتر انصاف کر
جھوٹ کا دنیا سے مطلع صاف کر

یہ شعر ہیں جن میں سے بہت گندے شعر ہم نے نکال دیئے ہیں کیونکہ وہ سخت گندے اور بیحیائی کے مضمون تھے مگر جیسا کہ ان شعروں کے مصنف نے جناب الٰہی میں دعا کی تھی کہ وہ انصاف کرے اور جھوٹ کا مطلع صاف کرے ایسا ہی خدا نے جلدتر انصاف کر دیا اور ان شعروں کے لکھنے کے چند روز بعد یعنی بعد تصنیف ان شعروں کے وہ شخص یعنی عبد القادر طاعون سے ہلاک ہو گیا مجھے اس کے ایک شاگرد کے ذریعہ سے یہ دستخطی تحریر اسکی مل گئی اور نہ وہ صرف اکیلا طاعون سے ہلاک ہوا بلکہ اور بھی اس کے بعض عزیز طاعون سے مرگئے ایک داماد بھی مرگیا پس اس طرح پر اس کے شعر کے مطابق جھوٹ کا مطلع صاف ہو گیا۔

افسوس کہ یہ لوگ آپ جھوٹ بولتے ہیں اور آپ گستاخ ہو کر تہمتیں لگاتے اور شریعت نبویہ کی رو سے حد قذف کے لائق ٹھیرتے ہیں پھر بھی کچھ پروا نہیں کرتے۔ یہ ہیں علماء فضلاء یعنی اس زمانہ کے ان لوگوں کے دلوں میں کچھ ایسی شوخی اور لاپروائی ہے کہ جب ایک شخص خدا تعالیٰ سے ایسا فیصلہ مانگ کر ہلاک ہو جاتا ہے تو دوسرا اسکی کچھ بھی پروا نہیں کرتا اور اس کا قائم مقام ہو کر گستاخی اور بدزبانی شروع کر دیتا ہے بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ جاتا ہے چنانچہ اب تک بیسیوں ان میں سے ایسے مباہلات سے ہلاک ہو چکے ہیں اگر میں سب کے حالات لکھوں تو کئی جزو کتاب کے اسی ذکر میں بھر جائیں میرے بہت سے دوستوں نے خط لکھے کہ فلاں شخص

یک طرفہ مباہلہ کر کے چند روز میں مر گیا اور فلاں شخص نے ہماری جماعت میں سے کسی کے ساتھ مباہلہ کیا تو صبح ہوتے ہی دنیا سے کوچ کر گیا اور بعض نے خود آکر ایسے عجیب نشان بیان کئے۔ چنانچہ کل ۲۸ - فروری ۱۹۰۷ء کو بھی چند مہمانوں نے حالات مباہلہ کے بیان کئے۔ مگر میں نے اس لئے کہ کتاب بہت بڑھ گئی ہے اور وہ واقعات بھی صرف زبانی ہیں ان کا لکھنا غیر ضروری سمجھا۔ معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ کا کیا ارادہ ہے کہ کوئی بھی ان میں سے یہ سوچتا نہیں کہ یہ تائیدات الٰہیہ کیوں ہو رہی ہیں کیا کاذبوں دجالوں اور فاسقوں کے یہی نشان ہیں کہ ان کے مقابل پر مباہلہ کی حالت میں خدا مومنوں متقیوں کو ہلاک کرتا جائے۔ بالآخر یاد رہے کہ اشعار مذکورہ قلمی مصنف کا عکس لے کر اس کتاب کے ساتھ شامل کر دیا گیا ہے تا مخالفوں پر اتمام حجت ہو اگر کسی کو انکار ہو کہ یہ اس کے شعر نہیں ہیں تو اس کی اس عکسی تحریر کو اس کی دوسری تحریروں سے ملا سکتا ہے اور اصل ہی میرے پاس محفوظ ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے۔ اور جس شخص کے ذریعہ سے مجھے یہ تحریر ملی ہے وہ اس کا شاگرد ہے اور اس کا نام ہے شیخ محمد ولد علی محمد ساکن ڈھیری والہ ضلع گورداسپور

خدا تعالیٰ کی قدرت ہے کہ اکثر مباہلہ کرنے والے طاعون سے ہی مرے اور اکثر سخت مخالفوں کا طاعون نے ہی فیصلہ کیا۔ براہین احمدیہ میں طاعون اور زلزلہ کا خدا نے اس زمانہ میں ذکر کیا ہے کہ جب کہ ان عذابوں کا اس ملک میں نام و نشان نہ تھا جیسا کہ براہین احمدیہ میں موت کی یہ پیشگوئی ہے کہ لا یصدق السفیہ الا سیفۃ الھلاک۔ اتیٰ امر اللہ فلا تستعجلوہ یعنی سفلہ آدمی بجز موت کے نشان کے اور کسی نشان کی تصدیق نہیں کرتا اُنکو کہدے کہ وہ نشان بھی آنیوالا ہے پس تم مجھ سے جلدی مت کرو۔ پس موت کے نشان سے یہی طاعون کا نشان مراد تھا۔ ایسا ہی دوسری جگہ اللہ تعالیٰ براہین احمدیہ میں فرماتا ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰن لتنذر قوماً ما انذر اٰباءھم ولتستبین سبیل المجرمین۔ قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ وَاَنَا اوّل المؤمنین۔ یعنی وہ خدا ہے جس نے تجھے قرآن سکھلایا اور صحیح معنوں پر مطلع کیا تا کہ تو آنے والے عذاب سے اُن لوگوں کو ڈرا دے جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے

اور تا کہ مجرموں کی راہ کھل جائے یعنی معلوم ہو جائے کہ کون مجرم اور کون طالب حق ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ فرمایا جو براہین احمدیہ میں درج ہے اور وہ یہ ہے:۔

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

اور ظاہر ہے کہ نذیر کا لفظ اُسی مرسل کیلئے خدا تعالیٰ استعمال کرتا ہے جسکی تائید میں یہ مقدر ہوتا ہے کہ اسکے منکروں پر کوئی عذاب نازل ہوگا کیونکہ نذیر ڈرانیوالے کو کہتے ہیں اور وہی نبی ڈرانیوالا کہلاتا ہے جس کے وقت میں کوئی عذاب نازل ہونا مقدر ہوتا ہے۔ پس آج سے چھبیس برس پہلے جو براہین احمدیہ میں میرا نام نذیر رکھا گیا ہے اسمیں صاف اشارہ تھا کہ میرے وقت میں عذاب نازل ہوگا سو اس پیشگوئی کے مطابق طاعون اور زلزلوں کا عذاب نازل ہوگیا۔ بعض نادان کہتے ہیں کہ یورپ اور امریکہ کے اکثر انسان تو آپکے نام سے بھی بے خبر ہیں پھر وہ لوگ زلزلوں اور آتش فشاں پہاڑوں سے کیوں ہلاک ہوئے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ لوگ اپنے کثرت گناہوں اور بدکاریوں کی وجہ سے اس لائق ہو چکے تھے کہ دنیا میں اُن پر عذاب نازل کیا جاوے پس خدا تعالیٰ نے اپنی سُنت کے موافق ایک نبی کے مبعوث ہونے تک وہ عذاب ملتوی رکھا اور جب وہ نبی مبعوث ہوگیا اور اس قوم کو ہزارہا اشتہاروں اور رسالوں سے دعوت کی گئی تب وہ وقت آگیا کہ انکو اپنے جرائم کی سزا دی جائے اور یہ بات سراسر غلط ہے کہ یورپ اور امریکہ کے لوگ میرے نام سے بھی بیخبر ہیں یہ امر کسی منصف مزاج پر پوشیدہ نہیں رہیگا کہ عرصہ قریباً بیس برس کا گذر گیا ہے جبکہ میں نے سولہ ہزار اشتہار دعوت انگریزی میں چھپوا کر اور اسمیں اپنے دعویٰ اور دلائل کا ذکر کر کے یورپ اور امریکہ میں تقسیم کیا تھا اور بعد اسکے مختلف اشتہارات وقتاً فوقتاً تقسیم ہوتے رہے ہے اور پھر کئی برس سے رسالہ انگریزی ریویو آف ریلیجنز یورپ اور امریکہ میں بھیجا جاتا اور یورپ کے اخباروں میں بارہا میرے دعوے کا ذکر ہوا ہے اور جو ڈوئی** پر یہ دعا کی گئی تھی

** ملک امریکہ کے ایک شخص ڈوئی [illegible] مرگیا۔ منہ

اس کا ذکر بھی یوروپ کی اخباروں میں ہوا تھا پھر باوجود اس قدر متواتر اشاعت کے جو بیس برس سے زیادہ سے ہو رہی ہے کون قبول کریگا کہ وہ لوگ میرے نام سے بھی ناواقف ہیں بلکہ بعض تو ان میں سے میرے سلسلہ میں بھی داخل ہو چکے ہیں۔

ماسوا اس کے ہر ایک کو معلوم ہے کہ حضرت نوح کے طوفان نے ان لوگوں کو بھی ہلاک کر دیا تھا جن لوگوں کو حضرت نوح کے نام کی خبر بھی نہیں تھی۔ پس اصل بات یہ ہے کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ خدا تعالیٰ دنیا میں عذاب نازل نہیں کرتا جبتک پہلے اس سے کوئی رسول نہیں بھیجتا۔ یہی سنت اللہ ہے اور ظاہر ہے کہ یوروپ اور امریکہ میں کوئی رسول پیدا نہیں ہوا۔ پس ان پر جو عذاب نازل ہوا صرف میرے دعوے کے بعد ہوا۔

عبدالقادر طالب پور پنڈوری والے کی اصل تحریر کا عکس یہ ہے:-

عمل تصنیف مرزا صاحب غلام احمد قادیانی

ابن مریم مر گیا حق کی قسم
داخل جنت ہوا وہ محترم
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو
اس سے بہتر ہے غلام احمدی

اس کا جواب بموجب قرآن شریف کے

ما قتلوہ وما صلبوہ چھوڑیں انبیا
مرے دیکھو جسکو مرزا صاحب عجب
جانتے ہیں مگر باعث طمع نفسانی
کے اوسپر عمل نہیں کرسکے

ابن مریم زندہ ہے حق کی قسم
صورت ملکی بفلک محترم
ذکر و فخر اوسکا ہے قرآن سے ثبوت
جھوٹے کہتے ہیں غلام احمدی

لو تو بات کرلو ہم قرآن سے
دنیا میں کیوں کہتے ہو کہ نبی جلیل
جھوٹے کا نام لیتے ہو تمہارے اور ہے
بعد اوسکے حضرت رسول

اب بھی مرزا کو ذرا حق سے ڈرو
زندگی ہیں چلبتر توبہ کرو
اپنی محمد کی کرو تم پیروی
ہاتھ آوے دو جہاں میں خسروی
جب خدا کی قہر ہو تم پر نزول
پھر نہ مرزا مہدی ہوگا نہ رسول
بھول جاوینگے یہ سب تاللہ قول
ہیں دلائل سب شریعت سے فضول
حیف اوسکی عقل کا ہو مارے
عیش و عشرت کے لئے بیکار ہے

جو طریقہ اسنے ہے جاری کیا
کس پیمبر یا ولی نے یہ کیا
عورتیں بیگی تہیں تسو ہمراہ لیا
باغ میں لیکے اونسے بیعہ کیا
چھوڑ دو منہ کیلے اپنے تم نے
ہاتھ میں سے ہاتھہ کر تھے چھپا
اور مکر سے کام ہیں عذر ناسمجھ
پھر یہ لوگوں نے اسے مہدی کیا
یاالٰہی جلد تو انصاف کر
جھوٹھ کا دنیا سے مطلع صاف کر

(۶) **چھٹا نشان** حکیم حافظ محمد دین کی موت ہے جو بعد مباہلہ وقوع میں آئی اسکی تفصیل یہ ہے کہ ایک شخص ساکن موضع ننگر تھا جو متصل ریلوے سٹیشن کاہنہ اور تحصیل لاہور کے متعلق ہے۔ اُس نے اپنی کتاب میں میری نسبت کئی لفظ بطور مباہلہ کے استعمال کئے تھے اور جھوٹے کے لئے خدا تعالیٰ کے غضب اور لعنت کی درخواست کی تھی اور پھر اس درخواست کے بعد کہ جو اس نے کئی جگہ اپنی کتاب میں کی ہے جس کتاب کا نام اُس نے فیصلہ قرآنی اور تکذیب قادیانی رکھا ہے ایک سال اور تین ماہ بعد مر گیا۔ ✤

چنانچہ وہ صفحہ ۶ اور صفحہ ۷ اور صفحہ ۸۵ میں یہ آیات بطور مباہلہ کے لکھتا ہے۔

✤ یہ کتاب اس کی اسلامی سٹیم پریس لاہور میں طبع ہوئی تھی باہتمام حکیم چنن دین۔

وَیْلٌ لِّکُلِّ اَفَّاکٍ اَثِیْمٍ - وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ - لعنۃ اللہ علی الکاذبین -
یہ آیتیں ہیں جو اس نے لکھی ہیں - چنانچہ ایک آیت میں تو اُس شخص پر لعنت کی گئی ہے جو
جھوٹ بولتا اور افترا کرتا ہے اور دوسری آیت میں اُس شخص پر لعنت کی گئی ہے جو سچے
کی تکذیب کرتا ہے - پس یہی مباہلہ ہے اور تیسری آیت میں عام طور پر جھوٹے پر لعنت کی ہے
اور جیسا کہ مَیں نے لکھا ہے جب یہ شخص اس کتاب کو شائع کر چکا تو ایک سال تین ماہ کے
بعد مر گیا - اب ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے کہ اسلام میں مباہلہ ایک فیصلہ کن امر قرار دیا
گیا ہے پس جبکہ مجھے حکیم حافظ محمد دین نے اپنی کتاب میں مفتری ٹھیرایا اور میرا نام
افّاک اثیم رکھا اور پھر اپنی کتاب کے صفحہ ۶۲ میں میری نسبت یہ آیت لکھی - ویل
لکلّ افّاک اثیم یسمع *آیات اللہ تتلیٰ علیھم ثم یصرّ مستکبرًا کان لم
یسمعھا فبشرہ بعذاب الیم - یعنی لعنت ہے مفتری گنہگار پر جو خدا کی آیتوں کو
سنتا ہے پھر تکبر کی راہ سے انکار پر اصرار کرتا ہے گویا کچھ بھی نہیں سُنا - پس اُسکو تو دردناک
عذاب کی بشارت دے - پس یہ شخص محمد دین یہ آیات لکھ کر یہ اشارہ کرتا ہے کہ گویا میں
افّاک اثیم ہوں اور اُس کی زندگی میں ہی دردناک عذاب میں مبتلا ہو جاؤں گا
لیکن خدا تعالےٰ نے اس کی موت سے فیصلہ کر دیا کہ کون افّاک اثیم ہے -

(۷) ساتواں نشان - ۲۸ - فروری ۱۹۰۷ء کی صبح کو یہ الہام ہوا - سخت زلزلہ آیا اور آج
بارش بھی ہوگی خوش آمدی نیک آمدی - چنانچہ یہ پیشگوئی صبح کو ہی قبل از وقوع تمام جماعت کو
سُنائی گئی اور جب یہ پیشگوئی سُنائی گئی بارش کا نام و نشان نہ تھا اور آسمان پر ایک ناخن کے
برابر بھی بادل نہ تھا اور آفتاب اپنی تیزی دکھلا رہا تھا اور کوئی نہیں جانتا تھا کہ آج بارش
بھی ہوگی اور پھر بارش کے بعد زلزلہ کی خبر دی گئی تھی پھر ظہر کی نماز کے بعد یکدفعہ بادل آیا اور
بارش ہوئی اور رات کو بھی کچھ برسا اور اُس رات کو جسکی صبح میں ۲ - مارچ ۱۹۰۷ء کی تاریخ تھی
زلزلہ آیا جس کی خبریں عام طور پر مجھے پہنچ گئیں پس اس پیشگوئی کے دونوں پہلو تین دن میں پورے ہو گئے

* یہ لفظ آیت قرآنی کا اس شخص نے بوجہ عدم علم قرآن کے غلط لکھا ہے۔ صحیح اس طرح ہے یسمع آیات اللہ تتلیٰ علیہ - منہ

اس تحریر کے بعد ۵ مارچ ۱۹۰۷ء کی ڈاک میں دو خط مجھے ملے ایک خط اخویم مرزا نیاز بیگ صاحب رئیس کلانور کی طرف سے تھا جس میں لکھا تھا کہ دو اور تین مارچ کی درمیانی رات میں سخت دھکہ زلزلہ کا محسوس ہُوا اور اس سے پہلے بارش بھی ہوئی اور اولے بھی پڑے اور وہ الہام کہ **آسمان ٹوٹ پڑا** سارا پورا ہوگیا۔

اور اسی ڈاک میں ایک خط یعنی کارڈ اخویم میاں نواب خاں صاحب تحصیلدار گجرات کا مجھ کو ملا جس میں لکھا تھا کہ دوسری اور تیسری مارچ ۱۹۰۷ء کی درمیان جو رات تھی اس میں ساڑھے نو بجے رات کے ایک سخت دھکا زلزلہ کا محسوس ہُوا اور نہایت خطرناک تھا۔

اور اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور مؤرخہ ۵۔ مارچ ۱۹۰۷ء میں اس زلزلہ کے متعلق مندرجہ ذیل خبر ہے "ہفتہ کی شام کو ایک تیز دھکہ زلزلہ کا محسوس ہُوا جو چند سیکنڈ تک رہا اسکی سمت شمال مشرق تھی۔

اور اخبار عام لاہور مؤرخہ ۶۔ مارچ ۱۹۰۷ء میں لکھا ہے کہ سرینگر کشمیر میں سنیچر کی رات کو بوقت ۹½ بجے ایک تیز زلزلہ محسوس ہُوا چند سیکنڈ رہا شمالاً شرقاً۔

اب کوئی ہمیں بتادے کہ کیا کسی انسان کی طاقت میں یہ بات داخل ہو کہ اپنی طرف سے یہ پیشگوئی شائع کرے کہ آج بارش ہوگی اور اس کے بعد زلزلہ آئیگا اور ایسے وقت میں خبر دی ہو جبکہ دھوپ نکلی ہوئی تھی اور بارش کا کوئی نشان نہ تھا اور پھر اسی طرح وقوع میں آجائے اور اگر یہ سوال کیا جائے کہ اس کا ثبوت کیا ہے تو معزز گواہان رویت کے نام ذیل میں لکھے جاتے ہیں جنکو یہ پیشگوئی اس وقت سنائی گئی تھی یعنی ۲۸۔ فروری ۱۹۰۷ء کی صبح کے وقت جبکہ دھوپ صاف طور پر نکلی ہوئی تھی اور آسمان پر سورج چمک رہا تھا اور بادل کا نام و نشان نہ تھا۔

سخت زلزلہ والی پیشگوئی مؤرخہ ۲۸ فروری ۱۹۰۷ء کی قبل از وقت سننے کے گواہ

محمد صادق ایڈیٹر اخبار بدر قادیان۔ اہلیہ محمد صادق۔ والدہ خواجہ علی۔ محمد نصیب احمدی محرر اخبار بدر ماسٹر شیر علی۔ غلام احمد محرر تشحیذ الاذہان۔ غلام محمد مدرس لوئر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

مولوی محمد احسن بقلم خود - عبید اللہ بسمل احمدی عفی عنہ - میں نے اپنے کانوں سے یہ پیش گوئی سُنی محمد سرور عفی عنہ

غلام قادر - قاضی امیر حسین میں نے بھی سُنا ہے - غلام نبی بقلم خود - ماموں خاں جمناسٹک انسٹرکٹر -

حاکم علی از چک پنیار حال وارد قادیان - حافظ محمد ابراہیم مہاجر قادیان - محمد الدین بقلم خود طالب علم

ایم - اے کالج علیگڈھ حال وارد قادیان - خاکسار فقیر اللہ نائب ناظم میگزین - عبد الرحیم سیکنڈ کلرک

میگزین - خاکسار احمد علی نمبردار ساکن بازید چک حال وارد قادیان - محمد الدین - محمد حسن احمدی دفتری -

انا علیٰ ذٰلک من الشاہدین) - عبد الحی عرب مصنف لغات القرآن - محمد جی ایبٹ آبادی -

سید مہدی حسین مہاجر

سید غلام حسین کشمیری - سید ناصر شاہ صاحب - محمد اسحاق - غلام محمد - دولت علی طالب علم -

بیشک ۲۸ - فروری کو میں نے حضور کا الہام سُنا (اوورسیر کشمیر) کہ زلزلہ سخت آیا اور آج بارش بھی ہوگی - خادم قطب

الدین حکیم - محمد حسین کاتب اخبار بدر - شیخ عبد الرحیم دفتری بدر - سید احمد نور کابلی - سلطان محمد طالب علم افغان -

حضرت نور کابلی - عبد اللہ افغان - حاجی شہاب الدین فضل الدین حکیم - خلیفہ رجب دین لاہوری بقلم خود -

حاجی فضل حسین شاہجہان پوری - شیخ محبوب الرحمان بنارسی - لطف الرحمٰن - شیخ احمد میسوری

محمد سلیمان مونگیری - عبد الستار خاں کابلی مہاجر - شیخ محمد اسمٰعیل سرساوی مدرس - سید ناصر نواب عبد الرؤف

فخر الدین طالب علم مدرسہ تعلیم الاسلام - منشی کرم علی کاتب ریویو آف ریلیجنز - سید تفضل حسین بریلوی

اکبر شاہ خاں نجیب آبادی - غلام حسن نانبائی بورڈنگ - غلام محمد افغان مہاجر -

زلزلہ آیا اور آج بارش بھی ہوگی خوش آمدی نیک آمدی میں نے سُنا (حکیم حاجی مولوی) نور الدین

میں نے ۲۸ - فروری ۱۹۰۷ء کو یہ الہام سُنا تھا - زلزلہ آیا - آج بارش بھی ہوگی - خوش آمدی نیک آمدی -

حکیم محمد زمان میں نے سُنا اور اسی روز خط میں منشوری لکھدیا عبد الرحیم نور تھ ماسٹر | غلام محمد طالبعلم بی - اے

شیخ غلام احمد - خاکسار یار محمد بی - او - ایل - برکت علی خاں | ایم - اے - او کالج علیگڈھ

قدرت اللہ خاں مہاجر - شیخ عبد العزیز نومسلم احمد دین زرگر - عبد اللہ ساکن تتہ پین کشمیر حال وارد قادیان

یعنی یہ الہام اسی دن صبح کے ۷ بجے سُنا اور اسی دن بارش بھی ہوئی اور زلزلہ بھی تیسرے دن آیا - محمود احمد

میں نے صبح ۲۸ - فروری ۱۹۰۷ء کو یہ پیشگوئی سُنی { امیر احمد ولد مولوی سردار علی حکیم ساکن میانی { میں نے ۲۸ - فروری ۱۹۰۷ء کو پیش گوئی سنی { محمد اشرف محرر دفتر صدر انجمن

شیخ عبداللہ معالج بورڈنگ ہوس	مولوی عظیم اللہ نابھہ والے	عبدالغفار خاں افغان متوطن ملک تھ سمت ملا وارد قادیان			
عبدالغنی طالب علم	دین محمد مستری	مولوی محمد فضل چنگوی احمدی	کریم بخش نمبردار راٹپور		
صاحبزادہ منظور محمد لدھیانوی	غلام حسین ولد محمد یوسف اپیل نویس	عبدالغنی - فیض احمد			
محمد اسمعیل	عبدالحق	عبدالرحمٰن	فضل الدین	منظور علی	مرزا برکت علی بیگ
مستری عبدالرحمٰن	ولی اللہ شاہ	حبیب اللہ شاہ	فخرالدین	گوہر دین	خواجہ عبدالرحمٰن
ملک عبدالرحمٰن	محمد یحییٰ	عبدالستار	عبدالعزیز	بشیر احمد	عبداللہ جٹ
عبدالرحمٰن لدھیانوی	محمد اسمٰعیل	علی احمد	حیات خاں	اسحاق	دین محمد
ابراھیم	برکت اللہ	عبدالرحمٰن	سید الطاف حسین	عبدالرحمٰن داتوی	ممتاز علی
عبدالکریم	عبدالجبار	احمد دین	محمود	عبدالحق	عبیداللہ
عبدالرحمٰن	عبداللہ	کریم بخش قاسمائل	نور محمد فراش	غلام محمد کاتب کتاب ہذا	

یاد رہے کہ اس پیشگوئی میں کہ سخت زلزلہ آئیگا اور آج بارش بھی ہوگی ایک لطیفہ ہے اور وہ یہ ہے کہ زلزلہ زمین سے متعلق ہے اور بارش آسمان سے آتی ہے پس یہ ایسی پیشگوئی ہے کہ اس میں زمین اور آسمان دونوں جمع کر دیئے گئے ہیں تا پیشگوئی دونوں پہلوؤں سے پوری ہو کیونکہ یہ امر انسان کی طاقت سے باہر ہے کہ وہ اپنی طرف سے ایسی پیشگوئی کرے جس میں زمین اور آسمان دونوں شامل کر دیئے جائیں بلکہ خود یہ امر انسانی طاقت سے باہر ہے کہ عین صعوبت کے وقت جبکہ بارش کا خاتمہ ہو چکا ہو یہ پیشگوئی کرے کہ آج بارش ہوگی اور پھر بارش ہو جائے۔

اے ناظرین! اب ہم نمونہ کے طور پر وہ تمام نشان اپنے دعوے کے متعلق لکھ چکے ہیں ✽ جن کے لکھنے کیلئے ہم نے قصد کیا تھا اور ہزار ہزار خدائے ذوالجلال کا شکر ہے کہ محض اس نے اپنے فضل و کرم سے میری تائید میں یہ نشان دکھلائے اور مجھے طاقت نہیں تھی کہ ایک ذرہ بھی زمین سے یا آسمان سے اپنی شہادت میں کچھ پیش کر سکتا مگر اس نے جو زمین و آسمان کا مالک ہے جسکی اطاعت کا ذرہ ذرہ اس عالم کا جوا اٹھا رہا ہے۔ میری تائید میں ایک دریا نشانوں کا بہا دیا اور وہ

✽ ۸ مارچ ۱۹۰۷ء لنڈن کی تار کی خبر آئی ہے جو پرسوں اخبار میں شائع ہوئی ہے کہ ڈوئی جس نے امریکہ میں پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا اور جس کی نسبت میں نے پیشگوئی کی تھی کہ وہ اپنے دعوے کی وجہ سے خدا اس کو میری زندگی میں ہلاک کرے گا وہ ذلت کے ساتھ مر گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ یہ ایک بڑا نشان ظاہر ہوا۔ منہ

تائید دکھلائی جو میرے خیال اور گمان میں بھی نہیں تھی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں اس لائق نہ تھا کہ میری یہ عزت کی جائے مگر خدائے عزّوجلّ نے محض اپنی ناپیدا کنار رحمت سے میرے لئے یہ معجزات ظاہر فرمائے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں اُس کی راہ میں۔ طاعت و تقویٰ کا حق بجا نہیں لا سکا جو میری مراد تھی اور اسکے دین کی وہ خدمت نہیں کر سکا جو میری تمنا تھی۔ میں اس درد کو ساتھ لیجاؤں گا کہ جو کچھ مجھے کرنا چاہئے تھا میں کر نہیں سکا لیکن اُس خدائے کریم نے میرے لئے اور میری تصدیق کیلئے وہ عجائب کام اپنی قدرت کے دکھلائے جو اپنے خاص برگزیدوں کے لئے دکھلاتا ہے۔ اور میں خوب جانتا ہوں کہ میں اس عزت اور اکرام کے لائق نہ تھا جو میرے خداوند نے میرے ساتھ معاملہ کیا۔ جب مجھے اپنے نقصان حالت کی طرف خیال آتا ہے تو مجھے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ میں کیڑا ہوں نہ آدمی۔ اور مردہ ہوں نہ زندہ۔ مگر اس کی کیا عجیب قدرت ہے کہ میرے جیسا ہیچ اور ناچیز اُس کو پسند آ گیا اور پسندیدہ لوگ تو اپنے اعمال سے کسی درجہ تک پہنچتے ہیں مگر میں تو کچھ بھی نہیں تھا۔ یہ کیا شان رحمت ہے کہ میرے جیسے کو اُس نے قبول کیا۔ میں اس رحمت کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔ دنیا میں ہزاروں آدمی ہیں کہ الہام اور مکالمہ الٰہیہ کا دعویٰ کرتے ہیں مگر صرف مکالمہ الٰہیہ کا دعویٰ کچھ چیز نہیں ہے جب تک اس قول کے ساتھ جو خدا کا سمجھا گیا ہے خدا کا فعل یعنی معجزہ نہ ہو جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے خدا کا قول خدا کے فعل سے شناخت کیا گیا ہے۔ ورنہ کون معلوم کر سکتا ہے کہ وہ ایک قول جو پیش کیا گیا ہے وہ خدا کا قول ہے یا شیطان کا یا وسوسہ نفسانی ہے۔ خدا کا قول اور خدا کا فعل لازم ملزوم ہیں یعنی جس پر درحقیقت خدا کا قول نازل ہوتا ہے اُس کی تائید میں خدا کا فعل بھی ظہور میں آتا ہے یعنی اُس کی پیشگوئیوں کے ذریعہ سے عجائبات قدرت اسقدر ظاہر ہوتے ہیں کہ خدا کا چہرہ نظر آ جاتا ہے تا ثابت ہو جائے کہ اس کا الہام خدا کا قول ہے۔

افسوس اس زمانہ میں جا بجا ایسے لوگ بہت ہو گئے ہیں جنکو ملہم کہلانیکا شوق ہے اور بغیر اس کے کہ وہ اپنے نفس کو جانچیں اور اپنی حالت کو دیکھیں کہ جو کچھ انکی زبان پر جاری ہوا اُس کو کلام الٰہی یقین کر لیتے ہیں حالانکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ وہ زبان جس پر خدا کا کلام جاری ہو سکتا ہے اسی پر شیطان کا کلام بھی نازل

ہو سکتا ہے اور حدیث النفس بھی ہو سکتی ہے۔ پس کوئی کلام جو زبان پر جاری ہو ہرگز اس لائق نہیں کہ اسکو خدا کا کلام کہا جائے جبتک دو شہادتیں اس کا منجانب اللہ ہونا ثابت نہ کریں۔ اوّل یہ شہادت کہ ایسا شخص جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میرے پر خدا کا کلام نازل ہوتا ہے اسکی ایسی حالت چاہیئے جس سے معلوم ہو کہ وہ اس لائق ہے کہ اس پر خدا تعالیٰ کا کلام نازل ہو سکتا ہے کیونکہ جو شخص جس سے قریب ہوتا ہے اُسی کی آواز سُنتا ہے پس جو شخص شیطان سے قریب ہے وہ شیطان کی آواز سُنتا ہے اور جو خدا تعالیٰ سے قریب ہے وہ اسکی آواز کو۔ صرف اس حالت میں کسی کو ملہم من اللہ کہہ سکتے ہیں جبکہ وہ درحقیقت خدا کی رضامندی حاصل کرنے کیلئے اپنی رضامندی چھوڑ دیتا اور اُسکے پُورے خوش کرنے کیلئے ایک تلخ موت اپنے لئے اختیار کر لیتا ہے اور اسکو سب چیز پر مقدم کر لیتا ہے اور خدا تعالیٰ اسکے دل کی طرف دیکھتا ہے تو اس کو تمام دنیا سے الگ اور اپنی رضا میں محو پاتا ہے اور سچ مچ ہر ایک ذرہ اسکے وجود کا خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہو جاتا ہے اور اگر امتحان کیا جائے تو کوئی چیز اس کو خدا تعالیٰ سے نہیں روک سکتی نہ دولت نہ مال نہ زن نہ فرزند نہ آبرو۔ بلکہ وہ درحقیقت اپنی ہستی کا نقش مٹا دیتا ہے اور خدا تعالیٰ کی ایسی محبت اُس پر غالب آجاتی ہے کہ اگر اس کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے یا اسکی اولاد کو ذبح کیا جاوے یا اس کو آگ میں ڈالا جائے اور ہر ایک تلخی اُس پر وارد کی جائے تب بھی وہ اپنے خدا کو نہیں چھوڑتا اور مصیبت کے کسی حملہ سے وہ اپنے خدا سے الگ نہیں ہوتا۔ اور صادق اور وفادار ہوتا ہے اور تمام دنیا اور دنیا کے بادشاہوں کو ایک مردہ کیڑے کی طرح سمجھتا ہے اور اگر اُس کو یہ بھی سُنایا جائے کہ تو جہنم میں داخل ہوگا تب بھی وہ اپنے محبوب حقیقی کا دامن نہیں چھوڑتا کیونکہ محبت الٰہی اسکا بہشت ہو جاتا ہے اور وہ خود نہیں سمجھ سکتا کہ مجھ کو خدا سے کیوں ایسا تعلق ہے کیونکہ کوئی نامرادی اور کوئی امتحان اس تعلق کو کم نہیں کر سکتا پس اس حالت میں کہہ سکتے ہیں کہ وہ خدا سے نزدیک ہے نہ شیطان سے۔ ایسے لوگ اولیاء الرحمٰن ہیں اور خدا اُن سے محبت کرتا ہے اور وہ خدا سے۔ اور اُنہیں پر خدا تعالیٰ کا کلام نازل ہوتا ہے اور وہ لوگ اِنّ عبادی لیس لک علیہم سلطان میں داخل ہیں۔ **دوسری شہادت**۔ خدا تعالیٰ کے ملہم کیلئے یہ ضروری ہے کہ اس کلام کے ساتھ جو اس پر نازل ہوتا ہے خدا تعالیٰ کا فعل بھی ہو کیونکہ جیسا کہ جب سورج طلوع کرتا ہے تو اس کے ساتھ سورج کی تیز شعاعیں بھی ہونی ضروری ہیں۔ ایسا ہی خدا کا کلام کبھی اکیلا نازل نہیں ہوتا بلکہ اسکے ساتھ خدا کا فعل بھی ہوتا ہے یعنی انواع واقسام کے معجزات اور انواع واقسام کی تائیدات اور

برکات ساتھ ہوتی ہیں ورنہ کمزور انسان کیونکر سمجھ سکتا ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے پس جس شخص نے خدا کے کلام نازل ہونیکا دعویٰ کیا اور اس کے ساتھ وہ کھلے کھلے معجزات اور تائیدات شامل نہیں اسکو خدا سے ڈرنا چاہیئے اور ایسا دعویٰ ترک کرنا چاہیئے اور پھر یہ دعویٰ صرف اس قدر بات سے صادق نہیں ٹھہر سکتا کہ وہ ایک دو نشان جو سچ ہو گئے ہیں پیش کرے بلکہ کم سے کم دو تین سو خدا کے کھلے کھلے نشان چاہئیں جو اُسکی تصدیق کریں اور پھر علاوہ اسکے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کلام قرآن شریف سے مخالف نہ ہو۔

یہ بات ہر ایک کیلئے قابل غور ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں کس فرقہ ضالّہ کا غلبہ ہوگا اور اس کے سوا مسیح موعود کا کیا کام ہوگا۔ صحیح بخاری جو بعد کتاب اللہ اصح الکتب کہلاتی ہے اسمیں کہیں ذکر نہیں کہ مسیح موعود دجّال کو قتل کرنے کیلئے ظاہر ہوگا بلکہ اسمیں صرف یہ کام مسیح موعود کا لکھا ہے کہ وہ صلیب کو توڑیگا اور خنزیر کو قتل کریگا۔ اس سے بصراحت معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود پادریوں کے غلبہ اور سطوت اور شوکت کے وقت ظاہر ہوگا یعنی جبکہ انکا دجل اور تحریف اور تبدیل انتہا تک پہنچ جائیگی اور وہ محرف کتابوں کی اشاعت میں ناخنوں تک زور لگائیں گے تب مسیح موعود ظہور کریگا اور اس کا اصل مقصد کسر صلیب ہوگا لیکن صحیح مسلم میں قتل دجّال کا ذکر ہے اور لکھا ہے کہ مسیح موعود دجّال کو قتل کریگا اور اسی مقصد کیلئے ظاہر ہوگا مگر ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ دجّال کا گرجا سے یعنی کلیسیا سے خروج ہوگا۔ بظاہر ان دونوں کتابوں یعنی بخاری اور مسلم میں بڑا تناقض ہے کیونکہ صحیح بخاری تو اصل مقصد ظہور مسیح موعود کسر صلیب ٹھیراتی ہے لیکن صحیح مسلم اصل مقصد مسیح موعود کا جس کیلئے وہ ظاہر ہوگا قتل دجّال بیان کرتی ہے شاید یہ جواب دیا جائے کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت میں ایک حصّہ زمین پر دجّال کا غلبہ ہوگا اور زمین کے دوسرے حصّہ میں صلیب پرست قوم کا غلبہ ہوگا جیسا کہ دو بادشاہتیں جدا جدا ہوتی ہیں مگر یہ جواب صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ مسلم امر ہے کہ دجّال تمام زمین پر بجز مکہ اور مدینہ کے پھر جائیگا یعنی ہر ایک جگہ اُسکا تسلّط ہو جائیگا جیسا کہ احادیث صحیحہ اسکی شاہد ہیں۔ پس کیا نعوذ باللہ صلیب پرستی کا غلبہ مکہ اور مدینہ میں ہوگا کیونکہ بہرحال مسیح موعود کے وقت میں کسی حصّہ زمین میں صلیبی غلبہ بھی مان لینا چاہیئے پس جبکہ مکہ اور مدینہ کے سوا تمام زمین پر اور سب جگہ دجّال کا غلبہ ہوگیا تو صلیبی غلبہ کیلئے صرف مکہ اور مدینہ کی زمین رہ گئی۔

یہ تو وہ احادیث ہیں جو دجّال کے غلبہ کو بیان کرتی ہیں۔ دوسری طرف ایسی احادیث بھی ہیں جو یہ بتلاتی ہیں کہ مسیح موعود کے وقت میں تقریباً تمام زمین پر عیسائی سلطنت قوت اور شوکت رکھتی ہوگی اور درحقیقت حدیث یکسر الصلیب میں بھی اسی طرف اشارہ ہے اور آیت مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُوْنَ بھی یہی آواز بلند بتلا رہی ہے پس اس صورت میں یہ توجیہ قابل اعتبار نہ رہی کہ اس زمانہ میں کچھ حصہ زمین میں غلبہ عیسائیوں کا ہوگا اور کچھ حصہ میں غلبہ دجّال کا ہوگا۔ مگر شاید جواب میں یہ کہا جائیگا کہ اول عیسائیوں کا غلبہ ہوگا اور پھر دجّال آکر کسر صلیب کریگا اور پھر مسیح آکر دجّال کو قتل کریگا مگر یہ ایسا قول ہے کہ آجتک کسی فرقہ کا مسلمانوں کے فرقوں میں سے یہ عقیدہ نہیں ہے بلکہ صحیح بخاری میں تو یہی لکھا ہے کہ کسر صلیب مسیح موعود کرے گا نہ کہ دجّال۔

اس تنازع کے فیصلہ کیلئے جب ہم حدیثوں کو دیکھتے ہیں تو وہی صحیح مسلم جو دجال کا ذکر کرتی ہے اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ دجّال معہ گرجا میں سے نکلیگا یعنی عیسائیوں میں پیدا ہوگا پس اس صورت میں صحیح مسلم پادریوں کو دجّال ٹھیراتی ہے اور اسکی تائید میں واقعات بھی شہادت دے رہے ہیں اور ظاہر کر رہے ہیں کہ وہ آخری فتنہ جو ظہور میں آیا جس سے کئی لاکھ مسلمان مرتد ہوگیا وہ صرف عیسائیت کا فتنہ ہے جو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے پس اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اختلاف صرف لفظی ہے یعنی صحیح بخاری میں جس فتنہ کا نام فتنہ صلیب رکھا ہے اور مسیح موعود کو صلیب کا توڑنے والا قرار دیا ہے۔ صحیح مسلم میں اسی فتنہ کا نام فتنہ دجّال رکھا ہے اور کسر صلیب کے بطور قتل دجال قرار دیا ہے۔

اور جب ہم زیادہ تصریح کیلئے قرآن شریف کی طرف آتے ہیں جو ہر ایک تنازع کا حکم ہے تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اسمیں دجّال کا نام تک نہیں ہاں عیسائیت کے فتنہ کو وہ بہت بڑا بیان کرتا ہے جو اسلام کے تمام اصول کا دشمن ہے اور کہتا ہے کہ قریب ہے کہ اس سے آسمان پھٹ جائیں اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور اسی فرقہ کو خدا کی کلام کا محرّف مبدّل ٹھیراتا ہے اور جس فعل میں مفہوم دجل لازم ہے وہ فعل اسی فرقہ کی طرف منسوب کرتا ہے اور سورہ فاتحہ میں مسلمانوں کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ تم عیسائیت کے فتنہ سے خدا کی پناہ مانگیں جیسا کہ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کے معنے تمام مفسرین نے یہی کئے ہیں پس قرآن

شریعت کے اس فیصلہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جس فتنہ سے حدیثوں میں ڈرایا گیا ہے وہ صلیبی فتنہ ہے اور اسمیں کیا شک ہے کہ جب تھوڑے سے دجل کی کارروائی سے انسان دجال کہلا سکتا ہے تو جس فرقہ نے تمام شریعت اور تعلیم کو بدل دیا ہے کیا وجہ کہ وہ دجال نہیں کہلا سکتا؟ اور جبکہ خدا تعالیٰ نے عیسائیوں کے دجل کی خود گواہی دی ہو تو کیا وجہ کہ وہ **دجّال** کے نام سے موسوم نہ ہوں؟ ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں وہ دجال اکبر نہیں کہلا سکتے تھے کیونکہ ابھی بد دیانتی اور خیانت کمال کے درجہ کو نہیں پہنچی تھی صرف دجال ہونیکی بنا پڑی تھی مگر بعد اسکے ہمارے زمانہ میں جبکہ چھاپنے کی کلیں بھی نکل آئیں۔ تب پادریوں نے تحریف اور تبدیل کو کمال تک پہنچا دیا اور کروڑہا روپیہ خرچ کرکے ان محرف کتابوں کو شائع کیا اور لوگوں کو مرتد کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی تب خدا کا نوشتہ پورا ہوا جیسا کہ واقعات ظاہر کر رہے ہیں اور دجال اکبر کے نام کے مستحق ہو گئے اور جبتک مخالفت حق اور تحریف و تبدیل میں اُن سے بڑھ کر کوئی ظاہر نہ ہو تب تک ہر ایک کو ماننا پڑیگا کہ یہی فرقہ **دجال اکبر** ہے جسکے ظہور کی نسبت پیشگوئی تھی۔ یہودی بھی تحریف کرتے تھے مگر وہ تو ایسی ذلّت کا نشانہ ہوئے کہ گویا مر گئے۔ صرف اسی فرقہ نے عروج کیا اور اپنی تمام طاقتوں کو دجل اور تحریف میں خرچ کر دیا اور نہ صرف اسقدر بلکہ یہ چاہا کہ تمام دنیا کو اپنے جیسا بنالیں اور بباعث شوکت اور طاقت دنیا کے اُن کو ہر ایک سامان بھی مل گیا اور انہوں نے دجل اور تحریف میں وہ کام دکھلایا جس کی نظیر ابتدائے دنیا سے آجتک مل نہیں سکتی اور کوشش کی کہ لوگ خدائے واحد لاشریک سے منہ پھیر کر ابن مریم کو خدا مان لیں اور ہمارے زمانہ میں یہ کسب انکا کمال تک پہنچ گیا اور انہوں نے خدا تعالیٰ کی کتابوں میں اسقدر تصرفات کئے کہ گویا وہ آپ ہی نبی ہیں اسلئے ایسے لوگوں پر دجال کا لفظ بولا گیا یعنی خدا کی کتابوں کی کمال درجہ کی تحریف کرنیوالے اور جھوٹ کو سچ کرکے دکھانیوالے۔ حدیثوں میں اکثر دجال معہود کی نسبت خروج کا لفظ ہے اور مسیح موعود کی نسبت نزول کا لفظ ہے اور یہ دونوں لفظ بالمقابل ہیں جس سے مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوگا اور خدا امور کے ساتھ ہوگا مگر دجال اپنے مکر و فریب اور دنیا کے سامانوں کے ساتھ ترقی کریگا۔ ہاں جیسا کہ قرآن شریف میں

عیسائیت کے فتنہ کا ذکر ہے ایسا ہی یاجوج ماجوج کا ذکر ہے اور اس آیت میں کہ ھُمْ مِّنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ اُن کے غلبہ کی طرف اشارہ ہے کہ تمام زمین پر اُن کا غلبہ ہو جائیگا۔ اب اگر دجال اور عیسائیت اور یاجوج اور ماجوج تین علیحدہ قومیں سمجھی جائیں جو مسیح کے وقت ظاہر ہونگی تو اور بھی تناقض پڑھ جاتا ہے مگر بائبل سے یقینی طور پر یہ بات سمجھ آتی ہے کہ یاجوج ماجوج کا فتنہ بھی درحقیقت عیسائیت کا فتنہ ہے کیونکہ بائبل نے اس کو یاجوج کے نام سے پکارا ہے۔ پس درحقیقت ایک ہی قوم کو باعتبار مختلف حالتوں کے تین ناموں سے پکارا گیا ہے۔

اور یہ کہنا کہ قرآن شریف میں مسیح موعود کا کہیں ذکر نہیں یہ سراسر غلطی ہے کیونکہ جس حالت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بڑا فتنہ عیسیٰ پرستی کا فتنہ ٹھیرایا ہے اور اُس کیلئے وعید کے طور پر یہ پیشگوئی کی ہے کہ قریب ہے کہ زمین و آسمان اس سے پھٹ جائیں اور اسی زمانہ کی نسبت طاعون اور زلزلوں وغیرہ حوادث کی پیشگوئی بھی کی ہے اور صریح طور پر فرما دیا ہے کہ آخری زمانہ میں جبکہ آسمان اور زمین میں طرح طرح کے خوفناک حوادث ظاہر ہوں گے وہ عیسیٰ پرستی کی شامت سے ظاہر ہونگے اور پھر دوسری طرف یہ بھی فرمایا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ پس اس سے مسیح موعود کی نسبت پیشگوئی کھلے کھلے طور پر قرآن شریف میں ثابت ہوتی ہے کیونکہ جو شخص غور اور ایمانداری سے قرآن شریف کو پڑھے گا اُس پر ظاہر ہوگا کہ آخری زمانہ کے سخت عذابوں کے وقت جبکہ اکثر حصے زمین کے زیر و زبر کئے جائیں گے اور سخت طاعون پڑیگی اور ہر ایک پہلو سے موت کا بازار گرم ہوگا اُسوقت ایک رسول کا آنا ضروری ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا یعنی ہم کسی قوم پر عذاب نہیں بھیجتے جب تک عذاب سے پہلے رسول نہ بھیج دیں پھر جس حالت میں چھوٹے چھوٹے عذابوں کے وقت میں رسول آئے ہیں جیسا کہ زمانہ کے گذشتہ واقعات سے ثابت ہے تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ اس عظیم الشان عذاب کے وقت میں جو آخری زمانہ کا عذاب ہے اور تمام عالم پر محیط ہونیوالا ہے جس کی نسبت تمام نبیوں نے پیشگوئی کی تھی خدا کی طرف سے رسول ظاہر نہ ہو۔ اس سے تو صریح تکذیب کلام اللہ کی لازم آتی ہے۔ پس وہی رسول مسیح موعود ہے کیونکہ جب کہ اصل موجب

ان عذابوں کا عیسائیت کا فتنہ ہے جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا تو ضرور تھا کہ اس فتنہ کے مناسب حال اور اس کے فرو کرنیکی غرض سے رسول ظاہر ہو سو اسی رسول کو دوسرے پیرایہ میں مسیح موعود کہتے ہیں پس اس سے ثابت ہوا کہ قرآن شریف میں مسیح موعود کا ذکر ہے اور یہی ثابت کرنا تھا ہر ایک سمجھ سکتا ہے کہ اگر قرآن شریف کی رو سے عیسائیت کے فتنہ کے وقت عذاب کا آنا ضروری ہے تو مسیح موعود کا آنا بھی ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ یہ عذاب عیسائیت کے کمال فتنہ کے وقت آنا قرآن مجید سے ثابت ہے پس مسیح موعود کا آنا بھی قرآن کریم سے ثابت ہے۔ اسی طرح عام طور پر قرآن شریف سے ثابت ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ہم کسی قوم پر عذاب کرنا چاہتے ہیں تو انکے دلوں میں فسق و فجور کی خواہش پیدا کر دیتے ہیں تب وہ اتباع شہوات اور بیحیائی کے کاموں میں حد سے زیادہ بڑھ جاتے ہیں تب اُسوقت اُن پر عذاب نازل ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ امور بھی یُورپ میں کمال تک پہنچ گئے ہیں جو بالطبع عذاب کے مقتضی ہیں اور عذاب رسول کے وجود کا مقتضی ہے اور وہی رسول مسیح موعود ہے پس تعجب ہے اُس قوم سے جو کہتی ہے کہ مسیح موعود کا قرآن شریف میں ذکر نہیں علاوہ اسکے قرآن شریف کی یہ آیت بھی کہ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ یہی چاہتی ہے کہ اس اُمت کیلئے چودھویں صدی میں مثیل عیسٰی ظاہر ہو جیسا کہ حضرت عیسٰی حضرت موسٰی سے چودھویں صدی میں ظاہر ہوئے تھے تا دونوں سلسلوں کے اول و آخر میں مشابہت ہو اسی طرح قرآن شریف میں یہ بھی پیشگوئی ہے وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا یعنی کوئی ایسی بستی نہیں جس کو ہم قیامت سے پہلے ہلاک نہ کرینگے یا اُس پر شدید عذاب نازل نہ کرینگے یعنی آخری زمانہ میں ایک سخت عذاب نازل ہوگا اور دوسری طرف یہ فرمایا۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا پس اس سے بھی آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے۔

اور یہی پیشگوئی سورۂ فاتحہ میں بھی موجود ہے کیونکہ سورہ فاتحہ میں خدا تعالیٰ نے عیسائیوں کا نام اَلضَّآلِّيْن رکھا ہے اسمیں یہ اشارہ ہے کہ اگرچہ دنیا کے صدہا فرقوں میں ضلالت موجود ہے مگر عیسائیوں کی ضلالت کمال تک پہنچ جائیگی گویا دنیا میں فرقہ ضالہ وہی ہے اور جب کسی قوم کی ضلالت

کمال تک پہنچتی اور وہ اپنے گناہوں سے باز نہیں آتی تو سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ ایک عذاب نازل ہوتا ہے پس اس سے بھی مسیح موعود کا آنا ضروری ٹھیرتا ہے یعنی بموجب آیت وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۔

اور یہ عجیب بات ہے کہ جیسا کہ احادیث نبویہ میں مسیح موعود کی نسبت پیشگوئی ہے کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ ایسا ہی ایک رجل فارسی کی نسبت پیشگوئی ہے کہ وہ آخری زمانہ میں ضائع شدہ ایمان کو پھر بحال کریگا جیسا کہ لکھا ہے۔ لو کان الایمان معلّقًا بالثریّا لنالہ رجل من فارس یعنی اگر ایمان ثریا پر چلا جاتا تب بھی ایک رجل فارسی اُسکو واپس لے آتا۔ اب ظاہر ہے کہ رجل فارسی کو اس حدیث میں اسقدر فضیلت دیگئی ہے اور اسقدر کار نمایاں کام اُس کا دکھلایا گیا ہے کہ یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ رجل فارسی مسیح موعود سے افضل ہے کیونکہ مسیح موعود بقول مخالفوں کے صرف دجال کو قتل کریگا لیکن رجل فارسی ایمان کو ثریا سے واپس لائے گا۔ جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں بھی یہ ذکر ہے کہ آخری زمانہ میں قرآن آسمان پر اُٹھایا جائے گا۔ لوگ قرآن پڑھیں گے مگر وہ اُن کے حلق سے نیچے نہیں اُتریگا۔ پس وہی زمانہ رجل فارسی کا اور وہی زمانہ مسیح موعود کا ہے۔ مگر جس حالت میں رجل فارسی یہ خاص خدمت ادا کریگا کہ ایمان کو آسمان سے واپس لائیگا تو پھر اس کے مقابل پر مسیح موعود کی کوئی دینی خدمت ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ دجال کو قتل کرنا صرف دفع شر ہے جو مدار نجات نہیں مگر آسمان سے ایمان کو واپس لانا اور لوگوں کو مومن کامل بنانا یہ افاضۂ خیر ہے جو مدار نجات ہے اور افاضۂ خیر سے دفع شر کو کچھ نسبت نہیں۔ ماسوا اس کے ظاہر ہے کہ جو شخص اس قدر افاضۂ خیر کرے گا کہ ثریا سے ایمان کو واپس لائیگا اسکی نسبت کوئی عقلمند خیال نہیں کرسکتا کہ وہ دفع شر پر قادر نہیں ہوگا پس یہ خیال بالکل غیر معقول ہے کہ آخری زمانہ میں افاضۂ خیر تو رجل فارسی کریگا مگر دفع شر مسیح موعود کریگا۔ جس کو آسمان پر چڑھنے کی طاقت ہے کیا وہ زمین کے شر کو دور نہیں کرسکتا؟

غرض اس زمانہ کے مسلمانوں کی یہ غلطی قابل افسوس ہے کہ مسیح موعود اور رجل فارسی کو دو مختلف آدمی سمجھتے ہیں اور آج سے چھبیس ۲۶ برس پہلے خدا تعالیٰ نے براھین احمدیہ

میں اس عقدہ کو کھول دیا ہے کیونکہ ایک طرف تو مجھ کو مسیح موعود قرار دیا ہے اور میرا نام عیسیٰ رکھا ہے جیسا کہ براہین احمدیہ میں فرمایا یا عیسٰی انی متوفیک و رافعک الی و مطھرک من الذین کفروا اور دوسری طرف مجھ رجل فارسی مقرر کر کے بار بار اسی نام سے پکارا ہے جیسا کہ فرمایا ہے۔ انّ الذین صدّوا عن سبیل اللہ ردّ علیھم رجل من فارس شکر اللہ سعیہ۔ یعنی عیسائی اور دوسرے ان کے بھائی جو لوگوں کو دین اسلام سے روکتے ہیں اس رجل فارسی یعنی اس احقر نے ان کا رد لکھا ہے خدا اس کی اس خدمت کا شکر گذار ہے اور ظاہر ہے کہ یہ کام یعنی عیسائیوں کا مقابلہ کرنا یہ اصل خدمت مسیح موعود کی ہے۔ پس اگر رجل فارسی مسیح موعود نہیں تو کیوں مسیح موعود کا منصبی کام رجل فارسی کے سپرد کیا گیا۔ اس سے ثابت ہے کہ رجل فارسی اور مسیح موعود ایک ہی شخص کے نام ہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف میں اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور وہ یہ ہے۔ وَ اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ یعنی آنحضرتؐ کے اصحاب میں سے ایک اور فرقہ ہے جو ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اصحاب وہی کہلاتے ہیں جو نبی کے وقت میں ہوں اور ایمان کی حالت میں اس کی صحبت سے مشرف ہوں اور اس سے تعلیم اور تربیت پاویں۔ پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنیوالی قوم میں ایک نبی ہوگا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوگا اسلئے اسکے اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہلائینگے اور جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے رنگ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں دینی خدمتیں ادا کی تھیں وہ اپنے رنگ میں ادا کرینگے۔ بہرحال یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ ایسے لوگوں کا نام اصحاب رسول اللہ رکھا جائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونیوالے تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا۔

آیت ممدوحہ بالا میں یہ تو نہیں فرمایا و اٰخرین من الامۃ بلکہ یہ فرمایا ہے و اٰخرین منھم اور ہر ایک جانتا ہے کہ منھم کی ضمیر اصحاب رضی اللہ عنہم کی طرف راجع ہے لہٰذا وہی فرقہ منھم میں داخل ہو سکتا ہے جس میں ایسا رسول موجود ہو کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہے اور خدا تعالیٰ نے آج سے چھبیس برس پہلے میرا نام براہین احمدیہ میں **محمد** اور **احمد** رکھا ہے اور آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کا بروز مجھے قرار دیا ہے اسی وجہ سے براہین احمدیہ میں لوگوں کو مخاطب کر کے فرمادیا ہے
قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اور نیز فرمایا ہے کل برکۃ من محمد
صلی اللہ علیہ وسلم فتبارک من علّم و تعلّم اور کوئی یہ کہے کہ کس طرح معلوم ہوا کہ حدیث
لوکان الایمان معلقًا بالثریا لنالہ رجل من فارس اس عاجز کے حق میں ہے
اور کیوں جائز نہیں کہ اُمت محمدیہ میں سے کسی اور کے حق میں ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ
براہین احمدیہ میں بار بار اس حدیث کا مصداق وحی الٰہی نے مجھے ٹھیرایا ہے اور بتصریح بیان فرمایا
کہ وہ میرے حق میں ہے اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو میرے پر
نازل ہوا ومن ینکرہ فلیبارزنی للمباھلۃ ولعنۃ اللہ علیٰ من کذب الحق او افتریٰ
علیٰ حضرۃ العزۃ - اور یہ دعویٰ اُمت محمدیہ میں سے آجتک کسی اور نے ہرگز نہیں کیا کہ خدا تعالیٰ
نے میرا یہ نام رکھا ہے اور خدا تعالیٰ کی وحی سے صرف میں اس نام کا مستحق ہوں۔ اور یہ کہنا کہ نبوت کا
دعویٰ کیا ہے کس قدر جہالت کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے اے نادانو!
میری مراد نبوّت سے یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا
ہو کر نبوّت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف مراد میری نبوت سے کثرت
مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتباع سے حاصل ہے سو مکالمہ و مخاطبہ
کے آپ لوگ بھی قایل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے
ہیں میں اسکی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔ ولکل ان یصطلح -
اور میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُسی نے مجھے بھیجا ہے اور اُسی
نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اُسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اُس نے میری تصدیق کیلئے
بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں جن میں سے بطور نمونہ کسی قدر اس کتاب
میں بھی لکھے گئے ہیں۔ اگر اسکے معجزانہ افعال اور کھلے کھلے نشان جو ہزاروں تک پہنچ گئے ہیں میرے صدق
پر گواہی نہ دیتے تو میں اُسکے مکالمہ کو کسی پر ظاہر نہ کرتا اور نہ یقیناً کہہ سکتا کہ یہ اسکا کلام ہے پر اُس نے اپنے
اقوال کی تائید میں وہ افعال دکھائے جنہوں نے اس کا چہرہ دکھانے کیلئے ایک صاف اور روشن آئینہ کا کام دیا۔

فتح عظیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلّی

ڈاکٹر جان الیگزنڈر ڈوئی امریکہ کا جھوٹا نبی میری پیشگوئی کے مطابق مر گیا

☆ نشان ۱۹۶۔ واضح ہو کہ یہ شخص جس کا نام عنوان میں درج ہے اسلام کا سخت درجہ پر دشمن تھا اور علاوہ اسکے اُس نے جھوٹا دعویٰ پیغمبری کا کیا اور حضرت سید النبیین و اصدق الصادقین و خیر المرسلین و امام الطیبین جناب تقدس مآب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کاذب اور مفتری خیال کرتا تھا اور اپنی خباثت سے گندی گالیاں اور فحش کلمات سے یاد کرتا تھا۔ غرض بغض دین متین کی وجہ سے اُس کے اندر سخت ناپاک خصلتیں موجود تھیں اور جیسا کہ خنزیروں کے آگے موتیوں کا کچھ قدر نہیں ایسا ہی وہ توحید اسلام کو بہت ہی حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ اور اس کا استیصال چاہتا تھا اور حضرت عیسیٰ کو خدا جانتا تھا اور تثلیث کو تمام دنیا میں پھیلانے کیلئے اتنا جوش رکھتا تھا کہ مَیں نے باوجود اسکے کہ صدہا کتابیں پادریوں کی دیکھیں مگر ایسا جوش کسی میں نہ پایا۔ چنانچہ اسکے اخبار لیوز آف ہیلنگ مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۹۰۳ء اور ۱۴ فروری ۱۹۰۷ء میں یہ فقرے ہیں

☆ تتمہ ہذا میں سہواً نشانات کے نمبر ایک سے شروع کئے گئے تھے جو ۱۸۹ سے شروع ہونے واجب تھے پس اس جگہ تک ۸ نشان سابقہ ملا کر (جن میں نمبر ۵ دو مرتبہ سہواً درج ہو گیا ہے) ۱۹۶ تک نمبر نشانات پہنچی لہذا یہاں نمبر نشان ۱۹۶ لکھا گیا۔ منہ

"میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ دن جلد آوے کہ اسلام دنیا سے نابود ہو جاوے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ اے خدا اسلام کو ہلاک کر دے۔"

اور پھر اپنے پرچہ اخبار ۱۲۔ دسمبر ۱۹۰۳ء میں اپنے تئیں سچا رسول اور سچا نبی قرار دیکر کہتا ہے کہ "اگر میں سچا نبی نہیں ہوں تو پھر روئے زمین پر کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو خدا کا نبی ہو۔" علاوہ اس کے وہ سخت مشرک تھا اور کہتا تھا کہ مجھ کو الہام ہو چکا ہے کہ پچیس ۲۵ برس تک یسوع مسیح آسمان سے اُتر آئیگا اور حضرت عیسیٰ کو درحقیقت خدا جانتا تھا اور ساتھ اس کے میرے دل کو دُکھ دینے والی ایک یہ بات تھی جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں کہ وہ نہایت درجہ پر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن تھا اور میں اُس کا پرچہ اخبار لیوز آف ہیلنگ لیتا تھا اور اسکی بدزبانی پر ہمیشہ مجھے اطلاع ملتی تھی۔ جب اسکی شوخی انتہا تک پہنچی تو میں نے انگریزی میں ایک چٹھی اُس کی طرف روانہ کی اور مباہلہ کیلئے اُس سے درخواست کی تا خدا ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے اُس کو سچے کی زندگی میں ہلاک کرے۔ یہ درخواست دو مرتبہ یعنی ۱۹۰۲ء اور پھر ۱۹۰۳ء میں اس کی طرف بھیجی گئی تھی اور امریکہ کے چند نامی اخباروں میں بھی شائع کی گئی تھی جن کے نام حاشیہ میں درج ہیں[۱]

نمبر[۱]	نام اخبار مع تاریخ	خلاصہ مضمون
(۱)	شکاگو انٹر پریٹر اخبار ۲۸ جون ۱۹۰۳ء	عنوان "کیا ڈوئی اس مقابلہ میں نکلیگا" دونوں تصویریں پہلو بہ پہلو دیکر لکھتا ہے کہ مرزا صاحب کہتے ہیں ڈوئی مفتری ہے اور میں دعا کرنیوالا ہوں کہ وہ اسے اپنی زندگی میں نیست و نابود کرے اور پھر کہتے ہیں کہ جھوٹے اور سچے میں فیصلہ کا یہ طریق ہے کہ خدا سے دعا کی جاوے کہ دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاوے۔
(۲)	ٹیلیگراف ۵ جولائی ۱۹۰۳ء	مرزا غلام احمد صاحب پنجاب سے ڈوئی کو چیلنج بھیجتے ہیں کہ اے شخص جو مدعی نبوت ہے آ۔ اور میرے ساتھ مباہلہ کر۔ ہمارا مقابلہ دعا سے ہوگا۔ اور ہم دونوں خدا تعالیٰ سے دعا کرینگے کہ ہم میں سے جو شخص کذاب ہے وہ پہلے ہلاک ہو۔

اور اس مضمون مباہلہ میں میں نے جھوٹے پر بددعا بھی کی تھی* اور خدا تعالیٰ سے یہ چاہا تھا کہ خدا جھوٹے کا جھوٹ اپنے فیصلہ سے کھول دے۔ اور یہ میرا مضمون مباہلہ کا جیسا کہ ابھی لکھ چکا ہوں امریکہ کے چند روزانہ اور نامی اخباروں میں بخوبی شائع ہو گیا تھا اور یہ اخباریں امریکہ کے عیسائیوں کی تھیں جن کا مجھ سے کچھ تعلق نہ تھا اور اخباروں میں

حاشیہ — میری طرف سے ۲۳- اگست ۱۹۰۳ء کو ڈوئی کے مقابل پر انگریزی میں یہ اشتہار شائع ہوا تھا جس میں یہ فقرہ ہے کہ میں عمر میں ستر برس کے قریب ہوں اور ڈوئی جیسا کہ وہ بیان کرتا ہے پچاس برس کا جوان ہے لیکن میں نے اپنی بڑی عمر کی کچھ پروا نہیں کی کیونکہ اس مباہلہ کا فیصلہ عمروں کی حکومت سے نہیں ہوگا بلکہ خدا جو احکم الحاکمین ہے وہ اس کا فیصلہ کریگا۔ اور اگر ڈوئی مقابلہ سے بھاگ گیا.... تب بھی یقیناً سمجھو کہ اس کے صیحون پر جلد تر ایک آفت آنیوالی ہے۔ اب میں اس مضمون کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ اے قادر اور کامل خدا! جو ہمیشہ نبیوں پر ظاہر ہوتا رہا ہے اور ظاہر ہوتا رہیگا یہ فیصلہ جلد کر اور ڈوئی کا جھوٹ لوگوں پر ظاہر کر دے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جو کچھ اپنی وحی سے تو نے مجھے وعدہ دیا ہے وہ وعدہ ضرور پورا ہوگا اے قادر خدا میری عاشق ہے۔ تمام طاقتیں تجھ کو ہیں۔ دیکھو اشتہار ۲۳- اگست ۱۹۰۳ء بزبان انگریزی۔ منہ

نمبر	نام اخبار معہ تاریخ	خلاصہ مضمون
(۳)	ارگوناٹ سان فرانسسکو یکم دسمبر ۱۹۰۲ء	عنوان انگریزی اور عربی (یعنی عیسائیت اور اسلام) کا مقابلہ دعا "مرزا صاحب" کے مضمون کا خلاصہ جو ڈوئی کو لکھا ہے یہ ہے کہ تم ایک جماعت کے لیڈر ہو اور میرے بھی بہت سے پیرو ہیں۔ پس اس بات کا فیصلہ کہ خدا کی طرف سے کون ہے ہم میں اس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے خدا سے دعا کرے اور جس کی دعا قبول ہو وہ سچے خدا کی طرف سے سمجھا جاوے۔ دعا یہ ہوگی کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے خدا اسے پہلے ہلاک کرے یقیناً یہ ایک معقول اور منصفانہ تجویز ہے۔
(۴)	لٹریری ڈائجسٹ نیویارک ۲۰- جون ۱۹۰۳ء	میری تصویر دیکر مباہلہ کا مفصل ذکر کرتا ہے یعنی یہ کہ دونوں فریق یعنی ڈوئی اور ہم دعا کریں کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں اور اس کے سامنے ہلاک ہو۔
(۵)	نیویارک میل اینڈ ایکسپرس ۲۸ جون ۱۹۰۳ء	عنوان مباہلہ یا مقابلہ دعا کے نیچے اسی مباہلہ کا ذکر کرتا ہے۔
(۶)	ہیرلڈ روچیسٹر ۲۵ جون ۱۹۰۳ء	ڈوئی کو مباہلہ کیلئے بلایا گیا ہے اور پھر مباہلہ کا ذکر کرتا ہے۔
(۷)	ریکارڈ بوسٹن ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	مباہلہ کا ذکر ہے۔
(۸)	ایڈورٹائیزر بوسٹن ۲۵ جون ۱۹۰۳ء	ایضاً
(۹)	پائلٹ بوسٹن ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	״
(۱۰)	پاتھ فائنڈر واشنگٹن ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	״
(۱۱)	انٹر اوشن شکاگو ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	״ پھر ۲۸ جون کے پرچہ میں دونوں تصویریں دیکر مفصل ذکر کیا ہے۔
(۱۲)	ووسٹر سپائی ۲۸ جون ۱۹۰۳ء	״

شائع کرانیکی اسلئے مجھے ضرورت پیش آئی کہ ڈاکٹر ڈوئی جھوٹے نبی نے براہ راست مجھ کو جواب نہیں دیا تھا آخر میں نے وہ مضمون مباہلہ امریکہ کے اُن نامی اخباروں میں جو روزانہ ہیں اور کثرت سے دنیا میں جاتے ہیں شائع کرادیا۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ باوجودیکہ اڈیٹران اخبارات امریکہ عیسائی تھے اور اسلام کے مخالف تھے تاہم اُنہوں نے نہایت مدّ و شدّ سے میرے مضمون مباہلہ کو ایسی کثرت سے شائع کردیا کہ امریکہ اور یورپ میں اسکی دھوم مچگئی اور ہندوستان تک اس مباہلہ کی خبر ہوگئی۔ اور میرے مباہلہ کا خلاصہ

نمبر	نام اخبار مع تاریخ	خلاصہ مضمون
(۱۳)	ڈیموکریٹ کرانیکل رچسٹر ۲۵ جون ۱۹۰۳ء	مباہلہ کے بعد دونوں تصویریں بھی دی ہیں اور میری تصویر کے نیچے یہ لفظ ہیں۔ مرزا غلام احمد ہندوستان کا مسیح جس نے ڈوئی کو دعا کے مقابلہ کیلئے چیلنج دیا ہے۔
(۱۴)	شکاگو ایک اخبار تاریخ اور نام پھٹ گیا	
(۱۵)	برلنگٹن فری پریس ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	مباہلہ کا ذکر ہے
(۱۶)	شکاگو انٹر اوشن ۲۸ جون ۱۹۰۳ء	〃
(۱۷)	الینی پریس ۲۵ - جون ۱۹۰۳ء	〃
(۱۸)	بیکسنول ٹائمز ۲۸ - جون ۱۹۰۳ء	〃
(۱۹)	بالٹی مور امریکن ۲۵ جون ۱۹۰۳ء	〃
(۲۰)	بفلو ٹائمز ۲۵ جون ۱۹۰۳ء	〃
(۲۱)	نیویارک میل ۲۵ جون ۱۹۰۳ء	〃
(۲۲)	بوسٹن ریکارڈ ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	〃
(۲۳)	ڈیزرٹ انگلش نیوز ۲۷ جون ۱۹۰۳ء	〃
(۲۴)	بیلینا ریکارڈ یکم جولائی ۱۹۰۳ء	〃
(۲۵)	گروم شایر گزٹ ۷ جولائی ۱۹۰۳ء	〃
(۲۶)	نوینیٹن کرانیکل ایضاً	〃
(۲۷)	بوسٹن کرانیکل ۳ - جولائی ۱۹۰۳ء	〃
(۲۸)	سڈ تائیوز ۲۹ جولائی ۱۹۰۳ء	〃
(۲۹)	رچمنڈ نیوز یکم جولائی ۱۹۰۳ء	〃
(۳۰)	گلاسگو ہیرالڈ ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۳ء	〃
(۳۱)	نیویارک کمرشل ایڈورٹائیزر ۲۶ - اکتوبر ۱۹۰۳ء	اگر ڈوئی اشارتاً یا صراحتاً چیلنج کو منظور کریگا تو بڑے دکھ اور حسرت کے ساتھ ہلاک ہوگا اور اگر وہ اس چیلنج کو قبول نہ کریگا تو بھی اسکے انجام پر سخت آفت آئیگی
(۳۲)	دی ارگنگ ٹیلیگراف نیویارک ۲۸ - اکتوبر ۱۹۰۳ء	مباہلہ اور ڈوئی پر بددعا کرنے کا ذکر ہے۔

یہ اخبار صرف وہ ہیں جو ہم تک پہنچے ہیں۔ اس کثرت سے معلوم ہوتا ہے کہ سینکڑوں اخباروں میں یہ ذکر ہوا ہوگا۔ ہند

مضمون یہ تھا کہ اسلام سچا ہے اور عیسائی مذہب کا عقیدہ جھوٹا ہے اور میں خدا تعالیٰ کی طرف سے وہی مسیح ہوں جو آخری زمانہ میں آنیوالا تھا اور نبیوں کے نوشتوں میں اُس کا وعدہ تھا اور نیز میں نے اسمیں لکھا تھا کہ ڈاکٹر ڈوئی اپنے دعوے رسول ہونے اور تثلیث کے عقیدہ میں جھوٹا ہے اگر وہ مجھ سے مباہلہ کرے تو میری زندگی میں ہی بہت سی حسرت اور دُکھ کے ساتھ مریگا اور اگر مباہلہ بھی نہ کرے تب بھی وہ خدا کے عذاب سے بچ نہیں سکتا اس کے جواب میں بد قسمت ڈوئی نے دسمبر ۱۹۰۳ء کے کسی پرچہ میں اور نیز ۲۶ ستمبر ۱۹۰۳ء وغیرہ کے اپنے پرچوں میں اپنی طرف سے یہ چند سطریں انگریزی میں شائع کیں جن کا ترجمہ ذیل میں ہے:-

"ہندوستان میں ایک بیوقوف محمدی مسیح ہے جو مجھے بار بار لکھتا ہے کہ مسیح یسوع کی قبر کشمیر میں ہے اور لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تو اس کا جواب کیوں نہیں دیتا اور کہ تو کیوں اس شخص کا جواب نہیں دیتا مگر کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں ان مچھروں اور مکھیوں کا جواب دُونگا اگر میں ان پر اپنا پاؤں رکھوں تو میں ان کو کچل کر مار ڈالوں گا۔"

اور پھر پرچہ ۱۹- دسمبر ۱۹۰۲ء میں لکھتا ہے کہ میرا کام یہ ہے کہ میں مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب سے لوگوں کو جمع کروں اور مسیحیوں کو اس شہر اور دوسرے شہروں میں آباد کروں۔ یہانتک کہ وہ دن آجائے کہ مذہب محمدی دنیا سے مٹایا جائے لے خدا ہمیں وہ وقت دکھلا۔

غرض یہ شخص میرے مضمون مباہلہ کے بعد جو یورپ اور امریکہ اور اس ملک میں شائع ہو چکا تھا بلکہ تمام دنیا میں شائع ہو گیا تھا شوخی میں روز بروز بڑھتا گیا اور اس طرف مجھے یہ انتظار تھی کہ جو کچھ میں نے اپنی نسبت اور اسکی نسبت خدا تعالیٰ سے فیصلہ چاہا ہے ضرور خدا تعالیٰ سچا فیصلہ کریگا اور خدا تعالیٰ کا فیصلہ کاذب اور صادق میں فرق کر کے دکھلا دیگا۔[1]

[1] اس اشتہار کے صفحہ ۳ کو پڑھو جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ ۲۳- اگست ۱۹۰۳ء کو بزبان انگریزی میں نے ڈوئی کے مقابل پر ایک اشتہار شائع کیا تھا اور خدا تعالیٰ سے الہام پاکر اس میں لکھا تھا کہ خواہ ڈوئی میرے ساتھ مباہلہ کرے یا نہ کرے وہ خدا کے عذاب سے نہیں بچے گا اور خدا جھوٹے اور سچے میں فیصلہ کر کے دکھلا دیگا۔ منہ

اور میں ہمیشہ اس بارہ میں خدا تعالیٰ سے دعا کرتا تھا اور کاذب کی موت چاہتا تھا چنانچہ
کئی دفعہ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ تو غالب ہوگا اور دشمن ہلاک کیا جائیگا اور پھر ڈوئی
کے مرنے سے قریباً پندرہ دن پہلے خدا تعالیٰ نے اپنی کلام کے ذریعہ سے مجھے
میری فتح کی اطلاع بخشی جس کو میں اس رسالہ میں جس کا نام ہے قادیان کے آریہ اور ہم
اس کے ٹائیٹل پیج کے پہلے ورق کے دوسرے صفحہ میں ڈوئی کی موت سے قریباً دو ہفتہ
پہلے شائع کر چکا ہوں اور وہ یہ ہے:-

تازہ نشان کی پیشگوئی*

خدا فرماتا ہے کہ میں ایک تازہ نشان ظاہر کروں گا جسمیں فتح عظیم ہوگی وہ تمام دنیا
کیلئے ایک نشان ہوگا (یعنی ظہور اس کا صرف ہندوستان تک محدود نہیں ہوگا) اور خدا
کے ہاتھوں سے اور آسمان سے ہوگا چاہیئے کہ ہر ایک آنکھ اسکی منتظر رہے کیونکہ
کیونکہ خدا اس کو عنقریب ظاہر کرے گا تا وہ یہ گواہی دے کہ یہ عاجز جسکو تمام
قومیں گالیاں دے رہی ہیں اُسکی طرف سے ہے مبارک وہ جو اس سے فائدہ اُٹھاوے۔

المشتہر

میرزا غلام احمد مسیح موعود۔ مشتہرہ ۲۰۔ فروری ۱۹۰۷ء

* حاشیہ۔ ۹۔ فروری ۱۹۰۷ء کو مجھے یہ الہام ہوا کہ انک انت الاعلیٰ یعنی غلبہ تجھی کو ہوگا۔ اور پھر اسی تاریخ مجھے یہ
الہام ہوا العید الاٰخر تنال منه فتحًا عظیمًا یعنی ایک اور خوشی کا نشان تجھ کو ملے گا جس سے ایک بڑی فتح تیری
ہوگی جس میں یہ تقسیم ہوئی کہ ممالک مشرقیہ میں تو سعد اللہ لدھیانوی میری پیشگوئی اور مباہلہ کے بعد جنوری کے پہلے ہفتہ
میں ہی نمونیا پلیگ سے مرگیا۔ یہ تو پہلا نشان تھا اور دوسرا نشان اس سے بہت ہی بڑا ہوگا۔ جسمیں فتح عظیم ہوگی سو وہ
ڈوئی کی موت ہے جو ممالک مغربیہ میں ظہور میں آئی۔ دیکھو پرچہ اخبار بدر ۱۴۔ فروری ۱۹۰۷ء اس سے خدا تعالیٰ کا وہ الہام پورا ہوا

اب ظاہر ہے کہ ایسا نشان (جو فتح عظیم کا موجب ہے) جو تمام دنیا ایشیا اور امریکہ
اور یورپ اور ہندوستان کیلئے ایک کھلا کھلا نشان ہو سکتا ہے وہ یہی ڈوئی کے مرنیکا
نشان ہے* کیونکہ اور نشان جو میری پیشگوئیوں سے ظاہر ہوئے ہیں وہ تو پنجاب اور
ہندوستان تک ہی محدود تھے اور امریکہ اور یورپ کے کسی شخص کو ان کے ظہور کی خبر نہ تھی۔
لیکن یہ نشان پنجاب سے بصورت پیش گوئی ظاہر ہو کر امریکہ میں جا کر ایسے شخص کے حق
میں پورا ہوا جس کو امریکہ اور یورپ کا فرد فرد جانتا تھا اور اس کے مرنیکے ساتھ ہی
بذریعہ تاروں کے اس ملک کے انگریزی اخباروں کو خبر دی گئی چنانچہ پایونیر نے
(جو الہ آباد سے نکلتا ہے) پرچہ ۱۱۔ مارچ ۱۹۰۷ء میں اور سول اینڈ ملٹری گزٹ نے
(جو لاہور سے نکلتا ہے) پرچہ ۱۲۔ مارچ ۱۹۰۷ء میں اور انڈین ڈیلی ٹیلیگراف نے
(جو لکھنؤ سے نکلتا ہے) پرچہ ۱۲۔ مارچ ۱۹۰۷ء میں اس خبر کو شائع کیا ہے۔ پس اس طرح
پر قریباً تمام دنیا میں یہ خبر شائع کی گئی اور خود یہ شخص اپنی دنیوی حیثیت کی رُو سے
ایسا تھا کہ عظیم الشان نوابوں اور شاہزادوں کی طرح مانا جاتا تھا چنانچہ ویب
نے جو امریکہ میں مسلمان ہو گیا ہے میری طرف اس کے بارہ میں ایک چٹھی لکھی تھی۔ کہ
ڈاکٹر ڈوئی اس ملک میں نہایت معززانہ اور شاہزادوں کی طرح زندگی بسر کرتا ہے
اور باوجود اس عزت اور شہرت کے جو امریکہ اور یورپ میں اُسکو حاصل تھی خدا

*حاشیہ۔ ڈوئی اس پیشگوئی کے بعد اسقدر جلد مر گیا کہ ابھی پندرہ دن ہی اسکی اشاعت پر گذرے تھے کہ ڈوئی کا خاتمہ ہو گیا۔ یہ
ایک طالب حق کیلئے یہ ایک قطعی دلیل ہے کہ یہ پیشگوئی خاص ڈوئی کے بارے میں تھی کیونکہ اول تو اس پیشگوئی میں یہ لکھا ہے کہ وہ فتح عظیم
کا نشان تمام دنیا کیلئے ہوگا اور دوسرے یہ لکھا ہے کہ وہ عنقریب ظاہر ہونیوالا ہے۔ پس اس سے زیادہ عنقریب اور
کیا ہوگا کہ اس پیشگوئی کے بعد بدقسمت ڈوئی اپنی زندگی کے بیس دن بھی پورے نہ کر سکا اور خاک میں جا ملا۔ جن
پادری صاحبان نے آتھم کے بارے میں شور مچایا تھا اب انکو ڈوئی کی موت پر ضرور غور کرنی چاہئے۔ منہ

تعالیٰ کے فضل سے یہ ہوا کہ میرے مباہلہ کا مضمون اُس کے مقابل پر امریکہ کے بڑے بڑے نامی اخباروں نے جو روزانہ ہیں شائع کر دیا اور تمام امریکہ اور یورپ میں مشہور کر دیا اور پھر اس عام اشاعت کے بعد جس ہلاکت اور تباہی کی اُس کی نسبت پیشگوئی میں خبر دی گئی تھی وہ ایسی صفائی سے پوری ہوئی کہ جس سے بڑھ کر اکمل اور اتم طور پر ظہور میں آنا متصوّر نہیں ہو سکتا۔ اُسکی زندگی کے ہر ایک پہلو پر آفت پڑی۔ اُس کا خائن ہونا ثابت ہوا اور وہ شراب کو اپنی تعلیم میں حرام قرار دیتا تھا مگر اُس کا شراب خوار ہونا ثابت ہو گیا۔ اور وہ اُس اپنے آباد کردہ شہر صیحون سے بڑی حسرت کے ساتھ نکالا گیا جس کو اُس نے کئی لاکھ روپیہ خرچ کر کے آباد کیا تھا اور نیز سات کروڑ نقد روپیہ سے جو اُس کے قبضہ میں تھا اُس کو جواب دیا گیا اور اُس کی بیوی اور اُس کا بیٹا اسکے دشمن ہو گئے اور اُس کے باپ نے اشتہار دیا کہ وہ ولدالزنا ہے۔ پس اس طرح وہ قوم میں ولدالزنا ثابت ہوا۔ اور یہ دعوے کہ مَیں بیماروں کو معجزہ سے اچھا کرتا ہوں۔ یہ تمام لاف وگزاف اُس کی محض جھوٹی ثابت ہوئی اور ہر ایک ذلت اُس کو نصیب ہوئی اور آخر کار اُس پر فالج گرا اور ایک تختہ کی طرح چند آدمی اُس کو اُٹھا کر لے جاتے رہے اور پھر بہت غموں کے باعث پاگل ہو گیا اور حواس بجا نہ رہے اور یہ دعوے اُس کا کہ میری ابھی بڑی عمر ہے اور مَیں روز بروز جوان ہوتا جاتا ہوں اور لوگ بڈھے ہوتے جاتے ہیں محض فریب ثابت ہوا آخر کار مارچ ۱۹۰۷ء کے پہلے ہفتہ میں ہی بڑی حسرت اور درد اور دُکھ کے

ساتھ مر گیا۔

اب ظاہر ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کیا معجزہ ہوگا چونکہ میرا اصل کام کسر صلیب ہے سو اُس کے مرنے سے ایک بڑا حصہ صلیب کا ٹوٹ گیا۔ کیونکہ وہ تمام دنیا سے اوّل درجہ پر حامیٔ صلیب تھا جو پیغمبر ہونے کا دعوے کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میری دعا سے تمام مسلمان ہلاک ہو جائیں گے اور اسلام نابود ہو جائے گا اور خانہ کعبہ ویران ہو جائیگا۔ سو خدا تعالےٰ نے میرے ہاتھ پر اُس کو ہلاک کیا۔ میں جانتا ہوں کہ اس کی موت سے پیشگوئی قتل خنزیر والی بڑی صفائی سے پوری ہو گئی۔ کیونکہ ایسے شخص سے زیادہ خطرناک کون ہو سکتا ہے کہ جس نے جھوٹے طور پر پیغمبری کا دعویٰ کیا اور خنزیر کی طرح جھوٹ کی نجاست کھائی اور جیسا کہ وہ خود لکھتا ہے اُس کے ساتھ ایک لاکھ کے قریب ایسے لوگ ہو گئے تھے جو بڑے مالدار تھے بلکہ سچ یہ ہے کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کا وجود اس کے مقابل پر کچھ بھی چیز نہ تھا۔ نہ اس کی طرح شہرت اُن کی تھی اور نہ اس کی طرح کروڑ ہا روپیہ کے وہ مالک تھے پس میں قسم کھا سکتا ہوں کہ یہ وہی خنزیر تھا جسکے قتل کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ مسیح موعود کے ہاتھ پر مارا جائے گا۔* اگر میں اُسکو مباہلہ کیلئے نہ بلاتا اور اگر میں اُس پر بد دعا نہ کرتا اور اُس کی ہلاکت کی پیشگوئی شائع نہ کرتا تو اس کا مرنا اسلام کی حقیّت کے لئے کوئی دلیل نہ ٹھیرتا

* الحمد للہ کہ آج نہ صرف میری پیشگوئی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کمال صفائی سے پوری ہو گئی۔ منہ

Hazrat Mirza Ghulam Ahmad

بحالت صحت
تصویر ڈاکٹر جان الیگزنڈر ڈوئی
بحالت بیماری فالج

لیکن چونکہ میں نے صدہا اخباروں میں پہلے سے شائع کرادیا تھا[1] کہ وہ میری

زندگی میں ہی ہلاک ہوگا **مَیں مسیح موعود** ہوں اور ڈوئی کذاب ہے اور

بار بار لکھا کہ اس پر یہ دلیل ہے کہ وہ میری زندگی میں ذلّت اور حسرت کے ساتھ

ہلاک ہوجائیگا۔ چنانچہ وہ میری زندگی میں ہی ہلاک ہوگیا۔ اس سے زیادہ

کھُلا کھُلا معجزہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو سچّا کرتا ہے اور کیا ہوگا؟ اب وہی اس

سے انکار کریگا جو سچائی کا دشمن ہوگا۔ والسّلام علٰی من اتبع الھدٰی۔

المشتہر

میرزا غلام احمد مسیح موعود از مقام قادیان

ضلع گورداسپور پنجاب ۔ ۷۔ اپریل ۱۹۰۷ء

حاشیہ [1] امریکہ کے ایک اخبار نے خوب یہ لطیفہ لکھا ہے کہ ڈوئی مباہلہ کی درخواست کو تو قبول ضرور کریگا مگر کسی قدر ترمیم کے بعد اور وہ یہ کہ ڈوئی کہے گا کہ مَیں اس طرح کا مباہلہ تو منظور نہیں کرتا کہ کاذب صادق کے سامنے ہلاک ہوجائے ہاں یہ منظور کرتا ہوں کہ گالیاں دینے میں مقابلہ کیا جائے۔ پھر جو شخص گالیاں دینے میں بڑھ کر نکلے گا اور اوّل درجہ پر رہے گا اُس کو سچا سمجھا جائے۔ منہ

آسماں بارد نشان الوقت میگوید زمین
این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

روشن نشان

نشان نمبر ۱۹۷

پرچہ اخبار بدر مورخہ ۱۴۔ مارچ ۱۹۰۷ء مطابق ۲۸۔ محرم ۱۳۲۵ھ میں ایک الہام شائع ہوا تھا جو ۷۔ مارچ ۱۹۰۷ء کو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر پیشگوئی کے طور پر ظاہر کیا گیا تھا اور اُس کی نسبت جو تفہیم ہوئی تھی وہ بھی اسی پرچہ ۱۴۔ مارچ میں درج کر دی گئی تھی اور وہ الہام یہ ہے جو کہ اخبار مذکور کے صفحہ ۳ کے پہلے کالم میں درج کیا گیا ہے **پچیس ۲۵ دن یا یہ کہ پچیس ۲۵ دن تک** یعنی ۷۔ مارچ ۱۹۰۷ء سے پچیسویں ۲۵ دن یا یہ کہ ۲۵ دن تک جو ۳۱ مارچ ہوتی ہے کوئی نیا واقعہ ظاہر ہونے والا ہے اور اس الہام میں جو تفہیم ہوئی تھی وہ اسی کالم میں مندرجہ ذیل عبارت میں درج ہے اور وہ یہ ہے الہام میں یہ اشارہ ہے کہ ۷۔ مارچ ۱۹۰۷ء سے پچیس دن پورے ہونے کے سر پر یا ۷۔ مارچ سے پچیس ۲۵ دن تک کوئی نیا واقعہ ظاہر ہوگا اور ضرور ہے کہ تقدیر الٰہی اس واقعہ کو روک رکھے۔ جب تک کہ سات مارچ ۱۹۰۷ء سے ۲۵ دن گذر نہ جاویں یا یہ کہ ۷۔ مارچ سے ۲۵ دن تک یہ واقعہ ظہور میں آجائیگا۔ اگر صرف ۲۵ دن کے لحاظ سے معنی کئے جاویں تو اس طور سے ضرور ہے کہ اس واقعہ کے ظہور کی یکم اپریل سے اُمید رکھی جائے✝ کیونکہ الہام الٰہی کی رو سے ساتویں مارچ پچیسویں دن کے شمار میں داخل ہے اس صورت میں پچیس دن مارچ کے اکتیسویں دن تک پورے ہو جاتے ہیں۔ مگر یہ سوال کہ وہ واقعہ کیا ہے جس کی پیشگوئی کی گئی ہے اس کا ہم اس وقت کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ بجز اسکے کہ یہ کہیں کہ کوئی ہولناک یا تعجب انگیز واقعہ ہے کہ ظہور کے بعد پیش گوئی

✝ یہ موخر الذکر تشریح جس پر خط کھینچ دیا گیا ہے صرف اجتہادی طور پر ہے تفہیم الٰہی صرف اس قدر ہے کہ ۷۔ مارچ ۱۹۰۷ء سے ۲۵ دن پورے ہونے کے سر پر یا ۷۔ مارچ سے ۲۵ دن تک جو ۳۱۔ مارچ تک ختم ہو جاتے ہیں کوئی نیا واقعہ ظاہر ہوگا۔ منہ

کے رنگ میں ثابت ہو جائیگا۔ دیکھو پرچہ اخبار بدر ۱۴۔ مارچ ۱۹۰۷ء پہلا اور دوسرا کالم۔

اس کے بعد جس رنگ میں یہ پیشگوئی ظہور میں آئی وہ یہ ہے کہ ٹھیک ٹھیک ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو جس پر ۷۔ مارچ سے ۲۵ دن ختم ہوتے ہیں ایک بڑا شعلہ آگ کا جس سے دل کانپ اُٹھے آسمان پر ظاہر ہوا اور ایک ہولناک چمک کے ساتھ قریباً سات سو میل کے فاصلہ تک (جو اب تک معلوم ہو چکا ہے یا اس سے بھی زیادہ) جابجا زمین پر گرتا دیکھا گیا اور ایسے ہولناک طور پر گرا کہ ہزارہا مخلوق خدا اس کے نظارہ سے حیران ہو گئی اور بعض بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے اور جب انکے منہ میں پانی ڈالا گیا تب اُن کو ہوش آئی۔ اکثر لوگوں کا یہی بیان ہے کہ وہ آگ کا ایک آتشی گولہ تھا جو نہایت مہیب اور غیر معمولی صورت میں نمودار ہوا اور ایسا دکھائی دیتا تھا کہ وہ زمین پر گرا اور پھر دھواں ہو کر آسمان پر چڑھ گیا۔ بعض کا یہ بھی بیان ہے کہ دم کی طرح اس کے ایک حصہ میں دھواں تھا اور اکثر لوگوں کا بیان ہے کہ وہ ایک ہولناک آگ جو شمال کی طرف سے آئی اور جنوب کو گئی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ جنوب کی طرف سے آئی اور شمال کو گئی اور قریب ساڑھے پانچ بجے شام کے اس وقوعہ کا وقت تھا اور بعض کا بیان ہے کہ آسمان پر مغرب کی طرف سے ایک بڑا سا انگارا نمودار ہوا اور پھر مشرق کی طرف نہایت نمایاں اور خوفناک طور پر دُور تک چلا گیا اور زمین کے اسقدر قریب آجاتا تھا کہ ہر جگہ دیکھنے والوں کا یہی خیال تھا کہ اب گرا اب گرا۔ اور بڑی بڑی عمر کے آدمیوں نے یہ گواہی دی کہ اس قسم کا ایسا مہیب اور ہولناک آگ انہوں نے کبھی نہیں دیکھا اور جہاں جہاں سے ہمارے پاس خط پہنچے ہیں جن کا خلاصہ ہم نے شہادتوں کے طور پر ہر ایک مقام کے متعلق اس مضمون کے ساتھ شامل کر دیا ہے وہ بہت سے مقام ہیں منجملہ ان کے کشمیر۔ راولپنڈی۔ پنڈی گھیب۔ جہلم۔ گجرات۔ گوجرانوالہ۔ سیالکوٹ۔ وزیر آباد۔ امرتسر۔ لاہور۔ فیروزپور۔ جالندھر۔ بسی سرہند۔ پٹیالہ۔ کانگڑہ۔ بھیرہ۔ خوشاب وغیرہ ہیں۔ اور ایک صاحب خدا بخش نام راولپنڈی سے لکھتے ہیں کہ یہ آگ کا نشان ہندوستان میں بھی دیکھا گیا ہے۔ پس یہ بات بالکل صحیح ہے کہ تنبیہ کے طور پر ان ممالک میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آگ برسی ہے جیسا کہ میں نے شائع کیا تھا کہ آسماں **اے غافلو اب آگ برسانیکو ہے۔**

سو خدا نے یہ پیش گوئی پوری کی - اگرچہ اس سے کوئی نقصان نہیں ہوا صرف بعض آدمی بیہوش ہو گئے مگر یہ آگ کی بارش آیندہ کسی بڑے عذاب کی خبر دے رہی ہے۔ اے سننے والو! ہوشیار ہو جاؤ بعد میں پچھتاؤ گے یہ ایک **نشان** ان نشانوں میں سے ہے جنکی خدا نے مجھے خبر دی اور فرمایا تھا کہ میں **ساٹھ** یا **ستر** اور نشان دکھلاؤں گا اور آخری نشان یہ ہوگا کہ زمین کو تہ و بالا کر دیا جائیگا اور ایک ہی دم میں لاکھوں انسان مر جائیں گے - کیونکہ لوگوں نے اس کے فرستادہ کو قبول نہ کیا۔ ہولناک زلزلے آئیں گے اور ہولناک طور پر موتیں وقوع میں آئیں گی - اور نئے نئے طور پر عذاب نازل ہوں گے یہاں تک کہ انسان کہیگا کہ یہ کیا ہونے والا ہے یہ سب کچھ اس لئے ہوگا کہ زمین مر گئی اور انسانوں نے خدا کے نشان دیکھے اور پھر ان کو قبول نہ کیا۔ وہ اُن کیڑوں سے بدتر ہو گئے جو نجاست میں ہوتے ہیں اور خدا کے وجود پر ان کا ایمان نہ رہا اس لئے خدا فرماتا ہے کہ میں ایک ہولناک تجلی کروں گا اور خوفناک نشان دکھاؤں گا اور لاکھوں کو زمین پر سے مٹا دونگا مگر کون ہے جو ہم پر ایمان لایا اور کس نے ہماری یہ باتیں قبول کیں۔

آج سے چھبیس ۲۶ برس پہلے خدائے عزّ و جل براہین احمدیہ میں فرما چکا ہے **میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا اور اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اُٹھاؤنگا دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔**

سو اُن حملوں میں سے یہ آتشی انگار بھی ہیں جن کی اس ملک میں بارش ہوئی یہ اسی قسم کے نشان ہیں جیسا کہ موسیٰ نبی نے فرعون کے سامنے دکھائے تھے بلکہ وہ نشان جو ظاہر ہونے والے ہیں وہ موسیٰ نبی کے نشانوں سے بڑھ کر ہوں گے اس لئے خدا میرا نام موسیٰ رکھ کر فرماتا ہے۔ ایک موسیٰ ہے کہ میں اس کو ظاہر کروں گا اور لوگوں کے سامنے اُس کو عزت دوں گا پر جس نے میرا گناہ کیا ہے میں اُس کو گھسیٹوں گا اُس کو

دو زخ دکھلاؤں گا یعنی عیسیٰ ابن مریم کے ظہور سے تو لوگ کچھ بھی متنبہ نہ ہوئے اب میں اپنے اس بندہ کو موسیٰ کی صفات میں ظاہر کروں گا اور فرعون اور ہامان کو وہ دن دکھاؤں گا جس سے وہ ڈرتے تھے۔ سوائے عزیزو! مدت تک مَیں مسیح ابن مریم کے رنگ میں دُکھ اُٹھاتا رہا اور جو کچھ قوم نے کرنا چاہا میرے ساتھ کیا اب خدا میرا نام موسیٰ رکھتا ہے جس سے سمجھا جاتا ہے کہ مقابل کے لوگوں کا نام اُس نے فرعون رکھا ہے اور یہ نام آج سے نہیں بلکہ اس بات پر چھبیس ۲۶ برس گزرے ہیں جبکہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام موسیٰ رکھ کر فرمایا انت منی بمنزلۃ موسیٰ۔ اور پھر اسی براہین احمدیہ میں میرا نام موسیٰ رکھ کر فرمایا ولما تجلّٰی ربّہ للجبل جعلہ دکًّا وخرّ موسٰی صعقًا۔ مگر چونکہ خدا نے ابتدا نرمی سے کی اور اپنی بردباری کو پورے طور پر دکھلایا اس لئے میرا نام ابن مریم رکھا گیا کیونکہ ابن مریم اپنی قوم سے کوفتہ خاطر رہا اور اس کو بہت دکھ دیا گیا اور ستایا گیا اور عدالتوں کی طرف اس کو کھینچا گیا اور اس کا نام کافر اور مکار اور ملعون اور دجّال رکھا گیا اور نہ صرف اسی پر کفایت کی گئی بلکہ یہ چاہا گیا کہ اسکو قتل کر دیا جائے مگر چونکہ وہ خدا کا برگزیدہ تھا اور اُن لوگوں میں سے تھا جن کے ساتھ خدا ہوتا ہے اس لئے وہ خبیث قوم اس کے نور کو نابود نہ کر سکی سو خدا نے جو ہر ایک کام نرمی سے کرتا ہے اس زمانہ کے لئے سب سے پہلے میرا نام عیسیٰ ابن مریم رکھا کیونکہ ضرور تھا کہ مَیں اپنے ابتدائی زمانہ میں ابن مریم کی طرح قوم کے ہاتھ سے دُکھ اُٹھاؤں اور کافر اور ملعون اور دجّال کہلاؤں اور عدالتوں میں کھینچا جاؤں سو میرے لئے ابن مریم ہونا پہلا زینہ تھا۔ مگر مَیں خدا کے دفتر میں صرف عیسیٰ ابن مریم کے نام سے موسوم نہیں بلکہ اور بھی میرے نام ہیں جو آج سے چھبیس ۲۶ برس پہلے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرے ہاتھ سے لکھا دیئے ہیں اور دنیا میں کوئی نبی نہیں گذرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے۔ مَیں آدم ہوں۔ مَیں نوح ہوں۔ مَیں ابراہیم ہوں۔

* یہ الہام ۱۰ مارچ ۱۹۰۵ء و ۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء کو اخبار بدر میں شائع ہو چکا ہے [illegible] ... آیات ظہرت بعضہا خلف بعض [illegible] ... [illegible] زمانہ میں ہی جبکہ مَیں نے موسیٰ بنایا [illegible]

زمانہ میں ہی جبکو مَیں نے موسیٰ بنایا۔ پردہ شخص جو خود بخود موسیٰ بن گیا وہ ہلاک ہوگا تا صادق اور کاذب میں فرق ظاہر ہو جائے۔ چنانچہ طاعون جو دوزخ کا ایک نمونہ ہے اسمیں بابو الٰہی بخش گرفتار ہو کر اس دار فانی کو تاریخ ۷۔ مارچ ۱۹۰۷ء میں چھوڑ گیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ منہ

ہیں اسحاقؑ ہوں میں یعقوبؑ ہوں۔ میں اسمٰعیل ہوں۔ میں موسیٰؑ ہوں۔ میں داؤدؑ ہوں۔ میں عیسیٰ ابن مریم ہوں۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں یعنی بُروزی طور پر جیساکہ خدا نے اسی کتاب میں یہ سب نام مجھے دیئے اور میری نسبت جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء فرمایا یعنی خدا کا رسول نبیوں کے پیرایوں میں۔ سو ضرور ہے کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جائے اور ہر ایک نبی کی ایک صفت کا میرے ذریعہ سے ظہور ہو۔ مگر خدا نے یہی پسند کیا کہ سب سے پہلے ابن مریم کے صفات مجھ میں ظاہر کرے۔ سو میں نے اپنی قوم سے وہ سب دُکھ اُٹھائے جو ابن مریم نے یہود سے اُٹھائے بلکہ تمام قوموں سے اُٹھائے۔ یہ سب کچھ ہوا مگر پھر خدا نے کسرِ صلیب کیلئے میرا نام مسیح قائم رکھا تا جس صلیب نے مسیح کو توڑا تھا اور اس کو زخمی کیا تھا دوسرے وقت میں مسیح اُس کو توڑے مگر آسمانی نشانوں کے ساتھ نہ انسانی ہاتھوں کے ساتھ۔ کیونکہ خدا کے نبی مغلوب نہیں رہ سکتے۔ سو سنہ عیسوی کی بیسویں صدی میں پھر خدا نے ارادہ فرمایا کہ صلیب کو مسیح کے ہاتھ سے مغلوب کرے لیکن جیساکہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں مجھے اور نام بھی دیئے گئے ہیں اور ہر ایک نبی کا مجھے نام دیا گیا ہے چنانچہ جو ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گذرا ہے جس کو رُدّر گوپال بھی کہتے ہیں (یعنی فنا کرنے والا اور پرورش کرنیوالا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے پس جیساکہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن میں ہی ہوں اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے۔ آریوں کا بادشاہ۔ اور بادشاہت سے مراد صرف آسمانی بادشاہت ہے۔ ایسے لفظ خدا کے کلام میں آجاتے ہیں مگر معنی رُوحانی ہوتے ہیں۔ سو میں اس تصدیق کے لئے کہ وہی کرشن آریوں کا بادشاہ میں ہوں۔ دہلی کے ایک اشتہار کو جو بالمسکند نام ایک پنڈت نے ان دنوں میں شائع کیا ہے معہ ترجمہ حاشیہ میں لکھتا ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ آریہ ورت کے محقق پنڈت

بھی کرشن اوتار کا زمانہ ہی قرار دیتے ہیں ؂ اور اسی زمانہ میں اس کے آنے کے منتظر ہیں گو وہ لوگ ابھی مجھ کو شناخت نہیں کرتے مگر وہ زمانہ آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ

؂ حاشیہ

شری نشکلنک بھگوان کا اوتار

(شری ہنومان جی کی جے)

سنساری پُرشوں کو ودت ہو کہ آجکل جیسے جیسے اوپدرو ہمارے دیش میں ہو رہے ہیں وہ سب کو معلوم ہی ہیں مثلاً استریوں کا بیوہ ہونا اور ساتھ ہی اُن بری باتوں کا بھی ہونا جنکو بچہ بچہ جانتا ہے اور رگی اور غلہ وغیرہ اسقدر گراں ہونا اور علاوہ اسکے سینکڑوں قسم کی مصیبتیں ہمارے آریہ ورت پر آئی ہوئی ہیں کہ جن کا ذکر بیان سے باہر ہے یہ آپ لوگوں پر خوب روشن ہے کہ جو طاقت آپکے پتا دادا میں تھی اب وہ آپ میں کہاں۔ اور آپ میں جو حوصلہ طاقت و بدھی ہے وہ آپ کی اولاد میں ہے یا کچھ آیندہ ہو جانے کی اُمید ہے۔ بس اے سجنو! اگر آپ لوگوں کو اس مہا کشٹ سے چھٹنے کی خواہش ہے اور نراکار و ساکار کی ایکتا اور پرماتما میں پریم اور بھگتی بڑھانے کی خواہش ہے تو شری نشکلنک جی مہاراج کا نرنتر سمرن دھیان کیجیئے۔ کیونکہ ایشور پرماتما ہمیشہ بھگتوں کے بس میں ہوتے ہیں انکو اپنے بھگتوں کو سُکھ دینے کی ہی اچھا یعنی خواہش رہتی ہے وہ ضرور پرگھٹ ہو کر حال میں ہی ان سب اوپدروں اور دُشٹوں کو ناش کرینگے۔ اگر کسی سجن کو یہ خیال ہوئے کہ ابھی کلجگ کا پرتھم چرن ہی ہے اور مہاراج جی کا جنم کلجگ کے انت میں لکھا ہے تو آپ غور کیجیئے کہ اس سے زیادہ اور کیا کلجگ پرتیت ہوگا کہ استریاں اپنے پتیوں کو چھوڑ کر دوسروں پر نگاہ رکھیں۔ اور اولاد اپنے والدین کی وفاداری میں نہ رہیں۔ اور والدین اپنی اولاد کو اولاد کی طرح نہ سمجھیں۔ یہاں تک کہ آجکل سب ہی چیزیں اپنے اپنے دھرموں سے پھری ہوئی ہیں اب کوئی صاحب یہ فرماویں کہ ابھی شاستر دوارا وقت نہیں ودت ہوتا ہے تو بھائی پیارے بھگتو! نرسی جی کا بھات بھرنا بھی پہلے کسی شاستری جی کی سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ شری کرشن چندر مہاراج ایسا بھات دیویں گے اور اسی طرح سینکڑوں بھگتوں کے کارکاج سدھ کر دیئے جیسا کہ پہلاد بھگت کے اُبھارنے کو کہیں ملعت اور تتھی نہیں لکھی تھی جب نرسنگھ جی پرگھٹ ہو چکے اور دیت راج کو مار چکے تب ہی تو معلوم ہوا کہ نارائن جی نے اپنے بھگت کے اُبھارنے کے واسطے اوتار لیا ہے اس سبب سے ان کلگی بھگوان مہاراج کا پرگھٹ ہونا۔ مانو سنسار کے سکھ کا مول ہوگا جس طرح بھگوان سورج نرائن کا اُودے ہونا سب جیوی کا ز شباز دیگر مخلوقات کے سکھ کا مول ہوتا ہے کیونکہ آنکھوں سے دکھلائی تب ہی دیتا ہے جبکہ اندھیرا دور ہوتا ہے پیارے مترو سچی پریتی اور بھگتی کا تجربہ ایشور کے درشن ہی کر دیکھا ہے جیسا کہ شری شو جی مہاراج نے کہا ہے اگ جگ میں سب ہت وراگی پریم سی پربھو پرگھٹ ہیں جمی آگی۔

اپنے شاستروں کے سچ تجربہ کو سچی پریت سے پرتیت کرو

[illegible]
[illegible]

کہ کہاں پیدا ہوئے ہے بدھی الدغورہی سوچو کر دوس
تمام جہان بھانو پرکاشو) سنبل وہی ہے جہاں

مجھے شناخت کر لیں گے کیونکہ خدا کا ہاتھ اُنہیں دکھائیگا کہ آنیوالا یہی ہے۔

پھر میں اپنے مقصد کی طرف رجوع کر کے لکھتا ہوں کہ چونکہ میں آخری خلیفہ ہوں اسلئے

بقیہ حاشیہ

نشکلنک جی پرگھٹ ہوں۔ ہے سجن! مہاتماؤ! پنڈتو! میرے اس تھوڑے لکھے کو بہت جانو کیونکہ عقلمندوں کو اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔ اب ایشور مہاراج سے یہی پرارتھنا ہے کہ آپ جلدی پرگھٹ ہو کر اپنے بھگتوں کو بچاؤ اور اس مایا روپی جال سے نکالو ورنہ سنسار سب کچھ گیا ہوا ہی ہے۔ اگر میری اس میں کوئی غیر مناسب بات یا بھول ہو تو اپنا بچہ سمجھ کر معاف فرما دیں۔ المشتہر بالمکند جی کوچہ پاتی رام دہلی (مطبوعہ نظامی پریس دہلی)

ترجمہ اس اشتہار کا یہ ہے

بے عیب (معصوم) بھگوان کا اوتار

یعنی

مَعْصُوم خَلِیفۃُ اللّٰہ

اہل دنیا کو واضح ہو کہ آجکل جیسی جیسی بدیاں ہمارے ملک میں ہو رہی ہیں وہ سب کو معلوم ہیں مثلاً عورتوں کا بیوہ ہونا اور ساتھ ہی اُن بری باتوں کا بھی ہونا جن کو بچہ بچہ بھی جانتا ہے اور غلہ اور گھی وغیرہ کا استقدر گراں ہونا اور علاوہ اسکے سینکڑوں قسم کی مصیبتیں ہمارے آریہ ورت (ہندوستان) پر آئی ہوئی ہیں کہ جن کا بیان سے باہر ہے یہ آپ لوگوں پر خوب روشن ہے کہ جو طاقت آپکے آباؤ اجداد میں تھی وہ اب آپ میں کہاں اور آپ میں جو جو طاقت اور عقل ہے وہ آپ کی اولاد میں ہے! یا کچھ آیندہ ہو جانے کی امید ہے! پس اے دوستو! اگر آپ لوگوں کو اس درد عظیم سے نجات پانے کی خواہش ہے تو بے عیب خلیفۃ اللہ مہاراج کا ضرور خیال اور دھیان کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے راستباز بندوں کے حامی ہوتے ہیں اُن کو اپنے برگزیدہ بندوں کو ہمیشہ راحت پہنچانے ہی کی خواہش ہوتی ہے اور وہ اسی زمانہ میں ظاہر ہو کر تمام بدیوں اور بدکرداروں کو ہلاک کرینگے۔ اگر کسی دوست کو یہ خیال ہووے کہ ابھی کلجگ (زمانہ کذب و افترا) کا پہلا ہی دور ہے اور مہاراج کا جنم کلجگ کے آخر میں لکھا ہے تو آپ غور کریں کہ اس سے زیادہ اور کیا کلجگ ظاہر ہوگا کہ عورتیں اپنے شوہروں کو چھوڑ کر دوسروں پر نظر رکھتی ہیں اور اولاد اپنے والدین کی فرمانبرداری اور وفاداری میں نہ رہیں اور والدین اپنی اولاد کو اولاد کی طرح نہ سمجھیں یہاں تک کہ سب ہی چیزیں اپنے اپنے مذہب سے پھری ہوئی ہیں۔ اب کوئی صاحب یہ فرما دیں کہ ابھی شاستر کے موافق وقت نہیں معلوم ہوتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ بھائی پیارے دوستو! رسی جی (ایک برگزیدہ بندہ خدا

جیسا کہ تمام نبی لکھ چکے ہیں میرے وقت میں انواع اقسام کے عجائب نشان اور قہری تجلیات کا ظہور ضروری تھا سو ضرور ہے کہ میں اس وقت تک زندہ رہوں کہ جبتک قہری نشان اور عجائبات قدرت ظاہر ہو جائیں جب سے دنیا پیدا ہوئی یہ زمانہ کسی نے نہیں دیکھا یہ خدا کے فرشتوں اور شیاطین کا آخری جنگ ہے اور دراصل یہ آتشی گولہ بھی جو جابجا نمودار ہوا ہے اسی جنگ کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ اگرچہ پہلے اس سے معمولی طور پر شہاب ثاقب ٹوٹا کرتے تھے لیکن آجتک دنیا میں یہ خوفناک نظارہ نہیں دیکھا تھا۔ اس قدر خوفناک انگار جو برسائے گئے یہاں تک کہ بعض لوگ ان کے نظارہ سے بیہوش ہو گئے یہ امر صاف دلالت کرتا ہے کہ اب بڑے بڑے شیطانوں کی ہلاکت کا وقت آگیا ہے چنانچہ تھوڑے دنوں کے بعد دنیا خود دیکھ لیگی کہ ان آتشی انگاروں کے کیسے معنے ظاہر ہوتے ہیں

بقیہ حاشیہ

کا ظہور بھی پہلے کسی عالم کی سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ شری کرشن جی مہاراج ایسا ظہور کریں گے اور اسی طرح سینکڑوں برگزیدہ بندگان خدا کی حمایت اور نصرت کیگئی جیسے کہ پہلاد بھگت کی حمایت اور نصرت کا کوئی وقت اور تاریخ لکھی نہ گئی تھی مگر جب نرسنگھ جی ظاہر ہو چکے اور **دیت راج** کو مار چکے تب معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندہ کی حمایت کے واسطے ظہور فرمایا ہے اسی طرح پر کلگی بھگوان مہاراج کا ظہور ہے اور وہ کل دنیا کے آرام کا باعث ہوا ہے اور اسی سے کام کاج چلتا ہے کیونکہ آنکھوں سے اسی وقت دکھائی دیتا ہے جب اندھیرا دور ہو جائے۔ پیارے دوستو! سچی عبادت اور محبت الٰہی تب ہی ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ کو انسان گویا دیکھ لے جیسا کہ شیو جی مہاراج نے فرمایا ہے کہ آگ کل دنیا میں رہتی ہے اور جس طرح پر رگڑ سے وہ پیدا ہوتی ہے اسی طرح پر میشر کا حال ہے جب انسان اس سے محبت کرتا ہے تو اس کا ظہور ہوتا ہے۔" اپنے کتابوں کے سچے تجربہ کو سچے یقین سے مان لو اور جو کوئی یہ سوال کرے کہ وہ کہاں پیدا ہوئے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اے عقلمندو! غور کرو کہ اس کے ظہور کا وہ محل ہے جہاں آفتاب کا ظہور ہوتا ہے (یعنی مشرق میں) سنبل (وہ جگہ جہاں اس اوتار کا ظہور مانا گیا ہے) وہی ہے جہاں وہ خلیفۃ اللہ ظاہر ہوں۔ دوستو! بزرگو! پنڈتو! میرے اس تھوڑے لکھے کو بہت جانو کیونکہ عقلمندوں کو اشارہ ہی کافی ہے۔ اب خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ جلد اپنا ظہور فرما کر اپنے دوستوں کو بچایئے اور اس دنیا کے جال سے نجات دیجئے ورنہ دنیا بگڑ چکی ہے۔ اگر اس میں کوئی امر غیر مناسب ہو یا فروگذاشت ہوئی ہو تو آپ معاف کریں۔

المشتہر

بالمکند جی کوچہ پاتی رام دہلی

اب میں قبل اس کے کہ اس آتشی انگار کے بارہ میں دوسرے لوگوں کی شہادت پیش کروں وہ بیان لکھتا ہوں کہ جو اخبار انگریزی سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور نے پرچہ ۳- اپریل ۱۹۰۷ء میں اس گولہ کی نسبت لکھا ہے اور وہ یہ ہے :-

کئی نامہ نگاروں نے ہمیں اس شہاب کے متعلق خطوط لکھے ہیں جو اتوار کی شام کو پونے پانچ بجے کے قریب دیکھا گیا۔ یہ نہایت چمکدار تھا اور لاہور میں جب یہ گرتا دیکھا گیا تو اس کے پیچھے ایک بہت لمبی دوہری دھار ایسی تھی جیسے دھواں ہوتا ہے۔ راولپنڈی میں یہ جنوب مشرق کی طرف نظر آیا۔ اس وقت دھوپ نہایت تیز تھی۔ ہمارے بعض نامہ نگار یہ دریافت کرتے ہیں کہ آیا اس سے پہلے بھی کبھی کوئی ایسا شہاب دیکھا گیا ہے جو ان حالات کے ماتحت نظر آیا ہو۔ اور بعض یہ لکھتے ہیں کہ اگر غروب آفتاب کے بعد یہ واقعہ دیکھا جاتا تو اسکی چمک واقعی بے نظیر ہوتی۔ (سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور۔ ۳- اپریل ۱۹۰۷ء)

اسی طرح اخبار آرمی نیوز لدھیانہ مؤرخہ ۶- اپریل ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۱۱ کالم ۳ میں اسی شہاب کی نسبت لکھا ہے اور وہ یہ ہو کہ شہاب ثاقب ۳۱- مارچ ۱۹۰۷ء کو قریباً ۳ بجے بعد دوپہر آسمان سے نازل ہوا جو درج ذیل کرتا ہوں۔ موضع ہنوانہ تحصیل پسرور میں گاؤں کے گوشہ جنوب مغرب میں کوئی ½ میل کے فاصلہ پر ایک ستارہ ٹوٹا جو کہ آسمان سے ٹوٹتے ہی آگ کی شکل میں ہو کر قریباً ۵ گز لمبائی میں جنگل سے گاؤں کی طرف بڑھا۔ گاؤں سے ¼ میل کے فاصلہ پر ہندوؤں کا سمسان ہے اسمیں ایک کیکر کا درخت ہے اس درخت پر کوئی دس گز اوپر وہ آگ ۵ منٹ تک لہراتی رہی بعد ازاں سفید رنگ میں بدلکر اتنی موٹی ہو گئی جیسے ایک موٹا بانس ہوتا ہے ۵ منٹ کے بعد وہ آگ تین ٹکڑوں میں منقسم ہو گئی۔ جس کے ٹوٹنے کی آواز کئی توپوں کی آواز کے برابر تھی جس سے تمام جنگل اور گاؤں گونج اٹھا اور وہ آگ اسی مرگھٹ میں اس درخت پر غائب ہو گئی بعد ازاں کوئی ۴½ بجے شام کا وقت تھا۔ پھر ایک ستارہ اس گاؤں کے جانب شمال میں قریباً ۳¾ میل پر جنگل میں ٹوٹا اسکی

شکل بھی پہلے کی سی تھی مگر اس کی آواز ٹوٹتے ہی اتنی ہوئی جیسے ایک توپ چلتی ہے۔ سب لوگوں کی نگاہیں اسی میں تھیں۔ میں تو اس وقت گاؤں سے باہر ½ میل کے فاصلہ پر جانب شمال میں کھڑا تھا۔ آواز کے آتے ہی جو دیکھا کہ ایک آگ سی جیسی بجلی چمکتی ہے گاؤں کی طرف بڑھتی ہوئی دیکھی گئی۔ گاؤں کے پاس ایک جوہڑ ہے وہاں تک میں نے خود جاتی دیکھی مگر بعد ازاں لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ وہ گاؤں میں آکر دھوئیں کی شکل میں بدل کر کچھ تو گاؤں میں غائب ہو گئی اور کچھ آگے کو چلی گئی۔ بعد ازاں شام کا وقت تھا۔ سورج غروب ہونے کی تیاریاں کر رہا تھا پھر ایک گول شکل کی آگ موضع رندھاوہ (جو جانب شمال غرب پتوانہ کے واقعہ ہے) کی طرف سے آتا ہوا دکھائی دیا اور گاؤں سے آگے نکل گیا اور سنا گیا ہے کہ یہ گول آگ بھی ایک ستارہ تھا جس کی ۷ میل تک تو یہی خبر ہے کہ ہمارے بھی آگے سے آیا اور آگے معلوم نہیں کہاں تک گیا۔ سُنا گیا ہے کہ موضع جوڑہ تحصیل پسرور میں جو کہ پتوانہ سے چار میل پر ہے وہاں ایک چارہ کے کھیت میں اس کا کچھ حصہ گرا جس سے چارہ کھیت کا جل گیا۔ مگر یہ خبر کچھ معتبر نہیں ہے معلوم نہیں کہ یہ کیا رنگ خدا کا ہے۔

پھر اسی اخبار آرمی نیوز میں اسی جگہ لکھا ہے کہ واقعہ ۳۱۔ مارچ ۱۹۰۷ء کو ضلع جہلم تحصیل پنڈ دادنخاں موضع چک شادی میں قریب ۱۲ بجے دن کے آسمان پر قریب ۴ فیٹ لمبے اور ۲ فیٹ گول برنگ سرخ فاصلہ ¼ میل پر دو آتشی گولے گرے اور گرتے ہی غائب ہو گئے۔

نقشہ خطوط جو بطور شواہد متعلق پیشگوئی پچیس یوم (جو ایک ہولناک تعجب انگیز گولہ آسمانی کا نشان ظاہر ہونے پر مشتمل تھی جو ۳۱۔ مارچ ۱۹۰۷ء کو بوقت عصر ظاہر ہوا) موصول ہوئے۔

نمبر شمار	تاریخ روانگی خط	نام فرستندہ	نام موضع	نام تحصیل	ضلع	خلاصہ مضمون خط
(۱)	۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء	سید احمد علیشاہ سفید پوش	مالو مہی	پسرور	سیالکوٹ	آج بوقت ۴ بجے شام مؤرخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء نشان آسمانی دیکھا جو تمام عمر میں نہیں دیکھا تھا جنوب کی طرف سے شمال کی طرف چھوٹا سا ٹکڑہ آگ کا معلوم ہوتا

نمبر شمار	تاریخ روانگی خط	نام فرستندہ	مقام	ضلع	خلاصہ مضمون خط
					قریباً دو فیٹ مربع زمین سے پاؤ میل اونچا اس کے پیچھے تین رنگ سبز سرخ گلابی کی دم تھی مثل دھوئیں کے اور وہ دم رنگ برنگ ہو کر کم ہو جاتی تھی اور بارش کی طرح اس کی تند آواز سنی جاتی تھی۔ اس انگار کا مرد اور عورت ہندو اور عیسائی اور مسلمان وغیرہ سب نے دیکھا۔ دو میل گاؤں سے قریب شمال کی طرف گیا آواز بمقدار دو توپوں کے اس میں سے آئی یا جیسے دو گولے۔ پھر دیکھتے دیکھتے غائب ہو گیا۔ حضور کی پیش گوئی پچیس دن والی جو ۷ مارچ کو لکھی تھی پوری ہو گئی کیونکہ ۳۱ مارچ کو یہ تعجب انگیز نظارہ دیکھا گیا۔
(۲)		سید عبد الستار شاہ ہاسپٹل اسسٹنٹ	رعیہ	سیالکوٹ	بروز اتوار بوقت ساڑھے چار بجے شام ایک سماوی نشان یعنی انگار جو بڑے حجم کا تھا دیکھا گیا جو جنوب کی طرف سے آتا اور شمال کی طرف جاتا تھا ہمارے گھر کے متصل درختوں میں سے گذرا۔ سوا گز کے قریب لمبا آگ کی طرح چمکتا سخت ہیبت ناک نظر آیا۔ عورتیں دیکھ کر سخت خوفزدہ ہو گئیں درختوں پر چمک سفید تھی اور ہماری طرف آگ کی طرح تھا۔ یکایک بادل کی طرح بالکل سفید ہو گیا پھر آہستہ آہستہ بہت اونچائی پر چلا گیا۔ پھر کئی دن دور دور سے خبر آئی کہ بہت لوگوں نے دیکھا خوفناک ہیبت ناک تھا یہاں تک کہ ایک گاؤں میں بہت آدمی بیہوش ہو گئے اور ان کے منہ میں پانی ڈالا گیا تب ہوش آئی جس جس گاؤں میں دیکھا گیا سب کو یہی معلوم ہوا کہ ان کے پاس ہی گرا ہے۔ ۲۵ دن والا الہام پورا ہوا جس میں لکھا تھا کہ ۷ مارچ سے پچیس دن تک یا پچیس دن کوئی تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آئے گا۔
(۳)	۲۱ مارچ ۱۹۰۷ء	عمر الدین چودھری	میانوالی	سیالکوٹ	۷ مارچ ۱۹۰۷ء والی پیشگوئی جس کے ظہور کیلئے پچیس دن یا پچیس دن تک کی شرط تھی اور جس میں لکھا تھا کہ وہ واقعہ تعجب انگیز اور ہولناک ہوگا آج بفضلہ تعالیٰ وہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ خاکسار معہ چند برادران یعنی میاں نمبردار فضل الٰہی زمیندار۔ علی بخش زمیندار چند اور احباب مسجد کے پاس بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہے۔ شروع عصر کا وقت تھا آسمان سے ایک آگ کا انگار حجم بقدر برج آتشبازی ہمارے موضع سے بطرف مشرق و شمال گر پڑا اتنی تیز آگ تھی کہ دیکھنے والوں نے آنکھوں پر ہاتھ رکھ لئے۔ ایک غبار دھواں کی آسمان کی طرف ایک ساعت تک قائم رہی۔ اس ہولناک اور تعجب انگیز واقعہ سے مرد و زن متعجب تھے خداوند کریم اپنے مامور کو جو خبر ظاہر کرتا ہے وہ وقت پر پوری ہو جاتی ہے۔

نمبر شمار	تاریخ روانگی خط	نام فرستندہ	مقام	ضلع	
(۴)	۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء	عنایت اللہ رنگریز	چونڈہ	سیالکوٹ	آپ کو مبارک ہو۔ نشان الٰہی جو ۷ مارچ سے پچیس دن تک ظاہر ہونیوالا تھا وہ ظہور میں آگیا۔ ۳۱ مارچ کو چار بجے دن کے حسب ذیل مردمان نے بیان کیا کہ آسمان سے ایک لاٹ بہت روشن نکلی پھر دیکھتے ہی وہ دھواں ہوگیا۔ پھر بادل بن کر گیا۔ گنگا رام اروڑا۔ دینا ناتھ۔ بگا کھتری۔ ٹھاکر داس۔ رحیم بخش نیلاری منشی ڈاکخانہ چونڈہ۔ عبداللہ ٹھیکیدار۔ اور میں نے خود نشان ضرور بیں کی ہاتھیں اترتا ہوا دیکھا اور میرے بھتیجے رسان ام نے بھی دیکھا ہے۔
(۵)	یکم اپریل ۱۹۰۷ء	نبی بخش ولد بھوٹا شاہ فقیر	بوٹر	〃	ایک شعلہ حضور کی پیشگوئی کے عین مطابق ۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو بروز اتوار چار بجے دن کے وقت جو آتش کا شعلہ معلوم ہوتا تھا قریباً دو گز سے زیادہ لمبا جس کے تین رنگ سرخ۔ سبز۔ زرد تھے مغرب کی طرف سے نکل کر مشرق کو جا کر غائب ہوا۔ غائب ہونے پر ایک بڑا دھواں تھا ہر توپ جیسی آواز بھی سنائی دی۔
(۶)	〃	برکت علی سکرٹری میونسپل کمیٹی	قلعہ سوبھا سنگھ	〃	کل پانچ بجے کے قریب ایک آسمانی اسرار دیکھا گیا دور دراز تک اس کی شہرت بھی ہوگی یہ ایک آسمانی نشان ہے خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق ۲۵ دن کے اندر ظاہر ہوا۔ کیونکہ ۷۔ مارچ ۱۹۰۷ء سے جب یہ پیشگوئی کی گئی ۳۱ مارچ تک ۲۵ دن پورے ہوگئے تھے سو پیشگوئی کے مطابق یہ تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آیا الحمد للہ۔
(۷)	〃	محمد خلیل اللہ مدرس	سید کوٹی	〃	۳۱۔ مارچ ۵ بجے کے قریب ایک ہیبت ناک اور آتشیں شعلہ جنوب سے شمال کی طرف سرعت سے جاتا ہوا دکھائی دیا۔ الحمد للہ وہ پیشگوئی پوری ہوگئی جسمیں لکھا تھا کہ ۷۔ مارچ ۱۹۰۷ء سے پچیس دن تک یا پچیسویں دن کوئی متعجب انگیز واقعہ ظہور میں آئے گا۔
(۸)	〃	محمد الدین اپیل نویس	سیالکوٹ	〃	کل قریب ساڑھے تین بجے شعلہ آسمان سے آتے ہوئے نظر آیا زمین اور آسمان کے درمیان ایک ستون دیر تک دکھائی دیا۔ اور خدا نے وہ پیشگوئی پوری کی جسمیں لکھا تھا کہ ۳۱ مارچ تک یا مارچ کے اکتیسویں دن کوئی تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آئیگا۔
(۹)	〃	سید محمد رشید کلارک محکمہ نہر	〃	〃	کل بوقت عصر شہاب ثاقب ٹوٹا۔ خدا نے وہ پیشگوئی پوری کی جسمیں بتلایا گیا تھا کہ ضرور ۳۱۔ مارچ کو یا ۳۱ مارچ تک کوئی تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آئیگا
(۱۰)	〃	محمد مشتاق	گوریکے	گجرات	آتشی انگارے ۳۱ مارچ والی پیش گوئی پوری ہوئی۔
(۱۱)	〃	عطا الٰہی بابو	لالہ موسیٰ	〃	تعجب انگیز واقعہ آسمانی انگار نے ۳۱ مارچ والی پیش گوئی پوری کردی۔

نمبر شمار	تاریخ روانگی خط	نام فرستندہ	مقام	ضلع	خلاصہ مضمون خط
(۱۲)	۳۱-مارچ ۱۹۰۷ء	میاں صاحب دین امام مسجد	تمال	گجرات	۳۱-مارچ ۱۹۰۷ء کو بوقت تخمیناً چار بجے دن آپکے الہام کے مطابق ایک تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آیا یعنی آسمان پر ایک انگار نمودار ہوا جس کے دیکھتے ہی ہزاروں آدمی تعجب میں رہ گئے۔
(۱۳)	یکم اپریل ۱۹۰۷ء	کرم دین مدرس	ڈنگہ	"	خاص ڈنگا اور نواح ڈنگہ میں ایک شعلہ ناری زمین پر گرا۔ رفتار شعلہ آسمان پر جنوب مغرب سے شمال مشرق کو تھی یہ واقعہ ۳۱ مارچ کا ہے۔ یہ حضور کی پیشگوئی بہت صفائی سے پوری ہوگئی کیونکہ ۳۱ مارچ تک پیشگوئی کی میعاد تھی
(۱۴)	"	محمد فضل الرحمان	بیلان	"	۳۱ مارچ چار بجے شام چند گولے آگ کے جو آدمی کے سر کے برابر تھے اور دو یا اڑھائی گز ان کی دُمیں تھیں نہایت ہی مشتعل آسمان سے زمین کی طرف اُترتے ہوئے دکھائی دیئے۔ نہایت ہولناک تعجب انگیز نظارہ تھا بہت سے لوگ دیکھتے ساتھ سہم گئے اور بہت بیہوشی کی حالت میں ہو گئے جو دیر کے بعد ہوش میں آئے اور اس سے حضور کی پیشگوئی واضح طور پر پوری ہو گئی۔
(۱۵)	"	نظام الدین	اور جمہ	شاہپور	۳۱ مارچ بوقت عصر مطلع بالکل صاف تھا ناگہاں شعلہ آتش آسمان پر نمودار ہوا اور آگ کے چنگارے گرتے ہوئے دکھائی دیئے چونکہ پہلے سے حضور شائع کر چکے تھے کہ ۳۱ مارچ کو یا ۳۱ مارچ تک کوئی تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آئیگا اسلئے یہ پیشگوئی ایسی صاف ہے کہ کوئی اسکو رد نہیں کر سکتا۔
(۱۶)	"	غلام محمد جٹ	گولیکے	گجرات	۳۱ مارچ کو آسمان پر ایک ہولناک شعلہ دیکھا گیا پیشگوئی صفائی سے پوری ہوئی
(۱۷)	"	نورالدین	کھاریاں	"	مبارک ہو ۳۱-مارچ والی پیشگوئی ہولناک شعلۂ آگ سے کھلے طور پر ظہور میں آگئی۔
۱۸	"	میراں بخش مدرس	شیخ پور	"	۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء کو بوقت عصر ایک گولہ آتشین آسمان سے گرا سب کو شمال مشرق کی طرف سے دکھائی دیا ۳۱ مارچ والی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو گئی
(۱۹)	"	غلام قادر	جیو ونجل	"	بشرح صدر
(۲۰)	"	محمد الدین مدرس	گھرالی	"	۳۱-مارچ کو بوقت بعد نماز ظہر ہولناک تعجب انگیز شعلہ آتش ہزارہا لوگوں نے دیکھا اس پچیس دن والی پیشگوئی نہایت صفائی سے پوری ہو گئی۔
(۲۱)	"	غلام رسول	لنگہ	"	صدر
(۲۲)	"	احمد دین مولوی	شادیوال	"	۳۱-مارچ کو ایک ہولناک نظارہ آگ آسمانی کا نظر آیا اور اس گاؤں کے لوگوں نے اس کیفیت کو دیکھ کر رات کو تمام گاؤں میں ڈھنڈورا پٹوایا کہ دن کو سب لوگ ایک کھلے میدان میں جمع ہو کر نفل پڑھیں اور اس طرح پر

نمبر شمار	تاریخ وصولی خط	نام فرستندہ	مقام	ضلع	خلاصہ مضمون خط
(۲۳)	یکم اپریل ۱۹۰۷ء	سلطان علی نمبردار	کھوکھر	گجرات	۳۱ مارچ کو نہایت ہولناک نظارہ آگ کا آسمان پر دیکھا گیا سبحان اللہ کیسی صفائی سے پیشگوئی پوری ہوئی۔
(۲۴)	〃	شیخ الٰہی بخش تاجر کتب	گجرات	〃	۳۱ مارچ ۱۹۰۷ء بوقت ۶ بجے دن کے ایک ٹکڑا آگ کا زمین پر گرتا ہوا معلوم ہوا شہر میں چرچا ہوا۔ لال داری معین الدین پوری جلال پور وغیرہ سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ واقعہ سب جگہ ہوا اور ۳۱ مارچ والی پیشگوئی کھلے کھلے طور پر ظاہر ہو گئی۔
(۲۵)	۲۱ مارچ ۱۹۰۷ء	چوہدری محمد عبداللہ خاں نمبردار	بہلولپور چک ۱۲۷	لائلپور	بذریعہ تار بشارت و مبارکباد دی کہ انگار آسمانی سے ۳۱ مارچ والی پیشگوئی پوری ہو گئی۔
۲۶	〃	〃	〃	〃	دوبارہ بذریعہ کارڈ لکھا کہ ۳۱ مارچ والی پیشگوئی پوری ہو گئی۔
۲۷	〃	عبد المجید	ادھوو	کانگڑہ	بشرح صدر
(۲۸)	یکم اپریل ۱۹۰۷ء	عبد الکریم ہیڈ گارڈ	کیمبل	〃	ایک تعجب انگیز اور ہولناک انگار نے جو آسمان پر ظاہر ہوا۔ ۳۱ مارچ والی پیشگوئی کی سچائی صاف طور پر ظاہر کر دی۔
(۲۹)	۲ اپریل ۱۹۰۷ء	محمد شاہنواز	فیروزپور چھاؤنی	فیروزپور	۳۱ مارچ والی پیشگوئی اس انگار نے ثابت کر دی جو ۳۱ مارچ میں دیکھا گیا۔
(۳۰)	〃	مولوی محمد فضل چنگوی	چنگا	راولپنڈی	۳۱ مارچ والی پیشگوئی اس انگار کے ظاہر ہونے سے جو ۳۱ مارچ کو دیکھا گیا بڑی صفائی سے ثابت ہوئی سو سو برس کے بڈھے کہتے ہیں کہ ہم نے ایسا واقعہ کبھی نہیں دیکھا
(۳۱)	〃	نادر علیخاں	قوم گوجر	〃	جس نشان کا ۳۱ مارچ کو پورا ہونیکا وعدہ دیا گیا تھا وہ آسمانی انگار سے پورا ہو گیا جو وحشت خیز اور تعجب انگیز تھا۔ جو دید شنید سے بالا تر تھا۔
(۳۲)	〃	عبد المجید خاں نائب مہتمم اصطبل	کیتھل	کیتھل	جو ایک تعجب انگیز واقعہ کی خبر دی گئی تھی کہ ۳۱۔ مارچ ۱۹۰۷ء کو ظاہر ہوگا وہ پیشگوئی ایک انگار آسمانی کے پیدا ہونے سے پوری ہو گئی جو ۳۱ مارچ کو آسمان پر نمودار ہوا ہیبت سے آدمی اسکو دیکھ کر بیہوش ہو گئے بعض سجدہ میں گر گئے۔
(۳۳)	〃	عنایت اللہ احمدی	بھوچال کلاں	جہلم	مبارک ہو کہ وہ نشان جس کی ۳۱ مارچ کو ظاہر ہونیکی خبر دی گئی تھی ایک آسمانی انگار کے ظہور سے پورا ہو گیا۔
(۳۴)	یکم اپریل ۱۹۰۷ء	حیات محمد کنسٹبل پولیس	جہلم		اس بات سے بڑی خوشی ہوئی کہ جس نشان کی نسبت یہ خبر دی گئی تھی کہ ۳۱ مارچ یا مارچ کے اکتیسویں دن پورا ہوگا وہ نشان آسمانی انگار کے ظہور سے ظاہر ہو گیا

نمبر شمار	تاریخ روانگی خط	نام فرستندہ	مقام	ضلع	خلاصہ مضمون خط
(۳۵)	یکم اپریل ۰۷ء	کرم داد احمدی	دوالمیال	جہلم	حضور کو ہزار بار مبارک ۳۱ مارچ والی پیشگوئی کمال صفائی سے پوری ہوئی شام کے قریب ۳۱ مارچ کو آسمان پر ایک ہولناک آگ دکھائی دی جس نے ایمان زیادہ کیا۔
(۳۶)	۳۱- مارچ	محمد جان شیخ	وزیر آباد	گوجرانوالہ	حضور کو مبارک ۳۱ مارچ میں جو ایک تعجب انگیز واقعہ کے ظاہر ہونے کی خبر دی گئی تھی وہ واقعہ ۳۱ مارچ کو ظہور میں آ گیا اور ایک متعجب انگیز آگ آسمان پر دیکھی گئی۔
(۳۷)	یکم اپریل ۰۷ء	جیون خان پٹی	״	״	مبارک ہو ۳۱ مارچ والی پیشگوئی پوری ہوئی ہزاروں آدمیوں نے ۳۱ مارچ کو انگار آسمانی دیکھا۔
(۳۸)	۲ ״	فضل الٰہی اوورسیر ڈاک لائن	گورداسپور	گورداسپور	۳۱ مارچ والی پیشگوئی پوری ہو گئی اور اس ستارہ کی چمک سے ایک آدمی گورداسپور کے تالاب میں جو متصل تحصیل ہے غرق ہوا یا تاروں اور گاؤں گاؤں میں اس الہام کا چرچا ہے۔
(۳۹)	۲ ״	شیخ رحیم بخش تاجر کتب	جموں	جموں	بڑی صفائی سے ۳۱ مارچ والی پیشگوئی پوری ہو گئی آسمانی انگار کو ایک دنیا نے دیکھا۔
(۴۰)	۳۱- مارچ	شیخ محمد تیمور طالب علم	״	״	خدا کا شکر ہے کہ ۳۱ مارچ کی پیشگوئی بڑی صفائی سے پوری ہو گئی۔ اور جیسا کہ بیان کیا گیا تھا ۳۱ مارچ کو ایک ہولناک اور تعجب انگیز آسمان پر انگارہ آگ ظاہر ہوا۔
(۴۱)	یکم اپریل ۰۷ء	رحمت اللہ احمدی	بنگہ	ہوشیارپور	۳۱- مارچ کو نہ صرف آتشی گولہ دکھائی دیا بلکہ بعض جگہ سیاہ بارش کی بوندیں برسیں پیشگوئی پوری ہو گئی۔ مبارک ہو۔
(۴۲)	۲ ״	سید امیر علی شاہ صاحب سب انسپکٹر پولیس	جلال آباد	فیروزپور	۳۱- مارچ کو آسمان پر ایک ہولناک آگ دکھائی دی جس کو ہزاروں انسانوں نے دیکھا خدا کی پیشگوئی جیسا کہ بیان کیا گیا تھا ویسا ہی پوری ہو گئی۔
(۴۳)	یکم ״	نظام الدین	چوڑہ	لاہور	مبارک ہو حضور کی پیشگوئی بڑی صفائی سے پوری ہو گئی۔ ۳۱ مارچ کو جس میں ایک ہولناک اور تعجب انگیز واقعہ کے ظہور کی نسبت خبر دی گئی تھی آگ کا شعلہ ظاہر ہوا جو نہایت ہولناک تھا۔
(۴۴)	۲ ״	محمد اسمٰعیل	بیلہ پور	״	مبارک ہو وہ پیشگوئی پوری ہو گئی جس کی نسبت خبر دی گئی تھی کہ ۳۱- مارچ کو ایک ہولناک اور تعجب انگیز واقعہ ظہور میں آئیگا چنانچہ وہ واقعہ یہی تھا کہ آسمان پر ایک انگار دیکھا گیا۔

نمبر شمار	تاریخ خط	نام فرستندۂ خط	مقام	ضلع	خلاصہ مضمون
۴۵	یکم اپریل ۱۹۰۷ء	محمد علی مدرس	آلو مہارکی موسیٰ خاں	سیالکوٹ	۳۱ مارچ کی نسبت جو پیشگوئی تھی صفائی سے پوری ہوگئی ہر ایک زبان اقرار کرتی ہے کہ آسمانی انگار جو ۳۱ مارچ کو ظہور میں آیا اس سے پیشگوئی کی سچائی ثابت ہوگئی۔
(۴۶)	۵ » صدر	سید قاسم شاہ	معین الدین پور	گجرات	تصدیق بشرح صدر
(۴۷)	۳ » »	عبداللہ حکیم	راہوں	جالندھر	» آسماں اے غافلو اب آگ برسانے کو ہے
(۴۸)	» »	عبدالعزیز احمدی	ورگاہی والہ	گوجرانوالہ	»
(۴۹)		میاں محمد دین	سیالکوٹ	-	» »
(۵۰)	۲ »	غلام احمد	کریام	-	»
(۵۱)	»	محمد حسین کلارک	آدوار	گوجرانوالہ	»
(۵۲)		عنایت اللہ	کنجاہ	گجرات	»

ترجمہ از اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور مورخہ ۲۔ اپریل ۱۹۰۷ء

ایک نامہ نگار انگریز سول اینڈ ملٹری گزٹ کی طرف لکھتا ہے کہ جناب اتوار کی شام کو چار اور پانچ بجے کے درمیان میں نے ڈلہوزی سے شمالی جانب ایک ایسا ہی شہاب دیکھا جیسا آپکے اخبار مورخہ ۲۔ اپریل سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی دن اور اسی وقت لاہور میں دیکھا گیا تھا کہ ایک خروطی شکل کا دھانی ستون جس کا باریک حصہ نیچے کی طرف تھا ڈلہوزی سے کوئی بیس میل کے فاصلہ پر اُٹھتا ہوا دکھائی دیا۔ اُسکی اونچائی سطح ڈلہوزی سی بلند تھی اور اسکی چمک سے پہاڑ کی برف زرد رنگ ہوگئی تھی یہ واقعہ ایسا تعجب انگیز تھا کہ میں دوربین لیکر اُسے زیادہ غور سے دیکھنے لگا پہلے میں نے یہ خیال کیا کہ جنگل میں کہیں آگ لگ گئی ہے اور یہ اُسکا دھواں ہے مگر فوراً مجھے یہ خیال آگیا کہ اس موسم میں جنگل میں آگ نہیں لگ سکتی اور علاوہ اسکے جنگل کی آگ کا دھواں صرف ایک جگہ سے نہیں اُٹھا کرتا بلکہ بہت جگہوں سے اُٹھتا ہے یہ قدرتی نمائش پنجاب میں تین جگہ ہوئی جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ شعلہ ایک نہ تھا بلکہ بہت سے شعلوں کی ایک بوچھاڑ تھی اور ہر ایک شہاب کے ساتھ بہت سے چھوٹے ٹکڑے تھے جو کسی نے نہیں دیکھے (۲) بہت سے خطوط جو ہمارے پاس آئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ اتوار کا شعلۂ آتش پٹیالہ سے جہلم تک دیکھا گیا تھا۔ ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ جموں میں اس کے ساتھ ایک تڑپ کی آواز بھی کہ (تحصیل) سی ایک صاحب لکھتے ہیں کہ زمین سے آسمان تک آگ کا ایک ستون نظر آتا تھا جس سے اس قصہ پر روشنی پڑتی ہے جو یعقوب

(۱) خطوں کے متعلق [illegible] ۲۴ اپریل [illegible]

چمکتا ہوا نشان

نمبر ۱۹۸

بابو الٰہی بخش اکونٹنٹ پنشنر لاہور جھوٹا موسیٰ مر گیا

ناظرین آپ لوگوں کو معلوم ہوگا کہ ایک شخص الٰہی بخش نام جو لاہور میں اکونٹنٹ وہ اس زمانہ میں جبکہ میں نے خدا تعالیٰ سے وحی پاکر اس بات کو ظاہر کیا کہ میں مسیح موعود ہوں مجھ سے برگشتہ ہوکر اس بات کا مدعی ہوا کہ میں موسیٰ ہوں اس بات کی تفصیل یہ ہے کہ مدت دراز سے الٰہی بخش مذکور میرے ساتھ تعلق ارادت رکھتا تھا اور بارہا قادیان میں آیا کرتا تھا اور مجھ کو ایک سچا ملہم خدا تعالیٰ کی طرف سے جانتا تھا اور خدمت کرتا تھا بعض دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ صبح کے وقت نماز کے بعد بمقام امرتسر میں سوتا تھا اور میرے منہ پر چادر تھی تب ایک شخص آیا اور اُس نے میرے پاؤں دبانے شروع کر دیئے جب میں نے چادر اُٹھا کر دیکھا تو وہی الٰہی بخش تھا۔ اس تحریر سے غرض یہ ہے کہ اس حد تک اس کا اخلاص پہنچ گیا تھا کہ کسی نوع کی خدمت سے وہ ننگ اور عار نہیں رکھتا تھا اور نہایت انکسار سے معمولی خدمتگاروں کی طرح اپنے تئیں تصور کرتا تھا اور مالی خدمت میں بھی حتی المقدور اپنے دریغ نہیں کرتا تھا جب تک خدا نے چاہا وہ اسی مخلصانہ حالت میں رہا اور مجھ کو بڑی اُمید تھی کہ وہ اپنے اخلاص میں بہت ترقی کریگا اور جب میں قادیان سے کسی تقریب سے لدھیانہ یا انبالہ یا کسی اور جگہ جاتا تھا تو بشرط گنجائش اور فرصت نکلنے کے اُسی جگہ پہنچتا تھا اور اکثر اوقات اسکا رفیق منشی عبد الحق اکونٹنٹ بھی اسکے ساتھ ہوتا تھا۔ پھر اس کو کچھ مدت کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ مجھ کو الہام ہوتا ہے۔ اور یہی ایک زہریلا بیج تھا کہ قضا و قدر نے اسمیں بو دیا۔ پھر اسکے بعد

اندر ہی اندر اسکی مخلصانہ حالت میں کچھ تغیر ہوتا گیا اور پھر جس زمانہ میں خدا تعالےٰ نے مجھے لوگوں سے بیعت لینے کیلئے **مامور فرمایا** اور قریباً چالیس آدمی یا کچھ زیادہ بیعت میں داخل ہوئے اور عام طور پر خدا تعالیٰ کے حکم کے موافق ہر ایک کو سنایا گیا کہ جو شخص ارادت رکھتا ہے وہ **بیعت** میں داخل ہو تب اس بات کو سنتے ہی الٰہی بخش کا دل بگڑ گیا اور وہ کچھ مدت کے بعد مع اپنے دوست منشی عبدالحق کے قادیان میں میرے پاس آیا اس غرض سے کہ تا اپنے الہام سناوے اور آپ کی وقعہ اس کی مزاج میں اس قدر سختی ہو گئی تھی کہ گویا وہ اور ہی تھا الٰہی بخش نہیں تھا۔ اُس نے بیباکی سے اپنے الہام سنانے شروع کئے اور وہ ایک چھوٹی سی بیاض میں لکھے ہوئے تھے جو اسکی جیب میں تھی **منجملہ ان** کے اُس نے یہ سنایا کہ خواب میں مَیں نے دیکھا ہے کہ آپ مجھے کہتے ہیں کہ میری بیعت کرو اور مَیں نے جواب دیا کہ مَیں نہیں کرتا بلکہ تم میری بیعت کرو اس خواب کی وجہ سے وہ سر سے پیر تک تکبر اور غرور سے بھر گیا اور یہ سمجھا کہ مَیں ایسا بزرگ ہوں کہ مجھے بیعت کی حاجت نہیں بلکہ ان کو میری بیعت کرنی چاہیئے مگر در اصل یہ شیطانی وسوسہ تھا کہ اسکی ٹھوکر کا باعث ہوا بات یہ ہے کہ جب انسان کے دل میں تکبر اور انکار مخفی ہوتا ہے تو وہی انکار حدیث النفس کی طرح خواب میں آجاتا ہے اور ایک **نادان** سمجھتا ہے کہ یہ خدا کی طرف سے ہے حالانکہ وہ انکار محض اپنے مخفی خیالات سے پیدا ہوتا ہے خدا سے اسکو کچھ تعلق نہیں ہوتا۔ پس صدہا جاہل محض اسی حدیث النفس سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ غرض الٰہی بخش نے نہایت شوخی اور بیباکی سے وہ خواب مجھ کو سنائی اور مجھ کو اسکی نادانی پر افسوس آتا تھا کیونکہ مَیں یقیناً جانتا تھا کہ جو کچھ وہ سُنا رہا ہے وہ صرف حدیث النفس ہی مگر چونکہ مَیں نے اُس کے دل میں تکبر محسوس کیا اور نخوت اور خود بینی کے علامات دیکھے اور اسکے کلمات میں تیزی پائی گئی اس لئے مَیں نے اس کو نصیحت کے طور پر کچھ کہنا بیسود سمجھا یہ افسوس کا مقام ہے کہ اکثر لوگ ہر ایک بات کو جو غنودگی کی حالتمیں انکی زبان پر جاری ہوتی ہی خدا کا کلام قرار دیتے ہیں اور اس طرح پر آیت کریمہ لَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ کے نیچے اپنے تئیں داخل کر دیتے ہیں اور یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر کوئی کلام زبان پر جاری ہو اور قال اللہ و قال الرسول سے

مخالفت بھی نہ ہو تب بھی وہ خدا کا کلام نہیں کہلا سکتا جب تک خدا تعالیٰ کا فعل اُس پر گواہی نہ
دے کیونکہ شیطان لعین جو انسان کا دشمن ہے جس طرح اور طریقوں سے انسان کو ہلاک کرنا چاہتا
ہے اسی طرح اس مقصد کا ایک یہ بھی طریق ہے کہ اپنے کلمات انسان کے دل میں ڈال کر اسکو یقین
دلاتا ہے کہ گویا وہ خدا کا کلام ہے اور آخر انجام ایسے شخص کا ہلاکت ہوتی ہے۔

پس جس پر کوئی کلام نازل ہو جب تک تین علامتیں اُس میں نہ پائی جائیں اُس کو
خدا کا کلام کہنا اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالنا ہے۔

اوّل - وہ کلام قرآن شریف سے مخالف اور معارض نہ ہو مگر یہ علامت بغیر تیسری علامت کے
جو ذیل میں لکھی جائیگی ناقص ہے بلکہ اگر تیسری علامت نہ ہو تو محض اس علامت سے کچھ بھی
ثابت نہیں ہو سکتا۔

دوم - وہ کلام ایسے شخص پر نازل ہو جس کا تزکیہ نفس بخوبی ہو چکا ہو اور وہ اُن فانیوں
کی جماعت میں داخل ہو جو بکلی جذبات نفسانیہ سے الگ ہو گئے ہیں اور اُن کے نفس پر ایک
ایسی موت وارد ہو گئی ہے جس کے ذریعہ سے وہ خدا سے قریب اور شیطان سے دور جا پڑے
ہیں کیونکہ جو شخص جس کے قریب ہے اُسی کی آواز سنتا ہے پس جو شیطان کے قریب ہے وہ
شیطان کی آواز سُنتا ہے اور جو خدا سے قریب ہے وہ خدا کی آواز سُنتا ہے اور انتہائی کوشش
انسان کی تزکیۂ نفس ہے اور اس پر تمام سلوک ختم ہو جاتا ہے اور دوسرے لفظوں میں یہ ایک
موت ہے جو تمام اندرونی آلائشوں کو جلا دیتی ہے۔ پھر جب انسان اپنا سلوک ختم کر چکتا ہے تو
تصرفات الٰہیہ کی نوبت آتی ہے تب خدا اپنے اس بندہ کو جو سلب جذبات نفسانیہ سے
فنا کے درجہ تک پہنچ چکا ہے **معرفت** اور محبت کی زندگی سے دوبارہ زندہ کرتا ہے اور
اپنے فوق العادت نشانوں سے **عجائبات رُوحانیہ** کی اُس کو سیر کراتا ہے۔ اور محبّت
ذاتیہ کی وارا اور کشش اس کے دل میں بھر دیتا ہے جس کو دنیا سمجھ نہیں سکتی اس حالت میں
کہا جاتا ہے کہ اس کو نئی حیات مل گئی جس کے بعد موت نہیں۔

پس یہ نئی حیات کامل معرفت اور کامل محبت سے ملتی ہے۔ اور کامل معرفت خدا کی فوق العادت نشانوں سے حاصل ہوتی ہے اور جب انسان اس حد تک پہنچ جاتا ہے تب اس کو خدا کا سچا مکالمہ مخاطبہ نصیب ہوتا ہے مگر یہ علامت بھی بغیر تیسرے درجہ کی علامت کے قابل اطمینان نہیں کیونکہ کامل تزکیہ ایک امر پوشیدہ ہے اس لئے ہر ایک فضول گو ایسا دعویٰ کر سکتا ہے۔

تیسری علامت ملہم صادق کی یہ ہے کہ جس کلام کو وہ خدا کی طرف منسوب کرتا ہے خدا کے متواتر افعال اس پر گواہی دیں یعنی اس قدر اس کی تائید میں نشانات ظاہر ہوں کہ عقل سلیم اس بات کو ممتنع سمجھے کہ باوجود اس قدر نشانوں کے پھر بھی وہ خدا کا کلام نہیں اور یہ علامت درحقیقت تمام علامتوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ ممکن ہے کہ ایک کلام جو کسی کی زبان پر جاری ہو یا کسی نے بادعائے الہام پیش کیا ہو وہ اپنے معنوں کی رو سے قرآن شریف کے بیان سے مخالف نہ ہو بلکہ مطابق ہو مگر پھر بھی وہ کسی مفتری کا افترا ہو کیونکہ ایک عقلمند جو مسلمان ہے مگر مفتری ہے ضرور اس بات کا لحاظ رکھیگا کہ قرآن شریف کے مخالف کوئی کلام بدعویٰ الہام پیش نہ کرے ورنہ خواہ نخواہ لوگوں کے اعتراضات کا نشانہ ہو جائیگا۔ اور نیز یہ بھی ممکن ہے کہ وہ کلام حدیث النفس ہو یعنی نفس کی طرف سے ایک کلمہ زبان پر جاری ہو جیسے اکثر بچے جو دن کو کتابیں پڑھتے ہیں رات کو بعض اوقات وہی کلمات انکی زبان پر جاری ہو جاتے ہیں۔ بغرض کسی کلمہ کا جو بدعویٰ الہام پیش کیا گیا ہے قرآن شریف سے مطابق ہونا اس بات پر قطعی دلیل نہیں ہے کہ وہ ضرور خدا کا کلام ہے کیا ممکن نہیں کہ ایک کلام اپنے معنوں کی رو سے خدا کے کلام کے مخالف بھی نہ ہو اور پھر وہ کسی مفتری کا افترا بھی ہو کیونکہ ایک مفتری بڑی آسانی سے یہ کارروائی کر سکتا ہے کہ وہ قرآن شریف کی تعلیم کے موافق ایک کلام پیش کرے اور کہے کہ یہ خدا کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا ہے اور یا ایسا کلام حدیث النفس ٹھیر سکتا ہے یا شیطانی کلام ہو سکتا ہے۔

ایسا ہی یہ دوسری شرط بھی یعنی یہ کہ جو الہام کا دعوے کرے وہ صاحب تزکیہ نفس ہو۔

قابل اطمینان نہیں بلکہ ایک پوشیدہ امر ہے اور بہتیرے ناپاک طبع لوگ اس بات کا دعوے کرسکتے ہیں کہ ہمارا نفس تزکیہ یافتہ ہے اور ہم خدا سے سچی محبت رکھتے ہیں پس یہ امر بھی کوئی سہل امر نہیں کہ اسمیں جلد تر صادق اور کاذب میں فیصلہ کیا جاوے یہی وجہ ہے کہ کئی خبیث النفس لوگوں نے ان برگزیدوں پر جو صاحب تزکیہ نفس تھے ناپاک تہمتیں لگائی ہیں جیسا کہ آجکل کے پادری ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تہمتیں لگاتے ہیں اور نعوذ باللہ کہتے ہیں کہ آپ نفسانی شہوات کا اتباع کرتے تھے جیسا کہ انکے ہزاروں رسالوں اور اخباروں اور کتابوں میں ایسی تہمتیں پاؤ گے۔ ایسا ہی یہودی لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر طرح طرح کی تہمتیں لگاتے ہیں۔ چنانچہ تھوڑی مدت ہوئی ہے کہ میں نے ایک یہودی کی کتاب دیکھی جسمیں نہ صرف یہ ناپاک اعتراض تھا کہ نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ کی ولادت ناجائز طور پر ہے بلکہ آپکے چال چلن پر بھی نہایت گندے اعتراض کئے تھے اور جو آپ کی خدمت میں بعض عورتیں رہتی تھیں بہت بُرے پیرایہ میں اُن کا ذکر کیا تھا پس جبکہ پلید طبع دشمنوں نے ایسے پاک فطرت اور مقدس لوگوں کو شہوت پرست لوگ قرار دیا اور تزکیہ نفس سے محض خالی سمجھا تو اس سے ہر ایک شخص معلوم کرسکتا ہے کہ تزکیہ نفس کا مرتبہ دشمنوں پر ظاہر ہو جانا کس قدر مشکل ہے چنانچہ آریہ لوگ خدا تعالیٰ کے تمام نبیوں کو محض مکار اور شہوت پرست قرار دیتے ہیں اور انکا دور مکر و فریب کا دور ٹھیراتے ہیں۔

لیکن یہ تیسری علامت کہ الہام اور وحی کے ساتھ جو ایک قول ہے اسکے ساتھ خدا کا ایک فعل بھی ہو۔ یہ ایسی **کامل علامت** ہے جو کوئی اسکو توڑ نہیں سکتا۔ یہی علامت ہے جس سے خدا کے سچے نبی جھوٹوں پر غالب آتے رہے ہیں کیونکہ جو شخص دعویٰ کرے کہ میرے پر خدا کا کلام نازل ہوتا ہے پھر اس کے ساتھ صدہا نشان ظاہر ہوں اور ہزاروں قسم کی تائید اور نصرت الٰہی شامل حال ہو اور اُسکے دشمنوں پر خدا کے کھلے کھلے حملے ہوں پھر کس کی مجال ہے کہ ایسے شخص کو جھوٹا کہہ سکے۔ مگر افسوس کہ دنیا میں بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں کہ اس بلا میں پھنس جاتے ہیں کہ کوئی حدیث النفس یا شیطانی وسوسہ ان کو پیش آجاتا ہے تو اسکو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ لیتے ہیں اور فعلی شہادت کی

کچھ بھی بہرہ نہیں رکھتے۔

ہاں یہ بھی ممکن ہے کہ کسی کو کبھی شاذ و نادر کے طور پر کوئی سچی خواب آجائے یا سچا الہام ہو جائے مگر وہ صرف اس قدر سے مامور من اللہ نہیں کہلا سکتا اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ نفسانی تاریکیوں سے پاک ہے بلکہ اسقدر رؤیا اور الہام میں قریباً تمام دنیا شریک ہے اور یہ کچھ بھی چیز نہیں اور یہ مادہ کبھی کبھی خواب یا الہام ہونیکا محض اسلئے انسانوں کی فطرت میں رکھا گیا ہے تا ایک عقلمند انسان خدا کے برگزیدہ رسولوں پر بدظنی نہ کر سکے اور سمجھ سکے کہ وحی اور الہام کا ہر ایک انسان کی فطرت میں تخم داخل ہے پھر اس کی کامل ترقی سے انکار کرنا حماقت ہے۔

لیکن وہ لوگ جو خدا کے نزدیک ملہم اور مکلّم کہلاتے ہیں اور مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف رکھتے ہیں اور دعوت خلق کیلئے مبعوث ہوتے ہیں اُنکی تائید میں خدا تعالیٰ کے نشان بارش کی طرح برستے ہیں اور دنیا اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور فعل الٰہی اپنی کثرت کے ساتھ گواہی دیتا ہے کہ جو کلام وہ پیش کرتے ہیں وہ کلام الٰہی ہے۔ اگر الہام کا دعویٰ کرنیوالے اس علامت کو مدنظر رکھتے تو وہ اس فتنہ سے بچ جاتے۔

ایسا ہی اگر الٰہی بخش اس معاملہ میں کچھ سوچتا کہ اسکی تائید میں خدا تعالیٰ کے نشان کس قدر ظاہر ہوئے اور کس قدر اُس کی تائید اور نصرت ہوئی اور عام لوگوں کی نسبت اس کو کیا امتیاز بخشا گیا ہے تو وہ اس بلا میں مبتلا نہ ہوتا۔ اب بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہ اپنی موت کے بعد ایک انبار جھوٹ اور افترا کا چھوڑ گیا۔ میری نسبت وہ یہ الہام پیش کرتا تھا کہ میری زندگی میں یہ شخص طاعون سے ہلاک ہوگا اور اسکی تمام جماعت منتشر ہو جائیگی سو اُس نے دیکھ لیا کہ وہ خود طاعون سے ہلاک ہوا اور اس کا دعویٰ تھا کہ وہ نہیں مریگا جبتک وہ میرا استیصال نہ کرے مگر اُس نے بچشم خود دیکھ لیا کہ اسکے جھوٹے الہام کے بعد کئی لاکھ تک میری جماعت پہنچ گئی۔ جب ایسے الہام اس نے شائع کرنے شروع کئے اُسوقت تو میری جماعت چالیس انسان سے زیادہ نہ تھی اور بعد میں چار لاکھ تک پہنچ گئی اور وہ نہیں مرا جبتک اُس نے اپنی نامرادی ہر ایک پہلو سے نہ دیکھ لی اور میری کامیابی نہ دیکھ لی

اور وہ اپنے جھوٹے الہاموں کے ذریعہ سے ہر ایک مقدمہ میں جو میرے پر دائر ہوتا تھا یہی خیال
کرتا تھا کہ میں سزا پا کر عذاب الیم میں مبتلا ہو جاؤنگا۔ اور ایسے ہی اسکو الہام ہوتے تھے جنکو وہ اپنے
دوستوں میں شائع کرتا تھا مگر خدا تعالیٰ ہر ایک مقدمہ میں عزت کیساتھ مجھے بری کرتا گیا۔ اور سخت
نامرادی کے ساتھ اس کو موت آئی۔ پس اسمیں کچھ شک نہیں کہ جب اسکو طاعون ہو گئی اور موت کو
اُس نے اپنے سامنے دیکھ لیا تب اُس نے اپنے تمام الہاموں کو شیطانی کلمات سمجھا ہوگا۔
اور اسوقت اُس کو اپنی نسبت یاد آیا ہوگا کہ میں غلطی پر تھا۔ یہ بات بالکل غیر معقول اور خلاف قیاس
ہے کہ وہ اسقدر ٹھوکریں کھا کر اور وہ طاعون جو میری نسبت منسوب کرتا تھا اسمیں اپنے تئیں
مبتلا دیکھ کر اور میری کامیابیوں کو اپنے آخری دم میں تصوّر میں لا کر پھر بھی وہ اپنی پہلی حالت
پر قائم رہا ہو۔ جب اُسکو یاد آتا ہوگا کہ میں نے موسیٰ ہونیکا دعویٰ کیا تھا اور اپنی کتاب کا نام
عصائے موسیٰ رکھا تھا اور یہ تمنا کی تھی کہ یہ عصا اُس شخص کو ہلاک کردیگا جو مسیح موعود کا دعوےٰ
کرتا ہے اور جب اُس کو یاد آتا ہوگا کہ میں نے اس شخص کی نسبت جو مسیح موعود کا دعویٰ کرتا
ہے اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں پیشگوئی کی تھی کہ وہ میری زندگی میں طاعون سے مریگا اور
جب اُس کو یاد آتا ہوگا کہ میں نے اسی کتاب میں پیشگوئی کی تھی کہ میں نہیں مرونگا جبتک اپنے اس دشمن
کو نابود نہ کروں تو ہر ایک انسان سوچ سکتا ہے کہ اس حالت میں جبکہ طاعون نے اس کو
پکڑا کس قدر درد و حسرت اسکے دامنگیر ہوتی ہوگی۔ کون یقین کرسکتا ہے کہ باوجود اسقدر
نامرادی کے اور کھل جانے اس بات کے کہ اسکے سب الہام جھوٹے نکلے پھر بھی طاعون کے
وقت اس کو اپنے موسیٰ ہونے پر یقین تھا؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں بلکہ طاعون نے تمام خیالات
اس کے پاش پاش کر دیئے ہونگے اور متنبہ کر دیا ہوگا کہ وہ غلطی پر تھا چنانچہ اس واقعہ سے بہت
پہلے میرے پر خدا نے ظاہر کیا تھا کہ وہ ان خیالات فاسدہ پر قائم نہیں رہیگا اور آخر ان
خیالات سے رجوع کریگا سو اسمیں شک نہیں کہ جب اس کو ناگہانی طاعون اور بیوقت موت
کا نظارہ پیش آیا جس کو وہ خوب جانتا تھا کہ یہ بیوقت اور میرے دعوے کے مخالف ہے تو بلاشبہ اس نظارہ نے

اس کو یقین دلایا ہوگا کہ اسکے تمام الہامات شیطانی تھے اس صورت میں لا علاج حسرت کے ساتھ اس نے سمجھ لیا ہوگا کہ میں غلطی پر تھا اور جو کچھ میں نے سمجھا وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھا اور آگے چل کر ہم بیان کریں گے کہ ایسا سمجھنا اس کیلئے ضروری تھا کیونکہ اس نظارہ موت سے اس کے الہامی اقوال یک دفعہ ایسے باطل ثابت ہوئے جیسے ناگہانی طور پر ایک دیوار گرتی ہے یہ اس کیلئے بعید از قیاس تھا کہ میں اس طاعون سے بچ جاؤنگا۔ کیونکہ ۷۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو جس تاریخ وہ مرا اور اس سے پہلے ایسی تیز اور مہلک طاعون لاہور میں تھی کہ بعض دنوں دو دو سو سے زیادہ لوگ مرتے تھے اور اس کا ایک عزیز اس سے ایک دن پہلے طاعون سے مرگیا تھا جس کے جنازہ پر جاکر وہ طاعون خرید لایا۔ پس اس مہلک بیماری میں کون کہہ سکتا ہے کہ میں بچ جاؤں گا۔ بلکہ ہزار ہا لوگ طاعون میں مبتلا ہوتے ہی پس ماندوں کے لئے وصیت لکھا دیتے ہیں۔ غرض طاعون میں مبتلا ہونے کے ساتھ ہی اُس کی تمام موسویت دریا بُرد ہوگئی۔ اور اُس نے ہزاروں مرتے ہوئے انسانوں کو یاد کرکے اور خصوصاً یعقوب کی موت کو تصور میں لاکر سمجھ لیا کہ میں ضرور مروں گا۔ ایسی حالت میں کیونکر وہ اس بات پر قائم رہ سکتا تھا کہ میں موسیٰ ہوں۔ پس یہ خدا کا رحم ہے کہ وہ اپنے عقائد فاسدہ کو ساتھ نہیں لیگیا۔ اور خدا نے اس کا گلا پکڑ کر اُس سے رجوع کرا دیا۔ اور اُن لوگوں میں داخل ہوگیا جن کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ۔

اب اول میں یہ لکھوں گا کہ جن الہامات کو اُس نے اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں لکھا ہے وہ سب کے سب جھوٹے ثابت ہوئے اور بعد میں اس بات کا ثبوت دیا جائے گا کہ وہ میری پیشگوئی کے مطابق مرا ہے اور اُس کی موت میری سچائی پر ایک نشان ہے بلکہ اسکی موت نے میری سچائی پر مہر کردی ہے۔ اور میں اس بیان کو دو باب پر تقسیم کرتا ہوں۔

باب اوّل اس بات کے بیان میں کہ الٰہی بخش کے وہ تمام الہامات جو میرے مقابل پر اُس نے شائع کئے تھے (اپنی نسبت یا میری نسبت) وہ سب کے سب جھوٹے نکلے۔

یہ تو ہر ایک کو معلوم ہے کہ بابو الٰہی بخش نے اپنا نام موسیٰ رکھا تھا اور مجھ کو فرعون قرار دیا تھا اور میرے مقابل پر اپنی کتاب کا نام عصائے موسیٰ رکھا تھا گویا دل میں یہ سوچا تھا کہ اس عصا کے ساتھ اس فرعون کو میں ہلاک کرونگا۔ اور ایک خط بھی میرے نام ارسال کیا تھا جس میں دھمکی دیگئی تھی اور بیان کیا گیا تھا کہ خدا نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ یہ شخص کاذب ہے اور اس موسیٰ کے ہاتھ سے اُس کا استیصال ہوگا۔ ایسی بہت سی زبانی پیش گوئیاں اُنکی ہیں جو صرف اپنے دوستوں یا ملاقاتیوں پر اس نے ظاہر کی تھیں اور سب کا خلاصہ یہی ہو کہ گویا میں اس کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤنگا اور وہ مجھ پر غالب آجائیگا۔ اور میں اُسکے سامنے ذلیل ہونگا اور وہ دنیا میں بڑا عروج پائیگا* اور موسیٰ نبی کی طرح لاکھوں انسانوں کا سردار بنجائیگا اور افسوس کہ میں نے بہت سی کوشش کی کہ تا اسکے پوشیدہ الہاموں کا مجھے پتہ لگ جاوے مگر وہ صرف اسکے دوستوں کے حلقہ تک ہی محدود رہے اور کوئی تحریر جو بطور دستاویز ہو مجھ کو نہ ملی مگر جسقدر کتاب میں

---

* مجھے اپنے دوست فاضل مکرم مولوی نورالدین صاحب کی تحریر سے جماعت غزنوی ثم امرتسری کے ایک بزرگ مولوی عبدالواحد کی ایک خواب بابو الٰہی بخش کی نسبت معلوم ہوئی ہے جس کو میں اپنے الفاظ میں نہیں لکھتا بلکہ مولوی صاحب موصوف کا اصل رقعہ ذیل میں لکھ دیتا ہوں اور وہ یہ ہے:۔
حضرت مولنا الامام علیک الصلوٰۃ والبرکات والسلام۔ مجھے عزیز عبدالواحد الغزنوی نے خط لکھا تھا۔ ہماری جماعت کے لوگوں نے دیکھا ہے الٰہی بخش ایک بلند مینار پر کھڑا ہے اور لوگ اُسکے نیچے ہیں اس لئے اب اسکی ترقی ہوگی اور بہت الفاظ تھے جو مجھے یاد نہیں رہے کیونکہ میں خطوط کو معمولی طور پر پڑھتا ہوں اور پھر محفوظ نہیں رکھتا۔ میں نے الٰہی بخش کے مرنے پر عبدالواحد کو اس مضمون کا خط لکھ دیا ہے تو جواب اب تک نہیں آیا جسقدر مضمون یقینی طور پر یاد ہے یہ ہے۔ شہادۃ باللہ العظیم۔ عرض خدمت ہے نورالدین

اس نے شائع کئے ہیں ایک منصف مزاج کیلئے کافی ہیں اور اگرچہ بعض بیہودہ اور نہایت لغو الہام اسکے جو ایک چھوٹی سی بیاض میں لکھا جاتا تھا مجھ کو نہیں ملے مگر جسقدر مل گئے ہیں وہ اس کا جھوٹ کھولنے کیلئے کافی ذخیرہ ہے اور جو پوشیدہ کئے گئے ہیں انکے دستیاب ہونے کی اُمید نہیں۔ بلکہ یقین ہے کہ وہ تمام بیہودہ الہام جو جوش نفس سے میری نسبت کئے گئے تھے اُس کے ساتھ ہی دفن کئے گئے ہونگے۔

وہ الہام جو میری نسبت الٰہی بخش نے عصاء موسیٰ میں لکھے ہیں جن کی نسبت وہ اپنی کتاب مذکور میں دعویٰ کرتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ منجملہ اُن کے اس کا وہ فرضی الہام ہے جو اس کی کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۷۹ میں درج ہے اور وہ یہ ہے۔ سلام لک تغلبون۔ یحل علیہ غضب فقد ھوی۔ فتدبّر۔ (ترجمہ) تیرے لئے سلام ہے تم غالب ہو جاؤ گے اور اس پر یعنی اس عاجز پر غضب نازل ہوگا اور وہ ضرور ہلاک ہو جائیگا یعنی تم زندہ رہکر اسکی موت اور تباہی کو دیکھو گے پس سوچ لو۔

اس الہام کے معنی جیسا کہ خود الٰہی بخش نے جابجا اپنی کتاب میں دوسرے الہاموں کے ذریعہ سے اسکی تشریح کی ہے یہ ہیں کہ گویا اس کی زندگی میں ہی مجھ پر غضب نازل ہوگا اور میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ لیکن برخلاف اس کے وہ خود میری زندگی میں ہلاک ہو گیا۔ اور ہر ایک کو معلوم ہے کہ خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں میں طاعون کو غضب اللہ کی موت ٹھیرایا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت۔ طاعون بنی اسرائیل پر پڑی جو مورد غضب الٰہی تھے اس طاعون کا مفصل حال توریت میں موجود ہے اور پھر طاعون حضرت عیسٰے کے بعد یہودیوں پر پڑی تھی جن پر انجیل میں غضب نازل ہونیکا وعدہ دیا گیا تھا اور اسی طاعون کا نام قرآن شریف میں رجز من السّماء رکھا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ۔ یعنی ہم نے ظالموں پر طاعون کا عذاب بھیجا کیونکہ وہ فاسق تھے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ نے کہیں نہیں فرمایا کہ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ۔ یعنی

اس لئے ہم نے اُن پر طاعون نازل کی کہ وہ مومن تھے۔ پس مومن کسی صورت میں طاعون کا
مستحق نہیں ہو سکتا بلکہ یہ کافر اور فاسق کیلئے مخصوص ہے۔ اسی وجہ سے جب سے دنیا پیدا ہوئی
ہے خدا کا کوئی نبی طاعون سے فوت نہیں ہوا۔ ہاں ایسے مومن جو گناہ سے خالی نہیں ہوتے کبھی وہ
بھی اس بیماری میں مبتلا ہو کر مر جاتے ہیں اور اُن کی یہ موت اُنکے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی
ہے اور اُن کیلئے یہ ایک قسم کی شہادت ہے لیکن کسی نے کبھی نہیں سُنا ہوگا کہ متقی ہو کر پھر اُس کو
طاعون ہو گئی ہو اور ایسا شخص بڑا خبیث اور پلید اور بد ذات ہوگا جس کا یہ اعتقاد ہو کہ
کوئی نبی یا خلیفۃ اللہ طاعون سے مرا ہے۔ پس اگر یہ ایسی شہادت ہوتی جو قابل تعریف ہے اور
جس پر کوئی اعتراض نہیں تو پہلے حقدار اس کے انبیاء اور رسول ہوتے لیکن جیسا کہ ہم نے ابھی
بیان کیا ہے جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ کبھی کوئی نبی یا رسول اور اوّل درجہ
کا کوئی برگزیدہ جو خدا تعالیٰ سے مکالمہ مخاطبہ کا شرف رکھتا تھا اس خبیث مرض میں مبتلا ہو کر مر گیا ہو
بلکہ اوّل حقدار اس مرض کے ابتدا سے وہی لوگ رہے ہیں جو طرح طرح کے معاصی اور فجور میں مبتلا تھے
یا کافر اور بے ایمان تھے اور عقل ہرگز تجویز نہیں کر سکتی کہ وہ مرض جو قدیم سے خدا نے کفار کے سزا
دینے کے لئے تجویز کر رکھی ہے اُسمیں خدا کے نبی اور رسول اور ملہم بھی شریک ہو جائیں توریت اور
انجیل اور قرآن تینوں متفق اللسان بیان فرما رہے ہیں کہ ہمیشہ طاعون کفار کو سزا دینے کے لئے
نازل ہوتی رہی ہے اور خدا نے قدیم سے لاکھوں کفار اور فاسق اور فاجر اسی طاعون کے ذریعہ نیست
و نابود کئے جیسا کہ خدا کی کتابوں اور تاریخ سے ظاہر ہے اور خدا اس سے برتر اور اعلیٰ ہے کہ اپنے مقدس
لوگوں کو اس عذاب میں کفار کے ساتھ شریک کرے اور جو بلا کفار کے عذاب کیلئے قدیم سے مقرر ہے
اور جسکے ذریعہ سے ہمیشہ نبیوں کے عہد میں ہزاروں فاسق فاجر مرتے رہے ہیں وہی بلا اپنے برگزیدہ نبیوں پر مسلط
کرے۔ پس جس طرح خدا کا وہ عذاب جو قوم لوط پر آیا تھا کسی نبی کی موت اسی کے ذریعہ سے ہرگز نہیں ہوئی
بلکہ ہر ایک عذاب جو قوموں کی ہلاکت کیلئے وارد ہو چکا ہے کوئی نبی اس عذاب سے نہیں مرا ایسا ہی طاعون
جو کفار کیلئے ایک مخصوص عذاب ہے کسی برگزیدہ پر وارد نہیں ہو سکتی۔ اور اگر کوئی اسکے برخلاف دعویٰ کرے

اور یہ کہے کہ کوئی نبی گذشتہ نبیوں میں سے طاعون سے بھی ہلاک ہوا تھا تو یہ اس کا اختیار ہے کسی بیباک یا گستاخ کی ہم زبان تو بند نہیں کرسکتے۔ مگر کتاب اللہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ طاعون رجز ہے ہمیشہ کافروں پر نازل ہوتی ہے۔ ہاں جیسا کہ جہنم خاص کافروں کیلئے مخصوص ہے تاہم بعض گنہگار مومن جو جہنم میں ڈالے جائیں گے وہ محض تمحیص اور تطہیر اور پاک کرنے کیلئے دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ مگر خدا کے وعدہ کے موافق جو اُولٰٓئِکَ عَنۡہَا مُبۡعَدُوۡنَ ہے۔ برگزیدہ لوگ اس دوزخ سے دُور رکھے جائیں گے۔ اسی طرح طاعون بھی ایک جہنم ہے کافر اس میں عذاب دینے کے لئے ڈالے جاتے ہیں۔ اور ایسے مومن جن کو معصوم نہیں کہہ سکتے اور معاصی سے پاک نہیں ہیں اُن کیلئے یہ طاعون پاک کرنیکا ذریعہ ہے جس کو خدا نے جہنم کے نام سے پکارا ہے۔ سو طاعون ادنیٰ مومنوں کے لئے تجویز ہوسکتی ہے جو پاک ہونیکے محتاج ہیں۔ مگر وہ لوگ جو خدا کی قرب اور محبت میں بلند مقامات پر ہیں وہ ہرگز اس جہنم میں داخل نہیں ہوسکتے۔ پھر تعجب کہ وہ شخص کہ جو اپنا الہام یہ پیش کرتا ہے کہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ جس الہام کا منشی عبد الحق بھی گواہ ہے اور کئی اور لوگ گواہ ہیں۔ پھر کیونکر ہوسکتا ہے کہ ایسا شخص جو خدا کے بعد وہی بزرگ ہے اور وہی اس زمانہ کا موسیٰ ہے وہ خدا کے قہری عذاب سے جو طاعون ہے ہلاک ہوجائے۔ کیا کوئی عقلمند اس بات کو قبول کرسکتا ہے؟

اور اگر کوئی یہ کہے کہ بابو الٰہی بخش طاعون سے فوت نہیں ہوا تو ہم اس کا بجز اس کے کیا جواب دیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ خطوط آمدہ لاہور سے معلوم ہوا کہ الٰہی بخش یعقوب ولد محمد اسحاق کے جنازہ پر گیا اور یعقوب طاعون کے ساتھ مرا تھا پس الٰہی بخش اسی جگہ سے طاعون خرید لایا۔ اور پیسہ اخبار مورخہ ۱۰۔ اپریل میں یہ عبارت ہے۔ انتقال پرملال۔ افسوس ہے کہ مولوی الٰہی بخش صاحب پنشنر اکونٹنٹ نے بروز دوشنبہ ۸✤۔ اپریل کو صرف ایک روز بخار میں مبتلا رہ کر بمکان مولوی عبد الحق صاحب انتقال کیا۔ اب ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ ان دنوں میں کس شدت سے لاہور میں طاعون پھیلی ہوئی تھی اور اب تک ہے اور ہزاروں انسان

✤ یہ تاریخ اخبار میں صحیح نہیں درج ہوئی۔ بلکہ ۷۔ تاریخ ۶ بجے شام کا واقعہ ہے۔ منہ

صرف اسی بخار سے ہلاک ہوگئے اور بجز طاعون کونسا بخار ہے جو صرف ایک دن میں ہلاک کر سکتا ہے۔ یاد رہے کہ طاعون کیلئے شدید بخار ہونا ایک لازمی امر ہے جو ایک دو دن میں ہی کام تمام کر دیتا ہے۔ پس جبکہ الٰہی بخش کی موت کے وقت طاعون لاہور میں زور سے پھیل رہی تھی۔ اور وہ بھی طاعون زدہ مردہ کا جنازہ پڑھنے کے لئے گیا تھا اور وہیں بیہوش ہوگیا تھا گویا کسی جن کے آسیب سے یہ حالت ہوگئی تھی۔ ظاہر ہے کہ طاعون کے دن تھے اور لاہور میں طاعون شدت سے زور پر تھی اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ ان دنوں میں صدہا لوگ طاعونی بخار سے لاہور میں مر چکے ہیں اور اب تک یہی حالت ہے بعض کو گلٹی نکلتی ہے اور بعض کو نہیں۔ اور بعض نمونیا پلیگ سے مرتے ہیں اور بعض سکتہ کی موت میں فی الفور مر جاتے ہیں تو پھر خواہ نخواہ بیچارہ الٰہی بخش پر یہ جھوٹ باندھنا کہ وہ پلیگ سے نہیں مرا کسقدر ریاکاری ہے۔ کیا یعقوب پلیگ سے مرا تھا یا نہیں؟ ہمیں معتبر ڈاکٹروں کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ الٰہی بخش کو سخت قسم کی پلیگ ہوئی تھی جس نے ایک دن میں ہی اس کا کام تمام کر دیا چنانچہ ہم اس جگہ بطور شہادت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن کا خط ذیل میں درج کرتے ہیں اور وہ یہ ہے :-

حضرت سیدی و مولائی و امامی حجۃ اللہ المسیح الموعود سلمہ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ الحمد للہ کہ حضور کی پیشگوئی پوری ہوئی اور دشمن ہلاک ہوگیا حضور کو مبارک ہو۔ الٰہی بخش کو پوری علامات طاعون نمودار ہوگئی تھیں اور معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ اس کے بائیں ران کی بُن میں یعنی کنج ران میں ایک گلٹی بھی نکلی تھی۔ اس لئے اسمیں کچھ شک نہیں کہ اسکی موت طاعون سے ہوئی۔ باقی خیریت ہے۔

خاکسار یعقوب بیگ از لاہور

پھر اگر یہ سوال ہو کہ الٰہی بخش کے دوستوں میں سے کس نے اس بات کو شائع کیا ہے کہ وہ طاعون سے مر گیا تو ہم ذیل میں پرچہ اہلحدیث مؤرخہ ۱۱۔ اپریل ۱۹۰۷ء کی شہادت الٰہی بخش کی طاعون کے بارے میں نقل کرتے ہیں اور وہ یہ ہے :-

افسوس منشی الٰہی بخش صاحب لاہوری مصنّف عصائے موسیٰ بھی طاعون سے شہید ہوگئے دیکھو پرچہ اہل حدیث ۱۱-اپریل ۱۹۰۷ء۔

پھر ایک اور الہام اپنا الٰہی بخش نے اپنی کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۷۹ میں میری نسبت لکھا ہے اور وہ یہ ہے۔ "اِنّی مھین لمن اراد اھانتك" اگرچہ یہ فقرہ نحوی نقص سے آلودہ ہے کہ من کے لفظ پر لام لگایا گیا ہے۔ مگر اس کے معنی الٰہی بخش نے یہ کئے ہیں کہ گویا مَیں اس کے مقابل پر ذلیل کیا جاؤں گا اور اسکی سچائی ظاہر ہوگی۔ دراصل مدت دراز سے خدا تعالیٰ نے مجھے یہ الہام کیا تھا کہ اِنّی مُھِین مَنْ اَرَادَ اھَانَتَكَ۔ اور الٰہی بخش بارہا میرے منہ سے یہ الہام سُن چکا تھا اور خدا نے دکھلا دیا تھا کہ ہر ایک شخص جس نے میرا مقابلہ کیا اس کا کیا انجام ہوا۔ پس اس الہام میں الٰہی بخش کی طرف سے صرف ایک لام ہے جو انتفاع کے لئے آتا ہے مگر اس جگہ غیر محل ہے اور اس کے مقصد کے برخلاف ہے اور اس صورت میں اس الہام کے یہ معنی ہوئے کہ اے الٰہی بخش میں تیری اہانت کروں گا۔ اس شخص کی تائید میں جو تیری اہانت چاہتا ہے۔ اور اگر یہ مان لیا جائے کہ جیسا کہ الٰہی بخش کا مطلب ہے کہ اسکی اہانت کرنیسے خدا میری اہانت کریگا سو یہ معنی بدیہی طور پر غلط ثابت ہوئے کیونکہ مَیں سالہا سال سے شائع کر رہا ہوں کہ الٰہی بخش اپنے تئیں موسیٰ بنانے اور میری تکذیب میں جھوٹا ہے خدا اس کو رسوا کریگا اور مدت ہوئی کہ مَیں اپنا یہ الہام شائع کر چکا ہوں اس صورت میں صاف ظاہر ہے کہ خدا نے میرے روبرو الٰہی بخش کو طاعون کی موت دیکر رسوا کیا اور وہ اپنے تمام دعووں میں نامراد رہا۔ اور خدا نے لاکھوں انسانوں کو میری جماعت میں شامل کر کے مجھے عزت دی۔ پس اگر الٰہی بخش کو یہ الہام خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی ہوا تھا کہ جو شخص تیری اہانت کرتا ہے مَیں اسکی اہانت کرونگا تو ضروری تھا کہ وہ الہام پورا ہو جاتا حالانکہ الٰہی بخش کی بیوقت موت جو میری زندگی میں ہی ہوئی اسکے جھوٹے ہونے پر مُہر لگا گئی وہ دعویٰ کرتا تھا کہ یہ شخص فرعون ہے اور مَیں موسیٰ ہوں اور میری زندگی میں ہی یہ ہلاک ہوگا اور طاعون سے مریگا

اور تمام سلسلہ اس کا تباہ ہو جائیگا اور خدا کا غضب اس پر نازل ہوگا اور اس کا کچھ بھی باقی نہیں رہیگا لیکن برخلاف اس کے خدا نے مجھے کامل ترقی دی اور کامل عزت۔ اور تمام اطراف دنیا میں کامل شہرت دی اور میری زندگی میں اس فضول گو اور بے ادب اور تیز مزاج اور منہ پھٹے دشمن کو طاعون سے ہلاک کیا۔ پس کیا اب بھی اس کا نام موسیٰ رکھو گے؟ یہ کیسا موسےٰ تھا جسکو وہ فرعون کہتا تھا اور اپنی زندگی میں اسکی ہلاکت کی خبر دیتا تھا اسی کے سامنے طاعون کی ذلیل موت سے وہ ہلاک ہوگیا۔ یہ عجیب بات ہے کہ جس شخص کو وہ فرعون قرار دیتا تھا اُس نے اپنا یہ الہام شائع کیا تھا کہ اِنّی اُحَافظ کل مَنْ فِی الدّار یعنی خدا فرماتا ہے کہ جو لوگ اس گھر کی چار دیواری کے اندر ہیں۔ سب کو میں طاعون سے بچاؤں گا۔ سو گیارہ برس سے بڑے بڑے حملے طاعون کے اس نواح میں ہو رہے ہیں مگر خدا تعالےٰ کے فضل سے ہمارے گھر کا ایک کُتا بھی طاعون سے نہیں مرا۔ مگر جو اپنے تئیں موسیٰ قرار دیتا تھا خود وہ طاعون سے مرگیا۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ وہ تمام الہام اس کے جھوٹے نکلے اور اُس کی ذلّت کے باعث ہوئے جو میری موت اور طاعون اور ناکامی کے بارے میں اُس نے شائع کئے تھے۔ پس کہاں گیا یہ الہام کہ اِنّی مھین لمن اراد اھانتک یہ انجام ان لوگوں کا ہوتا ہے جو حدیث النفس کا نام الہام رکھ لیتے ہیں اور خدا کے فعل کی شہادت سے اپنے الہامات کا امتحان نہیں کرتے۔

یاد رہے کہ جبتک کہ ایک بارش کی طرح فوق العادت خدا کے نشان الہام کی تائید میں نازل نہ ہوں جو معمولی طریق سے بہت بڑھے ہوئے ہوں تب تک اپنے الہاموں کو خدا کا کلام سمجھنا دوزخ کی راہ اختیار کرنا ہے اور ذلت کی موت خریدنا ہے کیونکہ الہام صرف قول ہے اور قول میں شیطان بھی شریک ہو سکتا ہے اور انسان بھی بطور افترا ایسا قول بیان کر سکتا ہے اور حدیث النفس بھی ہو سکتی ہے۔ پس نہایت حماقت اور جہالت ہے کہ انسان صرف اس بات پر بھروسہ کرکے کہ اس کی زبان پر کچھ جاری ہوتا ہے ایسے

کلمات کو خدا کا کلام سمجھے بلکہ خدا کے قول کے ساتھ خدا کے فعل کی شہادت ضروری ہے اور شہادت بھی زبردست شہادت درکار ہے کیونکہ یہ دعویٰ کہ خدا مجھ سے مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے یہ کچھ چھوٹا سا دعویٰ نہیں اور اگر مدعی اس دعویٰ کا خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ ہو تو ایک دنیا اُس کے ذریعہ سے ہلاک ہوسکتی ہے لہٰذا ایسے شخص کے قولی دعویٰ کیلئے خدا تعالےٰ کی ایسی فعلی شہادت درکار ہے جس کو وہ قدیم سے اپنے تمام صادق رسولوں اور نبیوں کی تائید میں ادا کرتا رہا ہے۔ اور اس خفیف اور ناچیز امر کو خدا کی فعلی شہادت قرار نہیں دے سکتے جو معمولی انسانوں کی سوانح سے ملتا جلتا ہو۔ مثلاً کوئی خواب میں دیکھتا ہے کہ میرے گھر میں یا کسی کے گھر میں لڑکا پیدا ہوگا اور اتفاقاً لڑکا ہی پیدا ہو جاتا ہے یا دیکھتا ہے کہ فلاں شخص مر جائیگا اور اتفاقاً وہ مر ہی جاتا ہے یا دیکھتا ہے کہ فلاں شخص فلاں کام میں نامراد رہیگا اور اتفاقاً وہ نامراد ہی رہ جاتا ہے۔ ایسے خوابوں میں تمام دنیا شریک ہے بلکہ کافروں اور مشرکوں کو بھی اس سے حصّہ ہے۔ پس اگر معمولی رنگ میں کسی شخص کو ایسی خواب آئے اور وہ خواب یا وہ الہام کیفیت یا کمیت میں کوئی خصوصیت نہ رکھتا ہو تو وہ اس بات پر دلیل نہیں ہو سکتی کہ وہ شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے بلکہ جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں ایسی خوابیں فاسقوں اور فاجروں کو بھی آسکتی ہیں پس ایسی خوابوں اور ایسے الہاموں پر مغرور نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اپنے لئے اسکو ابتلا سمجھنا چاہیئے اور سچے مامور کیلئے یہ شرط ہے کہ ایسے امور جو خدا کا نشان کہلا سکتے ہیں کیفیت اور کمیت میں اس حد تک پہنچ گئے ہوں کہ عام لوگوں میں سے کوئی شخص اُس کا مقابلہ نہ کر سکے اور ایسے شخص کے ساتھ کھُلے کھُلے طور پر خدا تعالیٰ کا ہاتھ چلتا نظر آوے اور اسکی فوق العادت تائید میں نشانات بارش کی طرح برستے ہوئے محسوس ہوں جن سے معلوم ہو کہ خصوصیت کے ساتھ ہر ایک راہ میں خدا اس کا مؤید ہے۔ غرض بڑی علامت یہی ہے کہ وہ آسمانی نشان اور وہ تائید اور نصرت اس حد تک پہنچ جائے کہ رُوئے زمین پر کوئی اس کا مقابلہ نہ کر سکے اور گو ایک ہی نشان ہو مگر ایسا زبردست اور ذی شان ہو کہ اس کو دیکھ کر سب دشمن مُردہ کی طرح

پڑھ جائیں اور اس کی نظیر نہ پیش کر سکیں اور یا اس کثرت سے وہ نشان ہوں کہ کثرت کے لحاظ سے کسی کو طاقت نہ ہو کہ وہ کثرت اپنے نشانوں میں یا کسی اور مفتری کے نشانوں میں دکھلا سکے اسی کا نام خدا کی شہادت ہے جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ جلّ شانہٗ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا۔ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ۔ یعنی جو لوگ کہتے ہیں کہ تو خدا کا رسول نہیں اُن کو کہدے کہ تم میں اور مجھ میں خدا گواہ کافی ہے اور نیز وہ جس کو کتاب کا علم ہے۔

اب ہم باقی الہام الٰہی بخش کے جو اُس کی کتاب عصائے موسیٰ میں میری نسبت درج ہیں اس جگہ ناظرین کے غور اور انصاف کے لئے درج کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب کے صفحہ ۷۹ میں میری نسبت یہ الہام لکھتا ہے۔ "اُڑجائینگے زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو" یعنی ہزارہا مخالف جو اُن کی ہلاکت کے خواہشمند ہیں ایسا ہی ہو جائیگا۔ پھر صفحہ ۸۰ کتاب مذکور میں لکھتا ہے۔ "اَللّٰهُمَّ افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ" اور اس کو بھی میری نسبت ہی قرار دیتا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ اے خدا ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ کر سو الحمد للہ وہ فیصلہ ۷۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو ہو گیا اور میاں الٰہی بخش مجھے ہزاروں گالیاں نکال کر اور کذاب اور مفسد اور دجال اور مفتری کہکر اور میری نسبت غضب الٰہی اور طاعون کے وعدے دیکر خود تاریخ مذکور میں صرف ایک ہی دن میں اس ناپائدار دنیا کو چھوڑ گیا۔ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ۔ دیکھو ہماری فرعونیت آخر غالب آگئی موسیٰ کو طاعون نے ایسا دبایا کہ نہ چھوڑا جبتک اُس کی جان نہ نکال لی۔

پھر بابو الٰہی بخش اسی کتاب کے صفحہ ۸۱ میں اپنے الہام میں مجھے طاعون کی دھمکی دیتا ہے جیسا کہ الہام یہ ہے۔ "رجزًا من السّماء علی القریۃ التی کانت حاضرۃ ..... ولھم عذاب الیم۔ ولا یزید الظّالمین الا تبارًا" یعنی طاعون نازل ہوگی اور

وہ مع اپنی جماعت کے طاعون میں مبتلا ہو جائیگا اور خدا ان ظالموں پر ہلاکت نازل کریگا۔ یہ ہیں الہامات الٰہی بخش جن سے وہ اپنے چند دوستوں کو خوش کرتا تھا۔ مگر اب اُن کے دوست خاصکر منشی عبدالحق صاحب خدا سے ڈر کر گواہی دے سکتے ہیں کہ آخر کس شخص پر طاعون نازل ہوئی۔ پھر ایک اور الہام ان کا میرے پر عذاب نازل ہونیکے بارہ میں ہے جو اسکی کتاب کے صفحہ ۸۳ میں موجود ہے اور وہ یہ ہے۔ سنسمہ علی الخرطوم۔ ما رمیت اذ رمیت ولکن اللّٰہ رمٰی۔ (ترجمہ) اس مفتری کو یعنی اس مفتری کی ناک پر یا منہ پر ہم آگ کا داغ لگائیں گے یعنی اسکو طاعون سے ہلاک کرینگے یا یہ کہ جہنم کی آگ میں ڈالیں گے۔ یہ تیر جو تو نے (اے الٰہی بخش) چلایا یہ تو نے نہیں چلایا بلکہ خدا نے چلایا" پھر صفحہ ۹ سطر ۱۳ میں یہ الہام لکھا ہے:۔ متع المسلمین بطول حیاتک وبطول بقائک۔ ینفع المسلمین بطول حیاتک وبطول بقائک[✣]..... پھر بعد اس کے یہ عبارت ہے۔ اور جو خدمت مجھ کو سپرد ہوئی ہے جبتک پوری نہ ہو تب تک میں ہرگز نہ مرونگا۔ بابو الٰہی بخش صاحب کی کتاب عصائے موسیٰ کے دیکھنے کے بعد معلوم ہوگا کہ وہ اس کتاب کی تالیف سے چھ برس

✣ حاشیہ ✣

اگر کوئی یہ شک کرے کہ یہ تمام الہامات جو عصائے موسیٰ میں بابو الٰہی بخش نے لکھے ہیں کس طرح معلوم ہو کہ وہ اس راقم کیلئے لکھے گئے ہیں تو واضح ہو کہ بابو الٰہی بخش نے یہ کتاب عصائے موسیٰ خاص میرے پر مخالفانہ حملہ کرنیکی غرض سے تالیف کی ہے اور بجز میری تکذیب اور توہین کے اس کتاب کی تالیف کی اور کوئی غرض نہ تھی اور بابو صاحب ہمیشہ پوشیدہ طور پر میری نسبت اپنے دوستوں میں ایسے ایسے الہام مشہور کرتے تھے جن کا خلاصہ یہ تھا کہ گویا میں کاذب اور کافر اور فرعون ہوں اور وہ موسیٰ ہیں اور میں جلد تر ان کے ذریعہ سے اور ان کے الہام کے رو سے خدا کے عذاب میں گرفتار ہو جاؤنگا اور اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ جیسا کہ کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۲ و ۴ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ میں درج ہے بابو الٰہی بخش کے ساتھ ان کے مخالفانہ الہامات کے بارہ میں میری خط و کتابت ہوئی تھی اور عصائے موسیٰ کے صفحہ ۸ کے خط میں میں نے بابو صاحب سے درخواست کی تھی کہ جسقدر آپ میری نسبت تکذیب کے الہام مشہور کرتے ہیں اور محض زبانی طور پر اپنے دوستوں کو سُناتے ہیں وہ قسم کھا کر شائع کر دیں۔ تا اگر آپکے وہ الہام جھوٹ اور افترا ہیں تو خدا تعالیٰ جھوٹ کی پاداش دے اس خط کا جواب انہوں نے وہ دیا کہ جو انکی کتاب کے صفحہ ۹ میں درج ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قسم کھانے کی کچھ ضرورت نہیں اگر میں نے خدا پر افترا کیا ہے تو وہ بغیر قسم بھی مجھے سزا دیگا اور میں الہامات شائع کرونگا پھر اس کے جواب میں صفحہ ۷ میں میری طرف سے یہ عبارت ہے میں صرف خدا سے عقدہ کشائی چاہونگا تا وہ لوگ جو مجھے صرف کذاب کا نام دیتے ہیں اور وہ لوگ جو مجھے مسیح موعود مانتے ہیں اُنمیں اللہ تعالیٰ خود فیصلہ کرے۔

منہ

✣ ترجمہ ✣ ۔ خدا تعالیٰ تیری عمر کو لمبی کرے گا اور دنیا میں ایک زمانہ دراز تک تجھے رکھیگا تیری بہت لمبی عمر سے مسلمانوں کو بہت فائدہ پہنچیگا مگر اسکے بعد بابو الٰہی بخش صرف چھ برس تک زندہ رہا۔ یہ ہے لمبی عمر کا الہام۔ منہ

بعد فوت ہو گئے۔ اب منصفین خود سمجھ سکتے ہیں کہ کیا طول حیات اور طول بقا کے یہی معنی ہیں کہ صرف چھ برس ہیں قبل اس کے کہ وہ اپنی کسی کامیابی کو دیکھیں مرض طاعون سے اُن کا خاتمہ ہو جائے اور بڑی حسرت کے ساتھ میری زندگی میں ہی نامراد مریں۔ ہم اس وقت انکے بارہ میں محض اُن کے دوستوں کی رائے پوچھتے ہیں اور ہم باادب عرض کرتے ہیں کہ کیا یہ صحیح ہے کہ جیسا کہ انہوں نے اپنے الہام کی رو سے یہ دعویٰ کیا تھا کہ جو خدمت مجھ کو سپرد ہوئی ہے جب تک پوری نہ ہو میں ہرگز نہ مروں گا۔ کیا وہ خدمت پوری ہو گئی ہے؟ کیا ان کی کوششوں اور انکی تمنّوں سے جو تمام کتاب عصائے موسیٰ میں میرے پر لگائی گئیں میرا ایک بال بھی بینگا ہو گیا ہے اور ناظرین اسکی بھی ہمیں اجازت دیں کہ وہ الہام جو میری نسبت بابو الٰہی بخش صاحب نے کیا تھا کہ سنسمہ علے الخرطوم کیا یہ سچ نہیں کہ وہ اُلٹ کر انہیں پر پڑ گیا اور قدرت کے ہاتھ نے ایسے طور پر ان کی خرطوم پر طاعونی آگ کا داغ لگایا کہ انکا خاتمہ ہی کر دیا اور مارمیت کا تیر جو انہوں نے میری طرف بقول اپنے الہام کے چلایا تھا آخر وہ انہیں کو لگ گیا ؎

الٰہی بخش کے کیسے تھے یہ تیر	کہ آخر ہو گیا اُن کا وہ نخچیر
اسی پر اسکی لعنت کی پڑی مار	کوئی ہم کو تو سمجھائے یہ اسرار
تکبّر سے نہیں ملتا وہ دلدار	ملے جو خاک سے اُسکو ملے یار
کوئی اُس پاک سے جو دل لگاوے	کرے پاک آپکو تب اُسکو پاوے
پسند آتی ہے اُس کو خاکساری	تذلّل ہے رہِ درگاہ باری
عجب ناداں ہے وہ مغرور و گمراہ	کہ اپنے نفس کو چھوڑا ہے بیراہ
بدی پر غیر کی ہر دم نظر ہے	مگر اپنی بدی سے بیخبر ہے

اور پھر کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۱۵۱ میں بابو الٰہی بخش صاحب میری نسبت یہ الہام شائع کرتے ہیں فیمت وھو کافر۔ دُدّت الیہ لعانہ۔ واذلفت الجنۃ للمتقین۔ یہ ہفتم رمضان ۱۳۱۷ھ کا واقعہ ہے (ترجمہ) یہ شخص کافر مریگا۔ اور اس کا میرے ساتھ باہم لعنت کرنا یعنی مباہلہ کرنا اسی کی طرف اس کا

رد کیا جائے گا اور متقیوں کیلئے بہشت نزدیک ہے اس الہام کا ماحصل یہ ہے کہ بابو الٰہی بخش صاحب متقی ہیں اور ہم کافر ہیں اور جو میرا انکے ساتھ باہم لعنت اللہ علی الکاذبین یعنی مباہلہ ہوا تھا وہ لعنت بموجب انکے الہام کے میرے پر پڑیگی اور وہ ہر ایک بات میں کامیاب ہو جائیں گے۔

واضح ہو کہ لعان کہتے ہیں عربی زبان میں ملاعنہ کو لسان العرب میں لکھا ہے اللعان والملاعنة اللعن بین اثنین فصاعدًا۔ یعنی لعان اور ملاعنہ جو دو لفظ ہیں ان دونوں کے معنی یہ ہیں کہ دو آدمی یا اُن سے زیادہ ایک دوسرے پر لعنت بھیجیں۔ پھر اسی کتاب لسان العرب میں لعن کے یہ معنی لکھے ہیں کہ اللعن الابعاد والطرد من الخیر۔ یعنی لعنت کے یہ معنے ہیں کہ ہر ایک نیکی اور مال اور برکت اور بہتری سے کسی کو محروم کیا جائے پھر دوسرے معنی لعنت کے یہ لکھے ہیں کہ الابعاد من اللہ ومن الخلق یعنی لعنت کے یہ معنی ہیں کہ جناب الٰہی سے مردود ہو جائے اور قبولیت سے محروم رہے اور مخلوق کی نظر سے بھی گر جائے اور عزت اور وجاہت بھی جاتی رہے۔ غرض خدا کے نزدیک لعنت کا لفظ تمام نامرادیوں اور مردود اور مخذول ہونے کے معنوں پر محیط ہے اور ہر ایک نوع کی برکت سے محروم اور مخذول اور مردود رہنا اس کے لوازم میں سے ہے اور جس شخص پر خدا کی لعنت وارد ہو جائے اسکا ثمرہ ہلاکت اور تباہی ہے اسی وجہ سے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر نجران کے عیسائی مجھ سے مباہلہ کرتے (جو لعنت اللہ علی الکاذبین کے ساتھ کیا جاتا ہے) تو اسقدر موت اور ہلاکت ان پر آتی کہ اُن کے درختوں کے پرندے بھی مر جاتے۔

اب بابو الٰہی بخش صاحب کے الہام کا مطلب جسمیں ملاعنہ کا ذکر ہے ہر ایک منصف مزاج سمجھ سکتا ہے کیونکہ الہام کا یہ مطلب ہے کہ وہ ملاعنہ جو مجھ میں اور بابو صاحب میں واقع ہوا تھا جس کا ذکر کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۲ اور صفحہ ۷ میں بھی ہے اور کتاب مذکور کے دوسرے مقام میں بھی مذکور ہے اس کا بد اثر میرے پر ہی پڑے گا اور میں انکی زندگی میں ہلاک اور تباہ ہو جاؤں گا حالانکہ خدا تعالیٰ کے ارادہ نے اسکے برخلاف ظاہر کیا۔ اور نہ صرف یہ ہوا کہ

بابو صاحب میری زندگی میں ہی طاعون کے ساتھ ہلاک ہو گئے بلکہ اپنی ہر ایک خواہش اور ارادہ
سے نامراد رہکر اس دنیا سے گذر گئے اور دوسری طرف ہر ایک پہلو سے خدا نے مجھے برومند کیا۔
چنانچہ ہزار ہا شکر کا یہ مقام ہے کہ قریباً چار لاکھ انسان اب تک میرے ہاتھ پر اپنے گناہوں
سے اور کفر سے توبہ کر چکے ہیں اور خدا نے مجھے وہ عزت دی ہے کہ تمام دنیا میں یعنی یورپ اور
ایشیا اور امریکہ میں اقبال مندی کے ساتھ مجھے مشہور کر دیا چنانچہ وہ ڈاکٹر ڈوئی جو امریکہ اور
یورپ کی نگاہوں میں بادشاہوں کی طرح اپنی شوکت اور شان رکھتا تھا اسکو خدا نے میرے مباہلہ
اور میری دعا سے ہلاک کیا اور ایک دنیا کو میری طرف جھکا دیا۔ اور یہ واقعہ دنیا کے تمام نامی
اخباروں میں شہرت پاکر ایک عالمگیر شہرت کے رنگ میں زبان زد عوام و خواص ہو گیا اور
میں دیکھتا ہوں کہ جن لوگوں نے میرے ساتھ بیعت کی ہزاروں اُن میں متقی ہو گئے اور ایک نمایاں
تبدیلی ان کے اعمال میں پیدا ہو گئی اور خدا نے دنیا کی حیثیت سے وہ برکتیں مجھ کو عطا کیں کہ
خدا کے بندوں نے آجتک کئی لاکھ روپیہ اور انواع و اقسام کے تحایف انکسار اور تواضع کے ساتھ
مجھ کو دیئے[1] اور دے رہے ہیں اور خدا تعالیٰ کی انواع و اقسام کی رحمتوں کا ایک دریا جاری ہو رہا ہے
اور علاوہ اس کے ہزار ہا نشان خدا تعالیٰ نے میری تائید میں ظاہر کئے ہیں اور کوئی مہینہ
کم گذرتا ہوگا جو کوئی نشان ظاہر نہ ہو اور خدا نے خود دشمنوں کے مقابلہ پر تلوار کھینچ کر میرے
لئے انکا مقابلہ کیا جس نے میرے پر مقدمہ کسی عدالت میں کیا آخر کار شکست اور ذلّت
اس کو نصیب ہوئی۔ اور جس نے میرے ساتھ مباہلہ کیا آخر کار وہ خود ہلاک ہوا یا ذلیل کیا گیا۔
چنانچہ یہ تائیدات الٰہیہ اسی کتاب **حقیقۃ الوحی** میں بطور نمونہ بیان کی گئی ہیں۔ اب مجھکو
اہل انصاف بتلادیں کہ بابو الٰہی بخش صاحب کا یہ الہام کہ میرے اور ان کے باہم لعنت کا نتیجہ
یہ ہوگا کہ ہر ایک تباہی اور ہلاکت میرے ہی نصیب ہوگی اور وہ اپنی تمام مرادوں میں کامیاب
ہو جائینگے۔ کیا یہ الہام سچا نکلا؟ اور کیا اس مباہلہ کا نتیجہ ان کے حق میں ہوا یا میرے حق میں۔
اور ملاعنہ کا بد اثر میری طرف۔ وگیا گیا یا ان کی طرف۔ برائے خدا ناظرین اس مقام

[1] جیسا کہ چھبیس ۲۶ برس سے یہ پیشگوئی ہے کہ یاتیک من کل فج عمیق۔ یاتون من کل فج عمیق۔ ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء۔ ولا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس۔ پس عجیب فضل الٰہی ہے کہ ایک طرف تو وہ پُرانے زمانہ کی پیشگوئی پوری ہوئی اور دوسری طرف لاکھوں روپیہ کی آمدنی ہوئی اور کئی لاکھ انسان مرید ہو گئے۔ منہ

میں کچھ غور کریں تا خدا اُن کو جزائے خیر دے ورنہ خدا تعالیٰ اپنی تائیدات اور اپنے نشانوں کو ابھی ختم نہیں کر چکا۔ اور اُسی کی ذات کی مجھے قسم ہے کہ وہ بس نہیں کریگا جب تک میری سچائی دُنیا پر ظاہر نہ کر دے پس اے تمام لوگو جو میری آواز سُنتے ہو خدا کا خوف کرو اور حد سے مت بڑھو اگر یہ منصوبہ انسان کا ہوتا تو خدا مجھے ہلاک کر دیتا اور اس تمام کاروبار کا نام و نشان نہ رہتا۔ مگر تم نے دیکھا کہ کیسی خدا تعالیٰ کی نصرت میرے شامل حال ہو رہی ہے۔ اور اسقدر نشان نازل ہوئے جو شمار سے خارج ہیں۔ دیکھو کس قدر دشمن ہیں جو میرے ساتھ مباہلہ کرکے ہلاک ہو گئے اے بندگان خدا کچھ تو سوچو کیا خدا تعالیٰ جھوٹوں کے ساتھ ایسا معاملہ کرتا ہے؟

بعض نادان کہتے ہیں کہ آتھم اپنی میعاد میں نہیں مرا۔ لیکن وہ جانتے ہیں کہ مر تو گیا اور میں اب تک زندہ ہوں اور وعید کی پیشگوئیاں جن میں کسی پر عذاب کے نازل ہونے کا وعدہ ہوتا ہے اُن کا میعاد کے اندر پورا ہونا ضروری نہیں بلکہ اگر شخص منذر بہ توبہ کرے یا رجوع کرے تو اُن کا پورا ہونا بھی ضروری نہیں ہوتا اور ایسی پیشگوئیاں تضرع اور توبہ اور صدقہ اور خیرات سے ٹل بھی سکتی ہیں اور ٹلتی رہی ہیں اور اس امر کا گواہ قرآن کریم اور پہلی کتابیں ہیں۔ اور یاد رہے کہ وعید کی پیشگوئی سے مراد عذاب کی پیش گوئی ہے۔ اور جب خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے کہ کسی کی شامت اعمال سے خدا تعالیٰ اُس پر کوئی بلا نازل کرتا ہے تو عادۃ اللہ اسی طرح پر ہے کہ اس بلا کو توبہ اور استغفار اور صدقہ خیرات سے اکثر رد کر دیتا ہے اور جب کوئی بلا میں گرفتار ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اکثر اس پر رحم کیا جاتا ہے جس طرح کہ یونس نبی کی قوم کی بلا ٹال دی گئی۔ تمام دنیا جانتی ہے کہ توبہ اور استغفار اور صدقہ اور خیرات سے بلا ٹل سکتی ہے اور وعید یعنی عذاب کی پیشگوئی کی حقیقت بجز اسکے کیا ہے کہ وہ بھی ایک بلا ہوتی ہے کہ کسی مامور من اللہ کے ذریعہ سے اسکی اطلاع دیجاتی ہے۔ پھر اگر یہ بات سچ ہے کہ بلا توبہ و استغفار اور صدقہ و خیرات سے ٹل سکتی ہے تو پھر ایسی پیشگوئی کیوں نہیں ٹل سکتی جسکی خبر کسی مامور من اللہ کے ذریعہ سے دیگئی ہو اور علاوہ اسکے دشمن نادان نہیں جانتے کہ اگرچہ عذاب کی پیشگوئیوں میں کسی شرط کی ضرورت

نہیں ہوتی وہ محض توبہ اور استغفار سے ٹل سکتی ہیں مگر تاہم آتھم اور احمد بیگ اور اسکے داماد کی نسبت شرطی پیشگوئیاں تھیں یعنی یہ لکھا گیا تھا کہ اس شرط سے بلا وارد ہوگی کہ وہ لوگ سرکشی پر قائم رہیں اور رجوع نہ کریں۔ سو آتھم نے اپنی خاموشی اور نہ قسم کھانے اور نہ نالش کرنے اور اسلام پر کوئی حرف زنی نہ کرنے سے ثابت کر دیا کہ اُس نے سرکشی کی خصلت کو چھوڑ دیا ہے اور نیز اُس نے ساٹھ یا ستر آدمیوں کے روبرو عین مباحثہ کے وقت میں زبان نکال کر اور دونوں ہاتھ کانوں پر رکھ کر اپنے رجوع کا اقرار کر دیا جس سے کوئی منکر نہیں ہو سکتا۔ اور اسوقت حاضرین نہ صرف مسلمان تھے بلکہ عدت کے قریب عیسائی تھے۔ اور معتبر شہادتوں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ پندرہ مہینہ تک روتا رہا تو کیا اب تک رجوع اُس کا ثابت نہ ہوا؟

اور احمد بیگ کے داماد کی نسبت اس قدر بیان کرنا کافی ہے کہ وہ پیشگوئی دو شاخیں رکھتی تھی ایک شاخ احمد بیگ کے متعلق تھی اور دوسری شاخ اس کے داماد کے متعلق تھی سو احمد بیگ اور اسکے مرنیکا صدمہ اسکے اقارب کا غرور اور تکبر توڑ گیا اور وہ میعاد کے اندر مر گیا بیگانوں اور ناواقفوں کو کیا خبر ہے کہ اسکی موت کی وجہ سے اس کے دوسرے عزیزوں پر کیا مصیبت آئی۔ اور اس مصیبت نے ان کو کیا سبق دیا۔ اور کس غم نے اُن کو گھیر لیا۔ آخر یہ نتیجہ ہوا کہ مرزا محمود بیگ جن کے گھر میں یہ رشتہ ہوا تھا اور جو تمام خاندان کا سرگروہ تھا ہمارے سلسلہ بیعت میں داخل ہو گیا اب اگر ان تمام باتوں کو سُن کر بھی کوئی بکواس سے باز نہ آئے تو اس کا علاج ہم کیا کریں۔ ایسے سیاہ دل کو جو حیا اور شرم سے دست بردار ہے ہم کس طرح قائل کر سکتے ہیں اور اس کے تعصب کی بیماری کا کیا علاج کر سکتے ہیں۔ بجز اس کے کہ خدا ہی اس کا علاج کرے ؎

کیا تضرع اور توبہ سے نہیں ٹلتا عذاب کس کی یہ تعلیم ہے دکھلاؤ تم مجھ کو شتاب
اے عزیزو! اسقدر کیوں ہو گئے تم بے حیا کلمہ گو ہو کچھ تو لازم ہے تمہیں خوف خدا

یہ الہام بابو صاحب کا جس میں وہ میری نسبت لکھتے ہیں کہ وہ شخص کافر مریگا اور ملاعنہ کا بد انجام اسی کی طرف اُٹھایا جائیگا۔ اس کے سر پر اُسی صفحہ ۱۵۲ میں یہ اُن کی عبارت ہے۔ الہامات مرزا صاحب

کے انجام اور اُن کے زیر مشن غریب مسلمانوں کی نسبت یہ الہام ہوا ہے۔
اور پھر صفحہ ۷۲ میں اُن کا یہ الہام ہے یہ عمدہ اور خوشی کی بات ہے کہ اس امر کا فیصلہ ہو جائے کہ حق مرزا صاحب کی طرف ہے۔
پھر صفحہ ۷۳ عصائے موسیٰ میں ان کا ایک الہام مع ان کی تمہیدی عبارت کے یہ ہے اور عاجز کو الہاماً یہ دعا بھی تعلیم ہوتی ہے۔ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ اس کے معنی وہ یہ کرتے ہیں کہ مجھ میں اور اُن میں یعنی اس عاجز میں خدا تعالیٰ فیصلہ کرے۔ اب جو فیصلہ ہو گیا وہ کسی پر مخفی نہیں۔ عجیب بات ہے کہ انکی تمام کتاب انہیں الہاموں سے بھری ہوئی ہے کہ انکی زندگی میں میرا استیصال ہو جائیگا اور تمام جماعت منتشر ہو جائیگی اور مباہلہ کا بداثر میرے پر پڑیگا اور وہ نہیں مریں گے جبتک میرا زوال نہ دیکھ لیں۔ اور پھر انکے دوست کہتے ہیں کہ جب وہ طاعون میں مبتلا ہوئے تو اُن کو یہ الہام ہوا کہ الرحیل یعنی اب تو دنیا سے کوچ کریگا کون شخص ہے جو اس مہلک بیماری کے وقت اس کا دل الرحیل نہیں بولتا۔ طاعون کے معنے خود زبان عرب میں موت ہے۔ ناظرین خود سوچ لیں ہم کچھ نہیں کہتے کہ پہلے تو بابو الٰہی بخش کا ان الہامات پر زور دینا کہ میری عمر بڑی لمبی ہو گی جیسا کہ طول حیات اور طول بقا ان کے الہام میں درج ہے اور پھر یہ کہ ان کی لمبی عمر سے مومنوں کو بہت فائدے حاصل ہونگے اور پھر یہ الہام کہ وہ نہیں مرینگے جبتک طاعون سے میری موت نہ دیکھ لیں اور میری بکلی تباہی مشاہدہ نہ کر لیں اور پھر یہ الہام کہ ان کے دنیا میں بھی بڑے بڑے عروج ہونگے اور ایک دنیا ان کی طرف رجوع کرے گی اور وہ بساتین اور باغوں کے مالک ہوں گے اور اُن کے ذریعہ سے اسلام کی بڑی ترقی ہو گی یہ تو پہلے الہام تھے جن سے انکی کتاب عصائے موسیٰ بھری پڑی ہے پھر جب وہ طاعون میں مبتلا ہو گئے اور ہر روز صدہا آدمیوں کی موت دیکھ کر اس مرض کا انجام سامنے آگیا۔ تب اس وقت بابو صاحب کو الرحیل کا الہام ہوا جو عصائے موسیٰ کے تمام الہاموں پر پانی پھیرتا ہے۔ مگر اگر فرض کے طور پر اس کو الہام بھی سمجھا جاوے تو یہ رحمت کا الہام نہیں بلکہ غضب کا

الہام ہے جو سخت نامرادی پر مشتمل ہے اور نیز پہلے الہاموں کا کذب ظاہر کرتا ہے اور ایسا الہام کچھ تعجب کی جگہ نہیں کیونکہ اکثر لوگ جب کسی مہلک بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور جانبری سے نومیدی ہوتی ہے تو اُسوقت ایسے الہام یا ایسی خوابیں آیا کرتی ہیں مومن غیر مومن سب اس میں شریک ہیں۔ پس اس صورت میں الہام کے یہ معنی ہونگے کہ اے الٰہی بخش تو تو اپنی عمر لمبی قرار دیتا تھا اور اپنے فریق مخالف کی تباہی چاہتا تھا۔ اور اپنی حدیث النفس کو الہام الٰہی سمجھ کر یہ کہتا تھا کہ میرا مخالف میری زندگی میں طاعون سے مریگا۔ مگر ہم تجھے حکم دیتے ہیں کہ تو اس دنیا سے کوچ کر۔

غرض مجھے اس الہام کی سچائی پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں ممکن ہے کہ ہوا ہو۔ جس میں غضب کے طور پر یہ تنبیہ ہو کہ اب تیرا دنیا سے کوچ کرنا ہی بہتر ہے کیونکہ تو نے حق کو قبول نہیں کیا۔

ان لوگوں کی عقل پر مجھے تعجب آتا ہے کہ الٰہی بخش کی طرف الرحیل کا الہام منسوب کر کے اُس کے تمام الہاموں کا بیڑا غرق کر دیتے ہیں اور نہیں سوچتے کہ وہ تمام الہام کس کے کہاں گئے جن پر بھروسہ کر کے وہ مجھے کافر اور دجال کہتا تھا اور اپنا نام موسیٰ رکھتا تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ تمام الہام اس کے اضغاث احلام اور حدیث النفس تھے اور نیز شیطانی وساوس تھے اسلئے وہ پورے نہ ہو سکے بلکہ اس کی ذلت اور بےعزتی کا موجب ہوئے ہاں ممکن ہے کہ الرحیل خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہو کیونکہ یہ فقرہ انذار اور تنبیہ کے طور پر ہے اور ایسے الہام کا دعویٰ اگر فرعون بھی کرتا تو ہمیں انکار کی وجہ نہ تھی کیونکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ بغیر امتیاز موحد اور مشرک اور صالح اور فاسق اور صادق اور کاذب کے ہر ایک کو ایسے الہام اُس کے آخری وقت میں ہو سکتے اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے۔ وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ یعنی ایسا کوئی اہل کتاب نہیں جو اپنی موت سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت عیسیٰ پر ایمان نہ لاوے اور تفاسیر میں لکھا ہے کہ اہل کتاب کو یہ الہام اس وقت ہوتا ہے جب وہ جان کندن کی حالت میں ہوتے ہیں یا موت

کا وقت بہت قریب ہوتا ہے اور اب ظاہر ہے کہ وہ تبھی ایمان لاتے ہیں جب انکو منجانب اللہ الہام ہوتا ہے کہ فلاں رسول سچا ہے مگر اس الہام سے وہ خدا کے برگزیدہ نہیں ٹھہر سکتے۔ اور خدا تعالیٰ کی سُنت اسی طرح جاری ہے کہ موت کے قریب اکثر لوگوں کو کوئی خواب یا الہام ہوجاتا ہے اس میں کسی مذہب کی خصوصیت نہیں اور نہ صالح اور نکوکار ہونے کی شرط ہے۔

پھر بابو الٰہی بخش صاحب اپنی کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۱۸۰ میں لکھتے ہیں کہ کشتی کا ملاح بننے کا الہام بھی عاجز کو ہوتا ہے اور کشتی کی طیاری کا حکم بھی الہاماً ہوکر پھر الہام ہوا بسم اللہ مجریھا و مرسیھا ان ربی لغفور رحیم۔ پھر الہام ہوا۔ انّ الذین ظلموا انھم مغرقون جس کے ظہور کی قادر کے فضل و کرم سے اُمید واثق ہے☆۔ یہ بھی الہام بہت دفعہ ہوا ہے۔ سأریھم اٰیاتی فلا تستعجلون۔

اس الہام کے یہ معنی ہیں کہ وہی ملاح ہیں جو پار اتارینگے اور ان کی کشتی میں بیٹھنے والے نجات پائیں گے۔ پھر میری طرف اشارہ کرکے فرماتے ہیں کہ جو لوگ اس کشتی میں سوار نہیں ہوئے یعنی یہ عاجز وہ ظالم ہیں اور وہ غرق کئے جائیں گے۔ اور فرماتے ہیں کہ یہ بھی کئی دفعہ مجھے الہام ہوا ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اپنے نشان ان مخالفوں کو دکھلاؤنگا وہ مجھ سے جلدی نہ کریں۔

اب ناظرین سوچ سکتے ہیں کہ یہ تمام الہام اُن کے طاعونی موت نے باطل کردیئے ہیں کیا ملاح ایسے لوگوں کو کہہ سکتے ہیں کہ جو آپ ہی غرق ہو جائیں جس حالت میں دوسروں کو غرق کرنے کا وعدہ تھا جو اُن کے مخالف ہیں یعنی یہی عاجز تو پھر یہ کیسے ملاح اور کیسی انکی کشتی تھی اور یہ کس قسم کا الہام تھا جو اُلٹا اُنہیں پر وارد ہوگیا۔

پھر بابو صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۱۸۶ میں لکھتے ہیں جس خدمت پر مرزا صاحب فخر و ناز فرماتے ہیں اُس کی کیفیت تو الہام قل ھل انبئکم بالاخسرین اعمالاً میں گزر چکی ہے۔

☆ ایک طرف تو بابو الٰہی بخش صاحب لکھتے ہیں کہ میں اپنے الہامات کو یقینی نہیں سمجھتا ممکن ہے کہ شیطانی ہوں پھر ایسے الہاموں پر امید واثق بھی ہے۔ تعجب ہے کہ اسی مایہ کے ساتھ حد سے بڑھ کر درندگی اختیار کی اور تعجب کہ دوسروں کے غرق کرنے کیلئے تو الہام ہوا مگر آپ ہی اس الہام کے مصداق ہوگئے اور بابو صاحب کا یہ الہام کہ عنقریب میں اپنے نشان دکھلاؤں گا۔ مجھ سے جلدی مت کرو۔ سو ہم جانتے ہیں کہ یہ الہام بابو صاحب کی موت سے پورا ہو گیا کہ انکی موت ان کیلئے تو نشان نہیں مگر ہمارے لئے نشان ہے۔

یعنی اُن کے تمام اعمال باطل اور ٹوٹے میں پڑے ہوئے ہیں اور صفحہ ۲۰۱ میں میری نسبت فرماتے ہیں کہ میرزا صاحب جلدی نہ فرمادیں۔ اُمید واثق اور یقین کامل ہے کہ سنت اللہ کے موافق سرکش متمرد ہیچمن دگری نیست کہنے والے کو انشاء اللہ ضرور ناکامی اور شکست ہوگی اب ناظرین اس کا جواب دیں کہ یہ کلمہ تو منشی صاحب کا میری نسبت تھا مگر کیا خدا نے ان کے قول کے موافق مجھے ناکامی اور شکست کی حالت میں موت دی یا بابو الٰہی بخش صاحب کو۔ میں اس سے زیادہ کہنا نہیں چاہتا کیونکہ اب وہ دنیا سے گذر چکے ہیں۔*

پھر صفحہ ۲۰۲ میں منشی الٰہی بخش صاحب لکھتے ہیں۔ بلعم نے اول بد دعا کرنے سے انکار کیا پھر اس کی قوم نے ہدیہ دے کر اس کو فتنہ میں ڈالا۔ غرض اس کی ہلاکت کے یہی اسباب تھے پھر جس شخص کے حالات بلعم کے حالات سے مشابہ ہیں جو حقوق تلف کرتا اور جھوٹے دعوے کرتا ہے اس شخص کے لئے یہ قصہ قابل عبرت ہے۔ یہ خلاصہ ہے اُن کی تقریر کا مگر افسوس کہ بابو صاحب کو اس طرف توجہ نہ ہوئی کہ جو شخص بغیر کامل تحقیق کے اعتراض کرتا ہے اور ایسے شخص کو جو خدا کے نزدیک معذور اور بری ہے (جس نے درحقیقت کوئی حق تلفی نہیں کی اور نہ کوئی جھوٹا دعویٰ کیا) بغیر کسی ثبوت کامل کے مفتری قرار دیتا ہے اور دجال ٹھیراتا ہے اور خدا کے نشان جو بارش کی طرح اسکی تائید میں برس رہے ہیں انکی بھی پروا نہیں رکھتا۔ کیا ایسے شخص کیلئے بھی کوئی سزا ہے یا نہیں۔ مگر اب ان باتوں کو طول دینے کی ضرورت نہیں کیونکہ اب بابو صاحب اپنے مباہلہ اور ملاعنہ کے بعد اس افترا اور بدزبانی کا نتیجہ دیکھ چکے ہیں۔

پھر بابو صاحب کا ایک اور الہام ہے جو ان کی کتاب کے صفحہ ۲۲۴ میں درج ہے اور وہ یہ ہے ان یقولون الا کذبا واتبع ھواہ وکان امرہ فرطا۔ یعنی جو دعوے یہ شخص کرتا ہے اس کا جھوٹا دعویٰ ہے اور اپنی خواہش نفسانی کے پیچھے چلتا ہے اور وہ حد سے بڑھ گیا ہے یعنی اب اسکی ہلاکت کے دن آگئے ہیں۔ اس الہام کا جواب بھی پڑھنے والے خود بخود ہی سمجھ لیں۔

* بعض نادان میرا ذکر کرکے کہتے ہیں کہ اگر الٰہی بخش نامراد مرگیا تو آپ کی مرادیں کب پوری ہوگئی ہیں۔ لیکن نہیں سوچتے کہ میں تو ابتک زندہ ہوں اور میری مرادیں دن بدن پوری ہو رہی ہیں لیکن بابو صاحب تو فوت ہو چکے ہیں اور انکا مدعا فوت ہو گیا۔

مگر اب بابو صاحب کے حمایتی فرماویں کہ خدا تعالیٰ کا وہ معاملہ جو وہ اپنی قدیم سنت کے موافق جھوٹوں سے کیا کرتا ہے وہ میرے ساتھ اُس نے کیا یا بابو صاحب کے ساتھ؟ بموجب تعلیم قرآن شریف کے جو منجانب اللہ ہونیکا جھوٹا دعویٰ کرتا ہے وہ نامراد رہکر ہلاک ہوتا ہے سو کیا یہ سچ نہیں کہ یہی انجام بابو صاحب کا ہوا؟

پھر بابو صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۳۱۹ میں میری نسبت یہ الہام لکھتے ہیں:۔ سینالھم غضب علےٰ غضب جعلتہ کالرمیم۔ کالعھن المنفوش یعنی اُس شخص پر غضب پر غضب نازل ہوگا اور میں بوسیدہ ہڈی کی طرح اسکو کردونگا اور اس روئی کی طرح جو دُھنی جاتی ہے اس الہام کو بھی ناظرین آپ ہی سوچ لیں کہ یہ کس پر صادق آیا۔

پھر صفحہ ۳۴۷ میں میری نسبت یہ الہام ہے ثمّ اماتہ فاقبرہ یعنی خدا اسکو مارے گا اور پھر قبر میں ڈالے گا۔

اور پھر کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۴۴۱ میں بابو صاحب کا الہام میری نسبت ہے یمیز الخبیث من الطیب جعلناہ ھباءً منثورا۔ سلام علیکم کتب علیٰ نفسہ الرحمۃ جس کا ظہور انشاء اللہ وقت مقدر پر ہوگا یعنی اللہ تعالیٰ خبیث کو طیب سے جدا کرکے دکھلا دیگا یعنی کوئی ایسا کرشمہ قدرت دکھلائیگا کہ ثابت ہو جائیگا کہ صادق کون ہے اور کاذب کون ہے اور اس شخص کو ہم (یعنی مجھ کو) پراگندہ غبار کی طرح کردیں گے یعنی ہلاک کردینگے مگر اے الٰہی بخش تم پر سلامتی ہے تمہارے لئے خدا نے رحمت لکھی ہے تم ہلاکت سے بچو گے ✤ اب سوچنے والے سوچ لیں کہ آخر انجام کیا ہوا! کیا وہ تباہی جو میری نسبت بابو صاحب کا الہام بتاتا ہے وہ انہیں پر آئی ہے یا نہیں؟

پھر اسی صفحہ میں لکھتے ہیں کہ ان کو الہام ہوا یا نار کونی بردًا وسلامًا یعنی اے آگ ٹھنڈی ہوجا اور سلامتی ہوجا۔ ہمیں نہیں معلوم کہ کونسی آگ اُن پر ٹھنڈی ہوگئی صرف طاعون کی آگ اُن پر نازل ہوئی تھی سو وہ تو ٹھنڈی نہ ہوئی اور ان کا کام ایک دن میں

✤ یہ خوب بچنا ہے کہ مرے بھی تو طاعون سے مرے۔ بابو صاحب کے دوستو! سچ کہو کہ کیا تمہاری یہی مراد تھی کہ بابو صاحب میری زندگی میں ہی جسکی موت اور تباہی کے منتظر تھے طاعون سے مرجائیں انکو صدہا الہاموں سے جو میرے ہلاک ہونیکے بارہ میں تھے میرا کیا نقصان ہوا یہ کیا بات ہوگئی کہ انکے الہاموں کی بجلی انہیں پر گر گئی۔ کیا کوئی ہے کہ اس کا جواب دے۔ منہ

تمام کر گئی۔ صدہا آدمی لاہور میں طاعون میں مبتلا ہو کر آخر اچھے ہو گئے مگر یہ ملہم صاحب جانبر نہ ہو سکے اور بیوقت موت نے ہزاروں حسرتوں کے ساتھ اس دنیا سے کوچ کرا دیا۔ اب وہ تو اس جہان کو چھوڑ گئے صرف ان کے دوستوں کیلئے محض للہ لکھنا پڑا ہے۔ کیونکہ بابو صاحب کی موت کے بعد مجھ کو یہ الہام ہوا تھا فتنّا بعضھم ببعض یعنی ہم نے الٰہی بخش کی موت سے ان کے دوستوں کا امتحان کرنا چاہا ہے کہ کیا وہ اب بھی سمجھتے ہیں۔ یا نہیں یہ صاف ظاہر ہے کہ بابو الٰہی بخش صاحب میرے مقابل پر ایک بڑی سختی کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے اور کوئی دقیقہ انہوں نے تحقیر اور توہین کا اٹھا نہیں رکھا تھا اور لوگوں کو انہوں نے اپنی کتاب سے گمراہ کیا تھا اور ہر روز میری موت اور تباہی کے منتظر تھے۔ اور اپنے دوستوں کو صدہا الہامات اس قسم کے سنایا کرتے تھے اور خاص کر طاعون سے میری موت اپنی کتاب میں شائع کی تھی۔ پھر یہ کیا ہوا کہ وہ خود طاعون سے نامرادی کیساتھ مر گئے اور ہر ایک پہلو سے خدا نے میری مدد کی اور قرآن شریف میں کھلے طور پر لکھا ہے کہ کتب اللّٰہ لاغلبنّ انا ورسلی یعنی خدا تعالیٰ کا یہ حتمی وعدہ ہے کہ جو لوگ اسکی طرف سے آتے ہیں وہ فریق مخالف پر غالب ہو جاتے ہیں۔ پس اس میں کیا راز ہے کہ بابو صاحب میرے مقابل پر غالب نہ آسکے اور ایک بڑا طاعون کا طوفان جو اس ملک میں اٹھا تھا وہ اس طوفان سے زیادہ تھا جو موسیٰ اور فرعون کے سامنے نمودار ہوا تھا بلکہ اس سے بہت ہی بڑا تھا اس طوفان میں بابو صاحب باوجود موسیٰ کہلانے کے غرق ہو گئے اور جسکو فرعون کہتے تھے اسکو خدا نے اپنے فضل و کرم سے نجات دی۔ میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ اسوقت انکے منہ سے یہ الفاظ ضرور نکلے ہونگے کہ اٰمنت انہ لا الٰہ الّا الّذی اٰمنت بہ بنوا اسرائیل پھر میں پوچھتا ہوں کہ خدا نے سورہ فاتحہ میں جو اُمّ الکتاب ہے انسانوں کے تین طبقے رکھے ہیں۔ (۱) منعم علیھم (۲) مغضوب علیھم (۳) ضالّین۔ پس اب سوچکر فرماویں بابو الٰہی بخش صاحب کو خدا تعالیٰ نے کس طبقہ میں داخل کیا ہے۔ اگر آپ کے نزدیک

وہ منعم علیہم میں داخل ہیں تو یہ ثبوت آپ کے ذمہ ہے کہ جو طبقہ منعم علیہم کا کتاب اللہ سے ثابت ہے اس طبقہ والوں کو کبھی طاعون بھی ہوئی ہو۔ اور پھر ساتھ اسکے یہ بھی ثابت کرو کہ اُنپر انعام کیا ہوا اور انعام وہ چاہیئے جو دنیا کے سامنے ایک ثابت شدہ امر ہو عیسائیوں کے کفارہ کی طرح نہ ہو یعنی صرف اپنا خیال نہ ہو اور اگر مغضوب علیہم میں داخل ہیں تو یہ قرین قیاس ہے کیونکہ قرآن شریف اور توریت سے ثابت ہے کہ طاعون خدا کے غضب کی نشانی ہے اور جو اوّل طبقہ کے مومن اور برگزیدہ ہوتے ہیں ان کو کبھی طاعون نہیں ہوئی ہوئی جیسے انبیاء اور صدیق اور کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ اس طبقہ کے لوگوں کو کبھی طاعون ہوئی ہے کیونکہ یہ رجز اللہ جو کفار اور فاسقین اور گناہ پر اصرار کرنیوالوں کو سزا دینے کیلئے نازل ہوتی ہے اُسمیں برگزیدہ لوگ ہرگز ہرگز شریک نہیں کئے جاتے پس جو اپنے تئیں خدا کا ایسا پیارا ٹھیراتا ہے کہ عصائے موسٰی میں یہ الہام لکھا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ایسا محبوب طاعون میں کیوں گرفتار ہو گیا۔ یہود کی نسبت آیا ہے۔ لم یعذبکم بذنوبکم۔ ہاں مومن مذنب جو اوّل طبقہ میں داخل نہیں اور گناہوں اور کمزوریوں سے خالی نہیں اس کو کبھی تمحیص اور تطہیر کی غرض سے طاعون ہو سکتی ہے مگر خدا سے جو موسٰی بن کر آیا ہے اس کو تو نہیں ہو سکتی۔ بلکہ کامل مومن اس آیت کے نیچے ہیں کہ اُولٰٓئک عنھا مبعدون۔

اور اگر آپ منشی الٰہی بخش صاحب کو فرقہ ضالین میں داخل سمجھتے ہیں تب تو یہ خطاب اُن کیلئے نہایت معقول ہے کیونکہ عمدًا انہوں نے حق کو چھوڑ دیا اور پھر اس قدر بدزبانی اور شوخی اور اشتعال میں کمال کو پہنچ گئے کہ کیا مجال کہ کوئی بات بھی سُن سکیں۔ جس شخص نے میرا ذکر ان کے سامنے پیش کیا اول تو مجھے انہوں نے دس بیس گالیاں سُنادیں اور پھر عمدًا سچی بات سے انکار کر دیا مگر آخر خدا تعالیٰ ہر ایک دل کو جانتا ہے۔ پس درحقیقت انکے ساتھ جو خدا تعالیٰ نے ایک معاملہ کیا ہے وہ دانشمندوں کیلئے عبرت کے لائق ہے اور میرا دل جانتا ہے کہ اُنہوں نے مجھے بہت ہی دُکھ دیا تھا۔ تا دل مرد خدا نامد بدرد۔ ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد

بھلا آپ لوگ خدا تعالیٰ کا خوف مدنظر رکھ کر یہ تو بتلا دیں کہ کیا آپ لوگوں کی یہی مراد تھی۔ اور سچ سچ آپ کی یہی تمنا تھی کہ الٰہی بخش تو نامرادی کے ساتھ طاعون سے مرجائے اور وہ اس کا مخالف جس کیلئے اس نے ہزاروں انسانوں میں شہرت دیدی تھی کہ وہ طاعون سے مریگا خدا اس کو اس مرض سے بچادے اور اس کو نمایاں ترقیات بخشے اور صدہا نشان اُس کیلئے دکھلا دے یہاں تک کہ الٰہی بخش کی موت کو بھی اسکے نشانوں میں سے ایک نشان کردے کیا وہ الہام جو بابو الٰہی بخش صاحب کو ہُوا تھا کہ یمیز الخبیث من الطیب۔ یعنی خدا پاک اور ناپاک میں امتیاز کرکے دکھلاویگا۔ کیا اس کے یہی معنے تھے کہ بابو الٰہی بخش طاعون سے ہلاک ہو کر اپنے پسماندوں کو داغ حسرت دے جاویگا وہ دن کیسا سخت اور تلخ منشی عبد الحق صاحب اور اُن کے دوستوں پر تھا جب اُن کے گھر میں بابو صاحب جو اُن کے مرشد تھے برخلاف ان کے تمام دعووں کے فوت ہو کر ایک سخت مصیبت میں ان کو چھوڑ گئے اور طاعونی مادہ سے گھر کو بھی آلودہ کر گئے اب بھی خدا تعالےٰ اُن کے رفیقوں کو کچھ سمجھ دے تا وہ حق کو شناخت کرلیں۔

پھر صفحہ ۲۹۳ میں ایک اور الہام ان کا ہے اور وہ یہ ہے۔ قل جاء الحق و زھق الباطل انّ الباطل کان زھوقا۔ قل لست مرسلًا۔ ذرھم یخوضوا ویلعبوا حتٰی یلاقوا یومھم الذی کانوا یوعدون۔ یعنی حق آیا اور باطل بھاگ گیا اور اپنے مخالف کو یعنی اس عاجز کو کہدے کہ تو خدا کی طرف سے نہیں اور ان کو چھوڑ دے تا وہ چند روز لہو ولعب میں رہیں جب تک کہ طاعونی موت کا وعدہ جو دیا گیا ہے وہ وعدہ کا دن نہ آجائے سبحان اللہ یہ کیسے الہام ہیں یہ کیسا حق تھا کہ جھوٹ کے سامنے سے بھاگ گیا اور الہام کو جھوٹا کر گیا اور یہ کیسا وعدہ طاعون کا تھا جو غلطی کھا کر خود ملہم پر ہی وارد ہو گیا۔ کوئی منصف بتلاوے کہ یہ الہامات اگر شیطانی نہیں تھے تو اور کیا تھا اگر خدا اپنے پیاروں کو ہمیشہ طاعون ہی بچاتا رہا ہے تو بیچارہ الٰہی بخش جس کو یہ الہام ہوا تھا کہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر اور یہ الہام ہوا تھا۔ قل ان کنتم

تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ اس کو اس سنت اللہ سے کیوں محروم رکھا گیا جو شخص
خدا کے بعد سب سے بزرگتر ہے اور پھر خدا کا ایسا پیارا کہ اسکی پیروی سے انسان خدا کا پیارا بنجاتا
ہے اس پر کیوں یہ رجز آسمانی نازل کیا گیا جو عموماً فاسقوں اور فاجروں پر نازل ہوتا ہے۔ کیا ابھی
وقت نہیں آیا کہ منصف مزاج لوگ اس بات کو سمجھ لیں کہ بابو الٰہی بخش ایسی نامرادی کے ساتھ
دنیا سے کوچ کرنا اور پھر طاعون سے کوچ کرنا اور پھر تمام الہامات کے منشاء کے برخلاف کوچ
کرنا ایک فیصلہ کن امر ہے اور اگر متعصب لوگ ابھی سمجھ نہیں سکتے تو یقیناً یاد رکھیں کہ خدا تعالےٰ
کسی سے عاجز نہیں ہو سکتا وہ کوئی اور نشان دکھائیگا۔ مگر افسوس ان لوگوں پر جو خدا کے
صدہا نشان جو روز روشن کی طرح ظاہر ہوتے جاتے ہیں اُن سے تو کچھ فائدہ نہیں اُٹھاتے اور
صرف دو تین ایسی پیشگوئیاں جو نفس امر کے متعلق پوری ہوگئی ہیں یا نصف حصہ انکا پورا
ہو چکا ہے اور وہ وعید کی پیشگوئیاں ہیں اور سنت اللہ کے موافق ان پر کوئی اعتراض نہیں
بار بار انہیں کو پیش کرتے ہیں کیا یہ ایمانداری ہے کہ دس ہزار نشان سے منہ پھیرنا اور اگر کسی نشان
کی حقیقت سمجھ نہ آوے تو اُس پر زور دینا اگر یہی بات ہے تو ان لوگوں کا ایمان آج بھی نہیں
اور کل بھی نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کا کوئی معاملہ مجھ سے ایسا نہیں جس میں کوئی نبی شریک نہ ہو۔
اور کوئی اعتراض میرے پر ایسا نہیں کہ کسی اور نبی پر وہی اعتراض وارد نہ ہوتا ہو پس ایسے
شخص جو میرے پر اعتراض کرنے کے وقت یہ بھی نہیں سوچتے کہ یہی اعتراض بعض اور نبیوں
پر بھی وارد ہوتا ہے وہ سخت خطرناک حالت میں ہیں اور اندیشہ ہے کہ دہریہ ہو کر نہ مریں۔٭
یاد رہے کہ جس اصرار اور شوخی کے ساتھ بابو الٰہی بخش نے میرے ساتھ مقابلہ کیا
اور میری طاعونی موت اور ہر ایک قسم کی نامرادی کی خبریں دیں۔ اگر یہ معاملہ اسی طرح واقع
ہو جاتا اور میں بابو الٰہی بخش کی زندگی میں مرجاتا تو نہ معلوم کہ بابو صاحب کے دوست کن کن لعنتوں
کے ساتھ مجھ کو یاد کرتے اور کس معراج عزت اور اوج پر انکو چڑھا دیتے مگر اب ایک شخص بھی
ان میں سے نہیں بولتا اور چاہتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کا یہ نشان معدوم ہو جائے اور انکو خوب معلوم ہے

٭ بعض شریر کہا کرتے ہیں کہ اگر مرزا سے نشان ظاہر ہوئے ہیں تو ہم تسلیم کرلیتے کبھی نشان ظاہر ہوئے ہیں انکا جواب یہی ہے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ منہ

کہ بابو صاحب مباہلہ اور میری پیشگوئی کا نشانہ ہو گئے ہیں۔ اگر وہ نرمی اختیار کرتے تو شاید کوئی دن اور بچ جاتے مگر اُن کے حدیث النفس کے الہام ان کے لئے زہر قاتل ہو گئے اُن کو خبر نہ تھی کہ خدا کا سچا مکالمہ موت کے بعد حاصل ہوتا ہے جو شخص درحقیقت اپنی تمام ہوا و ہوس اور جذبات نفسانیہ اور ہر ایک قسم کی تیزی اور شوخی کے جوش سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور اس پر خدا کے لئے ایک موت آجاتی ہے۔ وہی زندہ کیا جاتا ہے اور خدا کا مکالمہ فانیوں کے لئے ایک انعام ہوتا ہے۔ ہر ایک مدعی کو یہ دیکھنا چاہئے کہ درحقیقت وہ فانی ہو چکا ہے یا ابھی جذبات نفسانیہ سے پُر ہے۔

ہزار نکتۂ باریک تر ز مو اینجاست نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

پھر بابو الٰہی بخش صاحب اپنی کتاب عصائے موسٰی کے صفحہ ۶۹ میں فرماتے ہیں۔ خاکسار کو عجز بشریت سے یہ خیال آیا کہ شاید مرزا صاحب کی ناراضی سے کچھ نقصان ہو اس پر الہام ذیل میں حفاظت و سلامتی کی تسلی فرمائی گئی۔ واللّٰہ خیر حافظا وھو ارحم الرّاحمین✤ فسلام لک یعنی تیرا خدا حافظ ہوگا اور تجھے سلامتی رہیگی کوئی قہر الٰہی تجھ پر نازل نہیں ہوگا۔ یہ ہے الہام بابو صاحب کا جس نے ان کو تسلی دی کہ فریق مخالف یعنی اس عاجز مظلوم کی بددعا سے ان کا کوئی نقصان نہیں ہوگا وہ سلامت رہیں گے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسی الہام نے ان کو بدزبانی اور گالیاں دینے میں چالاک کر دیا۔ پھر اس کے بعد ان کی بدزبانی ایسی بڑھ گئی جیسے کسی دریا کا پُل ٹوٹ کر اردگرد کی بستیوں کو تباہ کر دیتا ہے۔

افسوس کہ صدہا نشان اُن کی زندگی میں پورے ہوئے مگر کسی نشان سے اُنہوں نے فائدہ نہ اُٹھایا اور ہر ایک نشان کے دیکھنے کے بعد یا کسی سے اُس کا حال سُننے کے بعد یہی بار بار ان کا جواب تھا کہ آتھم میعاد کے اندر نہیں مرا احمد بیگ کا داماد اب تک زندہ ہے حالانکہ الہام تھا کہ احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح آسمان پر پڑھا گیا ہے۔ اور ان کی رہنمائی کے لئے بار بار کتابوں میں لکھا گیا کہ ڈپٹی آتھم تو بہرحال فوت ہو چکا ہے میعاد کے اندر مرا

✤ افسوس ان کا کوئی دوست بھی اس بات کو نہیں سوچتا کہ جبکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ انکی حفاظت کریگا اور میرا ناراض ہونا کچھ نقصان نہیں پہنچائیگا تو پھر کیا بات ہوئی کہ طاعون سے بابو صاحب کو مرنا پڑا۔ کہاں گئی وہ حفاظت جس کا وعدہ تھا۔ منہ

یا میعاد کے باہر مرا آخر مر تو گیا اور یہ پیشگوئی شرطی تھی یعنی مرنا اس کا اس شرط سے تھا کہ جب حق کی طرف وہ رجوع نہ کرے لیکن آتھم نے جلسہ مباحثہ میں ہی اپنا رجوع ظاہر کر دیا۔ جب اس کو کہا گیا کہ یہ پیشگوئی اس لئے کی گئی ہے کہ تم نے اپنی کتاب اندرونہ بائیبل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دجّال رکھا ہے تب اُس نے ساٹھ یا ستّر آدمیوں کے روبرو جن میں نصف کے قریب عیسائی تھے نہایت خوف اور انکسار کی حالت بنا کر زبان منہ سے نکالی اور دونوں ہاتھ کانوں پر رکھے اور بیان کیا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز دجّال نہیں کہا اور پھر معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ وہ پندرہ مہینہ تک روتا رہا۔ اور خدا تعالیٰ نے بھی مجھے اپنے الہام کے ذریعہ سے خبر دی کہ اس پیشگوئی کے ذریعہ سے اُس اس کو سخت صدمہ پہنچا اور وہ دیوانہ کی طرح ہو گیا ہے اور اس کے دل میں عظمت اسلام بیٹھ گئی اور اس نے شوخی اور بدزبانی قطعاً چھوڑ دی اور باوجود ان سب باتوں کے عیسائی مذہب پر قائم رہنے کے ثبوت کے لئے اس نے قسم نہیں کھائی حالانکہ اس قسم پر چار ہزار روپیہ نقد اس کو ملتا تھا اور عیسائی مذہب میں قسم کھانا نہ صرف جائز بلکہ بعض صورتوں میں فرض لکھا ہے اور اس امر کو چھپانا محض بے ایمانی اور شرارت ہے۔ حضرت عیسےٰ نے خود قسم کھائی پولوس نے قسم کھائی پطرس نے قسم کھائی۔ پس یہ تمام دلائل آتھم کے رجوع پر ہیں اور ایک منصف کیلئے کافی ہیں اور اگر اسکے رجوع پر کوئی دلیل بھی نہ ہوتی تب بھی میرے لئے یہ کافی تھا کہ خدا نے اس کے رجوع کی مجھے خبر دی اور بایں ہمہ وہ میرے آخری اشتہار سے چھ ماہ گذرنے کے بعد مر گیا۔ پس جبکہ پیشگوئی شرطی تھی اور شرط کے آثار ظاہر ہو گئے تھے تو پھر کسی خدا ترس آدمی کا کام نہیں ہے کہ حیا اور شرم کو ترک کر کے پھر بھی اعتراض سے باز نہ آوے حالانکہ یہ مسئلہ مسلّم ہے کہ وعید یعنی عذاب کی پیشگوئیوں میں کسی شرط کی بھی ضرورت نہیں وہ ٹل سکتی ہیں کیونکہ وہ مجرم کیلئے ایک عذاب دینے کا وعدہ ہے اور خدا حقیقی بادشاہ ہے وہ کسی کی توبہ استغفار سے اپنے عذاب کو معاف کر سکتا ہے جیسا کہ یونس نبی کی قوم کو معاف کر دیا اسی پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ آپ فرماتا ہے ان یک کاذبًا

فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم یعنی اگر یہ نبی جھوٹا ہے تو جھوٹ بولنے کا عذاب اس پر نازل ہوگا اور اگر سچا ہے تو بعض عذاب جن کا وہ وعدہ دیتا ہے تم پر وارد ہو جائیں گے۔

اب دیکھو خدا نے بعض کا لفظ اس جگہ استعمال کیا نہ کل کا جس کے یہ معنی ہیں کہ جسقدر عذاب کی اس نبی نے پیشگوئیاں کی ہیں اُن میں سے بعض تو ضرور پوری ہو جائیں گی۔ گو بعض بعض معرض التوا میں رہ جائیں گی۔ پس نص قرآنی سے یہ ثابت ہے کہ عذاب کی پیشگوئی کا پورا ہونا ضروری نہیں۔ ہاں اس آیت سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ مفتری کسی طرح عذاب سے بچ نہیں سکتا کیونکہ اس کیلئے یہ قطعی حکم ہے کہ ان یک کاذبًا فعلیہ کذبہ پس اگر مفتری کیلئے کوئی عذاب کی پیشگوئی ہو تو وہ ٹل نہیں سکتی۔

ہائے افسوس کچھ سمجھ نہیں آتا یہ کیسی بیحیائی ہے کہ ایک طرف تو یہ لوگ اقرار کرتے ہیں کہ صدقہ خیرات اور دعا وغیرہ سے بلا رد ہوتی ہے اور دوسری طرف اس بات پر زور دیتے ہیں کہ جس بلا کی اطلاع رسول کو دیجائے کہ فلاں قوم یا فلاں شخص پر وارد ہوگی وہ بلا صدقہ خیرات یا توبہ استغفار سے ٹل ہی نہیں سکتی۔ تعجب یہ کہ کیسے ان لوگوں کی عقل پر پردے پڑ گئے کہ اپنی کلام میں تناقض جمع کر لیتے ہیں۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ توبہ استغفار سے بلا ٹل سکتی ہے اور یہ بھی کہ نہیں ٹل سکتی اور پھر جبکہ مجھے خدا نے اپنے الہام کے ذریعہ سے اطلاع دیدی کہ آتھم نے ضرور رجوع کیا تھا اور آتھم کے قول اور فعل سے اسکے آثار بھی ظاہر ہو گئے تو پھر ان شرارتوں سے باز نہ آنا کیا یہی ان لوگوں کی تقویٰ ہے کم سے کم کفّ لسان پر کیوں کفایت نہ کی۔✤

بھلا میں پوچھتا ہوں کہ اگر یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہوتا اور آپ وحی کے ذریعہ سے فرماتے کہ فلاں شخص جس پر عذاب نازل ہونا تھا پوشیدہ طور پر اپنی شوخیوں سے باز آ گیا ہے تو پھر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کو یہ لوگ قبول کرتے یا ردّ کر دیتے۔ اور اگر قبول نہ کرتے تو پھر کیا خدا کے نزدیک سزا کے لائق ٹھہرتے یا نہ ٹھہرتے؟

✤ جن لوگوں کو خدا کا خوف نہیں ہر وہ ایسی نکتہ چینیاں کرتے ہیں جن کے رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے اعتراض کے نیچے آجاتے ہیں چنانچہ بعض نادان کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے بعض لوگ بھی طاعون سے ہلاک ہو گئے ہیں منجملہ ان کے ڈاکٹر عبد الحکیم خان بھی بہت خوشی ہو کر لکھتا ہے کہ سنور میں فلاں فلاں احمدی طاعون سے فوت ہو گیا ہے۔ ہم ایسے متعصبوں کو یہ جواب دیتے ہیں کہ ہماری جماعت میں سے بعض لوگوں کا طاعون سے فوت ہونا بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہؓ لڑائیوں میں شہید ہوتے تھے یہ امر تو قرآن کریم کی نص صریح سے ثابت ہے کہ وہ لڑائیاں محض کافروں پر عذاب نازل کرنے کیلئے تھیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں [illegible] میں اگر چاہوں تو کافروں پر آسمان سے عذاب نازل کروں اور یا زمین سے ان کیلئے عذاب پیدا کروں اور یا بعض کو بعض کی لڑائی کا مزہ چکھاؤں۔ مگر با ایں ہمہ ان لڑائیوں میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی شہید ہوتے ہیں لیکن آخری نتیجہ یہ تھا کہ کافر گھٹتے گئے اور مسلمان بڑھتے گئے اور وہ لڑائیاں مسلمانوں کیلئے سراسر برکت کا موجب ہو گئیں اور کافروں کی بیخکنی کر گئیں۔ اسی طرح میں کہتا ہوں (باقی بر صفحہ ۱۳۲)

پس جس حالت میں خدا تعالیٰ نے آتھم کے لئے یہ شرط مقرر کردی تھی اور اُس نے مجھے اپنی وحی کے رُو سے بتلا دیا تھا کہ آتھم اپنی شرارت اور شوخی پر قائم نہیں رہا پس تقویٰ کا حق یہ تھا کہ اس بحث کو لپیٹ کر رکھ دیتے اور حسن ظن سے کام لیتے اور دل میں سوچتے کہ شاید یہی امر صحیح ہو۔ پھر جس حالت میں محض خدا کی وحی نے مجھے یہ اطلاع نہیں دی بلکہ جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں خود آتھم نے بھی ایسے ہی آثار ظاہر کئے تو ہر ایک پرہیزگار انسان کے یہی لائق تھا کہ اس میں دم نہ مارتا اور خدا سے ڈرتا۔

رہا معاملہ احمد بیگ کے داماد کا سو ہم کئی دفعہ لکھ چکے ہیں کہ وہ پیش گوئی دو شاخوں پر مشتمل تھی۔ ایک شاخ احمد بیگ کی موت کے متعلق تھی دوسری شاخ اُس کے داماد کی موت کے متعلق تھی اور پیش گوئی شرطی تھی سو احمد بیگ بوجہ نہ پورا کرنے شرط کے میعاد کے اندر مرگیا اور اس کے داماد نے اور ایسا ہی اس کے عزیزوں نے شرط پورا کر دینے اس کا فائدہ اُٹھالیا۔ یہ تو لازمی امر تھا کہ احمد بیگ کی موت سے ان کے دلوں میں خوف پیدا ہو جاتا کیونکہ پیشگوئی میں دونوں شریک تھے اور جب دو شریکوں میں سے ایک پر موت وارد ہو گئی تو تو انسانی فطرت کا ایک ضروری خاصہ تھا کہ جو شخص اس پیشگوئی کا دوسرا نشانہ تھا اس کو اور اس کے عزیزوں کو موت کا فکر پڑ جاتا جیسا کہ اگر ایک ہی کھانا کھانے سے جو دو آدمیوں نے مل کر کھایا تھا ایک ان میں سے مرجائے تو ضرور دوسرے کو بھی اپنی موت کا فکر پڑ جاتا ہے سو اسی طرح احمد بیگ کی موت نے وہ خوف باقی ماندہ شخص اور اس کے عزیزوں پر ڈالا کہ وہ مارے ڈر کے مردہ کی طرح ہو گئے انجام یہ ہؤا کہ وہ بزرگ خاندان جو بانی اس کام کے تھے سلسلہ بیعت میں داخل ہو گئے۔

اور یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا یہ درست ہے مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نکاح کے ظہور کیلئے جو آسمان پر پڑھا گیا خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی جو اُسی وقت شائع کی گئی تھی اور وہ یہ کہ اَیَّتُھَا الْمَرْأَۃُ

(بقیہ صفحہ ۱۳۱) اور بڑے دعویٰ اور زور سے کہتا ہوں کہ اگر ایک شخص ہماری جماعت میں سے طاعون سے مرتا ہے تو بجائے اس کے سو آدمی یا زیادہ ہماری جماعت میں داخل ہوتا ہے اور یہ طاعون ہماری جماعت کو بڑھاتی جاتی ہے اور ہمارے مخالفوں کو نابود کرتی جاتی ہے۔ ہر ایک مہینہ میں کم سے کم پانسو آدمی اور کبھی ہزار دو ہزار آدمی بذریعہ طاعون ہماری جماعت میں داخل ہوتا ہے پس ہمارے لئے طاعون رحمت ہے اور ہمارے مخالفوں کیلئے زحمت اور عذاب ہے اور اگر دس پندرہ سال تک ملک میں ایسی ہی طاعون رہی تو میں یقین رکھتا ہوں کہ تمام ملک احمدی جماعت سے بھر جائے گا [illegible] اور اگر اس کے برخلاف ثابت ہو تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایسے ثابت کنندہ کو میں ہزار روپیہ نقد دینے کو طیار ہوں۔ کون ہے کہ اس مقابلہ کے لئے کھڑا ہووے اور ہم سے ہزار روپیہ لیوے۔ افسوس کہ یہ مخالف لوگ ایسے اندھے ہو گئے ہیں ان کو معلوم نہیں کہ دراصل طاعون ہماری دوست اور انکی دشمن ہے۔

(باقی برصفحہ ۱۳۳)

توبی توبی فان البلاء علٰی عقبک پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہوگیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔ کیا آپ کو خبر نہیں کہ یمحوا اللّٰہ ما یشاء و یثبت نکاح آسمان پر پڑھا گیا یا عرش پر مگر آخر وہ سب کارروائی شرطی تھی شیطانی وساوس سے الگ ہو کر اس کو سوچنا چاہیئے کیا یونسؑ کی پیش گوئی نکاح پڑھنے سے کچھ کم تھی جسمیں بتلایا گیا تھا کہ آسمان پر یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ چالیس دن تک اس قوم پر عذاب نازل ہوگا مگر عذاب نازل نہ ہوا حالانکہ اس میں کسی شرط کی تصریح نہ تھی۔ پس وہ خدا جس نے ایسا ناطق فیصلہ منسوخ کر دیا کیا اس پر مشکل تھا کہ اس نکاح کو بھی منسوخ یا کسی اور وقت پر ڈال دے۔

غرض بے حیا لوگ ان اعتراضوں کے وقت نہیں سوچتے کہ ایسے اعتراض سب نبیوں پر پڑتے ہیں۔ نمازیں بھی پہلے پچاس نمازیں مقرر ہو کر پھر پانچ رہ گئیں اور توریت پڑھ کر دیکھو صدہا مرتبہ خدا کے قرار دادہ عذاب حضرت موسٰی کی شفاعت سے منسوخ کئے گئے ایسا ہی یونسؑ کی قوم پر آسمان پر جو ہلاکت کا حکم لکھا گیا تھا وہ حکم انکی توبہ سے منسوخ کر دیا گیا اور تمام قوم کو عذاب سے بچا یا گیا۔ اور بجائے اس کے حضرت یونس خود سخت مصیبت میں پڑ گئے کیونکہ ان کو یہ خیال دامنگیر ہوا کہ پیشگوئی قطعی تھی اور خدا کا ارادہ عذاب نازل کرنیکا مصمم تھا افسوس کہ یہ لوگ یونسؑ کے قصہ سے بھی کچھ سبق حاصل نہیں کرتے اس نے نبی ہو کر محض اس خیال سے سخت مصیبتیں اٹھائیں کہ خدا کا قطعی ارادہ جو آسمان پر قائم ہو چکا تھا کیونکر فسخ ہوگیا ہے اور خدا نے توبہ پر ایک لاکھ آدمی کی جان کو بچایا اور یونسؑ کے منشاء کی کچھ بھی پروا نہ کی۔

کیسے نادان وہ لوگ ہیں جن کا یہ مذہب ہے کہ خدا اپنے ارادوں کو بدلا نہیں سکتا۔ اور وعید یعنی عذاب کی پیشگوئی کو ٹال نہیں سکتا۔ مگر ہمارا یہ مذہب ہے کہ وہ ٹال سکتا ہے اور ہمیشہ ٹالتا رہا ہے اور ہمیشہ ٹالتا رہیگا اور ہم ایسے خدا پر ایمان ہی نہیں لاتے کہ جو بلا کو توبہ اور استغفار سے رد نہ کر سکے اور تضرع کرنیوالوں کیلئے اپنے ارادوں کو بدل نہ سکے وہ ہمیشہ بدلتا رہیگا یہانتک کہ پہلی آسمانی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کی صرف پندرہ دن کی عمر رہ گئی تھی خدا نے اسکی تضرع اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۲) جسقدر طاعون کے ذریعہ سے ہماری ترقی تین چار سال میں ہوئی ہے وہ دوسری صورت میں پچاس سال میں بھی غیر ممکن تھی۔ پس مبارک وہ خدا ہے جس نے دنیا میں طاعون کو بھیجا تا اس کے ذریعہ سے ہم بڑھیں اور پھولیں اور ہمارے دشمن نیست و نابود ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ خدا نے طاعون کے وجود سے پہلے بذریعہ الہام مجھے خبر دی کہ دنیا میں طاعون آئیگی اور ہمارے دشمن اس سے نیست و نابود ہوتے جائیں گے۔ مگر ہماری کثرت اس کے ذریعہ سے ہوگی پس اس سے زیادہ اندھا کون شخص ہے جو چند احمدی لوگوں کا طاعون سے فوت ہونا پیش کرتا ہے اور اس سے اب تک تجربہ ہے کہ اب تک کئی لاکھ انسان طاعون نے ہماری جماعت میں داخل کر دیا اور ہر روز داخل کر رہی ہے۔ پس مبارک ہے یہ طاعون جو ہمارے عدد کو بڑھا رہی ہے اور مخالفوں کو گھٹا رہی ہے

گریہ و زاری سے بجائے پندرہ دن کے پندرہ سال کر دیئے یہی ہمارا ذاتی تجربہ ہے ایک خوفناک پیشگوئی ہوتی ہے اور دعا سے ٹل جاتی ہے پس اگر ان لوگوں کا فرضی خدا ان باتوں پر قادر نہیں تو ہم اس کو نہیں مانتے ہم اس خدا کو مانتے ہیں جسکی صفت قرآن شریف میں یہ لکھی ہے کہ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور وعید یعنی عذاب کی پیشگوئی ٹلنے کے بارہ میں تمام نبی متفق ہیں۔ رہی وعدہ کی پیشگوئی جس کی نسبت یہ حکم ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ اس کی نسبت بھی ہمارا یہ ایمان ہے کہ خدا اس وعدہ کا تخلف نہیں کرتا جو اسکے علم کے موافق ہے لیکن اگر انسان اپنی غلطی سے ایک بات کو خدا کا وعدہ سمجھ لے جیسا کہ حضرت نوح نے سمجھ لیا تھا ایسا تخلف وعدہ جائز ہے کیونکہ دراصل وہ خدا کا وعدہ نہیں بلکہ انسانی غلطی نے خواہ نخواہ اُسکو وعدہ قرار دیا ہے اسی کے متعلق سید عبد القادر جیلانی فرماتے ہیں قد یوعد ولا یوفی یعنی کبھی خدا تعالیٰ وعدہ کرتا ہے اور اس کو پورا نہیں کرتا اس قول کے بھی یہی معنی ہیں کہ اس وعدہ کے ساتھ مخفی طور پر کئی شرائط ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ پر واجب نہیں کہ تمام شرائط ظاہر کرے پس اس جگہ ایک کچا آدمی ٹھوکر کھا کر منکر ہو جاتا ہے اور کامل انسان اپنے جہل کا اقرار کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی لڑائی کے وقت باوجودیکہ فتح کا وعدہ تھا بہت رو رو کر دعا کرتے رہے اور جناب الٰہی میں عاجزانہ یہ مناجات کی کہ اَللّٰھُمَّ اِنْ اَھْلَکْتَ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃَ لَنْ تُعْبَدَ فِی الْاَرْضِ اَبَدًا ✣ کیونکہ آپ اس سے ڈرتے تھے کہ شاید اس وعدہ کے اندر کوئی مخفی شرائط ہوں جو پورے نہ ہو سکیں ہر کہ عارف تر است ترساں تر۔

ایسا ہی بابو صاحب کا ایک یہ بھی اعتراض تھا کہ لڑکا پیدا ہونیکی پیشگوئی کی تھی مگر لڑکی پیدا ہوئی۔ مگر وہ جانتے ہیں کہ لڑکی کا وجود عدم کی طرح تھا کیونکہ بعد اس کے وہ مر گئی اور اس کے بعد ایک لڑکا بھی مر گیا۔ پھر بعد اسکے خدا نے متواتر چار لڑکے دیئے جو اس کے فضل و کرم سے اب تک زندہ ہیں۔ پس خدا کے علم میں مرنیوالے کی طرف وہ پیشگوئی منسوب نہیں ہو سکتی اور خدا کے نزدیک وہ کالعدم ہے اور خدا کی پیشگوئی ایک جینے والے لڑکے کے

* یہ عادت اللہ قدیم سے جاری ہے کہ اسکی پیشگوئیوں میں کوئی حصہ متشابہات کا ہوتا ہے اور کوئی بینات کا اور کبھی بعض پیشگوئیاں صرف متشابہات کے رنگ میں ہوتی ہیں اور ایک جاہل آدمی صرف متشابہات پر نظر رکھ کر پیشگوئی کی تکذیب کرتا ہے حالانکہ اگر کوئی پیشگوئی جو متشابہات میں سے ہے ملہم کے خیال کے مطابق ظہور میں نہ آوے تو یہ نہیں کہنا چاہیئے کہ وہ جھوٹی نکلی بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ ملہم کے اپنے خیال میں غلطی ہوئی جیسا کہ حدیث ذھب وھلی اس پر شاہد حال ہے ہاں برگزیدوں کی پیشگوئیوں میں متشابہات کم ہوتے ہیں اور بینات زیادہ۔ مگر ہوتے ضرور ہیں تا خدا اتقیٰ کے مطالع اور فاسق کا امتحان کرے اور خدا کے برگزیدہ کثرت بینات سے پہچانے جاتے ہیں یہ نہیں کہ انکی پیشگوئیاں متشابہات سے بالکل پاک ہوتی ہیں۔ منہ

✣ یعنی اے میرے خدا اگر تو نے اس گروہ کو ہلاک کر دیا تو پھر زمین پر کوئی تیری پرستش نہیں کرے گا۔

متعلق تھی۔ خدا کا ایسا کوئی الہام نہیں کہ وہ عمر پانیوالا لڑکا پہلے حمل سے ہی پیدا ہوگا اور اگر کوئی اجتہادی خیال ہو تو اس پر اعتراض کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو نبی کے اپنے اجتہاد کو واجب الوقوع سمجھتے ہیں تعجب کہ یہ لوگ کیسے اپنے افترا سے ایک اعتراض بنا لیتے ہیں سچ بات تو یہ ہے کہ جب انسان جھوٹ بولنا روا رکھ لیتا ہے تو حیا اور خدا کا خوف بھی کم ہو جاتا ہے ناظرین یاد رکھیں کہ میری طرف سے کبھی کوئی ایسی پیشگوئی شائع نہیں ہوئی جس کے الہامی الفاظ میں یہ تصریح کیگئی ہو کہ اسی حمل سے لڑکا پیدا ہوگا۔ رہا اجتہاد تو میں اس بات کا خود قائل ہوں کہ دنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں آیا جس نے کبھی اجتہاد میں غلطی نہیں کی جب وہ نبی جو تمام انبیاء سے افضل تھا اجتہادی غلطی سے بچ نہ سکا۔ چنانچہ حدیبیہ کا سفر اجتہادی غلطی تھی۔ یمامہ کو ہجرت گاہ قرار دینا اجتہادی غلطی تھی تو پھر دوسروں پر کیا اعتراض ایک نبی اپنے اجتہاد میں غلطی کر سکتا ہے مگر خدا کی وحی میں غلطی نہیں ہوتی۔ ہاں اسکے سمجھنے میں اگر احکام شریعت کے متعلق نہ ہو کسی نبی سے غلطی ہو سکتی ہے جیسا کہ ملاکی نبی اس راز کو سمجھ نہ سکا کہ الیاس نبی کا دوبارہ آسمان سے نازل ہونا حقیقت پر محمول نہیں بلکہ استعارہ کے رنگ میں ہے اور اسرائیلی کوئی نبی توریت کی پیشگوئی سے یہ نہ سمجھ سکا کہ آخری نبی بنی اسمٰعیل میں سے ہے۔ ایسا ہی حضرت عیسےٰ نے بھی اجتہادی غلطی سے اپنے تئیں بادشاہ بنتا یقین کر لیا اور کپڑے بیچکر ہتھیار بھی خریدے گئے یہودا اسکریوطی کو بہشت کا ایک تخت بھی دیا گیا۔ پھر اسی زمانہ میں آسمان سے واپس آنیکا بھی پختہ وعدہ دیا آخر وہ سب پیشگوئیاں غلط نکلیں پس جس امر میں تمام انبیا شریک ہیں اور ایک بھی اُن میں سے باہر نہیں اس کو اعتراض کی صورت میں پیش کرنا کسی متقی کا کام نہیں ہے۔

خدا تعالےٰ نے یہ اجتہادی غلطی انبیاء کے لئے اس واسطے مقرر کر رکھی ہے تا وہ معبود نہ ٹھیرائے جائیں مگر اس سے ان کی اتمام حجت میں کچھ فرق نہیں آتا۔ کیونکہ معجزات کثیرہ سے انکی حقیقت ثابت ہوتی ہے خدا کے سچے نبی مسیلمہ کذاب یا دیگر جھوٹے مدعیان سے صرف اجتہادی

غلطی سے جو ان کی کسی پیشگوئی میں ہو مشابہ نہیں ہو سکتے کیونکہ ان میں سچائی کے انوار اور برکات برکات اور معجزات اور الٰہی تائیدات اسقدر ہوتی ہیں جو انکی سچائی کی تیز دھار مخالف کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے۔ اور انکے ہزارہا نشان ایک پر زور دریا کی طرح موجزن ہوتے ہیں۔

ہاں اگر یہ اعتراض ہو کہ اس جگہ وہ معجزات کہاں ہیں تو مَیں صرف یہی جواب نہیں دونگا کہ مَیں معجزات دکھلا سکتا ہوں بلکہ خدا تعالےٰ کے فضل اور کرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کیلئے اس قدر معجزات دکھلائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہوں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثناء ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے۔ اور خدا نے اپنی حجت پوری کر دی ہے اب چاہے کوئی قبول کرے یا نہ کرے۔

یہ تو وہ اعتراض مخالف لوگوں کے ہیں جن کو بابو الٰہی بخش صاحب نے بار بار اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں لکھ کر اپنی دانست میں بڑا ثواب حاصل کر لیا ہے جس کی حقیقت مرنے کے بعد ان پر کھل گئی ہوگی۔

لیکن عام فائدہ کیلئے مَیں اس جگہ بیان کرتا ہوں کہ ان مخالفوں کے اعتراض میرے نشانوں کے بارے میں تین قسم سے باہر نہیں ہیں۔

(۱) اول محض افترا اور تہمتیں ہیں جو خدا تعالےٰ کے قہر سے بے خوف ہو کر میرے پر کی ہیں اور نہایت درجہ کی شرارت اور بیباکی سے شہرت دیدی ہے کہ فلاں پیشگوئی جو فلاں شخص کی نسبت تھی پوری نہیں ہوئی۔ حالانکہ جس پیشگوئی کو اس کی طرف منسوب کرتے ہیں ہرگز اس کی نسبت وہ پیشگوئی نہیں کی گئی تھی جیسا کہ پیشگوئی کلب یموت علٰے کلب جو مولوی محمد حسین صاحب کی طرف خود بخود منسوب کر دیتے ہیں۔ پس اس کا جواب بجز اس کے کیا کہیں کہ لعنۃ اللہ علے الکاذبین۔

(۲) دوسرے یہ کہ کسی شخص کی نسبت واقعی طور پر ایک پیشگوئی تو ہے مگر وہ پیشگوئی وعید اور عذاب کے رنگ میں تھی اور اپنی شرط کے موافق پوری ہوگئی یا کسی وقت اُس کا ظہور ہو جائے گا۔

(۳) تیسرے یہ کہ محض ایک اجتہادی امر ہے اور اس کو خدا کا کلام قرار دیکر پھر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ پیشگوئی تھی جو پوری نہیں ہوئی جبکہ یہ حال ہے تو ظاہر ہے کہ کوئی نبی اُنکی زبان سے بچ نہیں سکتا۔

مَیں بار بار کہتا ہوں کہ اگر یہ تمام مخالف مشرق اور مغرب کے جمع ہو جاویں تو میرے پر کوئی ایسا اعتراض نہیں کرسکتے کہ جس اعتراض میں گذشتہ نبیوں میں سے کوئی نبی شریک نہ ہو اپنی چالاکیوں کی وجہ سے ہمیشہ رسوا ہوتے ہیں اور پھر باز نہیں آتے۔ اور خدا تعالےٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوحؑ کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے مگر مَیں ان لوگوں کو کس سے مثال دوں وہ اُس خیرہ طبع انسان کی طرح ہیں جو روز روشن کو دیکھ کر پھر بھی اس بات پر ضد کرتا ہے کہ رات ہے دن نہیں۔ خدا تعالےٰ نے ان کو پیش از وقت طاعون کی خبر دی اور فرمایا کہ الامراض تشاع والنفوس تضاع مگر اُنہوں نے اس نشان کی کچھ بھی پروا نہ کی۔ پھر خدا نے غیر معمولی زلزلہ کی خبر دی جو اس ملک میں ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کو آنیوالا تھا اور وہ آیا اور صدہا آدمیوں کو ہلاک کر گیا۔ مگر ان لوگوں نے اس کی بھی کچھ پروا نہ کی۔ پھر خدا نے فرمایا کہ بہار میں ایک اور زلزلہ آئے گا۔ سو وہ بھی آیا مگر ان لوگوں نے اس کو بھی نظر انداز کیا۔ پھر خدا نے ایک آتشی شعلہ کی خبر دی تھی جو ۳۱۔ مارچ ۱۹۰۷ء کو ظاہر ہوا اور قریباً ہزار میل تک عجیب شکل میں مشاہدہ کیا گیا لیکن ان لوگوں نے اس سے بھی کچھ سبق حاصل نہ کیا۔ پھر خدا نے یہ پیشگوئی کی کہ بہار کے موسم میں سخت بارشیں ہونگی سخت برف اور اولے پڑیں گے اور سخت درجہ کی سردی ہوگی مگر ان لوگوں نے اس عظیم الشان نشان کی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ پھر خدا نے اسی مارچ ۱۹۰۷ء میں ایک اَور زلزلہ کی خبر دی جو

پشاور کے بعض حصوں میں اور ڈیرہ اسماعیل خاں میں بڑے زور سے آیا مگر اس کو بھی کالعدم قرار دیا۔ ایسا ہی خدا نے دوسرے ملکوں کے بارہ میں بھی بڑے زلزلوں کی خبر دی اور وہ سب پیشگوئیاں ظہور میں آگئیں مگر ان لوگوں نے ان سے بھی نیکی کا سبق حاصل نہ کیا۔ اب ان لوگوں کا مقابلہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے اگر یہ تمام نشان درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور ایک مامور بندے کی تائید میں ہیں تو وہ بس نہیں کریگا جب تک انکے قبول کرنے کیلئے گردنیں نہ جھکا دے اور اگر خدا تعالیٰ سے نہیں ہیں تو یہ لوگ فتحیاب ہو جائیں گے۔

پھر صفحہ ۸۰ میں بابو الٰہی بخش صاحب اپنا یہ الہام پیش کرتے ہیں لا تستوی بآیات اللّٰہ اور اُسی جگہ پر اپنی طرف سے اس کے یہ معنی کرتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ جو آیات (نشان) خدائے عزّوجلّ نے خاکسار کے لئے مقدر فرمائے ہیں اُن کی برابری مرزا صاحب کی جماعت کو نصیب نہیں۔ اب ہر ایک منصف سمجھ سکتا ہے کہ اس طرف تو ابتک صدہا نشان ظہور میں آچکے ہیں مگر بابو صاحب کے فرضی نشانوں کا کچھ پتہ نہیں۔ شاید آپ کے نزدیک آپکا طاعون سے فوت ہونا ہی ایک نشان ہو۔

پھر صفحہ ۸۳ عصائے موسیٰ میں آپ لکھتے ہیں کہ جب مرزا صاحب کی طرف سے عاجز کو اظہار علامات کا سخت تقاضا ہوا تو الہام ہوا۔ یریدون ان لیطفؤا نور اللّٰہ بافواھھم واللّٰہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون۔ جو اور کا چاہے برا اس کا ہو جائیگا۔ یعنی یہ لوگ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنی منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں مگر خدا تو اسکو نہیں چھوڑیگا جب تک اس کو پورا نہ کرلے۔ جو اور کا چاہے بُرا اُوسکا بُرا ہو جائیگا۔

اب کوئی بتلا سکتا ہے کہ میاں الٰہی بخش کے ہاتھ سے کونسا نور پُورا ہوا اور بابو صاحب کا یہ الہام کہ جو اور کا چاہے بُرا اُس کا بُرا ہو جائیگا۔ بڑی صفائی سے پُورا ہو گیا کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ مَیں طاعون سے ہلاک ہو جاؤں اور اسی بنا پر اُنہوں نے الہام بھی شائع کیا تھا سو آخر وہ خود طاعون سے فوت ہو گئے۔ بابو صاحب کے رفیقوں کو اس جگہ کچھ سوچنا چاہیئے کیا یہی

الہام ہیں جن کے پورے ہونے تک بابو صاحب کا زندہ رہنا ضروری تھا۔

پھر بابو صاحب اپنی کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۱۴۳ میں مندرجہ ذیل عبارت لکھتے ہیں۔ غور کریں کہ جس پر وہ رحیم و کریم ایسا فضل و کرم کرے اسکو اگر امام کی مخالفت مضر ہے تو ایسے الہام کیوں ہوں۔ ہاں اگر اُس قادر مطلق احکم الحاکمین غیاث المستغیثین و ہادی المضلین کا اس بے چارہ و بیگناہ عاجز ملہم کو بذریعہ الہام ہی تباہ و ہلاک کرنیکا ارادہ ہے تو انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اقول واضح ہو کہ بابو الٰہی بخش اپنے فضول الہاموں کے ذریعہ سے ہلاک تو ہوگئے لیکن یہ بات غلط ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تھا کہ بذریعہ انہیں کے الہام کے انکو ہلاک کرے خدا تعالیٰ کسی کو ہلاک کرنا نہیں چاہتا مگر لوگ اپنی بیباکی اور شوخی سے آپ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ کیا عقل سلیم اس بات کو قبول کر سکتی ہے کہ ایک خدا کا مامور صدی کے سر پر پیدا ہو اور لوگوں کو راہ راست کی طرف دعوت کرے اور اس سے خدا تعالیٰ مکالمہ مخاطبہ کرے اور ہزارہا نشان اس کی تائید میں ظاہر کرے اور پھر ایک شخص اُسکو قبول نہ کرے اور کہے کہ مجھے تو الہام ہوتا ہے اور اپنے الہام کے منجانب اللہ ہونے کی کوئی برہان واضح پیش نہ کرے لیکن انکار اور سب و شتم سے بھی باز نہ آوے۔ پس ایسا شخص اگر ہلاک ہو جاوے تو اپنی شوخی سے ہلاک ہوگا کیونکہ اُس نے بغیر ثبوت کے روشن ثبوت سے منہ پھیر لیا۔ اور جبکہ بابو صاحب کے پاس خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت اور زبردست شہادت ان کے الہام کے منجانب اللہ ہونے پر موجود نہ تھی تو ایسے مدعی کے مقابلہ پر شوخی کے ساتھ کھڑا ہونا جس کے ملہم ہونے پر خدا کی فعلی شہادت نہ ایک نہ دو بلکہ ہزارہا زبردست شہادتیں ہیں۔ کیا یہ ایمانداری اور تقویٰ کا کام تھا پس اسی چالاکی اور بیباکی کے باعث بابو صاحب طاعون کے ساتھ ہلاک ہوگئے ورنہ خدا کے برگزیدہ طاعون سے ہلاک نہیں ہوا کرتے اور جس حالت میں شیطانی الہام بھی ہوتے ہیں اور حدیث النفس بھی تو پھر کسی قول کو کیونکر خدا کی طرف منسوب

کر سکتے ہیں جب تک کہ اس کے ساتھ خدا کی فعلی شہادت زبردست نہ ہو ایک خدا کا قول ہے، اور ایک خدا کا فعل ہے اور جب تک خدا کے قول پر خدا کا فعل شہادت نہ دے ایسا الہام شیطانی کہلائیگا اور شہادت سے مراد ایسے آسمانی نشان ہیں کہ جو انسانوں کی معمولی حالتوں سے بہت بڑھ کر ہیں۔ ورنہ یہ امر نشان ہی داخل نہیں ہو سکتا کہ کسی کو اتفاقی طور پر کوئی سچی خواب آجائے یا شاذ و نادر کے طور پر کبھی کوئی سچا الہام ہو جائے کیونکہ یہ تو خدا تعالیٰ کی طرف سے تمام مخلوقات کو بطور بیج کے دیا گیا ہے۔ بلکہ نشان سے مراد وہ کثیر التعداد نشان ہیں جو بارش کی طرح برس کر اور بے مثل کے درجہ تک پہنچ کر خدا کے قول پر قطعی اور یقینی گواہی دیدیں کہ وہ خدا کا قول ہے نہ انسان کا کیونکہ چند معمولی خوابوں یا چند معمولی الہاموں پر بھروسہ کر کے جو تمام دنیا کو ہوا کرتے ہیں یہ دعویٰ پیش کر دینا کہ میں خدا کی طرف سے ملہم ہوں اس سے بڑھ کر کوئی حماقت نہیں۔ اور خدا تعالیٰ پر یہ الزام نہیں آسکتا کہ الہام دیکر کیوں اُس نے نامرادی سے ہلاک کیا بلکہ یہ الزام خود اسی نادان پر آتا ہے جس نے حدیث النفس کو الہام سمجھ لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ جب آپ پر فرشتہ جبرائیل ظاہر ہوا تو آپ نے فی الفور یقین نہ کیا کہ یہ خدا کی طرف سے ہے بلکہ حضرت خدیجہ کے پاس ڈرتے ڈرتے آئے اور فرمایا کہ خشیت علٰی نفسی یعنی مجھے اپنے نفس کی نسبت بڑا اندیشہ ہوا ہے کہ کوئی شیطانی مکر نہ ہو۔ لیکن جو لوگ بغیر تزکیۂ نفس کے جلدی سے ولی بننے کی خواہش کرتے ہیں وہ جلدی سے شیطان کے قریب ہی آجاتے ہیں۔ پس سوچنا چاہئے کہ اگر بابو صاحب کے الہامات شیطانی الہام نہیں تو خدا کے زبردست افعال نے انکی کیوں گواہی نہ دی افسوس وہ خود تو مر گئے مگر سخت ذلّت و رسوائی کا ٹیکا اپنے رفیقوں کے منہ پر لگا گئے۔ اور اسی طرح بابو صاحب سے پہلے ہزاروں انسان ایسے الہاموں سے ہلاک ہو چکے ہیں۔ افسوس دنیا کے لوگ سونے کو تو پرکھ لیتے ہیں تا ایسا نہ ہو کہ کھوٹا نکلے مگر اپنے الہاموں کو نہیں پرکھتے کہ آیا خدا کی طرف سے ہیں یا شیطان کی طرف سے۔ پھر خدا تعالیٰ کا کیا قصور ہے۔ جو شخص بغیر شہادت فعل الٰہی کے صرف قول پر نازاں ہوگا یہی ذلّت اسکو بھی ضرور ایک دن

دیکھنی پڑے گی اور نہ صرف نامرادی کی ذلت اور نہ صرف یہ کہ مباہلہ کرکے فریق مخالف کے مقابل پر موت کی ذلت بلکہ طاعون کی ذلت بھی دیکھے گا۔ جس کی نسبت حدیث صحیح میں لکھا ہے کہ الطاعون وخز الجن یعنی طاعون شیطان کی چوبکی ہے۔ پس طاعون سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بابو صاحب تنزل شیاطین کے اثر کے نیچے تھے۔

پھر بابو الٰہی بخش صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳ میں میری اور اپنی باہمی خط و کتابت کو چھاپ دیا ہے۔ اسکو پڑھ کر ہر ایک انسان معلوم کرسکتا ہے کہ میں نے بابو صاحب سے اس بات پر اصرار کیا تھا کہ جو میرے پر انہوں نے الہام کی بنا پر تہمتیں لگائی ہیں کہ یہ شخص کذاب ہے اور مُسرف ہے یعنی جو کچھ دعوے الہام کرتا ہے یہ سب اسکا افترا ہے اور حد سے بڑھ گیا ہے۔ منشی صاحب میرے اس افترا کو جو انہیں اپنے الہام کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہے شائع کردیں تا فیصلہ ہو جاوے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ۔ یعنی اُس سے ظالم تر کون ہے کہ خدا پر افترا کرے یا خدا کے کلام کی تکذیب کرے۔ اسکے جواب میں بابو صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۴ میں ایسے الہامات کے شائع کرنے کا وعدہ دیا ہے۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۷ میں آخری جواب میرا چھپا ہے جسکی یہ عبارت ہے۔ میں صرف خدا تعالیٰ سے عقدہ کشائی چاہوں گا تا وہ لوگ جو مجھے مسرف کذاب کا نام دیتے اور وہ لوگ جو میرا مسیح ہونا تصدیق کرتے ہیں اُن میں اللہ تعالیٰ آپ فیصلہ کرے۔ پھر کتاب کے صفحہ ۹ میں بابو صاحب لکھتے ہیں کہ اب میں عام لوگوں کے فائدہ کیلئے وہ تمام الہامات مع تفہیمات و تشریحات شائع کردوں گا۔ چنانچہ کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۱۹ سے اخیر تک وہ تمام الہامات اپنے بابو صاحب نے شائع کردیئے ہیں اور بعض الہامات کو مخفی بھی رکھا ہے جو میری سزا یابی کے متعلق تھے۔ بہرحال جس قدر کتاب میں شائع ہوگئے ہیں بعض میں اُنہوں نے میرا نام کذاب رکھا ہے اور بعض میں مفتری اور بعض میں دجال اور بعض میں ملعون اور بعض میں خائن اور بعض میں ظالم اور بعض میں کافر اسی طرح اُنکے الہاموں نے مجھے بہت سے نام عطا کئے ہیں مگر خدا نے

صرف ایک نام سے ہی فیصلہ کر دیا یعنی کذّاب جس کے معنی یہ ہیں کہ میں نے گویا خدا تعالیٰ پر حد سے زیادہ جھوٹ بولا اور اپنے افترا کو خدا کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ جو لوگ عصائے موسیٰ کا صفحہ ۱۹ اور صفحہ ۷ پڑھیں گے اُن کو معلوم ہوگا کہ یہ تہمت جو بابو صاحب نے میرے پر لگائی ہے اس کا فیصلہ مَیں نے خدا تعالیٰ سے چاہا ہے اور جھوٹے پر خدا کی لعنت کی ہے۔ پھر ماسوا اسکے خود قرآن شریف میں خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو اس پر افترا کرے وہ سزا سے نہیں بچیگا اور جو شخص خدا کے کلام کی تکذیب کرے وہ بھی سزا سے نہیں بچیگا۔ پس اس تمام تقریر سے ظاہر ہے کہ ۷۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو بابو الٰہی بخش صاحب کا طاعون سے مرنا درحقیقت یہ خدا تعالیٰ کا ایک فیصلہ تھا جو آخر اسکی عدالت سے صادر ہو گیا۔ اب چاہے کوئی قبول کرے یا نہ کرے مگر بموجب حدیث من عادی لی ولیًّا فقد اٰذنتہ للحرب بابو صاحب نے اس لڑائی کا انجام دیکھ لیا ہے اب انکے رفیق کہتے ہیں کہ وہ شہید ہو گئے۔ مگر میری دعا ہے کہ تمام مفسد اور مخالف حق کے ایسے ہی شہید ہو جائیں۔

آمین ثم آمین

باب دوم ان الہامات کے بیان میں جو بابو الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ کے بارے میں خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کئے

بابو الٰہی بخش صاحب نے جب کتاب عصائے موسیٰ تالیف کی تو اس تالیف کا باعث یہی تھا کہ اُنہوں نے مجھے فرعون قرار دیا اور اپنے تئیں موسیٰ ٹھیرایا اور بار بار لکھا کہ مجھے خدا سے الہام ہوتے ہیں کہ یہ شخص کذّاب اور دجّال اور مفتری ہے۔ تب مَیں نے اُن کی کتاب پڑھ کر اپنے رسالہ اربعین نمبر ۴ کے حاشیہ پر مندرجہ ذیل عبارت لکھی جس میں ایک پیشگوئی اور دعا ہے اور وہ یہ ہے:۔

افسوس کہ اُنہوں نے (یعنی بابو الٰہی بخش صاحب نے) آیت وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ کے ویل کے وعید سے کچھ بھی اندیشہ نہیں کیا اور نہ اُنہوں نے آیہ لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ کی کچھ بھی پروا کی وہ بار بار میری نسبت لکھتے ہیں کہ مَیں نے اُنکو تسلّی دیدی

کہ مَیں آپ کے افترا کی وجہ سے کسی انسانی عدالت میں آپ پر نالش نہیں کرونگا۔ سو مَیں کہتا ہوں کہ مَیں صرف انسانی عدالت میں نالش کروں گا بلکہ مَیں خدا کی عدالت میں بھی نالش نہیں کرتا۔ لیکن چونکہ آپ نے محض جھوٹے اور قابل شرم الزام میرے پر لگائے ہیں اور مجھے ناکردہ گناہ دُکھ دیا ہے اس لئے مَیں ہرگز یقین نہیں رکھتا کہ مَیں اس وقت سے پہلے مروں جب تک کہ میرا قادر خدا ان جھوٹے الزاموں سے مجھے بری کرکے آپ کا کاذب ہونا ثابت نہ کرے اَلَا اِنَّ لعنۃ اللّٰہ علے الکاذبین۔ اسی کے متعلّق قطعی اور یقینی طور پر مجھ کو ۱۱۔ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء روز پنجشنبہ کو یہ الہام ہوا۔

برمقام فلک شدہ یارب گر امیدے دہم مدار عجب - بعد ۱۱۔

انشاء اللہ تعالیٰ۔ مگر بہرحال ایک نشان میری بریت کے لئے اس مدّت میں ظاہر ہوگا جو آپ کو سخت شرمندہ کریگا۔ خدا کی کلام پر ہنسی نہ کرو۔ پہاڑ ٹل جاتے ہیں دریا خشک ہو سکتے ہیں موسم بدل جاتے ہیں مگر خدا کا کلام نہیں بدلتا جبتک پورا نہ ہولے۔

اسی طرح میری کتاب اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۹ میں بابو الٰہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہے یریدون ان یروا طمثك واللّٰہ یرید ان یریك انعامہ۔ الانعامات المتواترہ۔ انت منی بمنزلۃ اولادی۔ واللّٰہ ولیك وربك فقلنا یا نار کونی بردًا۔ یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالےٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائیگا جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔ یعنی حیض ایک ناپاک چیز ہے مگر بچہ کا جسم اسی سے تیار ہوتا ہے۔ اسی طرح جب انسان خدا کا ہو جاتا ہے تو جسقدر فطرتی ناپاکی اور گند ہوتا ہے جو انسان کی فطرت کو لگا ہوا ہوتا ہے اسی سے ایک روحانی جسم تیار ہوتا ہے یہی طمث انسانی ترقیات کا نتیجہ ہے۔ اسی بناء پر صوفیہ کا قول ہے کہ اگر گناہ نہ ہوتا تو انسان کوئی ترقی نہ کرسکتا۔ آدم کی ترقیات کا بھی یہی موجب ہوا اسی وجہ سے ہر ایک نبی مخفی کمزوریوں پر نظر کرکے استغفار

میں مشغول رہا ہے اور وہی خوف ترقیات کا موجب ہوتا رہا ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ - پس ہر ایک ابن آدم اپنے اندر ایک حیض کی ناپاکی رکھتا ہے مگر وہ جو سچے دل سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے وہی حیض اُس کا ایک پاک لڑکے کا جسم طیار کر دیتا ہے اسی بنا پر خدا میں فانی ہونیوالے اطفال اللہ کہلاتے ہیں - لیکن یہ نہیں کہ وہ خدا کے درحقیقت بیٹے ہیں کیونکہ یہ تو کلمۂ کفر ہے اور خدا بیٹوں سے پاک ہے - بلکہ اس لئے استعارہ کے رنگ میں وہ خدا کے بیٹے کہلاتے ہیں کہ وہ بچہ کی طرح دلی جوش سے خدا کو یاد کرتے رہتے ہیں اسی مرتبہ کی طرف قرآن شریف میں اشارہ کرکے فرمایا گیا ہے فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا یعنی خدا کو ایسی محبت اور دلی جوش سے یاد کرو جیسا کہ بچہ اپنے باپ کو یاد کرتا ہے - اسی بنا پر ہر ایک قوم کی کتابوں میں اَبْ یا پتا کے نام سے خدا کو پکارا گیا ہے - اور خدا تعالیٰ کو استعارہ کے رنگ میں ماں سے بھی ایک مشابہت ہے اور وہ یہ کہ جیسے ماں اپنے پیٹ میں اپنے بچہ کی پرورش کرتی ہے ایسا ہی خدا تعالیٰ کے پیارے بندے خدا کی محبت کی گود میں پرورش پاتے ہیں اور ایک گندی فطرت سے ایک پاک جسم انہیں ملتا ہے سو اولیاء کو جو صوفی اطفال حق کہتے ہیں یہ صرف ایک استعارہ ہے ورنہ خدا اطفال سے اور لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ہے -

اور یہ جو مذکورہ بالا الہامات میں فقرہ ہے نَقُلْنَا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا اس فقرہ سے یہ مراد ہے کہ جو کچھ بابو الٰہی بخش نے اپنی کتاب سے لوگوں میں فتنہ کی آگ بھڑکا دی ہے ہم اس آگ کو ٹھنڈی کر دینگے سو بابو الٰہی بخش کی موت نے ان تمام پیشگوئیوں کو پوری کر دیا - الحمد للہ علیٰ ذٰلک -

دوسری پیشگوئی بابو الٰہی بخش صاحب کی موت کے بارے میں وہ ہے جو ۱۵ - مارچ ۱۹۰۷ء میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو کر بدر اور الحکم میں شائع ہو چکی ہے اور وہ یہ ہے - ایک موسیٰ ہے میں اُسکو ظاہر کرونگا اور لوگوں کے سامنے اسکو عزت دونگا

پر جس نے میرا گناہ کیا ہے مَیں اُسکو گھسیٹوں گا اور اس کو دوزخ دکھلاؤں گا۔ میرے نشان روشن ہو جائیں گے۔ میرا دشمن ہلاک ہو گیا یعنی ہلاک ہو جائے گا۔ ہُن اُس دا ایکھا خدا نال جا پیا ہے۔

خدا نے اس جگہ میرا نام موسیٰ رکھا جیسا کہ آج سے چھبیس برس پہلے براہین احمدیہ کے کئی مقامات میں میرا نام موسیٰ رکھا گیا۔ خلاصہ الہام یہ ہے کہ اس زمانہ میں موسےٰ ایک ہی ہے دو نہیں ہیں اور وہ جو دوسرا موسیٰ ہونیکا دعوےٰ کرتا ہے وہ کاذب ہے اور پھر فرمایا کہ وہ جو میری طرف سے موسیٰ ہے وقت آ گیا ہے کہ مَیں اُس کو ظاہر کروں اور لوگوں میں اس کو عزت دوں پر جس نے میرا گناہ کیا ہے یعنی محض دروغگوئی کے طور پر موسیٰ بنا ہے مَیں اس کو گھسیٹوں گا یعنی ذلت دکھلاؤں گا اور ذلت کی موت دونگا اور اس کو دوزخ دکھلاؤں گا یعنی وہ طاعون میں مبتلا ہو کر مرے گا۔

یہ پیشگوئی پوری تصریح کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے تھی کیونکہ اس زمانہ میں میرے مقابل پر موسیٰ ہونیکا دعویٰ کرنیوالا صرف بابو الٰہی بخش تھا جس کو خدا نے طاعون سے ہلاک کیا اور انکی بیماری اور موت سے پہلے عام طور پر اخبار بدر اور الحکم کے ذریعہ ہزاروں انسانوں میں یہ الہام الٰہی شائع کیا گیا۔ آخر ایسا ہی ظہور میں آیا۔ یاد رہے کہ میرے تمام الہامات میں جہنم سے مراد طاعون ہے۔ پس یہ عظیم الشان پیشگوئی تھی جس میں پیش از وقت بتلایا گیا تھا کہ بابو الٰہی بخش صاحب طاعون سے فوت ہوں گے نمونہ کے طور پر ذکر کرتا ہوں کہ جہنم سے مراد میرے الہامات میں طاعون ہے جیسا کہ ایک مدت گزری کہ ایک الہام مجھے ہو چکا ہے اور وہ مع تشریح بدر اور الحکم میں شائع ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے:۔

یاتی علی جھنم زمان لیس فیھا احد اسکی تشریح یہ کی گئی ہے کہ ایک زمانہ طاعون پر ایسا آئے گا کہ اس ملک میں بھی نہ ہو گا کہ اسمیں داخل ہو یعنی عام طور پر خدا لوگوں کو اس بلا سے نجات دیدیگا۔ اور پھر ایک اور الہام ہے جس میں آگ سے مراد طاعون

ہے اور وہ بھی مدّت ہوئی کہ شائع ہو چکا ہے اور وہ یہ ہے آگ سے ہمیں مت ڈراؤ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے یعنی جو لوگ مجھ سے سچی اور کامل محبت رکھتے ہیں وہ بھی طاعون سے محفوظ رہیں گے چہ جائیکہ مَیں۔

بالآخر ایک منصف انسان کے لئے بابو الٰہی بخش صاحب کے معاملہ میں دو باتیں بہت توجہ کے لائق ہیں۔

اوّل یہ امر غور کرنے کے لائق ہے کہ جب بابو الٰہی بخش صاحب مجھ سے برگشتہ ہو کر میرے برخلاف اور میری تکذیب میں اپنے دوستوں کو اپنے الہام سنانے لگے تو اسوقت میری طرف سے اس امر کے فیصلہ کیلئے کیا درخواست ہوئی تھی۔ سو وہ درخواست بابو صاحب کی کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۵ و ۶ میں درج ہے جس کو پڑھ کر ناظرین معلوم کر سکتے ہیں کہ وہ درخواست درحقیقت مباہلہ کے رنگ میں تھی یا یوں کہو کہ وہ صدق دل سے حضرت جلشانہ کے فیصلہ کیلئے ایک دعا تھی جس کی وہ عبارت جو مطلب سے متعلق ہے ذیل میں لکھی جاتی ہے اور وہ یہ ہے:۔

چونکہ مجھے آسمانی فیصلہ مطلوب ہے یعنی یہ مدعا ہے کہ تا لوگ ایسے شخص کو شناخت کر کے جس کا وجود حقیقت میں اُن کیلئے مفید ہے راہ راست پر مستقیم ہو جائیں اور تا لوگ ایسے شخص کو شناخت کر لیں جو درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے امام ہے اور ابھی تک یہ کس کو معلوم ہے کہ وہ کون ہے صرف خدا کو معلوم ہے یا ان کو جن کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بصیرت دی گئی ہے اس لئے یہ انتظام کیا گیا ہے (یعنی یہ کہ بابو صاحب اپنے وہ تمام الہامات جو میری تکذیب کے متعلق ہیں شائع کر دیں) پس اگر منشی صاحب کے الہامات درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں تو وہ الہام جو میری نسبت انکو ہوئے ہیں اپنی سچائی کا کوئی کرشمہ ظاہر کریں گے (یعنی ضرور ان کے بعد میرے پر کوئی تباہی اور ہلاکت آئیگی) اور اس طرح پر یہ خلقت جو رحمت الرحم ہے مسرف کذاب سے نجات پا جائیگی۔ (یعنی جبکہ بابو صاحب مجھ کو کذاب خیال کرتے ہیں کہ

گویا میں نے دعویٰ مسیح موعود کرکے خدا پر افترا کیا ہے تو میں ہلاک ہو جاؤں گا) اور اگر خدا تعالیٰ کے علم میں کوئی ایسا امر ہے جو اس بدظنی کے برخلاف ہے تو وہ امر روشن ہو جائیگا۔ (یعنی اگر خدا تعالیٰ کے علم میں درحقیقت میں مسیح موعود ہوں تو خدا تعالیٰ میرے لئے گواہی دیگا) اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ نعوذ باللہ میری طرف سے نہ کوئی آپ پر نالش ہوگی اور نہ کوئی کسی قسم کا بے جا حملہ آپ کی وجاہت و شان پر ہوگا۔ صرف خدا تعالیٰ سے عقدہ کشائی چاہوں گا۔ (یعنی یہ چاہوں گا کہ اگر میں مفتری نہیں ہوں اور میرے پر یہ جھوٹا اور ظالمانہ حملہ ہے تو میری بریت بابو صاحب کی تکذیب کیلئے خدا آپ کچھ امر نازل کرے کیونکہ بریت کی خواہش کرنا سنت انبیاء ہے جیسا کہ حضرت یوسف نے خواہش کی" اور صادق کو بری کر دینا خدا کی قدیم سنت ہے*

یہ وہ میرا خط ہے جو بابو صاحب کی کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۵۔ اور ۶ و ۷ میں درج ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اس خط میں بھی میں نے خدا تعالیٰ سے فیصلہ چاہا تھا پھر بعد اس کے جو فیصلہ خدا تعالیٰ نے کیا وہ ظاہر ہے کہ ایک طرف خدا تعالیٰ نے ہر ایک پہلو سے مجھے ترقی دی اور دوسری طرف بابو الٰہی بخش صاحب کو عین ناکامی کی حالت میں دنیا سے اُٹھا لیا اور وہ صدہا حسرتوں کے ساتھ بمرض طاعون گذر گئے۔ کیا اُن کا دل چاہتا تھا کہ وہ طاعون سے مر جائیں اور پھر میری زندگی میں مگر خدا نے ایسا کیا۔

دوسرا امر منصفین کیلئے غور کے لائق یہ ہے کہ بابو الٰہی بخش صاحب نے میرے مقابل پر جو ذخیرہ ایک برس کے الہامات کا ان کے پاس تھا سب اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں شائع کر دیا جن کا خلاصہ یہی ہے کہ گویا میں نامراد اور ناکام رہکر انجام کار بابو صاحب کی زندگی میں ہی طاعون کے ساتھ ہلاک ہو جاؤں گا اور بڑی بڑی تباہیاں میرے پر آئیں گی اور ملاعنہ اور مباہلہ کا بد اثر میرے پر پڑ کر مجھ کو ہلاک کر دیگا۔ برخلاف اس کے بابو صاحب کی بڑی بڑی ترقی ہوگی اور خدا تعالیٰ ان کو ایک لمبی عمر عطا کرے گا اور وہ تمام تباہیاں میری بچشم خود دیکھیں گے اور املاک اور باغ انکو دیئے جائیں گے اور ایک دنیا ان کی طرف رجوع کرے گی۔ یہ الہامات قریباً ایک برس کے ہیں جو میری مخالفت میں بابو صاحب نے شائع کئے لیکن بعد

* آج سے چھبیس ۲۶ برس پہلے میری کتاب براہین احمدیہ میں یہ الہام ہو چکا ہے میری نسبت خدا تعالیٰ اشارہ کرکے فرماتا ہے کہ جیسے پہلے موسیٰ پر جھوٹے الزام لگائے گئے تھے اس موسیٰ پر بھی یعنی اس عاجز پر بھی جھوٹے الزام لگائے جاویں گے مگر خدا اس کو بری کریگا۔ الہام کی عبارت یہ ہے۔ فبرّاہ اللہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیہا۔ کیا بابو صاحب کی وفات سے یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ منہ

اس کے جو بابو صاحب کی موت تک تخمیناً چھ برس کے الہامات تھے وہ کسی مصلحت سے مخفی رکھے گئے ہیں ورنہ ظاہر ہے کہ جس شخص کے ایک برس کے الہامات اسقدر ہیں چھ برس کے کسقدر ہونگے۔ مگر اب ان الہامات کے شائع ہونے کی نسبت بالکل نومیدی ہے کیونکہ جیسا کہ مَیں ہمیشہ سُنتا رہا وہ سب میری نامرادی اور مورد عذاب ہونیکے متعلق تھے۔ اب جبکہ خداتعالیٰ نے فیصلہ کر دیا تو اُن کے دوست لیسے الہامات کو کیوں شائع کرنے لگے یقیناً وہ فی الفور بلا توقف آگ میں رکھ کر جلا دیئے ہوں گے۔ اور اگر وہ نہیں جلائے گئے تو منشی عبدالحق صاحب جو اُن کے اول رفیق تھے قسم کھا کر بیان کریں کہ کیا کتاب عصائے موسیٰ کی تالیف کے بعد سلسلہ الہامات کا قطعاً بند ہو گیا تھا۔ یہاں تک کہ چھ برس تک ایک الہام بھی نہ ہُوا۔ کاش اگر وہ باقی ماندہ الہامات شائع کئے جاتے تو اور بھی حقیقت کھل جاتی جن لوگوں کو محض نفسانی خیال سے میرے ساتھ ضد آپڑی ہے وہ ایسی راہ ہرگز اختیار نہ کرینگے جس سے سچائی ظاہر ہوجائے۔ مگر خدا نہیں چھوڑیگا جبتک سچائی ظاہر نہ کرے۔ اگر مَیں کاذب اور مفتری ہوں تو میرا بھی ایسا ہی خاتمہ ہوگا جیسا کہ بابو الٰہی بخش کا خاتمہ ہُوا لیکن خدائے عزّ و جلّ میرے ساتھ ہے تو ایسی حالت میں مجھے ہلاک نہیں کریگا کہ میرے آگے بھی لعنت ہو اور پیچھے بھی کیونکہ صادقوں کے ساتھ قدیم سے اسکی یہی سنت ہے کہ وہ انکو ضائع نہیں کرتا اگرچہ لوگ صادق کے درمیانی زمانہ میں اپنی ناسمجھی سے اُس پر اعتراض کریں اور اسکی نسبت کئی نکتہ چینیاں کریں مگر آخر کار صادق کا بری ہونا خداتعالیٰ ظاہر کر دیتا ہے۔ اس اندھی دنیا نے کس نبی کو اپنی نکتہ چینی سے مستثنٰی رکھا۔ یہودی اب تک کہتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ کی ایک پیشگوئی بھی پُوری نہیں ہوئی۔ بادشاہی کا دعوےٰ کیا مگر بادشاہی نصیب نہ ہوئی۔ یہودا اسکریوطی کو بہشت کا تخت دیا آخر وہ وعدہ بھی صحیح نہ نکلا۔ اس زمانہ میں ہی واپس آنا بتلایا تھا وہ بات بھی غلط ثابت ہوئی یہ ہیں اعتراض یہودیوں اور ملحدوں کے جو حضرت عیسےٰ کی پیشگوئیوں پر کرتے ہیں اور عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہیں پس ضرور تھا کہ مجھ پر بھی کئے جاتے لیکن خدا نے میرے ہزارہا نشانوں سے

میری وہ تائید کی ہے کہ بہت ہی کم نبی گذرے ہیں جن کی یہ تائید کی گئی۔ لیکن پھر بھی جن کے دلوں پر مُہریں ہیں وہ خدا کے نشانوں سے کچھ بھی فائدہ نہیں اُٹھاتے۔*

بابو الٰہی بخش کے دوستوں کے لئے یہ روشن نشان تھا کہ بابو صاحب تو اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں میری نسبت بار بار یہی الہام ظاہر کر گئے کہ مَیں اُن کی زندگی میں ہی طاعون کے عذاب کے ساتھ مروں گا اور تباہی اور ادبار میرے شامل حال ہو جائیگا۔ مگر برخلاف ان کے الہاموں کے خدا نے میرے ساتھ معاملہ کیا اور اپنی پیشگوئیوں سے اُس نے مجھے تسلی دی کہ وہ مجھے غالب کرے گا اور میری صداقت ظاہر کردے گا۔ یہ عجیب بات ہے کہ جب بابو الٰہی بخش صاحب اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں اپنے الہامات کے ذریعہ سے میری نسبت سخت سے سخت الفاظ کے ساتھ شائع کرچکے کہ یہ شخص مردود درگاہ الٰہی ہے اور خدا کہتا ہے کہ مَیں اس کو طاعون سے ہلاک کروں گا اور وہ تباہ اور ذلیل اور ناکام ہو کر مرے گا تب خدا نے جو اپنے بندوں کے لئے غیرت مند ہے چھ برس تک برابر اُن کے الہامات کے مخالف میرے پر اپنی تسلی بخش الہام ظاہر فرمائے اور نہ صرف اسقدر بلکہ ساتھ ساتھ زبردست نشان دکھلاتا رہا اور خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت کی پیشگوئیاں درحقیقت دو حصوں پر مشتمل ہیں۔ ایک تو وہ پیشگوئیاں ہیں جو میری کتاب براہین احمدیہ میں درج ہیں۔ اور کچھ بعد اس کے میری دوسری کتابوں میں درج ہو کر شائع ہوئیں۔ اور یہ پیش گوئیاں بابو صاحب کی کتاب عصائے موسیٰ کے وجود سے سالہا سال پہلے کی ہیں۔ اور دوسرا حصہ پیشگوئیوں کا وہ ہے جو کتاب عصائے موسیٰ کے بعد بابو صاحب کی مدت تک شائع ہوتی رہیں۔ اور بابو صاحب تو عصائے موسیٰ کو تصنیف کر کے پھر اپنے الہامات کے شائع کرنے سے چُپ ہو گئے مگر ان چھ برسوں میں جو عصائے موسیٰ کے بعد آج تک گذرے صدہا پیش گوئیاں خدا تعالیٰ سے مجھ کو ملیں جو رسالہ ریویو آف ریلیجنز اور اخبار بدر اور اخبار الحکم قادیان میں شائع ہوتی گئیں۔ ایسا ہی میرے رسالوں میں جو وقتاً فوقتاً عصائے موسیٰ کے بعد تالیف ہوئے

* خدا تعالیٰ نے ہزارہا زبردست نشان دکھلا کر دشمن کے منہ پر طمانچے مارے ہیں مگر عجیب بے حیا منہ ہیں کہ اسقدر طمانچے کھا کر پھر سامنے آتے ہیں اگر ایک لاکھ نشان دیکھیں تو اس سے بھی فائدہ نہیں اُٹھاتے اور اگر ایک بات سمجھ نہ آئے تو شور مچا دیتے ہیں۔ اور ان کے دل ہر ایک نبی سے برگشتہ ہیں کیونکہ کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جو انکے فہم کے مطابق ہو۔

اور ایسا ہی میری کتاب حقیقۃ الوحی میں بھی درج ہو ئیں۔ غرض یہ چھ برس بھی جو عبدالحکیم خان کے مضمون کی تصنیف سے بابو صاحب کی موت تک ہوتے ہیں خالی نہیں گئے اور بارش کی طرح الہام الٰہی برستا رہا۔ ان الہامات الٰہی کا خلاصہ یہی ہے کہ خدا تعالےٰ مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ میں تجھے اپنے انعامات سے مالامال کروں گا اور بہت سے تیرے دشمن تیرے روبرو ہلاک کئے جاویں گے اور ان کے گھر ویران کر دیئے جائیں گے۔ اور وہ حسرت اور نامرادی سے مرینگے اور جو تیری اہانت کے درپے ہے میں اُس کو ذلیل کروں گا کیونکہ میں نے یہی لکھ چھوڑا ہے کہ انجام کار میرے رسول غالب ہو جاتے ہیں اور میں تیرے گھر کے تمام لوگوں کو طاعون اور زلزلے کے صدمہ سے بچاؤں گا+ اور تو دیکھے گا کہ میں مجرموں کے ساتھ کیا کرتا ہوں۔ میں وہ قضاء و قدر نازل کروں گا جس سے تو راضی ہو جائے گا اور آخر کار تجھے ہی فتح نصیب ہوگی اور میں بڑے بڑے حملوں کے ساتھ تیری سچائی ظاہر کروں گا۔ میں تیرے دشمنوں کے ساتھ آپ لڑوں گا۔ میں تیرے ساتھ کھڑا ہو جاؤں گا۔ اور اس کو ملامت کروں گا جو تجھے ملامت کرتا ہے۔ یہ لوگ تو چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو بجھا دیں مگر خدا اپنے گروہ کو غالب کرے گا۔ تو کچھ بھی خوف نہ کر میں تجھے غلبہ دونگا ہم آسمان سے کئی بھید نازل کریں گے اور تیرے مخالفوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر کو ہم وہ باتیں دکھلائیں گے جن سے وہ ڈرتے تھے۔ پس تو غم نہ کر خدا ان کی تاک میں ہے۔ خدا تجھے نہیں چھوڑے گا اور نہ تجھ سے علیحدہ ہوگا جب تک کہ وہ پاک اور پلید میں فرق کر کے نہ دکھلائے۔ کوئی نبی دنیا میں ایسا نہیں بھیجا گیا جس کے دشمنوں کو خدا نے رسوا نہ کیا۔ ہم تجھے دشمنوں کے شر سے نجات دیں گے۔ ہم تجھے غالب کریں گے۔ اور میں عجیب طور پر دنیا میں تیری بزرگی ظاہر کروں گا میں تجھے راحت دوں گا اور تیری بیخکنی نہیں کرونگا اور تجھ سے ایک بڑی قوم بناؤں گا اور تیرے لئے میں بڑے بڑے نشان دکھاؤں گا اور ان عمارتوں کو ڈھادوں گا جو مخالفوں نے بنائیں یعنی اُن کے منصوبوں کو پامال کر دوں گا۔ تو وہ بزرگ مسیح ہے جس کے وقت کو ضائع

+ اس الہام کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ گھر کی چار دیوار کے اندر ہیں اور طاعون کے وقت اس گھر میں رہتے ہیں خواہ عیال اطفال ہیں خواہ خادم ہیں سب کو طاعون سے بچایا جاویگا + منہ

نہیں کیا جائیگا۔ تیرے جیسا موتی ضائع نہیں ہو سکتا۔ تیرے لئے آسمان پر درجہ ہے اور نیز
ان کی نگاہ میں جو دیکھتے ہیں۔ خدا تجھے مخالفوں کی شر سے بچائیگا اور تیری ساری مرادیں تجھے
دیگا اور خدا اُن پر حملہ کرے گا جو تجھ پر حملہ کرتے ہیں کیونکہ وہ حد سے بڑھ گئے۔ خدا تلوار
کھینچ کر اُترے گا تا دشمن اور اس کے اسباب کو کاٹ دے۔ خدائے رحیم سے تیرے پر سلام
وہ تجھ میں اور مجرموں میں امتیاز کرکے دکھلا دیگا۔ ان کو کہہ دے کہ مَیں صادق ہوں۔ پس تم
میرے نشانوں کے منتظر رہو۔ حجت قائم ہو جائیگی اور کھلی کھلی فتح ہوگی۔ ہم وہ بوجھ اُتار
دیں گے جس نے تیری کمر توڑ دی۔ اور ظالموں کی جڑھ کاٹ دی جائیگی وہ چاہتے ہیں کہ تیرا
کام ناتمام رہے لیکن خدا نہیں چاہتا۔ مگر یہی کہ تیرا کام پورا کرکے چھوڑے۔ خدا تیرے آگے
آگے چلیگا اور اُس کو اپنا دشمن قرار دے گا جو تیرا دشمن ہے جس پر تیرا غضب ہوگا۔
میرا بھی اسی پر غضب ہوگا۔ اور جس سے تو پیار کرے گا مَیں بھی اُسی سے پیار کروں گا۔ خدا کے
مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور انجام کار ان کی تعظیم ملوک اور
ذوی الجبروت کرتے ہیں اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ میں چودہ چارپایوں کو*
ہلاک کروں گا کیونکہ وہ حد سے بڑھ گئے تھے۔ میری فتح ہوگی اور میرا غلبہ ہوگا مگر جو وجود
لوگوں کے لئے مفید ہے مَیں اس کو دیر تک رکھوں گا۔ تجھے ایسا غلبہ دیا جائیگا جس کی تعریف
ہوگی اور کاذب کا خدا دشمن ہے اس کو جہنم میں پہنچائے گا۔ ایک موسیٰ ہے مَیں اس کو ظاہر
کرونگا اور لوگوں کے سامنے اس کو عزت دوں گا لیکن جس نے میرا گناہ کیا ہے مَیں اُس کو
گھسیٹوں گا اور اس کو دوزخ دکھلاؤں گا۔ میرا دشمن ہلاک ہو گیا اور اب معاملہ اُس کا خدا سے
جا پڑا۔ یعنی ہلاک ہو جائے گا۔ اے چاند اور اے سورج تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے
عنقریب خدا تجھے وہ انعام دیگا کہ تو راضی ہو جائیگا۔

یہ وہ الہامات ہیں جو عصائے موسیٰ کے الہامات شائع ہونے کے بعد مجھ کو خدا تعالیٰ
کی طرف سے اس چھ برس کی مدت میں ہوئے۔ جب سے کتاب عصائے موسیٰ تصنیف ہو کر شائع

* بابو الٰہی بخش صاحب گیارہ چارپایوں کے ہلاک ہونے کے بعد طاعون کے ساتھ ہلاک کئے گئے جیسا کہ اس الہامی شعر میں ہے۔
[illegible]

اُسی وقت سے یہ الہامات شروع ہوئے۔ اور یہ سب الہامات بابو صاحب کی موت سے پہلے کے ہیں۔ اب ناظرین عصائے موسٰی کے الہامات اور ان الہامات کا مقابلہ کر کے خود ہی بتلادیں کہ انجام کار یہ الہامات سچے ہوئے یا بابو الٰہی بخش صاحب کے الہام سچے ہوئے۔ ایک منصف کے لئے تو یہ مقابلہ کافی ہے اسی سے سچ جھوٹ معلوم ہو جاتا ہے اور اگر نیت میں صفائی نہیں تو ایسے شخص کا فیصلہ خدا تعالیٰ خود کریگا۔

نشان نمبر ۱۹۹ و ۲۰۰ و ۲۰۱ ۔ قادیان کے آریوں نے محض مجھے دکھ دینے اور بدزبانی کرنے کے لئے ایک اخبار قادیان میں نکالا تھا جس کا نام شبھ چنتک رکھا تھا۔ اور ایڈیٹر اور منتظم اس کے تین آدمی تھے۔ ایک کا نام سومراج۔ دوسرے کا نام اچھر چند تیسرے کا نام بھگت رام تھا۔ ان تینوں کی موت سے خدا کے تین نشان ظاہر ہوئے۔ یہ تینوں نہایت درجہ موذی اور ظالم تھے۔

جس شخص نے ان کے اخبار شبھ چنتک کے چند پرچے دیکھے ہونگے وہ اس بات کا اقرار کریگا کہ یہ تمام پرچے بدزبانی اور گند اور افترا سے بھرے ہوئے ہیں چنانچہ اخبار مذکور کے پرچہ ۲۲۔ اپریل ۱۹۰۶ء میں میری نسبت لکھا ہے کہ یہ شخص خود پرست ہے۔ نفس پرست ہے فاسق ہے فاجر ہے اسواسطے گندی اور ناپاک خوابیں اسکو آتی ہیں۔

پھر پرچہ ۱۵ مئی ۱۹۰۶ء میں لکھا ہے۔ قادیانی مسیح کے الہاموں اور اسکی پیشگوئیوں کی اصلیت طشت از بام کرنے کا ذمہ اٹھانیوالا ایک ہی پرچہ شبھ چنتک ہے۔ مرزا قادیانی بداخلاق۔ شہرت کا خواہاں۔ شکم پرور ہے۔

اور پھر پرچہ ۲۲۔ مئی ۱۹۰۶ء میں میری نسبت لکھتا ہے۔ کم بخت کمینہ عار رکھنے والا مکار اور فریب اور جھوٹ میں مشاق۔ اور پھر پرچہ ۲۲۔ دسمبر ۱۹۰۶ء میں لکھتا ہے ہم انکی چالاکیوں کو ضرور طشت از بام کرینگے اور ہمیں اُمید بھی ہے کہ ہم اپنے ارادہ میں ضرور کامیاب ہونگے اور پرچہ ۲۲۔ دسمبر ۱۹۰۶ء میں لکھا ہے مرزا مکار اور جھوٹ بولنے والا ہے مرزا کی جماعت کے

لوگ بدچلن اور بدمعاش ہیں۔ غرض ہر ایک پرچہ اُن کا ناپاک گالیوں سے بھرا ہوا نکلتا رہا ہے۔ مَیں نے کئی مرتبہ جناب الٰہی میں دعائیں کیں کہ خدا اس اخبار کے کارکنوں کو نابود کر کے اس فتنہ کو درمیان سے اُٹھا دے۔ چنانچہ کئی مرتبہ مجھے یہ خبر دی گئی کہ خدا تعالیٰ انکی بیخکنی کریگا۔ زیادہ تر میرے پر ناگوار یہ امر تھا کہ چونکہ یہ لوگ قادیان میں رہتے تھے اسلئے ان کے قرب مکانی کی وجہ سے ان کے جھوٹ کو بطور سچ کے دیکھا جاتا تھا۔ چنانچہ اُنہوں نے خود بھی اپنے اخبار یکم مارچ ۱۹۰۷ء میں محض دھوکا دینے کے لئے یہ شائع کیا ہے کہ ہم نے پندرہ سال تک متواتر پہلو بہ پہلو ایک ہی قصبہ میں ان کے ساتھ رہ کر ان کے حال پر غور کی تو اتنی غور کے بعد ہمیں یہی معلوم ہوا کہ یہ شخص درحقیقت مکّار۔ خود غرض۔ عشرت پسند۔ بدزبان۔ وغیرہ وغیرہ ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جو لوگ پندرہ سال کی ہمسائگی کا دعوےٰ کر کے یہ گواہی دیتے ہیں کہ یہ شخص درحقیقت مکّار اور مفتری ہے۔ ایسے لوگوں کی گواہی کا کس قدر دلوں پر اثر پڑ سکتا ہے۔ پھر اسی پرچہ میں لکھا ہے کہ نشان تو ہم نے اس مدت تک کوئی نہیں دیکھا البتہ یہ دیکھا ہے کہ یہ شخص ہر روز جھوٹے الہام بناتا ہے ایک لاثانی بیوقوف ہے۔

پس یہی باعث تھا کہ مجھے ان لوگوں کے حق میں بددعائیں کرنی پڑیں۔ آخر مَیں نے ایک رسالہ لکھا جس کا نام قادیان کے آریہ اور ہم اس رسالہ کے خلاصہ مضمون یہ ہے کہ قادیان کے دو آریہ جن میں سے ایک کا نام شرمپت اور دوسرے کا نام ملاوامل یہ دونوں مدت تک میرے پاس آتے رہے ہیں اور بہت سے نشان آسمانی ہیں جو اُنہوں نے بچشم خود دیکھے ہیں وہ میرے اُن تمام نشانوں کے گواہ ہیں جبکہ وہ شبھ چنتک کے اڈیٹرو منتظم قطعی انکاری ہو کر مجھ کو مکّار اور مفتری قرار دیتے ہیں اگر مَیں ایسا ہی کاذب اور مکّار ہوں تو یہ دونوں قسم کھا جائیں کہ ہم نے یہ نشان نہیں دیکھے۔ سو آج تک اُنہوں نے قسم نہیں کھائی مگر ان تینوں کے بارے میں یعنی سوم راج اور اچھر چند اور بھگت رام کی نسبت جو کچھ مجھے خدا سے معلوم ہوا مَیں نے اس رسالہ میں لکھ دیا چنانچہ منجملہ انکے ایک دعا ہی جو اسی رسالہ کے ٹائیٹل پیج کے

صفحہ دوسرے میں لکھی گئی اور وہ شعر یہ ہیں :-

موت لیکھو بڑی کرامت ہے	پر سمجھتے نہیں یہ شامت ہے
میرے مالک تو اُن کو خود سمجھا	آسماں سے پھر اک نشاں دکھلا

اس شعر کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے چاہا گیا ہے کہ لیکھرام کی موت کی طرح خدا قادیان کے آریوں پر عذاب کے طور پر کوئی نشان ظاہر کرے۔ پھر اسی رسالہ کے صفحہ ۲۱ و ۲۲ میں مَیں نے یہ پیشگوئی ان لوگوں کے حق میں کی کہ یہ لوگ ان نبیوں کی تکذیب میں جنکی سچائی سورج کی طرح چمکتی ہے حد سے بڑھ گئے ہیں۔ خدا جو اپنے بندوں کیلئے غیرت مند ہے ضرور اس کا فیصلہ کریگا وہ ضرور اپنے پیارے نبیوں کے لئے کوئی ہاتھ دکھلائیگا۔۔۔۔ خدا انکا اور ہمارا فیصلہ کرے اور پھر اسی کتاب کے صفحہ ۳۵ سے ۴۵ تک پیشگوئی کے طور پر اخبار شبھ چنتک کے اڈیٹر وغیرہ کی نسبت یہ شعر ہیں :-

کہنے کو وید والے پر دل ہیں سب کے کالے	پردہ اُٹھا کے دیکھو ان میں بھرا یہی ہے
فطرت کے ہیں درندے مُردار ہیں نہ زندے	ہر دم زباں کے گندے قہر خدا یہی ہے
دینِ خدا کے آگے کچھ بن نہ آئی آخر	سب گالیوں پہ اُترے دل میں اُٹھا یہی ہے
شرم و حیا نہیں ہے آنکھوں میں اُنکے ہرگز	وہ بڑھ چکے ہیں حد سے اب انتہا یہی ہے
ہمنے ہے جن کو مانا قادر ہے وہ توانا	اُس نے ہے کچھ دکھانا اس سے رجا یہی ہے

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۶ میں چند شعر بطور پیشگوئی کے ہیں اور وہ یہ ہیں :-

اے آریو یہ کیا ہے کیوں دل بگڑ گیا ہے	ان شوخیوں کو چھوڑو راہ حیا یہی ہے
مجھ کو ہو کیوں ستاتے سو افترا بناتے	بہتر تھا باز آتے دور از بلا یہی ہے
جسکی دُعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر	ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے
اچھا نہیں ستانا پاکوں کا دل دکھانا	گستاخ ہوتے جانا اس کی جزا یہی ہے

یہ ہیں پیشگوئیاں جو اسوقت کی گئیں۔ جب اخبار شبھ چنتک کے ایڈیٹر اور منتظم گالیاں دینے میں حد سے

روشن نشانوں اور کھلے کھلے الہاموں کے ساتھ نہیں چھوڑا یا ۔ پس میں یقین کو چھوڑ کر تمہاری ظنی روایات کو کیونکر قبول کر سکتا ہوں اور بصیرت کو چھوڑ کر ظنی ڈھکو سلے کیونکر اختیار کر سکتا ہوں جن کا باطل ہونا خدا نے میرے پر ظاہر کر دیا جیسا کہ یہودیوں کی روایات اور احادیث کا باطل ہونا خدا نے حضرت عیسٰی اور آنحضرت پر ظاہر کر دیا ۔ پس وہ بصیرت جو زبردست نشانوں کے ساتھ دی گئی ہے میں اس کو کیونکر چھوڑ سکتا ہوں ۔ خدا نے مجھ پر ظاہر کر دیا ہے کہ وہ کل روایتیں صحیح نہیں تھیں کچھ تو صحیح تھیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور کچھ ردی اور موضوعات کا ذخیرہ تھا جس کا غلط ہونا کھل گیا اور کچھ احادیث صحیحہ کے سمجھنے میں غلطیاں تھیں اگر ایسا نہ ہوتا تو مسیح موعود کا نام حکم کیوں رکھا جاتا ۔ کیونکہ اگر مسیح موعود پر واجب ہے کہ وہ ظاہر ہو کر سب روایات کو مان لے تو پھر کن معنوں سے وہ حکم کہلا سکتا ہے ۔ ہر ایک درخت اپنے پھلوں سے شناخت کیا جاتا ہے اور ہر ایک غلام کی عزت اسکے آقا کی عنایات سے معلوم ہوتی ہے اور ہر ایک خوشبو اپنی شہادت آپ دیتی ہے ۔ پس کیوں مجھ سے جلدی کرتے ہو ۔ اور زبان کی ناپاکی کو انتہا تک پہنچاتے ہو ۔ صبر کرو اور تقویٰ سے کام لو ۔ اگر میں صادق نہیں اور چوروں اور رہزنوں کی طرح ہوں تو کب تک یہ چوری اور رہزنی پیش جا سکتی ہے ۔ ؎

آنکہ آید از خدا آید برو نصرت دواں	خدمت او می کند شمس و قمر چوں چاکراں
صادقاں را از خدا نوکے عنایت میشود	عشق آں یار ازل می تابد اندر روئے شاں
از پئے ہمدردئ دنیا مصیبت می کشند	خادماں بے اجرت اند در پردہ پوشانِ جہاں
از گروہِ اہلِ نخوت لاابالی مے زیند	بادشاہانِ دو عالم بے نیاز از حاسداں
دل سپردن دلستاں را سیرتِ ایشاں بود	جاں دہند از بہرِ آں دلدار وقتِ امتحاں

اب ہم نشانوں کو اسی قدر پر ختم کر کے دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ بہت سی روحیں ایسی پیدا کرے کہ ان نشانوں سے فائدہ اٹھاویں اور سچائی کی راہ کو اختیار

کریں اور بغض اور کینہ کو چھوڑ دیں۔ اے میرے قادر خدا میری عاجزانہ دعائیں سُن لے اور اس قوم کے کان اور دل کھول دے اور ہمیں وہ وقت دکھا کہ باطل معبودوں کی پرستش دنیا سے اُٹھ جائے اور زمین پر تیری پرستش اخلاص سے کی جائے اور زمین تیرے راستباز اور موحّد بندوں سے ایسی بھر جائے جیسا کہ سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے۔ اور تیرے رسول کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور سچائی دلوں میں بیٹھ جائے آمین۔

اے میرے قادر خدا مجھے یہ تبدیلی دنیا میں دکھا اور میری دعائیں قبول کر جو ہر یک طاقت اور قوت تجھ کو ہے۔ اے قادر خدا ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

تَمَّتْ بِالْخَیْرِ

اس کتاب کے ختم کرنے کے بعد ایک اور نشان مباہلہ کے رنگ میں اور دوسرا نشان پیشگوئی کے طور پر ظاہر ہوا جن سے دو سو آٹھ ۲۰۸ نمبر نشانوں کا پورا ہوتا ہے لہٰذا ان نشانوں کے لئے دو اور ورق کتاب میں بڑھانے پڑے وھٰذا من فضل ربّی انّ ربّی ذو الفضل العظیم ولہ الحمد فی فی الاولیٰ والاخرۃ وھو المولی الکریم۔

فیصلہ بذریعہ مباہلہ کا ایک اور تازہ نشان

نشان ۲۰۷ - ذیل میں وہ مباہلہ درج کیا جاتا ہے جو ہماری جماعت کے ایک ممبر منشی محتاب علی صاحب نے فیض اللہ خان بن ظفر الدین احمد سابق پروفیسر اورنٹیل کالج لاہور کے ساتھ ۱۲ - جون ۱۹۰۶ء کو کیا تھا اور جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فیض اللہ خاں اپنی خواہش کے مطابق مرض طاعون میں گرفتار ہو کر ۱۳ - اپریل ۱۹۰۷ء مطابق یکم بیساکھ سمت ۱۹۶۳ میں نہ صرف خود ہی ہلاک ہوا بلکہ اپنے بعض دیگر عزیزوں کو بھی لے ڈوبا۔

اس جگہ اس بات کا ذکر بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ اس شخص فیض اللہ خاں کا باپ قاضی ظفر الدین بھی ہمارے سلسلہ کا سخت مخالف تھا اور جب اُس نے اس سلسلہ کے برخلاف ایک ✤ عربی نظم لکھنی شروع کی تو ہنوز اُسے پُورا نہ کر چکا تھا اور مسودہ اُسکے گھر میں تھا چھاپنے تک نوبت نہ پہنچی تھی کہ وہ مر گیا۔ اب اس مباہلہ کی تحریر کی عبارت طرفین کی نقل کیجاتی ہے۔ دونوں فریق کی دستخطی تحریریں ہمارے پاس موجود ہیں۔

تحریر دستخطی فیض اللہ خاں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

الحمد للّٰہ الذی لا یضر مع اسمہ شیٔ فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم

بعد حمد و صلوات برسول رب العٰلمین کے یہ قاضی فیض اللہ خاں بن قاضی ظفر الدین احمد مرحوم ایک مسلمان حنفی سنت نبویہ کا پورا تابعدار اس بات کا قایل ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جو کہ خاتم النبیین ہو چکے ہیں وحی کا نازل ہونا خلاف مذہب قرآن و حدیث ہے۔ اور مرزا صاحب کے اس دعوی کی تردید کرتا ہوں کہ وہ مثیل و مسیح موعود ہیں اور منشی محتاب علی صاحب خلف الرشید منشی کریم بخش صاحب ساکنہ شہر جالندھر جو کہ مرزا صاحب موصوف کے تابع ہیں دعوی کرتے ہیں کہ جو شخص انکے اس دعوی کی تردید کرے۔ اس پر عذاب الٰہی نازل ہوگا۔ لہٰذا مَیں یہ دعا کرتا ہوں کہ ہم دونوں فریقوں میں سے جو شخص جھوٹا ہے اس پر عذاب الٰہی نازل ہو مثل موت یا بیماری طاعون یا مقدمہ میں گرفتاری۔ اور مَیں بمطابقت

✤ ایک قصیدہ مَیں نے عربی میں تالیف کیا تھا جس کا نام اعجاز احمدی رکھا تھا اور الہامی طور پر بتلایا گیا تھا کہ اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکیگا۔ اور اگر طاقت بھی رکھتا ہوگا تو خدا کوئی روک ڈالدیگا۔ پس قاضی ظفر الدین جو نہایت درجہ اپنی طبیعت میں خمیر انکار اور تعصب اور خود بینی رکھتا تھا اس نے اس قصیدہ کا جواب لکھنا شروع کیا تا خدا کے فرمودہ کی تکذیب کرے پس ابھی وہ لکھ ہی رہا تھا کہ ملک الموت نے اس کا کام تمام کر دیا۔ منہ

سُنت نبوی کے ایک سال کی میعاد ٹھیراتا ہوں اور یہ شرط کرتا ہوں کہ اگر یہ عذاب میرے یا منشی مہتاب علی کے بغیر کسی اور شخص قرابتی پر ہو تو یہ شرط میں داخل نہ ہوگا۔ وآخر دعونا ان الحمد للّٰہ رب العلمین۔ وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الرحمین۔

قاضی فیض اللہ خاں ساکنہ جنڈہ باغوالہ ضلع گوجرانوالہ مورخہ ۱۲۔جون ۱۹۰۶ء

تحریر دستخطی منشی مہتاب علی — بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی

مَیں حضرت اقدس حضرت مرزا غلام احمد کو سچا مسیح سمجھتا ہوں اور انکا ہر ایک دعویٰ جو دین کے متعلق ہے بلا کسی شک و شبہ کے صحیح مانتا ہوں گو میرے مقابلہ پر قاضی فیض اللہ خلف الرشید قاضی ظفر الدین مرحوم یقین کے ساتھ کہتا ہے کہ مرزا صاحب جھوٹا اور انکا دعویٰ بالکل گھڑا ہوا اور خود تراشیدہ ہے اس لئے مَیں قاضی صاحب کے مقابلہ میں مباہلہ کرتا ہوں اور پورا پورا اور کامل یقین مجھے ہے کہ جو ہر دو میں سے جھوٹا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اُس پر عذاب الیم نازل کریگا۔ زمین آسمان ٹل جائیں گے لیکن یہ عذاب یقیناً نہیں ٹلے گا۔ اور وہ اپنی چمکار دکھا کر رہے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ سے یہ قانون جاری ہے اور آخری دہتر اور اولیٰ طریق کذب اور راستی میں تفریق کرنیکا ہے۔ پس خدا سے میری دعا ہے کہ وہ جلد تر نتیجہ پیدا کرے۔ اے خدا اے خدا تجھ سے کوئی انہونی بات نہیں۔ اگر تو چاہے تو ایک آن میں عذاب نازل کر سکتا ہے لیکن مَیں سنت نبوی کے مطابق ایک سال کی میعاد تجویز کرتا ہوں۔ اور وہ عذاب محض مجھ عاجز پر اور یا قاضی صاحب پر نازل ہونا چاہئے۔ مثلاً موت طاعون یا کسی مقدمہ میں ماخوذ ہو جانا یہی شرط ہے اور کسی قرابتی اور اپنے کسی متعلق پر کوئی عذاب نازل ہونا یا اُس کا مرجانا شرط میں داخل ہوگا اور وہ عذاب ہم دونوں سے مخصوص سمجھا جائیگا۔ فاکسار عاجز مہتاب علی سیاح جالندھری مورخہ ۱۲۔جون ۱۹۰۶ء

ان بالمقابل تحریروں کے بعد جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں نتیجہ یہ ہوا کہ قاضی فیض اللہ خاں مرض طاعون کے ساتھ جیسا کہ جھوٹے کیلئے بددعا کی گئی تھی اور نیز سال کے اندر جیسا کہ شرط تھی بمقام جموں ہلاک ہوگیا اور بموجب آیت کریمہ ماکان لنفس ان تموت الا باذن اللّٰہ مہتاب علی کو خدا نے طاعون سے بچایا کیونکہ وہ اپنے دعوے میں صادق تھا۔ اور فیض اللہ خاں طاعون کا شکار ہوگیا کیونکہ وہ اپنے دعوے میں کاذب تھا۔

نکتہ قابل یادداشت:۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ فلا یظہر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول۔ اس آیت سے قطعی اور یقینی طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ کھلی کھلی پیشگوئیاں جو مقدار میں زیادہ اور صفائی میں اول درجہ پر ہوں صرف خدا کے برگزیدوں کو ہوتی ہیں دوسرے آدمی ان میں شریک نہیں ہوتے۔ اور جو اس درجہ پر الہام نہیں تو دوسروں کو بھی ہو سکتے ہیں اور اکثر انمیں مجمل اور متشابہ الہام ہوتے ہیں پس اسی مقابلہ سے برگزیدے لوگ شناخت کئے جاتے ہیں یاد رہے کہ اس آیت کی رُو سے اس بات کا جواز پایا جاتا ہے کہ وہ الہامی پیشگوئیاں جو اس آیت کی منشاء کے مطابق کھلی کھلی نہ ہوں اور نیز اپنے مقدار میں انسانوں کی معمولیت سے بڑھکر نہ ہوں اور متشابہات کا حصہ ان پر غالب ہو۔ ایسی الہامی پیشگوئیاں اور ایسے الہام ان لوگوں کو بھی ہو سکتے ہیں جو خدا کے برگزیدہ نہیں ہیں اور معمولی انسانوں میں سے ہیں۔ پس برگزیدوں کی شناخت کیلئے قرآن شریف میں یہی معیار ہے کہ انکی الہامی پیشگوئیوں میں متشابہات کا حصہ کم ہو اور اپنی کثرت اور صفائی میں اس درجہ پر ہوں کہ دنیا میں کوئی اُن کا مقابلہ نہ کر سکے ورنہ اس آیت کی رُو سے ایک فاسق کو بھی الہام ہو سکتا ہے جو اس درجہ پر نہیں ہے۔ مثلاً نظیر کے طور پر ہم بیان کرتے ہیں کہ براہین احمدیہ کی یہ پیشگوئی کہ یاتیک من کل فج عمیق۔ یاتون من کل فج عمیق جس پر چھبیس برس گذر چکے ہیں ایسے کھلے کھلے طور پر پوری ہوئی ہے کہ نہ ایک دفعہ بلکہ لاکھوں دفعہ اُس نے اپنی سچائی ثابت کردی ہے جس میں تائید اور نصرت الٰہی ظاہری ہوتی ہے۔ پس ایسی پیشگوئی بجز خدا کے کسی خاص برگزیدہ کے دوسرے سے ظہور میں نہیں آسکتی۔ اگر آسکتی ہے تو کوئی اس کی نظیر پیش کرے۔

خدا کی طرف سے جو پیشگوئی کسی ظالم کے حق میں ہوتی ہے آخر وہ پوری ہو جاتی ہے

نشان ۲۰۸- اس ملک پنجاب میں جب دیانندبانی مبانی آریہ مذہب نے اپنے خیالات پھیلائے اور سفلہ طبع ہندوؤں کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر اور ایسے ہی دوسرے انبیاءؑ کی توہین پر چالاک کر دیا اور خود بھی قلم پکڑتے ہی اپنی شیطانی کتابوں میں ہمارے خدا کے تمام پاک اور برگزیدہ نبیوں کی تحقیر اور توہین شروع کی۔ اور خاص اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں بہت کچھ جھوٹ کی نجاست کو استعمال کیا اور بزرگ پیغمبروں کو گندی گالیاں دیں۔ تب مجھے اُسکی نسبت الہام ہوا کہ خدا تعالیٰ ایسے موذی کو جلد تر دنیا سے اُٹھا لیگا اور یہ بھی الہام ہوا سیھزم الجمع ویولون الدبر یعنی آریہ مذہب کا انجام یہ ہوگا کہ خدا انکو شکست دیگا اور آخر وہ آریہ مذہب سے بھاگیں گے اور پیٹھ پھیر لیں گے اور آخر کالعدم ہو جائیں گے۔ یہ الہام مدت دراز کا ہے جس پر قریباً تیس برس کا عرصہ گذرا ہے جس سے اس جگہ کے ایک آریہ یعنی لالہ شرمپت کو اطلاع دیگئی تھی اور اُس کو کھلے طور پر کہا گیا تھا کہ اُن کا بدزبان پنڈت دیانند اب جلد تر فوت ہو جائیگا۔ چنانچہ ابھی ایک سال نہیں گذرا تھا کہ خدا تعالیٰ نے اس پنڈت بدزبان سے اپنے دین کو نجات دی اور وہ اجمیر میں مر گیا۔ اور شرمپت کیلئے یہ ایک بڑا نشان تھا لیکن اس نے نہ صرف اسی نشان کے فیض سے اپنے آپ کو محروم رکھا بلکہ اور بھی کئی کھلے کھلے نشان دیکھے۔ مگر پھر بھی بدقسمتی سے اسلام قبول نہ کیا۔ مَیں نے ایک علیحدہ کتاب میں جس کا نام ہے **قادیان کے آریہ اور ہم** ان تمام نشانوں کو لکھا ہے جس کا گواہ نہ صرف شرمپت ہے بلکہ قادیان کے اور ہندو بھی گواہِ رویت ہیں۔ افسوس کہ ان لوگوں نے ان نشانوں سے کچھ فائدہ نہ اُٹھایا۔ بلکہ شوخی اور چالاکی اور شرارت میں بہت بڑھ گئے یہاں تک کہ

مسمّی سوم راج اور اچھر چند اور بھگت رام نے قادیان میں ایک اخبار نکالا اور اس کا نام شبھ چنتک رکھا اور اس میں گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا اپنا فرض سمجھا۔ مگر خدا نے ایک مدت سے کئی بار مجھے خبر دے رکھی تھی کہ آریہ سماج کی عمر اب خاتمہ پر ہے۔ چنانچہ میں نے اپنی کتاب تذکرۃ الشہادتین کے صفحہ ۶۶ میں جو ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۰۳ء میں شائع ہوئی تھی خدا تعالیٰ سے الہام پاکر پیشگوئی مندرجہ ذیل جو صفحہ ۶۶ کی سطر ۷ و ۸ میں ہی شائع کی تھی۔ اور وہ یہ ہے۔ وہ مذہب (یعنی آریہ مذہب) مردہ ہے اُس سے مت ڈرو۔ ابھی تم میں سے لاکھوں اور کروڑوں انسان زندہ ہونگے کہ اس مذہب آریہ کو نابود ہوتے دیکھ لوگے۔

اسی طرح میں نے اپنی کتاب نسیم دعوت کے صفحہ ۴ و ۵ میں جو آریوں کے مقابل پر ۲۸۔ فروری ۱۹۰۳ء کو لکھی گئی مندرجہ ذیل پیشگوئی آریوں کے حق میں کی تھی اور وہ یہ ہے۔ ہر ایک جوش محض قوم اور سوسائٹی کیلئے دکھلاتے ہیں خدا کی عظمت ان لوگوں کے دلوں میں نہیں ..... قادیان کے آریہ خیال کرتے ہیں کہ ہم طاعون کے پنجہ سے رہائی یاب ہوگئے ہیں مگر کیا یہ بدزبانیاں اور بے ادبیاں خالی جائیں گی؟ سنو اے غافلو! ہمارا اور اُن راستبازوں کا تجربہ ہے جو ہم سے پہلے گذر چکے ہیں کہ خدا کے پاک رسولوں کی بے ادبی کرنا اچھا نہیں۔ خدا کے پاس ہر ایک بدی اور شوخی کی سزا ہے۔

اور پھر میں نے اپنی کتاب قادیان کے آریہ اور ہم میں جو ۲۰۔ فروری ۱۹۰۷ء کو شائع ہوئی ہے اس کے صفحہ ۲۱ و ۲۲ میں یہ پیشگوئی شائع کی تھی۔ یہ لوگ نبیوں کی تکذیب میں جنکی سچائی سورج کی طرح چمکتی ہے حد سے بڑھ گئے ہیں۔ خدا جو اپنے بندوں کیلئے غیرتمند ہے ضرور اس کا فیصلہ کریگا وہ ضرور اپنے پیارے نبیوں کیلئے کوئی ہاتھ دکھلائیگا۔ پھر میں نے اسی رسالہ قادیان کے آریہ اور ہم۔ کی نظم میں یعنی صفحہ ۴۵ میں یہ پیشگوئی کی ہے۔ شرم و حیا نہیں ہے آنکھوں میں اُنکی ہرگز + وہ بڑھ چکے ہیں حد سے اب انتہا یہی ہے۔ ہم نے ہے جسکو مانا قادر ہے وہ توانا + اُسنے ہے کچھ دکھانا اس سے رجا یہی ہے + اس پیشگوئی کا ماحصل یہی ہے کہ خدا ان لوگوں کو کوئی ہاتھ دکھائیگا۔ پھر اسی کتاب کے ٹائٹل پیج کے صفحہ ۲ میں یہ شعر ہے ؎ میرے مالک تو انکو خود سمجھا + آسماں سے پھر اک نشاں دکھلا + اس دعا کا ماحصل یہ ہے کہ نشان کے طور پر

کوئی اور بلا آریوں پر نازل ہو۔

یہ پیشگوئیاں ہیں جو آریہ سماج کے حق میں کی گئی تھیں۔ سو ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ وہ کیسے کھلے کھلے طور پر ظہور میں آ گئی ہیں۔ اور آریہ سماج کا نحس ستارہ ظاہر ہو گیا۔ چنانچہ انکے مطابق قادیان کی آریہ سماج کے پُرجوش ممبر جو اخبار شبھ چنتک کو چلاتے تھے طاعون کے ایک ہی طمانچہ سے سب کے سب ہلاک ہو گئے جیسا کہ کتاب "نسیم دعوت" میں اُن کا طاعون سے ہلاک ہونا پانچ برس پہلے بتلایا گیا تھا اور دوسرے مقامات کے آریہ پنجاب کے آریوں میں سے جو سرگروہ کہلاتے تھے جنکی شوکت اور شان کی وجہ سے آریہ لوگ شوخ دیدہ ہو گئے تھے اکثر انکے اپنے باغیانہ خیالات سے سزایاب ہو گئے اور بعض اس گورنمنٹ کے قلمرو سے باہر نکالے گئے۔ افسوس کہ ان لوگوں نے انگریزی سلطنت کے ہزارہا احسان دیکھ کر پھر نمک حرامی کی۔ اور بغاوت کے کلمات سے سخت بدذاتی دکھلائی۔ مگر ضرور تھا کہ وہ پیشگوئیاں پوری ہوتیں جو آج سے پانچ برس پہلے ان لوگوں کے زوال اور تباہی کی نسبت بتلائی گئی تھیں۔ اب یقیناً سمجھو کہ آریہ سماجوں کا خاتمہ ہے۔ اور جیسا کہ خدا نے وعدہ کیا تھا وہ پورا ہؤا۔ کیا انسان کی طاقت ہے کہ قبل از وقت ایسی پیشگوئیاں کر سکے؟ پس اُس خدا کا ہزار ہزار شکر ہے اور تمام حمد اور جلال اُسی کو مسلّم ہے جو اسلام کی تائید میں ایسے بڑے بڑے نشان ظاہر کرتا ہے۔ والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ ۔

مَیں اس قدر لکھ چکا تھا کہ آج ۱۲۔ مئی ۱۹۰۷ء روز یکشنبہ کو ایک شخص مجھ کو کشفی طور پر دکھلایا گیا مگر مَیں اسکی شکل بھول گیا صرف یہ یاد رہا کہ وہ ایک سخت دشمن ہے کہ اپنی تقریروں اور تحریروں میں گالیاں دیتا ہے اور سخت بدزبانی کرتا ہے۔ بعد اس کے الہام ہؤا۔ بدی کا بدلہ بدی ہے اس کو پلیگ ہو گئی۔ یعنی ہو جائے گی۔ پس مَیں یقین کرتا ہوں کہ جلد یا کچھ دیر سے تم سنو گے کہ کوئی ایسا سخت دشمن پلیگ کا شکار ہو جائیگا۔ اگر ایسا کوئی دشمن جس پر تمہارے دل بول اُٹھیں کہ یہ الہام کا مصداق ہو سکتا ہے طاعون میں مبتلا نہ ہؤا تو تمہارا حق ہے کہ تم تکذیب کرو۔ بعد اس کے مجھے دکھلایا گیا کہ ملک میں بہت غفلت اور گناہ اور شوخی

پھیل گئی ہے اور لوگ تکذیب سے باز آنے والے نہیں۔ جبتک خدا اپنا قوی ہاتھ نہ دکھلائے بعد اس کے الہام ہوا۔ اُس کا نتیجہ سخت طاعون ہے جو ملک میں پھیلے گی۔ کئی نشان ظاہر ہوں گے۔ کئی بھاری دشمنوں کے گھر ویران ہو جائیں گے۔ وہ دُنیا کو چھوڑ جائیں گے۔ ان شہروں کو دیکھ کر رونا آئے گا۔ وہ قیامت کے دن ہوں گے زبردست نشانوں کے ساتھ ترقی ہوگی۔ ایک ہولناک نشان۔ یعنی ان میں سے ایک ہولناک نشان ہوگا شاید وہی زلزلہ ہو جس کا وعدہ ہے یا آسمان سے کوئی اور نشان ظاہر ہو یا طاعون قیامت کا نمونہ دکھلاوے۔ پھر خدا تعالیٰ مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ میری رحمت تجھ کو لگ جائے گی اللہ رحم کریگا اعییناک یعنی ہم اس قدر نشان دکھائینگے کہ تو دیکھتے دیکھتے تھک جائیگا۔

اور پھر ۱۳۔ مئی ۱۹۰۷ء روز دوشنبہ کو الہام ہوا۔ سنجیک سنعلیک۔ سنکرمک اکرامًا عجبًا۔ یعنی ہم عنقریب تجھ کو دشمنوں کے شر سے نجات دینگے اور ہم تجھے اُن پر غالب کر دیں گے۔ اور ہم تجھے ایک عجیب طور پر بزرگی دیں گے۔ اور درحقیقت وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں۔ محض خدا کے نشانوں سے شناخت کئے جاتے ہیں اگر خدا اپنے ہاتھوں سے فیصلہ نہ کرے تو صرف باتوں سے کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا۔

تمت

۱۵۔ مئی ۱۹۰۷ء

تتمہ حقیقت الوحی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اعلان

بخدمت علمائے اسلام

قال اللہ عزّ وجلّ

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ

یعنی اس شخص سے ظالم تر کون ہے جو خدا پر افترا کرے یا خدا کی آیتوں اور نشانوں کا مکذب ہو

ہر ایک کو معلوم ہے کہ میرے اس دعوی پر کہ میں خدا تعالیٰ سے مامور ہو کر آیا ہوں اور اسکے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہوں چھبیس ۲۶ برس کے قریب عرصہ گذر گیا ہے اور اس مدت میں باوجودیکہ میرے سلسلہ کے معدوم کرنے کیلئے ہر ایک مخالف نے ناخنوں تک زور لگائے اور مجھے حکام کی طرف بھی کھینچا مگر میں انکے ہر ایک حملہ کے وقت میں محفوظ رہا تعجب کہ انکو باوجود صدہا ناکامیوں کے جو میرے استیصال کے بارے میں ہوئیں اب تک یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ ایک پوشیدہ ہاتھ میرے ساتھ ہے جو انکے ہاتھ سے مجھے بچاتا ہے۔ مجھے وہ کذاب اور دجال اور مفتری تو کہتے ہیں مگر اس بات کا جواب نہیں دیتے کہ دنیا میں کونسا ایسا کذاب گذرا ہے جسکو خدا دشمنوں کے خطرناک حملوں سے چھبیس برس تک بچاتا رہا یہاں تک کہ اس نے اپنے خاص فضل سے صدی کے چہارم حصہ تک اسکو سلامت رکھا اور ترقی پر ترقی بخشی اور ایک فرد سے لاکھوں انسان اسکی تابع کر دیئے اور کسی دشمن کی پیش نہ گئی اور آئندہ ترقیات کی خبر نہیں اور کونسا دنیا میں ایسا کذاب گذرا ہے جسکے مقابل پر ہر ایک نے من مباہلہ کے وقت موت یا کسی اور قسم کی تباہی سے عذاب کا نشانہ ہوا اور کونسا ایسا کذاب گذرا ہے جس کیلئے اور جسکی پیشگوئی کی رو سے رمضان میں خسوف کسوف ہوا اور زمین میں ایک عالمگیر طاعون پھیل گیا۔ کیا کسی اور مہدی کا نشان ملتا ہے جس نے کسوف خسوف سے پندرہ برس پہلے اس کے وقوع کی خبر دی تھی اور طاعون سے چھبیس برس پہلے اور پھر بارہ برس پہلے اور پھر تین

برس پہلے ملک میں اسکے پھیلنے کی سہ بارہ اطلاع دیدی تھی اب اس وقت اس تحریر سے میری غرض یہ ہے
کہ میں نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں کافی طور پر ہر ایک قسم کا ثبوت اپنے دعوے کے متعلق لکھ دیا ہے اور باوجود
اس کے کہ میں ان ایام میں بباعث طرح طرح کے عوارض جسمانی اور بیماریوں کے متواتر دورے اور
ضعف اور ناتوانی کے اس لائق نہ تھا کہ اسقدر سخت محنت اُٹھا سکوں تاہم میں نے محض بنی نوع کی ہمدردی
کیلئے یہ تمام محنت اُٹھائی اس لئے میں اپنی عزیز قوم کے اکابر علماء اور مشائخ اور اُن سب کو جو اس کتاب کو
پڑھ سکتے ہیں خداتعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ اگر ان کو یہ کتاب پہنچے تو ضرور اول سے آخر تک اس کتاب کو غور سے
پڑھ لیں اور میں پھر انکو اس خدائے لاشریک کی دوبارہ قسم دیتا ہوں جسکے ہاتھ میں ہر ایک کی جان ہے کہ وہ
اپنے اوقات اور مشاغل کا حرج بھی کر کے ایک دفعہ غور اور تدبر سے اس کتاب کو اول سے آخر تک پڑھ لیں۔ اور پھر میں
تیسری دفعہ اس غیور خدا کی ان کو قسم دیتا ہوں جو اس شخص کو پکڑتا ہے جو اسکی قسموں کی پروا نہیں کرتا کہ ضرور
ایسے لوگ جن کو یہ کتاب پہنچے اور وہ اس کو پڑھ سکتے ہوں خواہ وہ مولوی ہیں یا مشائخ اول سے آخر تک
ایک مرتبہ اسکو ضرور پڑھ لیں اور میں انشاء اللہ بعض کو تو خود یہ کتاب بھیجدونگا اور بعض دیگر کی نسبت میں
وعدہ کرتا ہوں کہ اگر وہ قسم کھا کر لکھیں کہ قیمت کے ادا کرنیکی گنجائش نہیں تو میں بشرط گنجائش اور بشرط
موجود ہونے کتاب کے ضرور انکو اس شرط سے کتاب بھیجدونگا کہ وہ خداتعالیٰ کی قسم کھا کر میری طرف تحریر کریں کہ
اول سے آخر تک ضرور کتاب کو پڑھیں گے اور نیز یہ کہ وہ نادار ہیں طاقت ادائے قیمت نہیں رکھتے
اور میں دعا کرتا ہوں کہ جس شخص کو یہ کتاب پہنچے اور وہ خداتعالیٰ کی قسم سے لاپروا رہکر اور خدا کی قسم کو بیعزتی
سے دیکھ کر کتاب کو اول سے آخر تک نہ پڑھے اور یا کچھ حصہ پڑھ کر چھوڑ دے اور پھر بدگوئی سے باز نہ آوے
خدا ایسے لوگوں کو دنیا اور آخرت میں تباہ اور ذلیل کرے۔ آمین

لیکن جو شخص اول سے آخر تک کتاب کو پڑھے اور خوب سمجھے اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ اب
میں اس اعلان کو ختم کرتا ہوں۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

المعلن

مرزا غلام احمد مسیح موعود۔ مقام قادیان۔ ۱۵۔ مارچ ۱۹۰۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی

بخدمت آریہ صاحبان

کوئی عقلمند اس سے انکار نہیں کرسکتا کہ جو خدا کی طرف سے شریعت ہو اس کے دو ہی ٹکڑے ہوتے آئے ہیں۔
(۱) بڑا اور پہلا ٹکڑا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اس کی تمام صفات کاملہ کے ساتھ واحد لاشریک مان لیا جائے اور اسکی ذات اور صفات میں کوئی شریک نہ ٹھیرایا جائے اور اس بات پر ایمان لایا جائے کہ وہ سب ہی تمام فیوض کا۔ اور سرچشمہ ہے تمام ظہورات کا اور خالق ہے ہر ایک موجود کا اور قادر ہے ہر ایک ایسے امر پر جو اسکی عظمت اور شان اور جلال کے لائق ہے اور اسکے صفات کاملہ کے منافی نہیں اور اوّل ہے ہر ایک موجود سے اور مرجع ہے تمام کائنات کا اور مستجمع ہے تمام صفات کاملہ کا اور پاک ہے اس سے کہ کسی وقت صفات اسکی بیکار ہو جائیں یا یہ کہ کسی وقت بیکار تھیں وہ قدیم سے خالق اور قدیم سے رازق اور قدیم سے قادر ہے کسی کو علم نہیں کہ پہلے اس نے کیا کیا اور آگے کیا کیا کریگا اسکی قدرتوں پر کوئی محیط نہیں ہو سکتا اور وہ واحد ہے اپنی ذات میں اور اپنی صفات میں اور افعال میں اور اس کی طرح کوئی بھی کسی خاص صفت سے مخصوص نہیں۔ اور پاک ہے ہر ایک عیب اور نقص سے اور نزدیک ہے باوجود دوری کے اور دور ہے باوجود نزدیکی کے۔ وہ برتر اور بلند ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اسکے سوا کوئی اور بھی ہے۔ وہ پوشیدہ در پوشیدہ ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ ظاہر نہیں وہ اپنے ظہور میں سب سے زیادہ ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ پوشیدہ نہیں وہ آفتاب میں چمک رہا ہے اور چاند میں اسکے انوار ہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ آفتاب ہے یا چاند ہے بلکہ یہ سب چیزیں اسکی مخلوق ہیں اور کافر ہے وہ شخص جو اسکو خدا کہے وہ نہاں در نہاں ہے پھر بھی سب چیزوں سے زیادہ ظاہر ہے ہر ایک روح کو اسی سے قوتیں اور صفات ملی ہیں۔ ہر ایک ذرے نے اسی سے خواص پائے ہیں اور اگر وہ صفات اور قوتیں اور طاقتیں چھین لی جائیں تو پھر نہ روح کچھ چیز ہے اور نہ ذرہ کچھ حقیقت رکھتا ہے اسلئے انسان کی معرفت کا انتہائی نقطہ یہی ہے کہ یہ سب چیزیں اس کے ہاتھ سے نکلی ہیں اور خدا اور روحوں میں رشتہ محبت کا بھی اسی وجہ سے ہے کہ یہ سب چیزیں اسکے ہاتھ سے نکلی ہوئی ہیں اور اسی نے انکی فطرت میں اپنی محبت کا نمک چھڑکا ہے اگر یہ نہ ہوتا تو عشق الٰہی محال تھا کیونکہ جانبین میں کوئی تعلق نہ تھا۔ بچہ ماں سے اسی وجہ سے محبت کرتا ہے کہ اس کے پیٹ سے نکلا ہے اور ماں بھی اسی وجہ سے اس سے محبت کرتی ہے کہ وہ اس کے جگر کا ٹکڑا ہے۔ پس چونکہ ہر ایک روح خدا کے ہاتھ سے نکلی ہے اسلئے اس محبوب حقیقی کی طلب میں ہے پھر غلطی سے کوئی بت پرستی کرتا ہے کوئی سورج کو پوجتا ہے کوئی چاند کے آگے جھکتا ہے کوئی پانی کا پرستار ہے کوئی انسان کو خدا جانتا ہے۔ پس اس غلطی کی وجہ بھی اس حقیقی محبوب کی طلب ہے جو انسان کی فطرت میں ہے جس طرح بچہ کبھی ماں کی طلب میں دھوکا کھا کر کسی دوسری عورت سے چمٹ جاتا ہے اسی طرح تمام مخلوق پرست دھوکا کھا کر دوسری چیزوں کی طرف جھک گئے ہیں خدا کی شریعت ان غلطیوں کو دور کرنے کیلئے آئی ہے اور خدا کی شریعت وہی ہے جو اپنی پوری طاقت کے ساتھ ان غلطیوں کو دور کرسکتی ہے اور غلطیوں کو وہی شریعت دور کریگی جو چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ اس محبوب حقیقی کا چہرہ دکھاوے گی کیونکہ اگر کوئی شریعت تازہ نشان دکھلانے پر قادر نہیں تو وہ بھی ایک بت پیش کرتی ہے نہ خدا کو۔ وہ خدا ایسا پرمیشر نہیں ہو سکتا جو اپنے ظہور کیلئے ہماری منطق کا محتاج ہے۔ اگر خدا ایسا ہی مردہ اور قدرت کی علامات سے محروم ہے جیسا کہ بت

تو ایسے خدا کو کون عارف قبول کر سکتا ہے پس سچی اور کامل شریعت وہی ہے جو زندہ خدا کو اسکی قدرتوں اور نشانوں کے ساتھ دکھلاتی ہے اور وہی ہے جسکے ذریعہ سے انسان شریعت کے دوسرے حصہ میں بھی کامل ہو سکتا ہے اور شریعت کا دوسرا ٹکڑا یہ ہے کہ انسان ان تمام گناہوں سے پرہیز کرے جنکی جڑھ بنی نوع پر ظلم ہے جیسے زنا کرنا۔ چوری کرنا۔ خون کرنا۔ جھوٹی گواہی دینا اور ہر ایک قسم کی خیانت کرنا اور نیکی کرنیوالے کے ساتھ بدی کرنا اور انسانی ہمدردی کا حق ادا نہ کرنا۔ پس اس دوسرے حصہ شریعت کو حاصل کرنا بھی پہلے حصہ کے حصول پر موقوف ہے اور ابھی ہم لکھ چکے ہیں کہ پہلا حصہ یعنی خدا شناسی کسی طرح ممکن نہیں جبتک خدا کو اسکی تازہ قدرتوں اور تازہ نشانوں کے ساتھ شناخت نہ کیا جائے ورنہ بغیر اسکے خدا پرستی بھی ایک بت پرستی ہے کیونکہ جبکہ خدا محض ایک بت کی طرح ہے جو سوال کا جواب نہیں دے سکتا اور نہ کوئی قدرت دکھلا سکتا ہے تو اس میں اور ایک بت میں فرق کیا ہے۔ زندہ خدا کی علامات چاہئیں اور اگر وہ ہمارے سوال کا جواب نہیں دے سکتا اور نہ کوئی قدرت دکھلا سکتا ہے تو کیونکر معلوم ہو کہ وہ موجود ہے صرف اپنی خود تراشیدہ باتوں سے کیونکر اسکی ہستی ثابت ہو جبکہ ہر ایک انسان اپنی زندگی ثابت کرنے کا آپ ذمہ دار ہے تو کیا وجہ کہ خدا اپنی زندگی ثابت نہیں کر سکتا کیا خدا انسان سے بھی زیادہ کمزور ہے یا کیا اسکی قدرت آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے اور اگر اب اسمیں کلام کرنیکی طاقت باقی نہیں رہی تو اس پر کیا دلیل ہے کہ پہلے وہ طاقت موجود تھی اور اگر وہ اس زمانہ میں بول نہیں سکتا تو اس پر کیا دلیل ہے کہ وہ اس زمانہ میں سن سکتا ہے اور دعائیں قبول کر سکتا ہے اور اگر کسی زمانہ میں اس نے اپنی قدرتیں ظاہر کی ہیں تو اب کیوں ظاہر نہیں کر سکتا تا دہریوں کے منہ میں خاک پڑے۔ **پس ای عزیزو!** وہ قادر خدا جس کی ہم سب کو ضرورت ہے وہ اسلام ہی نے پیش کیا ہے اسلام خدا کی قدرتوں کو ایسا ہی پیش کرتا ہے جیسا کہ وہ پہلے ظہور میں آئی تھیں۔ یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ بغیر اس کے کہ خدا کی قدرتیں اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان ظاہر ہوں۔ کوئی شخص خدا پر ایمان نہیں لا سکتا یہ سب جھوٹے قصے ہیں کہ ہم پرمیشر پر ایمان لائے ہیں۔ خدا کی شناخت کرنیوالے اس کے نشان ہیں اور اگر نشان نہیں تو خدا بھی نہیں پس اسلئے میں نے نمونہ کے طور پر محض ہمدردی کی راہ سے کتاب حقیقۃ الوحی کو تالیف کیا ہے اور میں آپ لوگوں کو اس پرمیشر کی قسم دیتا ہوں جس پر ایمان لانا آپ لوگ اپنی زبان سے ظاہر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ اول سے آخر تک میری اس کتاب کو پڑھو اور ان نشانوں پر غور کرو جو اسمیں لکھے گئے ہیں پھر اگر اپنے مذہب میں اس کی نظیر نہ پاؤ تو خدا سے ڈر کر اس مذہب کو چھوڑ دو اور اسلام کو قبول کرو وہ مذہب کس کام کا ہے اور کیا فائدہ دیگا جو زندہ خدا تک زندہ نشانوں کے ساتھ رہبری نہیں کر سکتا۔ پھر میں آپ لوگوں کو اسی پرمیشر کی دوبارہ قسم دیتا ہوں کہ ضرور ایک مرتبہ میری اس کتاب حقیقۃ الوحی کو اول سے آخر تک پڑھو اور سوچ کر کہو کہ کیا آپ لوگ اپنے مذہب کی پابندی سے اس زندہ خدا کو شناخت کر سکتے ہیں۔ پھر میں تیسری مرتبہ اسی پرمیشر کی قسم دیتا ہوں کہ دنیا ختم ہونیکو ہے اور خدا کا قہر ہر طرف نمودار ہے ایک مرتبہ اول سے آخر تک میری کتاب حقیقۃ الوحی کو ضرور پڑھو خدا تمہیں ہدایت کرے۔ موت کا اعتبار نہیں۔ خدا وہی ہے جو زندہ ہے۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

المشتہر میرزا غلام احمد مسیح موعود قادیانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

دعوتِ حق

قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ

ان کو کہدے کہ اگر خدا کا کوئی فرزند ہوتا تو میں سب سے پہلے اسکی پرستش کرتا

یہ اشتہار پادری صاحبوں کی خدمت میں نہایت عجز اور ادب اور انکسار سے لکھا جاتا ہے کہ اگر یہ سچ ہوتا کہ حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام درحقیقت خدا کا فرزند ہوتا یا خدا ہوتا تو سب سے پہلے میں اسکی پرستش کرتا اور میں تمام ملک میں اسکی خدائی کی اشاعت کرتا اور اگرچہ میں دکھ اٹھاتا اور مارا جاتا اور قتل کیا جاتا اور اسکی راہ میں ٹکڑے ٹکڑے کیا جاتا تب بھی میں اس دعوت اور منادی سے باز نہ آتا لیکن اے عزیزو! خدا تم پر رحم کرے اور تمہاری آنکھیں کھولے حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا نہیں وہ صرف ایک نبی ہے ایک ذرّہ اس سے زیادہ نہیں اور بخدا میں وہ سچی محبت اُس سے رکھتا ہوں جو تمہیں ہرگز نہیں اور جس نور کیساتھ میں اسے شناخت کرتا ہوں تم ہرگز اُسے شناخت نہیں کرسکتے۔ اسمیں کچھ شک نہیں کہ وہ خدا کا ایک پیارا اور برگزیدہ نبی تھا اور انمیں سے تھا جن پر خدا کا ایک خاص فضل ہوتا ہے اور جو خدا کے ہاتھ سے پاک کئے جاتے ہیں مگر خدا نہیں تھا اور نہ خدا کا بیٹا تھا

مَیں نے یہ باتیں اپنی طرف سے نہیں کیں بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خالق ہے میرے پر ظاہر ہوا اور اُسی نے اس آخری زمانہ کیلئے مجھے مسیح موعود کیا۔ اُس نے مجھے بتلایا کہ سچ یہی ہے کہ یسوع ابن مریم نہ خدا ہے نہ خدا کا بیٹا ہے اور اُسی نے میرے ساتھ ہمکلام ہو کر مجھے یہ بتلایا کہ وہ نبی جس نے قرآن پیش کیا اور لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا وہ سچا نبی ہے۔ اور وہی ہے جس کے قدموں کے نیچے **نجات** ہے اور بجز اسکی متابعت کے ہرگز ہرگز کسی کو کوئی نور حاصل نہیں ہوگا اور جب میرے خدا نے اُس نبی کی وقعت اور قدر اور عظمت میرے پر ظاہر کی تو مَیں کانپ اُٹھا اور میرے بدن پر لرزہ پڑ گیا کیونکہ جیسا کہ حضرت عیسٰی مسیح کی تعریف میں لوگ حد سے بڑھ گئے یہاں تک کہ اُن کو خدا بنا دیا۔ اسی طرح اس مقدس نبی کا لوگوں نے قدر شناخت نہیں کیا جیسا کہ حق شناخت کرنے کا تھا اور جیسا کہ چاہئے لوگوں کو اب تک اسکی عظمتیں معلوم نہیں وہی ایک نبی ہے جس نے **توحید** کا تخم ایسے طور پر بویا جو آج تک ضائع نہیں ہوا۔ وہی ایک نبی ہے جو ایسے وقت میں آیا جب تمام دنیا بگڑ گئی تھی اور ایسے وقت میں گیا جب ایک سمندر کی طرح توحید کو دنیا میں پھیلا گیا۔ اور وہی ایک نبی ہے جس کے لئے ہر ایک زمانہ میں خدا اپنی **غیرت** دکھلاتا رہا ہے اور اس کی تصدیق اور تائید کے لئے ہزارہا معجزات ظاہر کرتا رہا۔ اسی طرح اس زمانہ میں بھی اس پاک نبی کی بہت توہین کی گئی اس لئے خدا کی غیرت نے جوش مارا

اور سب گذشتہ زمانوں سے زیادہ جوش مارا اور مجھے اُس نے مسیح موعود کر کے بھیجا تا کہ
مَیں اُس کی نبوت کیلئے تمام دنیا میں گواہی دوں اگر مَیں بے دلیل یہ دعویٰ کرتا ہوں تو
جھوٹا ہوں لیکن اگر خدا اپنے نشانوں کے ساتھ اس طور سے میری گواہی دیتا ہے کہ
اس زمانہ میں مشرق سے مغرب تک اور شمال سے لیکر جنوب تک اسکی نظیر نہیں تو
انصاف اور خدا ترسی کا مقتضا یہی ہے کہ مجھے میری اس تمام تعلیم کے ساتھ قبول کریں
خدا نے میرے لئے وہ نشان دکھائے کہ اگر وہ اُن اُمتوں کے وقت نشان دکھلائے
جاتے جو پانی اور آگ اور ہوا سے ہلاک کی گئیں تو وہ ہلاک نہ ہوتیں مگر اس زمانہ کے
لوگوں کو مَیں کس سے تشبیہ دوں وہ اُس بدقسمت کی طرح ہیں جسکی آنکھیں بھی ہیں پر دیکھتا
نہیں اور کان بھی ہیں پر سُنتا نہیں اور عقل بھی ہے پر سمجھتا نہیں ہیں ان کیلئے روتا ہوں
اور وہ مجھ پر ہنستے ہیں اور مَیں اُن کو زندگانی کا پانی دیتا ہوں اور وہ مجھ پر آگ
برساتے ہیں خدا میرے پر نہ صرف اپنے قول سے ظاہر ہوا ہے بلکہ اپنے فعل کے ساتھ
بھی اُس نے میرے پر تجلّی کی اور میرے لئے وہ کام دکھلائے اور دکھلائیگا کہ جب تک
کسی پر خدا کا خاص فضل نہ ہو اس کیلئے یہ کام دکھلائے نہیں جاتے ۔ لوگوں نے
مجھے چھوڑ دیا لیکن خدا نے مجھے قبول کیا۔ کون ہے جو ان نشانوں کے دکھلانے
میں میرے مقابل پر آسکتا ہے۔ مَیں ظاہر ہوا ہوں تا خدا میرے ذریعہ سے ظاہر ہو۔
وہ ایک مخفی خزانہ کی طرح تھا مگر اب اُس نے مجھے بھیجکر ارادہ کیا کہ تمام دہریوں اور

اور بے ایمانوں کا منہ بند کرے جو کہتے ہیں کہ خدا نہیں۔ مگر اے عزیزو! تم جو خدا کی طلب میں لگے ہوئے ہو مَیں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ سچا خدا وہی ہے جس نے قرآن نازل کیا۔ وہی ہے جس نے میرے پر تجلّی کی اور جو ہر دم میرے ساتھ ہے۔

اے پادری صاحبان!

میں آپ لوگوں کو اُس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے مسیح کو بھیجا اور اس محبت کو یاد دلاتا ہوں اور قسم دیتا ہوں جو آپ لوگ اپنے زعم میں حضرت یسوع مسیح ابن مریم سے رکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ ضرور میری کتاب حقیقۃ الوحی کو اوّل سے آخر تک حرف حرف پڑھ لیں اور اگر کوئی صاحب اہل علم سے نیک نیتی سے میری کتاب حقیقۃ الوحی اس شرط کے ساتھ طلب کرینگے اور قسم کھائیں گے کہ ہم اس کتاب کو اوّل سے آخر تک غور سے دیکھیں گے تو میں وہ کتاب مفت اُنکو بھیجدونگا۔ اور اگر اس سے تسلّی نہیں ہوگی تو مَیں اُمید رکھتا ہوں کہ خدا کوئی اور نشان دکھائیگا کیونکہ اُس کا وعدہ ہے کہ میں اس زمانہ پر اپنی حجت پوری کروں گا۔ اب مَیں ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خدا طالب حق کے ساتھ ہو۔ آمین۔

خاکسار

میرزا غلام احمد مسیح موعود

از قادیان ضلع گورداسپور — ۲۰ مارچ ۱۹۰۷ء